اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسکو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقبول فرمایا ہے
صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں

تذکرۂ مشائخِ چشتیہ صابریہ

اِقتباسُ الانوار

زمانۂ تالیف سنہ ۱۱۳۰ھ

تالیف

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

marfat.com

کتاب ہذا کے متعلق بشارت نبوی ﷺ صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں

تذکرۂ مشائخِ چشتیہ صابریہ

اِقتباسُ الانوار

زمانۂ تالیف ۱۱۳۰ھ

تالیف

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... اقتباس الانوار

مترجم .... مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی

.... اللہ آباد ضلع رحیم یار خان۔ فون نمبر ۸۷

اشاعت .... محرم الحرام ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۳ء

تعداد .... پانچ صد (۵۰۰)

طباعت .... حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور

ناشر .... ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

marfat.com

تعارف

اِس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اِسکو حضور رسول مقبول سُرورِ کائنات فخرِ موجودات، حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرفِ قبولیت اِن الفاظ میں بخشا ہے :-

"تم نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت
عجیب و غریب اَحوال و اسرار درج کیئے ہیں ہم تمہاری
کتاب کو مقبول کرتے ہیں" (اس خواب کی تفصیل صـ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

اِسکے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحۂ قبولیّت کتاب پڑھا اور نور سبز کی ایک دھاری دار چادر بطور انعام عطا فرمائی - اسکے بعد خلفائے راشدین اور حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رح اور خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رح اور تمام اولیائے کرام جو اس مجلس میں موجود تھے سب نے یکے بعد دیگر کتاب ملاحظہ فرمائی اور اس فقیر کو شرفِ قبولیّت بخشا - جب اِس حالتِ کشف سے افاقہ ہوا تو سارا مکان عطر و عنبر کی خوشبو سے معطر پایا - اور سجدۂ شکر ادا کیا - نیز اس کتاب کا آغاز بھی حضرت غوث الثقلین رح اور حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی رحمہُما کے اشاراتِ باطن سے ہوا - حضرت خواجہ غلام فریدؒ ساکن کوٹ مٹھن اپنے ملفوظات مقابیس المجالس میں فرماتے ہیں کہ یہ بادشاہ کتاب ہے اور ایک بلند مقام ولی اللہ کی لکھی ہوئی ہے - ہمارے شیخ حضرت مولانا سیّد محمد ذوقی شاہ قدس سرہٗ بھی اِس کتاب کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے اور سفر و حَضر میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے - جب یہ احقر اجمیر شریف میں بیعت سے مشرف ہوا تو یہ کتاب دیکر فرمایا کہ اِسے پڑھو - اسکے بعد حضرت شیخ کے خلیفۂ اوّل و اکبر حضرت شاہ شہید اللہ فریدیؒ نے جو برطانوی الاصل تھے اور کشف المحجوب کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا - اس احقر کو یہ کتاب ترجمۂ اردو کیلئے عطا فرمائی جس کا نتیجہ قارئین کرام

marfat.com

کے سامنے ہے فللہ الحمد ۔ اس کتاب میں مشائخ چشتیہ صابریہ علیہم الرحمہ کے ایسے احوال و مقامات اور اسرار باطن بیان کیئے گئے ہیں کہ پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ اس بلند پایہ کتاب کے اندر جو محیر العقول حالات وکوائف بیان کیئے گئے انکو پڑھ کر عوام کو خواص کا اور خواص کو اولیاء اللہ کا درجہ ملیگا ۔ اور اولیاء اللہ اسے پڑھیں تو بلند تر مقامات حاصل ہوں گے ۔

اِس کتاب سے یہ بھی ظاہر ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت شیخ جلال الدین کبیر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اور پھر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خلفاء حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے ذریعے موجودہ پاکستان کے صوبجات پنجاب و سرحد کو ساتویں ہجری سے نورِ اسلام سے منوّر کر چکا تھا ۔ اسکے بعد بارھویں صدی ہجری میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے اعاظم خلفاء حضرت خواجہ محمدؐ عاقل رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت خواجہ نور محمد نارووالہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور انکے خلفاء کے ذریعے پنجاب ، سرحد ریاست بہاولپور ، سندھ اور بلوچستان میں اسقدر پھیلا کہ ان علاقوں کو نورٌ علیٰ نور کر دیا ۔ یہ اِن حضرات کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان کے لوگ اولیاء اللہ کے گرویدہ اور روحانیت اِسلام سے مالا مال ہیں اور تبلیغِ اسلام میں پیش پیش ہیں ۔ (مترجم)

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ چشتیاں ہرگز نمیرد

marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
مقدمہ از مصنف کتاب	۲۹	اولیاء کرام کے ملفوظات قلمبند	۴۶
کتاب ہذا کے متعلق بشارت نبویؐ	〃	کرنے کے برکات	
مقدمہ کتاب	۳۰	اشاراتِ القاب، جواز خرقہ	۴۷
اقتباس اوّل، اقتباس دوم	۳۱	خلافت و فقر	〃
اقتباس سوم، اقتباس چہارم	۳۲	خلفائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۴۸
وجہ تسمیہ کتاب	۳۳	پہلا سلسلہ	〃
مقدمہ	۳۵	دوسرا سلسلہ، تیسرا سلسلہ	۴۹
اقسام اتباع نبویؐ	〃	چوتھا سلسلہ، پانچواں سلسلہ	۵۰
اتباع ظاہر و باطن	〃	چھٹا سلسلہ، ساتواں سلسلہ	۵۲
مرتبۂ نبوت، مرتبہ ولایت	〃	آٹھواں سلسلہ	〃
شیخ اکبر اور شیخ علاؤالدولہ کے	۳۶	نانواں سلسلہ، دسواں سلسلہ	۵۳
درمیان نزاع لفظی تھا	〃	گیارہواں سلسلہ	۵۴
اعتبارات وجود	〃	بارہواں سلسلہ، تیرھواں سلسلہ	۵۵
صراط مستقیم کیا ہے۔	۳۸	چودہواں سلسلہ۔ دیگر اضافی	۵۶
طبقات صوفیاء	۴۱	بارہ سلسلوں کے بیان میں	۵۷
سالک اپنے شیخ کے مذہب پر		پہلا سلسلہ قادریہ و غوثیہ	〃
ہوتا ہے اور یہی صراط مستقیم ہے	۴۳	دوسرا سلسلہ یسویہ،	۵۸
صراط مستقیم تصوّف ہے۔	۴۴	تیسرا سلسلہ نقشبندیہ	〃
الصوفی لا مذہب لہ	۴۵	لفظ نقشبند کی وجہ تسمیہ۔	۶۰

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
چوتھا سلسلہ نوریہ، پانچواں سلسلہ خضرویہ	٦١
چھٹا سلسلہ شطاریہ عشقیہ	//
حضرت شیخ عبداللہ شطاریؒ کی حضرت شیخ حسام الدین مانکپوریؒ سے ملاقات	٦٢
حضرت شیخ حسام الدین کا جواب	//
ساتواں سلسلہ حسنیہ بنجاریہ	٦٣
آٹھواں سلسلہ زاہدیہ، نانواں سلسلہ انصاریہ	٦٤
	//
دسواں سلسلہ صفویہ	//
گیارھواں سلسلہ عیدروسیہ	٦٥
بارھواں سلسلہ قلندریہ	//
نور اوّل، در ذکر رسالت پناہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	٧٠
تولد مبارک	٧١
والد ماجد کی وفات، واقعہ شق صدر	//
وفات والدہ ماجدہ، وفات حضرت عبدالمطلب	٧٢
	//
سفر شام، ظہور ملائکہ، عقد نکاح	//
تعمیر کعبہ میں شرکت، نزول وحی	//
غار حرا میں خلوت	٧٣
آغاز نبوت، نزول وحی، معراج،	٧٤
بیعت العقبہ، ہجرت،	//

مضمون	نمبر صفحہ
عادات و خصائل۔	٧٥
حلیہ مبارک	٧٦
معجزات، ابوجہل کا اپنے کھودے ہوئے کنوئیں میں گرنا۔	٧٧
دانہ خرما سے چشمہ شہد جاری ہونا	٧٩
دانہ گوہر بن گیا، وصال پُر ملال	٨٠
تجہیز و تکفین،	//
ازواج مطہرات، اولاد امجاد	٨٢
نور دوم در ذکر خلفاء الراشدین	٨٤
رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین	//
حضرت ابوبکر صدیقؓ، نسب،	//
قبول اسلام	//
صدیقؓ کا جگر سوختہ	٨٥
لقب صدیق کی وجہ تسمیہ،	//
لقب عتیق کی وجہ تسمیہ	//
معنیٔ خلافت، آپکی خلافت	٨٦
میں قدرے اختلاف، جمع قرآن	//
حق تعالیٰ کی طرف سے خلفاء	٨٧
الراشدین کے لئے تحفہ	//
الخلفاء الراشدین کے متعلق	٨٨
حضرت ابوذر غفاریؓ کا	//
مکاشفہ	//

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
ایک رافضی مسخ ہوگیا۔	۸۸
وصال پُر ملال، ازواج واولاد	۹۰
ذکر حضرت عمر ابن الخطابؓ، خلافت	۹۱
مشرف باسلام ہونا، فضائلِ عمرؓ	۹۲
کرامات	۹۴
وصال پُر ملال	۹۵
مدتِ عمر و تاریخ وصال،	۹۶
ازواج واولاد	〃
حضرت عثمان بن عفانؓ، نام ونسب	۹۸
خلافت	〃
مہر نبوت کا چاہ میں گر جانا، جمع قرآن	۹۹
شانِ امارت میں عجز وانکسار،	۱۰۰
آپ کا جود وکرم	〃
کرامات، شہادت	۱۰۱
مدتِ خلافت و مدت عمر	۱۰۲
آل و اولاد	۱۰۳
ذکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ،	۱۰۴
نسب وولادت	〃
تفویض خرقۂ معراج	۱۰۵
فضائل و مراتب	۱۰۷
کرامت طے الوقت، زمین کا گویا ہونا	۱۰۸
حضرت علیؓ کو بُرا کہنے کی شامت	〃
حضرت عثمانؓ و علیؓ کو برا کہنے	۱۰۹
کی سزا	〃
بدگوئی کی مزید سزا، مزید	۱۱۰
بدگوئی اور سزا	〃
سرور کائناتﷺ اور حضرت علیؓ	〃
پر یکساں تجلی الٰہی	〃
حضرت علیؓ کی روحانیت سے	۱۱۲
حضرت سلمان فارسیؓ کی امداد	〃
حضرت علیؓ کے آخری خلیفہ	۱۱۳
ہونے میں حکمت۔	〃
خواجہ اویس قرنیؓ کی بیعت اور	۱۱۴
شہادت، ذوق شہادت	〃
خلفاء	۱۱۶
مدتِ عمر وخلافت، ازواج	۱۱۷
و اولاد	〃
نور سوم در ذکر آئمہ معصومین	۱۱۸
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین	〃
امام ابو محمد حسنؓ بن علی ابن ابی طالبؓ	〃
خلافت سے دستبرداری	۱۱۹
حضرت امیر معاویہؓ	۱۲۱
امیر المؤمنین حضرت امام ابو عبداللہ حسینؓ	۱۲۲
یزید کے ساتھ جنگ	۱۲۵

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
شہادت	۱۲۶
معاویہ بن یزید	۱۲۷
حضرت امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ	۱۲۹
بن علیؓ، ولادت	″
خلافت، لقب زین العابدین کی	۱۳۰
وجہ تسمیہ	″
کرامات وکمالات	۱۳۱
وصال، اولاد امجاد	۱۳۲
حضرت امام محمد باقرؓ بن امام زین العابدینؓ	۱۳۳
کرامات وکمالات	″
علم غیب، جنات کا حاضر خدمت ہونا	۱۳۴
حضرت جابر صحابیؓ سے ملاقات	″
وصال، اولاد	۱۳۵
حضرت امام جعفر صادقؓ، ولادت	۱۳۶
باسعادت	″
نسبت طریقت، کرامات وکمالات	۱۳۷
اژدہا کا محافظ ہونا۔	۱۳۸
معجزۂ ابراہیمی۔	۱۴۱
اولاد۔	۱۴۲
حضرت امام ابوالحسن موسیٰ کاظمؓ	۱۴۴
بن امام جعفر صادقؓ	″
کمالات وکرامات	″

مضمون	نمبر صفحہ
وصال پر ملال، اولاد امجاد	۱۴۷
حضرت امام ابوالحسن علی رضاؓ	۱۴۸
بن امام موسیٰ کاظمؓ	″
ولادت باسعادت	″
خواب کی تعبیر، چڑیا کا ہمکلام ہونا	۱۴۹
آپ کا سندھی زبان میں کلام فرمانا	۱۵۰
اور ایک لمحہ میں عربی سکھانا	″
مامون الرشید کی عقیدت مندی	۱۵۱
اور انحراف اور قتل	″
حضرت امام ابوجعفر محمد تقیؓ بن	۱۵۳
امام علی رضاؓ، پیدائش وکرامات	″
وصال	۱۵۵
حضرت امام ابوالحسن علی الہادیؓ بن محمدؓ	۱۵۶
شیر کی تصویر کا زندہ ہو جانا۔	۱۵۷
وصال	۱۵۸
حضرت امام ابومحمد حسن عسکریؓ بن علیؓ	۱۵۹
وصال	۱۶۲
حضرت امام ابوالقاسم محمد بن	۱۶۳
حسن مہدیؓ	″
شاندار ولادت	″
امام موصوف کے قتل سے خلیفہ	۱۶۵
معتمد عاجز آگیا۔	″

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
کیا امام مہدی موعود وہی امام محمد بن امام حسن عسکری ہوں گے۔	۱۶۵
غوث الاعظم سیدنا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانیؒ شجرۂ نسب۔	۱۶۸
وطن مبارک۔	۔۔
ولادت باسعادت	۱۶۹
والدہ کے شکم میں ظہور کرامت	۱۷۰
سنِ ولادت، ایامِ طفولیت میں پرواز	۱۷۱
والدہ ماجدہ کا اسم گرامی۔	۱۷۲
حلیہ وعادات وفضائل، امراء اور شاہان سے سلوک	۱۷۵
تربیت لطائف، خلافت تصوف	۱۷۸
حضرت خضر علیہ السلام سے تربیت	۔۔
غار حرا میں بارہ سال سلطان الاذکار میں مشغولی۔	۱۷۹
بلندی مقامات، خرقہ ہائے خلافت۔	۔۔
مادر زاد ولی۔	۱۸۰
آپ کا مجاہدہ۔	۱۸۱
ریاضات ومجاہدات۔	۱۸۳
لقب محی الدین کی وجہ تسمیہ، شیخ منصورؒ کے متعلق حضرت شیخ کا فرمان۔	۱۸۴
کرامت، کرامت۔	۱۸۵
آپ کا مذہب شافعی تھا یا حنبلی۔	۱۸۷
تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر آپ کا قدم	۱۹۰
شیخ صنعان کا انکار اور سزا۔	۱۹۵
حضرت اقدس کے گیارہ اسماء کا ورد برائے حاجت براری	۱۹۹
اسمی کا اسم الاعظم	۲۰۰
زیارت سرور دو عالمؐ، قضا حاجت کیلئے حضرت اقدس کا دوگانہ۔	۲۰۱
نیت دوگانہ، ختم قادریہ،	۲۰۲
کشائش رزق کے لئے	۲۰۳
توشۂ حضرت غوث الاعظمؒ۔	۲۰۴
تا قیامت مریدین کی بخشش۔	۲۰۵
بہشت کا پروانہ	۲۰۶
مدت سے محترق شدہ برات کو زندہ کرانا۔	۲۰۸
ٹوپی کا اثر۔	۲۰۹
وصال، آل واولاد	۲۱۱
اقتباس دوم در ذکر مجمل از احوال حضرت خواجہ امام حسن بصریؒ۔	۲۱۵

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
نور اوّل، حضرت خواجہ امام حسن بصریؒ	۲۱۵
خرقۂ معراج	۲۱۷
حسب ونسب	۲۱۸
ولادت، صحابہ کرام سے ملاقات۔	۲۱۹
آپ کی توبہ کا واقعہ	//
ذوقِ سماع۔	۲۲۰
حضرت علیؓ کا بصرہ میں تمام منبر توڑ دینا	۲۲۱
مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون ہے۔	//
کنوئیں میں پانی کا جوش مارنا۔	۲۲۲
ہر روز بصرہ سے مکہ آنا۔	//
آپ کے خلفاء، کرامات، وصال۔	۲۲۴
ذکر حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ	۲۲۶
آپ کا پُراسرار غلام	//
کرامت، کرامت	۲۲۸
ذوقِ شہادت وانعام	۲۲۹
خلفاء	۲۳۱
حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ	۲۳۳
بیعت۔	۲۳۴
امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ	۲۳۵
سے خلافت	//
خلیفہ ہارون الرشید کا حاضر خدمت ہونا	۲۳۷
اقوال زریں، خلفاء	۲۳۸

مضمون	نمبر صفحہ
وصال	۲۳۹
حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ۔	۲۴۰
ولادت باسعادت۔	۲۴۵
سبب ترک، امام باقر رضی اللہ	۲۴۶
عنہ سے خلافت۔	//
حضرت خواجہ اویس قرنی کے خلفاء سے خلافت	۲۴۷
امام ابوحنیفہؒ سے صحبت	//
سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ	//
کا قول	//
آپ کے مجاہدات، مکہ مکرمہ	//
میں سکونت۔	//
اسم اعظم سے آگاہی، حقیقت	۲۴۸
اسم اعظم	//
اسم اعظم اور صاحب مراۃ الاسرار	//
کا اپنا تجربہ	//
سفر حج میں ہر قدم پر دوگانہ،	۲۴۹
اولاد	//
آسمان سے دو طبق طعام	۲۵۰
نازل ہونا	//
سانپ کا رخِ انور سے مکھیاں	۲۵۱
اڑانا	//
کنوئیں سے پانی کی جگہ ڈول	//
میں مروارید بھر جانا	//

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
وصال اور خلفاء	۲۵۲
حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ، خرقۂ	۲۵۴
خلافت، سبب ارادت	؍؍
حصول مقامات، آنحضرتؐ کا وعدۂ جنت	۲۵۵
بے ادبی کرنے والے زندہ جل گئے۔	۲۵۶
وصال۔	۲۵۷
حضرت خواجہ ہبیرہ البصری قدس سرہٗ	۲۵۸
قطع حجابات ظلماتی و نورانی و حصول	۲۵۹
فنائے مطلق	؍؍
وصال	۲۶۲
حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری	۲۶۳
قدس سرہٗ	؍؍
اولیاء وقت کی زیارت	؍؍
عبادات، ریاضات و عادات	۲۶۴
و خصائل	؍؍
ذوقِ سماع۔	۲۶۶
بت پرستوں کا ولی اللہ بن جانا۔	۲۶۷
جواز عرس و سماع۔	۲۶۸
جمع و تفرقہ کیا ہے۔	؍؍
خلفاء	۲۶۹
حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی	۲۷۰
قدس سرہٗ	؍؍
سلسلہ چشتیہ کی وجہ تسمیہ	۲۷۰
واقعہ خلافت	۲۷۱
چشتی حضرات جامع صحو و سکر ہیں	۲۷۴
وصال	۲۷۵
حضرت خواجہ ابو احمد ابدال	۲۷۷
چشتی قدس سرہٗ	؍؍
نسب، ارادت و خلافت	؍؍
آپ کے ہاتھ پہ والد کا تائب	۲۷۹
ہونا، مقام قطبیت،	؍؍
سماع میں انہماک	۲۸۰
علماء کا مناظرہ اور پھر مرید ہونا۔	۲۸۱
ذوق سماع۔	۲۸۲
وصال	۲۸۴
حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس سرہٗ	۲۸۵
والد کا وصال اور سجادگی۔	۲۸۷
شہزادہ کا حاضر خدمت ہونا۔	۲۸۹
فتح سومنات میں حضرت اقدس	۲۹۰
کا ہاتھ	؍؍
فتح سومنات	۲۹۱
مزید فتوحات	۲۹۲
خلفاء	۲۹۵
وصال	۲۹۶

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
نور سوم، حضرت خواجہ ناصر الدین	۲۹۷
ابو یوسف چشتیؒ	″
خلافت وحسب ونسب، کمال ترک	″
کرامت، شادی کا واقعہ۔	۲۹۸
کرامت، واقعہ خلافت۔	۳۰۰
شیخ شبلیؒ کا حاضر ہونا۔	۳۰۱
خواجہ جنیدؒ نے کیوں سماع سے توبہ کی	″
کرامت، سات مرتبہ سورت فاتحہ	۳۰۲
پڑھنے سے قرآن حفظ۔	″
وصال	۳۰۳
حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ	۳۰۴
مسند نشینی۔	۳۰۶
بچپن کی کرامات	۳۰۹
عجیب شکار	۳۱۰
زیارت کعبہ، ذوق سماع، مجلس سماع	۳۱۱
میں غیب ہو جانا	″
سماع میں رونے اور تبسم کرنے کی وجہ	۳۱۲
اقسام سماع۔	″
حضرت شیخ احمد جامؒ سے ملاقات	۳۱۴
علمائے بخارا کا حسد اور آپ کی فتح	۳۲۰
دریا پر چلنا۔	۳۲۲
ایک مشرک کا مسلمان ہونا۔	۳۲۳

مضمون	نمبر صفحہ
تبرک کی بے ادبی اور سزا	۳۲۳
پیر کا نورؒ، خلفاء	۳۲۴
حضرت خواجہ ابی احمدؒ	۳۲۵
حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ	″
شاہ سنجانؒ	″
حضرت شیخ ابو نصر شیکبانؒ،	۳۲۶
دیگر خلفاء، وصال	″
حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ	۳۲۸
ریاضت ومجاہدہ، ذوق سماع	″
حضرت خواجہ مودودؒ کی خدمت	۳۲۹
میں پہلی حاضری۔	″
آتش پرست کی ملازمت	۳۳۰
نذر قبول کرنے سے انکار	۳۳۱
سلطان سنجر کی آتش دوزخ	۳۳۲
سے رہائی، وصال،	″
حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ، وطن	۳۳۳
ذوق سماع، سماع کے بارے میں	۳۳۴
بادشاہ اور علماء کا مقابلہ اور فتح	″
امت کے گنہگاروں کی بخشش	۳۳۶
کا وعدہ	″
گم شدہ بچہ کا ایک لمحہ میں	۳۳۷
واپس آنا	″

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
کافروں کا مسلمان ہونا اور ولی اللہ بن جانا	۳۳۸
وصال، خلفاء	۳۴۳
نور اوّل، حضرت خواجہ بزرگؒ خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتیؒ	۳۴۴
ولادت، ارادت، خلافت	۳۴۵
حسب و نسب۔	۳۴۶
تلاش شیخ اور حضرت خواجہ عثمانؒ سے ملاقات	۳۴۷
حضرت غوث الاعظمؓ کی صحبت میں	۳۴۹
دونوں حضرات میں رشتہ داری کی روایت	۳۵۱
دونوں حضرات کے مابین اشغال کا لین دین	۳۵۲
آتش پرستوں کا ولی کامل ہونا۔	۳۵۴
حضرت خواجہ قطب الدینؒ کا بیعت ہونا	۳۵۶
عطائے خلافت و تبرکات، مدینہ میں ورود	۳۵۷
خواجہ محمد یادگارؒ کی بیعت	۳۵۸
مولانا ضیاء الدینؒ کا بیعت ہونا۔	//
غزنی میں ورود، لاہور میں آمد، دہلی میں ورود	۳۵۹

مضمون	نمبر صفحہ
ایک ہندو کا نیت بد سے آنا	۳۶۱
اجمیر میں آمد	//
حضرت خواجہ بزرگؒ پر زبردست حملہ	۳۶۴
اجیپال کا آسمان کی طرف اڑنا	۳۶۵
رائے پتھورا کا زندہ گرفتار ہونا	۳۶۸
میر سید حسین مشہدی۔	//
حضرت خواجہ بزرگؒ کی ولایت کا تصرف تمام سلاسل پر	۳۷۰
صاحب مراۃ الاسرار پر خواجۂ بزرگؒ کی عنایت	۳۷۲
ہر شب خانہ کعبہ کا طواف اور اجمیر کو واپسی۔	۳۷۳
سلسلہ چشتیہ کے مریدین کیلئے ابدی بشارت	//
حضرت خواجہ بزرگؒ پر غلبۂ استغراق	۳۷۶
حضرت غریب نوازؒ کا لنگر	//
مقامات غوثی و قطبی سے بھی اوپر جانا، اولاد امجاد	۳۷۸
مجاوران درگاہ، حقائق و معارف	۳۸۳
تاریخ وصال۔	۳۸۵
اجمیر کی وجہ تسمیہ۔	۳۸۶
مزار مبارک۔	۳۸۷

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
خلفاء، سالار مسعود غازی	۳۸۸
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ	۳۹۱
حسب ونسب	//
تعلیم وتربیت	۳۹۲
بیعت	۳۹۴
شیخ الاسلام نجم الدین صغراء کی رعونت	۴۰۲
حضرت خواجہ بزرگؒ کی حضرت بابا فرید الدینؒ	//
سے ملاقات	//
حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنجشکرؒ	۴۲۸
سلسلۂ نسب، لاہور میں ورود	۴۲۹
حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے ایک سو ایک نام	۴۳۱
پانچ زیادہ موثر اسماء، دوسرا طریقہ	۴۳۲
حضرت شیخ کے ننانوے نام	//
ولادت کے پہلے دن روزہ	۴۳۴
حضرت خواجہ قطب الاقطابؒ سے پہلی ملاقات	۴۳۵
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ	۴۳۷
سے ملاقات	//
شیخ اجل شیرازیؒ سے ملاقات	//
شیخ سیف الدین باخرزیؒ سے ملاقات	//
حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ	۴۳۸
سے ملاقات	//
حضرت خواجہ قطبؒ سے دہلی میں ملاقات	//

مضمون	نمبر صفحہ
شرف بیعت	۴۳۸
آپ گنجشکر کیسے ہوئے۔	۴۳۹
شب معراج شکر کی دعوت	۴۴۱
منجانب خواجہ گنجشکرؒ	//
حضرت خواجہ معین الدین چشتی	۴۴۴
اجمیریؒ کی زیارت	//
جوگی سے مقابلہ	۴۴۷
دوسرے جوگی کا اسلام لانا	۴۴۸
مسواک سے درخت بن جانا	۴۴۹
خاصان کیلئے عصا پر تکیہ کرنا	//
بھی خطا ہے	//
اولیائے کوہ قاف کی حاضری	۴۵۰
کوہ قاف کی سیر بذریعہ طیر	//
حضرت گنجشکرؒ کا مقام	۴۵۱
مؤلف کتاب کا کشف خواجہ	۴۵۲
گنجشکرؒ کے بلند مقام کے متعلق	//
حضرت گنجشکرؒ کے پانچ کلمات،	۴۵۵
کلمۂ اول، کلمہ دوم	//
کلمۂ سوم، کلمہ چہارم، کلمہ پنجم	//
شاہ گردیزی کی قبر سے ہاتھ نکلنا	۴۵۶
اور خواجہ گنجشکرؒ کا بند کرنا	//
صاحب مراۃ الاسرار کی توجیہہ	۴۵۷

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
شیخ جمالؒ کی نعمت سلب اور دوبارہ عطا	۴۵۷
کرامت، مریدین کیلئے مژدہ جانفزا،	۴۵۹
دیگر مژدہ جانفزا	//
اولیاء کرام کی خدمت میں دل کو خطرات	۴۶۰
سے محفوظ رکھنا چاہیئے،	//
غلام نرگس مست تو تاجدار آنند	۴۶۱
فقر و فاقہ میں قناعت کا عظیم سبق	۴۶۴
آپ کا کھانا۔	۴۶۵
ایک درویش کی حضرت اقدس نے	۴۶۶
خود خدمت کی	//
حدیث الصلوٰۃ معراج المومنین	۴۶۷
کی تصدیق حالی	//
حضرت سلطان المشائخ کا صبر و تحمل	۴۶۸
بادشاہ کی بخشش اور آپ کا استغنیٰ	۴۶۹
سماع کے متعلق آپ کا قول	۴۷۰
جو زبان سے نکلا ہو گیا۔	//
وصال پر ملال	۴۷۱
سلطان المشائخ حضرت خواجہ	۴۷۳
نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ	//
سلسلہ نسب	//
مرتبہ محبوبیت کی خوشبو	۴۷۶
حضرت محبوب الٰہیؒ کے متعلق ایک	۴۷۷
درویش کا شاندار کشف	۴۷۷
حضرت محبوب الٰہیؒ کا سماع	۴۷۸
شیخ رکن الدینؒ کے ساتھ	//
وصال پر سماع کی وصیت	۴۷۹
تاریخ ولادت، خلافت و وصال	۴۸۰
حضرت شیخ نصیر الدین بن	۴۸۱
یحییٰ چراغ دہلیؒ	//
آپ کا مقام فردِ حقیقت	۴۸۳
حضرت کا وجد	۴۸۵
مسلک ملامتیہ میں حکمت	۴۸۶
وصال، اولاد حضرت گنجشکرؒ	۴۸۸
حضرت شیخ نصیر الدین بن	//
حضرت گنجشکرؒ	//
حضرت شیخ شہاب الدینؒ،	۴۸۹
حضرت شیخ بدر الدین سلیمانؒ	//
شیخ نظام الدینؒ	۴۹۰
حضرت شیخ یعقوبؒ،	۴۹۱
دختران عالی مقام	//
حضرت شیخ علاؤ الدینؒ بن	۴۹۲
شیخ بدر الدین سلیمانؒ	//
حضرت مولانا اعز الدینؒ و	۴۹۴
خواجہ قاضیؒ	//

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
مولانا کمال الدینؒ	۴۹۴
مولانا اعز الدینؒ خواجہ ابراہیمؒ	״
خلفاء حضرت خواجہ گنجشکرؒ	۴۹۵
حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابرؒ	۴۹۷
وصال	۵۰۸
حضرت شمس الدین ترک پانی پتیؒ،	۵۱۰
بلسلہ نسب	״
مقصد براری کا مجرب ترین عمل	۵۱۱
شرف بیعت، خلافت	۵۱۲
آپ کی دعا سے قلعہ کا فتح ہونا۔	۵۱۴
ایک اور روایت	۵۱۵
حضرت شاہ بو علی قلندرؒ کا سلسلہ نسب	۵۱۶
سلسلہ طریقت	״
شیخ امام الدین ابدالؒ، شیخ بدر الدین غزنویؒ	۵۱۷
بو علی قلندرؒ کی نسبت اویسیہ	״
حضرت بو علی قلندرؒ کی نذر۔	۵۱۸
سلطان علاؤ الدین خلجی کے نام	۵۲۰
بے باکانہ رقعہ، احترام شریعت	״
آپکے مکاتیب ورسالہ، وصال	۵۲۱
کمالات وکرامات	۵۲۳
حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس سرہ	۵۲۷
حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولویؒ کی بیعت	۵۳۵

مضمون	نمبر صفحہ
امیر تیمور کا حملہ	۵۳۸
کرامات وکمالات	۵۴۰
حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ	۵۴۵
حضرت شیخ بہرامؒ حضرت شیخ	۵۴۷
نظام سناحیؒ	״
حضرت خواجہ عبد القادرؒ،	۵۴۸
حضرت شیخ زیناؒ، حضرت	״
شیخ احمد قلندرؒ	״
حضرت شیخ شہاب الدینؒ،	״
حضرت شیخ موسیٰ بہاریؒ	״
حضرت قاضی اولیاءؒ، حضرت	۵۴۹
قاضی شعیبؒ	״
حضرت شیخ حسنؒ حضرت شیخ	״
عبد الصمد سنامیؒ	״
حضرت سید محمودؒ، حضرت	״
شیخ کیناؒ، وصال	״
ذکر حضرت مخدوم شیخ احمد عبد الحق	۵۵۱
ردولویؒ	״
آپکے فرزند حضرت شیخ عارف	״
احمد عبد الحقؒ اور آپکے پوتے	״
حضرت شیخ محمد عارف احمد عبد الحقؒ	״
حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہ	״

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
شغل دائرہ حق۔	۵۵۳
شغل دائرہ حقی کا طریقہ	۵۵۴
سلسلۂ نسب	۵۵۵
والدہ کی محبت پر حق کی محبت کو ترجیح	۵۵۶
دہلی میں غلط تعلیم پہ آپکو وحشت	″
ایک شاہزادہ سے عشق	۵۵۷
بنگال کا سفر اور حضرت شیخ نور قطب عالمؒ سے ملاقات	″
ردولی شریف میں ورود، آپکا زندہ درگور ہونا	۵۵۹
چھ ماہ بعد قبر کا خود بخود کھلنا، شیخ بختیار	۵۶۰
توشۂ شیخ احمد عبدالحقؒ، توشہ دینے کا طریقہ	۵۶۳
حلِ مشکلات کا دوسرا طریقہ، اہل دنیا سگ آند۔	۵۶۴
شیخ جمال گوجرہؒ	″
شیخ کبیر جائک	۵۶۵
شیخ کمال بن شیخ کبیرؒ، دیوار کا چلنا	۵۶۶
شیخ فتح اللہ کی خانقاہ میں ورود	″
شیخ زین الدین اودھی کی خدمت میں ورود	″
قاضی کے گستاخ لڑکے نے سزا پائی	۵۶۷
ردولی میں واپسی	۵۶۸
حجرۂ جلالی وجمالی	۵۶۹
رسول اللہ صلعم کی زیارت	۵۷۱

مضمون	نمبر صفحہ
شیخ زکریا کی گستاخی اور وفات	۵۷۱
ایک شخص کی بے ادبی اور سزا سے موت	۵۷۲
حاکم ردولی کی گستاخی اور سزا	″
حملہ آور کی تباہی	۵۷۳
سلطان ابراہیم شرقی کی نیازمندی اور آپ کا استغنیٰ	″
ذوقِ سماع، آپکی دیگ میں برکت	۵۷۴
شیخ منصورؒ کے متعلق آپکی رائے	۵۷۵
شیخ نظامی کے متعلق آپکی رائے	″
وفات کے بعد زندہ ہو گئے	″
اپنی مرضی سے مرنا، مرضی سے جینا	۵۷۶
مرید کو دفن کر کے تربیت دینا	۵۷۸
ایک ہی نظر سے کام بن گیا۔	″
اصحاب قبور کا تصرف	۵۸۳
وصال	۵۸۴
حضرت مخدوم شیخ عارف قدس سرہ	۵۸۵
العلم حجاب الاکبر کے مختلف معانی	۵۸۶
شادی مبارکباد دی	۵۸۷
حضرت شیخ محمد ابن شیخ عارف ردولوی قدس سرہ	۵۹۱
حضرت شیخ شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی بیعت کا واقعہ	″

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
رسم کتخدائی۔	۵۹۲
شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی خلافت	۵۹۴
وصال	۵۹۵
اقسام برزخ	۵۹۶
شیخ پیرؒ، شیخ منصورؒ، حضرت شیخ عالم	۵۹۷
ابن منصورؒ	″
حضرت شیخ عبدالرحمٰن قدوائیؒ	″
کمالات حضرت مخدوم پیر بن شیخ بڈھؒ	۵۹۸
حضرت شیخ ابومحمد صوفیؒ، حضرت	″
شیخ قطب الدینؒ	″
اپنی عمر سے بیس سال رحمت خان کو	۵۹۹
عطا کرنے کا واقعہ	″
حضرت مخدوم حمیدالدینؒ	″
اقتباس چہارم	۶۰۲
حضرت شاہ عبد قدوس گنگوہی الحنفیؒ	″
حضرت اقدس کی نسبت اویسیہ	۶۰۳
خلافت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ	۶۰۴
خلافت سلسلہ چشتیہ نظامیہ	″
خلافت سلسلہ عالیہ سہروردیہ و قادریہ	″
سلسلہ نسب، حضرت شیخ صفی الدین حنفیؒ	″
حضرت شیخ اسماعیلؒ بن شیخ صفی الدینؒ	۶۰۹
کی حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ سے ملاقات	″

مضمون	نمبر صفحہ
آواز حق حق کی راہنمائی	۶۰۷
حضرت شیخ فخرالدینؒ، پچاس	۶۰۸
سال تک پانی نہ پیا۔	″
بچپن کی نیک عادات	″
ایک مجذوب سے ملاقات	۶۱۰
دوسرے مجذوب سے ملاقات	۶۱۱
خدمت شیخ، حضرت اقدس	۶۱۳
کا لباس	″
گدڑی کی مغفرت	۶۱۴
آپ کا تقویٰ، ریاضت و	۶۱۵
مجاہدہ، نوافل میں مراقبہ	″
اشغال و مراقبات، صلوٰۃ	۶۱۶
معکوس	″
سلطان الاذکار کا غلبہ	۵۱۷
سلطان ذکر کا طریقہ	۶۲۲
سلطان ذکر کی دوسری مثال	۶۲۳
غار حرا میں آنحضرتؐ کا اسی	۶۲۴
آواز کو سننا	″
دید و شنید میں اختلاف	۶۲۵
آپکو دنیا داروں سے بدبو	۶۲۶
آتی تھی	″
گھر جلتا چھوڑ کر چلے گئے، ریاضت و مجاہدہ	۶۲۷

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
جبرائیلؑ کا کتاب پیش کرنا	۶۲۸
سماع میں شدید محویت	۶۲۹
آپکی نظر کرم سے سود خوار کا حسن خاتمہ	۶۳۰
غیب سے شعر کا دوسرا مصرعہ وارد ہوا	//
مشائخ عظام اور سرور کائناتؐ کے	۶۳۱
حکم سے مسند نشینی	//
ردولی سے شاہ آباد اور وہاں گنگوہ میں قیام	//
جوگی کا سات سو چیلوں سمیت مسلمان ہونا	۶۳۲
ستر حال کے باوجود کرامات کا ظہور	۶۳۴
حضرت شیخ کی نگاہ باطن	//
کرامت سے چھوٹا شہتیر بڑا ہوگیا۔	۶۳۵
مالیخولیا کا غیبی علاج	۶۳۶
سلب مرض	۶۳۷
کیا مشائخ چشت کرامات سے اجتناب	۶۳۸
کرتے تھے۔	//
کرامات دیگر، کرامت دیگر	۶۳۹
قیدی کی رہائی، شیخ خضر عرف شیخ خان	۶۴۰
مقام فنا فی الرسول کے علامات	۶۴۳
خلق خدا سے فرار	۶۴۵
حضرت اقدس کا مختلف مقامات پر	۶۴۶
نظر آنا	//
آنحضرتؐ کا خواب میں علم قرأت سکھانا	//

مضمون	نمبر صفحہ
حضرت سلطان المشائخ کی	۶۴۷
آپ پر خاص توجہ	//
آپ کا بدخواہ خود خراب ہوا	//
نماز جمعہ میں رقص و مستی	۶۴۸
کشف قبور کی اعلیٰ صورت،	۶۵۰
حضرت اقدس کا گرفتار ہونا	//
تفویض مرتبہ قطبیت کبریٰ	۶۵۱
حضرت اقدس کی نسبت	۶۵۲
اعتدال، اقسام منتہی	//
معراج کی بلندیوں سے واپس	۶۵۴
آنے کیلئے نبوت کی طاقت ضروری ہے	//
آپ کا مقام لاتعین	//
اثبات وحدت الوجود	۶۵۵
توحید وجودی	۶۵۸
توحید شہودی، اقسام صوفیہ	۶۵۹
اہل توحید، فرقہ عینیہ	//
فرقہ عدمیہ، فرقہ ظلیہ	۶۶۰
محجوب، موحد اور محقق	۶۶۱
وجود حقیقی اور وجود ظلی میں	//
فرق کے وجوہات	//
ایک بڑے عالم کو وحدت الوجود	۶۶۲
کا قائل کر کے مرید بنالیا۔	//

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
لوگ زمین کا پانی روکتے ہیں۔ مردان خدا	۶۶۴
آسمان کا پانی روکتے ہیں۔	//
وصال	۶۶۶
حضرت اقدس کی اہلیہ محترمہ رابعۂ	۶۶۷
وقت تھیں۔	//
اولاد امجاد، حضرت شیخ رکن الدین رح	۶۶۸
حضرت شیخ عزیز اللہ رح	۶۶۹
حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری فاروقی رح	۶۷۰
حضرت شیخ عبدالغفور اعظم پوری رح	//
دیگر خلفاء	۶۷۲
حضرت شیخ جلال الدین محمود فاروقی	۶۷۳
تھانیسری رح	//
بیعت ہونے کا واقعہ۔	۶۷۵
تلقین اذکار و مشاغل اور انکے اثرات	۶۷۶
شغل سہ پایہ اور شغل بہو نکم کی تلقین	۶۷۸
حضرت شیخ عبدالرحمٰن کا ایک خط	۶۷۹
حضرت قطب العالم کی خدمت میں	//
دوسری واردات	۶۸۰
حضرت قطب العالم کا جواب	۶۸۱
حضرت قطب العالم کے ایک اور	۶۸۲
مرید شیخ عبدالشکور کے واردات	//
حضرت شیخ جلال الدینؒ کی واردات	//

مضمون	نمبر صفحہ
حضرت اقدس کا جواب،	۶۸۳
شیخ عبدالرحمٰن کا ایک اور کشف	//
حضرت اقدس کا جواب	//
شیخ منور کا واقعہ، حضرت	۶۸۴
اقدس کا جواب	//
ہمہ دانی میں ہیچمدانی کا شکوہ	۶۸۵
حضرت شیخ کا جواب باصواب	//
تعمیل ارشاد و مشاہدہ	۶۸۶
آزمائش کی ایک روایت۔	۶۸۷
اکبر بادشاہ کا سوال اور آپکا جواب	۶۸۸
بادشاہ کا دوسرا سوال اور	۶۸۹
اس کا جواب	//
فیضی کا سوال اور حضرت کا جواب	//
بیربل کا سوال اور جواب	۶۹۰
حضرت شاہ کمال کیتھلی سے	//
ملاقات اور سوال و جواب	//
حضرت اقدس کا رقص اور	۶۹۱
روحانیت رسول اللہ کا	//
موجود ہونا	//
ایک نظر سے کام بن گیا لیکن	۶۹۲
مرگیا	//
شاہ قمیص کی فیضیابی، غلبہ استغراق	//

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
حضرت اقدس کی تصانیف و بیان اسرار و رموز	۶۹۲
ذکر معنوی یعنی ذکر ذات یا ذکر مشاہدہ	۶۹۳
تعطیل حواس کی دو صورتیں۔	″
آداب مشائخ	۶۹۴
وصال، خلفاء	۶۹۷
حضرت شیخ نظام الدین بلخی فاروقی تھانیسریؒ	۶۹۸
تصانیف	″
آپ کے اور ابن عربی کے معارف میں فرق	۶۹۹
شرح لمعات مکی و مدنی	″
مجاہدہ میں مشاہدہ۔	۷۰۱
حدیث "اول ما خلق اللہ القلم" کے معنی	۷۰۴
آیات قرآن سے حبس دم کا ثبوت	۷۰۵
ترک وطن	۷۰۷
ایک کرامت	۷۰۸
حاسدین کی بغاوت اور حضرت شیخ کی کرامت	۷۱۲
علم کیمیا کو ٹھکرا کر علم توحید عطا کیا۔	۷۱۳
مردہ زندہ ہوگیا پھر اسے کو ولایت دیکر مقتدائے علماء کردیا۔	۷۱۴
شغل جبرائیلیہ کی تلقین	۷۱۶
وصال، اولاد، خلفاء	۷۱۸

مضمون	نمبر صفحہ
ذات احدیت میں کب فنا حاصل ہوتی ہے۔	۷۱۹
شیخ ولی محمد نارنولیؒ	″
حضرت شیخ پاینده بنوریؒ	″
ذکر سے شہر کے دروازے کھل جاتے تھے	۷۲۰
ذکر سے درخت بھی گرنے لگے۔	″
حضرت سید اللہ بخش لاہوریؒ	۷۲۱
رویت کا مطلب	۷۲۳
اقسام رویت	۷۲۴
حضرت شیخ آدم بنوریؒ	۷۲۵
سید اللہ بخش کی قطب مدار سے ملاقات	۷۲۶
آیات کے معانی کا جلوہ گر ہونا	″
شیخ محمد مرزا، شیخ عبدالکریم لاہوریؒ	۷۲۷
حضرت شیخ اللہ داد لاہوریؒ	″
اور حضرت شیخ دوست محمد صوفی لاہوریؒ	″
حضرت شیخ مصطفیٰ، حضرت شیخ عبدالفتاحؒ	″
حضرت شیخ عبدالرحمن کشمیریؒ	۷۲۸
حضرت شیخ سید قاسم برہانپوریؒ	″

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
حضرت قاضی عبدالحیؒ، حضرت شیخ محمد صادقؒ	۴۲۸
حضرت شیخ فتحیؒ	″
نور دوئم، حضرت شیخ ابوسعید گنگوہیؒ	۴۲۹
ایک ہی نظر سے کام بن گیا۔	۴۳۰
اقسام انوار	۴۳۱
حصول خلافت و ولایت کبریٰ	۴۳۵
حضرت شیخ محمد صادق کا مرید ہونا	۴۴۱
مجاہدات کا ادنیٰ نمونہ	۴۴۲
ایک عجیب وغریب مشاہدہ	۴۴۳
خلفاء حضرت شیخ محمد صادق گنگوہیؒ	۴۴۴
حضرت شیخ ابراہیم رامپوریؒ	″
حضرت شیخ محب اللہ صدیقی صدرپوریؒ	۴۴۵
اقسام خلافت، خلافت اصالت	۴۴۷
خلافت اجازت، خلافت اجماعی، خلافت وراثت	″
خلافت حکمی، خلافت تکلیف، خلافت اویسی	۴۴۸
خلافت کونسا مقام طے کرنے کے بعد مل سکتی ہے	″
	″
خلافت کی دو اور قسمیں،	۴۴۹
خلافت مستقل، خلافت نیابت	″
خلافت کی مزید دو اقسام	۴۵۰

مضمون	نمبر صفحہ
خلافت صغریٰ، خلافت کبریٰ	۴۵۰
طریق عطائے خلافت	″
چہار حروف خرقہ کا مطلب	۴۵۱
کتاب اسولہ واجوبہ یعنی	۴۵۳
سوالات وجوابات	″
پہلا سوال، جواب	″
دوسرا سوال، تیسرا سوال،	۴۵۴
جواب، چوتھا سوال، جواب	″
پانچواں سوال، جواب،	۴۵۵
چھٹا سوال، جواب	″
ساتواں سوال، جواب، آٹھواں	۴۵۶
سوال، جواب، نانواں سوال	″
جواب، دسواں سوال، جواب	۴۵۷
گیارہواں سوال، جواب	۴۵۸
بارہواں سوال، جواب،	۴۵۹
تیرہواں سوال، جواب	″
چودہواں سوال، جواب	″
پندرہواں سوال، جواب	۴۶۰
سولہواں سوال، جواب	″
سترھواں سوال، جواب،	۴۶۱
اٹھارہواں سوال جواب	″
پہلا سوال، جواب	۴۶۲

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
طریقہ قادریہ اور چشتیہ میں ابتداء وانتہاء	۷۶۳	افلاطون کے مابین گفتگو	۷۸۵
دوسرا سوال، جواب، تیسرا سوال، جواب	۷۶۴	صوتِ مستقیم وحی کی صورت میں	//
چوتھا سوال، جواب، پانچواں سوال، جواب	۷۶۵	شغل بھونکم	۷۸۶
چھٹا سوال، جواب	//	شغلِ سہ پایہ	۷۸۷
ساتواں سوال، جواب، آٹھواں سوال جواب	۷۶۶	طریق شغل سہ پایہ	۷۸۸
نانواں سوال، جواب، دسواں سوال، جواب	//	شغل باطنی کی اقسام، مراقبہ	۷۸۹
گیارہواں سوال، جواب	//	طریق مراقبہ ہوا، شغل ہوا	۷۹۰
بارہواں سوال، جواب، تیرہواں سوال، جواب	۷۶۷	کا دوسرا طریقہ	//
چودھواں سوال۔	//	حقیقت ہوا۔	//
جواب، وصال، چوتھے خلیفہ،	۷۶۸	تمہید	۷۹۱
پانچویں خلیفہ	//	شیخ ابراہیم کا واقعہ	۷۹۲
حضرت شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ	۷۶۹	شیخ یوسف کا واقعہ، شیخ	۷۹۳
گنگوہی الحنفیؒ	//	ابراہیم کی خلافت اور وصال	//
آپ سے ایک بت کا ہمکلام ہونا	۷۷۲	شیخ عبدالسبحان سہارنپوریؒ	//
حضرت شیخ ابراہیم مرادآبادیؒ	۷۷۶	ایک رافضی کی ہدایت	۷۹۴
دستور ذکر جہر	۷۷۹	حضرت شیخ عبدالجلیل الہ آبادیؒ	۷۹۵
ذکر نفی واثبات کا طریقہ	۷۸۰	ایک شخص کا انکار اور نابینا ہوجانا	۷۹۶
طریق ذکر چہار ضربی	۷۸۱	سیلاب میں بیٹھے سلامت رہے	//
تصویر اسم اللہ	۷۸۲	چور کا نابینا ہوجانا، شیخ	۷۹۷
طریق ذکر خفی، طریق پاس انفاس	۷۸۳	جمال کا چھویؒ	//
صوت ہو کی اقسام	۷۸۴	بھینس کے تصور کی تلقین	۷۹۸
سلطان الذکر، حضرت موسیٰؑ اور حکیم	۷۸۵	گھوڑی کا متکلم ہونا۔	۸۰۰

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
خرگوش کا گویا ہونا۔	۸۰۱	درخت کا گواہی دینا،	۸۲۷
اقسام محبوبیت	۸۰۲	کیفیت فنا،	//
ایک عاشق مجاز کا کانٹا بدلنا	۸۰۳	فناء کے دو اقسام، فنائے جزوی	۸۲۸
موسلادھار بارش میں کپڑے خشک رہے	//	فنائے کلی، اقسام بقا	۸۲۹
ایک رئیس کی گستاخی اور سزا	//	اقسام تجلیات، تجلی افعالی	۸۳۰
خلفاء، خلیفہ اوّل حضرت شیخ داؤد گنگوہیؒ	۸۰۵	تجلی صفاتی، تجلی ذاتی	//
خلیفہ دوم، خلیفہ سوم	۸۰۶	بقا باللہ، منازل سلوک،	۸۳۱
شیخ المشائخ حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ	۸۰۹	دوسری منزل	//
ذوقِ سماع	//	سلوک کی تیسری منزل،	۸۳۲
اقسام وجد، دوسری قسم	۸۱۰	چوتھی منزل، پانچویں منزل	//
تیسری قسم	۸۱۱	چھٹی منزل، ساتویں منزل	//
چوتھی قسم	۸۱۲	شہنشاہ اورنگ زیب	//
پانچویں قسم	۸۱۴	عالمگیر کو تنبیہہ	//
رقعہ محمد کے حکم میں نکتہ، دوسرا مفہوم	۸۱۶	ملاّ عبدالقوی کے علم کا سلب کرنا	۸۳۴
تیسرا مفہوم	//	شہنشاہ شاہجہان کا سوال	۸۳۶
چھٹی قسم	۸۱۷	اور آپ کا جواب باصواب	//
ساتویں قسم	۸۱۸	شاہجہان کے وزیر سعد اللہ خان	۸۳۸
وَلایت اور وِلایت میں فرق	۸۲۳	کے سوالات اور حضرت شیخ کے	//
کمالات	۸۲۴	جوابات	//
تصرف اور کرامت میں فرق	۸۲۵	دارا شکوہ کی ملاقات	۸۳۹
حضرت غوث الاعظمؒ سے عرس کا	۸۲۶	خلیفہ اول حضرت شیخ سوندھا	۸۴۲
خرچ عطا ہوا۔	//	قدس سرہٗ	//

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
حضرت شیخ بلاقی کیتھلی رح	۸۴۳
حضرت سید غریب اللہ ابن سید	〃
عبدالرسول کیرانوی رح	〃
کہ ملا بہ سر بازار شد مست	۸۴۴
حضرت شیخ ابوالمعالی انبیٹھی رح	۸۴۵
حضرت شیخ عبدالقادر رح	۸۴۶
حضرت شیخ سوندھا قدس سرہ	۸۴۷
سلسلۂ نسب	۸۴۸
تلاش مرشد	۸۵۰
ضرورت بیعت	۸۵۱
طریق بیعت، تین بالوں سے کیا مراد ہے	۸۵۳
قینچی چلانے کی رسم کب شروع ہوئی	۸۵۴
لفظ صوفی کب سے مروج ہوا۔	〃
رسالہ قشیریہ میں لفظ صوفی کی وجہ تسمیہ	〃
دوسرا ماخذ	۸۵۶
کلاہ یک ترکی، دو ترکی، سہ ترکی،	۸۵۷
چہار ترکی سے کیا مراد ہے؟	〃
شجرہ مشائخ	۸۵۸
پردہ دار عورت کا مرید ہونا	۸۵۹
غیر حاضر شخص کا مرید ہونا، بیعت	۸۶۰
کی پہلی شرط	〃
دوسری شرط	〃

مضمون	نمبر صفحہ
تیسری شرط، چوتھی شرط،	۸۶۱
پانچویں شرط، چھٹی شرط	〃
ساتویں شرط	〃
تجدید بیعت، آداب تبرکات	〃
بیعت اور توبہ کے بعد تمام	۸۶۲
گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔	〃
پیر بیعت اور پیر صحبت	〃
پیر بیعت کی وفات یا مکمل	۸۶۴
جدائی کی صورت میں	〃
حضرت شیخ سوندھا اتمام سلوک	۸۶۵
ریاضت شاقہ، چالیس صوم طے	۸۶۶
مردہ زندہ کرنا	۸۷۷
فنائے تامہ، طعام میں برکت	۸۷۸
جسم پھولنے کی وجہ	۸۷۹
پانی میں غرق نہ ہونے دینا،	۸۸۰
آگ بھی آپ کو نہ جلا سکی۔	〃
اقسام کشف	۸۸۶
رہبانیت، استدراج	۸۸۷
رؤیا، مکاشفہ اور مشاہدہ میں فرق	۸۸۸
صحو و معائنہ	〃
مثال، محفل سماع میں گم ہو جانیکی	۸۹۰
وجہ، اسمائے الٰہی کا اثر	〃

marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
مؤلف کتاب کی بیعت کا واقعہ	۸۹۴	الحروف قطب المشائخ حضرت	۹۰۸
ایک شاندار مشاہدہ	۸۹۷	شیخ اللہ بخش براسوی و	//
حصول مقام فنا فی الرسول و فنا فی اللہ	۸۹۸	پدر عالی قدر شیخ محمد علیؒ	//
مجذوب ہونے سے بچنے کی تدبیر	۸۹۹	حضرت شیخ اللہ بخش براسویؒ	//
عطائے خلافت	۹۰۰	اقسام اولیاء	۹۰۹
حضرت شیخ میاں میر لاہوریؒ	۹۰۲	حضرت شیخ محمد علیؒ	۹۱۳
شہنشاہ شاہجہان حضرت میاں میرؒ کے حضور میں	//	تصور شیخ	۹۱۴
حضرت شیخ کے اسم اعظم پڑھنے کا	۹۰۵	ایک نگاہ سے واصل بحق	۹۱۶
طریقہ، اولاد	//	کرنا اچھا نہیں	//
شیخ پیر محمدؒ	۹۰۶	شہنشاہ اورنگ زیب کا	۹۱۷
شیخ عثمانی کمر نالیؒ	۹۰۷	عتاب اور حضرت شیخ کی توجہ	//
شیخ محمد صدیق کیتھلیؒ	۹۰۸	کمال تقویٰ	۹۱۸
نور سوم در احوال جدّ کاتب	//	اولاد	۹۱۹

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۂ مصنّف

۰۶۰۱

الحمد للہ الذی اظہر الاحوال علی ارباب المجاہدات واقامہم شائقین فی مقام القرب والمشاہدات والصلاۃ علی من نشر سر الاسلام بین الخواص والعوام وبین شعائر الایمان ناطقا بخیر الکلام وعلی الہ واصحابہ التابعین لہ فی جمیع الاقوال والافعال والاخرین من قلبہ حقائق الوجد والحال۔

اما بعد: ذرّۂ بے مقدار، فارغ از گفتگوئے اغیار (جو اغیار کے طعنہ و تشنیع سے بے پرواہ ہے)، غلام مصطفوی محمد اکرم بن محمد علیؒ براسوی، حنفی، قدّوسی کہتا ہے کہ یہ کتاب حضرت خاتم النبییّنؐ، ائمہ معصومین، خلفاءِ راشدین، پیشوایانِ دین، اولیائے متقدّمین ومتأخّرین کے احوال میں ہے جو کاتب الحروف کے سلسلۂ طریقت کی ترتیب سے حسب فرمائش احباب بندہ مثل حافظ فتح محمد سہرندی، میر محمد جعفر، شیخ یار محمد، حافظ امان اللہ دھلوی اور بتقاضائے اشاراتِ غیبی عالمِ معانی سے صورتِ الفاظ وحروف میں اور تقریر سے تحریر کے احاطہ میں آئی ہے اور خلوت خانۂ کنت کنزاً مخفیاً سے نکل کر صحنِ ظہور میں گامزن ہو کر مقبولِ ظاہر و باطن ہوئی ہے۔

کتاب ہٰذا کے متعلّق بشارتِ نبویؐ

اس وجہ سے کہ جب یہ کتاب اختتام کے قریب تھی تورات کو اس فقیر نے عالمِ واقعہ میں دیکھا کہ باغہائے بہشت میں سے ایک باغ ہے جس کے اندر ایک قبہ ہے جو سُرخ زمرّد سے بنا ہوا ہے اور اس کے اندر رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم مع چار یار اور اولیائے

marfat.com

متقدّمین و متاخّرین تشریف فرما ہیں اور حضرت غوث الثقلین سیّد محی الدّین ابو محمد عبد القادر جیلانی، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدّین حسن سنجری، حضرت شیخ فریدُ الدّین شکر گنج، حضرت سلطان المشائخ نظام الدّین بدایُونی، بندگی شیخ عبد القدّوس گنگوہی، حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدس اسرارہم بھی وہاں موجُود ہیں۔ اس وقت یہ دُعاگو کتاب ھٰذا ہاتھ میں لئے حاضر ہوا اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدّس سرہ العزیز نے اس فقیر کے ہاتھ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کی اور عرض کیا کہ یہ کتاب اَب خلفائے راشدین، دائمہ معصومین، اولیائے متقدمین و متاخرین کے احوال میں لکھی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر دریافت فرمایا کہ اس کا مصنّف کہاں ہے۔ اس فقیر نے فوراً آگے بڑھ کر عرض کیا کہ حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تم نے بہت اچّھی کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت عجیب و غریب احوال و اسرار درج کئے ہیں ہم تمہاری کتاب کو مقبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فاتحہ، قبولیّت کتاب پڑھا اور نورِ سبز کی ایک دھاری دار چادر بطورِ انعام ایں کتاب عطا فرمائی۔ اس کے بعد خلفائے راشدین نے اور حضرت غوث الثقلین، حضرت خواجہ بزرگ اور تمام اولیائے کرام نے جو اس محفل میں حاضر تھے، یکے بعد دیگر کتاب مُلاحظہ فرمائی اور اس فقیر کو شرفِ قبولیّت بخشا۔ اس کے بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ خواب گاہ سے عطر و عنبر کی خوشبُو آرہی تھی اور سارا مکان عطریاتِ ان ربکم فی ایام دھرکم سے مُعطّر ہے۔ یہ دیکھ کر فقیر کو بے حد مسرّت ہوئی اور دوگانہ شکرِ حق ادا کیا، نیز اس کتاب کا آغاز حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہٗ بزُرگ رحمہما اللہ کے اشاراتِ باطن سے ہُوا تھا۔

چُونکہ اس کتاب کے اسرار و رمُوز کے حامل اجسادِ انسانیہ ہوں گے جو اربعہ عناصر اور رُوح کا مجموعہ ہیں، مَیں نے اس کتاب میں ایک مقدمہ اور چار اقتباس درج کئے ہیں۔

مقدّمہ کتاب مقدمہ کتاب خلافتِ الٰہیّہ کے بیان، چہار مشائخ، چہار اصل سلاسل طریقت و دیگر فروعی سلاسل کے احوال اور رجال اللہ مثل غوث و قطب کے حالات اور مشرب صُوفیۂ اہلِ صفا و مرتبۂ ولایتِ مُقید و مطلق پر مشتمل ہے۔

marfat.com

اقتباسِ اوّل

اقتباسِ اوّل سیّد المرسلین، حبیبِ ربّ العلمین، حضرت رسالت پناہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاءِ راشدین اور ائمۂ معصومین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے حالات پر مشتمل ہے۔ یہ اقتباس تین انوار پر مشتمل ہے:

نورِ اوّل، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال پر، نورِ دوم، خلفاءِ راشدین کے اور، نورِ سوم، ائمۂ معصومین رضؓ کے حالات پر مشتمل ہے۔ نورِ سوم میں حضرت پیر غوث الثقلین سیّد محی الدین ابو محمد عبدُ القادر جیلانی رضؓ کا ذکر بھی مجمل طریق پر درج ہے۔ اس وجہ سے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور ائمۂ معصومین کے ساتھ کمال نسبتِ ظاہری و باطنی کی بنا پر تیرھواں امام کہا گیا ہے اور بجا طور پر آپ تیرھویں امام ہیں اور اس قابل ہیں کہ آپ کا ذکرِ خیر ائمۂ معصومین کے زمرہ میں آئے۔ جیسا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ بصیرت رکھنے والوں پر بھی ظاہر ہے "فہم من فہم" (سمجھا جس نے سمجھا)

اقتباسِ دوم

اقتباسِ دوم میں حضرت خواجہ امام حسن بصری، حضرت عبدالواحد بن زید، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی، حضرت خواجہ ہبیرہ بصری، حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی، حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی، حضرت خواجہ ابو محمد محترم چشتی، حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسف چشتی، حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی، حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی، اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس اسرارہم کے مجمل حالات درج ہیں۔ یہ اقتباس بھی تین انوار پر مشتمل ہے:

نورِ اوّل، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم، حضرت حذیفہ مرعشی رحمہم اللہ علیہم کے حالات پر مشتمل ہے۔

نورِ دوم میں، حضرت ہبیرہ بصری، حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری، حضرت ابواسحاق شامی چشتی، حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی، حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس اسرارہم

marfat.com

کے حالات درج ہیں۔

نورِ سوم میں، حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی، حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی، حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی اور حضرت خواجہ عثمان رحمہم اللہ کے حالات مذکور ہیں۔

اقتباسِ سوم

اقتباس سوم میں حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی، حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج، حضرت سلطان علاؤ الدین علی احمد صابر، حضرت شاہ شمس الدین ترک پانی پتی، حضرت شاہ جلال الدین پانی پتی، حضرت مخدوم احمد عبد الحق ردولوی، حضرت شیخ عارف بن شیخ احمد عبد الحق، حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف احمد عبد الحق قدس اسرارہم کے حالات درج ہیں۔ اس اقتباس میں بھی تین نور ہیں:

نورِ اوّل، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری، حضرت خواجہ قطبُ الدّین اوشی، حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنی کے حالات پر مشتمل ہے۔

نورِ دوم میں، حضرت شیخ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر، حضرت شاہ شمس الدین ترک اور حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس اسرارہم کے حالات درج ہیں

نورِ سوم میں، شیخ احمد عبد الحق ردولوی، آپ کے فرزند ارجمند شیخ عارف اور شیخ محمد بن عارف احمد عبد الحق کے مجمل حالات کا ذکر ہے۔

اقتباسِ چہارم

اقتباسِ چہارم میں، حضرت قطبُ العالم بندگی شیخ عبد القدوس گنگوھی الحنفی، حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری، حضرت نظام الدّین تھانیسری بلخی، حضرت بندگی شیخ ابو سعید گنگوھی، حضرت بندگی شیخ محمد صادق گنگوھی، حضرت بندگی شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ گنگوہی و بندگی شیخ سوندھا بن شیخ عبد المومن سفیدونی، بندگی شیخ اللہ بخش براسوی (کاتب الحروف کے جدّ امجد) بندگی شیخ محمد علی بن شیخ اللہ بخش براسوی (کاتب الحروف کے والدِ ماجد) اور اسی کاتبِ حُروف کے حالات درج ہیں۔ یہ اقتباس بھی تین انوار پر مشتمل ہے۔

marfat.com

نورِ اوّل میں، حضرت قطب العالم بندگی شیخ عبد القدّوس گنگوہی الحنفی، حضرت شیخ جلال الدّین تھانیسری، حضرت شیخ نظام الدّین تھانیسری بلخی کے احوال درج ہیں۔

نورِ دوم، بندگی شیخ ابوسعید گنگوہی، بندگی شیخ محمد صادق گنگوہی بن شیخ فتح اللہ، بندگی شیخ داؤد بن شیخ محمد صادق اور مُرشدی و مخدومی حضرت بندگی شیخ سوندھا بن شیخ عبد المومن سفیدونی قدس اسرارہم کے حالات پر مشتمل ہے۔

نورِ سوم میں، بندگی شیخ اللہ بخش براسوی (کاتبِ حروف کے جدّ امجد) اور بندگی شیخ محمد علی بن شیخ اللہ بخش پدرِ عالی قدرِ کاتبِ حروف اور اس کاتب حروف قدس اسرارہم کے حالات درج ہیں۔

وجہ تسمیہ کتاب چونکہ اس کتاب میں اولیائے متقدّمین اور متاخّرین کی کتب معتبرہ متداولہ کے انوار و برکات کے اقتباس نقل کئے گئے ہیں، کتابِ ھٰذا کا نام اقتباس الانوار رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کے مآخذ درج ذیل ہیں:

مرأۃ الاسرار، سیر الاقطاب، بحر المعانی، شواھدُ النبوّت، روضۃ الشہدار، روضۃُ الصّفار، روضۃ الاحباب، حبیبُ السّیر، لطائفِ اشرفی مکتوباتِ شاہ اشرف جہانگیر، نفحات، تحفۃ الراغبین، تحفۃ القادریہ، تکملہ غوث صمدانی عُروۃ الوثقٰی، چہل مجالس شیخ علاؤ الدّین سمنانی، سبع سنابل، کشف المحجوب، سیر العارفین اخبار الاخیار، رونق المجالس، ترجمہ حکایات الصالحین، اسرار السالکین، طبقات حسامیہ، جامع السلاسل، ملفوظ حوض شمسی۔ شرح دیوان امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ، جوامع الکلم ملفوظہ سیّد محمد گیسو دراز، فتوحاتِ مکیّ، فصوص الحکم، تذکرۃ الاولیاء، انوار العیون، مکتوباتِ حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ حنفی، لطائفِ قدوسی وغیرہ۔

یہ خاکسار ان کتابوں سے انتخاب نقل کرتا ہے یا جو کچھ ثقہ راویان اور مشائخ عظام سے سُنا ہے، درج کرتا ہے۔ دُعا ہے کہ حق سُبحانہٗ تعالیٰ مشائخ چشتیہ اور قادریہ کے باطنی فیض کے طفیل سہو و خطا سے محفوظ رکھے اور اس بیچارہ پر فیض خاص فرما دے اور کتاب

marfat.com

کو مقبولیّت عطا فرمائے، نیز علماء و مشائخ سے یہ درخواست ہے کہ اگر سہو و نسیان کی وجہ سے اس کتاب میں کہیں کوئی غلطی واقع ہوگئی ہو تو اصلاح فرما دیں۔ انّ اللہ ھو غافر الذنوب والخطایا وھو حسبی ونعم الوکیل (اللہ ہی گناہ معاف کرنے والا اور خطاؤں سے درگذر کرنے والا اور وُہی کافی ہے اور بہترین وکیل ہے۔)

ہر دو عالم قیمتِ خود گُفتۂ
نرخ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز

marfat.com

مقدّمہ

اقسامِ اِتّباعِ نبوی ﷺ

یاد رہے کہ انسان کے کمال کا انحصار حبیب خدا حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، ائمہ معصومین اور اولیائے متقدمین اور متاخرین کی متابعت پر ہے۔

اِتّباعِ ظاہر و باطن

مُتابعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو اَقسام ہیں:۔ اِتّباعِ ظاہری اور اِتّباعِ باطنی، اِتباعِ ظاہری مرتبۂ نبوّت، اور اِتّباعِ باطنی مرتبہ ولایت ہے۔

مَرتبۂ نبوّت

صُوفیائے کرام کی اِصطلاح میں نبوّت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے عالمِ بالا سے احکامِ شریعت مَوصُول ہوتے تھے اور آپ خلقِ خدا تک پہنچاتے تھے۔

مرتبۂ ولایت

مرتبہ ولایت یہ ہے کہ مقامِ لی مع اللہ میں جبرائیلؑ کی وساطت کے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ سے براہِ راست اسرار توحید کا فیض ہوتا تھا۔ الولایت افضل من النبوت[۱] (ولایت نبوّت سے افضل ہے)۔ اِسی لئے کہا گیا ہے۔ چنانچہ خلق کی اکثریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری متابعت میں رہ گئی اور ایک قلیل جماعت یھدی اللہ من یشآء اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے کے مُطابق آنحضرتؐ کے اسرارِ ولایت سے بہرہ ور ہوئی ہے۔ فرقہ اوّل کو اربابِ ظاہر اور دوم کو اربابِ باطن کہا جاتا ہے۔ اربابِ ظاہر کا مدار اجماع، دلائل اور قیاس پر ہے اور اربابِ باطن کا مدار نصوص واجازت واخلاص ومتابعتِ فرقہ صُوفیاء اور عین متابعت ظاہری و باطنی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ پس سالکِ راہِ حقیقت کے لئے ضروری ہے کہ وہ صوفیائے کرام کے احوال، اقوال و عقائد کو کما حقہٗ سمجھے اور ان کے قدم بہ قدم صراطِ مستقیم پر گامزن رہے

---

[۱] اس وجہ سے کہ نبوّت عہدہ ہے اور ولایت حق تعالیٰ کے ساتھ دوستی کا تعلق ہے لیکن چونکہ ہر نبی علیہ السّلام ولی بھی ہوتا ہے اسلئے نبی کا مقام ولی سے بلند ہے کیونکہ ولی صرف ولی ہے لیکن نبی ولی بھی ہے اور نبی بھی۔

marfat.com

صراطِ مستقیم کو شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب فتوحاتِ مکیّہ میں بیان کیا ہے۔ اور اسی چیز کو شیخ علاؤ الدّولہ سمنانی نے اپنی کتاب عُروۃ الوُثقیٰ باب ششم میں بِلاکم وکاست بطریقِ احسن درج کیا ہے۔

شیخ اکبر اور شیخ علاؤ الدّولہ کے درمیان نزاع لفظی تھا

غرضیکہ عقائد راہِ سلوک میں اِن دونوں بزرگوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اس وجہ سے کہ یہی طریقۂ انبیاء و اَولیاء ہے۔ لیکن جہاں شیخ اکبر نے حق تعالیٰ کو وجُودِ مطلق کہا ہے، حضرت شیخ علاؤ الدّولہؒ نے شروع میں اس سے اختلافِ رائے کا اِظہار فرمایا تھا۔ چنانچہ صاحب مراۃ الاسرار نے لطائف اشرفی اور نفحاتُ الانس سے اقتباسات پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ ان دو بزرگوں کے مابین حقیقت توحید کے بارے میں نزاع حقیقی نہیں، نزاع لفظی تھا۔ اس وجہ سے کہ وجود کے تین اِعتبارات ہیں:

اعتباراتِ وجُود

اِعتبارِ اوّل کا نام بشرطِ شئی ہے یعنی وجودِ مُقیّد۔ دوم، بشرطِ لاشئی، یعنی وجود عام، سوم، لابشرطِ شئی یعنی وجود مطلق ہے۔ یہ جو شیخ محی الدین ابن عربی نے حق سُبحانہٗ تعالیٰ کو وجودِ مطلق کہا ہے، آخری معنوں میں کہا ہے لیکن شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے اُسے وجودِ عام یعنی مرتبہ دوم پر محمول کیا ہے اور ان کی تردید میں کافی مُبالغہ سے کام لیا ہے۔ حالانکہ وجودِ ذات کے اِطلاق کی جانب انھوں نے خود اشارہ کیا ہے، جیسا کہ اُن کے بعض رسائل سے ظاہر ہے۔ چنانچہ میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے جو حضرت شیخ علاء الدولہ کے ہم عصر اور محرم راز تھے لطائف اشرفی میں یہی فرمایا ہے کہ اصحابِ تصوّف کے عقائد کا لبِّ لباب وحدتُ الوجود ہے اور اس بارے میں جو تھوڑا سا اختلاف حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے درمیان واقع ہوا، مصلحت پر مبنی تھا اور اوائلِ حال میں تھا۔ جب میں آپ کی آخری زندگی میں آپ کی صُحبت سے مشرف ہوا تو ایک دفعہ مجلس میں کسی درویش نے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانیؒ سے دریافت

marfat.com

کیا کہ حضرت شیخ ابن عربی جنہوں نے حق تعالیٰ کو وجودِ مطلق قرار دیا ہے اس وجہ سے قیامت کے دن معتوب ہوں گے یا نہیں ؟ آپ نے فرمایا ، مَیں اس قسم کی باتیں زبان پر لانے سے پرہیز کرتا ہوں ۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مشکل بات کہنا درست نہیں لیکن جب بات کہی گئی ہے تو اس کی تاویل لازم ہے ۔ تاکہ درویشوں کے دل میں شُبہ پیدا نہ ہو اور بزرگان کے حق میں بے اعتقاد نہ ہو جائیں ۔ ظاہر ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی کا مطلب یہ تھا کہ وحدت کو کثرت میں ثابت کریں اس وجہ سے انھوں نے حق تعالیٰ کو وجودِ مطلق کہا تاکہ معراج دوم کو بیان کر سکیں کیونکہ معراج دو ہیں :

معراجِ اوّل ، کان اللہ ولم یکن معه شیئ (اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی) ۔ اس معراج کا سمجھنا آسان ہے ۔

معراج دوم یہ ہے ، وَھو الان کما کان (وہ اَب بھی اُسی طرح ہے جیسے تھا) ۔ اس کی شرح زیادہ مشکل ہے ۔ شیخ اکبر کی خواہش یہ تھی کہ کثرتِ مخلوقات کو وحدت میں ثابت کریں اور وجودِ مطلق پر کچھ زیادہ بحث نہ کریں ۔ جب اس بارے میں اُن کی ایک شق راست آگئی تو وُہ خوش ہو گئے اور اس بات کا خیال نہ کیا کہ اس سے دوسری شق میں خلل واقع ہوتا ہے ۔ اَب چونکہ ان کی نیّت یہ تھی کہ حق تعالیٰ کی وحدانیّت ثابت کریں ، حق تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا ہوگا ۔ اُن کا مقصد کمالِ حق کا اثبات تھا اس لئے وہ اہلِ نجات ہوں گے ۔

نیز مُصنّف نے بھی لکھا ہے کہ حضرت مولانا عبد الغفور نے شاہ علی فراہی سے جو شیخ علاؤ الدولہ کے اصحاب کبار میں سے تھے ، صحیح روایت نقل کی ہے کہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ اوائلِ عمر میں مَیں نے حضرت شیخ محی الدین والملت کے حق میں حسن طفلی کا اظہار کیا تھا ، بالآخر مَیں نے اُسے اپنے فہم کا قصُور سمجھ کر اس عقیدہ سے انحراف ضروری سمجھا ہے ۔ اس لئے اَب تم جہاں کہیں بھی اس قسم کی تحریرات دیکھو اُن کو خارج کر دو ۔

صاحبِ مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ نقلِ متواتر سے مشہُور ہے کہ حضرت سیّد

marfat.com

جلال الدین بُخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاںؒ نے ابتدائے سلوک میں فصُوص الحکم کا مطالعہ کرنے کے بعد فرمایا کہ جو شخص یہ کتاب پڑھے گا زندیق (بے دین) ہو جائے گا لیکن اِنتہائے سُلوک کے بعد جب فصوص الحکم کو دیکھا تو فرمایا کہ جو شخص یہ کتاب پڑھے گا، صِدّیق ہو جائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ انتہائی مقام پر پہنچ کر ان حضرات کے باہمی اختلافات ختم ہو جاتے ہیں اور وہ علم جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شاہ علی مرتضٰے کو تلقین فرمایا تھا، سلسلہ وار آج تک اس قوم میں موجُود ہے اور اس کی حقیقت انتہائے سُلوک کے وقت منکشف ہو جاتی ہے اور اختلاف کی گنجائش نہیں رہتی

صراطِ مستقیم کیا ہے؟

غرضیکہ حضرت شیخ علاوٗ الدّولہ سمنانیؒ نے اپنی کتاب عروۃ الوثقٰی کے باب ششم، فصل اوّل میں لکھتے ہیں:

"صراطِ مستقیم کے متعلق میری تحقیق مختلف فرقہ جات اور مختلف طریقوں کی چھان بین کا حاصل ہے اور ہر شخص کے لئے ممکن نہیں ہے کہ صراطِ مستقیم کو کما حقہٗ پہچان سکے یا فرقۂ ناجیہ کو جو صراطِ مستقیم پر ہے، جان سکے۔ مَیں بچپن سے لے کر آخر عمر تک صراطِ مستقیم کی جستجُو میں رہا ہوں۔ جب مَیں مکتب سے باہر آیا، پندرہ سال کا تھا اور مقصدِ حقیقی کی تلاش دامنگیر تھی۔ جب میری عمر چوبیس برس کی ہوئی تو مَیں نے احوال و املاک کو تقسیم کر دیا اور زن و فرزند کا بھی حق ادا کر کے تحصیل علوم میں منہمک ہو گیا۔ تحصیلِ علوم کے بعد شیخ ابوطالب مکی کی کتاب قوت القلوب کے مُطابق سلوک الی اللہ میں منہمک ہو گیا۔ اس اثناء میں شیطان نے وساوس سے حملہ کیا اور قسم قسم کی باتیں بنا کر پیش کیں لیکن مَیں نے قوتِ الہام سے سب کو رد کر دیا۔ دوسری بار شیطان نے پھر حملہ کیا اور کہنے لگا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد پیغمبر آئے ہیں، تجھے کیا معلوم اُن میں سے کون متابعت کے لائق ہے۔ اس وجہ سے ہر ایک نبی کی شریعت

اور ریاضت و مجاہدہ مختلف تھا۔ مَیں نے تأمل کیا تاکہ غیب سے جواب مل جائے اور معرفت کا دروازہ کھل جائے کہ یکایک ہاتف نے غیب سے آواز دی کہ شیطان کے وسوسہ اور مکر کی طرف دھیان نہ کرو اور یقین جانو کہ انبیا علیہم السلام کے طریق کا انحصار سات اُولو العزم حضرات پر ہے۔ یعنی آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، داؤد، عیسےٰ علیہم السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اِن میں سے ہر نبی نے حکم الٰہی سے اپنی شریعت کی دعوت دی جو اس وقت تھی۔ اَب تیرے لئے مناسب ہے کہ اس شخص کی متابعت کرے جو آسان تر ہے، جس کی تعلیم مکمل تر اَور خوب تر ہے، جس کی عبادات کامل تر اور مختصر تر ہے۔ اور جس کا ثواب زیادہ تر ہے۔ چنانچہ مَیں نے تمام امتوں کی تعلیمات پر غور کیا حتیٰ کہ مجھے یہی اُمّتِ وسط پسند آئی جسے حق تعالیٰ نے "خیر اُمّت" کے نام سے موسُوم فرمایا ہے۔ اس کے بعد میرا نفس مُطیع ہو گیا اور مجھے از رُوئے مشاہدہ ایمانِ شہودی نصیب ہوا۔

ایک اَور بار شیطان نے حملہ کیا اَور دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ستفرق امتی علی ثلثۃ سبعین فرقۃ فالناجیۃ منہا واحدۃ والباقون فی النار۔ (میری اُمّت کے تہتّر فرقے ہو جائیں گے جن میں سے ایک راہِ نجات پر ہوگا باقی دوزخ میں جائیں گے)۔ اَب یہ حدیث صحیح ہے اور تہتّر فرقوں میں سے ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ناجی (نجات یافتہ) ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ کونسا فرقہ حق پر ہے تاکہ تو اس کی تعلیمات پر عمل کرے اَور عقل و نقل کی رُو سے اس پر انحصار کرے۔ اس دفعہ بھی مَیں نے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ حق کی طرف رہنمائی فرمائیے۔ اسی وقت بھی عنایتِ غیبی سے یہ الہام وارد ہوا کہ اس

marfat.com

خیر الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اختلاف کے باوجود سات بڑے گروہوں میں منقسم ہے ۔ یعنی جبریّہ ، قدریہ ، معتزلہ ، مشبّہ ، خارجی ، رافضی ، اہلِ سُنّت وجماعت لہٰذا اس فرقہ کی متابعت کرو جو غلو اَور اَور تقصیر سے پرہیز کرے ۔ جب مَیں نے غور سے دیکھا تو سوائے اہلِ سُنّت وجماعت ، یعنی ان چار اَئمہ کرام کی جماعتوں کے باقی تمام کو غلو[1] میں مبتلا پایا ۔ اور صرف اہلِ سنّت وجماعت کو ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اَور اصحاب کرام کی متابعت اَور عقل ونقل کے مُوافق دیکھا ۔ چنانچہ مَیں نے دیگر چھ فرقوں کو نظر اَنداز کردیا لیکن میں نے دیکھا کہ یہ بھی ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے ہیں اَور دوسرے مذہب کے امام کا شکوہ کرتے ہیں ۔ چُنانچہ حنفی ، شافعی کو بُرا کہتا ہے ، شافعی حنفی کو ، اگرچہ میرے نزدیک دونوں امام محقّق تھے لیکن اُن کے پیروؤں کو مَیں نے متعصّب پایا ۔ بہرحال ان چار اَئمہ کرام کو مَیں نے آیات واحادیث کا متبع پایا اَور ان کی طرف مائل ہو گیا ۔ لیکن دل میں ان فرقوں کے باہمی اختلاف اَور تعصّب کی خلش ضرور باقی رہی ۔ چونکہ ان کا راستہ تمام فرقوں سے صحیح تر تھا ، مَیں نے خیال کیا کہ الوحدۃ خیر من جلیس السوء (بُری صحبت سے تنہائی بہتر ہے) ۔ میں تنہائی میں صبر سے کام لیتا رہا ۔ حتیٰ کہ حق تعالیٰ نے کرمِ لم یزلی سے میرے دل کے حجاب کو دُور کیا اَور مَیں نے عالمِ واقعہ میں اہلِ صفا کی ایک ایسی جماعت کو دیکھا کہ جن کے جان پرور انوار سے دل وجان میں زندگی کی لہر دوڑ گئی ۔ چنانچہ مَیں نے اُن کو سلام کیا اور اُنھوں نے بہترین جواب دیا اَور اِس فقیر کی انھوں نے ازرُوئے کرم بہت تعظیم فرمائی ۔ مَیں نے اُن سے عرض کیا کہ

---

[1] غلو یعنی حد سے باہر نکل جانا ، مُبالغہ کرنا

marfat.com

آپ کون حضرات ہیں کہ آپ کی پیشانیوں سے صُلحا کے اَنوار درخشاں ہیں۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم بندگانِ خدا ہیں اور تین اصُولوں یعنی اَدب، عبادت اور طہارت (قلبی) پر ظاہراً و باطناً قائم ہیں۔ دینِ محمدیؐ اور ملّتِ حنفی کی متابعت ہمارا وظیفہ ہے لیکن ہمارا طریق اور مذہب یہ ہے کہ ہم غلو اور تعصّب سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور جس چیز میں احتیاط زیادہ ہے ہم اُس پر کاربند رہتے ہیں اور کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے جبتک کہ وُہ ہمارے قبلہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ جب مَیں نے اُن سے امام ابُوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے، اِن سب کے اَقوال و اِجتہاد کی تعریف کی اَور ان کی مَساعیٔ جمیلہ کے شکر گذار ہُوئے۔ اُن اہلِ کمال کے حُسنِ افعال و اقوال کو دیکھ کر مجھے حیرت ہُوئی اور اُن کے نام و نشان کا طلبگار رہوا۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں صُوفیاء کہتے ہیں اَور ہماری جماعت کی سات اَقسام ہیں:

طَبقاتِ صوفیاء اَوّل طبقۂ طالبان، دوم، مُریدان، سوم، سالکان، چہارم، سائران (سَیر کرنے والے) پنجم، طائران (پرواز کرنے والے)، ششم، واصلان (حق تعالیٰ کے قربِ وصل والے)، ہفتم، قطبِ ارشاد، جس کا قلب حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر ہوتا ہے اور وُہ ہر زمانے میں ایک ہوتا ہے۔ نیز قطب، اَبدال بھی ایک ہوتا ہے اَور علمِ باطن میں اُس کا قلب، قلبِ اسرافیل پر ہوتا ہے اور قطبِ ارشاد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ لدُنّی کا وارث ہوتا ہے اور نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات کے لئے ازبس صاحبِ لطیفۂ اخفی ہوتا ہے[1]۔ واصل

---

[1] یعنی اس کا لطیفہ اخفی جو سَر کی چوٹی میں ہے، زندہ و ذاکر ہوتا ہے۔ یہ مقامِ فناء (باقی آئندہ صفحہ)

marfat.com

وُہ ہے جس کا لطیفہ خفی مزکّٰی ہوگیا ہے۔ طائر وہ ہے کہ جس کا لطیفہ روح زندہ ہو چکا ہے۔ سائر وہ ہے جس کا لطیفہ سِر زندہ ہو چکا ہے اور سالک وہ ہے، جس کا لطیفہ قلب زندہ ہو گیا ہے۔ مُطلب یہ ہے کہ اُن میں سے ہر ایک، ایک لطیفہ سے دوسرے لطیفہ تک پہنچنے میں دس ہزار حجاب قطع کرتا ہے اس حساب سے لطیفہ قلب سے لطیفہ اخفی تک ستّر ہزار پردے حائل ہیں

ان ہفت طبقات کے بزرگوں کی کُل تعداد ایّام شمسی کی طرح تین سو ساٹھ ہوتی ہے۔ (یعنی ہر زمانے میں تین سو ساٹھ بزرگ رہتے ہیں)۔

جب مَیں بیدار ہُوا تو میرے دل میں ان کی زیارت کا شوق پیدا ہُوا۔ لیکن عالمِ شہادت (ظاہری جہان) میں مجھے اُن جیسا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ اگرچہ اصحابِ فرقہ بہت تھے، چنانچہ مَیں نے اُن کی کتابوں کا مُطالعہ شروع کیا اَور اُن کے مجاہدات و احوال کا ذکر پڑھ کر بعض پر خلوت اور جلوت میں عمل پیرا بھی ہوا۔ اُس وقت خیر الجلیس فی الزمان کتاب (آج کل بہترین مصاحِب کتاب ہے) کے مُطابق مجھے اُن کی کتابوں سے بیحد اُنس ہو گیا۔ اس سے اُن کی زیارت کا شوق اَور بھی زیادہ ہوا اور حق تعالیٰ سے دُعا کی کہ اُن کی زیارت، صُحبت اور خدمت نصیب ہو۔ آخر عالمِ شہادت میں مجھے اُن صوفیانِ با صفا کی صُحبت نصیب ہوئی، یہ دیکھ کر شیطان مکار وسوسہ اندازی سے ناامید ہو گیا اور شکوک و شبہات

(بقیہ گذشتہ صفحہ) بلکہ فنار الفنا رہے، جس کے اُوپر کوئی مقام نہیں۔ اس کے بعد سالک نزول کر کے اپنے تعین اور تشخص میں واپس آتا ہے اور مقام بقا باللہ اور عبدیت کے فرائض انجام دیتا ہے۔ یاد رہے کہ لطائف چھ ہیں جو لطائفِ ستّہ کے نام سے موسوم ہیں یعنی لطیفہ نفس، لطیفہ قلب، روح، سِر، اخفیٰ، لطیفہ نفس کا مقام ناف ہے۔ قلب کا مقام بایاں پہلو، روح کا مقام دایاں پہلو۔ سِر کا مقام درمیان قلب و روح، خفی کا مقام پیشانی اور اخفیٰ کا مقام سَر کی چوٹی۔

marfat.com

پیدا کرنے سے باز آگیا۔ اس سے میرا دل تفرقہ اور تردّد سے پاک ہوگیا۔ حقیقت کا راستہ روشن ہوا اور نفس عبادت پر آمادہ ہوگیا۔"

سالک اپنے شیخ کے مذہب پر ہوتا ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے

کتاب مذکور کی دوسری اور تیسری فصل میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہٗ نے بیان فرمایا ہے کہ کسطرح آپ شیخ نورالدین عبدالرحمٰن اسفرائنیؒ کے مُرید ہوئے، تربیّت حاصل کی اور ریاضت و مجاہدات میں تیس سال منہمک رہ کر ایک سو بیس اربعین (چلّے) کئے اور مشائخ عظام کے قدم بہ قدم پورا سلوک طے کر کے عالمِ مکاشفات اور مشاہدہ سے بہرہ ور ہوئے۔ طوالت کے خوف سے آپ کا مفصل بیان یہاں نقل نہیں کیا جا سکتا۔ مختصر یہ کہ آپ کے بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صراطِ مستقیم نام ہے طریقِ صُوفیاءِ کرام کے اتباع کا، خواہ اس میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل علیہم الرحمہ کے مذہب کے مطابق ہو یا نہ ہو، صُوفیائے کرام، متقدمین سے لے کر متاخرین تک تمام اپنے شیخ کے مشرب و مذہب کے تابع تھے اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔ چنانچہ صاحب تذکرۃ الاولیا نے بھی جلد دوم میں کہا ہے کہ ایک دفعہ خواجہ شبلی کے خلیفہ خواجہ ابوالحسن حصری سے خلیفۂ وقت نے پُوچھا، آپ کا مذہب کیا ہے؟ (یعنی کس امام کے تابع ہیں)۔ آپ نے جواب دیا کہ مَیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر تھا، اس کے بعد امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب اختیار کیا۔ اَب ایسی چیز میں مشغول ہوں کہ مذہب یاد نہیں رہا۔ اُس نے پوچھا وہ چیز کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تصوّف، اس نے پوچھا، تصوف کیا ہے، آپ نے فرمایا تصوّف یہ ہے کہ جس کے بغیر سارے جہان میں کسی چیز میں قرار نہیں ملتا۔ خواجہ حافظ شیرازیؒ نے اسی وجہ سے فرمایا ہے ؎

جنگِ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

marfat.com

(بہتر فرقوں کی جنگ و جدال کی وجہ یہ ہے کہ جب لوگوں نے حقیقت کو نہ پہچانا تو من گھڑت باتیں کرنے لگے)۔

صراطِ مستقیم تصوّف ہے

غرضیکہ چودہ سلاسل کے تمام مشائخ عظام صراطِ مستقیم کے تابع تھے۔ جس کا دوسرا نام تصوّف ہے! اور اپنے مشائخ کے مذہب پر قائم تھے۔ اگرچہ ظاہری طور پر عام معاملاتِ زندگی میں وُہ امام ابوحنیفہؒ یا امام شافعیؒ کی پیروی کرتے تھے لیکن عقائد، عبادت اور طریقت کے تمام معاملات میں اپنے مشائخ کے نقشِ قدم پر چلتے تھے اور اُن کے مشرب کے خلاف ہرگز کسی کی اقتدار نہیں کرتے تھے۔ حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ لطائفِ اشرفی میں فرماتے ہیں ؎

بداں کاندر جہاں از رُوئے تحقیق — گرفتہ ہر یکے پاکیزہ مذہب
ہمہ اصحاب اہل وجد و عرفاں — تفاخر می کند باہم زِ منصب
اگر دارند ذوق از مشرب ما — گذارند مذہب و گیرند مشرب

(دنیا میں ہر شخص نے اپنی تحقیق کے مطابق کوئی نہ کوئی مذہب اختیار کر رکھا ہے لیکن اصحاب وجد و ذوق یعنی صوفیائے کرام اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ وفورِ ذوق و شوق کی وجہ سے مذہب چھوڑ کر مشرب اختیار کرتے ہیں یعنی ائمہ اربعہ کی تقلید ترک کر کے مشائخ عُظّام کا مسلک اختیار کرتے ہیں)۔

اسی طرح حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین بدایوُنی قدس سرہٗ اور ہمارے سلسلہ چشتیہ کے دیگر مشائخ اگرچہ امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے مذہب پر تھے اور اپنے آپ کو اس مذہب سے منسوب کرتے تھے۔ چنانچہ مَیں بھی اسی مذہب پر ہوں لیکن وہ اپنے مشائخ عظام کے مشرب کے مطابق سماع سنتے تھے۔ اگرچہ سماع کے بارے میں امام اعظم کا مذہب احتیاط کا متقاضی ہے

marfat.com

الصوفی لامذہب لہ

اس بارے میں اس زمانے کے اولیائے کرام نے سلطان غیاث الدین تغلق کے ایما پر حضرت سلطان المشائخ سے مباحثہ کیا اسی طرح حضرت قطب الاقطاب بختیار اوشی قدس سرہٗ کے زمانے میں بھی علمائے نے بہت جوش دکھایا۔ آخر ان حضرات نے بالاتفاق یہی جواب دیا کہ ہم اپنے مشائخ عظام کی پیروی پر مجبور ہیں۔ ان کے خلاف مسلک اختیار نہیں کرسکتے۔ اسی طرح جب ضیاالدین برنیؒ[1] نے حضرت سلطان المشائخ سے مریدین کے پیر کے سامنے زمین بوس ہونے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے یہی جواب دیا کہ میرے شیخ حضرت شیخ فریدالدین گنجشکرؒ کے سامنے مریدین زمین بوسی کرتے تھے اور آپ اپنے مشائخ کی متابعت میں کسی کو منع نہیں فرماتے تھے۔ اب اگر میں اپنے مریدوں کو منع کردوں تو اپنے شیخ پر اعتراض کا مرتکب ہونگا اور یہ ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ میر سید محمد کرمانی نے جو حضرت سلطان المشائخ کے راسخ العقیدہ مرید تھے اس بات کو مفصل اپنی کتاب سیر الاولیا میں بیان کیا ہے۔ نیز میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی نے جو دو واسطوں سے حضرت سلطان المشائخ کے مرید و خلیفہ تھے (یعنی ان کے اور سلطان المشائخ کے درمیان دو اور بزرگ تھے) عقائد صوفیہ کو لطائف اشرفیہ اور اپنے مکتوبات میں شیخ اکبرؒ کی کتاب فتوحات مکیہؒ و دیگر کتب کے حوالہ جات سے واضح کیا ہے کہ ان اصحاب کے تمام افعال و احوال کا دارو مدار متابعت مشائخ ہے اور بمصداق الصوفی لامذہب لہٗ (صوفی کا کوئی مذہب نہیں[2]) ان کا مذہب و مشرب اپنے مشائخ کی متابعت ہے۔ اور جب ثابت ہوگیا کہ صراطِ مستقیم اپنے مشائخ کی پیروی ہے تو یہ دوسرا سبب ہوا میری اس کتاب کی تالیف اور مشائخِ چشت اہلِ بہشت کے شمائل و خصائل مرضیہ بیان کرنے کا

---

[1] ضیاالدین برنی حضرت خواجہ نظام الدین اولیار قدس سرہ کے مرید تھے۔ بڑے عالم، فاضل، صوفی اور شاعر تھے۔ لیکن خلافت کا علم نہیں ہوسکا۔

[2] الصوفی لامذہب لہٗ میں لفظ مذہب کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک مطلب یہ ہے کہ وہ کسی امام کے مذہب یعنی فرقہ کی پیروی پر مکلف نہیں ہوتے بجز اپنے مشائخ کی پیروی کے، یہ مذہب کے اصطلاحی معنی ہیں۔ یہاں مذہب ایسے معنوں میں بھی استعمال ہوسکتا ہے جسکی مراد یہ ہوگی کہ جب صوفی فنا لا تعین میں فنا ہو کر تمام قیود و بندش سے ماورا ہو جاتا ہے تو اسی عارضی وقت میں جب وہ ذات میں غرق ہے اس پر مذہب کے احکام کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن جب سکر و استغراق سے باہر آتے ہیں تو صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرتے ہیں۔

marfat.com

تاکہ اس سلسلہ عالیہ کے سالکین پر انکی روش، سیرت، مذہب و مشرب واضح اور انکا اتباع ہو جائے

اولیاء کرام کے ملفوظات قلمبند کرنے کے برکات

حضرت شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں فرمایا ہے کہ قرآن حدیث کے بعد میں نے بہترین کلام منقولات مشائخ کو پایا ہے۔ اور ان کے تمام اقوال کو میں نے قرآن حدیث کی شرح دیکھا ہے اسلئے میں نے اپنے آپ کو اس شغل میں ڈالا ہے تاکہ اگر ان جیسا نہ بن سکوں تو کم از کم انکے ساتھ مشابہت کا شرف تو حاصل ہو جائیگا بمصداق مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَہُوَ مِنْہُ (جس قوم کی جو کوئی تشبیہ کرتا ہے اسی کا ہو جاتا ہے)۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ کہ ایک دن میں امام مجدالدین خوارزمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رو رہے ہیں میں نے کہا خیر تو ہے۔ فرمایا اس امت میں کیسے یہ سالار [اکابرِ دین] تھے جو بمصداق حدیث عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل (میری امت کے علماء (بمعنی اولیاء) بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں) انبیاء علیہم کے ہم مرتبہ ہیں۔ میں اسلئے رو رہا ہوں کہ رات میں نے مناجات کی تھی کہ خداوندا میں تو کسی کام کا نہیں ہوں چونکہ تو بلا سبب عطا کر سکتا ہے مجھے اس قوم میں شامل کر دے تاکہ میری نجات ہو۔ چنانچہ اس کتاب کی تالیف کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ ایک اور وجہ یہ ہے کہ جب طالبِ صادق مشائخ کرام کے احوال کا خلوصِ دل سے مطالعہ کرتا ہے تو ان کی ارواحِ مقدس سے امداد ہوتی ہے اور ان کے کلمات مخنثوں کو مرد، مردوں کو شیر مرد، شیر مردوں کو فرد اور فردوں کو سراپا درد بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ شیخ فریدالدین عطار نے اس شعر میں اسی مقام کی خبر دی ہے ؎ کفر کافر را و دین دیندار را ذرۂ دردت دلِ عطار را

(کفر کافر کو نصیب ہو اور دین دیندار کو، مجھے تو اے محبوب تیرے درد کا ایک ذرہ درکار ہے)

مراۃ الاسرار کے مصنف لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ وسطِ سلوک میں مجھے اولیاء کرام کے مقامات دریافت کرنے کی ضرورت پیش آئی اسکی خاطر میں نے چند اربعین (چلے) کئے اور ریاضاتِ شاقہ پر عمل کیا۔ لیکن مقصد پورا نہ ہوا۔ ان ہی ایام میں یعنی سنہ ۱۰۳۰ھ کے وسط میں شہنشاہ نورالدین جہانگیر کے دورِ سلطنت میں مجھے شیخ فریدالدین عطارؒ کی کتاب تذکرۃ الاولیاء شروع سے آخر تک حسبِ شرائط پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ جب میں سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ کے معراج کے

marfat.com

واقعہ پر پہنچا تو وہ چیز جس کی مجھے تمنا تھی خود بخود بلا تکلف مجھ پر منکشف ہوگئی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر احوال گذشتگان مفید نہ ہوتے تو حق تعالیٰ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے قصے ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل نہ فرماتے۔ قال اللہ تعالیٰ نحنُ نقصُّ علیکَ مِن انبیاء الرسل ما نثبت بہ فوادک [اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے محمدؐ! ہم انبیاءؑ کے حالات اس لئے تجھے بتاتے ہیں کہ تیرے قلب کو اطمینان اور تقویت حاصل ہو] ان وجوہات کی بنا پر اس فقیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، ائمہ معصومین، اور مشائخ چشت کے حالات اور اقوال مستند کتابوں سے منتخب کر کے یہ کتاب تالیف کرنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ اس سلسلۂ عالیہ کے مُریدین اپنے مشائخ عظام کے مشرب سے آگاہ ہو کر اتباع کی کوشش کریں کیونکہ صراطِ مستقیم یہی ہے۔ چنانچہ اس کتاب کی تالیف سات ماہ جمادی الاوّل سنہ ۱۱۳۰ھ کو دار الخلافہ دہلی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے قرب میں شروع ہوئی اور چار ماہ کی مسلسل جد وجہد کے بعد جمعہ کے روز ماہ رمضان المبارک سن مذکور بفضلِ حق تعالیٰ اور استعانتِ مشائخ چشتیہ وقادریہ یہ کارِ عظیم پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اشاراتِ القاب

جاننا چاہیئے کہ اس کتاب میں جہاں کہیں لفظ خواجہ بزرگ واقع ہو اس سے مراد حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ ہیں اور۔ غوثِ اعظم سے مراد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں، خواجہ قطب الاقطاب سے مراد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکیؒ، گنجشکر سے مراد حضرت خواجہ فریدالدین مسعود اجودھنی، سلطان المشائخ سے مراد حضرت شیخ نظام الدین بدایونیؒ، قطب العالم سے مراد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی الحنفی، جس جگہ لفظ "حضرت ایشاں" واقع ہو اُن سے مراد حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری ہے اور جہاں حضرت مرشدی ومخدومی واقع ہوں اس سے مراد حضرت شیخ سوندھا سفیدونی قدس سرہٗ مراد ہیں۔

جوازِ خرقہ خلافت وفقر

اے عزیز جاننا چاہیئے کہ خرقۂ خلافت وفقر کے اثبات کے متعلق تمام اربابِ تصوف متفق ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء راحت القلوب اور سیر الاولیاء میں خواجگانِ چشت سے روایت کرتے

marfat.com

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج رب العزت کی بارگاہ سے خرقہ ملا۔ جب آپ معراج سے واپس تشریف لائے تو فرمانِ الٰہی کے مطابق وہ خرقہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔ وہ خرقہ جو گلیم سیاہ تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہو کر مشائخِ چشت کو ملا۔ اور خرقۂ چشتی کے نام سے موسوم ہوا، جب آخرکار وہ خرقہ حضرت نظام الدینؒ تک پہنچا تو آپ اسے اپنے ہمراہ قبر میں لے گئے اور کسی کو عطا نہ فرمایا اور اپنے اصحاب کو اپنی خلافت کا اور خرقہ عطا فرمایا۔ فوائد الفواد کے مطالعہ سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔

خلفائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چار خلفا تھے جو چہار پیر کے نام سے موسوم تھے اول حضرت امام حسنؓ، دوم حضرت امام حسینؓ، سوم حضرت خواجہ کمیل ابن زیادؒ چہارم حضرت امام حسن بصریؒ جنکو حضرت امام حسنؓ اور کمیل ابن زیادؒ سے بھی فیض ملا۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فیض نظر سے مقتدائے مشائخ ہوئے۔ اور اکثر سلاسل آپ کے وسیلہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتے ہیں۔ چنانچہ چودہ سلاسل اصلی اور دیگر فروعی سلاسل کے حالات یہاں اجمالی طور پر درج کئے جاتے ہیں۔

پہلا سلسلہ

پہلا سلسلہ زیدی ہے جو حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے خواجہ کمیل بن زیادؒ کی خدمت میں بھی تربیت حاصل کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اتمامِ سلوک کے بعد وہ مسندِ ارشاد پر بیٹھے۔ حضرت عبداللہ بن عوفؓ کی اولاد میں سے پانچ حضرات نے بھی آکر حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ سے بیعت کی اور نہایت اخلاص سے اپنے باپ دادا اور شہر مدینہ کی نسبت کو چھوڑ کر زیدی بن گئے۔ اسی وقت سے یہ سلسلہ مشہور ہو گیا۔ زیدی ہمیشہ جنگل میں خلوت کرتے تھے اور کمال مجاہدہ کی وجہ سے تین چار روز کے بعد جنگلی میوے یا گھاس سے افطار کرتے تھے۔ کبھی شہر یا گاؤں میں نہیں جاتے تھے۔ اور کسی جانور کو ذبح نہیں کرتے تھے اور فتوح نہیں لیتے تھے (یعنی لوگوں سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے)، جب حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ کا آخری وقت آیا تو آپ نے وہ خرقۂ خلافت جو حضرت امام حسن بصریؒ سے حاصل کیا تھا۔ حضرت فضیل ابن عیاضؒ کو عطا فرمایا اور دوسرا خرقہ خلافت جو حضرت کمیل بن زیادؒ سے حاصل کیا تھا۔ ابو یعقوب السوسی کو مرحمت فرمایا اور یہ دونوں

marfat.com

سلسلے ان دو بزرگوں سے جاری ہوئے۔

دُوسرا سلسلہ

دوسرا سلسلہ عیاضیاں ہے جو حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض سے منسوب ہے جو خلیفہ تھے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ کے۔ بلکہ اکثر مشائخ وقت سے انہوں نے فیض حاصل کیا ہے۔ آپ ترک و تجرید اور مریدوں کی تربیت میں شانِ عظیم رکھتے تھے جو کوئی ان کی خدمت میں جا پہنچتا تھا۔ اپنے آباؤاجداد اور شہر کی نسبت ترک کر کے ان کا ہو جاتا تھا اور اپنے آپ کو ان سے منسوب کر لیتا تھا۔ یہ سلسلہ اسی وقت سے ظاہر ہوا ہے۔ عیاضیاں ہمیشہ سفر میں اور مجرد رہتے تھے۔ شادی نہیں کرتے تھے اور گھروں میں آباد نہیں ہوتے تھے۔ نیا کپڑا نہیں پہنتے تھے۔ کپڑے پھٹ جاتے تو ان کو پیوند لگاتے تھے۔ کسی شخص سے سوال کرنا روا نہیں رکھتے تھے۔ جو کچھ غیب سے بغیر طلب ان کو مل جاتا۔ خرچ کرتے تھے اور اکثر کھانا مہمانوں کے ساتھ کھایا کرتے تھے اور خلق سے میل جول نہیں رکھتے تھے۔

تیسرا سلسلہ

تیسرا سلسلہ ادہمی ہے جو حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ سے منسوب ہے۔ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ کو تین بزرگوں سے خرقۂ خلافت ملا ہے۔ ان کے ترکِ دنیا کا پہلا سبب حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ آپ مدت تک حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہے اور ان سے خرقہ (خلافت) حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے بھی تربیت اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت امام محمد باقرؒ کی خدمت میں سلوک کی تربیت حاصل کی اور امام علیہ السلام کی خلافت سے مستفیض ہوئے۔ آپ نے اس راستے میں بہت بلند مراتب حاصل کیے اور ایک جہاں آپ کی خدمت میں رہ کر ہدایت پاتا تھا۔ جو شخص آپ کی بیعت سے مشرف ہوتا۔ اپنے آباؤاجداد اور اپنے شہر کی نسبت ترک کر کے آپ کے ساتھ منسوب ہو جاتا تھا۔ اسی وقت سے یہ سلسلہ پھیلا۔ اُدھمی سلسلے کے لوگ مجرد اور سفر میں رہتے تھے اور ذکر جلی بہت کرتے تھے جو کچھ بغیر سوال غیب سے مل جاتا کھا لیتے تھے اور اہلِ دنیا کی صحبت سے پرہیز کرتے تھے اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ یہ سلسلہ حضرت امام محمد باقرؒ کے واسطہ سے حضرت امام حسینؓ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے اور حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ کے واسطے سے حضرت خواجہ حسن بصریؒ تک جا پہنچتا ہے۔

marfat.com

چوتھا سلسلہ

چوتھا سلسلہ ہبیریہ ہے جو حضرت خواجہ ابو ہبیرہ امین الدین بصری رحمۃ سے منسوب ہے۔ حضرت خواجہ ابو ہبیرہؒ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؓ کے مرید اور خلیفہ تھے اور وہ مرید اور خلیفہ تھے حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھمؒ کے تا آخر سلسلہ۔ حضرت خواجہ ابو ہبیرہ امین الدین بصریؒ کو ارشادِ مریدین میں قبولِ عظیم حاصل تھا اور جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتا اپنے آباؤ اجداد اور شہر کی نسبت ترک کر کے ہبیری کہلاتا۔ اسی وقت یہ سلسلہ ظاہر ہوا۔ ہبیری لوگ شہر اور گاؤں میں نہیں رہتے تھے۔ بلکہ شب و روز وضو کے ساتھ جنگل میں اکیلے رہتے تھے اور نماز حضورِ قلب کے ساتھ ادا کرتے تھے اور لوگوں سے میل جول نہیں رکھتے تھے اور فتوح (لوگوں کے عطیے) قبول نہیں کرتے تھے۔ تین چار دن کے بعد جنگلی میوہ یا گھاس سے افطار کرتے تھے اور ہمیشہ اپنے دل کی پاسبانی کرتے تھے (یعنی اپنے دل کو خطرات و وساوس سے محفوظ رکھتے تھے۔)

پانچواں سلسلہ

پانچواں سلسلہ چشتیاں حضرت خواجہ علی دینوریؒ سے جا ملتا ہے۔ آپ حضرت خواجہ ابو ہبیرہ امین الدین بصریؒ کے مرید اور خلیفہ تھے اور وہ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے اور وہ حضرت خواجہ ابراہیم ادھمؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ کو جو نعمت اور امانت حضرت خواجہ خضرؑ، حضرت امام محمد باقرؓ بن امام زین العابدینؓ بن حضرت امام حسینؓ اور حضرت فضیل ابن عیاضؒ کی صحبت سے ملی تھی۔ آخر عمر میں سب خواجہ حذیفہ مرعشیؒ کے حوالہ فرمائی اور ان سے آج تک یہی امانت بطریق سلوک صحیح طور پر اس سلسلے میں موجود ہے۔

الغرض سلسلہ چشتیہ حضرت خواجہ ابو اسحق شامیؒ سے شروع ہوا ہے۔ آپ ملک شام سے بغداد میں حضرت خواجہ علی دینوریؒ کی خدمت میں مرید ہونے کی نیت سے حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہؒ نے دریافت فرمایا۔ کیا نام ہے؟ عرض کیا ابو اسحاق شامی۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا۔ آج سے تم چشتی کہلاؤ گے۔ تم خواجہ چشت ہو۔ چشت تمہاری وجہ سے مشہور ہو گا اور جو شخص تم سے منسوب ہو گا وہ بھی قیامت تک چشتی کہلاتے گا۔ پس ان کو مرید کیا اور تربیت دی۔ اس کے بعد خرقۂ خلافت عطا کر کے چشت بھیج دیا۔ خواجہ ابو احمد چشتیؒ جو کہ چشت کے رئیس و اشراف تھے۔ آپ کے مرید ہو گئے اس کے بعد اس ملک کے تمام لوگ آپ کی طرف مائل ہوئے اور حضرت خواجہ مریدین کی تربیت

marfat.com

میں مشغول ہو گئے۔ آپ بہت عالی ہمت اور بلند شان رکھتے اور ابدالوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ جب آپ کا آخری وقت آیا تو خرقہ خلافت حضرت خواجہ ابو احمد ابدالؒ کو عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر کیا۔ یہ خرقہ خلافت ان کے ذریعے حضرت خواجہ محمد چشتیؒ کو پہنچا۔ ان سے حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ اور ان سے حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کو اور یہ حضرات سلسلہ چشتیہ کے پنج تن ہیں۔ اسی طرح ان کے خلفاء میں سے ملک ہندوستان میں بھی پنج تن ہیں۔ ایک حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، دوسرے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ چشتی، تیسرے حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتیؒ، چوتھے حضرت خواجہ نظام الدین چشتیؒ، پانچویں حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی چشتیؒ۔ جس شخص کا شجرہ ان پنج تن سے ان پنج تک جا ملتا ہے چشتی کہلاتا ہے۔ جن پنج تن سے سلسلہ مذکور ظاہر ہوا۔ وہ سب صاحب ریاضت و مجاہدہ اور صاحب ذوق سماع تھے۔ اور اہل سماع کو دوست رکھتے تھے اور مشائخ کا عرس کرتے تھے اور فقراء کو امراء پر فوقیت دیتے تھے اور شہر اور گاؤں میں رہائش رکھتے تھے اور ہر فرقے کے ساتھ تواضع سے پیش آتے تھے اور مریدین کی تربیت میں عالی ہمت اور شانِ عظیم رکھتے تھے۔ چنانچہ انیس الارواح میں حضرت خواجہ معین الدینؒ نے لکھا ہے کہ ہمارے سلسلہ میں ایک روز و شب کا مجاہدہ ہے اور زیادہ ذوق مشاہدہ ہے۔ لطائفِ اشرفی میں لکھا ہے کہ چشت دو ہیں۔ ایک وہ شہر ہے جو ملک خراسان میں ہرات کی نواحی میں واقع ہے۔ دوسرا قصبہ ہے۔ ہندوستان میں جو ملتان اور اوچ کے درمیان ہے۔ ہمارے خواجگان خراسان والے چشت سے تعلق رکھتے ہیں۔ میر سید علاؤ الدین چشتیؒ نے شعر ذیل میں اسی مقام کی خبر دی ہے ؎

گر ز ہندوستان شدیم چہ باک ۔۔۔ سبزۂ گلشن خراسانیم

اور لطائفِ اشرفی میں لکھا ہے کہ جو شخص خاندانِ قدیم اور سلسلہ کریم اہل چشت کی محبت اور موافقت کا دعوے کرتا ہے۔ اس کے اندر دو وصف ہونے ضروری ہیں۔ اول ترک و ایثار، دوم عشق و انکسار۔ جس شخص کے اندر یہ دو وصف نہیں ہیں۔ اس کو چشتیوں کے مذہب سے کوئی حظ اور بہشتیوں کے مشرب سے کوئی نصیب نہیں ملتا۔

marfat.com

چھٹا سلسلہ

چھٹا سلسلہ عجمیوں کا ہے جو حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ سے جا ملتا ہے اور وہ مرید اور خلیفۂ عظیم تھے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے اور ترک و تجرید استجابتِ دعا میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آپ اکثر مشائخ کے مقتدا (سرحلقہ) ہیں اور جو شخص آپ کا مرید ہوتا تھا تمام نسبتوں سے خالی ہو کر اپنے آپ کو ان سے منسوب کرتا تھا۔ اسی وقت سے یہ سلسلہ ظاہر ہوا۔ عجمی لوگ اکثر پہاڑوں میں رہتے تھے اور نہار رہتے تھے اور فتوح (لوگوں کے عطیات) قبول نہیں کرتے تھے۔ وہ صرف اسی قدر کپڑا پہنتے تھے جس سے ننگاپن ڈھانپا جا سکے اور سات دن کے بعد ایک یا تین کھجور کے ساتھ افطار کرتے ہیں اور جنگل کے جانور اور پرندے ان سے الفت کرتے تھے۔

ساتواں سلسلہ

ساتواں سلسلہ طیفوریوں کا ہے جو سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامیؒ سے جا ملتا ہے۔ جن کا نام طیفور ہے۔ تذکرۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ انہوں نے ایک سو سولہ مشائخ کی صحبت پائی ہے۔ آپ بارہ سال حضرت امام جعفر صادقؓ کی خدمت میں رہے اور ان سے خلافت حاصل کی۔ لیکن میر سید شریف جرجانی ساکن جرجان (ماجرجیہ) اور دوسرے سوانح نگاروں کا یہ خیال ہے کہ ان کو حضرت امام جعفر صادقؓ کی ظاہری صحبت نہیں ملی۔ بلکہ باطناً ان کی روحانیت سے تربیت حاصل کی ہے۔ یہ دونوں صورتیں متقبول ہیں اور لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت حبیب عجمیؒ سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا ہے۔

الغرض وہ مقتدائے قوم تھے اور نہایت بلند ہمت اور عظیم شان رکھتے تھے اور ابوسعید ابوالخیر فرماتے ہیں کہ میں اٹھارہ ہزار جہاں بایزیدؒ کی بدولت دیکھتا ہوں اور بایزید میان سے غائب ہے مطلب یہ کہ وہ ذاتِ حق میں گم ہیں۔ غرضیکہ جب حضرت بایزید نے سلوک تمام کیا تو وہ مسندِ ارشاد پر بیٹھے۔ شیخ مسعود، شیخ محمود، شیخ ابراہیم اور شیخ احمد چاروں حضرات نے ان سے بیعت کی اور غلبۂ صدق کی وجہ سے اپنے آبا و اجداد کی نسبت ترک کر کے ان سے منسوب ہوئے۔ اسی وقت سے یہ سلسلہ مشہور ہو گیا۔

آٹھواں سلسلہ

آٹھواں سلسلہ کرخیوں کا ہے جو حضرت معروف کرخیؒ سے جا ملتا ہے۔ آپ مشائخ قدما میں سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محفوظ ہے اور آپ کے

marfat.com

والد کا نام فیروز ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کا نام علی تھا۔ وہ حضرت امام علی موسیٰ رضاؓ کے غلام تھے اور کہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور حضرت معروفؒ نے کئی سال حضرت امام صاحب کے حجرۂ خاص کی دربانی کی اور ان سے روحانی تربیت حاصل کی۔ کمال صدق اور خدمت اور اخلاص کی وجہ سے انہوں نے ایسی ترقی کی کہ حضرت امامؓ کی خلافت سے مشرف ہوئے اور آپ کے مجاز کی حیثیت سے کرخ میں کہ بغداد کا ایک موضع ہے۔ مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔

حق تعالیٰ نے ان کو ایسا مقتدائے وقت اور پیشوائے مشائخ بنایا کہ سات مشائخ کے سلسلے ان کی وساطت سے حضرت امام علی موسیٰ رضاؓ تک پہنچ کر حضرت علی مرتضیٰؓ پر ختم ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت داؤد طائیؒ نے بھی جو کہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت حبیب عجمیؒ کے۔ حضرت معروف کرخیؒ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور تمام مشائخ وقت نے حضرت خواجہ معروف کرخیؒ کے طریق کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا ہے۔ آپ اپنے مریدین کی تربیت میں بڑے عالی ہمت تھے جو شخص کہ آپ کے حلقۂ ارادت میں آ جاتا تھا۔ اپنے باپ دادا کا حسب و نسب بھول جاتا تھا۔ اور اپنے آپ کو موضع کرخ سے منسوب کر لیتا تھا۔ اسی وقت سے یہ سلسلہ ظاہر ہو گیا۔ کرخی سلسلہ کے لوگ اکثر اوقات ترک و تجرید کے ساتھ خلوت میں رہتے ہیں اور تلاوتِ قرآنِ مجید اور ذکر میں بہت مشغول رہتے ہیں۔ اللہ کے خوف سے بہت روتے ہیں اور اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھتے ہیں۔

نانواں سلسلہ

نانواں سلسلہ سقطیوں کا ہے جو حضرت خواجہ سری سقطیؒ سے جاملتا ہے۔ آپ حضرت معروف کرخیؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور ترک و تجرید و ریاضت و مجاہدہ اور علمِ فنا میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے تکمیل سلوک کے بعد آپ تربیت مریدین میں مشغول ہو گئے پہلے پہلے بادشاہوں کی اولاد میں سے تین آدمی آپ سے بیعت ہوئے اور کمال اخلاص سے انہوں نے اپنے آپ کو اپنے پیر کی نسبت سے منسوب کر لیا۔ اسی وقت سے یہ سلسلہ مشہور ہو گیا۔ سقطی سلسلہ کے لوگ صائم الدھر (ہمیشہ روزہ رکھنے والے) اور قائم اللیل (راتوں کو جاگنے والے) تھے۔ لوگوں سے عطیات قبول نہیں کرتے تھے۔ تین دن کے بعد خلوت سے باہر نکلتے تھے اور شام کے وقت دس گھروں سے بھیک مانگ کر اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ افطار

marfat.com

کرتے تھے۔

دسواں سلسلہ دسواں سلسلہ جنیدیوں کا ہے جو سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے جاملتا ہے۔ آپ حضرت خواجہ سری سقطیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ایک دن کسی بزرگ نے حضرت سری سقطیؒ سے دریافت کیا کہ کوئی مرید پیر سے بھی زیادہ کامل ہو سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں! جس طرح مجھ سے جنیدؒ۔ الغرض ان کے کمالات کو اس پر قیاس کر لینا چاہیے آپ بالاتفاق مشائخ کے مقتدا، اور پیشوا تھے۔ اکثر شاہبازان کے سلسلہ میں منسلک ہو کر اپنے آباؤ اجداد اور شہر کی نسبت چھوڑ کر کمالِ عشق سے ان کے ساتھ منسوب ہوئے ہیں۔ حدیثِ نبویؐ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ (شیخ اپنی قوم میں ایسے ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں)، گویا محض ان کی شان میں وارد ہوئی ہے۔ الغرض یہ سلسلہ اسی وقت سے پھیل گیا۔ جنیدی سلسلے کے لوگ توکل پر رہتے تھے اور ریاضات اور مجاھدات بہت کرتے تھے اور جو کچھ غیب سے بلا سبب خلق ان کو ملتا تھا۔ اس سے افطار کرتے تھے۔

گیارھواں سلسلہ گیارھواں سلسلہ گاذرونیوں کا ہے جو حضرت خواجہ ابو اسحاق گاذرونیؒ سے جاملتا ہے۔ آپ گاذرون کے بادشاہ تھے۔ اس حال سے باھر آکر جب آپ حضرت خواجہ ابو عبداللہ خفیفؒ کے مرید ہوئے تو انہوں نے فرمایا میں نے تجھے دنیا بھی دی اور دین بھی دیا تو عَلَمْ اور طَبل (جھنڈا جو علم کا نشان ہے اور طبل یعنی نقارہ جو نشانِ شاہی ہے) دونوں بلند کر۔ حضرت خواجہ اسحاقؒ کی حقیقت تصوف اور کمالات صوری ومعنوی (ظاہری و باطنی)، کے ظہور کا ذکر اکثر کتابوں میں ملتا ہے۔ اس مختصر جگہ میں اس کی گنجائش نہیں۔ الغرض (ان کا سلسلہ اس طرح ہے کر) وہ مرید و خلیفہ حضرت ابو عبداللہ خفیفؒ کے ہیں اور وہ حضرت خواجہ رویمؒ کے اور وہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کے الی آخرہ۔ جب لوگ کثرت سے حضرت خواجہ ابو اسحاق کے مرید ہوئے اور کمال شوق میں اپنے آپ کو ان سے منسوب کیا تو یہ سلسلہ مشہور ہوا۔ گاذرونی سلسلہ کے لوگ خلق کے درمیان رہ کر حق کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں اور اسمائے اعظم اور دعائے بَاَنْتَ الْقُدْرَتُ برت پڑھتے ہیں۔

marfat.com

بارھواں سلسلہ

بارھواں سلسلہ طوسیوں کا ہے جو شیخ علاؤالدین طوسیؒ سے جاملتا ہے۔ آپ اکابر طوس میں سے تھے۔ اور شیخ نجم الدین کبریٰ اکابر فردوس میں سے تھے۔ دونوں حضرات کے درمیان دینی اخوت تھی۔ دونوں اکٹھے حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ کی خدمت میں گئے اور عرض کی کہ عمر گذر چکی ہے۔ لیکن کام نہیں بنا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہم بھی اسی درد میں مبتلا ہیں۔ جب تک اللہ کے کسی دوست کا دامن نہیں پکڑیں گے، اس کام کا سرانجام ہونا ممکن نہیں۔ چنانچہ تینوں حضرات حضرت خواجہ وجہ الدین ابوحفصؒ کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے شیخ علاؤالدینؒ اور شیخ ابوالنجیبؒ کو مرید کر لیا اور تربیت فرمائی اور خرقہ خلافت دے کر رخصت کیا کہ تم دونوں اپنے مقام اور مسکن پر جا کر خلق خدا کو ہدایت دو۔ اور شیخ نجم الدین کو شیخ ابوالنجیبؒ کے حوالے کیا تاکہ ان کی تربیت کریں۔ یہ سہرورد چلے گئے اور شیخ علاؤالدین طوس جا کر مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور تمام خلق نے آپ کی اقتدا کی۔ جو کوئی ان کا مرید ہوتا۔ کمال اخلاص سے اپنے آپ کو ان سے منسوب کر لیتا۔ اسی وقت سے یہ سلسلہ مشہور ہوا۔ طوسی اور فردوسی سلسلے کے لوگ ایک روش پر چلتے تھے۔ مجالس سماع منعقد کرتے تھے۔ مزامیر سنتے تھے اور رقص و تواجد کرتے تھے اور ذکر جلی (اونچی آواز سے ذکر کرنا) بہت کرتے تھے۔ جہاں سے کوئی چیز آتی تھی کھاتے تھے اور چوں وچرا نہیں کرتے تھے اور جو کچھ ان کی مجلس میں موصول ہوتا تھا مومن، کافر اور غنی میں برابر تقسیم کر دیتے تھے۔ مجاھدہ اور ریاضت بہت کرتے تھے۔ سلسلہ طوسیاں چھ واسطوں سے حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ سے جاملتا ہے۔

تیرھواں سلسلہ

تیرھواں سلسلہ سہروردیوں کا ہے جو حضرت شیخ ضیاؤالدین ابوالنجیب سہروردیؒ سے جاملتا ہے۔ آپ حضرت شیخ وجہ الدین ابوحفصؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ وجہ الدین ابوحفصؒ اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کے درمیان چار واسطے ہیں۔ شیخ ابوالنجیبؒ نے خرقہ خلافت شیخ احمد العزالیؒ سے بھی حاصل کیا تھا اور شیخ احمدؒ اور حضرت جنید بغدادی کے درمیان پانچ واسطے ہیں۔ شیخ ابوالنجیبؒ نے مرید ہونے سے پہلے دس سال ریاضت کی اور بیعت اور خلافت کے بعد تیس سال ریاضت شاقہ و سخت مجاھدہ میں مشغول رہے۔ اس مدت میں نیند کو پاس نہ آنے دیا۔ آپ بڑے عظیم القدر اور بابرکت بزرگ

marfat.com

تھے۔ جو شخص آپ کی خدمت میں پیوست ہوتا۔ عرش سے فرش تک اس کی آنکھ سے کچھ مخفی نہ ہوتا اور جس قدر مشائخ اس سلسلے کے ساتھ منسلک ہوئے ہیں کسی دوسرے سلسلے میں نہیں ہوئے۔ کمال اخلاص سے تمام ان کے مرید اپنے آپ کو ان کے ساتھ منسوب کرنے لگے۔ اسی وقت سے اس سلسلے نے شہرت حاصل کی۔

چودھواں سلسلہ

چودھواں سلسلہ فردوسیوں کا ہے جو حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے جا ملتا ہے۔ آپ اکابر فردوس میں سے تھے۔ شیخ وجہ الدین ابو حفص کے اشارے سے حضرت شیخ ابو نجیب سہروردیؒ سے بیعت ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ تم مشائخ فردوس ہو۔ پس اسی روز سے سلسلہ فردوسیہ ظاہر ہوا اور نفحات الانس (مصنفہ مولانا جامیؒ) میں لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین کبریٰ نے حضرت شیخ عمار یاسر سے جو شیخ ابو نجیب سہروردی کے اعظم اصحاب میں سے تھے بھی تربیت حاصل کر کے نورٌ علیٰ نور ہوئے اور حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی کا سلسلہ چھ واسطوں سے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے پیوست ہوتا ہے۔ الغرض فردوسی، سہروردی، طوسی اور گازرونی یہ چاروں سلسلے حضرت جنید بغدادیؒ اور ان کے ذریعے حضرت سری سقطیؒ سے اور ان کے ذریعے حضرت معروف کرخیؒ سے پیوست ہوتے ہیں اور یہ سات سلسلے حضرت امام علی موسیٰ رضاؒ سے جا ملتے ہیں اور ان کے بعد ان کے والد حضرت موسیٰ کاظمؓ اور پھر ان کے والد حضرت امام جعفر صادقؓ اور ان کے بعد ان کے والد حضرت امام باقرؓ اور ان کے والد حضرت امام زین العابدینؓ اور ان کے والد حضرت امام حسینؓ بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ معدن المعانی میں سلسلہ فردوسیہ اسی طرح مذکور ہے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ لیکن حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے سلسلے میں ہم نے دیکھا ہے کہ حضرت امام حسینؓ کے اسم گرامی کے بعد حضرت امام حسنؓ کا اسم گرامی بھی درج ہے اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم گرامی آتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایک فرقہ حضرت امام حسنؓ سے حضرت امام حسینؓ کو بھی ملا ہے۔ اس وجہ سے ان کا نام درمیان میں آتا ہے اور ایک شجرہ قادریہ بھی حضرت حسنؓ مثنیٰ کے ذریعہ حضرت امام حسنؓ تک جا پہنچتا ہے۔ انشاء اللہ اس کا ذکر اپنی جگہ پر آئے گا۔

marfat.com

نفحات الانس میں لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین کبریٰؒ کو ایک خرقہ حضرت کمیل بن زیادؓ سے بھی ملا ہے، وہ اس طرح پر ہے کہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ نے حضرت شیخ اسمٰعیل مصریؒ کی صحبت میں رہ کر ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ انہوں نے حضرت شیخ محمد بن مانکیلؒ سے۔ انہوں نے شیخ محمد بن داؤدؒ المعروف خادم الفقراء سے۔ انہوں نے ابوالعباس بن ادریسؒ سے۔ انہوں نے ابوالقاسم بن رمضان سے۔ انہوں نے ابویعقوب طبریؒ سے۔ انہوں نے ابو عبداللہ عثمان المکی سے انہوں نے ابو یعقوب نہر جوریؒ سے۔ انہوں نے یعقوب السوسی سے، انہوں نے حضرت عبدالواحد بن زیدؓ سے اور انہوں نے حضرت کمیل بن زیادؓ سے حاصل کیا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہ اور محرم راز ہیں۔ حق تعالیٰ نے حضرت نجم الدین کبریٰ کو کمالات عظیم سے سرفراز کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اپنے جیسے ستر مرید رکھتے تھے۔ یہ کمال تصرف اور ولایت ہے! ان کے مرید دو فرقوں میں منقسم ہوئے۔ ایک فرقہ فردوسیہ اور دوسرا کبرویہ کہلاتا ہے۔ دونوں ایک ہی چمن کے پھول ہیں۔ چار پیر اور چودہ سلسلوں کا ذکر ختم ہوا۔

دوسرے چالیس فروعی سلسلے ان چودہ سلسلوں سے نکلے ہیں۔ طوالت کے سبب سے ان تمام کا ذکر ترک کر کے ان میں سے صرف بارہ سلسلوں کا ذکر درج کیا جاتا ہے جو سب سے زیادہ مشہور اور مروج ہیں۔ غرضیکہ یہ چالیس سلسلے ان چودہ سلسلوں سے جا ملتے ہیں اور چودہ چار سے جا ملتے ہیں اور چار ایک سے جا کر پیوست ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ الآخر۔ (میں اور علیؓ ایک ہی نور میں سے ہیں تا آخر)

بارہ سلسلوں کے بیان میں

پہلا سلسلہ قادریہ وغوثیہ

یہ سلسلہ حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے جا ملتا ہے۔ آپ حضرت شیخ ابوسعید مخزومیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے، آپ شیخ ابوالحسن علی القرشیؒ کے، آپ حضرت شیخ ابوالفرج طرطوسیؒ کے

marfat.com

آپ شیخ ابوالفضل عبدالواحد یمنیؒ کے، آپ شیخ ابوبکر شبلیؒ کے، آپ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کے تا آخر۔ حضرت غوث الاعظمؒ کو ایک خرقہ خلافت جدّی طریق سے حضرت امام حسن الرضاؓ سے بھی ملا ہے۔ بالفعل سلسلہ قادریہ میں اکثر ہم اسی سلسلہ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کو شاہ ابو صالح موسیٰ سے، ان کو شاہ عبداللہ ولی سے، ان کو شاہ یحییٰ زاھد سے، ان کو شاہ محمد سیف اللہ سے، ان کو شاہ داؤد سیف اللہ سے، ان کو شاہ موسیٰ سے، ان کو شاہ عبداللہ محض یعنی حسن الحسینیؓ سے، ان کو شاہ حسن مثنیٰؓ ابن امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے۔

حق تعالیٰ نے حضرت شیخ عبدالقادرؒ کو شانِ عظیم، کمالات بزرگ، کرامات وافر اور نفس قاطع عطا فرمایا تھا۔ تمام خلقت بالاتفاق آپ کے کمالات کی قائل ہے۔ آپ مرتبہ غوثی اور قطبی اور فردانیت سے ترقی کر کے مقامِ محبوبیت تک گئے تھے اور اسی حال میں آپ نے فرمایا، قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃِ کلِّ اولیاء اللہ (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اور تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردن نیچی کر لی تھی۔ یہ مقام کیسے حاصل ہوتا ہے۔ جائے کہ کس است حرف بس است (عقلمند کے لیے ایک حرف کافی ہے)

دوسرا سلسلہ یسویہ اس سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ احمد یسویؒ ہیں جو ترکستان کے شیخ ہیں۔ آپ خواجہ یوسف ہمدانی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ وہ خواجہ علی الفارمدیؒ کے، وہ حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانیؒ کے، وہ ابو عثمان مغربیؒ کے، وہ خواجہ ابو علی کاتبؒ کے، وہ ابو علی سعد باریؒ کے، وہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کے تا آخر۔

خواجہ احمد یسویؒ حضرت پیر خوردؒ کے اشارے سے ملک ترکستان میں جا کر مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ آپ کے فیضِ ہدایت سے ایک جہان فیض یاب ہوا۔ حضرت احمد یسوی کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت محمد حنفیہ بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر منتہی ہوتا ہے۔

تیسرا سلسلہ نقشبندیہ اس سلسلے کا ظہور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ اور ان کے تابعین سے ہوا ہے۔ آپ حضرت امیر سید علی کلالؒ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ وہ خواجہ محمد سماسیؒ کے، وہ خواجہ علی رامتینیؒ کے، وہ خواجہ محمود ابوالخیر فغنویؒ کے، وہ خواجہ

marfat.com

عارف ریوگیری کے، وہ خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے، وہ خواجہ یوسف ہمدانیؒ کے، وہ خواجہ علی الفارمدیؒ کے، وہ خواجہ ابوالقاسم گرگانیؒ کے اور وہ تین واسطوں سے سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ رشحات میں لکھا ہے کہ حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ کا ایک سلسلہ باطن روحانی طریق پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہے۔ اسی طرح اُن کو باطنی تربیت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کی روحانیت سے۔ ان کو حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ کی روحانیت سے، ان کو حضرت امام جعفر صادقؒ کی روحانیت سے اور حضرت امام جعفر صادقؓ کی دو نسبتیں ہیں۔ ایک اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؓ سے جو سب کو معلوم ہے۔ دوسرے حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے ہے۔ حضرت قاسمؓ، حضرت امام جعفر صادقؓ کی والدہ ماجدہ کے والد تھے حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ کی بیعت اور خلافت حضرت سلمان فارسیؓ سے تھی۔ جن کو حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کے شرف کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بھی فیض ملا ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ ظاہر و باطن سنوارنے میں بلند شان رکھتے تھے اور مریدوں کی تربیت میں قدرت کمال رکھتے تھے۔ تھوڑی سی توجہ سے لوگوں کو عالمِ سفلی سے عالمِ علوی پر پہنچا دیتے تھے۔ اس سلسلہ عالیہ میں اکثر اکمل اولیاء اللہ کا ظہور رہا ہے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کو خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کی روحانیت سے بھی باطنی طور پر فیض ملا ہے (یعنی اویسیؓ طریقے سے)، آپ حضرت شیخ عبداللہ بلیانیؒ کی مندرجہ ذیل رباعی ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ رباعی:

تا حق بدو چشم سر نہ بینم ھمہ دم — از پائے طلب مے نہ نشینم ہر دم
گویند خدا بچشم سر نتواں دید — آں ایشانند من چنینم ھمہ دم

ترجمہ رباعی | (جب تک کہ حق تعالیٰ کو سر کی دو آنکھوں سے ہر وقت نہ دیکھوں طلب چھوڑ کر ہرگز میں نہیں بیٹھ سکتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جسمانی آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا (ہاں، وہ اسی طرح ہیں اور میں ہر دم اسی طرح ہوں یعنی وہ نہیں دیکھ سکتے ہوں گے۔ ہم تو دیکھ سکتے ہیں)

marfat.com

لفظ نقشبند کی وجہ تسمیہ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ نے آپ کی تربیت کا کام حضرت سید امیر کلالؒ کے سپرد کیا تو فرمایا کہ "نقشِ بہاؤالدین را بر بند" یعنی بہاؤالدین کا نقش باندھو" اس وجہ سے آپ کو نقش بند کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں جو طالبِ خدا آپ کی خدمت میں آتا تھا آپ اپنی نظر کیمیائے اثر سے اس کے دِل میں عالمِ باطن کا ایک نقش باندھ دیتے تھے۔ اس سبب سے آپکو نقشبند کہتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ مریدین کو اسم مبارک اللہ لکھ کر دیتے تھے تاکہ اس کا تصور دِل پر جمائیں۔ اس سے دِل پر لفظ اللہ منقش ہو جاتا ہے اس وجہ سے آپ نقشبند کے نام سے مشہور ہو گئے۔

مرآۃ الاسرار میں خواجہ عبدالرزاق ابن خواجہ عبید اللہ احرارؒ سے منقول ہے کہ چونکہ طریقت کی بنیاد اکل حلال [حلال کمانا] پر ہے اس سلسلہ کے اکثر حضرات کسب کر کے روزی کماتے تھے۔ چونکہ حضرت خواجہ بہاؤالدین بھی اپنے مشائخ کی طرح قالین بافی کا کام کرتے تھے اور اسمیں نقوش لگاتے تھے اسلئے نقشبند کے نام سے مشہور ہو گئے۔ یہی آخری وجہ زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ کاتب الحروف کہتا ہے کہ ایک رات میں نماز تہجد کے بعد شغل باطن میں مشغول تھا کہ قدرے بے خودی طاری ہو گئی کیا دیکھتا ہوں کہ میرے حجرہ کے اندر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ مصلیٰ بچھائے اپنے اصحاب کے ہمراہ قبلہ رو ہو کر بیٹھے ہیں اور میں باہر کرسی پر بیٹھا وضو کر رہا ہوں۔ اندریں اثنا ایک شخص نے آکر کہا کہ تجھے مخدوم بہاؤالدین نقشبند طلب فرما رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جلدی آؤ۔ نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ میں وضو سے فارغ ہو کر فوراً آپ کی خدمت میں پہنچا اور آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد حضرت اقدس نے لطائف ستہ کے متعلق تمام اشغال مجھے تلقین فرمائے اور اپنے سلسلہ کی ساری نعمت مع خلافت و اجازت عطا فرمائی اور ایک کلاہ سبز نوری میرے سر پر رکھی۔ ٹوپی سر پر رکھتے ہی مجھ پر حالت طاری ہو گئی اور ایسا جمال رونما ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اس کا مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ اس کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ سات دِن تک میں مغلوب الحال رہا۔ سات دِن کے بعد میں مکمل طور پر عالم صحو میں آگیا اس وقت سے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی محبت میں بے اختیار ہوں۔

marfat.com

چوتھا سلسلہ نوریہ

یہ سلسلہ حضرت شیخ ابوالحسن نوریؒ سے منسوب ہے۔ آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد تھا۔ آپ بغبوری کے نام سے مشہور ہیں۔ کیونکہ آپ کے والد ماجد بغبور کے باشندہ تھے جو ہرات اور مرو کے درمیان ایک شہر تھا۔ آپ بغداد میں پیدا ہوئے اور خرقۂ خلافت حضرت سری سقطیؒ سے حاصل کیا۔ جو حضرت جنید بغدادی کے بزرگ ہیں حضرت ابوالحسن نوریؒ نے محمد علی قصاب ذوالنون مصری کو دیکھا ہے۔ طریق ارشاد میں آپ کو خاص مقبولیت تھی (قدس سرہٗ)

پانچواں سلسلہ خضریہ

یہ سلسلہ حضرت خواجہ احمد خضرویہ سے شروع ہوا۔ آپ مرید و خلیفہ تھے حضرت خواجہ حاتم اصمؒ کے۔ وہ حضرت شقیق بلخیؒ کے، وہ حضرت خواجہ ابراہیم ادھمؒ کے، وہ حضرت امام باقرؓ وہ حضرت امام زین العابدینؓ کے۔ وہ حضرت امام حسین شہیدؓ بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے۔ ابوحفصؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ اس طائفہ سے آپ نے کس کو بزرگ دیکھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ احمد خضرویہؒ سے میں نے کسی کو زیادہ بزرگ اور زیادہ بلند ہمت نہیں دیکھا۔ اہل بصیرت کے نزدیک آپ بڑے عظیم القدر بزرگ اور مریدین کی تربیت کے بارے میں بہت قوی الحال تھے۔

چھٹا سلسلہ شطاریہ عشقیہ

ہندوستان میں یہ سلسلہ حضرت عبداللہ شطاریؒ سے شروع ہوا۔ آپ حضرت خواجہ شیخ محمد عارفؒ کے مرید و خلیفہ تھے وہ شیخ محمد العشقیؒ کے، وہ شیخ خدا قلی ماوراء النہریؒ کے۔ وہ شیخ ابوالحسن العشقی خرقانیؒ کے، وہ شیخ ابی المظفر مولانا ترک طوسیؒ کے، وہ شیخ بایزید العشقیؒ کے، وہ شیخ محمد مغربیؒ کے، وہ سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامیؒ کے، وہ حضرت امام جعفر صادقؓ بن حضرت امام باقرؓ کے۔ تا آخر۔ سب سے پہلے اس سلسلے کے جو بزرگ ہندوستان میں آئے حضرت شیخ عبداللہ شطاریؒ تھے۔ اپنے پیر کے حکم سے جس شہر میں جاتے۔ نقارہ بجا کر اعلان کرتے کہ اگر کوئی اللہ کا طالب ہے تو آجائے تاکہ میں اس کو اللہ سے ملا دوں۔ جونپور کے علاقے کے بہت سے لوگوں نے آپ سے تربیت حاصل کی۔ بڑے بزرگ اور بابرکت آدمی تھے اور ان کی تعلیمات میں کمال اثر تھا۔ چنانچہ اس ملک میں ان کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

marfat.com

حضرت شیخ عبداللہ شطاریؒ کی حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری سے ملاقات

چنانچہ رفتہ رفتہ جب آپ شہر مانک پور کے ایک باغ میں پہنچے تو وہاں حضرت شیخ مانکپوریؒ[۱]، راجی سید حامد شیر شاہؒ، اور سید مردؒ، تینوں یکجا بیٹھے تھے۔ حضرت شیخ حسام الدین نے فرمایا کہ شیخ عبداللہ مسافر ہیں اور میں مقیم ہوں مناسب یہ ہے کہ مجھے اُن کے پاس جانا چاہیئے آپ اٹھے اور اپنے دونوں دوستوں کے ساتھ شیخ عبداللہ شطاریؒ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب انہوں نے انکے آنے کی خبر سنی تو خیمے سے باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ ایسا نہ ہو کہ برادرم شیخ حسام الدین کی آتشِ فقر سے میرا خیمہ اور لبساط جل جائے۔ اسلیئے ملاقات کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔

کچھ دیر کے بعد شیخ عبداللہ نے حسبِ دستور اُن سے کہا کہ مہربانی فرما کر مجھے کچھ عنایت فرما دیں کیونکہ میں اس کا طلبگار ہوں۔ ورنہ مجھے جو کچھ اپنے مشائخ سے ملا ہے حاضر ہے۔

حضرت شیخ حسام الدینؒ کا جواب

یہ سنکر حضرت حسام الدینؒ کمال استغنیٰ، عجز و انکسار سے کہا کہ میرے پاس اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہے جو آپ کے پیش کروں اور جو کچھ مجھے اپنے مشائخ عظام سے ملا ہے ابھی اس کے مطالعہ سے فراغت نہیں ہوئی کہ آپ سے کوئی اور چیز حاصل کروں۔ شیخ عبداللہ شطاری کو یہ جواب بہت پسند آیا اور فرمایا کہ الحمدللہ میں نے ہندوستان میں ایک ایسا عارفِ کامل دیکھا ہے کہ جس کا شاہباز ہمت کونین سے گذر گیا ہے۔ اس کے بعد جب شیخ عبداللہ شطاریؒ جونپور تشریف لے گئے۔ تو وہاں کے لوگوں نے آپ سے روحانی تربیت حاصل کی۔

آپ بڑے باکمال بزرگ تھے اور آپ کی تلقین میں بے حد اثر تھا۔ چنانچہ آپ کا سلسلہ اس ملک میں اب تک جاری ہے۔ مرآۃ الاسرار کے مصنف لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے سلسلہ طیفوریہ میں جس نے شطار کا لقب پایا وہ شیخ عبداللہ تھے۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں علم شطار سے مراد شغلِ باطنی ہے جس کے ذریعے مقام فنافی اللہ اور بقا باللہ حاصل ہوتا ہے اور جب شیخ عبداللہ

---

[۱] شیخ حسام الدین مانکپوری سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے تعلق رکھتے ہیں آپ حضرت شیخ قطب عالم کے مرید و خلیفہ تھے آپ حضرت شیخ علاؤالدینؒ کے آپ اخی سراج الدینؒ کے اور آپ حضرت نظام الدین اولیاء کے خلیفہ تھے

marfat.com

شطاری شغل باطنی پر کماحقہ، عمل کرکے ان مقامات پر سرفراز ہوئے تو آپ کے شیخ حضرت شیخ محمد عارف نے آپ کو شیخ عبداللہ شطار کا لقب عطا فرمایا اور جو سلسلہ آپ سے جاری ہوا اس کا نام سلسلۂ شطاریہ ہوا۔ اِس وجہ سے آپ کے مریدین بھی شطاری کہلاتے ہیں شیخ محمد غوث گوالیاری بھی اسی سلسلۂ عالیہ کے کاملین میں سے ہیں۔

ساتواں سلسلہ حسنیہ بخاریہ

یہ سلسلہ سادات کرام سے منسوب ہے۔ لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ تمام سلسلوں کا مخرج اور منبا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں خصوصًا سلسلہ سادات کے۔ اشرف الشہداء امیر المومنین حضرت امام حسین نے خلافت، علومِ الٰہی اور حقائق لاتمنا ہی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے حاصل کیے۔ یہ کمالات آپ کے ذریعے حضرت امام زین العابدین کو حاصل ہوئے۔ ان سے حضرت امام باقرؑ کو، ان سے حضرت امام جعفر صادقؑ کو، ان سے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو، ان سے حضرت امام علی رضاؑ کو، ان سے حضرت امام محمد تقی کو، ان سے حضرت امام علی نقیؑ کو، ان سے حضرت سید علی اشقرؒ کو، ان سے حضرت سید عبداللہؒ کو، ان سے سید احمدؒ کو۔ ان سے حضرت سید محمود بخاریؒ کو، ان سے حضرت سید جعفر بخاریؒ کو، ان سے علی ابی المؤید بخاریؒ کو، ان سے حضرت سید جلال اعظم بخاریؒ کو، ان سے حضرت احمد کبیر الحق بخاریؒ کو، ان سے سید المتاخرین ومرشد العٰلمین حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بخاریؒ کو حاصل ہوئے قدس اسرارہم۔ لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں سلسلہ سادات بخاریہ کے منبع اور مصدر مقامات عالیہ ہیں۔ جس قدر حقائق و معارف و دقائق (لطیف نکتے) و عوارف (معروف مضامین) وخوارقِ عادات (کرامات) آپ سے سرزد ہوئے ہیں، متاخرین کے کسی طائفہ میں ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ مظہر العجائب (وہ ہستی جس سے حیران کن امور ظاہر ہوں) اور مصدر الغرائب (شاندار امور کے منبع) تھے دنیا میں کوئی ایسا درویش نہ رہ گیا جس کی صحبت سے آپ مشرف نہ ہوئے ہوں اور اخذ فیض نہ کیا ہو۔ انھوں نے ایک سو چالیس سے زائد مشائخ اہل ارشاد سے خلافت و اجازت حاصل کی ہے لیکن مکمل تربیت اور ارشاد حضرت شیخ رکن الدین سہروردی (ملتانی) اور حضرت شیخ نصیر الدین چشتی چراغ دھلوی سے حاصل کی اور آپ کے خاندان میں اب تک یہ دو سلسلے جاری ہیں یعنی سہروردی

marfat.com

اور چشتی۔ علاوہ اس تیسرے سلسلے یعنی سلسلہ سادات کے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، غرضیکہ آپ کے کمالات اظہر من الشمس ہیں اور آپ اپنے وقت کے غوث اور قطب ارشاد تھے۔ قدس سرہٗ۔
آپ کے بعد یہ کمالات آپ کے ذریعے مع متعدد بزرگوں سے خلافت حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کو پہنچے۔

آٹھواں سلسلہ زاھدیہ

یہ سلسلہ حضرت خواجہ بدرالدین زاھد سے شروع ہوا۔ آپ خواجہ فخرالدین زاھدؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ وہ خواجہ صدرالدین سمرقندیؒ کے، وہ خواجہ عبدالسلام کے، وہ خواجہ عبدالکریمؒ کے، وہ خواجہ قطب الدین عبدالمجید کے، وہ خواجہ ابواسحاق گازرونیؒ کے، وہ حضرت خواجہ حسین بازیار ہرویؒ کے، وہ حضرت خواجہ ابومحمد رویمؒ کے جو سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کے خلیفہ اعظم تھے۔ یہ سلسلہ پہاڑی علاقوں میں بہت پھیلا ہے اور بہت مقبول ہوا ہے، شہر جونپور میں بھی یہ سلسلہ ہے۔ اس ملک کے بعض لوگ بھی اس سلسلے میں مرید ہوتے ہیں۔

نانواں سلسلہ انصاریہ

اس سلسلے کا مرجع حضرت شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاریؒ ہیں (جن کو پیر ہرات بھی کہتے ہیں)، پیر ہرات حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ جن کی باطنی تربیت حضرت بایزید بسطامیؒ کی روحانیت سے اویسی طریق پر ہوئی۔ ظاہری طور پر حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کو اجازت و خلافت حضرت شیخ ابوالعباس قصابؒ سے ملی ہے۔ ان کو حضرت شیخ ابومحمد بن عبداللہ طبریؒ سے، ان کو شیخ ابومحمد جریریؒ سے تھی جو عظیم الشان کمالات و کرامات کے مالک اور قبلۂ وقت اور غوثِ زماں تھے۔
آپ سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کے اعظم خلفاء میں سے تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کی مسندِ ارشاد پر بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا اور یہ سلسلہ عالیہ خراسان کے علاوہ ہرات میں بہت مشہور ہے۔ حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ (پیرِ انصار یا پیر ہرات) اس ملک کے قبلۂ حاجات اور صاحبِ ولایت ہیں۔ شیخ الاسلامؒ اپنے وقت کے غوث تھے۔

دسواں سلسلہ صفویہ

یہ سلسلہ حضرت شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلیؒ سے شروع ہوا۔ آپ حضرت شیخ زاھد ابراہیم گیلانیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ وہ حضرت میر

marfat.com

سید جمال الدین تبریزیؒ کے، وہ شیخ شہاب الدین ابہریؒ کے، وہ حضرت شیخ رکن الدین سنجاسیؒ کے اور وہ شیخ قطب الدین ابہریؒ کے، وہ حضرت شیخ ابو نجیب سہروردیؒ کے اعظم خلفاء میں سے تھے۔ بالآخر یہ سلسلہ سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ سے اور ائمہ اہل بیت کے ذریعے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جاملتا ہے۔ یہ سلسلہ عراق اور خراسان میں بہت پھیلا ہے۔ حضرت شیخ صفی الدینؒ کے وقت میں لوگ کثرت سے اس سلسلے سے فیض یاب ہوئے اور تربیت حاصل کی کہ کسی دوسرے مشائخ سے اس قدر سننے میں نہیں آیا۔ آپ ارشاد مریدین میں قبولیت تمام اور نفس کبریٰ رکھتے تھے (یعنی آپ کی تربیت میں بہت مقبولیت تھی اور اس معاملہ میں آپ نہایت عالی ہمت تھے)

گیارھواں سلسلہ عیدروسیہ

یہ سلسلہ حضرت میر سید عبداللہ المکی العیدروسؒ سے شروع ہوا۔ آپ شیخ ابوبکرؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ وہ شیخ عبدالرحمٰنؒ کے وہ شیخ مولاؒ کے، وہ شیخ علیؒ کے، وہ شیخ علویؒ کے، وہ شیخ محمد بن علی المقدمؒ کے، وہ شیخ ابو محمد مدین مغربیؒ کے جو چند واسطوں سے سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور سید عبداللہ عیدروسؒ سلسلہ سہروردیہ سے بھی خرقہ خلافت رکھتے تھے اور ان کے سلسلے کی نسبت حضرت امام جعفر صادقؓ پر منتہی ہوتی ہے۔ آپ بڑے بابرکت اور عدیم المثال بزرگ تھے۔ آپ سے بڑے کلمات حقائق و خوارق عادات ظہور پذیر ہوئے۔ آپ کا سلسلہ عرب عدن اور گجرات و احمد آباد میں بہت پھیلا ہوا ہے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی شیخ علم اللہ انتہیؒ اور قدوہ ارباب طریقت شیخ بہاؤالدین محمد خراسانیؒ اسی سلسلے میں تھے۔

بارھواں سلسلہ قلندریہ

سلسلہ قلندریہ چند سلسلوں کے لوگوں پر مشتمل ہے جو مختلف سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو مشرب قلندریہ سے منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ محمد قلندر اور ان کے مریدین ایک گروہ کثیر تھا جو یہ عظیم القدر مشرب (قلندریہ) رکھتا تھا۔ یہ شعر ان کا ہے۔

ما ز دریائیم و دریا ہم ز ماست
این سخن داند کسے کو آشنا است

(ہم دریا سے ہیں اور دریا ہم سے ہے۔ یہ بات وہ جانتا ہے جو آشنا ہے)

marfat.com

ان کے علاوہ شاہ حیدر قلندرؒ، شاہ حسین بلخیؒ اور ان کے مرید، نیز شیخ شمس الدین تبریزیؒ، مولانا رومؒ اور ان کے اصحاب اور دیگر اہل اللہ مثلاً شیخ فخر الدین عراقیؒ، خواجہ اسحاق مغربی اور خواجہ حافظ شیرازیؒ وغیرھم۔ ہر سلسلہ کے بہت شہباز قلندریہ مشرب رکھتے تھے اور ابدال اکثر اسی مشرب پر ہوتے ہیں اور ہمیشہ اصلاح باطن میں کوشاں رہتے ہیں۔ چنانچہ نفحات الانس (مصنفہ مولانا جامیؒ) میں لکھا ہے کہ مولانا رومؒ کی خدمت میں بعض لوگوں نے امامت کی درخواست کی۔ شیخ صدر الدین قونویؒ بھی اسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ مولاناؒ نے کہا۔ ہم ابدال لوگ ہیں ہم ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں۔ بیٹھ جاتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں۔ امامت کے لائق اہل تمکین ہیں۔ (اہل تمکین اسے کہتے ہیں جو غلبۂ حال سے مغلوب نہ ہو سکے۔ ایسے حضرات کو ابوالحال بھی کہتے ہیں۔ ان کے برعکس وہ لوگ جو غلبۂ حال سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ ان کو اہل تلوین اور ابن الحال کہتے ہیں ——— مترجم) چنانچہ مولانا رومؒ نے حضرت شیخ صدر الدینؒ کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے امامت کرائی۔ لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ خواجگان چشتؒ کے سرحلقہ و سرتاج حضرت خواجہ ابو احمد ابدالؒ سے لے کر آج تک ہمارے اکثر خواجگان چشت ابدال تھے اور ان سے عالی شان کرامات اور خوارق و عادات ظاہر ہوئے۔ اخبار الاخیار (مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ) میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں مشرب قلندریہ نے شاہ خضر رومیؒ سے شہرت پائی۔ وہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانے میں قلندری لباس میں حضرت خواجہ قطب الارشاد خواجہ قطب الدین اوشی قدس سرہ کی خدمت میں دہلی آکر مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے تربیت کے بعد خرقۂ خلافت ان کو عطا فرمایا اور رخصت کیا۔ لیکن لباس قلندری کو تبدیل نہ کیا۔ شاہ خضر رومیؒ بڑے مستغنی اور عظیم الشان بزرگ تھے۔ ان سے بہت کرامات اور خوارق و عادت ظاہر ہوئے۔ جب جونپور کے علاقے میں تشریف لے گئے تو شاہ نجم الدین قلندر آپ کے مریدین میں داخل ہوئے اور تربیت کے بعد خرقۂ خلافت حاصل کیا اور خود روم واپس چلے گئے۔ اب ان کا سلسلہ شاہ قطب مینا دلؒ کی بدولت ہندوستان میں جاری ہے۔ شیخ محمود قلندرؒ لکھنوی اور شیخ عبدالرحمن لاہر پوری اسی سلسلے میں تھے۔ اس سلسلے کو چشتیہ قلندریہ کہتے ہیں۔

حضرت شیخ شرف بوعلی قلندرؒ جنہوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ

marfat.com

کی روحانیت سے تربیت حاصل کی، بھی یہی مشرب رکھتے تھے۔ یہ بیت ان کا ہے ؎

گر بوعلی نوائے قلندر نہ نواختے صوفی بدے ہر آنکہ در عالم قلندر است

(اگر بوعلی قلندر رانہ نغمہ نہ الاپتا تو جو جہان میں قلندر ہیں سب صوفی ہوتے۔ قلندر کوئی نہ ہوتا۔)

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے خلفاء میں سے حضرت شیخ علی احمد صابرؒ اور ان کے خلیفہ حضرت شیخ شمس الدین ترکؒ بھی قلندری روش رکھتے تھے اور میر سید محمد گیسو درازؒ بھی یہی مشرب رکھتے تھے۔ یہ اشعار ان کے ہیں ؎

زمین و آسمان ہر دو شریف اند قلندر را دریں ہر دو مکان نیست

نظر در دیدہ ہا ناقص فتادہ وگرنہ یارِ من از کس نہاں نیست

(زمین و آسماں دونوں کھلے ہیں۔ لیکن قلندر کے لیے ان دونوں میں جگہ نہیں ہے۔ آنکھوں میں نظر کمزور ہے۔ ورنہ میرا دوست کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔)

میر سید محمد مکیؔ جو حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ کے اعظم خلفاء میں سے ہیں بھی اسی مشرب پر تھے۔ یہ اشعار ان کے ہیں۔ رباعی ؎

اندر رہ عشق سرسری نتواں رفت بے دیدہ رہ قلندری نتواں رفت

خواہی کہ پس از کفر بیابی ایماں تا جاں نہ دہی بکافری نتواں رفت

(راہِ عشق میں سرسری طریق پر نہیں چلنا چاہیے۔ آنکھوں کے بغیر قلندری کے راستے پر نہیں چلا جا سکتا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ کفر کے بعد ایمان حاصل کرے۔ جب تک تو جان نہ دے گا۔ کافری تک نہ پہنچے گا۔ کفر سے مراد یہاں کفرِ حقیقی ہے۔)

اور خواجہ مسعود بکؒ جو کہ شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین امام سلطان المشائخ کے مرید و خلیفہ تھے، بھی قلندری مشرب رکھتے تھے۔ آپ بڑے بے باک بزرگ تھے اور چشتیہ سلسلے میں آپ کی طرح کسی نے حقائق سے لبریز مستانہ کلام نہیں کہا۔ یہ شعر ان کے قصیدہ سے ہے ؎

مجرد شو از دین و دنیا قلندر کہ راہِ حقیقت ازیں دو برتر

(اے قلندر دنیا و دین دونوں سے آزاد ہو جا۔ کیونکہ راہِ حقیقت ان دونوں سے برتر ہے۔)

marfat.com

ہمارے مخدوم قطب ابدال حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رح بھی یہی عالی قدر مشرب رکھتے تھے۔ شاہ نعمت اللہ ولی رح رسالہ قلندریہ میں فرماتے ہیں کہ :-

"صوفی منتہی چوں بمقصد رسد قلندر گردد، ذکر قلندر حق است کز وہمہ عالم مستحق است، دین قلندر دانا کہ او بر ہمہ عالم توانا، دنیائے قلندر تفرید کہ بشارت مے دھد بتوحید، علم قلندر سہو و عمل قلندر محو، دراہ قلندر عشق است، العشق ہواللہ۔"

نوٹ : عبارت فارسی اس قدر خوب صورت ہے کہ قارئین کے لیے اسی طرح نقل کر دی گئی ہے۔

ترجمہ : صوفی منتہی[1] جب مقصد کو پہنچتا ہے۔ قلندر ہو جاتا ہے۔ ذکرِ قلندر حق ہے، جس سے تمام جہاں مستحق یعنی مستفیض ہوتے ہیں۔ قلندر کا دین دانا ہے جو تمام جہاں پر توانا ہے۔ قلندر کی دنیا تفرید یعنی ذاتِ حق میں محویت تامہ ہے جو توحید کی بشارت دیتی ہے یعنی جس کی وجہ سے قلندر ذاتِ حق میں ایک ہو جاتا ہے۔ قلندر کا علم سہو ہے یعنی اپنے آپ کو بھول جانا اور حق رہ جانا ہے۔ قلندر کا عمل محو ہے یعنی ذاتِ حق میں محو ہو جانا اور قلندر کا طریق عشق ہے۔ عشق کیا ہے اللہ ہے،

شاہ حسین بلخی فرماتے ہیں : بیت

قلندر کے بباید در عبارت   قلندر کے بگنجد در اشارت

(قلندر کی حقیقت بیان کرنا ناممکن ہے۔ قلندر ہر قسم کی تعریف و توضیح سے بالاتر ہے)

ختم ہوا ان سلسلوں کا اجمالی ذکر ....

صاحب کشف المحجوب (حضرت سید علی ہجویری رح معروف بہ داتا گنج لاہوری رح) فرماتے ہیں کہ تمام اہلِ تصوف کے بارہ گروہ صاحب مذہب ہیں۔ ان میں سے ہر گروہ تصوف میں ایک مخصوص مذہب رکھتا ہے۔ ان میں سے دو گروہ مردود ہیں۔ ایک گروہ حکما (یعنی فلاسفہ) کا جو حلولی ہیں یعنی

---

[1] سالکین کے تین درجے ہیں۔ مبتدی، متوسط اور منتہی۔ یعنی ابتدائی حالت والا، درمیانی حالت والا اور آخری حالت والا۔ ابتدائی حالت بندگی ہے۔ وسطی حالت فنا ہے اور آخری حالت بقا ہے۔ جسے عبدیت بھی کہتے ہیں لیکن عبدیت کے بعد ایک غلبہ ہوتا ہے جسے غلبۂ عبدیت کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے سالک مکمل طور پر کھو یا جاتا ہے۔ اس لیے آخری عمر میں اکثر حضرات صاحب تمکین حالت محو و استغراق میں چلے جاتے ہیں۔

marfat.com

عقیدہ حلول[1] رکھتے ہیں۔ دوسرا گروہ حلاجیوں[2] کا ہے جو ترکِ شریعت اور الحاد (بے دینی) سے منسوب ہیں سوائے حسین بن منصور حلاج اور ان کے خاص اصحاب کے اور ان میں سے دس گروہ مقبول ہیں۔ پہلا گروہ محاسبیہ کا ہے جو ابی عبداللہ حارث محاسبیؒ سے منسوب ہے۔ دوسرا گروہ قصاریہ کا ہے جو ابی صالح حمدون القصارؒ سے تعلق رکھتا ہے۔ تیسرا گروہ طیفوریہ ہے جو ابی یزید طیفور البسطامیؒ سے تعلق رکھتا ہے۔ چوتھا گروہ جنیدیہ ہے جو ابی القاسم جنید بغدادیؒ سے تعلق رکھتا ہے۔ پانچواں گروہ نوریہ ہے جو ابی الحسن نوریؒ سے تعلق رکھتا ہے۔ چھٹا گروہ سہیلیہ ہے جو سہل عبداللہ تستری سے تعلق رکھتا ہے۔ ساتواں گروہ حکیمیہ ہے جو ابی عبداللہ محمد بن علی حکیم الترمذیؒ سے تعلق رکھتا ہے۔ آٹھواں گروہ خرازیہ ہے جو ابی سعید خرازؒ سے تعلق رکھتا ہے۔ نانواں گروہ خفیفیہ ہے جو ابی عبداللہ محمد بن خفیفؒ سے تعلق رکھتا ہے۔ دسواں گروہ سیاریہ ہے جو ابی العباس سیاری سے تعلق رکھتا ہے اور یہ سب محققین اور اہلِ سنت وجماعت ہیں اور ان دس گروہوں میں سے ہر ایک گروہ نیک سیرت پسندیدہ طریق، بے نظیر مشاہدات، پاکیزہ آداب اور بلند مجاہدات کا مالک ہے۔ اگرچہ ان کے معاملات اور مجاہدات ایک دوسرے سے مختلف ہیں تاہم اصول اور فروع، شرع اور توحید میں متفق ہیں۔

---

[1] حلول کا مطلب یہ ہے کہ کائنات میں ذاتِ حق اس طرح حلول کیے ہوئے ہے۔ جس طرح پانی میں شکر۔ یہ عقیدہ خلافِ اسلام ہے۔ کیونکہ اس سے متعدد وجود لازم آتے ہیں لیکن وجود ایک ہے یعنی وحدت الوجود۔

[2] حلاجی، صاحب کشف المحجوب نے اپنی کتاب کے ص۳۰۳ مترجمہ مولوی فیروزالدین پر لکھا ہے کہ "اس طریقہ (حلولیہ) کے دو گروہوں میں سے ایک ابو سلمان دمشقی سے محبت رکھتا ہے اور دوسرا گروہ اپنے اقوال کو فارس (یا حسین فارسی) کی طرف منسوب کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ یہ حسین بن منصورؒ کا مذہب ہے۔ حالانکہ ان کے سوا ہم نشینانِ حسینؒ میں سے کسی کا بھی یہ مذہب نہیں۔ چنانچہ میں نے ابو جعفر حیدلانیؒ کو اور چار ہزار آدمیوں کو جو عراق میں پھیلے ہوئے ہیں دیکھا ہے کہ جو سب حلاجی تھے۔ وہ سب فارس (حسین فارسی) کو اس قول کی وجہ سے لعنت کرتے تھے اور حسین بن منصور (حلاج) کی کتابوں میں بھی جو ان کی تصنیف ہیں۔ سوائے تحقیق کے اور کچھ بھی نہیں اور میں علی بن عثمان (جلابی) ہجویری کہتا ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ فارس اور ابو سلمان کون ہوئے ہیں اور انہوں نے کیا کہا ہے"۔

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"اقتباس اوّل در ذکر مجمل احوال فرخندہ مآل سید المرسلین حبیب رب العالمین حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء الراشدین وائمہ معصومین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

یہ اقتباس مشتمل ہے تین انوار پر۔

نور اوّل

در ذکر رسالت پناہ، مقتدائے طوائف انس وجان، سر حلقہ اولی العزم ومرسلان، خاتم جمیع پیغمبران، فخر اولادِ خلیل الرحمٰن، بہترین موجودات کون ومکان، متحقق بہ تصرفات کن فکان، از قیودات کثرت مصفےٰ، محبوب ذات مطلق، سید کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف (بہ ضم میم (یعنی مناف میں م پر ضم یعنی پیش) بن قصےٰ قاف پر ضم صاد پر زبر، اور یائے پر تشدید یعنی شد) بن کلاب (بکسر کاف) بن مُرّہ بہ ضم میم وتشدید را) بن کعب (بہ فتح (زبر) کاف وسکون عین) بن لوئی (بضم لام وفتح حمزہ، وتشدید یائے) بن غالب بن فہر (بکسر فا وسکون ہا) بن مالک بن نضر (بہ فتح نون وسکون ضاد معجمی) بن کنانہ (بکسر کاف) بن خزیمہ (بکسر خا و زا) بن مدرکہ (بضم میم وسکون دال، وکسر را) بن الیاس (بکسر الف بہ قول بعضے بہ فتح الف) بن مضر (بہ ضم میم و فتح ضاد) بن نزار (بکسر نون) بن معد (بہ ضم میم وفتح عین و بعضے فتح میم وسکون عین) بن عدنان (بفتح عین وسکون دال) یہاں تک آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف کے متعلق تمام ارباب سِیَر واصحاب علم نسب متفق ہیں۔ اس سے اوپر معلوم نہیں ہے۔ البتہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ آں حضرت حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہیں اور حضرت ابراہیم، حضرت نوح، حضرت ادریس، حضرت شیث، علیہم السلام آپ کے آباؤ اجداد ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ جن کا اپنے وقت کے علمائے کبار میں شمار ہوتا ہے اپنی بعض تصانیف میں لکھتے ہیں کہ علماء متاخرین میں سے محققین کے نزدیک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت آدم علیہ السلام تک آباؤ اجداد مسلمان تھے اور ان میں سے کوئی کافر نہ تھا۔

marfat.com

تولد مبارک

روضۃ الاحباب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تولد مبارک سوموار کے دن ہوا۔ آپ تولد کے وقت مختون اور ناف زدہ تھے[ل] آپ پر وحی بھی سوموار کے دن شروع ہوئی۔ حجر اسود کو بھی آپ نے موجودہ مقام پر سوموار ہی کے دن رکھا تھا۔ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت دس ربیع الاوّل کو ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ ماہ مذکور کے پہلے سوموار کے دن ہوئی اور جمہور اہل سیرت اس بات پر متفق ہیں کہ آں حضرت کی ولادت سال فیل[۲] میں ہوئی۔ آپ کی ولادت صبح صادق کے ظہور کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے ہوئی۔ اس وقت آفتاب برج حمل میں تھا۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت اس وقت ہوئی جب نوشیرواں شاہ ایران کی سلطنت کو بیالیس سال ہو چکے تھے اس وقت سکندر کو وفات پائے ہوئے آٹھ سو اسّی ۸۸۰ سال ہو چکے تھے۔ اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کے عہد اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے درمیان چھ سو ۶۰۰ سال گذر چکے تھے۔ معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کی ولادت اور آدم علیہ السلام کے درمیان چھ ہزار سات سو پچاس سال ۶۷۵۰، نوح علیہ السلام سے چار ہزار چار سو نوّے سال ۴۴۹۰، ابراہیم علیہ السلام سے تین ہزار سترہ ۳۰۱۷ سال موسٰے علیہ السلام سے دو ہزار چھ سو ۲۶۰۰ سال داؤد علیہ السلام سے ایک ہزار آٹھ سو سال ۱۸۰۰، اور ذوالقرنین سے آٹھ سو اسّی ۸۸۰ سال اور حضرت عیسٰے علیہ السلام سے چھ سو ۶۰۰ سال ہو چکے تھے۔

والدِ ماجد کی وفات

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر دو ماہ کی ہوئی تو والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔

واقعہ شق صدر

بعض روایات کے مطابق آپ کا شقّ صدر جس کا مقصد انشراح قلب تھا تین سال کی عمر میں ہوا۔ لیکن صحیح ترین

[ل] یعنی ختنہ ہوا ہوا تھا اور ناف کی رگ بھی کٹی ہوئی تھی یہ وہ رگ یا نالی ہے کہ جس کے ذریعے ماں کے پیٹ میں بچے کو رحم مادر سے خون بطور خوراک حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ناف زدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت کو شکم مادر میں خون کی خوراک نہیں ملی تھی بلکہ آپکی پرورش نور سے ہوئی تھی۔ اس وجہ سے کہ خون غلیظ ہے۔ [۲] یعنی جس سال اصحاب فیل نے کعبہ پر حملہ کیا جس کا ذکر سورہ الم ترکیف میں ہے)

marfat.com

روایت یہ ہے کہ شبِ معراج واقع ہوا۔

وفاتِ والدہ ماجدہ

جب آپ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا اور آپ کے دادا عبدالمطلب نے پرورش کا ذمہ لے لیا۔

وفاتِ حضرت عبدالمطلب

آٹھ سال کی عمر میں دادا صاحب کا بھی انتقال ہو گیا جن کی عمر اس وقت ایک سو بیس سال اور بقول بعضے بیاسی سال تھی۔ وفات کے وقت انہوں نے آپ کی پرورش کے متعلق آپ کے چچا حضرت ابوطالب کو وصیت کی۔

سفرِ شام

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر بارہ سال دو ماہ اور دو روز ہوئی تو آپ کے چچا حضرت ابوطالب نے تجارت کی خاطر ملک شام کا سفر اختیار کیا اور آنحضرت کو بھی ہمراہ لے گئے۔ راستے میں ایک عیسائی راہب کا مکان تھا جو زہد و عبادت میں صاحب کمال تھا اسے انجیل اور دوسری کتابوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت ابوطالب سے کہا کہ آپ کا یہ برادر زادہ پیغمبر آخرالزمان ہے اور سفر کے دوران اکثر عیسائی علماء نے حضرت ابوطالب کو یہ خوشخبری سنائی۔

ظہور ملائکہ

بیس سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ملائکہ اور رجال الغیب کا ظہور ہونے لگا۔

عقد نکاح

پچیس سال کی عمر میں آپ کا عقد نکاح حضرت بی بی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے ہوا اور حضرت ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔

تعمیر کعبہ میں شرکت

جب آپ کی عمر شریف پینتیس سال ہوئی تو قریش نے خانہ کعبہ جس کی حالت خراب ہو چکی تھی کی تعمیر نو شروع کی۔ اور آنحضرت صلعم شریکِ تعمیر رہے اور حجرا سود کو اپنے مبارک ہاتھوں سے موجودہ مقام پر نصب فرمایا۔

نزولِ وحی

جب آپ کی عمر چالیس سال کو پہنچی تو آپ پر نزولِ وحی

marfat.com

شروع ہوا۔ ایک روایت کے مطابق نزول وحی سے پندرہ سال پہلے آپ کو غیب سے آواز مستقیم[۱] (صوتِ انہد) سنائی دیتی تھی اور آپ سچے خواب دیکھتے تھے۔ اور وحی سے سات سال پہلے آپ پر انوارِ تجلیاتِ ربانی کا مشاہدہ شروع ہوا۔

غارِ حرا میں خلوت

آنحضرت سال میں ایک ماہ غارِ حرا میں خلوت گزین ہو کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے اس کے بعد مکہ معظمہ واپس آ کر پہلے سات مرتبہ طواف کعبہ کرتے تھے اور بعد میں حضرت بی بی خدیجہ کے پاس گھر تشریف لے جاتے تھے علماء اور عرفا کے مابین غارِ حرا کی مشغولی کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ طائفہ اول جو مقام حقیقت سے بے خبر ہیں کہتے ہیں کہ غارِ حرا میں آنحضرت کی مشغولی ابتدا میں صوتِ مستقیم کا سننا، ذکر قلبی اور آخر میں شہود تجلیات غیر متناہیہ تھا اور روایت ہے کہ بعثت سے قبل آنحضرت اس غارِ پر اسرار میں شغل مذکور میں مشغول تھے کہ آپؐ پر اس کے معانی کا ظہور صُورِ جمیلہ کی شکل میں ہونے لگا اور صوتِ مستقیم (آوازِ انہد) کا اظہار حروف اور کلمات مرکبہ کی صورت میں وارد ہونے لگا جب آنحضرت اس غارِ پر اسرار میں اہل تحقیق کے مذہب کے مطابق محرم رازِ اسرارِ ذاتیہ وصفاتیہ ہوئے تو حق تعالےٰ نے آپکو اپنی نیابت کی خلعتِ مطلق جو کلمہ طیبہ سے مزین تھی عطا فرمائی اور ملک و ملکوت میں تصرفات کی باگ ڈور آپکے ہاتھ میں دی تاکہ سب گم گشتگانِ بادیۂ ضلالت آپ کے انوارِ ہدایت سے منور ہو کر منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔

---

[۱] صوت مستقیم سے مراد شغل انہد ہے جو صوفیاء کرام کے اقوال کے مطابق سیٹی کیطرح کی ایک مسلسل آواز ہوتی ہے عارفین کا قول ہے کہ یہ آواز در حقیقت صدائے کن ہے۔ چونکہ صفات الٰہی میں سے کوئی صفت کبھی معطل نہیں ہوتی صفت تخلیق بھی جاری ہے اور حکم کن فیکون بھی ہر وقت جاری ہے صوتِ انہد کو صوتِ سرمدی بھی کہتے ہیں اور سالکین راہ حقیقت کا اکثر اس آواز سے واسطہ رہتا ہے۔ خواجہ غلام فریدؒ نے اسی مقام سے خبر دی۔ فرمایا ؎ "انہد مرلی شور مچایا"

marfat.com

آغازِ نبوّت

غرضیکہ جب اکتالیسواں سال شروع ہؤا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح غار حرا میں مشغول تھے تو جبرائیل علیہ السّلام آنحضرتؐ کے پاس پہنچے اور سورہ کریمہ اقرا باسم ربک الذی خلق تعلیم کی۔ اس کے بعد آنحضرت کو جبرائیلؑ صفا و مروہ کے درمیان لے گئے اور زمین پر اپنے دونوں پاؤں مارے جس سے پانی کا چشمہ رواں ہؤا۔ پہلے انہوں نے خود وضو کیا اور آنحضرتؐ کو وضو کی ترتیب بتائی۔ اس کے بعد آگے بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھائی اور آنحضرت نے اس کی اقتدا کی۔ اس وقت جبرائیلؑ نے کہا یہ وضو اور نماز ہے۔ یہ سنت آج تک مشائخ عظام کے ہاں جاری ہے کہ مرید کی تلقین کے وقت اس سے دو رکعت نماز پڑھاتے ہیں۔

نزولِ وحی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کئی طریق پر تھا اوّل سچّے خواب، دوم جبرائیل کے ذریعے آنحضرت کے دل میں القاء سوم جبرائیلؑ بصورت انسان متمثل ہوتے تھے اور اکثر دحیہ کلبیؓ کی شکل میں ظاہر ہو کر تلاوت کرتے تھے۔ چہارم آواز جرس کی طرح آنحضرت پر وحی نازل ہوتی تھی پنجم جبرائیلؑ اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہوتے تھے ششم آسمان پر شب معراج وحی کا نزول ہؤا۔ ہفتم فرشتے کی وساطت کے بغیر حق تعالےٰ آنحضرت سے بغیر حجاب کلام فرماتے تھے۔ چنانچہ حدیث معراج میں آیا ہے کہ آنحضرت نے حق تعالےٰ کی ان سر کی آنکھوں سے زیارت کی۔ اور آپ کی امت پر جبرائیل کی وساطت کے بغیر نماز پنجگانہ فرض ہوئی۔

معراج

صحیح ترین روایت کے مطابق آنحضرت کا معراج نبوت کے بارھویں سال میں وقوع پذیر ہؤا۔

بیعت العقبہ

نبوت کے تیرھویں سال بیعت العقبہ واقع ہوئی جب قبیلہ انصار کے سترہ افراد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔

ہجرت

جب انصار کا پختہ اخلاص آنحضرت پر ثابت ہوگیا تو آپ نے پہلے حضرت عمر ابن خطاب کو بیس آدمیوں کے ساتھ مدینہ روانہ فرمایا۔

marfat.com

جب کفار مکہ نے آنحضرت کی ہلاکت کا ارادہ کیا تو جبرائیل نے آپ کو اس سے آگاہ کیا۔ اس پر آپ حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو اپنی جائے خواب پر چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ رات کے وقت خفیہ طور پر گھر سے باہر تشریف لائے اور غار ثور میں قیام فرمایا تین دنوں کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے بیٹے نے اپنے والد ماجد کے حکم کے مطابق دو اونٹ لاکر پیش کئے۔ ایک اونٹ پر آنحضرت سوار ہوئے اور دوسرے پر حضرت ابوبکر صدیق سوار ہوکر مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت علیؓ نے تین روز مکہ معظمہ میں رہ کر آنحضرت کی طرف سے تمام لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور تکلیف دہ سفر کے بعد مدینہ پہنچ گئے۔ اس سفر میں آپ کے پاؤں پر آبلے نمودار ہوئے۔ لیکن آنحضرت کے ہاتھ پھیرنے سے آبلے دور ہوگئے اور درد بھی ختم ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور خوارق عادات کے مفصل حالات ابتدائے ولادت سے وصال مبارک تک کتب سیرت میں درج ہیں یہاں طوالت کے خوف سے درج نہیں کیئے جاتے۔ یہاں صرف اس قدر بتانا کافی ہے۔

عادات و خصائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ نماز کے وقت مسواک فرماتے تھے اور ہمیشہ قرآن پڑھتے تھے اور تلاوت قرآن کے وقت آپ پر گریہ طاری ہوتا تھا۔ آپؐ قرآن پڑھنے والوں کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اور لوگوں کو قرآن ادب سے سننے کی تلقین فرماتے تھے۔ اس وجہ سے کہ خدائے بزرگ کا کلام ہے۔ آپؐ ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ اور اکثر اوقات ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتے تھے۔ آپؐ فقراء، غرباء اور مساکین کو دوست رکھتے تھے اور ان کو اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ آپؐ ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے اور امراء سے ان کو اپنے قریب تر جگہ دیتے تھے۔ آپؐ ساری خلقت کے ساتھ تواضع سے پیش آتے۔ آپؐ اپنے لئے اور دوسروں کے لیے بازار سے سودا خود خرید کر لاتے اور اپنا اور دوسروں کا سامان خود اٹھاتے تھے اور اپنے گھر تک اور لوگوں کے گھر تک پہنچاتے تھے۔ نیز آپؐ گندم اور جو کو فقراء کے لیے

marfat.com

اپنے ہاتھوں سے پیستے تھے ۔ آپ ﷺ ہمسایوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان سے شفقت سے پیش آتے ۔ آپ ﷺ کمزوروں اور غلاموں اور کنیزوں پر رحم کرتے تھے اور ان کی دلجوئی فرماتے تھے ۔ آپ ﷺ رنج و راحت میں حق تعالےٰ کا شکر بجا لاتے تھے اور ہمیشہ ریاضت و مجاہدہ میں زندگی بسر فرماتے تھے ۔ جب آپ ﷺ کے گھر میں تین چار ایام کا فاقہ ہوتا تو آپ ﷺ یہ راز کسی پر افشا نہیں کرتے تھے اور صبر سے کام لیتے تھے ۔ جب طعام میسر آتا تو آپ ﷺ فقراء کے ساتھ مل کر کھاتے تھے ۔ آپ ﷺ ہمیشہ تین انگلی سے طعام تناول فرماتے تھے شدید بھوک کی حالت میں بھی آپ ﷺ سات لقمے طعام تناول فرماتے اگر آپ ﷺ ایک یا دو دن کے بعد کھانا کھاتے تو صرف تین لقمے تناول فرماتے اور کسی صورت میں سات یا نو لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے ۔ آپ ﷺ ہمیشہ پرانے کپڑے زیب تن فرماتے تھے اور جب نیا کپڑا پہنتے تو منتظر رہتے تھے کہ کسی غریب کو عنایت کر دیں ۔ جونہی کوئی محتاج نظر آتا آپ ﷺ وہ نیا کپڑا فوراً اسے مرحمت فرما دیتے تھے ۔

حلیہ مبارک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ گندمی اور مائل بہ سفیدی تھا ۔ آپ ﷺ کی پیشانی کشادہ، ابرو باریک، کشادہ اور سیاہ، اور بزرگ چشم مژگان دراز، بلند پیشانی، کشادہ دندان، نمکین رخسار[۱] (حسن ملیح) گول ریش، دراز دست چنانچہ آپ ﷺ کے بازو گھٹنوں تک پہنچ جاتے تھے ۔ نرم اور دراز انگشت لیکن مائل بہ سختی اور یہ صفت عورتوں میں مذموم ہے اور مردوں میں محمود آپ ﷺ فراخ دست، اور کشادہ قدم تھے ۔ آپ ﷺ کے سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی ۔ جسم مبارک بے بال تھا جس کا یہ مطلب نہیں کہ سارے جسم پر کوئی بال نہیں تھا بلکہ مقامات مخصوصہ پر بال تھے ۔ جیسا کہ خط سینہ، کہنیوں، پنڈلیوں، رانوں، اور بغلوں میں بال تھے اور آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان قدرے دائیں کندھے کی طرف ایک گوشت پارہ ابھرا ہوا تھا اس پر کچھ بال بھی تھے ۔ اسے مہر نبوت

---

[۱] از حسن ملیح خود شورے بجہاں کردی ۔ ہر زخمی و بسمل را مشغول فغاں کردی ۔ (جامیؒ)

marfat.com

کہتے ہیں۔ اور ابن عمر کی بعض روایات میں آیا ہے کہ اس جگہ پر گوشت سے لا الٰہ الا اللہ لکھا ہوا تھا اور بعض روایات کے مطابق وہاں محمد رسول اللہ لکھا تھا۔

جہاں تک آپؐ کے معجزات کا تعلق ہے یہ شمار سے باہر ہیں۔ کتاب

معجزات

رونق المجالس میں لکھا ہے کہ شیخ ابو حفص نیشاپوری السمرقندی فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بی بی خدیجہ کے سپرد کیا بی بی صاحبہ کا ایک غلام تھا جس کا نام مسیرہ تھا۔ انہوں نے آنحضرت کو اس غلام کے ساتھ کام پر لگایا چنانچہ جب تجارت کے قافلے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو بی بی خدیجہ کا قافلہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس وقت آنحضرت اونٹ کی باگ گردن میں ڈالے چلے جا رہے تھے۔ آپؐ کے بدن مبارک پر صوف کا جبّہ تھا۔ پاؤں میں جوتا اور سر پر ٹوپی تھی۔ یہ دیکھ کر ملائکہ میں شور مچ گیا اور کہنے لگے یا پروردگار وہ شخص کہ جس کے ایک بال کی خاطر تو نے دنیا و مافیہا کو پیدا فرمایا ہے اس کے لیے کب روا ہے کہ خدیجہ کا ملازم بن جائے۔ چنانچہ دوران سفر یہ قافلہ ایک راہب کی عبادت گاہ پر پہنچا اور یہ قصہ مشہور و معروف ہے۔

ابو جہل کا اپنے کھودے ہوئے کنوئیں میں گرنا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اظہار ہوا تو ابو جہل لعین آپؐ کی ہلاکت کی تدابیر سوچنے لگا۔ چنانچہ ان سب کی رائے یہ ٹھہری کہ گھر کے راستے پر ایک کنواں کھودا جائے جس کا اوپر کا حصہ گھاس پھوس سے چھپا دیا جائے اور ابو جہل اپنے آپ کو بیمار مشہور کرے اس کی بیماری کی خبر سن کر آنحضرت ضرور عیادت کے لیے آئیں گے۔ اس طرح وہ کنوئیں میں گر پڑیں گے اور ابو جہل اوپر سے مٹی بھر کر کنواں بند کر دے گا۔ اس تجویز کے مطابق انہوں نے سب کام کر لیا اور جب آنحضرت کو ابو جہل کی علالت کا علم ہوا تو آپؐ اس کی عیادت کے لیے روانہ ہوئے۔ جب کنوئیں کے قریب پہنچے تو جبریلؑ نے آپ کو کفار کی سازش سے خبردار کر دیا۔ چنانچہ آنحضرت واپس چلے گئے۔ جب ابو جہل کو آنحضرت کے واپس لوٹ جانے کا علم ہوا تو وہ آنحضرت کے پیچھے دوڑا اور عجلت اور سراسیمگی (پشیمانی)

marfat.com

کی حالت میں ایسا بدحواس ہؤا کہ خود اس کنویں میں گر گیا۔ اس کے متعلقین ہر طرف سے دوڑے ہوئے آئے اور کنویں میں رسی ڈال کر اسے نکالنے لگے۔ لیکن وہ رسی ابوجہل تک نہ پہنچ سکی۔ انہوں نے اس کے ساتھ ایک اور رسی شامل کی لیکن وہ بھی نہ پہنچ سکی۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے کئی رسیاں جمع کیں لیکن ابوجہل تک رسی نہ پہنچ سکی۔ یہ دیکھ کر اس نے فریاد برپا کی کہ محمدؐ کے پاس جاؤ اور خلاصی کی درخواست کرو جب تک آپؐ نہیں آئیں گے میں اس مصیبت سے نجات نہیں حاصل کر سکوں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی۔ آپؐ کنویں پر تشریف لائے اور ابوجہل سے فرمایا کہ اگر میں تجھے اس کنویں سے باہر نکال دوں تو کیا خدا تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ گے۔ اس نے کہا جی ہاں! آنحضرت نے اپنا ہاتھ کنویں کے اندر ڈال کر اسے باہر نکال لیا۔ اس بدبختِ ازلی نے کنویں سے باہر آتے ہی کہا اے محمدؐ تم بہت بڑے جادوگر ہو۔

عجائب القصص میں قاضی عیاض کی کتاب شفا سے منقول ہے کہ سمنطاری فرماتے ہیں کہ میں نے بلاد خراسان میں دیکھا ایک ایسا لڑکا پیدا ہؤا کہ جس کے پہلو پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ مورخین لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک سرخ قسم کا پھول ہے جس پر سفید خط سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے اور کتاب شفا کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ علی بن عبد اللہ تمر تاشی سے روایت ہے کہ میں نے ہندوستان میں ایک سیاہ رنگ کا بڑا خوشبودار پھول دیکھا جس پر خط سیاہ میں لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق لکھا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ شاید یہ کسی آدمی نے لکھا ہے۔ چنانچہ میں نے دوسرے پھول کو دیکھا جو ابھی ناشگفتہ تھا۔ میں نے اسے کھول کر دیکھا تو اس پر بھی یہی لکھا تھا۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ اس علاقے کے لوگ بت پرستی کرتے تھے اور خدا کو نہیں جانتے تھے۔

نیز روضۃ الریاحین میں بعض مشائخ سے منقول ہے کہ میں ہندوستان کے شہروں میں سے ایک شہر میں پہنچا وہاں میں نے ایک درخت دیکھا جس کا پھل کوزہ کی شکل کا تھا۔ اس پھل کے دو چھلکے تھے۔ ان کو توڑنے سے پھل کے اندر ایک سبز رنگ کا پیچیدہ

marfat.com

پتہ لگتا تھا اس پر سرخی سے خطِ جلی میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تھا۔ اس گاؤں کے لوگ اسے تبرکاً تلاش کرتے تھے اور خشک سالی میں اس کے وسیلہ سے بارانِ رحمت کی دعا مانگتے تھے۔ یہ واقعہ مجھ سے یعقوب الصیاد سے بیان کیا انہوں نے کہا تم اس پر تعجب کر رہے اور بڑی چیز سمجھ رہے ہو میں نہر پر مچھلی کا شکار کیا کرتا تھا ایک دن ایک ایسی مچھلی پکڑی کہ جس کے دائیں پہلو پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بائیں پہلو پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تھا۔ میں نے سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے نام مبارک کے احترام کی وجہ سے اسے رہا کر کے واپس پانی میں پھینک دیا۔

دانۂ خرما سے چشمۂ شہد جاری ہونا

ترجمہ حکایات الصالحین میں لکھا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک سائل نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ میں غریب، مسکین اور عیالدار آدمی ہوں حق تعالیٰ نے آپؐ پر جو انعام فرمایا ہے اس میں سے کچھ عطا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی عائشہؓ سے دریافت کیا کہ گھر میں کوئی چیز ہے۔ انہوں نے حجرہ میں بہت تلاش کیا لیکن کوئی چیز نہ ملی نہ خشک نہ تر۔ حقیقت حال آنحضرت سے عرض کی۔ آپؐ نے فقیر سے کہا کہ اس وقت گھر میں کچھ نہیں ہے۔ معاف کرو۔ کسی اور وقت آنا اگر کوئی چیز آگئی تو تم کو دے دی جائے گی۔ سائل نے آہ و زاری کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول! میرے گھر کے لوگ امیدوار ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں یہ اچھی بات نہیں کہ خاندانِ نبوت سے ناامید ہو کر واپس جاؤں آنحضرت نے حضرت بی بی عائشہؓ سے فرمایا دوسری دفعہ گھر میں دیکھو شاید کچھ مل جائے انہوں نے دوسری بار تلاش کیا تو کھجور کے ایک دانہ کے سوا کچھ نہ پایا۔ اور آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا ایک دانہ خرما کے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ آنحضرت نے وہ دانہ فقیر کو دے دیا اور وہ گھر چلا گیا۔ اس کی عورت نے کہا کوئی چیز لائے ہو اس نے جواب دیا کہ اسے میری عورت محمد مصطفےٰ علیہ السّلام کا گھر ہمارے گھر سے زیادہ خالی ہے اور ان کے خاندان سے صرف ایک دانہ خرما نکلا جو میں لایا ہوں۔ یہ سن کر اس کی بیوی رونے لگی۔ چونکہ بھوک سے بے تاب ہو رہی تھی اس

marfat.com

نے وہ دانہ منہ میں رکھ لیا اور چوسنے لگی۔ خدا تعالےٰ کے حکم سے اس دانہ میں سے شہد کا چشمہ جاری ہو گیا اور اس نے پیٹ بھر کر شہد کھالیا۔ اس کے بعد خاوند سے کہنے لگی کہ میاں دیکھو دانہ خرما سے شہد نکلنے لگا ہے۔ جب فقیر نے دانہ منہ میں رکھا تو اسی

دانہ گوہر بن گیا

طرح چشمہ شہد رواں ہو گیا۔ اور اس نے بھی سیر ہو کر کھالیا۔ دوسرے دن فقیر نے بیوی سے کہا کہ مجھے بھوک لگی ہے دانہ لاؤ۔ جب وہ دانہ لینے کے لیے گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ دانہ ایک بیش بہا گوہر بن چکا ہے۔ چنانچہ وہ اٹھا کر بازار لے گیا اور دلالوں نے اسے چھ لاکھ دینار کے عوض خرید لیا۔

وصال پُر ملال

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ آنحضرت حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر واپس آئے تو بیمار ہو گئے۔ یہ دیکھ کر بعض لوگوں کے دل میں باطل نبوت کا شوق پیدا ہوا مثل مسیلمۃ الکذاب بن یمامہ، طلحہ بن خویلد، اسود بن کعب عیلے، سجاح نامی ایک عورت یہ ہجرت کا گیارہواں سال تھا اور اسی سال بروز چہار شنبہ (بدھ) بتاریخ ۲۸ ماہ صفر آنحضرت مرض الموت میں مبتلا ہوئے آپؐ کی علالت کے ایام کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اکثر کا قول یہ ہے کہ تیرہ دن آپؐ بیمار رہے، بعض کہتے ہیں کہ چودہ روز بعض کہتے ہیں کہ بارہ روز اور بعض کے نزدیک آپؐ دس روز بیمار رہے پانچویں دن آپؐ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم دیا کہ صحابہ کرام کی امامت کرائیں۔ یہ آنحضرت کی وفات سے تین روز قبل کا واقعہ ہے۔ جب آنحضرت پر سکرات موت طاری ہوئی تو دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کو تکلیف ہو رہی ہے کبھی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا اور کبھی زرد۔ آپؐ نے پانی کا پیالہ سامنے رکھ لیا تھا۔ اس پانی میں ہاتھ ڈال کر آپؐ چہرہ مبارک پر مسح کرتے تھے اور نزع کی حالت میں آپؐ نے مسواک کیا۔ آخر بروز دو شنبہ (سوموار) بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل جان بہ مشاہدۂ جانان سپرد کر دی۔ اور نور پیوست ہوا نور سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بقول صحیح تریسٹھ سال تھی۔ روضۃ الاحباب میں یہ بھی لکھا ہے کہ

تجہیز و تکفین

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اہل بیت کے ساتھ تعزیت کے

marfat.com

بعد ان سے کہا کہ آنحضرت کا غسل، تجہیز و تکفین بھی آپ حضرات سے تعلق رکھتا ہے۔
اس کے بعد وہ مسئلہ خلافت طے کرنے کی خاطر اکابر مہاجرین کے ساتھ ثقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے اور اہل بیت آنحضرت کو غسل دے رہے تھے کہ باہر سے کسی شخص نے آواز دی کہ آپ کو غسل مت دو کہ آپ طاہر اور مطہر ہیں۔ دوسری بار یہ آواز آئی کہ غسل دیتے رہو کیوں کہ وہ ابلیس تھا اور میں خضرؑ ہوں۔ چنانچہ حضرت عباسؓ حضرت علیؓ حضرت فضلؓ و قثمؓ پسران حضرات عباسؓ اسامہ بن زیدؓ اور صالح حبشی جو آنحضرت کا آزاد کردہ غلام تھا یہ چھ اصحاب حجرہ کا دروازہ بند کر کے غسل میں مشغول ہو گئے۔ حضرت علی نے اپنے ہاتھ سے تین مرتبہ آنحضرت کا بدن مبارک دھویا۔ حضرت علی دوران غسل یہ کہہ رہے تھے کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان حیات و ممات میں کیسی خوشبو آپ سے آتی ہے۔
غسل کی مہم تمام ہونے کے بعد پانی کے چند قطرات جو آنحضرت کے گوشہ چشمان اور ناف میں جمع ہو گئے حضرت علی نے پی لئے جس سے آپ کے علم و حفظ میں مزید اضافہ ہوا۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جس روز آنحضرت کا وصال ہوا میں نے اپنا ہاتھ آپؐ کے سینۂ بے کینہ پر رکھا۔ اس کے کئی ہفتے بعد جب بھی میں وضو کرتی تھی منہ دھوتی تھی یا طعام کھاتی تھی بوئے مشک میرے ہاتھ سے نہیں جاتی تھی۔ روایت ہے کہ جس روز آنحضرت کا وصال ہوا دن میں ایسی تاریکی چھا گئی کہ بعض اصحاب بعض کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حتیٰ کہ جب اپنے ہاتھ پھیلاتے تھے تو وہ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ اور یہ حالت دفن تک بدستور رہی۔ الغرض سید عالم کو غسل کے بعد سفید کپڑے کا کفن پہنایا گیا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ سوموار کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور منگل کے دن میں نے ہاتف کی آواز سنی کہ اے مسلمانو آؤ اور اپنے پیغمبر علیہ السلام پر نماز جنازہ ادا کرو۔ چنانچہ جوق در جوق مسلمان آتے رہے اور علیحدہ علیحدہ نماز جنازہ پڑھتے رہے کیونکہ حضرت علی نے کہہ دیا تھا کہ آنحضرت پر کوئی شخص امامت نہ کرے اس وجہ سے کہ آنحضرت خود امام ہیں حیات میں بھی اور ممات میں بھی اس کے بعد آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں جہاں آپؐ کی روح قبض ہوئی تھی دفن کیا گیا۔ نقہ راویوں

marfat.com

سے مروی ہے کہ تیسرے روز حضرت خضر علیہ السلام آنحضرت کے اصحاب کبار کے پاس فاتحہ خوانی کے لیے آئے ۔ فاتحہ کے بعد دلجوئی کی اور چلے گئے ۔

ازواج مطہرات

سوانح نگاروں کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ ازواج مطہرات تھیں جن کے ساتھ آپؐ نے شادی کی تھی ۔ ان میں سے گیارہ پر سب کا اتفاق ہے اور بارھویں کے متعلق اختلاف ہے کہ تھیں یا نہ تھیں ۔ بعثت سے پہلے آپؐ نے صرف حضرت خدیجہؓ سے شادی کی تھی اور جب تک آپ زندہ رہیں آنحضرت نے دوسری شادی نہ کی ۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب شب معراج میں سدرۃ المنتہیٰ سے گذرا تو یاقوت سرخ کا ایک پردہ دیکھا جس کے پیچھے تین مروارید سے بنے ہوئے خیمے نصب تھے ۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ خیمے کس کے ہیں ۔ مجھے بتایا گیا کہ ایک خیمہ حضرت عیسےٰؑ کی والدہ حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کا ہے ۔ دوسرا فرعون کی بیوی آسیہ رضی اللہ عنہا کا اور تیسرا حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے ۔

اولادِ امجاد

حضرت بی بی خدیجہ کے بطن مبارک سے دو فرزند ارجمند اور چار دختر نیک اختر وجود میں آئے ۔ ایک فرزند کا اسم گرامی قاسم تھا اور تین دختران نبوت سے پہلے پیدا ہوئے ۔ دوسرا فرزند جن کا اسم گرامی عبد اللہ اور لقب طیب و طاہر تھا اور حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بعثت کے بعد متولد ہوئے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار کنیزیں تھیں جن کے ساتھ آپ نے عقد نکاح فرمایا تھا ۔ ان میں سے ایک ماریہ قبطیہ تھیں جن کے بطن مبارک سے حضرت ابراہیم متولد ہوئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں فرزند صغیر سنی میں وصال پا گئے تھے ۔ باقی ازواج مطہرات اور کنیزان سے کوئی اولاد نہ ہوئی ۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جو شادی کی ہر ایک کے متعلق حضرت جبرائیل آکر حق تعالےٰ کا فرمان دیتے تھے کہ کرلو ۔ اللھم

marfat.com

صلّ علیٰ محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہ اجمعین۔

بیت

از رہ گذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود

ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

(خوشبو کا ہر جھونکا جو نسیم سحر کے ہاتھ آیا اے حبیبؐ تیرے ہی کوچہ کی خاک سے گذر کر آیا تھا)

وصلی اللّٰہ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا ۔ زمیں از حُبّ او ساکن فلک در حُبّ او شیدا

marfat.com

نورِ دوم در ذکر خلفاء الراشدین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

آں قدوۃ مہاجرین وانصار، آں ثانی اثنین اذہما فی الغار، آں زبدۂ فانیان فی ذاتِ رسول، آں عمدۂ سابقان بہ معارجِ وصول، آں امامِ اربابِ عرفان وتحقیق خلیفہ رسول اللہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے صحابی پہلے خلیفہ اور اجماع امت کے مطابق آنحضرت صلعم کے بعد افضل ترین خلائق ہیں۔ اور یہ قول قرآن مجید کی دو آیات سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ائمہ تفسیر اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت اس خلیفہ برحق کی شان میں نازل ہوئی ہے اسی قرینہ سے آیۃ کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بھی صدیق اکبر کی جملہ اصحاب پر افضلیت پر دلالت کرتی ہے

نسب آپ کا اسم شریف عبد اللہ ابن ابی قحافہ اور نام ابن عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی ہے۔ آپ کا نسب مرہ بن کعب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نسب سے جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر تھا جو ابو قحافہ کی دختر تھیں صدیق اکبر کا قریش کے امراء ورؤساء میں شمار ہوتا تھا اور علم انساب، علم تعبیر خواب اور عروض و قافیہ میں ماہر ہونے کے علاوہ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے اور تمام کمالات انسانی سے مزیّن تھے۔

قبول اسلام سفر شام سے واپسی کے وقت آپ نے ایک خواب دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با سلام ہوئے۔ آنحضرت کی بعثت سے لے کر وصال تک سفر و حضر میں آپ کبھی آپؐ کی صحبت سے علیحدہ نہ ہوئے اور کمال صدق کی وجہ سے آپ

marfat.com

نے جان و مال آنحضرت پر قربان کر دیا - اور کسی حالت میں آنحضرت کی متابعت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا یہی وجہ ہے کہ آپ امام اصحاب کرام ہوئے اور تمام مشائخ عظام کے نزدیک آپ ارباب مشاہدہ کے سردار ہیں۔ کتاب سیر الاولیا

صدیق کا جگر سوختہ

میں لکھا ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیوہ سے اس لیے عقد نکاح کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مشغولی کے متعلق معلومات حاصل کریں دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ میں اس قدر جانتی ہوں کہ رات کا بیشتر حصہ آپ مشغول بحق رہتے تھے اور صبح کے وقت جب آپ آہ نکالتے تو آپ کے سینہ مبارک سے جگر سوختہ کی بو آتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں دوسرے کاموں میں تو ان کی متابعت کر سکتا ہوں لیکن جگر سوختہ کہاں سے لاؤں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسے طلاق دے دی اور کہا میں نے صرف یہی کچھ معلوم کرنے کی خاطر نکاح کیا تھا اور کوئی غرض نہ تھی۔ صدیق اکبر کے کمالات کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک کے بالوں میں سے ایک بال ہوتا کہتے ہیں کہ قیامت میں ساری خلقت کو یکبارگی تجلی ہوگی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو علیحدہ ایک بار۔

لقب صدیق کی وجہ تسمیہ

آپ کے لقب صدیق سے ملقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت کے معراج کی سب سے پہلے آپ نے تصدیق کی اور آنحضرت کی رسالت کی تصدیق میں بھی آپ سب سے پہلے تھے بعض عارفین کا کہنا ہے کہ صدیق وہ ہے جو مشاہدہ حق سبحانہٗ تعالےٰ میں کونین کو وار دے - چنانچہ صدیق اکبر نے بھی یہی کیا۔ جب لشکر عسرۃ کی تیاری میں سرور کونین صلعم نے آپ سے دریافت کیا کہ ما ابقیت لنفسک (تو نے اپنے گھر خرچ کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے) تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ ورسولہٗ۔

لقب عتیق کی وجہ تسمیہ

آپ کا ایک لقب عتیق بھی ہے - اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن آنحضرت نے

marfat.com

فرمایا: من اراد ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر۔
(جو شخص آتش دوزخ سے پاک کی زیارت کرنا چاہے تو ابی بکرؓ کی زیارت کرے)

معنئ خلافت

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ مسند خلافت پر اجماع صحابہ کے ساتھ متمکن ہوئے اور حضرت رسالت پناہ کے نائب مطلق و خلیفہ برحق ہوئے اور آنحضرت کے تمام اسرار و احوال (جمع حال یعنی روحانی مقامات) اذکار و اشغال کے حامل ہوئے تو آپ حقیقی معنوں میں خلیفہ رسول اللہ کے نام سے موسوم ہوئے۔

آپکی خلافت میں قدرے اختلاف

قوم انصار نے شروع میں آپ کی خلافت میں اختلاف کیا لیکن بحث و تمحیص کے بعد انہوں نے اختلاف ترک کر دیا اور آپ سے بیعت کر لی۔ لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور اکثر بنو ہاشم نے بیعت میں توقف کیا اور جب حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا وصال ہوا تو حضرت علی نے بھی آپ سے بیعت کر لی۔[1]

جمع قرآن

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں حضرت عمرؓ کے مشورہ پر قرآن مجید جمع کیا گیا۔ اس سے پہلے قرآن متفرق تھا۔ جو صحابی قرآن کی کوئی آیت

---

[1] تاریخ طبری اور دیگر مستند تواریخ میں لکھا ہے کہ جس وقت انصار کے محلہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ منتخب ہو گئے تو آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور عامۃ المسلمین نے آپکے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کیا جب حضرت علیؓ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ جن کپڑوں میں گھر کے اندر بیٹھے تھے باہر چلے آئے اور مسجد میں جا کر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیعت کی اسکے بعد اپنے پارچات خادم کے ذریعے گھر سے منگوائے جب لوگوں نے پوچھا کہ حضور اسقدر جلدی کی کیا ضرورت تھی کہ اچھی طرح کپڑے بھی پہن کر گھر سے نہ نکلے تو فرمایا کہ میں نے جلدی اسلئے کی کہ میرے بھائی ابوبکر یہ خیال نہ کریں کہ علی نے بیعت میں دیر کر دی۔ البتہ مجھے ان سے ایک شکایت تھی وہ یہ کہ امر خلافت میں میرا مشورہ نہ لیا گیا لیکن جب صدیق اکبر سے میں نے شکایت کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ لوگ تو آنحضرت کے اہل بیت تھے آپ تجہیز و تکفین میں مصروف تھے ہم آپکو اسکام سے کسطرح علیحدہ کر سکتے تھے حضرت علی فرماتے ہیں کہ یہ جواب سنکر میں مطمئن ہو گیا۔

marfat.com

لاتا تھا جب تک دو گواہ گواہی نہیں دیتے تھے قبول نہ ہوتی تھی۔ یہ کام زید بن ثابت انصاری رضی کے سپرد تھا۔ انہوں نے بڑی احتیاط سے یہ عظیم کارنامہ انجام دیا۔

حق تعالیٰ کی طرف سے خلفاء الراشدین کے لئے تحفہ

رونق المجالس میں لکھا ہے کہ ایک دن جبریل آنحضرتؐ کی خدمت میں سیب کا ٹوکرہ لاکر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ سیب اس کو دیئے جائیں جسے آپ محبوب رکھتے ہیں ٹوکرے کا منہ ایک غلاف سے بند تھا آنحضرت نے غلاف کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک سیب نکالا اور حضرت ابوبکر صدیق کو عنایت فرمایا۔ اس سیب کی ایک طرف یہ لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرّحمٰن الرّحیم ھٰذا ھدیۃ من اللہ الرفیق الشفیق الی ابی بکر ن الصدیق۔ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ تحفہ ہے اللہ رفیق و شفیق کی طرف سے ابی بکر صدیق کے لیے) سیب کی دوسری طرف یہ لکھا تھا من ابغض الصدیق فھو زندیق (جو صدیق سے بغض رکھتا ہے وہ زندیق یعنی کافر ہے) آنحضرتؐ نے دوسری مرتبہ غلاف کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک اور سیب نکالا اور حضرت عمرؓ کو عطا فرمایا اس کی ایک جانب پر یہ لکھا ہوا تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھذا ھدیۃ من اللہ التواب الوہاب الی عمر ابن الخطاب (بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحفہ ہے اللہ تواب (توبہ قبول کرنے والا) وہاب (عطا کرنے والا) کی طرف سے عمر ابن الخطاب کے لیے) اس کی دوسری جانب یہ لکھا تھا من ابغض عمر فلہٗ نار و سقر (جو عمر سے بغض رکھتا ہے اس کیلئے آتش دوزخ ہے) آنحضرت نے تیسری بار سیب نکال کر حضرت عثمان بن عفان کے ہاتھ میں دیا۔ اس کی ایک طرف یہ لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھذا ھدیۃ من اللہ الحنّان المنان الیٰ عثمان ابن عفّان (یہ تحفہ ہے اللہ حنان و منان کی طرف سے عثمان ابن عفان کے لیے) اور اس کی دوسری طرف یہ لکھا تھا من ابغض عثمان فخصم الرحمان (جس نے عثمان سے بغض رکھا اس نے رحمٰن سے عداوت کی) چوتھی بار آنحضرت نے سیب نکال کر حضرت علی کو دیا۔ اس کی ایک طرف یہ لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم ھٰذا ھدیۃ من اللہ الغالب الیٰ علی ابن ابی طالب۔ (یہ تحفہ ہے اللہ غالب کی طرف

marfat.com

سے علی ابن ابی طالب کے لیے) اس کی دوسری جانب یہ لکھا تھا من ابغض علیًا لم یکن اللہ لہ ولیًا (جس نے علی سے بغض رکھا اللہ تعالٰے اس کو ولی نہیں بنائے گا)۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

خلفاء الراشدین کے متعلق حضرت ابوذر غفاری رضی کا مکاشفہ

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں جا رہا تھا مختلف کوچوں اور محلات (جمع محلہ) سے گذر کر ہم ایک صحرا میں پہنچے۔ وہاں ایک جنگل تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جنگل میں حق تعالٰے کے بہت عجائبات ہیں۔ اگر تم چاہو تو تمہیں دکھاؤں۔ پس اس کے اندر جاؤ۔ میں نے جنگل کے اندر جاکر دیکھا کہ ایک درخت ہے جس کی چار شاخیں ہیں اور ہر شاخ پر ایک سفید پھول ہے جس پر یہ لکھا تھا انا صدیق اکبر اور اس کو گالی دینے والے پر خدائے عزوجل کی لعنت ہے۔ جب میں واپس آنے لگا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاؤں کہ کیا دیکھا ہے تو دوسری شاخ سے آواز آئی کہ میری طرف دیکھ تاکہ عجائب قدرت کا مشاہدہ ہو۔ میں اس کی طرف گیا اور دیکھا کہ اس شاخ پر ایک پھول ہے برنگ سرخ اور اس پر یہ لکھا ہے انا الفاروق عمر اور اس پر سب کرنے والے پر اللہ عزوجل کی لعنت ہے۔ جب واپس آنے لگا تو تیسری شاخ پر ایک سبز رنگ کا پھول تھا جس پر یہ لکھا تھا انا العثمان المقتول ظلما اور اس کو گالی دینے والے پر خدائے عزوجل کی لعنت ہے جب باہر آنے کا ارادہ کیا تو آواز آئی کہ میری طرف دیکھ تاکہ عجائب کا مشاہدہ کرے۔ جب میں اس کے نزدیک گیا تو میں نے ایک پھول دیکھا برنگ زرد جس پر یہ لکھا تھا انا الفتیٰ علی ابن ابی طالب اور اس کو برا کہنے والے پر لعنت ہے خدائے عزوجل کی رضوان اللہ تعالٰے اجمعین۔

ایک رافضی مسخ ہو گیا

کتاب جامع السلاسل از دلائل نبوت میں لکھا ہے کہ ایک ثقہ راوی نے فرمایا ہے کہ ہم تین آدمی یمن کی طرف روانہ ہوئے۔ ہمارے ساتھ ایک کوفہ کا باشندہ تھا جو حضرت ابوبکر رضی اور حضرت عمر رضی کو برا کہتا

marfat.com

تھا۔ ہم جس قدر اسے نصیحت کرتے تھے باز نہ آتا تھا۔ جب ہم یمن کے قریب پہنچے تو ایک منزل پر قیام کیا اور سو گئے۔ منزل سے روانگی کے وقت ہم نے اس کوفی کو بیدار کیا۔ اس نے بیدار ہوتے ہی کہا کہ افسوس میں اس منزل پر تم سے جدا ہو جاؤں گا جب تم لوگوں نے مجھے بیدار کیا تو اس سے پہلے تے خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ میرے سرہانے کی طرف کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اے فاسق خدا تعالے تجھے خوار کرے گا اور تو اسی منزل پر مسخ ہو جائے گا۔ ہم نے اسے کہا کہ بدبخت اٹھو اور وضو کرو۔ جب وہ اٹھا تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے پاؤں کی انگلیاں مسخ ہو رہی ہیں اور اس کے دونوں پاؤں بندر کے پاؤں کی طرح ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں اس کے گھٹنے بھی تبدیل ہو گئے اور رفتہ رفتہ اس کا سینہ اور سر اور چہرہ بھی بندر کا سا ہو گیا۔ ہم نے اسے پکڑ کر اونٹ پر باندھ دیا اور چل پڑے۔ غروب آفتاب کے وقت ہم ایک جنگل میں پہنچے جہاں چند بندر نظر آئے جب اس نے بندروں کو دیکھا تو بے قرار ہو گیا اور رسیاں توڑ کر ان بندروں سے جا ملا اور ایک دوسرے کے ساتھ مانوس ہو گئے کچھ دیر کے بعد وہ ہماری طرف دیکھ کر اپنے دُم پر بیٹھ گیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جب دوسرے بندر جانے لگے تو وہ بھی اٹھ کر ان کے ساتھ چلا گیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کی کرامات اس قدر ہیں کہ اس مختصر کتاب میں ان کی گنجائش نہیں ان میں سے چند بیان کر دی گئی ہیں تفصیل کے خواہاں حضرات کتب سیرت میں ملاحظہ کر سکتے ہیں حضرت صدیق اکبرؓ واقعہ فیل سے دو سال چار ماہ بعد پیدا ہوئے۔ آخر عمر میں آپ پندرہ دن متواتر عارضہ بخار میں مبتلا رہے۔ لوگوں نے کہا کیا ہم طبیب کو بلائیں۔ آپ نے فرمایا حکیم ولقد اجاد من افاد

بیت

اشک خونی بہ نمودم بہ طبیباں گفتند ۔۔۔ درد عشق است جگر سوز چہ دوائے دارد

(جب طبیبوں نے میرے خونی آنسو دیکھے تو کہا یہ درد عشق ہے جگر جلانے والا اس کی کیا دوا ہو سکتی ہے)

marfat.com

وصال پُرملال

آخر روز دوشنبہ اور ایک قول کے مطابق روز سہ شنبہ اور یہ سب سے زیادہ صحیح قول ہے اور بعض کے نزدیک بروز جمعہ بائیس یا تیئیس جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری آپ نے اپنی جان جاں آفرین کے سپرد کر دی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی عمر ترسیٹھ سال اور دوسری روایت کے مطابق پینسٹھ سال تھی۔ آپ کی مدتِ خلافت بقول صحیح دو سال چھ ماہ اور ایک اور روایت کے مطابق دو سال دو ماہ پچیس دن، تیسری روایت کی رو سے دو سال تین ماہ بیس دن اور چوتھی روایت کے مطابق دو سال چار ماہ تھی۔ آپ نے آخری وقت میں خلافت کے لیے حضرت عمرؓ کو نامزد فرمایا اور رحلت فرما گئے۔ آپ نے رحلت کے وقت وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر رکھ کر عرض کرنا کہ یا رسول اللہؐ ابوبکر آپ کے آستانہ مبارک پر آیا ہے اگر اجازت مل جائے اور دروازہ کھل جائے تو درست ورنہ مجھے قبرستان بقیع میں لے جانا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد یہی کیا گیا۔ ابھی یہ کلمات پورے نہیں ہوئے تھے کہ پردہ اٹھا اور دروازہ کھل گیا اور تمام حاضرین نے یہ آواز سنی کہ "حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ"

ازواج واولاد

آپ کی چار ازواج تھیں جن کے بطن سے تین فرزند اور دو دختران پیدا ہوئے حضرت عبداللہ حضرت عبدالرحمٰن، حضرت محمدؓ آپ کی دختران نیک اختر کے اسمائے گرامی ہیں۔ اسماء اور عائشہؓ آپ کی خلافت کے ایام میں حضرت عثمان بن عفانؓ آپ کے وزیر تھے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

از رہ گذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

ذکر حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امامِ اہلِ بر و بحر، مبلغِ احکام بہ قرے و مصر، محدث اسرارِ ذات، مفصح رموز صفات، محرم اشاراتِ حضرتِ رب الارباب، ممتاز بعدالت، امیر المؤمنین حضرت عمر ابن الخطاب رضؓ حضور سرورِ کونینؐ کے دوسرے خلیفہ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد افضل خلق ہیں۔ آپ کی کنیت ابو حفص ہے۔ آپ کو ابو حفصہ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کا نسب حضرت سیّد البشرؐ کے نسب اطہر کے ساتھ آٹھ واسطوں کے بعد حضرت کعب سے جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی اہلِ قریش سے تھیں۔

خلافت

آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے استصواب سے آپ کے بعد مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ کتب معتبرہ میں آپ کی خلافت کا واقعہ یوں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی آخری مرض کے دوران فرمایا کہ آج رات میں نے خلافت کی تفویض کے متعلق کئی بار استخارہ کیا اور حق تعالےٰ سے درخواست کی کہ مجھے اپنی رضا سے آگاہی فرمائی جاوے تم لوگوں کو جاننا چاہیئے کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اور دنیا میں کون ایسا شخص ہو سکتا ہے جو خدا تعالےٰ سے ملاقات کے وقت اس پر افترا (جھوٹ) روا رکھ سکتا ہے۔ یہ سُن کر تمام لوگوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسولِ خدا کسی شخص کو آپ کی صداقت میں شک نہیں ہے۔ آپ فرمائیں جو کچھ آپ فرمانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آخر شب میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے دو سفید کپڑے زیب تن کر رکھے تھے اور ان کپڑوں کے کنارے میں جمع کر رہا تھا۔ یکایک وہ دو کپڑے سبز ہو گئے اور چمکنے لگے جس سے آنکھوں کو سرور ہوا۔ آنحضرتؐ کی دونوں طرف دو جوانمرد بالا قد اور خوبصورت، نورانی لباس پہنے کھڑے تھے۔ جن کو دیکھ کر دل خوش ہوتا تھا۔ چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر سلام کہا اور مصافحہ کا شرف بخشا۔ اس کے بعد میرے سینہ پر ہاتھ رکھا جس سے میری بیقراری

marfat.com

رفع ہو گئی۔

آپ نے فرمایا اے ابو بکرؓ ہمیں تمہاری ملاقات کا بہت شوق ہے لیکن ابھی تمہارے آنے کا وقت نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی شوقِ دیدار میں مبتلا ہوں۔ آپ نے فرمایا وصال میں تھوڑی دیر باقی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے تجھے تفویضِ خلافت میں اختیار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ منتخب فرما دیں۔ فرمایا والیٔ رعایا پرور، عامل صادق، اور قوی عمر فاروق ہے جو زمین و آسمان میں پسندیدہ ترین اور پاکیزہ ترینِ زمانہ ہے۔ میں نے اس کو منتخب کیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ دو جوان دنیا میں تمہارے وزیر، وفات میں تمہارے مددگار اور بہشت میں تمہارے رفیق ہیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے مجھ پر سلام کیا اور اُن دو جوانوں نے بھی سلام کیا اور فرمایا کہ تم نے مکروہات سے نجات پائی، تم صدیق ہو ملائک میں اور صدیق ہو خلائق میں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ دو مرد کون ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دو فرشتے جبرائل اور میکائل ہیں۔ یہ کہہ کر آپ چلے گئے اور میں بیدار ہو گیا۔ اس وقت میرا چہرہ آبِ دیدہ سے تر تھا اور میرے گھر کے لوگ مجھ پر رو رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا شمار اکابر و اشرف قریش میں ہوتا ہے ایام جاہلیت میں آپ قریش کے درمیان منصبِ مصالحت و شفاعت کا کام انجام دیتے تھے۔ اگر قریش اور کسی دوسرے قبیلے کے درمیان خصومت یا جھگڑا فساد ہوتا تو آپ کو مصالحت کے لئے بھیجا جاتا تھا۔

مشرف باسلام ہونا

حضرت عمرؓ نبوت کے چھٹے سال مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کے مسلمان ہونے سے اہل اسلام کو بہت تقویت حاصل ہوئی، آپ بڑے صاحبِ کمال تھے۔ آپ کے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ قرآن حکیم کی بعض آیات آپ کی رائے شریف کے مطابق نازل ہوئیں۔

فضائلِ عمرؓ

تمام علمائے دین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ بڑے صاحبِ علم، زہد، و تواضع تھے۔ مسلمانوں پر آپ بڑے مہربان اور کفار پر بے حد سخت تھے۔ صاحبِ عدل و انصاف تھے، ہمیشہ حق پر رہتے تھے۔ باطل سے اجتناب کرتے تھے۔ رسول خدا تعالےٰ

marfat.com

کی سنّت کے پابند اور مسلمانوں کی اصلاح و بہبود میں کوشاں رہتے تھے۔ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ آپ کے عہد خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر مع مفصلات و لواحق فتح ہوئے، چار ہزار مساجد تعمیر ہوئیں۔ چار ہزار گرجے ختم ہوئے۔ جمعہ نماز کے لئے نو سو منبر نصب کئے گئے اسلام میں پہلے شخص جو امیرالمؤمنین اور فاروق کے لقب سے ملقب ہوئے آپ تھے پہلے شخص جو رات کو مدینہ کے کوچہ و بازار میں غربا و مساکین کے حالات معلوم کرنے کے لئے گشت کرتے تھے آپ تھے، پہلے شخص جنہوں نے تاریخ ہجری شروع کی آپ تھے۔ پہلے شخص جنہوں نے جمعِ قرآن کی تجویز پیش کی آپ تھے، پہلے شخص جنہوں نے نماز تراویح مساجد میں باجماعت ادا کرنے کا طریقہ شروع کیا آپ تھے، پہلے شخص جنہوں نے شراب نوشی کے جرم میں اسی درے مقرر کئے آپ تھے، پہلے شخص جنہوں نے بیت المال کا نظام شروع کیا آپ تھے، پہلے شخص جنہوں نے خلق خدا کی ہجو کرنے والوں کے لئے سزا مقرر کی آپ تھے، پہلے شخص جنہوں نے اولاد کی امہات کی بیع کی ممانعت کی آپ تھے، پہلے شخص جنہوں نے نماز جنازہ میں چار تکبیر مقرر کیں آپ تھے۔ اس سے پہلے چار پانچ اور چھ تکبیر کہتے تھے، پہلے شخص جنہوں نے قانونِ وقف مقرر کیا آپ تھے۔ پہلے شخص جنہوں نے تادیب مردم کے لئے درّہ کا استعمال کیا آپ تھے، آپ کے زمانے میں بے شمار ممالک فتح ہوئے اور شہر آباد ہوئے جس سے ہر سال خراج وصول ہو کر بیت المال میں داخل ہوتا تھا، آپ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے بیت المال سے عمر کے لئے ملبوسات یعنی دو جوڑے کپڑا ایک موسم سرما کے لئے اور ایک گرما کے لئے سفر حج عمرہ و جہاد کے لئے ایک سواری اور اس قدر خوراک کہ جس سے میرے اہل و عیال کے لئے قوتِ لایموت کا سامان ہو سکے اور جو اہل قریش میں اوسط درجہ کا ہو نہ غنی نہ فقیر کافی ہے حضرت امام جعفرؓ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو نیکی کے بغیر یاد کرے کیونکہ یہ دونوں اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے حضرت عمرؓ کی خلافت کے عجیب و غریب کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں دریائے نیل میں ہر سال ایک مرتبہ طغیانی آتی تھی جس سے شہر و اطراف غرق ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اہل مصر ایک صاحبِ حسن و جمال دوشیزہ کو زیورات سے

marfat.com

آراستہ پیراستہ کر کے دریا میں پھینکتے تھے۔ جس سے اس کی طغیانی رفع ہو جاتی تھی اور اپنے اصلی مقام پر آ جاتا تھا۔ جب فتح مصر کے بعد وہ موسم قریب آیا تو حاکم مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین کی خدمت میں خط لکھا کہ اب کیا حکم ہے۔ فاروق اعظم نے جواب میں لکھا کہ کوئی کام خلافِ شریعت نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ دریا کے نام ایک رقعہ لکھ کر ارسال فرمایا کہ اس کو دریا میں ڈال دینا وہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ جب دریا میں طغیانی آئی تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے وہ رقعہ دریا میں ڈال دیا جس سے فوراً دریا کی طغیانی ختم ہو گئی اور حسب معمول چلنے لگا۔ رقعہ مذکور میں یہ لکھا تھا۔

"منجانب۔ بندۂ خدا امیر المومنین بجانب نیل مصر
امّا بعد۔ اگر تو خود بخود چلتا ہے تو مت چل۔ اگر اللہ تعالےٰ کے حکم سے چلتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی منشا یہ ہے کہ تو چلا کر"

کرامات

"رونق المجالس" میں لکھا ہے کہ ایک شخص جس کا نام جعفر خذری تھا اس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں ایک قافلے کے ساتھ جا رہا تھا۔ قافلے میں کچھ رافضی بھی تھے۔ میرے اور ان کے درمیان فضیلت صحابہ کے متعلق بحث و مباحثہ ہوتا رہا جب ہم ایک جنگل میں پہنچے تو اچانک ایک جنگلی جانور نمودار ہوا۔ اس نے رافضیوں کو چھوڑ کر میرا رخ کیا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ اعدائے دین مجھ پر طعن کریں گے کہ یہ سنی شیخین (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے معاملہ میں ہمارے ساتھ بحث کر رہا تھا۔ دیکھو اب اُسے کس طرح جنگلی جانور نے گھیر لیا ہے۔ اس کے بعد وہ درندہ مجھے زندہ اپنے بچوں کے پاس لے گیا۔ اُنہوں نے مجھے دیکھتے ہی خوش ہو کر مجھ پر حملہ کیا۔ جب میرے قریب پہنچے اور میری بُو ان کی ناک میں پہنچی تو رک گئے۔ بڑے درندے نے چلا کر کہا کہ اس قدر پاک اور حلال لقمہ تمہارے لئے لایا ہوں تم کیوں نہیں کھاتے۔ بچوں نے جواب دیا کہ تم نے ہمیں تین دن بھوکا رکھا اور تین دن کے بعد ایسا شخص ہمارے واسطے لائے ہو جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو محبوب رکھتا ہے۔ یہ سن کر میں آہستہ سے نکل آیا اور قافلے سے جا ملا۔ اس طرح مجھے رافضیوں کے طعن سے نجات مل گئی۔

marfat.com

شیخ محی الدین ابن عربیؒ اپنی کتاب فتوحات مکیہؒ میں لکھتے ہیں اولیاء اللہ میں سے چالیس افراد ایسے ہوتے ہیں جو جنگلوں میں رہتے ہیں۔ رجب کے مہینے میں ان کو بہت کشف وکرامات ہوتے ہیں اور امور غیب سے مطلع ہوتے ہیں۔ لیکن جب شعبان کا مہینہ آتا ہے تو سب کچھ سلب ہو جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی سارا سال ان پر کشف جاری رہتا ہے۔ شیخ ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک ولی اللہ کو دیکھا ہے کہ جب اُن کے سامنے کوئی رافضی آتا تھا تو خنزیر کی شکل میں نظر آتا تھا۔ ایک دفعہ دو آدمی اُن کے سامنے آئے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ سے بد اعتقاد تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق کمال غلو رکھتے تھے ان کے رافضی ہونے کا کسی کو علم نہیں تھا۔ جب وہ دونوں اس بزرگ کے قریب پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ ان کو دور بھگا دو۔ جب انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں تم کو خنزیر کی شکل میں دیکھ رہا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ اور میرے درمیان یہ علامت ہے کہ رافضیوں کو خنزیر کی صورت میں دکھایا جاتا ہے یہ سُن کر اُنھوں نے دل میں رفض سے توبہ کی۔ اس کے فوراً بعد اس بزرگ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں نے توبہ کر لی ہے کیونکہ اب تم مجھے انسان کی صورت میں نظر آ رہے ہو۔ یہ دیکھ کر انہوں نے سب لوگوں کے سامنے اس باطل مذہب سے توبہ کر لی۔ حضرت عمرؓ کے کمالات اس قدر ہیں کہ اس مختصر سی کتاب میں ان کی گنجائش نہیں ہے۔ تفصیل کی خواہش ہو تو کتب تاریخ وسیرت کا مطالعہ کیا جائے۔

وصال پُر ملال

"مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ہجرت کے تیئسویں ۲۳ سال حج بیت اللہ ادا کر کے واپس آئے تو ایک دن مسجد نبوی میں منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے مسلمانو! مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ دو یا تین مرتبہ ایک مرغ نے مجھے چونچ لگائی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اب میرا وقت اجل قریب ہے ایک اور روایت میں ہے کہ کعب احبار نے حضرت عمرؓ کے کان میں کہا کہ جو کام آپ نے دنیا

marfat.com

میں کرنا ہے کریں۔ مجھے تورات سے یوں معلوم ہوا ہے کہ آپ کی عمر اب تین دن سے زیادہ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو وصیت کی اگر میری اجل آجائے تو خلافت کا معاملہ یہ چھ آدمی بذریعہ شوریٰ طے کریں۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان میں سے جس کسی کو تمام مسلمان خلافت کے لئے قبول کریں خلافت اس کی ہوگی۔ اس کے چند یوم بعد مغیرہ بن شعبہ کے غلام فیروز نامی نے جس کی کنیت ابو لولو تھی امیرالمؤمنین کو خنجر سے مجروح کر دیا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ اس نے آپ پر تین ضربیں لگائیں ایک پیٹ میں، دوسری پہلو میں، تیسری زیر ناف، اس کے تین روز بعد آپ نے جام شہادت نوش کیا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اجازت سے رسول خدا علیہ السلام کے روضۂ اطہر میں حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

"کتاب روضتہ الاحباب" میں لکھا ہے کہ تین قبروں کے محل وقوع کے متعلق اختلاف ہے اکثر لوگوں کا خیال ہے صدیق اکبرؓ کی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے عقب میں ہے۔ اور حضرت عمرؓ کی قبر حضرت ابوبکرؓ کی قبر کے عقب میں ہے۔

مدتِ عمر و تاریخ وصال

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی ولادت سال فیل کے تیرہ سال بعد ہوئی اور آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی عمر پچپن سال اور دوسری روایت کی رو سے آپ کی عمر چھپن ۵۶ سال تھی۔ ایک اور روایت کے مطابق اٹھاون ۵۸ سال تھی۔ آپ کا وصال یکشنبہ کی رات بتاریخ یکم محرم ۲۳ھ ہوا۔ دوسری روایت کے مطابق آپ پر بروز چہار شنبہ ستائیس ذی الحجہ ۲۳ھ کو حملہ ہوا اور بروز پنجشنبہ رحلت فرمائی ایک اور روایت یہ ہے کہ ماہ ذی الحجہ میں سے چار دن باقی تھے کہ آپ نے دار فانی سے دار باقی کی طرف رحلت فرمائی۔ آپ کی مدت خلافت دس سال اور چند ماہ تھی۔

ازواج و اولاد

آپ کی چھ منکوحہ بیویاں اور دو لونڈیاں تھیں۔ ان میں سے نو فرزند اور چار دختر وجود میں آئے۔ آپ کی بڑی بیوی کا اسم گرامی زینب تھا جو قبیلہ قریش سے تھیں۔ ان کے بطن سے دو فرزند یعنی حضرت عبداللہ اور حضرت

marfat.com

عبدالرحمٰن اور ایک دختر یعنی حضرت بی بی حفصہؓ جو حضرت رسالت مآبؐ کی زوجہ مطہرہ تھیں پیدا ہوئے۔ آپ کی دوسری بیوی حضرت علیؓ کی صاحبزادی تھیں جن کا اسم گرامی حضرت بی بی ام کلثومؓ تھا۔ ان کے بطن مبارک سے ایک بیٹا زید اور ایک بیٹی رقیہ پیدا ہوئے جن کا صغیر سنی میں انتقال ہوگیا۔ چھ بیٹے اور دو بٹیاں باقی ازواج اور کنیزوں کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ فرزندان زیدؓ، اصغرؓ، عبداللہ، عاصمؓ، عیاضؓ، اور عبدالرحمٰنؓ اوسط و عبدالرحمٰن اصغرؓ یہ دونوں کنیزوں کے بطن سے تھے۔ اور دو بٹیاں فاطمہؓ اور زینبؓ۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں فضل بن عباسؓ بائیس سال کی عمر میں ۱۷ھ میں مرض طاعون میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے اور ۲۰ھ میں حضرت ابو عبداللہ بلالؓ محرم راز اور مؤذنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

ازرہگذرِ خاکِ سرِکوئے شما بود ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام و نسب مظہرِ انوار الجود والاحسان، معدنِ اسرار ذوق و وجدان، قتیل بسیفِ محبت و عشقِ رحمٰن، ملقب بلقب ذوی النورین، جامع القرآن مقتدائے دین امیر المومنین عثمان ابن عفان رضؓ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ سوم اور حضرت عمرؓ کے بعد بہترین خلائق ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کی کنیت ابو عمرؓ تھی جب اسلام میں حضرت بی بی رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن مبارک سے آپ کے ہاں فرزند عبداللہ متولد ہوئے تو آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہو گئی۔ آپ کا نسب خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے عبد مناف پر جا ملتا ہے آپ کی والدہ ماجدہ بھی اہل قریش میں سے تھیں اور مشرف با سلام بھی ہوئیں تھیں حضرت عثمانؓ بہترین قریش اور مقتدائے بنی امیہ سمجھے جاتے ہیں۔ آپ بنی امیہ کے محبوب ترین بزرگ تھے۔ آپ بڑے مالدار اور صاحبِ جاہ و حشمت تھے۔ اور آپ اقارب و اغیار کے ساتھ لطف و کرم، حلم و حیا، تقوٰے و عبادت، اور جود و سخا میں ضرب المثل تھے۔ آپ کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت قریبی رشتہ تھا۔ یعنی آنحضرتؐ کی اپنی دو بیٹیاں حضرت بی بی رقیہؓ اور حضرت بی بی ام کلثومؓ آپ کے عقدِ نکاح میں تھیں۔ لیکن اُن میں سے کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

خلافت جب حضرت عمرؓ ابو لولو کے حملے کے بعد بستر پر تھے تو آپ نے خلافت کا معاملہ ان چھ صحابہ کرام کے سپرد کر دیا، حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ۔ آخر کافی بحث و تمحیص کے بعد حضرت عثمانؓ بن عفان خلافت کے لئے منتخب ہوئے۔ آپ نہایت عدل و انصاف سے حکومت کرنے والے تھے۔

marfat.com

مہرِ نبوّت کا چاہ میں گر جانا

صاحبِ مراۃ الاسرار نے تاریخ طبری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ وہ انگشتری جو سرورِ کائنات کے ہاتھ پر ہوا کرتی تھی اور جس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رض کے ذریعے زمانۂ خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق رض کو ملی۔ اِس کے بعد وہ انگشتری حضرت بی بی حفصہ رض کے ذریعے حضرت عثمان رض کو ملی۔ حضرت عثمان رض ایک کنواں کھدوا رہے تھے۔ ایک دن آپ کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے تھے کہ ایک اُنگلی سے دوسری انگلی میں بدلتے وقت وہ کنوئیں میں گر گئی۔ اس سے آپ بہت بے قرار ہوئے اور کنوئیں کا سارا پانی نکالا گیا اور سب لوگوں نے بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ ملی۔ اُسی دن سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ صحابہ کرام آپ سے متنفر ہو گئے، خلافت آپ پر گراں ہو گئی اور آپ پر حزن و ملال طاری ہو گیا۔

چنین است کردارِ گردندہ دہر
گہے نوش پیش آورد گاہ زہر

(خالقِ کائنات کی حکمت ازلی سمجھ میں نہیں آتی کبھی تریاق عطا کرتا ہے اور کبھی زہر)

جمع قرآن

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ مختلف صحائف و اوراق سے قرانِ حکیم جمع کرنے اور عالمِ اسلام میں بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ فتح آرمینیہ اور آذربائیجان کے بعد صحابہ کرام میں قرائتِ قرآن کے متعلق شدید اختلاف پیدا ہو گیا۔ جب یہ بات حضرت عثمان رض کی خدمت میں پیش کی گئی۔ تو آپ نے اکابر مہاجرین و انصار کے مشورہ سے تمام صحائف و اوراق کو یکجا جمع کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ قرانِ مجید کا وہ نسخہ جو حضرت صدیق اکبر کی خلافت کے زمانے میں حضرت عمر رض کے مشورہ کے مطابق لکھا گیا تھا۔ اور نیز وہ نسخہ جو حضرت علی رض، ابن مسعود اور دیگر صحابہ کرام وغیرہ اصحاب نے جمع کیا تھا۔ سب کو منگوا کر حضرت عثمان رض نے یہ کام حضرت زید بن ثابت انصاری، عبد اللہ بن زبیر رض، سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمٰن بن حارث کے سپرد کیا۔ آخر اُنہوں نے نہایت جد و جہد کے بعد یہ کارنامہ بخوبی انجام دیا اور قرآن مجید کے سات

marfat.com

نسخے لکھوا کر مکہ، یمن، شام، بصرہ، بحرین، اور کوفہ بھیج دیئے اور ایک نسخہ مدینہ منورہ میں رکھا گیا اس کے بعد آپ نے حکم دے دیا کہ باقی تمام اوراق وصحائف کو جمع کر کے دریا میں ڈال دیا جائے۔ تاکہ اختلاف باقی نہ رہے۔

شانِ امارت میں عجز وانکسار

حکایات الصالحین میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے زمانہ خلافت میں حضرت عثمانؓ کو دیکھا منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ آپ کا کرتہ نہایت ہی بھدے اور موٹے کپڑے کا تھا۔ جس کی قیمت چار آنے یا اس سے بھی کم ہوگی، باوجود آپ کے کئی غلام اور کنیزیں تھیں آپ کسی کو بیدار نہیں کرتے تھے اور رات بھر قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ جب آپ قرآن مجید کے حافظ ہیں۔ تو آپ دیکھ کر کیوں پڑھتے ہیں۔ فرمایا یہ میرے خداوند تعالےٰ کا کلام ہے میں اس کے اندر یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کس کا حکم فرمایا ہے اور کس کام سے باز رکھا ہے۔

آپ کا جود وکرم

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسا قحط پڑا کہ بیان سے باہر ہے۔ لوگوں نے صدیق اکبرؓ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ یا امیرالمؤمنین آپ دعا کریں تاکہ حق تعالےٰ خلقت کے حال زار پر رحمت کرے۔ آپ نے فرمایا واپس چلے جاؤ۔ انشاءاللہ آج ہی مصیبت دور ہو جائے گی۔ راوی کہتا ہے کہ ابھی رات نہیں ہوئی تھی کہ حضرت عثمان کے کارکنان گندم سے لدے ہوئے ایک سو اونٹ لائے۔ یہ دیکھ کر لوگوں کے دل بشاش ہو گئے اور خریدار لوگ آپ کے گھر پر جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے امیرالمؤمنین آپ کو معلوم ہے کہ خلق خدا کا کیا حال ہے۔ آپ کے پاس غلہ آگیا ہے اگر مناسب سمجھیں تو ہمارے پاس فروخت کر دیں ہم آپ کو بارہ گنا نفع دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی غلہ خریدنے کے لئے مجھے کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے شہر کے رہنے والے ہیں ہم سے زیادہ غلہ خریدنے کا کون مستحق ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا خدا تعالےٰ نے دس گنا منافع دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور ہر منافع پر سو گنا نفع دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ تم

marfat.com

لوگ مجھے اس سے کم نفع دیتے ہو۔ تم گواہ رہو کہ میں نے یہ سو اونٹ غلہ فی سبیل اللہ غرباو مساکین میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے غلہ نکالا اور غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اُسی رات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی کہ ایک شاندار گھوڑے پر سوار ہیں۔ نورانی لباس زیب تن ہے نورانی تاج سر پر ہے نورانی جوڑا نعلین ہے اور نورانی چابک ہاتھ میں ہے اور گھوڑے کو تیزی سے لئے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ذرا رک جائیں تاکہ میں سیر ہو کر دیدار کر لوں کیونکہ مجھے زیادہ کی بے حد تمنا تھی! آپ نے فرمایا یا عبداللہ! آج عثمان نے خیرات کی ہے اور حق تعالےٰ نے قبول فرما کر بہشت میں اس کی عید منانے کا حکم فرمایا اور مجھے اس شادی میں شامل ہونے کے لئے بلایا گیا۔

کرامات

"جامع السلاسل" میں لکھا ہے کہ جہجاہ بن سعید غفاری رضؓ نے وہ عصا جو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضؓ تک پہنچا تھا۔ حضرت عثمان رضؓ کے ہاتھ سے چھین کر زانو سے لگایا اور توڑنے کی کوشش کی۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے شور مچایا کہ یہ رسولِ خداؐ کا عصا ہے مت توڑو۔ لیکن اس نے پرواہ نہ کی۔ اس سے اس کے زانو میں ایسا درد اٹھا کہ ایک سال تک درد سے چیخ چیخ کر مر گیا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس روز حضرت عثمان رضؓ شہید ہوئے اس سے پہلے کی شب میں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے عثمان کل تم ہمارے ساتھ افطار کرو گے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے حامیوں کو حکم دے دیا کہ باغیوں کا مقابلہ نہ کریں اور اس طرح جام شہادت نوش فرمایا۔

شہادت

"روضۃ الاحباب" میں لکھا ہے کہ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ جمعہ کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اطلاع ملی کہ باغی لوگ آج حضرت عثمان رضؓ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت امام حسن رضؓ اور امام حسین رضؓ اور اپنے خادم قنبر کو ایک جماعت دے کر حکم دیا کہ حضرت عثمان رضؓ کی مدد کریں۔ حضرت طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ نے بھی اپنے آدمی امامین رضؓ کے ہمراہ کر دیئے۔ باغیوں نے ان کو دیکھ کر پتھر برسانا شروع کئے جس سے حضرت امام حسن رضؓ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ حضرت زبیر رضؓ کا بیٹا

marfat.com

بھی زخمی ہوگیا۔ اس کے بعد باغیوں نے حضرت عثمان رضؓ کے گھر کو آگ لگادی تاکہ مدد کرنے والے بھاگ جائیں۔ پھر ایک انصاری ہمسایہ کی دیوار توڑکر دشمن آپ کے گھر میں داخل ہو گئے اس وقت حضرت عثمان رضؓ تلاوت قرآن میں مصروف تھے۔ کہتے ہیں کہ محمد بن ابوبکر رضؓ نے آکر آپ کی داڑھی کو پکڑا۔ حضرت عثمان رضؓ نے کہا اے بیٹے اگر تیرا باپ زندہ ہوتا تو اس داڑھی کی شرم کرتا۔ یہ سن کر محمد بن ابوبکر شرمندہ ہوئے اور ایک طرف ہٹ گئے[1]۔ لیکن ایک نیلی آنکھوں والے کم مایہ آدمی نے جس کا نام روان بن سرحان تھا۔ آگے بڑھکر خلیفہ مظلوم اور کانِ حلم وحیا کو شہید کر دیا۔ آپ کے خون کے قطرے قرآن مجید پر جا پڑے اور آپ کا روح جمعہ کے دن سال ۳۵ھ میں قفس عنصری سے روضۂ رضوان کی طرف پرواز کر گیا۔

"کتاب جامع السلاسل" میں لکھا ہے کہ شہادت کے بعد تین دن آپ کا جسم مبارک پڑا رہا[2] اور دفن نہ ہوا۔ اس کے بعد لوگوں نے غیب سے آواز سنی کہ اس کو دفن کردو۔ اور جنازہ نہ پڑھو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کا جنازہ پڑھا ہے۔ رات کے وقت آپ کو جنت البقیع میں دفن کرنے کے لئے لے گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک گھڑ سوار دستہ غیب سے برآمد ہوا۔ قریب تھا کہ لوگ ڈر کے مارے بھاگ جاتے کہ انہوں نے آواز دی کہ ٹھیرے رہو۔ اور ڈرو مت۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ دفن کرنے میں تمہارے ساتھ رہیں۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ یہ فرشتوں کی جماعت تھی۔

مدّت خلافت و مدّت عمر

"مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ آپ کی مدت خلافت گیارہ سال اور گیارہ ماہ اور اٹھارہ دن تھی۔

---

[1] بعد میں جب حضرت محمدؓ بن ابوبکرؓ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں حضرت عثمان رضؓ کے سامنے مزور گیا لیکن ان کو دیکھکر مجھے شرم آگئی اور واپس آگیا۔ نہ میں نے ان کی ڈاڑھی پکڑی نہ قتل کیا۔

[2] اس وجہ سے تجہیز وتکفین نہ ہوسکی کہ مدینہ منورہ پر باغیوں کا قبضہ ہوگیا اور تمام لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے بند کرلئے۔ اور اندر بیٹھ گئے۔

marfat.com

ایک روایت کے مطابق آپ کی عمر اٹھاسی سال اور دوسری روایت کے مطابق بیاسی سال تھی۔
ایک اور روایت کی رو سے آپ کی عمر نوے سال تھی۔

آل و اولاد

آپ کی آٹھ بیویاں تھیں (یعنی یکے بعد دیگرے نہ کہ بیک وقت) اُن میں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دختران نیک اختر تھیں ان میں سے آٹھ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔ ایک روایت کے مطابق سات بیٹے اور آٹھ بیٹیاں تھیں۔ آپ کے زمانہ خلافت میں حضرت وحیہ کلبی کا جن کی شکل میں جبرائیل علیہ السلام آیا کرتے تھے۔ ۳۱ھ میں وصال ہوا۔ آپ ہی کے زمانے میں آنحضرت کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کا ۳۲ھ میں وصال ہوا۔ آپ کے کمالات اور کرامات اس قدر ہیں کہ اس کتاب میں ان کی گنجائش نہیں۔ تفصیل کے لئے کتب تاریخ و سیرت کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد　　از رہگذر خاک سر کوئے شما بود

ملا حضرت عثمانؓ کی خلافت کے پہلے دس سال نہایت امن و امان کے ساتھ گذرے تھے۔ لیکن یہودیوں نے اسلام کو ختم کرنے کے لئے ایک عظیم سازش تیار کی اور عبداللہ بن سبا یہودی جاسوس کو مسلمانوں کے بھیس میں مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور قتل و غارت کرنے کی خاطر مقرر کیا۔ عبداللہ بن سبا بڑا چالاک اور ذہین آدمی تھا۔ اس نے حضرت علیؓ کو مظلوم قرار دے کر ان کی خلافت بحال کرنے کا بہانہ بنایا اور چند سادہ لوح حامیان حضرت علیؓ بھی لاعلمی سے عبداللہ بن سبا کے ساتھ ہو گئے لیکن حضرت علیؓ اور آپ کے تمام رشتہ دار حضرت عثمانؓ کی مدد کرتے رہے کیونکہ وہ اسلام میں تفرقہ بازی کو پسند نہیں کرتے تھے اور حضرت عثمان کی خلافت کو قبول کر چکے تھے۔

marfat.com

ذکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نسب و ولادت آں مقاتل درراہ خدا، حامل اسرارِ مصطفےٰ کوکب قطبیش روشن تراز سہیل وسہا مصداق "انا مدینۃ العلم وعلی بابھا" رہبر زمرۂ صوفیۂ باصفا، چشیدہ لذتِ عشق وفنا، قبلۂ حاجات ومطالب اسد الغالب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، بن عبدالمطلب، بن ہاشم بن عبدالمناف خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ چہارم اور امام اوّل از ائمہ اثنئے عشرہ اور افضل ترینِ خلائق بعداز امیرالمومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا آپ کی ولادت بروز جمعہ ۱۳ رماہ رجب تیس سال بعد واقعہ فیل ہوئی اور بعض روایات کے مطابق سال فیل کے اٹھائیس سال بعد ہوئی۔ شواہد النبوت کی روایت کے مطابق آپ کا تولد عام فیل کے سات سال بعد خانہ کعبہ میں ہُوا ہے

اسد اللہ در وجود آمد — در پس پردہ ہرچہ بود آمد

(پردہ راز کے پیچھے جو کچھ تھا ظاہر ہُوا یعنی اسد اللہ الغالب پیدا ہوئے)

یہ سعادت (یعنی کعبۃ اللہ میں پیدا ہونا) ابتدائے آفرینش سے آج تک کسی بشر کو حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابوالحسن، اور ابوتراب ہے۔ آپ کے القاب امیرالمومنین، مرتضےٰ، اسد اللہ، اور ولی اللہ ہیں۔ مراۃ الاسرار میں روضۃ الشہداء سے روایت ہے کہ انہوں نے تین دن تک والدہ کا دودھ نہ پیا۔ حتیٰ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گود میں لے کر اپنا چہرہ مبارک ان کے چہرے پر رکھا اور اپنی زبان حق ترجمان ان کے منہ میں دے دی اور وہ کافی دیر تک آنحضرت کی زبان چوستے رہے اور آپ کا لعاب دہن جو آیۂ ما ینطق عن الھویٰ (اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا بلکہ وہی بات کرتا ہے جو اس کو حق تعالیٰ سے وحی ہو) کا سرچشمہ پی کر ظاہری و باطنی اسرار ورموز سے مستفیض

marfat.com

ہوئے۔ جب آپ کی عمر پانچ سال ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے پاس رکھ لیا اور خود تربیت فرمائی حتیٰ کہ آپ پر نبوت ظاہر ہوئی۔ حضرت علی دس سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ اس کے بعد بھی آپ حضرت رسالت پناہ کے گھر میں رہے تا وقتیکہ ہجرت کے دو سال بعد آپ کا عقد نکاح حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جن کی عمر اس وقت اٹھارہ برس تھی ہوا۔

تفویض خرقۂ معراج

میر سید کرمانی اپنی کتاب سیر الاولیا میں لکھتے ہیں کہ اوصاف جود و سخا، رزم و غنا اور فقر و صفا میں آپ تمام صحابہ کرام میں ممتاز تھے اور اپنی قوت و شوکت کی بنا پر حضرت رب العزت کی طرف سے خطاب "اسد اللہ الغالب" حاصل کیا۔ آپ کثرت علم کی وجہ سے صحابہ کرام میں مخصوص تھے اور خلعت خرقۂ فقر جو حضرت رسالت مآب صلعم کو بارگاہ رب العزت سے شب معراج حاصل ہوئی اس سے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ مشرف ہوئے اور اس کی بنا پر مشائخ عظام میں جو خرقۂ خلافت عطا کرنے کی سنت جاری ہوئی قیام قیامت تک بفضلہٖ جاری رہے گی اور آپ کی بدولت کار دین میں تقویت ملتی رہے گی۔

قدوۃ الابرار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ رسالہ انشتغال میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ کو حکم ملا تھا کہ اسرار مرتبہ ولایت و توحید جو مقام "لی مع اللہ" میں آپ کو بلا واسطہ جبرئیلؑ حق تعالیٰ سے براہ راست ملے ہیں بلا طلب کسی کو نہ بتائے جائیں (یہ سنت آج تک مشائخ عظام میں جاری ہے) اور مرتبہ نبوت کے احکام جو بواسطہ جبرائیل ملے تھے ہر خاص و عام تک پہنچائے جائیں خواہ کوئی طلب کرے یا نہ کرے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغموم بیٹھے تھے کہ ہر شخص ہم سے احکام شریعت دریافت کرتا ہے اور اسرار باطن کا طلب گار کوئی نہیں ہے شاید میں یہ اسرار اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اتفاقاً یہ حکم اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ شَیْئاً فَھَیَّأَ اَسْبَابَہٗ اسی وقت حضرت علی کے دل میں خیال آیا کہ فرمان الٰہی کے مطابق میں نے آنحضرت سے احکام شریعت تو حاصل کر لئے ہیں اور ان پر عمل کر رہا ہوں لیکن احوالِ باطن سے آگاہ نہیں ہوں

marfat.com

تاکہ ان کی متابعت کروں۔ چنانچہ بہ کمال صدق و اخلاص آپ نے حضرت رسالت پناہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اس سے آنحضرت صلعم بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے حق تعالےٰ کی طرف سے یہی حکم ملا ہے کہ بغیر صدقِ طلب یہ راز کسی کو نہ بتائے جائیں۔ الحمدللہ کہ حق تعالےٰ نے تجھے اس بات کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا اے علی! ولایت میں کہ جس کا مطلب معائنۂ حق ہے تم میری مانند ہو۔ چنانچہ یہی راز حضرت علی سے مشائخ عظام کو حاصل ہوئے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء وارث ہیں انبیاء کے) کا مطلب یہی ہے۔ بندہ نواز سیّد محمد گیسو دراز قدس سرہٗ ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السّلام کی خلافت کی دو قسمیں ہیں کبرےٰ و صغرےٰ خلافت کبریٰ خلافت باطن ہے اور خلافت صغریٰ خلافت ظاہر۔ خلافت کبریٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مخصوص ہے۔ اس پر امت کا اتفاق ہے لیکن خلافت صغریٰ کے متعلق قدرے اختلاف ہے۔ اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کو ملی اور شیعہ و روافض کہتے ہیں کہ حضرت علی کو ملی تھی لیکن یہ فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ خلافتِ کبریٰ و صغریٰ دونوں آنحضرت صلعم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو پہنچی اور ان کے بعد حضرت عمر اور ان کے بعد حضرت عثمان کو ملی۔ اور پھر حضرت علی تک پہنچی اور یہی بات صحیح ہے۔ حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ بارگاہ رب العزت سے جو خلعت حضرت جبریل لائے اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار ٹکڑے کیے۔ ایک ٹکڑا حضرت ابوبکر صدیق کو ایک حضرت عمر کو ایک حضرت عثمان اور ایک حضرت علی کو ملا۔ اس کے بعد آنحضرت نے ان کو وصیت فرمائی کہ ان کی حفاظت کرنا اور بوقت ضرورت لے آنا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اصحاب سے وہ جامہ طلب فرمایا تینوں اصحاب گھر گئے لیکن وہ نہ ملا۔ لیکن حضرت علی نے چاروں ٹکڑے لا کر پیش کر دیئے۔ ارشاد ہوا کہ مبارک باد اسے پہنو اور پہناؤ۔ راقم عرض پرداز ہے کہ یہ روایت حضرت بندہ نواز سیّد محمد گیسو دراز کے قول کے عین

marfat.com

مطابق ہے جیسا کہ اس فقیر نے پہلے عرض کیا کہ خرقۂ کبریٰ و صغریٰ چاروں صحابہ کرام کو عطا ہوا - واللہ اعلم -

فضائل و مراتب غرضیکہ علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کا مقام فقر و ولایت میں بہت بلند ہے - خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضےٰ - یعنی حضرت علی اس طریق میں ہمارے امام ہیں مراۃ الاسرار میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ نے حضرت علی کی خدمت میں عرض کیا کہ یا امیر المومنین مجھے وصیت فرمائیے - آپ نے فرمایا لا تجعل اکثر شغلک لاھلک وولدک فان کان اھلک وولدک من اولیاء اللہ فان اللہ لا یضیع اولیائہ فان کانوا اعداء اللہ فما ھمک و شغلک لاعداء اللہ ط (اپنے اہل و عیال کا اکثر فکر مت کیا کرو کیونکہ اگر وہ اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں تو اللہ اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتا اور اگر وہ اللہ کے دشمن ہیں تو اللہ کے دشمنوں کے لیے غم اور فکر کی ضرورت نہیں)

مراۃ الاسرار میں روضۃ الشہداء سے یہ بھی منقول ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی کے ذریعے اس قدر علم نہیں ملا جتنا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ذریعے ملا ہے اور شرح تعرف[۵] میں لکھا ہے کہ حضرت علی نے جو حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں آپ سے پہلے کسی نے نہیں بیان کیئے اور نہ آپ کے بعد ایک دن آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ سلونی ما دون العرش (یعنی مجھ سے ماورای عرش کے متعلق پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے

---

[۵] اصل کتاب کا نام کتاب التعرف لمذہب التصوف ہے جس کے مصنف کا نام شیخ ابوبکر بن ابی اسحاق بخاری کلاآبادی ہے اس کی شرح ان کے خلیفہ ابوابراہیم بن اسمٰعیل المستملی رہ نے لکھی ہے - تعرف ایسی کتاب ہے جو تصوف کی قدیم ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے اور حقائق و معارف سے لبریز ہے - شرح تعرف بھی بہت بلند پایہ ہے اصل سے تقریباً پانچ گنا بڑی ہے جس میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ منازل سلوک و مقام ولایت بیان کئے گئے ہیں یہ کتاب یعنی شرح تعرف احقر مترجم کے پاس موجود ہے - اس کے ترجمہ اردو کا عرصہ سے شوق تھا لیکن شدید مصروفیت کی وجہ سے یہ کام نہیں ہو سکا - اگر کوئی اللہ کا بندہ یہ کام کر سکتا ہے تو کتاب مذکور اسکو مستعار دی جا سکتی ہے -

marfat.com

ہو) اور میری دونوں جانب علماء بیٹھے ہیں ۔ یہ اثر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کا جس سے پہلے دن آپ نے مجھے نوازا تھا ۔

کرامت طے اللسان شواہد النبوت میں بروایات صحیح ثابت ہو چکا ہے کہ جب امیر المومنین حضرت علی اپنا ایک پاؤں رکاب میں ڈالتے تھے تلاوت قرآن شروع کرتے تھے اور جب دوسرا پاؤں رکاب میں رکھتے تھے تو قرآن ختم کر لیتے تھے ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب گھوڑے راست کھڑے ہوتے ہیں تو قرآن ختم کر لیتے تھے ۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ یہ کرامت بسط زبان کہلاتی ہے اور شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ ولی اللہ کی زبان پر در حقیقت قاری حق تعالے تھا اور بشر درمیان میں نہ تھا ۔

زمین کا گویا ہونا نیز شواہد النبوت میں حضرت فاطمہؓ سے روایت درج ہے کہ جس رات علیؓ کی میرے ساتھ شادی ہوئی مجھے اس سے ڈر لگ رہا تھا کیونکہ زمین اس کے ساتھ بات کر رہی تھی صبح میں نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے ایک طویل سجدہ کیا اور اسکے بعد فرمایا کہ اے فاطمہؓ تجھے خوشخبری ہو پاکیزہ نسل کی کیونکہ حق تعالے نے تمہارے شوہر کو ساری خلقت پر فضیلت دی ہے اور زمین کو حکم فرمایا کہ اس پر شرق سے غرب تک جو کچھ گذرا ہے علیؓ سے بیان کرے ۔

حضرت علیؓ کو برا کہنے کی شامت جامع السلاسل میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے رات کو خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور ساری خلقت کا حساب وکتاب ہو رہا ہے میں پل صراط کے قریب پہنچا اور اس سے گذر گیا ۔ اس کے بعد میں نے اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حوض کوثر پر کھڑے ہیں اور امام حسنؓ و حسینؓ لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں ۔ میں ان کے سامنے گیا اور عرض کیا کہ مجھے پانی دیجئے لیکن انہوں نے نہ دیا ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ حضور ان کو فرمائیں کہ مجھے پانی

marfat.com

دیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تجھے پانی نہیں دیں گے۔ میں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ تمہارے پڑوس میں ایک شخص ہے جو علی کو برا کہتا ہے اور تم اسے ملامت نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے ڈر ہے کہ وہ شخص مجھ کو قتل نہ کر دے اس لئے مجھے اسے منع کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک خنجر عطا فرمایا کہ جاؤ اور اسے مار ڈالو۔ چنانچہ اسی خواب میں میں نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں واپس آیا اور عرض کیا کہ حضور نے جو کچھ فرمایا تھا میں نے اس پر عمل کیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اے حسن رض! اس کو پانی دے دو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے پانی کا پیالہ دیا لیکن یہ یاد نہیں رہا کہ آیا میں نے پانی پیا یا نہ پیا۔ اس کے بعد خواب سے بیدار ہو گیا اور بہت خوف زدہ تھا۔ چنانچہ میں نے وضو کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ جب صبح ہوئی مجھے یہ خبر ملی کہ فلاں شخص کو کسی نے رات کے وقت سونے کے کپڑوں میں قتل کر دیا گیا اور حکومت کے سپاہی اس کے بے گناہ ہمسایوں کو پکڑ کر لے گئے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا سبحان اللہ! میرے خواب کو حق تعالیٰ نے سچ کر دکھایا ہے اس کے بعد میں نے حاکم وقت کے پاس جا کر کہا کہ یہ میرا کام ہے اور اس میں لوگ بے گناہ ہیں حاکم نے کہا ارے تم کیسی بات کرتے ہو میں نے کہا یہ خواب ہے جو میں نے دیکھا ہے خدا تعالے نے وہ خواب سچا کر دیا ہے اس میں میرا کیا قصور ہے۔ جب میں نے اس کے سامنے سارا خواب بیان کیا تو اس نے کہا جزاک اللہ خیرا۔ تم جاؤ تم بے گناہ ہو اور باقی لوگ بھی بے گناہ ہیں۔

حضرت عثمان رض و علی رض کو برا کہنے کی سزا

اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ علی ابن زید کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس کو دیکھو یہ اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت عثمان اور حضرت علی کو برا بھلا کہتا ہے میں نے حق تعالے کی بارگاہ میں درخواست کی کہ خداوندا اگر ان حضرات

marfat.com

پر تیری رحمت ہے تو مجھے کوئی علامت دکھائیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں اس شخص کا منہ سیاہ ہو گیا۔

بدگوئی کی مزید سزا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ مدینہ میں ایک شخص تھا جو امیر المومنین حضرت علی کے متعلق بدگوئی کرتا تھا سعد بن مالک نے اس کے حق میں بددعا کی۔ اس شخص کا ایک اونٹ تھا جسے وہ باہر کھڑا کر کے مسجد میں آیا اور لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا اونٹ نے ایک چھلانگ لگائی اور مسجد کے اندر داخل ہو کر اپنے مالک کو اپنے سینے کے نیچے اس طرح دبایا کہ ہڈیاں توڑ دیں اور جان سے مار دیا۔

مزید بدگوئی اور سزا

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم بن احشام المخزومی والئی مدینہ تھا۔

وہ ہر جمعہ کے دن ہمیں مسجد میں منبر کے گرد جمع کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں بدگوئی کرتا تھا ایک دن وہ حسب معمول بدکلامی میں مصروف تھا۔ میں منبر کے سہارے بیٹھا تھا کہ نیند آگئی۔ خواب کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک شق ہو گئی ہے اور اندر سے ایک نورانی شکل کا آدمی نکلا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اے ابو عبداللہ تجھے اس شخص نے مغموم کیا ہے آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ خدا تعالیٰ اس کا کیا حشر کرتا ہے میں نے آنکھیں کھولی ہی تھیں کہ وہ منبر سے گرا اور گرتے ہی مر گیا۔

سرّ کائنات اور حضرت علیؓ پر یکساں تجلّیٔ الٰہی

میر سیّد محمد گیسو دراز

جوامع کلم میں لکھتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد سید عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اصحاب سے فرمایا کہ آؤ اور مجھے دیکھو۔ یہ سنتے ہی تمام صحابہ کرام جوق در جوق آ رہے تھے اور آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو رہے تھے لیکن حضرت علی آنحضرت

marfat.com

کی زیارت کے لیے نہ آئے۔ دوسرے دن حضرت علیؓ نے صبح کی نماز کے بعد لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آؤ اور مجھے دیکھو۔ چنانچہ ان کی زیارت کے لیے تمام اصحاب آنا شروع ہوئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے گئے یہ دیکھ کر صدیق اکبر نے سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس واقعہ کا راز دریافت کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس روز میں نے سب لوگوں کو دیکھنے کے لئے بلایا مجھ پر ایک ایسی پُرکیف صورت تجلی ہوئی کہ اس نے مجھے آغوش میں لے لیا اور مجھے بے حد لذت محسوس ہوئی۔ میں نے بارگاہِ ربّ العزت میں عرض کیا کہ میری امت میں بھی کسی پر یہ تجلّی نازل ہوگی۔ فرمان ہوا کہ یہ تجلّی انبیاء میں سے خاص تمہارا حصہ تھا میں نے دوبارہ عرض کیا کہ اگر میری امت میں بھی کسی پر یہ تجلی نازل ہو جائے تو بہتر ہوگا۔ فرمان ہوا کہ اپنی امت کے ہر آدمی کو ہمارے روبرو پیش کرو تاکہ ہم دیکھ لیں کہ کون اس کے قابل ہے۔ چنانچہ میں نے تمام لوگوں کو بارگاہِ عزت میں یکے بعد دیگرے پیش کیا لیکن کوئی شخص اس کے لائق نہ نکلا۔ اس کے بعد میں نے علیؓ کو پیش کیا تو فرمان ہوا کہ ہاں یہ اس تجلی کے قابل ہے۔ اور جو شخص آپ پر اور علیؓ پر میری یہ تجلی نازل ہوتی دیکھ لے گا وہ بھی اس سے بہرہ ور ہوگا۔ دوسرے روز وہی صورت علی پر متجلی ہوئی اور اس نے ہم دونوں کو آغوش میں لے لیا اور اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ لذت محسوس ہوئی۔ چنانچہ علی نے بھی لوگوں کو اس سے بہرہ ور ہونے کے لیے طلب کیا جس طرح کہ میں نے طلب کیا تھا میں راقم الحروف (مؤلف کتاب یعنی مولانا محمد کرم) کہتا ہوں کہ جس طرح صدیق اکبر سیّد کائنات صلعم کے کے محرمِ راز تھے اصحاب میں سے کوئی نہ تھا۔ اور جو فیضِ صحبتِ نبوی انکو غارِ ثور کے سہ روزہ قیام کے دوران ہوا اور کسی کو میسّر نہ ہوا تھا۔ لہذا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ صدیق اکبر جیسی ہستی کو اس تجلی سے حصہ نہ ملتا بلکہ یہ تجلی حضرت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں یاروں کو نصیب ہوئی۔ خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق کو جو سرورِ کونین صلعم سے اخذ فیض میں سب سے پہلے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ ما صبّ اللہ شیئاً فی صدری الا وقد صببتہ فی صدر ابی بکر (حق تعالیٰ نے

marfat.com

جو چیز میرے قلب میں اتاری وہی چیز صدیق اکبرؓ کے قلب میں بھی اتاری ، نیز آنحضرتؐ نے فرمایا الیوم سدو کل خواختہ الاخوختہ ابی بکر

حضرت علیؓ کی روحانیت سے حضرت سلمان فارسیؓ کی امداد

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک دن شاید امیرالمومنین حضرت علی مذاق کر رہے تھے اور آنحضرت کی بھی عادت تھی کہ کبھی کبھی مذاق فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے۔ انہوں نے ایک بات کی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ بچپن ہے یا جوانی یا اسی قسم کی کوئی اور بات۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا اے سلمان کیا تم ازورنہ جنگل کا واقعہ بھول گئے ہو انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا وہ برقع پوش سوار میں تھا۔ یہ سن کر حضرت سلمان فارسی نے معافی مانگی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی عمر چار سو سال تھی۔ آپ کا وطن فارس تھا حضرت علی کی ولادت سے دو سو سال پہلے حق تعالیٰ کے اشارہ کے مطابق وہ اپنے شہر سے نکلے اور مرشد ہادی کی تلاش میں ایک بیابان میں سفر کر رہے تھے جس کا نام ازورنہ تھا کہ یکایک ان پر ایک خونخوار شیر نے حملہ کر دیا۔ چونکہ مدافعت کی کوئی صورت نہ تھی انہوں نے خیال کیا اب موت یقینی ہے اس وقت غیب سے ایک سوار برآمد ہوا جس نے شیر پر نیزے سے حملہ کر کے اسے دور بھگا دیا۔ حضرت سلمان فارسی نے یہ بات کسی سے نہیں کہی تھی۔ راقم حروف عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ شاید علی مرتضے کی روحانیت نے ولادت سے دو سو سال قبل وجود مثالی میں ظاہر ہو کر حضرت سلمان فارسی کو شیر کے پنجے سے نجات دلائی ہوگی۔ اسی طرح آج تک کاملین کی روحانیت سے اہل بصیرت کو تمام امور پر صریحی امداد ملتی چلی آتی ہے بلکہ ان کی روحانیت بعض اوقات ارباب ریاضت پر اس طور پر تصرف کرتی ہے کہ اس کے افعال کی فاعل بھی خود ہو جاتی ہے۔ اس مقام کا نام صوفیائے کرام کی اصطلاح میں بروز ہے بروز اور تناسخ میں یہ فرق ہے کفار کا خیال ہے کہ جب روح ایک جسم سے نکلتی ہے تو اس عورت کی رحم میں داخل ہو جاتی ہے جس کو چار ماہ کا حمل ہو اور بچہ بن کر ظاہر ہوتی ہے اسے تناسخ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ بالکل باطل ہے بروز کا مطلب یہ ہے کہ

marfat.com

کاملین کی روحانیت کسی اور کامل بزرگ کے جسم میں تصرف کرتی ہے اور اس کے افعال کی فاعل بن جاتی ہے۔ جیساکہ ذات باری تعالیٰ نے آگ کی صورت میں درخت میں ظاہر ہوکر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی فرمائی اور زبان حال سے فرمایا اِنّی انا اللہ (میں اللہ ہوں) میر سیّد حسن سادات شرح فصوص الحکم میں لکھتے ہیں کہ محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ یہ سیّدنا محمدؐ تھے جنہوں نے آدمؑ کی صورت میں ظہور فرمایا اور آخر خاتم کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ یہ بروز ہے نہ کہ تناسخ بعض کا تو یہ خیال ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کی روح امام مہدی کی صورت میں بروز کرے گی۔ اور نزول کا مطلب یہی بروز ہے جیساکہ اس حدیث سے ظاہر ہے لا مھدی الا عیسےٰ (مہدی عیسےٰ ابن مریم ہوگا) لیکن یہ بات بہت غیر معتبر ہے۔ واللہ اعلم۔

غرضیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے کمالات وکرامات بے شمار ہیں اور تفصیل کے خواہاں کتب تاریخ وسیرت میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

حضرت علیؓ کے آخری خلیفہ ہونے میں حکمت

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت علی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری عمر میں آپ کے ساتھ رہے اور تمام جنگوں میں جدوجہد کرکے مرتبہ جہاد کما حقہٗ انجام دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ گوشہ نشینی اختیار کرکے ریاضت وقناعت میں مشغول ہوگئے اور اپنی ولایت کبریٰ کی قوت سے عزلت نامرادی میں بیٹھ کر تمام ظاہری وباطنی مرادات کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلیا اور ذات مطلق کے علوم معرفت میں منہمک ہوگئے[1] یہ حضرت عثمان کی شہادت

[1] حضرت علی سے پہلے صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے خلیفہ بننے میں یہی حکمت تھی کہ خلافت راشدہ کے بتیس سال دور میں حضرت مرتضیٰ کنج عزلت میں مقامات ولایت طے کرتے ہیں اگر آنحضرت کے وصال کے بعد آپ خلیفہ بنتے تو امور خلافت کی شدید مصروفیت کیوجہ سے آپ باطنی کمالات کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکتے۔ اور نہ پہلے تین خلفائے رسول اکرم کو منصب خلافت پر اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملتا کیونکہ حضرت علی کا وصال ان تینوں حضرات کے وصال کے بعد ہوا۔ حکمت ازلی کا تقاضا یہی تھا کہ صحبت نبوی کے چاروں تربیت یافتہ مردانِ باکمال اپنے اپنے عرصہ جات میں اپنے اپنے جوہر دکھاتے اور دنیا کو اپنے فیوض سے مستفیض کرتے۔

marfat.com

کے بعد اکابر مہاجرین وانصار اور عظمائے ہر شہر و دیار کے متفقہ فیصلے کے مطابق حضرت علی مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور ہر خاص وعام نے آپ سے بیعت کی۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ بیعت کے بعد امیرالمومنین نے اصحاب کو جمع کر کے فرمایا کہ تم لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ یاد رکھو کہ میں حد شریعت سے ہرگز تجاوز نہیں کروں گا اور کسی کی رو رعایت نہیں کروں گا۔ تمام امور کا فیصلہ باہمی مشورہ سے کروں گا اور بیت المال سے اپنے لیے ایک پیسہ نہیں لوں گا۔ کسی شخص کے ساتھ ترجیحی سلوک روا نہیں رکھوں گا۔ بلکہ ہر شخص پر شفقت کروں گا۔ لوگوں کے باہمی تنازعات کا فیصلہ از روئے کتاب وسنت کروں گا۔ آپ نے اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ جمعہ کے دن مسجد میں جا کر علی الاعلان یہی باتیں سب خاص وعام کے سامنے بیان کیں جس سے ہر شخص نے آپ کی فصاحت و بلاغت اور حسن کلام سے متاثر ہو کر آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔

خواجہ اویس قرنی رضی کی بیعت اور شہادت

روضۃ الاحباب میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت منقول ہے کہ جب جنگِ جمل کے وقت امیرالمومنین بصرہ کی جانب تشریف لے گئے تو موضع ذی بقعدہ میں حضرت خواجہ اویس قرنی نے کمال صدق سے آ کر آپ سے بیعت کی اور کہا کہ آپ خلیفہ برحق ہیں۔ اسی وقت سے وہ امیرالمومنین کے ساتھ رہے حتی کہ جنگ صفین میں امیر معاویہ کے خلاف لڑتے ہوئے ۳۷ھ میں جام شہادت نوش کیا۔

ذوق شہادت

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ جب ہجرت سے چالیس برس ہو چکے تو امیرالمومنین اکثر اوقات فراق آمیز کلام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن امام حسنؓ و امام حسینؓ کو بلا کر وصیت کی اور جو امانت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو ملی تھی ان کے حوالہ فرمائی اور خلافت و امامت حضرت امام حسنؓ کو ارزانی فرمائی جس روز امیرالمومنین کو شہادت نصیب ہوئی آپ اس سے پہلی رات عبادت و شوقِ حضور میں جاگتے رہے۔ اور صبح صادق کے وقت وضو تازہ کر کے مسجد میں نماز

marfat.com

پڑھ رہے تھے کہ ابن ملجم نے زہر آلود تلوار سے آپ کے سر مبارک پر وار کیا جس سے آپ کے مغز تک گہرا شگاف ہوگیا۔ تلوار کی ضرب کھاتے ہی آپ نے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ آج میرا مقصد پورا ہوا۔ قیدِ وجود سے نجات ملی اور محبوب حقیقی کا وصال نصیب ہوا[1]۔

اس کے بعد امام حسن سے فرمایا کہ شرائط امامت بجالا کر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ۱۹ ماہ رمضان المبارک ۴۰ھ کو آپ پر حملہ ہوا اور اکیس ماہ مذکور شب جمعہ آپ نے جان مشاہدۂ جاناں میں تسلیم کر دی۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ نے شب جمعہ ۲۳ ماہ رمضان کو اور قول صحیح اصح کے مطابق سترہ ماہ مذکور جام شہادت نوش فرمایا۔ واللہ اعلم۔

حضرت امیر المومنین امام حسین رضؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضؓ شہید ہوگئے تو قاتل نے کہا کہ آپ لوگ باہر چلے جائیں اور اس بندہ خدا کو میرے پاس رہنے دیں۔ جب میں باہر گیا تو اندر سے یہ آواز سنائی دی کہ محمد علیہ السّلام چلے گئے اور ان کا خلیفہ اور حامئ دین بھی شہید ہوگیا۔ اب امت کی نگہبانی کون کرے گا۔ دوسرے شخص نے کہا کہ جو شخص ان کی سیرت پیش کرے گا۔ جب آوازیں ختم ہوئیں تو ہم نے اندر جا کر غسل دیا اور کفن پہنا کر نمازِ جنازہ ادا کی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو مقام عزہ جو آجکل نجف کے نام سے مشہور ہے میں دفن کر دیا۔ مراۃ الاسرار میں یہ روایت اس طرح پر ہے کہ امیر المومنین حضرت علی نے امام حسن رضؓ و حسین رضؓ کو وصیت فرمائی کہ جب میں وفات پاؤں تو مجھے چارپائی پر رکھ کر عزنی لے جانا۔ وہاں ایک سفید پتھر تم کو ملے

---

[1] روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے حضرت علیؑ کو ان کا قاتل دکھا دیا تھا کہ یہ شخص تمہاری جان لے گا۔ قاتل کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے اور شکر بجا لا کر جو الفاظ زبانِ درخشان سے نکلے۔ مولانا رومؒ نے یہ منظوم فرمائے ہیں۔ سیف و خنجر ریحانا نرجس و نسرین مدد ہیٔ جانا نا۔
(اسکی تلوار و خنجر میرے لئے پھول ہیں۔ اور میری جان کا دشمن میرے نرگس و نسرین ہے)۔ سبحان اللہ!

marfat.com

گا جس سے انوار برس رہے ہوں گے۔ وہاں میری قبر کھو دو گے تو جگہ کشادہ ہو جائے گی، مجھے وہاں دفن کرنا۔

خلفاء

"سیر الاقطاب" میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چھ خلفاء تھے حضرت امیر المومنین حسنؓ، حضرت امیر المومنین حسینؓ، حضرت کمیل ابن زیاد، خواجہ اویس قرنیؒ، قاضی ابو المقدام شریح بن ہانیؒ بن زید الجانی، اور خواجہ حسن بصریؒ اور صاحب مراۃ الاسرار اس مضمون کو یوں ادا کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے خرقہ خلافت چار آدمیوں کو حاصل ہوا جو چہار پیر کے نام سے مشہور ہے یعنی امام حسنؓ، امام حسینؓ، خواجہ کمیل بن زیادؒ خواجہ حسن بصریؒ لیکن بعض مشہور رسالہ جات میں یہ آیا ہے کہ حضرت علیؓ نے خرقہ خلافت صرف خواجہ حسن بصریؒ کو عطا فرمایا جن سے چار سلاسل وجود میں آئے۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ اس وجہ سے کہ حضرت امام حسنؓ کی امامت و خلافت اکثر معتبر کتابوں میں پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔

مولانا جامیؒ اپنی کتاب نفحات الانس میں امام مجد الدین بغدادیؒ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے خرقہ خلافت دو حضرات کو ملا۔ خواجہ حسن بصریؒ اور خواجہ کمیل بن زیادؒ لیکن صاحب لطائف اشرفی[1] مصنف "تذکرۃ الاولیاء" (شیخ فرید الدین عطارؒ) "مولف اوراد غوثیہ" اور ہر سلسلہ کے مشائخ کبار کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خرقہ خلافت چاران حضرات کو حاصل ہوا حضرت امام حسنؓ، امام حسینؓ، خواجہ حسن بصریؒ اور خواجہ کمیل ابن زیادؓ۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ علی مرتضیٰ کی شہادت کے بعد ایک کافر مرّہ بن قیس نے آپ کا جسد مبارک نکالنے کی خاطر کسی طریقے سے قبر تک سرنگ لگائی۔ جونہی اس

---

[1] یعنی حضرت شاہ اشرف جہانگیر سمنانیؒ جو حضرت خواجہ علاؤالدین کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور وہ حضرت خواجہ اخی سراج الدینؒ کے اور وہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے آپ کے مفصل کمالات و حالات زندگی کتاب مراۃ الاسرار میں درج ہیں جس کا احقر مترجم نے اردو میں ترجمہ کیا ہے اور مکتبۃ المعارف لاہور میں زیر طبع ہے۔

marfat.com

نے قبر کے اندر ہاتھ ڈالا اندر سے دو انگلیاں برآمد ہوئیں اور اس کافر کے سر پر لگیں۔ اس سے اس کا سر تن سے جدا ہو گیا اور گر کر مر گیا۔ اس کے بعد کسی کو اس جرم کی جرأت نہ ہوئی۔

مدّتِ عمر و خلافت

"مراۃ الاسرار کی روایت کے مطابق آپ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ تھی۔ لیکن صاحب سیر الاقطاب کی روایت کے مطابق چھ سال تھی۔ آپ کی عمر شریف کے متعلق چار مختلف روایات ہیں۔ ایک قول کے مطابق آپ کی عمر تریسٹھ سال، دوسرے قول کے مطابق پینسٹھ سال، تیسرے کے مطابق ستاون سال، اور چوتھے قول کے مطابق اٹھاون سال تھی۔

ازواج و اولاد

آپ کی نو بیویاں تھیں۔ لیکن جب تک حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا زندہ رہیں آپ نے دوسری شادی نہ کی۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد جمادی الآخر گیارہ ہجری میں اُنہوں نے وفات پائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بقیہ زندگی میں آٹھ عورتوں سے عقد نکاح فرمایا۔ تمام ازواج سے اٹھارہ بیٹے اور دوسری روایت کے مطابق بارہ بیٹے اور پندرہ بیٹیاں وجود میں آئیں۔ آپ کے پانچ فرزندان کی اولاد زندہ رہی باقی لاولد فوت ہوئے۔ آپ کے فرزندان کے اسمائے گرامی یہ ہیں، حضرت امام حسن رضؓ، حضرت امام حسین رضؓ، حضرت محمد حنفیہ رضؓ، حضرت عمر رضؓ، حضرت عباس رضؓ، حضرت محمدؒ حنفیہ رضؓ حضرت اسماء بنت عمیس کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضؓ خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمہ کے بطن سے اور عباس رضؓ ام البنین بنت خرام بن خالد بن جعفر بن ربیعہ کلاہی جو اکابر قریش میں سے تھے کے بطن سے متولد ہوئے۔

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

از رہگذرِ خاکِ سر کوئے شما بود — ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

marfat.com

نورِ سوم در ذکر آئمہ معصومین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

امام ابو محمد حسن رضؓ بن علی ابن ابی طالب رضؓ

آں سرورِ سینہ مرتضیٰ قرۃ العین فاطمۃ الزہرا صوفیٔ قابِ قوسین

آں اور نے سید اہل الارض والسماء، امام الائمہ ابو محمد حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ائمہ اہل بیت میں سے دوسرے امام ہیں آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب نقی ہے۔ آپ کی ولادت بروز سہ شنبہ پندرہ رمضان المبارک سال ۳ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ کتاب شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت امام حسن رضؓ کے اسم گرامی کو بہشتی ریشم کے ایک ٹکڑے پر لکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضؓ سینہ مبارک سے لے کر سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے امام حسن رضؓ کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور قسم کھا کر کہہ رہے تھے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضؓ کے بالکل ہم شکل ہیں۔ یہ کہہ رہے تھے اور تبسم فرما رہے تھے۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ امام حسن رضؓ نے حضرت رسالت پناہؐ کے آغوش محبت میں پرورش پائی اور اکثر اوقات آنحضرتؐ خود مرکب بن جاتے تھے اور ان کو اور ان کے بھائی حسین رضؓ کو سوار بنا لیتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے پروردگار کے نزدیک بہترین خلائق یہی ہیں۔ ان کی محبت باعث نجات ہے اور ان کی دشمنی باعث گمراہی و ضلالت ہے صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت وہ ہیں جو طہارت ازلی کے ساتھ مخصوص ہیں اور اُن میں سے ہر شخص صاحب اقتداء ہے۔ اور صوفیاء کے تمام سلاسل ان ہی کے قدم پر ہیں۔ خصوصاً امام حسن رضؓ جو طریقت میں بلند نظر رکھتے تھے۔ اور حقائق و معارفِ الہیہ میں بڑے صاحب ذوق تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو آپ یہ وصیت فرماتے تھے۔ علیکم بحفظ السرائر فان اللہ مطلع علی الضمائر۔

(اسرار باطن کی حفاظت تم پر فرض ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ مافی الضمیر سے آگاہ ہے)

امام حسن بصری رضؓ جو بیشتر سلاسلِ طریقت کے پیشوا ہیں بھی علومِ حقائق کے مشکلات حضرت

marfat.com

امام حسنؓ سے حل کراتے تھے۔ خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام حسنؓ اپنے گھر کے دروازہ پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور امام موصوف کو گالی دینے لگا یعنی تو ایسا ہے تیرے ماں باپ ایسے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے فرمایا اے جوان تجھے کھانے کی ضرورت ہے یا کوئی اور تکلیف ہے۔ لیکن وہ بدستور گالی بکتا رہا۔ امام حسنؓ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ ایک چاندی کا تھیلہ لاؤ اور اس کو دے دو۔ جب خادم نے اُسے تھیلا لاکر دیا تو آپ نے فرمایا اے جوان معاف رکھنا ہمارے گھر میں اس وقت اس سے زیادہ نہیں ہے ورنہ تجھ سے دریغ نہ رکھتا۔ یہ سن کر اعرابی نے کہا اشہد انک ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (میں گواہی دیتا ہوں کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہے)۔ میں آپ کے حلم کا تجربہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ محققین کی یہ صفت ہے کہ خلق کی مدح و ذم ان کے لئے یکساں ہوتی ہے۔ اور برا کہنے پر ناراض نہیں ہوتے۔

صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ جب حضرت علی مرتضٰےؓ نے جام شہادت نوش فرمایا تو دوسرے دن اُسی سال ۴۰ھ امیر المومنین حضرت امام حسنؓ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اُس روز چالیس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ آپ نے قیس بن سعد بن عبادہ کو بارہ ہزار کی فوج دے کر شام کی سرحد پر امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں روانہ کیا اور خود کسریٰ نوشیروان کے محل میں بیٹھ کر امور سلطنت میں مشغول ہو گئے۔ اور حدیث نبویؐ کے مطابق کہ الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ (خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی) آپ نے چھ ماہ خلافت کی کیونکہ آپ سے پہلے انتیس سال چھ ماہ باقی خلفائے راشدین بسر کر چکے تھے۔

خلافت سے دستبرداری

اسی طرح خلافت راشدہ کے تیس سال پورے ہونے کے بعد آپ نے رضا و رغبت سے حکومت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دی۔ اور خود مدینہ منورہ میں گوشہ نشین ہو کر شغل حق میں پیوست ہو گئے۔

شواہد النبوت میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات امام حسنؓ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اندھیری رات تھی۔ آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ والدہ کے پاس جاؤ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں ان کے ساتھ جاؤں۔ آپ

marfat.com

نے فرمایا نہیں اکیلا جائے گا۔ جونہی اُنہوں نے باہر قدم رکھا آسمان سے بجلی کی سی روشنی ظاہر ہوئی اور وہ آسانی سے گھر پہنچ گئے۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت امام حسنؓ بعض اوقات پا پیادہ مدینہ سے مکہ حج پر تشریف لے جاتے تھے اور آپ کے پاؤں مبارک پر ورم آجاتا تھا۔
ایک دفعہ آپ کے ایک غلام نے عرض کیا کہ تھوڑی دیر سوار ہو جائیں تاکہ ورم دور ہو جائے۔ لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ جب تو منزل پر پہنچے گا تو تجھے ایک حبشی ملے گا۔ جس کے پاس گھی ہوگا۔ اس سے گھی خریدنا اور معاملہ میں سختی نہ کرنا۔ اس نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں نے کسی منزل پر ایسا شخص نہیں دیکھا۔ اب وہ کہاں سے آجائے گا خیر جب وہ منزل پر پہنچے تو غلام نے دیکھا کہ اُسی حلیہ کا ایک حبشی نمودار ہوا۔ امام موصوف نے فرمایا یہ وہی حبشی ہے جس کے متعلق میں نے تجھے کہا تھا۔ اب جاؤ اور اس سے گھی خرید کر لے آؤ۔ جب غلام نے حبشی کے پاس جاکر گھی طلب کیا تو اس نے پوچھا کہ اے غلام تم یہ گھی کس کے لئے خرید رہے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ امام حسنؓ کے لئے۔ اس نے کہا چلو ہم ان کی خدمت میں چلیں۔ جب ان کے پاس پہنچے تو حبشی نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کا غلام ہوں گھی کی قیمت نہیں لوں گا۔ لیکن میری بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہے دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ ہمیں خوبصورت بیٹا عطا فرمادے۔ آپ نے فرمایا گھر جاؤ جو کچھ چاہتے ہو حق تعالےٰ عطا فرمائے گا۔ جب وہ گھر پہنچا تو جس طرح اُنہوں نے فرمایا تھا اُسی طرح مراد پوری ہوگئی۔
اِس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام حسنؓ ایک دفعہ حضرت زبیرؓ کے ایک بیٹے کے ساتھ ہم سفر تھے۔ رات کو ایک ایسے باغ میں منزل کی جہاں درخت خشک ہو چکے تھے۔ امام حسنؓ نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور ابن زبیر نے دوسرے درخت کے نیچے۔ ابن زبیر نے کہا کاش کہ اس درخت پر تازہ کھجور ہوتے تاکہ ہم کھاتے۔ امیر المومنین حسنؓ نے فرمایا کیا تم تازہ کھجور کھانا چاہتے ہو۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور زیرِ لب کچھ کہتے رہے۔ اس کے بعد فوراً ایک درخت سبز ہوا اور اس پر پھل نمودار ہوئے۔ شتربان نے جو ان کے ساتھ تھا کہا کہ یہ جادو ہے امام حسنؓ نے فرمایا کہ واللہ یہ جادو نہیں ہے بلکہ دعا کا اثر ہے جو پیغمبرِ اسلام علیہ السلام کے بیٹے نے مانگی ہے۔ چنانچہ خادم نے درخت پر چڑھ کر پھل اتارے اور سب نے کھائے۔ تاریخ

marfat.com

سیرت کی کتابوں میں آپ کے اس قدر کمالات درج ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔

اس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ امام حسنؓ کو ان کی اہلیہ جعدہ بنت اشعث نے جن کو اسماء بنت اشعث بھی کہتے ہیں بعض مخالفین کی سازش سے زہر دیا تھا۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ جب امام حسنؓ کو زہر دیا گیا تو آپ نے امام حسینؓ کو طلب فرما کر خلافت وامانت اُن کے سپرد کی اور بتاریخ اٹھائیس ۵۰ھ اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ کی عمر سینتالیس سال تھی بعض نے اس سے بھی کم عمر بتائی ہے۔ آپ کی مدّتِ خلافت چھ ماہ تھی۔ آپ کی قبر مبارک قبرستان بقیع میں ہے۔ آپ کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔

حضرت امیر معاویہؓ

آپ کی شہادت کے بعد امیر معاویہؓ نے دس سال حکومت کی۔ اور ۱۵ رجب ۶۰ھ کو مرض طاعون میں مبتلا ہو کر دمشق میں وفات پائی۔ امیر معاویہؓ ہجرت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور ہجرت سے پانچ سال بعد ایمان لائے۔ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں آپ شام کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں اُنہوں نے بیس سال حکومت کی۔ آپ نے حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد دس سال مزید حکومت کی۔ آپ کی عمر اٹھاسی سال اور دوسری روایت کے مطابق پچاسی سال تھی۔ آپ کا وزیر آپ کا بیٹا یزید اور ابو منصور رومی تھے۔ آپ کے تین بیٹے تھے اور اُنہوں نے حکومت یزید کے سپرد کی۔

امیر معاویہؓ کے عہد حکومت میں حضرت علیؓ کے خادم خاص قنبر نے سال ۴۳ھ میں نیشاپور میں وفات پائی اور اُسی جگہ دفن ہوئے۔ ۵۹ھ میں حضرت ابوہریرہ عبدالرحمٰن الدوسیؓ محدث نے بھی وفات پائی۔ ان کی عمر ۷۷ سال تھی۔ جنگ صفین کے موقعہ پر آپ کھانا امیر معاویہؓ کے دسترخوان پر کھاتے تھے اور پنجگانہ نماز حضرت علیؓ کے پیچھے پڑھتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ کھانا امیر معاویہؓ کا مزے دار ہے اور نماز حضرت علیؓ کی۔

اللھم صل علیٰ محمد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

از رہگذرِ خاکِ سر کوئے شما بود | ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

امیر المومنین حضرت امام ابو عبد اللہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آں شہیدِ تیغِ محبت و فنا، قتیلِ معرکہ کربلا، مستِ شرابِ مازاغ البصر و ما طغیٰ ساقیِ کوثر ثمّ دنیٰ فتدلیٰ، شاہدِ نورِ بے چوں در سرا یا کونین، ابو الائمہ امام ابو عبد اللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ائمہ اہل بیت میں سے تیسرے امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب شہید اور سید ہے۔ آپ کی ولادت بروز سہ شنبہ ماہ شعبان سال ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ شش ماہی ہیں۔

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام بھی ششماہی تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا اسم گرامی حسین رضی اللہ عنہ رکھا۔ آپ اس قدر حسین و جمیل تھے کہ اگر اندھیرے میں بیٹھتے تو آپ کے چہرۂ انور کے نور کی روشنی سے لوگ آپ تک پہنچ سکتے تھے۔ آپ از سر تا پا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے! اے اللہ! دوست رکھ اس کو جو حسین رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے۔ کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حقائق و معارف الٰہیہ میں کلماتِ لطیف بیان فرمائے ہیں۔ طریقت میں آپ کا مقام بہت بلند تھا اور آپ کا شمار محققین اولیاء میں ہوتا ہے۔ آپ قبلۂ اہلِ دل و اہلِ صفا ہیں۔ روایت ہے کہ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ بندگی کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ بندہ کا آخری مقام یہ ہے کہ اپنے اختیار و ارادہ کو ختم کر دے یعنی ذاتِ احدیت میں اس طرح غرق ہو جائے کہ اپنے آپ کو نہ دیکھے۔ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جوامع الکلم میں لکھا ہے کہ عید کے دن حضرت فاطمۃ الزہرا نے حسنین رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عیدی طلب کرو۔ اگر آپ کوئی دنیاوی چیز عطا فرماویں تو قبول نہ کرنا اور یہ کہنا کہ وہ راز جو حق تعالیٰ نے آپ کو شبِ معراج عطا فرمایا وہی ہمیں عطا کیا جائے۔ تب ہم خوش ہوں گے۔ چنانچہ دونوں صاحبزادگان نے سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عیدی طلب کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو چیز تمہیں پسند ہے بتاؤ تاکہ تم کو دوں۔

marfat.com

اُنہوں نے جواب دیا کہ جو راز حق تعالےٰ نے آپ کو شب معراج میں عطا فرمایا وہی عنایت ہو۔ یہ سن کر آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم نے تامّل فرمایا کیونکہ حق تعالےٰ نے اس راز کے اظہار سے آپ کو منع فرمایا تھا۔ اِس اثنائیں جبرئیل علیہ السّلام نے آکر عرض کیا کہ یہ صاحبزادگان آپ کا جزو ہیں ان کو بتانا جائز ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ایک بات امام حسنؓ کے کان میں کہی اور ایک بات امام حسینؓ کے کان میں۔ اس کے بعد دونوں بھائی دوڑتے ہوئے والدہ ماجدہ کی خدمت میں پہنچے اور قصہ بیان کیا۔ لیکن امام حسنؓ نے جو کچھ بتایا وہ اس سے مختلف تھا جو امام حسینؓ نے بیان کیا۔ اس اثناء میں حضرت علیؓ گھر میں تشریف لائے تو سب کو غیر معمولی طور پر خوش وخرم پایا۔ آپ نے وجہ دریافت کی تو اُنہوں نے بتایا کہ ہم نے اس طرح سرورِ کائناتؐ سے رازِ معلوم کیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ بات آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم نے مجھے معراج کی صبح کو بتائی تھی۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ پھر ہم سے کیوں پوشیدہ رکھا ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ پوشیدہ نہیں رکھا لیکن میں قابلیت و استعداد کا انتظار کر رہا تھا۔ اب جب کہ اللہ تعالےٰ نے تم لوگوں کو یہ قابلیت اور استعداد عطا فرمائی ہے اب بیان کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ لیکن حضرت علیؓ نے جو چیز بتائی وہ اُن سب سے مختلف تھی۔ طرفہ یہ چاروں حضرات ایک جگہ پر بیٹھے تھے لیکن آنحضرتؐ سے مختلف بات حاصل کی۔ حضرت علیؓ اور بات کہہ رہے تھے۔ امام حسنؓ اور بات، امام حسینؓ اور بات اور حضرت فاطمہؓ اور بات بیان کر رہی تھیں۔

کشف المحجوب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں آنحضرتؐ کی خدمت حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرتؐ نے امام حسینؓ کو اپنی پشت مبارک پر بٹھایا ہوا ہے اسی کا ایک حصّہ آپ کے منہ مبارک میں ہے اور ایک سرا امام حسینؓ کے ہاتھ میں ہے اور آنحضرتؐ زانو کے بل چل رہے ہیں۔ میں نے یہ منظر دیکھ کر کہا: نعم الجملك يا ابو عبد الله - (اے ابوعبداللہ! تمہارا کیا ہی اچھا اونٹ ہے)۔ یہ سن کر پیغمبر اسلام علیہ السّلام نے فرمایا۔

نعم الراكب هو يا عمر (کیا ہی اچھا سوار ہے یا عمرؓ)

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن ایک آدمی نے امام حسینؓ کی خدمت میں

marfat.com

حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے فرزند رسول! میں مسکین ہوں غریب ہوں، عیال دار ہوں مجھے کچھ عطا فرمایا جاوے۔ امام حسین رضؓ نے فرمایا بیٹھ جاؤ ہمارا رزق آنے والا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد کسی نے حضرت امیر معاویہ رضؓ کی طرف پانچ تھیلے دیناروں سے بھرے ہوئے پیش کئے۔ ہر تھیلے میں ایک ہزار دینار تھے۔ اس نے کہا کہ امیر معاویہ رضؓ معافی مانگ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تھوڑی سی رقم خرچ کریں بعد میں زیادہ پیش کروں گا۔ امام حسین رضؓ نے وہ پانچوں تھیلے اس سائل کو دے کر فرمایا کہ معاف کرنا تم کو بہت تکلیف ہوئی ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس قدر تھوڑی سی رقم آرہی ہے تو تجھے انتظار میں نہ رکھتا۔ ہمارے پاس یہی کچھ تھا جو تم کو دے دیا۔ ہم اہل بلا ہیں راحتِ دنیا ترک کر چکے ہیں۔ ہم نے اپنی مراد کم کر دی ہے اور زندگی دوسروں کی مراد پوری کرنے میں صرف کر رہے ہیں۔

کتاب سبع سنابل میں لکھا ہے کہ ایک دن امیرالمومنین حضرت حسین رضؓ اپنے مہمانوں کے ساتھ دستر خوان پر تشریف رکھتے تھے کہ خادم کے ہاتھ سے گرم آش کا پیالہ گر کر امام موصوف کے سر پر لگا اور ٹوٹ گیا۔ آپ نے اُسے ادب سکھانے کی خاطر غصے سے دیکھا۔ اس نے ڈر کے مارے فوراً قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی والکاظمین الغیض (یعنی مومن غصہ پی جاتے ہیں) آپ نے فرمایا۔ میں نے غصہ ختم کر دیا۔ اس نے مزید کہا کہ والعافین الناس۔ (یعنی مومن وہ ہے جو لوگوں کے قصور معاف کرتا ہے) آپ نے فرمایا میں نے تمہارا قصور معاف کیا۔ اس نے کہا واللہ یحب المحسنین اللہ تعالےٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے) امام حسین رضؓ نے فرمایا کہ میں نے تجھے آزاد کیا۔

"کتاب جامع السلاسل" میں لکھا ہے کہ ایک دن امام حسن رضؓ اور امام حسین رضؓ رسول خدا صلی اللہ کے سامنے کشتی کر رہے تھے۔ آنحضرت صلعم نے امام حسن رضؓ سے فرمایا کہ حسین رضؓ کو پکڑو۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہ رضؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ بڑے بیٹے سے فرما رہے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑو آنحضرت صؐ نے فرمایا کہ اس وقت جبرائیلؑ حسین رضؓ کو کہہ رہے ہیں کہ حسن رضؓ کو پکڑو۔ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صؐ جبرئیلؑ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ امام حسین رضؓ آئے جبرئیلؑ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ آنحضرت صؐ نے فرمایا میرا بیٹا ہے۔ اور ان کو گود میں بٹھایا۔

marfat.com

جبرائیلؑ نے کہا کچھ دیر کے بعد لوگ ان کو قتل کر دیں گے۔ آپؐ نے پوچھا کہ کون قتل کرے گا۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ آپ کی امت میں سے ایک گروہ ان کو قتل کرے گا۔ اگر آپ چاہیں تو میں بتاؤں کہ کون سی زمین پر ان کو قتل کریں گے۔ چنانچہ جبرائیلؑ نے ارض کربلا کی طرف اشارہ کیا اور وہاں سے کچھ سرخ مٹی اٹھا کر رسول خدا صلعم کو دکھائی کہ یہ ان کے مقتل کی خاک ہے۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ام الحارث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ جس سے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے یہ دیکھا کہ کسی نے آپ کے گوشت کا ٹکڑہ کاٹ کر میری گود میں ڈال دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے صحیح خواب دیکھا ہے۔ فاطمہ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں آئے گا۔ کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین حسینؓ کو اپنی دائیں ران پر اور اپنے بیٹے ابراہیم کو بائیں ران پر بٹھا رکھا تھا۔ کہ جبرائیلؑ نے آکر عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ ان دونوں کو تمہیں نہیں دے گا۔ بلکہ ایک کو لے لے گا۔ اب آپ جس کو پسند فرماویں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حسین فوت ہو جائے تو ہم تین یعنی میں، علیؓ اور فاطمہؓ کو تکلیف ہوگی۔ اگر ابراہیم فوت ہو جائے تو صرف مجھے تکلیف ہوگی۔ اس لئے میں صرف اپنا غم پسند کرتا ہوں۔ اس کے تین دن کے بعد حضرت ابراہیمؓ کا وصال ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ان کے چہرہ مبارک پر بوسہ دیا اور فرمایا **اهلا و مرحبا فدیته یا بنی ابراهیم**۔

یزید کے ساتھ جنگ

"مراۃ الاسرار" میں "تاریخ طبری" سے منقول ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے وفات پائی۔ اور ان کی وصیت کے مطابق یزید بن معاویہؓ تخت نشین ہوا اور تمام اہل شام نے اس کی بیعت کی۔ تو اس نے ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کو حکم دیا کہ ان چار شخصوں سے میری بیعت لو، حسینؓ بن علیؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ۔ چنانچہ ولید نے مروان بن حکم سے مشورہ کر کے ان چار حضرات کو بیعت کی دعوت دی۔ لیکن وہ شر و فساد سے بچنے کے لئے مکہ معظمہ چلے گئے۔ یہ خبر سن کر اہل کوفہ خوش ہوئے اور امام حسینؓ کی خدمت میں قاصد بھیجے کہ آپ خلافت کے لئے کھڑے ہو

marfat.com

جائیں۔ ہم لوگ آپ پر جان نثار کریں گے۔ اس سے آپ کو خوشی ہوئی اور قبیلہ سمیت آپ کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ چالیس سوار اور ایک سو پیادہ آدمی تھے یزید کے حامیوں نے فوراً یہ خبر اس کو پہنچا دی۔ یزید نے عبیداللہ بن زیاد کو خط لکھا کہ بصرہ سے لشکر جمع کر کے امام حسینؓ کے مقابلہ کے لئے چلے جاؤ۔ عبیداللہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو چار ہزار فوج کا دستہ دیکر امام حسینؓ کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ ماہ محرم ۶۱ھ کے پہلے ہفتہ میں حضرت امام حسینؓ پہنچے قادسیہ سے تین میل دور قیام فرمایا عمر بن سعد نے ایک آدمی بھیجا تاکہ لشکر کے لئے مناسب جگہ تلاش کرے۔ اس نے امام حسینؓ کو دیکھ کر کہا کہ اے مسلمانوں کے امام آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ کوفہ جا رہا ہوں۔ اس نے کہا آپ واپس چلے جائیں عمر بن سعد چار ہزار فوج لے کر آپ کے ساتھ لڑنے کیلئے آ رہا ہے۔ امام موصوف وہاں سے کوچ کر کے دشتِ کربلا میں پہنچے۔ اُدھر اہلِ کوفہ امام حسینؓ سے بیوفائی کر کے عمر بن سعد کے ساتھ مل گئے اور باہمی اتفاق سے دریائے فرات کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت پر بند کر دیا تاکہ پیاس کے مارے ہلاک ہو جائیں۔ ایک ہفتہ گفت و شنید میں گزر گیا۔

شہادت

آخر دسویں ماہ محرم ۶۱ھ بوقت صبح بروز جمعہ جنگ کا آغاز ہوا۔ اور امام حسینؓ اپنے تمام بھائیوں اور بیٹوں سمیت پیاسے لڑائی میں مشغول ہو گئے۔ اور شام کے وقت امام موصوف نے پانچ بھائیوں، تین بیٹوں اور اسی ۸۰ دیگر افراد سمیت جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا سر کاٹ کر یزید کے پاس لے گئے۔ شواہد النبوت میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جس وقت ابن زیاد کے حکم سے امام حسینؓ کا سر نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کے بازاروں میں پھرا رہے تھے تو میں ایک چوبارہ میں بیٹھا تھا۔ جب آپ کا سر مبارک میرے نزدیک پہنچا تو سر یہ آیت پڑھ رہا تھا۔ ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبا۔ اس کی ہیبت سے میرے جسم کے بال کھڑے ہو گئے اور میں نے فریاد کی و اللہ! ابن رسول یہ کیا راز ہے اور کیا معاملہ ہے جو آپ کے ساتھ ہو رہا ہے شہادت کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھاون ۵۸ سال اور دوسری روایت کے مطابق ستاون ۵۷ سال تین ماہ اور دو دن تھی۔ آپ کے چار صاحبزادے اور دو

marfat.com

صاحبزادیاں تھیں۔ "مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ تمام شہداء تین دن تک میدان کربلا میں پڑے رہے۔ اس کے بعد قبیلہ بنی اسد کے لوگوں نے آکر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دفن کیا اور علی اکبر رضی اللہ عنہ ابن امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے پاؤں کی طرف دفن کیا۔ باقی شہداء کو انہوں نے یکجا کر کے دفن کر دیا۔ حضرت عباس ابن علی رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی میں چند ساعت پہلے بہادری کے جوہر دکھا کر شہید ہو چکے تھے۔ ان کو قادسیہ کے راستے پر علیحدہ دفن کیا گیا۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب مجھے زندگی کی ضرورت نہیں ہے۔ غرضیکہ تمام اہل بیت یکبارگی رحلت کر گئے۔ صرف امام زین العابدین رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ جو خیمہ میں بیمار پڑے تھے زندہ بچ گئے اور خلافت و امامت کی امانت ان کے سپرد ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزندان میں سے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ زندہ بچ گئے۔ کیونکہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود نہ تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۱۴ ربیع الآخر ۶۴ھ کو یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ شراب سے بدمست ہو کر محل کی چھت پر رقص کر رہا تھا کہ نیچے گر گیا جس سے اس کے دماغ پر چوٹ آئی اور پاگل ہو گیا بعض کہتے ہیں اسی حالت میں شکار کے لیے جا رہا تھا کہ گھوڑے سے گر کر ہلاک ہو گیا۔ یزید سال ۲۲ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے تین سال اور آٹھ مہینے حکومت کی مرنے کے بعد قصبہ حوارزم (نزد دمشق) میں دفن ہوا۔

یزید کے عہد حکومت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں وفات پائی۔

معاویہ بن یزید

یزید کے بعد معاویہ ابن یزید تخت نشین ہوا۔ اس نے چالیس دن حکومت کرنے کے بعد منبر پر چڑھ کر اعلان کیا کہ میرے آباؤ اجداد نے پیغمبر اسلام علیہ السلام کے اہل بیت کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ خلافت اہل بیت کا حق تھا میں اس سے دست بردار ہوتا ہوں۔ چنانچہ انہی ایام میں بنی امیہ نے متفق ہو کر اس بچارے کو تعصب کی وجہ سے زہر دے دی اور مروان بن حکم کو تخت پر بٹھایا۔

marfat.com

روایت ہے کہ جب امام حسین رضؓ شہید ہو گئے۔ تو ابو القاسم محمدؐ حنفیہ بن علی رضؓ جو بڑے صاحب علم و معرفت اور شجاعت میں مشہور تھے سب کچھ چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گئے بس طوافِ کعبہ کرتے تھے اور عبادت اور شغل باطن میں مصروف رہتے تھے۔ آخر عبد الملک بن مروان کے عہد حکومت میں سال ۸۱ ھ میں مدینہ منورہ میں واصل بحق ہوئے۔ کتاب شواہد النبوّت میں لکھا ہے کہ امیر المؤمنین حسین رضؓ کے قاتلوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ رہا جو موت سے پہلے مصیبت اور عذاب میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ کوئی قتل ہوا کوئی عذاب میں گرفتار ہوا۔ امام حسین رضؓ کے کمالات اور خوارق عادات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر میں نہیں آتے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بیت

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود　　　ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

marfat.com

حضرت امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ بن علیؓ

آں وارثِ کمالاتِ نبوت، ناشرِ اسرارِ ولایت، خلف راستین حضرت خاتم النبیین، امام علی الملقب زین العابدینؓ، بن امام حسینؓ بن حضرت علیؓ ائمہ اہل بیت کے چوتھے امام ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ شہربانو بنت یزدجرد شہریار بن خسرو بن ہرمز بن نوشیروان تھیں۔ "روضۃ الصفا" میں لکھا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں یزدجرد شہریار کی تین لڑکیاں قیدی بنا کر مدینہ منورہ لائی گئیں۔ یہ تینوں شہزادیاں حضرت علیؓ نے اس خاطر اپنے حصے میں لے لیں کہ سلاطین عجم کی بیٹیاں ہیں ان کو فروخت کرنا مناسب نہیں۔ چنانچہ آپ نے ایک لڑکی حضرت امام حسینؓ کو عنایت کی۔ جس سے حضرت امام زین العابدینؓ متولد ہوئے۔ دوسری کا حضرت محمد بن ابوبکرؓ سے عقد کر دیا جس کے بطن سے امام قاسم وجود میں آئے اور ایک کی شادی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ کی جس کے بطن سے سالمؒ پیدا ہوئے۔ چنانچہ حضرت امام زین العابدین، حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر اور حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ باہم خالہ زاد بھائی ہیں ان تینوں حضرات کی بہت اولاد ہوئی ہے۔

ولادت "مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ حضرت امام زین العابدینؒ کی ولادت جمعہ کے دن بتاریخ پندرہ جمادی الآخرہ اور دوسری روایت کے مطابق

۱؎ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر حضرت امام محمد باقرؓ کے خسر اور امام جعفر صادقؓ کے نانا اور پیر طریقت تھے۔ بڑے صاحب کمال تھے۔ آپ نے طریقت میں خلافت حضرت سلمان فارسیؓ سے حاصل کی تھی اور ان کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے خلافت ملی تھی۔ اس لئے حضرت امام جعفر صادقؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے مجھے دو دفعہ جنا ہے یعنی ایک آپ کی والدہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پوتی تھی دوسرے آپ کو خرقہ خلافت اپنے باپ دادا کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے بھی ملا۔

marfat.com

ماہ شعبان سال ۳۸ھ میں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی علی تھا۔ کنیت ابو محمد و ابو القاسم و ابوالحسن و ابوبکر تھی۔ آپ کے القاب زین العابدین، سید العابدین، زکی اور امین ہیں۔ آپ کی عمر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے وقت دو سال تھی۔ واقعہ کربلا کے وقت آپ کی عمر تیئیس ۲۳ سال تھی۔

خلافت

کہ آپ مسند امامت پر متمکن ہوئے۔ حضرت محمد بن حنفیہؓ بن علیؓ نے آپ کی خلافت میں اختلاف کیا۔ امام زین العابدینؓ نے فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ حجر اسود کے پاس چل کر دریافت کریں کہ امام وقت کون ہے حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ چنانچہ دونوں حضرات متفق ہو کر حجر اسود کے پاس گئے اور سوال کیا کہ امام حسینؓ کے بعد امام کون ہے حجر اسود کو جنبش ہوئی اور زبان فصیح میں جواب دیا کہ امام حسینؓ بن علیؓ کے بعد امامت علیؓ بن حسینؓ کو ملی ہے اور وہی امامِ وقت ہیں۔ اس کرامت کو دیکھ کر حضرت محمد بن حنفیہ نے حضرت امام زین العابدینؓ کو امامِ وقت تسلیم کیا۔ اور آپ کی محبت اُن کے دل میں جانشین ہو گئی۔

لقب زین العابدین کی وجہ تسمیہ

شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ آپ کے لقب زین العابدین کا سبب یہ ہے کہ آپ ایک رات نماز تہجد میں مشغول تھے۔ کہ شیطان نے اژدہا کی صورت میں ظاہر ہو کر آپ کو عبادت سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ نے اس کی جانب ذرہ بھر توجہ نہ کی۔ شیطان نے قریب آکر آپ کی پاؤں کی انگلی کو پکڑ لیا۔ آپ پھر بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اس کے بعد اس نے انگلی کو زور سے کاٹا اور آپ کو شدید درد محسوس ہوا لیکن پھر بھی نماز نہ توڑی۔ اس کے بعد حق تعالےٰ نے آپ کو مطلع فرمایا کہ یہ شیطان ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کے منہ پر تھپڑ مار کر فرمایا کہ ملعون دور ہو جا۔ جب شیطان بھاگ گیا تو آپ نے اٹھ کر انگلی کا علاج کیا۔ اُس وقت غیب سے آواز آئی کہ (انت زین العابدین تو زین العابدین یعنی عبادت گزاروں کا زیور ہے) یہ واقعہ تین بار وقوع پذیر ہوا۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے گھر کے اندر نماز میں سر بسجود تھے۔ کہ گھر میں آگ لگ گئی لوگوں نے پکار پکار کر کہا کہ یا ابن رسول

marfat.com

آگ لگ گئی ہے۔ لیکن آپ نے سجدے سے سر نہ اٹھایا۔ جب آگ بجھ گئی تو لوگوں نے کہا کس چیز نے آپ کو آگ سے غافل کر دیا تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ آتشِ دوزخ نے۔

کرامات و کمالات

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں ایک دن حضرت امام زین العابدینؓ کی خدمت میں حاضر تھا چڑیوں کا ایک جھنڈ آپ کے گرد گھوم گھوم کر کچھ پکار رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے فلاں کیا تم جانتے ہو کہ یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا حق تعالٰے کا ذکر کر رہی ہیں اور آج کی روزی طلب کر رہی ہیں۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن آپ چند خادموں کے ساتھ صحرا میں سفر کر رہے تھے کھانا کھانے کے لیے دستر خوان لگایا گیا۔ ایک جنگلی ہرن آپ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں علی بن حسینؓ بن علی کرم اللہ وجہہٗ ہوں اور میری والدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ ہرن نے نزدیک ہو کر پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور چلا گیا۔ کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن آپ اپنے اصحاب کے ساتھ صحرا میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ہرنی آکر آپ کے پاس کھڑی ہو گئی اور پاؤں زمین پر مارنے لگی اور کچھ آواز نکالی۔ حاضرین نے کہا کہ ابن رسول یہ ہرنی کیا کہہ رہی ہے آپ نے فرمایا کہ ہرنی کہتی ہے کہ کل فلاں قریشی زادہ نے میرا بچہ پکڑ لیا اور اُسے اب تک دودھ نہیں پلایا۔ بعض حاضرین کے دل میں شک پیدا ہوا۔ اس کے بعد آپ نے اس قریشی زادہ کو طلب کر کے فرمایا کہ یہ ہرنی تمہاری شکایت کر رہی ہے کہ اس نے میرا بچہ پکڑ لیا ہے اور اسے دودھ نہیں پلایا۔ اب یہ مجھ سے درخواست کر رہی ہے کہ بچہ واپس دو تاکہ اُسے دودھ پلا کر واپس کر دوں۔ اس نے ہرنی کا بچہ لا کر حاضر کر دیا اور ہرنی نے اُسے دودھ پلایا۔ اس کے بعد حضرت امام زین العابدینؓ نے فرمایا کہ یہ بچہ مجھے بخش دو۔ آپ نے بچہ لیکر ہرنی کو دے دیا اور وہ آواز دیتی ہوئی چلی گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے آپ نے فرمایا کہ دعا دے رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ: جزاکم اللہ خیرا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن طواف کعبہ کرتے وقت ایک مرد اور عورت

marfat.com

کے ہاتھ حجرِ اسود سے چمٹ گئے۔ بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ اُن کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ ناگاہ حضرت علی بن حسین رضؓ وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے قریب آکر اپنے ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر لگائے جس سے وہ آزاد ہو گئے۔

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس شب میں آپ کا وصال ہوا آپ نے اپنے فرزند حضرت امام محمد باقرؓ سے فرمایا کہ بیٹے میرے لئے وضو کا پانی لاؤ۔ جب وہ پانی لائے تو آپ نے فرمایا کہ اور پانی لاؤ اس پانی میں مردہ جانور ہے۔ رات اندھیری تھی جب چراغ لایا گیا تو معلوم ہوا کہ اس میں ایک مردہ چوہا پڑا تھا۔ اس رات آپ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے آج میرا وعدہ پہنچ چکا ہے اس کے بعد آپ نے ان کو وصیّت فرمائی۔

وصال

"مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ حضرت امام زین العابدینؓ کا وصال بروز سہ شنبہ بتاریخ اٹھارہ ماہ محرم ۹۵ھ کو ہوا۔ یہ ولید بن عبد الملک بن مروان کا عہدِ حکومت تھا۔ آپ کا مزار مبارک جنت البقیع میں اپنے چچا امام حسنؓ کے پہلو میں ہے۔ روایت ہے کہ جس روز آپ کا وصال ہوا تو آپ کی اونٹنی آپ کی قبر کے پاس آکر بیٹھ گئی اور فریاد کرتی رہی جب امام باقرؓ نے آکر فرمایا کہ کھڑی ہو جا خدا تمہیں برکت دے گا تو وہ کھڑی ہو گئی۔ امام موصوف نے فرمایا اسے جانے دو۔ تاکہ آرام سے مر جائے۔ چنانچہ تین دن وہاں رہ کر مر گئی۔ آپ کی عمر شریف ستاون سال تھی۔ آپ نے چونتیس سال امامت فرمائی۔ اکثر مؤرخین کا قول یہ ہے کہ ولید بن عبد الملک نے اس امام معصوم کو زہر دے کر ہلاک کیا۔

اولادِ امجاد

آپ کے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔

اللّٰھم صلّ علی محمّد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود — بر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

marfat.com

حضرت امام محمد باقرؓ بن امام زین العابدینؓ

آں کاشفِ سرائر، مطلع برضمائر، آثارِ سید المرسلین، امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ائمۂ اہل بیت کے پانچویں امام ہیں۔ آپ کا اسم گرامی محمد کنیت ابو جعفر اور القاب باقر، شاکر، اور ہادی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت امام حسنؓ تھا۔ آپ کی ولادت بروز جمعہ تین صفر، دوسری روایت کے مطابق ماہ رجب ۵۷ھ یعنی اپنے دادا امام حسینؓ کی شہادت سے تین سال پہلے مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی عمر اپنے والد ماجد کے وصال کے وقت ۳۸ سال تھی۔ کہ آپ مسند خلافت پر تشریف فرما ہوئے۔

کرامات و کمالات

شواہد النبوّت میں لکھا ہے کہ ایک دن حبابہ والبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے پوچھا حبابہ کہاں رہی ہو اس نے کہا میرے سر مرض برص کیوجہ سے سفید ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے مغموم ہوں۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو مرض جاتا رہا اور سر اور بال سیاہ ہو گئے۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں امام باقرؓ کے ساتھ مسجد نبوی میں حاضر تھا کہ ناگاہ داؤد بن سلیمان اور منصور دوانقی آئے۔ داؤد آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا لیکن منصور الگ جا بیٹھا۔ امام موصوف نے پوچھا کہ کیوں ہمارے سامنے نہیں آیا۔ داؤد نے کوئی وجہ بیان نہ کی تو آپ نے فرمایا کہ وہ دن دور نہیں کہ منصور والئ ملک بن جائے گا۔ اور اس کی سلطنت شرق سے غرب تک ہوگی اور اس قدر دولت جمع کریگا کہ اس سے قبل کسی نے جمع نہ کی ہوگی۔ داؤد نے اٹھ کر یہ ماجرا منصور سے بیان کیا۔ چنانچہ منصور نے اُٹھ کر امام باقرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے سوائے آپکے رعب و جلال کے کسی چیز نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے باز نہیں رکھا۔ اور یہ آپ نے داؤد سے کیا فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے سچ ہے اور اسی طرح ہو کر رہے گا۔ منصور نے پوچھا کہ کیا میرا ملک آپ کے ملک

marfat.com

سے بڑا ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا میری حکومت کی مدت زیادہ ہوگی یا بنی اُمیّہ کی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری حکومت کی مدت زیادہ ہوگی۔ لیکن تمہارے بچے مالک جب حکمران ہوں گے تو بچپن سے کام لیں گے اور کام خراب کر دیں گے۔ یہی کچھ مجھے اپنے والد بزرگوار سے ملا ہے۔ آخر کار جب منصور کو حکومت ملی تو امام باقرؑ کا قول یاد کر کے حیرت زدہ ہوتا تھا۔

علم غیب

کتاب مذکور میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ ہم پچاس آدمی حضرت امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص کوفہ سے آیا جو کھجور فروخت کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ کوفہ میں فلاں شخص کہتا ہے کہ امام صاحب کے پاس ایک فرشتہ رہتا ہے جو ان کو کافر اور مومن اور دوست اور دشمن کے متعلق بتاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے۔ اس نے کہا گندم فروخت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا غلط کہتے ہو۔ اس نے کہا جو فروخت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں تم کھجور فروخت کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک ربانی فرشتہ یہ باتیں بتاتا ہے اور تم فلاں مرض میں مبتلا ہو کر مر جاؤ گے۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ کوفہ پہنچا تو اُسی مرض میں مبتلا ہو کر مرا۔

جنّات کا حاضر خدمت ہونا

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ ایک جماعت آنے والی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد چند لوگ آئے اور آپ کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ یہ لوگ کون تھے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہاری طرح جن تھے۔ میں نے عرض کیا آپ پر جن ظاہر ہوتے ہیں فرمایا ہاں تمہاری طرح آکر حلال و حرام کے مسائل دریافت کرتے ہیں

حضرت جابر صحابیؓ سے ملاقات

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام باقرؑ فرماتے ہیں ایک دن میں حضرت جابر بن عبداللہ صحابیؓ کے پاس گیا اور ان پر سلام کیا۔ اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے۔ اُنہوں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ میں نے کہا محمد بن علیؑ بن حسینؑ ہوں۔ یہ سنتے ہی فرمایا اے میرے بیٹے آگے آؤ۔ جب میں آگے ہوا تو اُنہوں نے میرے ہاتھ پر بوسہ دیا اس کے بعد میرے پاؤں پر بوسہ دینا

marfat.com

چاہا کہ میں دور ہو گیا۔ اس نے کہا انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یقرئك السّلام (رسول اللہ صلعم آپ کو سلام کہتے تھے) میں نے جواب دیا کہ وعلی رسول اللہ السّلام ورحمۃ (سلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور رحمت ہو) اس پر میں نے پوچھا کہ اے جابرؓ یہ کیا قصہ ہے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ اے جابرؓ شاید تم میرے ایک فرزند کے آنے تک زندہ رہو گے۔ اور اس سے ملاقات کرو گے۔ اس کا نام محمدؑ بن علیؑ بن حسینؓ ہو گا۔ خدا تعالےٰ اس کو نور حکمت عطا کرے گا میرا اس کو سلام کہنا۔

وصال "مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ اکثر اربابِ تواریخ کی یہ رائے ہے کہ حضرت امام باقرؓ کو ہشام بن عبدالملک نے زہر دیا تھا جس سے آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی عمر ستاون سال اور مدت امامت انیس سال تھی۔ آپ کا مزار مبارک قبرستان بقیع میں ہے اور امام زین العابدینؓ کے مزار کے نزدیک ہے۔

اولاد آپ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ دوسری روایت کے مطابق آپ کے چھ فرزند اور ایک دختر تھیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود ۔۔۔ ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

سے بڑا ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا میری حکومت کی مدت زیادہ ہوگی یا بنی اُمیہ کی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری حکومت کی مدت زیادہ ہوگی۔ لیکن تمہارے بچے ملک جب حکمران ہوں گے تو بچپن سے کام لیں گے اور کام خراب کر دیں گے۔ یہی کچھ مجھے اپنے والد بزرگوار سے ملا ہے۔ آخر کار جب منصور کو حکومت ملی تو امام باقرؓ کا قول یاد کرکے حیرت زدہ ہوتا تھا۔

علم غیب

کتاب مذکور میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ ہم پچاس آدمی حضرت امام باقرؓ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص کوفہ سے آیا جو کھجور فروخت کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ کوفہ میں فلاں شخص کہتا ہے کہ امام صاحب کے پاس ایک فرشتہ رہتا ہے جو ان کو کافر اور مومن اور دوست اور دشمن کے متعلق بتاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے۔ اس نے کہا گندم فروخت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا غلط کہتے ہو۔ اس نے کہا جو فروخت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں تم کھجور فروخت کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک ربانی فرشتہ یہ باتیں بتاتا ہے اور تم فلاں مرض میں مبتلا ہو کر مر جاؤ گے۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ کوفہ پہنچا تو اُسی مرض میں مبتلا ہو کر مرا۔

جنات کا حاضر خدمت ہوتا

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ ایک جماعت آنے والی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد چند لوگ آئے اور آپ کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ یہ لوگ کون تھے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہاری طرح جن تھے۔ میں نے عرض کیا آپ پر جن ظاہر ہوتے ہیں فرمایا ہاں تمہاری طرح آکر حلال و حرام کے مسائل دریافت کرتے ہیں

حضرت جابر صحابیؓ سے ملاقات

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام باقرؓ فرماتے ہیں ایک دن میں حضرت جابر بن عبداللہ صحابیؓ کے پاس گیا اور ان پر سلام کیا۔ اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے۔ اُنہوں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ میں نے کہا محمد بن علیؓ ابن حسینؓ ہوں۔ یہ سنتے ہی فرمایا اے میرے بیٹے آگے آؤ۔ جب میں آگے ہوا تو اُنہوں نے میرے ہاتھ پر بوسہ دیا اس کے بعد میرے پاؤں پہ بوسہ دینا

marfat.com

چاہا کہ میں دور ہو گیا۔ اس نے کہا اِنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرئك السلام (رسول اللہ صلعم آپ کو سلام کہتے تھے) میں نے جواب دیا کہ وعلی رسول اللہ السلام ورحمۃ (سلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور رحمت ہو۔ اس پر) میں نے پوچھا کہ اے جابرؓ یہ کیا قصہ ہے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ اے جابرؓ شاید تم میرے ایک فرزند کے آنے تک زندہ رہو گے۔ اور اس سے ملاقات کرو گے۔ اس کا نام محمدؒ بن علیؓ بن حسینؓ ہو گا۔ خدا تعالٰے اس کو نور حکمت عطا کرے گا میرا اس کو سلام کہنا۔

وصال "مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ اکثر اربابِ تواریخ کی یہ رائے ہے کہ حضرت امام باقرؓ کو ہشام بن عبدالملک نے زہر دیا تھا جس سے آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی عمر ستاون سال اور مدت امامت انیس سال تھی۔ آپ کا مزار مبارک قبرستان بقیع میں ہے اور امام زین العابدینؓ کے مزار کے نزدیک ہے۔

اولاد آپ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ دوسری روایت کے مطابق آپ کے چھ فرزند اور ایک دختر تھیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود
برنافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آں سوختہ نار محبت وجلال، مستغرق در مشاہدہ انور جمال، در تربیت مریدین از ہمہ فائق امام ابو عبداللہ جعفر ابن محمد صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، ائمہ اہل بیت کے چھٹے امام ہیں کہ جن کے نور حقیقت و تصرف سے سارا جہان روشن ہوا۔ آپ کا اسم مبارک امام جعفر، کنیت ابو عبداللہ، وابو اسمٰعیل، اور القاب صادق، صابر فاضل طاہر ہیں آپ کی والدہ ماجدہ ام فروہ بنت قاسم بن ابوبکر صدیق تھیں۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت بروز شنبہ یا یکشنبہ بتاریخ سترہ ماہ ربیع الاول سال ۸۳ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔

آپ اپنے جدامجد حضرت امام زین العابدین کی وفات کے وقت پندرہ سال کے تھے۔ دوسری روایت کے مطابق اس وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ اپنے والد ماجد کے وصال کے وقت آپ کی عمر چونتیس سال تھی۔ دوسری روایت کے مطابق اکتیس سال تھی۔ اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد آپ مسند نشین ہوئے تو آپ کے نور ہدایت سے ایک جہان منور ہوا اور آپ کے کرامات و کمالات کا چرچا مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔ جس قدر کرامات اور تصرفات آپ کے والد ماجد کے زمانے میں پوشیدہ تھے سب ظاہر ہو گئے۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ عجیب و غریب علوم جو وراثتاً آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ بسینہ پہنچے تھے آپ نے وہ تمام ظاہر کر دیئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

علمنا غابر و مذبور ونکت فی القلوب، ونقر فی الاسماع وانّ عندنا الجفر الاحمر والجفر الابیض ومصحف فاطمہ رضی اللہ عنہا وان عندنا الجامعۃ فیہا جمیع مایحتاج الناس الیہ۔

(ہمارے علوم یہ ہیں ۔ علم غابر، علم مذبور، علم نکت فی القلوب، علم نقر فی الاسماع

marfat.com

علم جفر سرخ، علم جفر سفید، مصحف فاطمہ، الجامعہ جس میں تمام خلقت کی حوائج ہیں)

مراۃ الاسرار میں ان علوم کی وضاحت کتاب حبیب السیر کے حوالہ سے یوں آئی ہے

علم غابر وہ ہے جو آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دیتا ہے۔

علم مذبور گذشتہ واقعات کی خبر دیتا ہے علم نکت فی القلوب الہام ہے اور نقر فی الاسماع سے مراد کلام ملائک ہے جس کو آپ سنتے تھے لیکن دیکھتے نہیں تھے اور جفر احمر وہ مقام ہے کہ جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحہ جات پوشیدہ ہیں اور وہاں سے باہر نہیں آئیں گے تا وقتیکہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ علم جفر ابیض بھی ایک مقام ہے جہاں توراتِ موسےٰ انجیل عیسےٰ زبور داؤد اور دیگر آسمانی کتابیں پوشیدہ ہیں۔

مصحف فاطمہ وہ کتاب ہے کہ جس میں ہر چیز کا قوت سے فعل میں ظہور ہوگا مثل تمام ملکوں کے واقعات اور نام اور حاکموں کے نام سے جب تک وجود میں آئیں گے۔ جامعہ وہ کتاب ہے کہ جس کا طول ستر گز ہے اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے املا فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔ اور جو کچھ حوائج خلق سے ہے سب اس میں درج ہے۔ یہ تمام علوم ائمہ اہل بیت سے مخصوص ہیں دوسرے کسی کو یہ علم نہیں ہے۔

نسبت طریقت

امام جعفر صادق کو طریقت میں دو طرف سے فیض حاصل ہوا ہے۔ ایک اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر سے دوسرے امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے جو آپ کے نانا تھے۔ امام قاسم کو حضرت سلمان فارسی سے فیض ملا ہے اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق سے حاصل ہوا۔

کرامات و کمالات

کتاب شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ابن جوزی اپنی کتاب میں لیث بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ موسم حج میں ایک دفعہ میں مکہ معظمہ میں حاضر تھا۔ عصر کی نماز پڑھ کر میں کوہ ابو قبیس پر چڑھ گیا وہاں میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جو قبلہ رو ہو کر بیٹھے تھے اور یہ پڑھ رہے تھے یارب، یا اللہ یا حیّ

marfat.com

یارحیم یاارحم الراحمین۔ سات مرتبہ یہ کلمات پڑھ کر انھوں نے حق تعالے سے دعا کی اور کھانے کو کوئی چیز اور پہننے کو کپڑا طلب کیا۔ اسی وقت غیب سے ایک خوانچہ تازہ انگور کا اور دو چادریں ظاہر ہوئے۔ حالانکہ وہ انگور کا موسم نہیں تھا۔ میں نے ان کے پاس جا کر عرض کیا کہ مجھے بھی اس میں شریک فرما دیں۔ آپ نے فرمایا آؤ کھاؤ لیکن ذخیرہ نہ کرنا۔ میں نے ان کے قریب جا کر انگور کھائے حتیٰ کہ سیر ہو گیا۔ لیکن انگور بالکل کم نہ ہوئے اس کے بعد انھوں نے فرمایا کہ ان چادروں میں سے جسے پسند کرو لے جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں ہے چنانچہ انھوں نے ایک چادر کا تہ بند بنا لیا اور دوسری چادر اوپر اوڑھ لی۔ اور پرانی دو چادروں کو لے کر چلے آئے۔ میں آپ کے پیچھے ہو لیا۔ راستے میں ایک آدمی ملا۔ آپ نے پرانی چادریں اس آدمی کے حوالہ کیں اور چلے گئے میں نے اس آدمی سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں اس نے جواب دیا کہ یہ امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ہیں۔ اس کے بعد میں نے جس قدر ان کو تلاش کیا نہ پایا۔

اژدہا کا محافظ ہونا

شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ منصور کے مقربین میں سے ایک شخص کا بیان ہے ایک دن میں نے دیکھا کہ منصور (خلیفہ المنصور عباسی) متفکر بیٹھا ہے۔ میں نے تفکر کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں نے بیشمار علویوں کو تہ تیغ کیا ہے لیکن ان کے پیشوا کو چھوڑ رکھا ہے۔ میں نے کہا کونسا پیشوا میں نے کہا جعفر بن محمد میں نے کہا وہ ایسا مرد ہے جو ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتا ہے اور ہرگز دنیا کی طرف نظر نہیں کرتا۔ منصور نے کہا۔ مجھے معلوم ہے تم اس کے معتقد ہو۔ لیکن صرف فرشتہ ہی بے ضرر ہو سکتا ہے۔ پس میں نے قسم کھا کر کہا کہ جب تک اسے تہ تیغ نہیں کر دوں گا آرام نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے جلاد کو بلا کر کہا کہ جعفر بن محمد آئے گا۔ جب میں اپنا ہاتھ سر پر رکھوں اسے قتل کر دینا۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ امام جعفر صادق کو حاضر کیا جائے۔ جب وہ آئے تو میں بھی دربار میں چلا گیا میں نے دیکھا کہ امام موصوف زیر لب کچھ پڑھ رہے تھے۔ لیکن خلیفہ منصور پر امام صاحب کو دیکھتے ہی لرزہ طاری ہو گیا، اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور ساتھ لا کر اپنے پاس سجادہ پر بٹھایا۔ اس کے بعد دریافت

marfat.com

کیا کہ اے ابن رسول آپ کے آنے کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے بلایا ہے منصور نے کہا اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمایئے۔ آپ نے فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے نہ بلایا کرو اور جب میں چاہوں اپنے اختیار سے آؤں جب امام موصوف چلے گئے تو منصور نے اپنا خواب گاہ کا لباس طلب کیا اور سو گیا حتیٰ کہ آدھی رات تک سویا رہا اور کئی نمازیں بھی اس سے فوت ہو گئیں۔ بیدار ہو کر اس نے تمام نمازیں قضا پڑھیں اس کے بعد مجھے بلا کر کہا کہ جب جعفر بن محمد آئے تو ان کے ساتھ ایک اژدہا تھا کہ جس کا ایک لب زمین پر اور دوسرا محل کی چھت تک تھا اور فصیح زبان میں مجھ سے کہہ رہا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ اگر تم نے صادق کو نقصان پہنچایا تو میں تجھے محل سمیت نگل جاؤں گا۔ یہ دیکھ کر میرا حال متغیر ہو گیا جیسا کہ تجھے معلوم ہے۔ میں نے کہا کیا یہ جادو نہیں ہے اس نے کہا جادو نہیں بلکہ یہ اسم اعظم کا اثر ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہے اس کی بدولت جو کچھ وہ چاہتے تھے ہو جاتا تھا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ علی بن حمزہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں امام جعفر صادق کے ساتھ ایک کھجور کے درخت کے قریب کھڑا تھا۔ آپ نے درخت کی طرف دیکھ کر زیر لب کچھ پڑھا تو فوراً درخت بارور ہو گیا اور ہم نے ایسا پھل کھایا کہ پہلے کبھی نہ کھایا تھا کہ وہاں ایک اعرابی (دیہاتی) بھی موجود تھا اس نے یہ کرامت دیکھ کر کہا کہ اس قسم کا جادو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ہم پیغمبر علیہ السلام کے وارث ہیں۔ ہمارے پاس جادو نہیں ہے ہم صرف دعا کرتے ہیں اور حق تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ اگر تم چاہو تو دعا کروں کہ خدا تعالیٰ تجھے مسخ کر کے کتا بنا دے۔ اس جاہل نے کہا اچھا دعا کرو۔ پس وہ فوراً کتا بن گیا اور گھر چلا گیا اہل خانہ نے اسے دیکھ کر ڈنڈے اٹھا لیے اور گھر سے باہر نکال دیا۔ اس کے بعد وہ امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین پر لیٹ رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر امام صاحب کو اس کے حال پر رحم آیا اور دعا دی جس کی بدولت وہ اپنی اصلی صورت پر آ گیا۔

شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ خلیفہ منصور نے اپنے دربان کو حکم دیا کہ جب جعفر بن محمد

marfat.com

میرے پاس آئے تو میرے پاس پہنچنے سے پہلے اسے قتل کر دینا۔ ایک دن امام موصوف بادشاہ کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے دربان کو طلب کیا۔ دربان نے آ کر دیکھا کہ امام صاحب بادشاہ کے پاس تشریف رکھتے ہیں۔ جب امام صاحب چلے گئے تو اس نے دربان سے کہا کہ میں نے تم کو کیا حکم دیا تھا۔ دربان نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے ان کو صرف آپ کے سامنے بیٹھا دیکھا نہ مجھے وہ آتے وقت نظر آئے نہ جاتے وقت۔

کاشف اسرار شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ تذکرۃ الاولیاء لکھتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص نے امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے حق تعالےٰ کی زیارت کراؤ۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے اپنے کمالات نبوت کے باوجود لن ترانی کا جواب سنا۔ تم کس طرح دیکھ سکتے ہو اس نے جواب دیا کہ یہ خطاب خاص موسےٰ علیہ السّلام کے ساتھ تھا میرے لئے حجت نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوں جنہوں نے حق تعالےٰ کی زیارت کی تھی آپ نے فرمایا اچھا دریائے دجلہ کے اندر چلے جاؤ۔ یہ سنتے ہی وہ فوراً دریا میں کود پڑا جب غوطے کھانے لگا تو صادق صادق کہہ کر پکارنے لگا۔ لیکن کچھ نہ بنا۔ جب پانی سر تک پہنچا تو گھبرا کر کہنے لگا یا اللہ! یہ کہنا تھا کہ اس کے دل کا دروازہ کھل گیا۔ نیز غرق ہونے سے بھی بچ گیا۔ امام صاحب نے فرمایا جب تک تم صادق صادق کہہ رہے تھے تو کاذب تھے جب تم نے حق تعالےٰ کا نام لیا اور اس کی پناہ مانگی تو صادق ہوئے۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ امام جعفر صادق اکیلے صحرا میں جا رہے تھے اور اللہ، اللہ کہہ رہے تھے۔ ایک سوختہ جان بھی آپ کے پیچھے چلتا ہوا اللہ، اللہ کرنے لگا۔ جب امام صاحب نے کہا یا اللہ میرے پاس جبہ نہیں کپڑا نہیں ہے تو فوراً غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس میں خوب صورت کپڑا تھا۔ امام صاحب نے کپڑا پہن لیا۔ یہ دیکھ کر وہ سوختہ جان امام صاحب کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ اللہ اللہ کہنے میں میں بھی آپ کے ساتھ شریک تھا پرانا کپڑا مجھے عنایت فرمائیں امام صاحب کو یہ بات

marfat.com

پسند آئی اور پرانا کپڑا اس کو دے دیا۔

معجزۂ ابراہیمی

شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں ایک جماعت کے ساتھ امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حکم دیا کہ خذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک (چار پرندے لے کر اپنے پاس بلاؤ) کیا وہ پرندے ایک جنس سے تھے یا مختلف اجناس سے تعلق رکھتے تھے امام صاحب نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ وہی چیز تم کو دکھاؤں۔ اس نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا اے باز حاضر ہو جاؤ فوراً مور آ گیا اس کے بعد فرمایا اے کوے حاضر ہو جاؤ۔ فوراً ایک کوا پہنچ گیا۔ آپ نے فرمایا اے باز حاضر ہو جاؤ۔ فوراً ایک باز آ پہنچا۔ آپ نے فرمایا اے کبوتر حاضر ہو جاؤ فوراً کبوتر حاضر ہو گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ان سب کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو اور آپس میں ملا دو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور ان پرندوں کے سروں کو اپنے پاس محفوظ کر لیا اس کے بعد آپ نے فرمایا اے طاؤس۔ یہ کہنا تھا کہ مور کا گوشت، پوست اور ہڈی جدا ہو کر اس کے سر کے ساتھ لگ گئی اس جسم صحیح ہو گیا اور زندہ ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد آپ نے یکے بعد دیگر تمام پرندوں کو طلب فرمایا اور وہ سب زندہ ہو گئے۔

حضرت امام جعفر صادق کے کمالات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کمال ہو سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کوفی آپ کے پاس دو سال رہ کر درجہ تکمیل تک پہنچ گئے اور نعرہ لگایا کہ لولا السنتان لھلک النعمان (اگر مجھے امام موصوف کی صحبت کے دو سال نہ ملتے تو میں ہلاک ہو جاتا)۔ تمام صوفیاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ وہ علم جو امام ابوحنیفہ آپ کی خدمت میں مقیم تھے ایک دن امام موصوف نے ان سے پوچھا کہ عاقل کون ہے امام ابوحنیفہ نے جواب دیا کہ عاقل وہ ہے جو خیر و شر میں تمیز کر سکے۔ آپ نے فرمایا یہ کام تو جانور بھی کر سکتے ہیں کیونکہ وہ مارنے والے اور چارہ کھلانے والے کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ نے عرض کیا کہ آپ فرمائیں آپ نے فرمایا کہ عاقل وہ ہے جو

marfat.com

دو خیر میں یہ تمیز کر سکے کہ ان میں سے بہتر خیر کیا ہے اور دو شر میں یہ تمیز کر سکے کہ بدتر شر کیا ہے امام صاحب نے عرض کیا کہ اَنْتَ الاستاد باللہ۔

سلطان العارفین حضرت ابو یزید بسطامی بھی حضرت امام جعفر صادق کے فیض یافتہ[1] ہیں تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ وہ بارہ سال امام موصوف کی خدمت میں رہے۔ ایک دن امام جعفر صادق نے فرمایا کہ طاق سے فلاں کتاب اٹھا کر لاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ کونسی آپ نے فرمایا اتنی مدت یہاں رہے ہو طاق کی خبر نہیں ہے انہوں نے جواب دیا کہ میری کیا مجال کہ آپ کے سامنے سر اٹھا کر طاق کی طرف دیکھوں۔ میں یہاں نظارہ کے لئے نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا اگر یہی حال ہے تو بسطام جاؤ تمہارا کام مکمل ہو گیا چنانچہ خرقہ خلافت حاصل کر کے چلے گئے اور مسند خلافت پر بیٹھ کر ایک جہان کو فیض یاب فرمایا۔ لیکن میر سید شریف جرجانی اور دوسرے سوانح نگار کے نزدیک حضرت ابو یزید بسطامی امام جعفر صادق کی ظاہری صحبت نصیب نہیں ہوتی تھی بلکہ باطنی طریق پر فیض حاصل کیا تھا۔ یہ دونوں قول مقبول ہیں۔ لطائف اشرفی[2] میں لکھا ہے کہ حضرت ابو یزید بسطامی نے حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق کا وصال بروز شنبہ بتاریخ پندرہ رجب ۱۴۸ھ خلیفہ ابو جعفر المنصور کے عہد سلطنت میں ہوا۔ بعض مورخین کا خیال یہ ہے کہ خلیفہ منصور نے آپ کو زہر دیا تھا۔ آپ کی عمر اڑسٹھ سال اور دوسری روایت کے مطابق پینسٹھ سال تھی آپ کی مدت امامت چونتیس سال تھی۔

اولاد

آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی تھیں۔ لیکن زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ آپ کے سات بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں آپ کے

---

[1] یعنی ان کو روحانیت سے بطریق اویسیہ اخذ فیض کیا۔

[2] مجموعہ ملفوظات میر سید اشرف جہانگیر سمنانی جن کا سلسلہ دو واسطوں سے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ سے جا ملتا ہے۔

marfat.com

سب سے بڑے بیٹے کا اسم گرامی اسماعیل تھا جنہیں آپ بہت عزیز رکھتے تھے لوگوں کا خیال تھا کہ امامت حضرت اسماعیل کو مل جائے گی۔ لیکن ان کا امام صاحب کی زندگی میں وصال ہوگیا۔ اس وجہ سے امامت حضرت موسےٰ کاظم کو ملی۔ اللھم صل علی محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد | از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود

marfat.com

حضرت امام ابوالحسن موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آں مقتدائے جمیع امم، امام ابوالحسن موسےٰ کاظم بن جعفر الکاظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ آئمہ اہل بیت میں سے ساتویں امام ہیں ۔ آپ کا اسم گرامی موسےٰ کنیت ابوالحسن، ابو ابراہیم اور ابوعلی ہے ۔ آپ کے القاب بوجہ عنایتِ حلم، صبر، کاظم، صالح، صابر، اور امین تھے ۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ام ولد حمیدہ تھا ۔ آپ کی ولادت بروز یکشنبہ سات ماہ صفر ۱۲۸ھ بمقام منزل ابوا جو مکہ و مدینہ منورہ کے مابین ہے واقعہ ہوئی ۔ اپنے والد ماجد کے وصال کے وقت آپ کی عمر بیس سال تھی کہ جب مسند امامت پر متمکن ہوئے ۔

کمالات و کرامات

مراۃ الاسرار میں کتاب حبیب السیر سے روایت ہے کہ ایک دن امام موصوف کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر طیور کی زبان میں باتیں کرنا شروع کیں اور امام صاحب بھی اسی زبان میں جواب دیتے رہے ۔ جب وہ چلا گیا تو کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ کونسی زبان تھی ہم نے تو اس قسم کی زبان نہیں سنی ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جنات کی ایک قوم کی زبان ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حق تعالےٰ نے آپ کو تمام مخلوقات کی زبانوں کا علم عطا فرمایا تھا ۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وعلّم آدم الاسماء کلّھا (اور عطا کیا آدم کو تمام اسماء و صفات کا علم)

کتاب شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ شقیق بلخی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سفر حجاز کے دوران قادسیہ کے مقام پر پہنچا ۔ وہاں میں نے ایک خوب صورت نوجوان جو پشمینہ پہنے جائے نماز کندھے پر رکھے، جوتا پہنے ہوئے تنہا صحرا کے گوشہ میں بیٹھا تھا ۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ جوان صوفیاء میں سے معلوم ہوتا ہے اور

marfat.com

مسلمانوں کی گردن پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ میں جاؤں اور اس کو ہدایت کروں کہ یہ کام ترک کردے۔ جونہی میں اس کے قریب پہنچا ابھی منہ سے ایک لفظ نہیں نکالا تھا کہ انہوں مجھے دیکھ کر فرمایا یا شقیق اجتنبوا کثیر من الظن ان بعض الظن اثمہ (اے شقیق زیادہ بدگمانی سے پرہیز کرو۔ بعض بدگمانی گناہ ہے) یہ کہہ کر وہ اٹھے اور چلے گئے۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ کوئی مردِ صالح معلوم ہوتا ہے کہ جس کو میرا نام اور میرے دل کی بات معلوم ہو گئی۔ مجھے ان کے پاس جاکر فیضِ صحبت حاصل کرنا چاہیے لیکن میں نے جس قدر کوشش کی ان تک رسائی نہ ہوئی۔ دوسری منزل پر میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس حالت میں کہ ان کے جسم پر لرزہ تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں ذرا ٹھہر گیا تاکہ وہ نماز سے فارغ ہو جائیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے شقیق یہ پڑھو وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اھتدی (اور میں اس کے گناہ معاف کرتا ہوں جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک عمل کئے اور وہ ہدایت پا گیا) یہ کہہ کر وہ چلے گئے میں نے خیال کیا کہ یہ ابدال میں سے ہیں جنہوں نے دو دفعہ میرے دل کی بات معلوم کر لی ہے۔ دوسری منزل پر میں نے ان کو دیکھا کہ کوزہ ہاتھ میں لئے کوئیں پر پانی پینے کی خاطر کھڑے تھے۔ جب میں نے کنوئیں کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ پانی اوپر آگیا ہے انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کوزہ بھر لیا اور وضو کر کے چار رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد وہ ایک ریت کے ٹیلے کی طرف گئے اور کوزے میں ریت ڈال کر اسے ہلاتے تھے اور پھر کھا رہے تھے۔ میں نے انکے پاس جاکر سلام کیا جس کا انہوں نے جواب دیا۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مرحمت فرمایا ہے مجھے بھی عنایت فرما دیں۔ انہوں نے فرمایا اے شقیق نعمت الٰہی ہمیں ہمیشہ ظاہری اور باطنی طور پر ملتی ہے۔ تم بھی عطا کنندہ کے حق میں نیک گمان رکھو اس کے بعد انہوں نے کوزہ میرے حوالہ کیا۔ جب میں نے اس میں سے کھایا تو معلوم ہوا کہ شہد و شکر ہے کہ جس سے زیادہ خوب تر اور لذیذ تر میں نے کوئی چیز نہیں کھائی تھی۔ میں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور کئی روز مجھے کھانے پینے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اسکے

marfat.com

بعد میں نے ان کو پھر کبھی نہ دیکھا۔ جب میں مکہ معظمہ پہنچا تو دیکھا کہ آدھی رات کے وقت کمال خشوع اور گریہ وزاری کے ساتھ وہ نماز میں مشغول تھے۔ اور صبح تک نماز پڑھتے رہے اور طواف کرتے رہے۔ جب وہ باہر گئے تو میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا لیکن سفر کی حالت کے بخلاف اس وقت آپ کے گرد بہت نوکر اور غلام جمع تھے اور آداب بجالا رہے تھے میں نے حیران ہو کر ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اس نے کہا یہ امام موسیٰ بن امام جعفر صادق ہیں تب میں نے دل میں کہا کہ اس قسم کے عجائب وغرائب جو میں ان سے دیکھتا چلا آیا ہوں ان سے بعید نہیں۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید نے علی بن یقطین کو قیمتی پارچات بطور تحفہ عطا کئے ان میں سے ایک نہایت ہی قیمتی زربفت کپڑا تھا اس نے نہایت محبت کی وجہ سے جو اس کو حضرت امام موسے کاظم کے ساتھ تھی ان تحائف کا کچھ حصہ امام صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ کے تمام تحائف قبول کر لئے لیکن وہ زربفت کپڑا یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ ایک دن یہ تمہارے کام آئے گا۔ چند ایام کے بعد علی بن یقطین کے ایک ملازم نے اس سے ناراض ہو کر خلیفہ ہارون الرشید کو بتا دیا کہ علی بن یقطین امام موسے کاظم کا معتقد ہے اور آپ کے عطا کردہ تمام تحائف ان کو دے دیئے ہیں۔ یہ خبر سن کر بادشاہ غضب ناک ہوا اور علی بن یقطین کو بلا کر پوچھا کہ وہ زربقت کپڑا جو میں نے تجھے دیا تھا کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس موجود ہے۔ بادشاہ نے کہا میرے پاس لے آؤ۔ اس نے نوکر بھیج کر وہ منگوا لیا۔ بادشاہ نے دیکھ کر کہا کہ اچھا ٹھیک ہے میں آئندہ چغل خور نوکروں کی باتوں کا اعتبار نہیں کروں گا۔

شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں مقیم تھا اور مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ میں رات دن حضرت امام کاظم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دن سخت بارش ہوئی یہ دیکھ کر میں امام صاحب کی خدمت میں چلا گیا تاکہ تکلیف کی حالت میں خدمت بجالاؤں۔ مجھے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا کہ تم گھر چلے جاؤ۔ تیرا گھر گر گیا ہے۔ جب میں گھر پہنچا تو دیکھا کہ واقعی بارش میں میرا گھر گر چکا تھا۔ میں نے لوگوں کو بلا کر سامان باہر نکلوایا

marfat.com

ہر چیز صحیح وسلامت ملی صرف ایک لوٹا نہیں مل رہا تھا۔ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ سناؤ خیر بخیت رہی۔ میں نے عرض کیا کہ باقی تمام سامان صحیح و سلامت ہے لیکن ایک لوٹا نہیں مل رہا آپ نے تھوڑی دیر کے لیے سرنگوں ہونے کے بعد فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ لوٹا فلاں جگہ پر بھول آئے ہو۔ میں نے وہاں جاکر معلوم کیا تو لوٹا مل گیا۔ غرضیکہ آپ کے کمالات اس قدر ہیں کہ اس مختصر کتاب میں بیان نہیں ہو سکتے۔

وصال پُر ملال

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ امام موسےٰ کاظم بتاریخ پچیس ماہ رجب ۱۸۳ھ ہارون الرشید کے عہد سلطنت میں اس جہان فانی سے رخصت فرماگئے آپ کی عمر پچپن ۵۵ برس اور مدت امامت پینتیس سال تھی۔ اکثر کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ امام معصوم کو خلیفہ ہارون الرشید نے زہر دیا تھا۔ آپ کا مدفن بغداد ہے جس روز آپ کو زہر دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آج مجھے زہر دیا گیا ہے۔ کل میرا جسم زرد ہو جائے گا۔ اس کے بعد سرخ ہو جائے گا۔ جب جسم سیاہ ہو جائے گا تو میں مر جاؤں گا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔

اولاد امجاد

آپ کے اکتیس بیٹے اور اٹھائیس بیٹیاں تھیں۔ دوسری روایت کے مطابق آپ کے بیس بیٹے اور سترہ بیٹیاں تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اللھم صلی علی محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

ازرہ گذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

---

marfat.com

حضرت امام ابوالحسن علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رح

آں محبوب وحبیب الرحمٰن، مطلوب جملہ موحدان، فانی در ذات مولےٰ امام ابوالحسن علی بن موسےٰ رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ائمہ اہل بیت میں سے آٹھویں امام ہیں۔

آپکی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی نکتم تھا۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ وہ یعنی نکتم حضرت بی بی حمیدہ کی کنیز تھیں۔ حضرت بی بی حمیدہ نے جو امام موسےٰ رضا کی والدہ تھیں ایک رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ اس کنیز کو اپنے بیٹے موسےٰ رضا کو بخش دو۔ اس کے بطن سے جلدی ایک فرزند پیدا ہوگا جو بہترین خلائق ہوگا۔ بی بی نکتم کا بیان ہے کہ جب امام علی رضا میرے بطن میں آئے تو مجھے حمل کا بوجھ بالکل محسوس نہ ہوتا تھا۔ اور نیند میں مجھے تسبیح وتہلیل کی آواز سنائی دیتی تھی۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت بروز جمعہ گیارہ ذوالحج ۱۴۸ھ مدینہ منورہ میں واقع ہوئی ایک روایت کے مطابق ۱۵۳ھ میں ہوئی۔ آپ کا اسم مبارک علی تھا۔ کنیت ابوالحسن اور ابو محمد تھی۔ اور آپ کے القاب رضا، مرتضےٰ، ضامن، اور صابر وغیرہ بہت تھے۔ آپ کی عمر اپنے والد ماجد حضرت امام موسےٰ کاظم کے وصال کے وقت پینتیس سال تھی۔ والد ماجد کے بعد آپ مسند امامت پر متمکن ہوئے۔ آپ نے حق حقائق ومعارف اور کرامات کا اظہار فرمایا اہل بیت میں سے بہت کم کسی سے ظاہر ہوئے ہوں گے مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت حضرت شیخ معروف کرخی کا مسلمان ہونا ہے۔ حضرت شیخ معروف کرخی نے آپ کے ہاتھ پر اسلام لاکر مدت دراز تک آپ کے در پر دربانی کے فرائض انجام دیئے۔ انہوں نے حضرت امام صاحب سے فیض تربیت حاصل کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے

marfat.com

اس کے بعد آپکے حکم سے شیخ معروف کرخیؒ موضع کرخ میں جو بغداد کے مضافات میں ہے رہ کر مسند رشد وہدایت پر متمکن ہوئے۔ حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ مشائخ وقت کے مقتداء اور پیشوا ہوئے۔ حضرت معروف کرخیؒ سے سات خانوادہائے طریقت جاری ہوئے یہ تمام سلاسل آپ کے ذریعے حضرت امام علی رضاؓ تک پہنچ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ختم ہوتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت خواجہ داؤد طائی نے جو حضرت خواجہ حبیب عجمی کے مرید اور خلیفہ تھے ایک خرقہ خلافت حضرت معروف کرخی کو بھی عطا فرمایا۔

خواب کی تعبیر

مراۃ الاسرار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اہل نتاج میں سے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں مسجد نتاج میں جہاں حاجی لوگ جمع ہوتے ہیں بیٹھے دیکھا۔ آپ کے سامنے کھجور کا خوانچہ پڑا ہے آپ نے اس میں سے سترہ کھجور اٹھا کر مجھے عنایت فرمائے۔ میں نے اسکی تعبیر یوں کی کہ ہر دانہ خرما کے بدلے ایک سال زندہ رہوں گا۔ بیعت کے دن میں نے سنا کہ امام علی رضا اس مسجد میں اترے ہیں۔ یہ سن کر میں فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اسی جگہ تشریف رکھتے ہیں جہاں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور اسی طرح آپ کے سامنے کھجور کا خوانچہ پڑا ہے۔ میں نے جاتے ہی سلام عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے پہلے میں خرما کے دانے لے چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائے تو میں بھی دیتا ہوں۔

چڑیا کا ہمکلام ہونا!

شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام علی رضا کے ساتھ بیٹھا تھا کہ اچانک ایک چڑیا نے آکر اپنے آپ کو امام صاحب کے سامنے ڈال دیا۔ وہ آواز نکال رہی تھی اور اضطراب میں تھی۔ امام صاحب نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ چڑیا کیا کہہ رہی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ، اس کا رسولؐ اور ابن رسولؐ

marfat.com

بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ کہتی ہے کہ میرے گھونسلے میں سانپ داخل ہو گیا ہے اور میرے بچوں کو کھانا چاہتا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اٹھو اور اس کے گھونسلے میں سانپ کو مار دو۔ میں نے اٹھ کر دیکھا تو واقعی سانپ گھونسلے کے گرد چکر کاٹ رہا تھا میں نے اسے مار ڈالا۔

آپ کا سندھی زبان میں کلام فرمانا اور ایک لمحہ میں عربی سکھانا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو اسماعیل سندھی نے امام صاحب کی خدمت میں آ کر سندھی زبان میں سلام عرض کیا۔ آپ نے اسے اسی زبان میں جواب دیا۔ اس کے بعد اس نے امام صاحب سے اپنی زبان میں سوالات کیے اور آپ نے اسی زبان میں جواب دیئے اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ میں عربی زبان نہیں جانتا دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر عربی آسان کر دے۔ امام صاحب نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے لبوں پر لگایا جس کی برکت سے وہ فوراً عربی بولنے لگا۔ ابو صلت کہتے ہیں کہ جس ملک سے کوئی شخص آتا تھا آپ اسی زبان میں اس سے کلام فرماتے تھے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ فصیح زبان بولتے تھے۔ آپ کے سامنے نابینا بینا ہو جاتے تھے اور برص جیسی امراض ایک ساعت میں ختم ہو جاتی تھیں۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ میری بیوی حاملہ تھی۔ میں نے امام صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ دعا فرمائیں خدا تعالیٰ فرزند عطا فرما دے آپ نے فرمایا تمہاری بیوی کے بطن میں دو بچے ہیں۔ جب میں واپس جانے لگا تو دل میں خیال آیا کہ ایک کا نام محمد رکھوں گا اور دوسرے کا نام علی آپ نے مجھے آواز دے کر فرمایا کہ ایک کا نام علی رکھو اور دوسری کا نام ام عمرو۔ جب وہ بچے پیدا ہوئے تو ایک لڑکا تھا۔ دوسری لڑکی۔ چنانچہ میں نے ایک کا نام علی رکھا دوسری کا نام ام عمر ایک دن میں نے اپنی ماں سے دریافت کیا کہ ام عمر کیا نام ہے اس نے جواب دیا کہ میری والدہ کا نام ام عمر تھا اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک دن میں امام صاحب کی خدمت میں چند مسائل دریافت کرنے کی خاطر حاضر ہوا۔ وہاں اس وقت لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ میں ان کے پاس

marfat.com

نہ پہنچ سکا چہ جائیکہ سوال کرتا۔ چنانچہ میں متحیر کھڑا تھا کہ اچانک ایک غلام نے اندر سے آ کر مجھے ایک کاغذ دیا اور کہا کہ اے فلاں یہ تمہارے سوالوں کا جواب ہے جب میں نے غور کیا تو میرے انہی سوالات کا جواب تھا۔

مامون الرشید کی عقیدت مندی اور انحراف اور قتل

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے

کہ جب امام موصوف کے کشف و کرامات کا اس قدر اظہار ہوا تو خلیفہ مامون بن ہارون کے دل میں ان کے حق میں اعتقاد پیدا ہوا اور کہنے لگا کہ خلافت آپ کا حق ہے میں آپ کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں۔ لیکن امام صاحب راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ ہمیں اس کی خواہش نہیں ہے۔ لیکن کافی گفت و شنید کے بعد اس نے امام موصوف کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا کہ میرے بعد آپ خلیفہ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اس امر کے متعلق جفر جامع خبر نہیں دیتا کہ صحیح ہو گا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ مامون خلیفہ نے عباسیوں کی سازش سے امام صاحب کو زہر دے دی۔ چنانچہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہٗ اپنی کتاب چہل مجالس میں فرماتے ہیں کہ جب امام علی رضاؓ مامون کی درخواست پر باغ میں تشریف لے گئے اور خلیفہ کے ہاتھ سے چند انگور کے زہر آلود دانے کھائے اور جانتے تھے کہ زہر آلودہ ہیں تو اسی روز آپ کا وصال ہو گیا۔ اس وقت آپ کے فرزند محمد تقی جن کی عمر سات سال تھی بغداد میں تھے آپ نے آن کی آن میں اسے طوس پہنچا دیا اور وصیت فرمائی کہ فلاں جگہ کو کھودنا وہاں سے ایک پتھر برآمد ہو گا کہ جس پر کچھ لکھا ہو گا مجھے اس پتھر کے نیچے دفن کرنا۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب تم بلوغت کو پہنچو میں نے فلاں درخت کے نیچے ایک امانت رکھی ہے وہاں جا کر اس کو باہر نکالنا۔ وہ امانت کتاب جعفر جامع ہے جو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے لکھی تھی اس کے اندر غیب کے رموز درج ہیں اور اس کتاب کو کوئی شخص نہیں پائے گا سوائے اس کے جو امام ہے اور یہ بھی لازم نہیں کہ امام ہر وقت حاضر ہوا اور وہ کتاب درجہ بدرجہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہٗ کے فرزندوں کو پہنچتی رہے گی۔ اور امام حسینؓ کے سوا کوئی نہ ہو گا۔

marfat.com

اور اس وقت وہ کتاب اور چند اور چیزیں جو انبیا علیہم سے ملی ہیں پوشیدہ ہیں۔ جب امام مہدیؑ ظاہر ہوں گے ان کو مل جائیں گی۔ ختم ہوا۔

شیخ علاؤالدولہ سمنانی کا بیان:۔ امام موصوف کے کرامات اس قدر ہیں کہ اس مختصر کتاب میں بیان نہیں ہو سکتے۔

مراۃ الاسرار میں کتاب منتخب التواریخ سے نقل درج کی گئی ہے کہ امام موصوف کا وصال ماہ صفر کے آخر ۲۰۳ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک طوس میں ہے جو آج کل مشہد کے نام سے مشہور ہے۔ مراۃ الاسرار میں کتاب حبیب السیر سے منقول ہے کہ امام موصوف کی وفات کے متعلق دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کا وصال ماہ رمضان سن مذکور میں ہوا۔ اور وہ خلیفہ مامون کا عہد حکومت تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کا وصال ۲۰۸ھ میں ہوا۔ امام برحق کے پانچ فرزند اور ایک دختر۔ ایک روایت کے مطابق چار فرزند اور ایک دختر۔ ایک اور روایت میں ہے کہ سوائے امام تقیؒ کے آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

از رہگذرِ خاکِ سرکوئے شما بود　　　ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

marfat.com

حضرت امام ابو جعفر محمد تقی رض بن امام علی رضا رض

پیدائش و کرامات

آں عزیق بحرِ وصال، شاہد تجلیاتِ ذوالجلال، ولی مادر زاد، حضرت امام ابو جعفر محمدؒ بن علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ائمہ اہل بیت کے نانویں امام ہیں۔ آپ کا اسم گرامی محمدؐ ہے۔ آپ کی کنیت اور نام امام محمدؐ باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے موافق ہے۔ اس وجہ سے آپ کو ابو جعفر ثانی کہتے ہیں۔ آپ کے القاب تقی اور قانع ہیں۔ آپ کی والدہ کا اسم گرامی ریحان یا سکینہ یا خیزران تھا۔ آپ کی ولادت بروز جمعہ ۵ یا ۱۷ ماہ رمضان (بروایت مراۃ الاسرار)۔ اور شواہد نبوت کی روایت کے مطابق ۱۱ رجب ۱۹۷ھ کو مدینہ میں واقع ہوئی۔ آپ کی عمر اپنے والد ماجد کے وصال کے وقت سات سال اور چند ماہ تھی۔ چنانچہ سات سال کی عمر میں آپ مسند خلافت پر بیٹھے۔ السعید من سعد فی بطن امہا۔ (سعید جو اپنی ماں کے پیٹ میں سعید ہوتا ہے) آپ کے کمالات و کرامات حدِ تحریر سے باہر ہیں۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ امام تقی رض صغیر سنی میں علم و ادب اور فضل میں اس قدر ترقی کر چکے تھے کہ اُس زمانے میں کسی کو ایسے ظاہری و باطنی کمالات حاصل نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ مامون بن ہارون الرشید آپ پر فریفتہ تھا۔ اور اپنی لڑکی ام فضل کا عقد نکاح امام صاحب کے ساتھ کر کے آپ کے ہمراہ مدینہ منورہ بھیج دیا تھا۔ اور ہر سال ایک ہزار دینار اُن کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ ایک دفعہ آپ مدینہ جا رہے تھے۔ جب کوفہ پہنچے شام کے وقت مسجد میں قیام فرمایا۔ مسجد کے صحن میں ایک درخت تھا جو ابھی بارور نہیں ہوا تھا۔ آپ نے پانی کا کوزہ منگوا کر درخت کے نیچے وضو کیا اور شام کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی۔ اس کے بعد آپ اس درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ آپ کے بیٹھتے ہی درخت باردار ہو گیا اور لوگوں نے تازہ اور میٹھی مویز (کشمش) تبرک کے طور پر حاصل کیا اور کھایا۔

شواہد نبوت میں لکھا ہے کہ اصحاب سلف میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں،

marfat.com

عراق میں تھا اور سنا کہ ملک شام میں کسی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس وجہ سے اُسکے پاؤں میں جولان لگا کر فلاں جگہ قید کر رکھا ہے۔ میں نے وہاں پہنچکر دربانوں کو کچھ دیا اور اس کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی عقل وفہم بحال ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں ملکِ شام میں اُس مسجد کے اندر عبادت کر رہا تھا۔ جہاں لوگوں کے کہنے کے مطابق حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لٹکا یا گیا تھا۔ ایک رات میں قبلہ رو ہو کر عبادت میں مشغول تھا کہ اچانک میرے سامنے ایک شخص ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اُٹھو۔ میں اٹھکر اس کے ساتھ ہو لیا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ میں نے اپنے آپ کو مسجد کوفہ میں پایا۔ اُنہوں نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کون سی جگہ ہے۔ میں نے کہا ہاں یہ مسجد کوفہ ہے۔ اس کے بعد وہ نماز میں کھڑے ہو گئے اور میں بھی نماز پڑھنے لگا۔ نماز سے فارغ ہو کر جب وہ باہر آئے تو میں بھی اُن کے ساتھ آیا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد ہم نے اپنے آپ کو مسجد نبویؐ (مدینہ) میں پایا۔ ہم نے روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کر کے نماز پڑھی۔ اس کے بعد وہ باہر تشریف لے گئے اور میں بھی اُن کے ساتھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ ہم نے طواف کیا۔ طواف کے بعد ہم باہر آئے اور وہ مجھ سے غائب ہو گئے۔ اور میں نے اپنے آپ کو شام میں اپنی پہلی جگہ پر پایا جہاں عبادت میں مشغول تھا۔ اس سے مجھے بہت حیرت ہوئی۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ بزرگ کون تھے۔ چنانچہ دوسرے سال اُسی وقت وہی بزرگ ظاہر ہوئے اور مجھے ساتھ لے کر ان تمام مقامات پر گئے جہاں گزشتہ سال گئے تھے اور وہی کچھ کیا کہ اسوقت کیا تھا۔ جب مفارقت کا وقت آیا تو میں نے ان کو قسم دے کر کہا کہ آپ کون ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میں محمد بن علی بن موسےٰ بن جعفر ہوں۔ دوسرے دن جو لوگ مجھ سے عناد رکھتے تھے میں نے یہ قصہ اُن سے بیان کیا۔ رفتہ رفتہ یہ بات ولایت شام کے حکمران تک پہنچ گئی۔ اور انہوں نے مجھ پر یہ الزام لگا دیا کہ تم نبوت کا دعویٰ کرتے ہو چنانچہ وہ مجھے قید کر کے یہاں لائے ہیں میں نے حاکم شام کے پاس ایک رقعہ لکھ کر سارا حال بیان کیا۔ اس نے رقعہ کی پشت پر یہ لکھکر واپس کر دیا کہ جس شخص نے تم کو ایک ہی رات میں شام

marfat.com

سے کوفہ، کوفہ سے مدینہ، مدینہ سے مکہ اور مکہ سے واپس شام پہنچا دیا اس سے کہو کہ ہماری قید سے تجھے رہا کرائے۔ یہ بات مجھ پر بہت گراں گزری اور میں بے حد مغموم ہوا۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ جب میں دوسرے دن اس قیدی کو دیکھنے گیا تو وہاں سب سپاہی اور پہرہ دار پریشان تھے۔ جب میں نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ وہ قیدی جس نے نبوت کا وعدہ کیا تھا رات غائب ہو گیا ہے۔ معلوم نہیں اُسے زمین نے اپنے پیٹ میں لے لیا ہے یا پرندے آسمان پر اڑا کر لے گئے ہیں۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب خلیفہ مامون فوت ہوا تو امام موصوف نے فرمایا کہ میری وفات مامون کی وفات کے تین ماہ بعد ہوگی۔ چنانچہ یہی ہوا کہ مامون کی وفات کے تین ماہ بعد امام صاحب کا بھی وصال ہو گیا۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے ایک دوست کے ساتھ سفر کا ارادہ کیا۔ جب امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ آج مت جاؤ۔ کل چلے جانا۔ لیکن میرے دوست سے صبر نہ ہو سکا وہ سفر پہ روانہ ہو گیا اور میں وہیں رک گیا۔ رات کو وہ ایک وادی میں ٹھہرا جہاں ایسا سیلاب آیا کہ وہ غرق ہو گیا۔ غرضیکہ آپ کے کرامات اسقدر ہیں کہ اس مختصر سی کتاب میں نہیں آسکتے۔

وصال

"مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ آپ کا بروز سہ شنبہ ۶ ماہ ذی الحج ۲۲۰ھ خلیفہ معتصم کے عہد حکومت میں وصال ہوا۔ آپ کی عمر پچیس سال اور مدتِ امامت سترہ سال تھی۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ خلیفہ معتصم نے آپ کو زہر دے کر شہید کیا۔ آپ کا مزار مبارک بغداد میں اپنے جدامجد حضرت امام موسےٰ کاظمؓ کے مزار کے پاس ہے۔ امام محمد تقیؓ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھیں۔ لیکن حبیب السیر کی روایت کے مطابق آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

حضرت امام ابوالحسن علی الہادی بن محمد رضی اللہ عنہ

آں عارف حقائق اشیاء کماہی، مخصوص بعلوم حضرت رسالت پناہی حضرت امام ابوالحسن علی الہادی بن محمد رضی اللہ عنہ ائمہ اہل بیت، میں سے دسویں ہیں۔ آپکی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی شمامہؒ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ اُم الفضل بنت مامون الرشید ہیں۔ آپ کی ولادت بتاریخ ۱۲ رجب ۲۱۴ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۵ ذوالحج ۲۲۸ھ کو مدینہ منورہ میں واقع ہوئی۔ آپ کا اسم مبارک اور کنیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امام علی رضاؒ کی طرح ہے۔ اس وجہ سے آپ کو ابوالحسن ثالث کہتے ہیں۔ آپ کے القاب نقی، ہادی، عسکری، ناصح، متوکل، فتاح اور مرتضیٰ ہیں۔ امام ابوالحسن علی نقی کی عمر اپنے والد ماجد کے وصال کے وقت چھ سال کی تھی کہ مسند امامت پر بیٹھے۔ آپ سے اس قدر کرامات کا ظہور ہوا کہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ "مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ وہ علوم لاتمنا ہی جو خاندان اہلبیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے ہر فرزند عالی مقام پر مسندِ امامت پر بیٹھتے ہی فوراً منکشف ہو جاتے تھے۔ آنحضرت کی حدیث الائمہ الا ئمۃ من بعدی اثنی عشر خلیفتی (میرے بعد بارہ امام خلافت کریں گے) کے مطابق بارہ سال تک یہ سنت جاری رہی۔ "مراۃ الاسرار" میں حبیب السیرؒ سے منقول ہے کہ جب امام علی نقیؓ سے صغیر سنی میں قسم قسم کے کرامات و کمالات ظاہر ہونے لگے تو مخلوق خدا کا آپ کے گرد اژدہام ہونے لگا۔ اس کو دیکھ کر خلیفہ بنی عباس متوکل کے دل میں وہم پیدا ہوا اور اس نے حکم دیا کہ امام نقیؓ کو مدینہ منورہ سے پچاس کوس دور عراق کے علاقہ سرمن رائے میں مقام سامرہ پر رکھا جائے۔ جب امام موصوف کا سامرہ میں ایک خراب جگہ پر قیام کرایا گیا تو آپ کے ایک دوست صالح بن سعید نے آپ کے پاس آکر عرض کیا کہ اے ابن رسولؐ ان لوگوں نے آپ کے خاندان سے نفرت کی وجہ سے آپ کو اس ویرانے میں قید کر رکھا ہے تو آپ نے فرمایا اے ابن سعید تم ابھی اس مقام میں ہو) یہ کہہ کر آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا تو خوش وخرم باغات، بہتی ہوئی نہریں،

marfat.com

اور بلند محلات اور مکانات ظاہر ہوگئے۔ یہ دیکھکر اس کو حیرت ہوئی۔ امام صاحب نے فرمایا اے ابن سعید ہم جہاں ہوتے ہیں یہ چیزیں ہمارے ساتھ ہوتی ہیں ہیں غیر آباد دیرانے میں نہیں ہوں۔

شیر کی تصویر کا زندہ ہو جانا

"شواہد النبوت" میں لکھا ہے کہ ہندوستان سے ایک مداری آیا اور خلیفہ متوکل کو اپنے فن کے عجیب وغریب کرشمے دکھایا کرتا تھا متوکل نے اس سے کہا کہ اگر تو کوئی ایسا کرشمہ دکھائے کہ جس سے امام علی نقیؑ کو سراسیمگی ہو تو میں تجھے ایک ہزار دینار انعام دوں گا اس نے کہا بہت اچھا۔ جب امام موصوف متوکل کی مجلس میں پہنچے تو وہ مداری آکر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ اور اپنے کمال کا مظاہرہ کرنے لگا۔ امام موصوف اس سے جسقدر بے پروائی سے پیش آئے۔ وہ بازنہ آتا تھا جس پر حاضرین مجلس ٹھٹھا مذاق کرنے لگے۔ اس مجلس میں ایک چادر لٹکی ہوئی تھی جس پر شیر کی تصویر تھی امام صاحب نے اس شیر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مداری کو پکڑو آپ کے اشارے سے شیر میں جان آگئی۔ اس نے ایک چھلانگ لگا کر مداری کو پکڑ لیا اور خلیفہ متوکل نے امام صاحب سے بہت درخواست کی کہ اس کی جان رہائی کرائی جائے لیکن کچھ بن نہ پڑا اور شیر اُسے ہلاک کر کے باہر چلا گیا۔ اس کے بعد اس کو کسی نے نہ دیکھا۔

اُسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی نے آپ کو گھر پر بلایا۔ آپ اس کے پاس سرمن رائے کے قریب ایک گاؤں تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ قید ہوگیا ہے۔

marfat.com

چنانچہ اُسی روز شام کے وقت وہ قید سے رہا ہو کر اپنے گھر پہنچ گیا گھر پہنچ کر اپنے دل میں خیال آیا کہ خرچ کے لیے کچھ نہیں ہے کیا کروں۔ امام صاحب کو اس کے دل کی بات معلوم ہو گئی اور آپ نے فوراً اس کے پاس چند دینار بھیج دیئے اور یہ بھی فرمایا کہ آئندہ تجھے جو ضرورت پیش آئے مجھ سے طلب کرنا اور شرم نہ کرنا۔ انشاء اللہ تعالےٰ تیری ضرورت پوری ہو جائے گی۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شخص نے امام عسکری کی خدمت میں حاضر ہو کر فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ آپ نے چابک ہاتھ میں لے کر زمین پر مارا جس سے زمین میں سے پانچ سو دینار برآمد ہوئے اور آپ نے اس کے حوالہ کر دیئے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کے ہاتھ میں دنیا کے خزانوں کی چابی دے رکھی تھی۔ آپ جو کچھ چاہتے تھے حاصل کر لیتے تھے۔ غرضیکہ آپ کی کرامات احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

وصال

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ آپ کا وصال جمعہ کے دن ۸ ربیع الاول یا ربیع الآخر ۲۶۰ھ کو خلیفہ بنی عباس معتمد کے عہد میں ہوا تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ خلیفہ معتمد نے آپ کو زہر دیا تھا۔ آپ کا مزار سر من رائے کے قریب سامرہ نامی گاؤں میں اپنے والد ماجد امام علی نقی کے مزار مبارک کے قریب ہے آپ کی عمر شریف ایک قول کے مطابق ۲۹ سال اور دوسرے قول کے مطابق ۲۸ سال تھی اور امامت کی مدت ایک روایت کے مطابق سات سال اور دوسری کے مطابق چھ سال تھی۔

آپ کا ایک فرزند ارجمند تھا جو امام مہدی ہوں گے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود — ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

حضرت امام ابو محمد حسن عسکری بن علیؓ

آں رافع اعلام ہدایت ناصب رایات ولایت، کاشف اسرار خفی وجلی امام ابو محمد حسن بن علی رضی اللہ عنہ، ائمہ اہل بیت کے گیارہویں امام ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سوسن تھا۔ آپ کی ولادت بروز دوشنبہ بتاریخ دس ماہ ربیع الاوّل یا ربیع الآخر ۲۳۱ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۱۳۲ھ مدینہ میں واقعہ ہوئی۔ آپ کا اسم مبارک اور کنیت حضرت امام حسن بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرح ہے۔ آپ کے القاب ذکی، عسکری، خالص، اور سراج ہیں۔ آپ کی عمر اپنے والد ماجد حضرت امام علی نقی کے وصال کے وقت ۲۳ سال تھی اور دوسری روایت کے مطابق ۲۲ سال تھی کہ مسند امامت پر بیٹھے۔ آپ کے کرامات اور کمالات بے شمار ہیں۔

شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ محمد بن ابراہیم بن موسےٰ بن جعفر روایت کرتے ہیں کہ ہماری روزی بہت تنگ تھی۔ میرے والد نے کہا آؤ امام ابو محمد عسکری کی خدمت میں چلتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہمیں پانچ سو درہم دے دیئے تو خورد و نوش کا سامان خرید کر کوہستان میں چلے جائیں گے اور میرے دل میں خیال آیا کہ اگر انہوں نے مجھے تین ہزار درہم دے دیئے تو میری ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ چنانچہ ہم آپ کے گھر کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ ہم وہاں پہنچے ہی تھے کہ اندر سے ایک خادم نے آ کر کہا کہ علی بن ابراہیم اور اس کا بیٹا محمد اندر آجائیں ہم نے جا کر سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اے علی اتنی دیر تم کس وجہ سے ہمارے پاس نہیں آئے۔ میرے والد نے عرض کیا کہ یاسیدی! مجھے شرم آتی تھی کہ آپ کی خدمت میں آ کر یہ عرض کرتا۔ اس کے بعد جب ہم رخصت ہونے لگے تو خادم نے میرے والد کو پانچ سو درہم کا تھیلہ اور مجھے تین ہزار درہم کا تھیلہ ہاتھ میں دے دیا۔ اس کے بعد خادم نے کہا کہ اس سے اپنا سامان خرید و لیکن کوہستان کی طرف نہ جانا۔ اس کی بجائے فلاں جگہ پر جاؤ اور کام کرو تمہیں کافی فائدہ ہو گا۔ چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق میں اسی مقام پر گیا۔ شادی کی

marfat.com

اور اسی روز مجھے دو ہزار دینار مل گئے۔

شواہد النبوت میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک آدمی کا بیان ہے کہ میں نے امام صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھ کر چند مسائل دریافت کئے۔ اس وقت میرے دل میں یہ خیال بھی آیا کہ سر کے چوتھائی حصے میں درد کا علاج بھی طلب کروں لیکن لکھنا بھول گیا۔ آپ نے میرے خط کا جواب دیا اور تمام مسائل کا جواب لکھنے کے بعد یہ بھی تحریر فرمایا تم سر کے درد کا علاج پوچھنا بھول گئے اس کا علاج یہ ہے کہ قُلْ یَا نَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر بیمار کے گلے میں ڈال دو۔ چنانچہ میں نے یہ کام کیا اور بیمار کو شفا ہو گئی۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک خوب صورت جوان اندر آیا۔ میں نے دل میں کہا یہ کون ہے امام ذکی نے فرمایا یہ ام خانم کا لڑکا ہے ام خانم ایک عورت ہے جو سنگ پارہ پر مہر لگاتی ہے ہمارے آبا و اجداد کی مہریں بھی اس نے تیار کی تھیں یہ اب میری مہر لگوانے کیلئے آیا ہے یہ کہہ کر آپ اس جوان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ سنگ پارہ نکالو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی اور آپ نے اس پر اپنی مہر رکھ دی جس سے آپ کا اسم گرامی ابوالحسن بن علی نمودار ہو گیا اس کے بعد جب وہ جوان باہر آیا تو میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے پہلے بھی کبھی آپ سے ملاقات کی تھی اس نے کہا واللہ! مجھے عرصہ سے آپ کی زیارت کی آرزو تھی کہ اچانک ایک آدمی آیا جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اس نے کہا اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔ میں اس کے ساتھ چل کر یہاں آیا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک آدمی خلیفہ کی قید میں تھا۔ اس نے قیدی کی مشقت سے تنگ آ کر امام عسکری کی خدمت میں عریضہ لکھا لیکن شرم کے مارے اپنے دل کی بات ظاہر نہ کر سکا۔ جب وہ خط امام موصوف کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے جواب میں لکھا کہ آج شام کی نماز کے وقت اپنے گھر پہنچ جاؤ گے۔ وہ کسی اور گاؤں میں چلا گیا ہے۔ آپ اس کے پیچھے گئے اور ملنے پر دریافت فرمایا کہ کیا کام ہے اس نے عرض

marfat.com

کیا کہ میں نے بہت بڑا قرض ادا کرنا ہے کہ جس کی ادائیگی سے عاجز آگیا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے سوا مجھے کوئی شخص اس بار گراں سے نجات نہیں دلا سکتا آپ نے فرمایا فکر مت کرو دوسری صبح آپ نے اعرابی سے فرمایا کہ میں تم کو ایک بات کہوں گا۔ اس کا انکار ہرگز نہ کرنا۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ آپ نے اسے ایک رقعہ دیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے اس قدر قرض فلاں اعرابی کو ادا کرنا ہے۔ رقعہ لکھ کر اعرابی سے کہا کہ میں گھر جاتا ہوں تم یہ رقعہ لے آنا اور مجھ سے رقم طلب کرنا اور مجھ سے سخت کلامی بھی کرنا۔ قرارداد کے مطابق اعرابی نے دوسرے دن آپ کی خدمت میں آکر رقم طلب کی امام صاحب نے فرمایا کچھ دیر ٹھہرو رقم ادا کر دوں گا لیکن اس نے سخت کلامی شروع کر دی اس بات کی خبر رفتہ رفتہ خلیفہ متوکل تک پہنچ گئی۔ اس نے حکم دیا کہ امام صاحب کے پاس تیس ہزار درم بھیج دیئے جائیں۔ جب یہ رقم آپ کے پاس پہنچی تو آپ نے اعرابی کو بلا کر اس کے حوالہ کر دی اور فرمایا کہ لو اپنا قرض ادا کرو اور جو کچھ بچ جائے اسے اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا۔

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ خلیفہ متوکل نے ایک مکان میں مرغی خانہ بنایا ہوا تھا جو شخص وہاں جاتا مرغیاں اس قدر شور مچاتی تھیں کہ اور کوئی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ لیکن جب امام صاحب وہاں جاتے تھے تو وہ خاموش ہو جاتی تھیں جب آپ باہر چلے جاتے تو پھر شور مچانے لگتی تھیں۔

اس کتاب میں ایک اور روایت یہ ہے کہ ایک شخص نے امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر کوفہ کے قاضی کی شکایت کی کہ مجھے تنگ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تین دن اور صبر کر لو۔ چنانچہ تین دن کے بعد قاضی کی معزولی کا حکم آگیا۔

کتاب مذکور میں یہ بھی درج ہے کہ ایک شخص نے آپکی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میری بیوی حاملہ ہے۔ آپ دعا کریں کہ لڑکا پیدا ہو۔ آپ نے فرمایا لڑکا ہوگا اور اس کا نام محمد رکھنا۔ چند روز کے بعد اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور اس کا

marfat.com

نام محمد رکھا گیا آپ کے کرامات اس قدر ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔

وصال صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ بروز شنبہ آخر ماہ جمادی الثانی اور دوسری روایت کے مطابق ۲/ماہ رجب ۲۵۴ھ کو خلیفہ مستنصر بن متوکل کے عہد میں آپ کا وصال ہوا بعض مورخین کا خیال ہے کہ خلیفہ مستنصر نے آپ کو زہر دے کر شہید کیا آپ کا مدفن علاقہ سرمن رائے کے گاؤں سامرہ میں واقعہ ہے آپ کی عمر چالیس سال اور مدت امامت ۳۴ سال اور چند ماہ تھی۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد ازرہگذرِ خاکِ سرِکوئے شما بود۔

marfat.com

حضرت امام ابوالقاسم محمد بن حسن مہدیؓ

آں مطلع انوار سرمدی، خاتم ولایت محمدی، مجدد دین پاک احمدی امام برحق ابوالقاسم محمد بن حسن مہدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ائمہ اہل بیت کے بارہویں امام ہیں۔ آپ کی ولادت شب جمعہ ۱۱ / شعبان ۲۵۵ھ اور شواہد النبوت کی روایت کے مطابق ۲۳ / رمضان ۲۵۸ھ کو بمقام سرمن سرائے واقعہ ہوئی۔ آپکی والدہ کا اسم گرامی نرجس تھا۔ بعض کے نزدیک سوسن اور بعض کے نزدیک صقیل تھا بارہویں امام کا اسم شریف اور کنیت حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہے آپ کے القاب مہدی، حجۃ، قائم، منتظر، صاحب زمان، اور خاتم ائمہ اثنےٰ عشرہ ہیں۔ آپ کی عمر اپنے والد ماجد امام عسکری کے وصال کے وقت پانچ سال تھی کہ مسند امامت پر متمکن ہوئے جس طرح حق تعالےٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا کو حالت طفولیت میں حکمت عطا فرمائی تھی اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بچپن ہی میں بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا آپ کو بھی صغیر سنی میں منصب امامت سے نوازا۔ آپ کے کرامات اور کمالات اس قدر ہیں کہ اس مختصر سی کتاب میں ان کی گنجائش نہیں۔

شاندار ولادت

شواہد النبوت میں مولانا عبدالرحمٰن جامی حضرت امام علی نقی کی ہمشیرہ حضرت بی بی حلیمہ سے جو حضرت امام عسکری کی پھوپھی تھیں روایت نقل کرتے ہیں کہ حسن عسکری نے مجھ سے کہا آج رات ہمارے گھر قیام کریں ہمیں حق تعالےٰ فرزند عطا فرمائیں گے۔ میں نے کہا۔ بیٹے بچہ کیسے پیدا ہوگا آپ کی اہلیہ نرجس میں تو حمل کی علامت نظر نہیں آتی انہوں نے کہا پھوپھی جان نرجس میں موسےٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرح حمل کی کوئی علامت ظاہر نہ ہوگی۔ چنانچہ اس رات میں وہاں رہی۔ آدھی رات کے بعد میں نے اٹھ کر نماز تہجد ادا کی، نرجس نے بھی تہجد پڑھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اب تو صبح ہونے والی ہے جو کچھ حسن عسکری نے کہا تھا پورا نہ ہوا۔ یہ خیال آیا ہی تھا کہ حسن

marfat.com

عسکری نے دور سے آواز دے کر کہا کہ پھوپھی جان جلدی نہ کریں اور نرجس کے پاس بیٹھی رہیں۔ چنانچہ میں ان کے پاس گئی کیا دیکھتی ہوں کے ان کے جسم پر لرزہ طاری ہے۔ میں نے ان کو اپنے سینے سے لگایا اور قل ھو اللہ احد۔ انا انزلنا اور آیۃ الکرسی پڑھ کر ان پر دم کیا۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ جو کچھ میں پڑھتی رہی وہی کچھ ان کے پیٹ کے اندر بچہ پڑھ رہا تھا۔ اس کے بعد پورا گھر روشن ہو گیا۔ بچہ پیدا ہوا میں نے خدا تعالے کو سجدہ کیا اور بچے کو اٹھالیا۔ حسن عسکری نے آواز دی۔ کہ پھوپھی جان بچے کو میرے پاس لاؤ۔ جب میں بچے کو ان کے پاس لے گئی تو انہوں نے اسے گود میں لے لیا اور اپنی زبان ان کے منہ میں دینے کے بعد فرمایا کہ اے میرے بیٹے اللہ کے حکم سے میرے ساتھ بات کرو۔ بچے نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر قرآن مجید سے دو تین آیات پڑھیں۔

شواہد النبوت میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب امام مہدی پیدا ہوئے تو دو زانوں ہو کر انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا الحمد للہ رب العلمین اس کتاب میں بی بی حلیمہ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے کہ بچے کی پیدائش کے بعد سبز رنگ کے پرندوں نے ہمیں گھیر لیا۔ میں نے حسن عسکری سے پوچھا کہ یہ پرندے کیا ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ جبرائیل اور دیگر ملائکہ رحمت ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ بچے کو اس کی والدہ کے پاس لے جاؤ۔ وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ بچہ ناف زدہ اور ختنہ شدہ تھا اور اس کے دائیں پہلو پر یہ لکھا تھا۔ جاء الحق و ذھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ (حق آیا اور باطل رخصت ہوا بے شک باطل بھاگ جانے والا ہے)

شواہد النبوت میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکری کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد خلیفہ اور امام کون ہو گا۔ آپ اندر چلے گئے اور بچے کو کندھے پر بٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے بچہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا چودھویں کا چاند ہے۔ اس وقت

marfat.com

ان کی عمر تین برس تھی۔ امام حسن عسکری نے اس شخص سے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کے ہاں مکرم نہ ہوتے تو میں تجھے یہ بچہ نہ دکھاتا اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور اس کی کنیت آنحضرت کی کنیت ہے۔ یہ بچہ دنیا میں اس وقت عدل قائم کرے گا جب ظلم وستم کا دور دورہ ہو گا۔

امام موصوف کے قتل سے خلیفہ معتمد عاجز آگیا

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسن عسکری کا وصال ہوا تو خلیفہ معتمد بن عباس نے دو آدمیوں کو حکم دیا کہ سامرہ کی طرف جاؤ اور امام کے گھر میں جو کچھ ہو لے آؤ اور ان کے گھر کا جو فرد ملے اس کا سر کاٹ کر لے آؤ چنانچہ وہ آدمی ان کے گھر آئے وہاں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا۔ پردہ اٹھا کر دیکھا کہ ایک تیز دریا بہہ رہا ہے اور سطح آب پر مصلے بچھائے ایک نہایت ہی خوب صورت جوان کھڑا نماز پڑھ رہا ہے اور ان دو آدمیوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا ان میں سے ایک نے چھلانگ لگائی تاکہ وہاں تک پہنچ جائے لیکن غوطے کھانے لگا اور آہ و فریاد کی۔ دوسرے آدمی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اب وہ حیران تھے کہ کیا کریں۔ انہوں نے امام صاحب کے سامنے معذرت کی کہ ہم اپنی خوشی سے نہیں آئے بلکہ خلیفہ کے حکم سے آئے۔ لیکن انہوں نے کوئی توجہ نہ کی۔ آخر انہوں نے معتمد کے پاس جا کر ماجرا بیان کیا۔ یہ سن کر معتمد بھی حیران ہوا لیکن ان کو حکم دیا کہ یہ راز کسی کے سامنے فاش نہ کرنا۔

کیا امام مہدی موعود وہی امام محمد بن امام حسن عسکری ہوں گے؟

مراۃ الاسرار میں کتاب حبیب السیر سے روایت نقل کی گئی ہے کہ امت محمدیہ کے تمام فرقوں کے علماء بزرگوار اور فضلائے عالی مقدار کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ظہور امام مہدی ضرور ہو گا اور امام عالی مقام کے حسن اہتمام اور اجتہاد سے دنیا عدل وانصاف سے پُر ہو جائے گی۔ لیکن اس بات پر اختلاف ہے کہ

marfat.com

آیا امام مہدی موعود وہی امام حسن عسکری کے فرزند ہوں گے کہ بنی فاطمہ میں کوئی اور شخص ہوگا۔ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ شخص آل رسول یعنی اولاد فاطمہ میں سے ہوگا جو آخر زمان میں پیدا ہوگا۔ امام محمد بن حسن عسکری امام مہدی نہ ہوں گے چنانچہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہٗ اپنی کتاب عروۃ الوثقیٰ میں لکھتے ہیں کہ جسوقت امام محمد بن حسن عسکری لوگوں کی نظر سے غائب ہوئے تو پہلے وہ حلقۂ ابدال میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد مدارج میں ترقی ہوئی تو آپ قطب اعلیٰ کے مقام پر پہنچ گئے اور اسی مقام پر وصال فرمایا اور مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہُوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ لیکن مذہب امامیہ اثنیٰ عشرہ یہ ہے کہ امام مہدی موعود وہی امام محمد بن عسکری ہوں گے۔ ان کا وصال نہیں ہُوا بلکہ سرمن رائے کے مقام میں مخفی ہوگئے تھے۔ جب مشیت ایزدی ہوگی ان کا ظہور ہوگا۔

مراۃ الاسرار میں یہ بھی لکھا ہے کہ فرقہ امامیہ کے نزدیک امام محمد بن حسن عسکری کے مرتبہ غیب ہوئے۔ ایک غیبت قصریٰ یعنی مختصر غائب ہونا۔ یعنی آپ کے سامرہ میں مخفی ہوجانے سے انقطاع سفارت تک۔ دوسری غیبت طویل یعنی طویل عرصہ کے لئے غیب ہونا جو انقطاع سفارت سے لے کر آخر زمان تک جب آپ اللہ کے حکم سے آپ کا دوبارہ ظہور ہوگا۔ سفارت سے یہ مراد ہے کہ عارضی طور پر مخفی ہوجانے کے دوران آپ کے یکے بعد دیگرے چند سفیر تھے جن کے ذریعے آپ مخلوق خدا کی حاجت روائی کرتے رہے۔ اس اثنا میں آپ سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا۔ جن کا ذکر روضۃ الصفاء اور حبیب السیر میں کثرت سے موجود ہے یہ سفارت ایک شخص علی بن محمد پر ۳۲۶ھ میں ختم ہوئی اس کے بعد کسی سفیر نے امام موصوف کو نہ دیکھا نہ آپ کا کلام سنا۔

ایک فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی آخر الزمان حضرت عیسےٰ بن مریم ہوں گے۔ لیکن یہ روایت بہت ضعیف ہے اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر صحیح اور متواتر احادیث میں امام مہدی آخر الزمان کا بنی فاطمہ سے ہونا ثابت

marfat.com

ہے اور یہ کہ عیسٰے بن مریم ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے تمام عارفان صاحب تمکین اس بات پر متفق ہیں۔ چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں مفصل لکھا ہے کہ امام مہدی آخرالزمان آل رسول صلی اللہ اور آل فاطمۃ زہرا سے ہوں گے۔ آپ کا اسم گرامی، رسول اللہ کا اسم ہوگا اور تین سو ساٹھ رجال اللہ کامل آپ کے ہمراہ ہوں گے۔ آپ روئے زمین کو ظلم و ستم سے پاک کر دیں گے۔ الی آخرہٖ۔

کتاب مقصد اقصٰے میں لکھا ہے کہ شیخ سعد الدین حموی قدس سرہٗ نے امام مہدی آخرالزمان کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس میں ایسی علامات بیان کی گئی ہیں کہ اور کسی میں نہ ہوں گی۔ جب آپ کا ظہور ہوگا ولایت آشکارا ہو جائے گی اور اختلاف مذاہب، ظلم، بدخوئی، وغیرہ مٹ جائیں گی ولایت مطلق محمدی آپ پر ختم ہو جائے گی۔ یہ ہے جو تمام مصنفین نے امام محمدی صاحب الزمان کے متعلق لکھا ہے اور اس فقیر راقم الحروف کو اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ان کا تعلق فرقہ ناجیہ اہلِ سنت وجماعت سے ہے معلوم نہیں کس وجہ سے انہوں نے رافضیوں کی روایات نقل کی ہیں۔ جو مردود کونین ہی ممکن ہے ان علمائے اہل سنت وجماعت کے پاس اپنے اکابر کی کوئی روایات نہ تھیں یا روافض کی روایات نقل کرنے میں ان کی نیت خیر تھی لیکن نیت کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے یہ فقیر جو فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کا کمترین فرد ہے عرض پرداز ہے کہ حق بات یہ ہے کہ مہدی موعود وہ ایسا شخص ہوگا جو اولاد فاطمہ میں سے آخرالزمان میں پیدا ہوگا اور جو کچھ روافض کی طرف سے اس بارے میں کہا گیا ہے سب باطل محض ہے۔

اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدٍ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد
از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود

marfat.com

غوث الاعظم سیّدنا محیؔ الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رح

شجرہ نسب آں محو در شہود ذات حضرت اللہ، واقف رموز لی مع اللہ، قائل قدمی علی ارقاب اولیاء اللہ، مبرا از التفات ماسوی اللہ غوث ساکنان ارض وسماء، محرم اسرار وعلوم ما اوحی، مخصوص کلام ربانی امام الثقلین سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ائمہ اہل بیت کے سترہویں امام ہیں۔ آپ کا اسم گرامی عبدالقادر ہے کنیت ابومحمد اور لقب محی الدین ہے آپ اپنے والد ماجد کی جانب سے حسنی ہیں۔ چنانچہ آپ سلسلہ نسب اس طرح ہے حضرت غوث الثقلین سیّد محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی بن سید ابی صالح موسےٰ جنگی دوست۔ بن ولی ولی عبداللہ، بن یحییٰ زاہد، بن شاہ محمد سیف اللہ رومی بن شاہ داؤد سیف اللہ بن سید موسیٰ الثانی بن سید عبداللہ المعروف شیخ صالح بن سید ابوالحسن موسےٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن مثنیٰ بن امیرالمومنین امام حسن بن امیرالمومنین امام المتقین اسداللہ الغالب، حضرت علی ابن ابی طالب والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ حسینی ہیں۔ چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ ام الخیر بی بی فاطمہ بنت ابی عبداللہ صومعی، بن ابوجمال سید محمد بن ابوطاہر بن ابوعطا سید عبداللہ بن ابوکمال سید عیسےٰ بن ابوعلاؤالدین سید محمد بن سیّد امام علی العریض، بن امام خلفا صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام ابی امام اللہ الحسین

وطن مبارک حضرت غوث الاعظم کا مقتدائے مشائخ جیلان میں شمار ہوتا ہے۔ اسی نسبت سے آپ کو بعض اوقات گیلانی لکھا گیا ہے۔ لیکن آپ کا مسکن قصبہ جیال تھا۔ تاریخ یافعی میں لکھا ہے کہ اس قصبے کا نام جیال تھا۔ یہ نہایت ہی پرفیض مقام ہے اور آب وہوا معتدل ہے یہ قصبہ کوہ جودی کے دامن میں واقعہ ہے حضرت نوح علیہ السلام کا بیڑہ اسی، جودی پہاڑ پر قرار پذیر ہوا تھا جیساکہ قرآن مجید میں مذکور ہے: قولہٖ تعالیٰ

marfat.com

داستوت علی الجودی۔ یہ جگہ بغداد سے سات روز کا راستہ ہے اسی نسبت سے آپ کو جیلی یا جیلانی کہتے ہیں۔

ولادت باسعادت

کتاب تحفتہ الراغبین میں لکھا ہے کہ آپ کے والد سلطان سید ابی صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ ایام سیاحت میں دشت و صحرا میں سفر کرتے تھے اور مجاہدہ نفس میں مصروف تھے ایک دفعہ تین دن کے فاقہ کے ساتھ دریا کے کنارے پر چل رہے تھے کہ دریا میں ایک موج آئی اور ایک سیب کنارے پر آپڑا۔ حضرت ابی صالح نے اٹھا کر کھالیا۔ اس کے بعد خیال آیا کہ معلوم نہیں کہ سیب کیسا تھا اور میرے لئے کس طرح حلال ہو سکتا ہے۔ اس بات کی تحقیق کے لیے آپ دریا کے کنارے پر چلتے رہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ سیب کہاں سے آیا تھا۔ چند یوم کے بعد دریا کے کنارے پر ایک عظیم الشان عمارت اور بڑا باغ نظر آیا اس باغ میں ایک سیب کا درخت تھا جس کی شاخیں سطح آب پر پڑی تھیں۔ اس پر پکے ہوئے سیب لگے تھے اور ہوا کی وجہ سے سیب گر کر پانی میں جا پڑتے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ کو یقین ہو گیا کہ وہ سیب جو آپ نے کھایا تھا اسی درخت سے گرا ہے اور اس کا مالک بھی اسی جگہ رہتا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ باغ کا مالک حضرت سید عبداللہ صومعی ہے۔ آپ نے ان کی خدمت میں جاکر سلام کے بعد ماجرا بیان کیا اور معافی طلب کی جب حضرت عبداللہ صومعی نے یہ بات سنی تو ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ مرد خدا ہے اور اپنی بیٹی جن کی عمر اب اڑتالیس سال ہو چکی تھی ان کے عقد میں دینے کا ارادہ کیا اور کافی دیر سوچنے کے بعد فرمایا کہ بابا تم معافی کے خواستگار ہو بارہ سال میری خدمت کرو تب معاف کروں گا۔ چنانچہ آپ نے بارہ سال حق خدمت ادا کیا اور عرض کیا کہ اب میری تقصیر معاف فرماویں۔ انہوں نے فرمایا کہ ابھی ایک خدمت اور ہے اسے بھی بجا لاؤ۔ آپ نے کہا فرمائیے انہوں نے فرمایا کہ میری ایک بیٹی ہے جس میں چار عیب ہیں اسے قبول کرو۔ آنکھوں سے

marfat.com

نابینا ہے کانوں سے بہری ہے، اور ہاتھ اور پاؤں سے اپاہج ہے اس کے ساتھ عقد نکاح کے بعد دو سال مزید میرے پاس رہو تاکہ کوئی فرزند پیدا ہو جائے اس کے بعد جہاں چاہو چلے جاؤ - انہوں نے یہ بات بھی قبول کر لی اور شادی ہو گئی - جب خلوت ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ سیّدہ چودہویں کے چاند کی طرح ہے اور تمام عیوب سے پاک ہے - انہوں نے دلہن سے نگاہ ہٹالی اور رات بھر علیحدہ رہے - صبح کے وقت سیّد عبداللہ صومعی کو فراست سے معلوم ہو گیا کہ دولہا کا خیال ہے کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے اس لئے اس کے پاس جانا جائز نہیں - آپ نے فرمایا بابا ابی صالح، جس طرح میں نے کہا تھا میری لڑکی اسی طرح ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اس طرح نابینا ہے کہ اس نے آج تک غیر مرد کا چہرہ نہیں دیکھا اور نہ اس نے غیر حق کی آواز آج تک سنی ہے - ہاتھ اور پاؤں سے اس طرح اپاہج ہے کہ نہ اس نے کسی نامحرم کو ہاتھ لگایا اور نہ تمہارے حکم کے بغیر کوئی قدم اٹھائے گی - انہوں نے جب یہ تاویل سنی تو دل و جان سے قبول کیا - کچھ عرصے کے بعد ان کے ہاں ایک فرزند ارجمند کا تولد ہوا جو بعد میں غوث الاعظم سیّدنا محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ہوئے -

والدہ کے شکم میں ظہور کرامت

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ اپنی خادماؤں کے ہمراہ اس باغ کی سیر کر رہی تھیں - سیب کے پودے پھلوں سے لدے ہوئے تھے - ان کی نظر ایک سیب پر پڑی جو پک چکا تھا اور خوبصورت معلوم ہو رہا تھا چنانچہ انہوں نے ایک چوکی پر چڑھ کر سیب توڑنے کی کوشش کی درخت پر ایک سانپ بیٹھا تھا - جونہی انہوں نے ہاتھ اٹھانا چاہا حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ نے جو اس وقت شکم مادر میں تھے والدہ کے جگر میں ناخن چبھو دیا جس سے ان کو درد جگر شروع ہو گیا - اس کے توڑنے کی بجائے زمین پر گر پڑیں اور سانپ کا وار خطا ہو گیا - اس کے بعد سانپ بھی نیچے گر پڑا اور لوگوں نے اسے مار دیا -

marfat.com

سن ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ایک روایت کے مطابق ۴۹۱ھ میں اور دوسری روایت کے مطابق ۴۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ تین چار مہینے کے تھے کہ ایک دن والدہ کی گود میں کھیل رہے تھے آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے ناخن درست کر رہی تھیں۔ حق تعالیٰ نے آپ کو گویائی عطا فرمائی اور والدہ سے کہنے لگے کہ آپ وہی ناخن درست کر رہی ہیں جو میں نے آپ کے جگر میں لگایا تھا۔ اب مہربانی فرما کر میری یہ تقصیر معاف کریں۔ یہ وہ کرامت ہے جو اس وقت ظاہر ہوئی جب آپ والدہ کے شکم میں تھے۔

نیز یہ بھی روایت ہے کہ جب آپ والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں آئے تو اس وقت والدہ صاحبہ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ یہ بھی کرامت ہے کہ ساٹھ سال کی عمر میں جو ناامیدی کا زمانہ ہوتا ہے آپ کے ہاں بچہ ہوا۔ آپ کی ولادت کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی پیدا ہوئے جن کا نام سید ابی احمد عبداللہ تھا۔ ان کا وصال گیلان میں عنفوان جوانی میں ہو گیا تھا۔ اُن کی کوئی اولاد نہ تھی۔

ایام طفولیت میں پرواز

تحفۃ الراغبین میں حضرت غوث الاعظم کے ملفوظات میں منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ ایام طفولیت میں دایہ کی گود سے پرواز کر کے اوپر چلے گئے اور آفتاب کے بالمقابل پارہ سیماب کی طرح اڑتے رہے اور دایہ دیکھتی رہی اور بہت غم زدہ تھی۔ کچھ دیر کے بعد آپ اس کی گود میں واپس آگئے۔ جب آپ گیلان سے بغداد چلے گئے تو دایہ نے بغداد جا کر آپ سے عرض کیا یا سیدی آپ صغیر سنی میں ایک دفعہ میری گود سے اڑ کر آفتاب کے بالمقابل پارہ سیماب کی طرح گردش کر رہے تھے آیا یہ بات اب بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ آپ نے تبسم فرما کر کہا کہ اے امی جان! اس وقت عنایات الٰہی کی کوئی انتہا نہیں۔ اس وقت میں کمزور تھا ان تجلیات کی تاب نہ لاسکا اب تو یہ حال ہے کہ اس قسم کی ہزاروں لاکھوں واردات کا وقوع ہوتا ہے۔ جنہیں میں ہضم کر جاتا ہوں اور ظاہر

marfat.com

نہیں ہونے دیتا۔

والدہ ماجدہ کا اسم گرامی

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار تھا۔ نہایت ہی متقی اور پرہیز گار تھیں۔ قطب وقت سیّد ابو عبداللہ صومعی کی دختر تھیں شیخ ابو عبداللہ کا شمار گیلان کے مشائخ کبار اور زہاد میں ہوتا ہے آپ بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔ جب کسی شخص سے ناراض ہوتے تو اللہ تعالےٰ فوراً اس سے انتقام لیتے تھے آپ جو دعا کرتے تھے پوری ہوتی تھی۔ اور یہ بات کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ دعائے کافی المہمات جسے دعائے قطب بھی کہتے ہیں حضرت غوث الاعظم کو اپنی والدہ ماجدہ سے ملی تھی اور آپ کو جو کچھ ملا اس دعا کی برکت سے ملا۔

تحفۃ الراغبین میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت غوث الاعظم نے سفر پر جاتے ہوئے اپنی والدہ سے الوداع کیا تو انہوں نے آپ کو یہ دعا تعلیم کی اور فرمایا یہ چیز آپ کے والد بزرگ سے مجھے ملی ہے ان کا فرمان تھا کہ یہ چیز میرے بیٹے ابو محمد سیّد عبدالقادر کو پہنچا دینا۔ اب میں تمہیں اسکی اجازت دیتی ہوں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد نے خود یہ چیز ان کو عنایت کی تھی اور وصیت کی تھی کہ نزول مصائب وبلا کے وقت یہ دعا لفظ قطب کے اعداد کے مطابق پڑھنی چاہیئے کشائش حاصل ہوگی حضرت غوث الاعظم فرمایا کرتے تھے کہ مراتب مقامات میں سے جو کچھ مجھے ملا ہے اس دعا کی برکت سے ملا ہے اور دعا یہ ہے :۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَللّٰہُ الْکَافِیْ قَصَدْتُ الْکَافِیْ وَوَجَدْتُ الْکَافِیْ کَفَانِیَ الْکَافِیْ لِکُلِّ کَافٍ وَنِعْمَ الْکَافِیْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس دعا کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اس کا ثواب سیّد کائنات عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

marfat.com

کو ایصال ثواب کرے - اس نماز کی نیت یوں کرے: نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتی الهدیۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم متوجھاً الی جہت الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔

ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورت اخلاص پڑھے اور سلام پھیر کر ایصال ثواب بروح پاک سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کرے اور مدعا عرض کرے۔ اس کے بعد دو رکعت نفل حضرت خضر علیہ السّلام کے لیے پڑھے اور نیت کرے۔

نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتی الهدیۃ الی العباس خضرؑ متوجھاً جھۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔

سلام پھر کر اس کا ثواب حضرت خضر علیہ السّلام کو بخشے اور اپنا مدعا ان کی خدمت میں پیش کر۔ نیز ایک فاتحہ حضرت خضر علیہ السّلام کی سلامتی کے لیے پڑھے اس کے بعد دو رکعت نماز نفل حضرت غوث الاعظم کی روح کو ایصال ثواب کی نیت سے پڑھے اور یہ نیت کرے پہلے کی طرح نویت پڑھ کر لفظ ہدیہ کے بعد یہ کہے: الی غوث الثقلین شیخ محی الدین ابی محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی متوجھاً الی جھۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔ اس دوگانہ کی ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار سورت اخلاص اور پانچ بار درود شریف پڑھے اور فراغت کے بعد حضرت غوث الاعظم سے امداد طلب کرے اور اپنا مطلب عرض کرے اور افتتاح اور اختتام نماز کے ساتھ بسم اللہ کے ساتھ ایک ہزار گیارہ مرتبہ دعا کافی المہمات تا آخر پڑھے۔ حق تعالےٰ اس کے مقاصد پورا فرمائے گا اور پڑھتے وقت کسی سے بات نہ کرے اور دعا کے معنی دل میں رکھے۔ بالخصوص لفظ قَصَدْتُ کہتے وقت دل میں اپنے مقصد کا خیال رکھے اور وَجَدْتُ کہتے وقت یقین کرے کہ مطلب پایا۔ اس طریقے سے پڑھنا بہت موثر ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ دعا بارہ ہزار مرتبہ مع بسم اللہ پڑھنے سے مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

marfat.com

روایت ہے کہ حضرت غوث الاعظم کے ابتدائے حال میں کشف اس دعا کو باقاعدہ طور پر پڑھنے سے حاصل ہوا ۔ اگر بارہ ہزار بار نہ پڑھ سکے تو ایک ہزار گیارہ بار کا ورد رکھے تمام دینوی اور اخروی مرادات حاصل ہوں گی ۔ اگر ایک ہزار اور گیارہ بھی نہ پڑھ سکے تو پانچ سو مرتبہ پڑھے اس کا اثر بھی بہت ہوتا ہے اگر پانچ سو دفعہ بھی نہ پڑھ سکے تو ایک سو گیارہ مرتبہ یعنی لفظ قطب کے اعداد کے مطابق پڑھے ۔ اگر ناغہ نہ کرے اگر کوئی دینی ورپیش ہو تو بعد نماز عشاء یا تہجد اس تعداد میں پڑھے ۔ اگر کوئی دنیاوی غرض ہو تو فجر نماز کے بعد طلوع آفتاب کے وقت پڑھے بہت موثر ہے ۔ نیز حضرات قادریہ کے طریق میں حاجت براری کے لیے پہلے ایک دوگانہ نماز پڑھے ۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر حضرت غوث الاعظم کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرے ۔ اس کے بعد آپ کے والد ماجد اور اس کے بعد آپ کی جدّ مادری (نانی) اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کو ایصال ثواب کرے ۔ فاتحہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ فاتحہ پڑھتے وقت پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف ، گیارہ مرتبہ سورہ فاتحہ ، گیارہ مرتبہ آیت الکرسی ، گیارہ بار قل یا ایہا الکافرون ، گیارہ بار سورت اخلاص ، گیارہ بار سورت فلق ، گیارہ بار سورت الناس ، اور گیارہ بار درود پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار دعائے کافی المہمات پڑھے اور پھر ایک دوگانہ نماز پڑھے سلام کے بعد سجدہ میں جا کر یا ودود کی دعا تبرکہ پڑھے ۔ اگر یہ کام ایک ہی وقت میں نہ کر سکے تو ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ یا گیارہ مرتبہ پڑھے اور دل پر دم کرے اس کے بے شمار منافع اور کثیر فضائل ہیں ۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ معمّر ہو گئے تمام اوراد و وظائف ترک کر کے آپ نے صرف اسی دعائے قطب پر اکتفا کر لیا جو آپ کو اپنی والدہ ماجدہ سے ملی تھی ۔ بعض مشائخ سلسلہ نے اس دعا کی فضیلت میں لکھا ہے کہ جو شخص بہت اوراد پڑھتا ہو اور بیک وقت یہ دعا

marfat.com

نہ پڑھ سکے تو تمام اوراد کی بجائے ہر نماز کے بعد اس دعا کو گیارہ بار پڑھے تو گویا تمام اوراد پڑھ لیے ہیں۔ نیز ثواب اور فیوض باطنی بھی حاصل ہوں گے اور مہمات دنیاوی بھی حل ہوں گے۔ نہایت مجرب اور آزمودہ ہے۔

حلیہ وعادات وفضائل

تحفتہ الراغبین میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم نحیف البدن تھے آپ کا سینہ کشادہ تھا، قد درمیانہ، رنگ گندمی، ابرو پیوستہ تھے۔ ریش مبارک چوڑی تھی۔ آپ علماء کا لباس زیب تن فرماتے تھے اور چادر کندھوں پر رکھتے تھے۔ آپ اونٹ کی سواری کرتے تھے اور اس کا پالان خود رکھتے تھے۔ جب کوئی شخص آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرتا تو اگر نقد ہوتا تو آپ اسے ہاتھ نہیں لگاتے تھے بلکہ جائے نماز کے نیچے رکھوا دیتے تھے۔ جب خادم آتا تو آپ اسے فرماتے تھے کہ اٹھا لو قرض ادا کرو۔ جب کسی اور قسم کا ہدیہ آتا تو اسے حاضرین میں تقسیم کر دیتے تھے اور خود بھی لیتے تھے۔ اس قدر جاہ ومنزلت کے باوجود آپ فقراء و مساکین کے ساتھ بیٹھتے تھے اور ان سے نہایت اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے

امراء اور شاہان سے سلوک

آپ کی عادت تھی کہ کسی امراء ورؤسا کے سامنے اٹھتے نہیں تھے۔ نہ تعظیم کرتے تھے۔ نیز آپ کسی صاحب حشمت کے ہاں نہیں جاتے تھے نہ ان کے دسترخوان پر بیٹھتے تھے نہ کھانا کھاتے تھے۔ سوائے ایک بار کے آپ بادشاہوں کے پاس نہیں بیٹھتے تھے نہ ان کے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ بلکہ اس چیز کو گناہ سمجھتے تھے۔ جب کوئی خلیفہ، بادشاہ یا وزیر آپ کی خدمت میں آنے کا قصد کرتا تو آپ اندرون خانہ چلے جاتے تھے اس کے بعد باہر آ کر ان کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ اس وجہ سے کہ آپ کو ان کے لیے نہیں بلکہ ان کو آپ کے لیے اٹھنا پڑے آپ ان سے سخت کلام فرماتے تھے اور نصیحت میں مبالغہ فرماتے تھے۔ وہ لوگ آپ کے ہاتھ چومتے تھے اور نہایت عجز و

marfat.com

انکسار سے پیش آتے تھے ۔ جب آپ خلیفہ کو کسی کام کے لیے خط لکھتے تھے تو اس طرح لکھتے تھے کہ عبدالقادر تجھ سے یہ فرماتا ہے اور اس کا فرمان تجھ پر نافذ ہے اور یہ کہ وہ تم پر حجت ہے اور غالب ہے ۔ جب خلیفہ آپ کا خط دیکھتا تو اس پر بوسہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت غوث الاعظم صحیح فرماتے ہیں ۔ غرضیکہ آپ کے اوصاف حمیدہ لاتعداد ہیں اور احاطۂ تحریر سے باہر ہیں ابن ابی عبداللہ بن خضر موصلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں تیرہ سال حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں رہا لیکن میں نے مکھی کو آپ پر کبھی بیٹھا ہوا نہ دیکھا یا مکھی کا نشان آپ پر نہ پایا۔

تحفہ قادریہ[1] میں لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم بچپن میں آپ ماہ رمضان کے دوران کبھی دن میں دودھ نہیں پیتے تھے ۔ ایک دفعہ ماہ رمضان کے چاند میں مغالطہ ہو گیا ۔ لوگوں نے حضرت اقدس کی والدہ ماجدہ سے دریافت کیا کہ چاند ہوا ہے یا نہیں تو انہوں نے فرمایا کہ آج میرے بیٹے عبدالقادر نے دودھ نہیں پیا اس سے ان کو معلوم ہو گیا کہ آج رمضان المبارک ہے ۔

اس کے بعد سارے شہر میں مشہور ہو گیا کہ سادات کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو ماہ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا ۔ راقم الحروف عفی عنہٗ کہتا ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ ایام طفولیت ہی سے حضرت اقدس نے طریقت میں قدم رکھا تھا اور جو چیز (یعنی روزہ) آپ پر ابھی فرض نہیں ہوئی تھی ۔ آپ بچپن ہی میں اس کے پابند ہو گئے ۔ آپ پر روزہ فرض نہیں تھا لیکن آپ نے اپنے جدّ امجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت پر عمل شروع کر دیا اور بچپن ہی سے تکالیف شریعت اختیار کر کے رخصت کی بجائے عزیمت اختیار کر لی اور یہ کام سالکان راہ خدا عزوجل کا انتہائی مقام ہے اور یہ اس امر کی دلیل قاطع ہے کہ آپکو سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے روحانی تربیت اور نسبت مرشدیت حاصل تھی ۔ جیسا کہ آپ کے کلام سے ظاہر ہے ۔ فمن فی رجال اللہ فال مکانہ ۔ وجدی رسول اللہ فی الاصل آبائی

---

[1] یہ کتاب حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے ۔

marfat.com

ثقہ روایات سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پاک مجسم ہو کر آپ پر ظاہر ہوتی تھی اور آپ کی تربیت فرماتی تھی جس کی وجہ سے آپ درجہ کمال و تکمیل تک پہنچ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کبریٰ پر بلا واسطہ فائز ہو گئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دراصل آپ کی نسبت اویسیہ تھی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیض صحبت حاصل کیا تھا اور کسی شیخ کامل کے آپ مرہون منت نہیں ہیں چنانچہ آپ کا فرمان ہے کہ ما اريد من الخلق سوى محمد من الارب ب غير ابى عزّ وجل۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ بلا واسطہ مرید تربیت یافتہ اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کی ظاہری بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تھی تاکہ آپ کا سلسلہ ظاہری مشائخ کی وساطت سے جاری ہو جائے اس وجہ سے کہ سلسلہ ظاہری بیعت کے بغیر جاری نہیں ہو سکتا جیسا کہ ایک عارف نے فرمایا ہے ؎

چوں ممکن نیست رفتن بے وسیلے　　　　بباید مصطفٰے را جبرائیلے۔

(چونکہ بلا اسباب کوئی چیز وقوع پذیر نہیں ہوئی اس لئے حضرت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جبرائیل کی ضرورت ہوئی)

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی تربیت میں سے ایک سلوک لطائف ستّہ ہے جو حضرت قادریہ کو حاصل ہے اور براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے پہنچا۔ ایک عارف نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

سر ما اوحیٰ نہ گنجد در ضمیر جبرائیل۔　　　　کشف اسرار لدنّی کے کند ام الکتاب

(آیۂ پاک اوحیٰ ما اوحیٰ کا راز جبرائیل کے ضمیر میں نہیں سما سکتا لہٰذا علم لدنی کے اسرار و رموز ام الکتاب یعنی قرآن مجید میں کیسے منکشف ہو سکتے ہیں جو حضرت جبرائیلؑ کے واسطہ سے نازل ہوا۔

marfat.com

تربیت لطائف چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تربیت کے ذریعے آپ کو کمالات لطیفہ قلب عطا ہوئے۔ یہ لطیفہ انسان کے سینہ میں بائیں جانب واقعہ ہے اور حضرت آدم علیہ السّلام سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے بعد کمالات لطیفہ روح حاصل کئے جو دائیں جانب واقعہ ہے اور اس کا تعلق حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے ساتھ ہے اس کے بعد لطیفہ سر کمالات حاصل کئے جو لطیفہ قلب اور لطیفہ روح کے درمیان ہے اور جس کا تعلق حضرت موسٰے علیہ السلام سے ہے۔ اس کے بعد لطیفہ نفس کے کمالات حاصل کئے جس کا مقام ناف یعنی اس سے ذرا اوپر ہے اس کے بعد لطیفہ خفی کے کمالات حاصل کئے جو وسط پیشانی میں واقعہ ہے اور جس کا تعلق حضرت عیسٰے علیہ السّلام سے ہے۔ اس کے بعد لطیفہ اخفیٰ کے کمالات حاصل کئے جو فنا اتم ہے اس کا مقام اما الدماغ یعنی سر کی چوٹی میں ہے اور اس کا تعلق حضرت خاتم الرسل علیہ الصلواۃ والسّلام سے ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کبریٰ جو آپ کو حاصل ہوئی۔

خلافت تصوّف حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کو ظاہری تصوف کی خلافت تین طریقوں سے حاصل ہے اول اپنے والد ماجد کی طرف سے۔ دوم حضرت شیخ ابوسعید مخزومی کی طرف سے، سوم تاج العارفین حضرت شیخ ابوالوفا بغدادی قدس سرہٗ سے۔

حضرت خضر علیہ السّلام سے تربیت ابتدائے حال میں آپ نے حضرت خضر علیہ السّلام سے بھی تربیت حاصل کی۔ آپ نے توکل اور تجرید کے میدان میں اس قدر ریاضات اور مجاہدات کئے کہ کسی نے اس طائفہ میں سے کم کئے ہوں گے۔

marfat.com

غارِ حرا میں بارہ سال سلطان الاذکار میں مشغولی

چنانچہ حضرت شاہ میر (میاں میر) لاہوری قدس سرہٗ سے مروی ہے کہ حضرت غوث الاعظم نے فرمایا ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام غارِ حرا میں چھ سال سلطان الاذکار میں مشغول رہے ہیں اور میں نے اس غار متبرکہ میں بارہ سال تک یہ ذکر کیا ہے اور عظیم کشائش رونما ہوئی۔

بلندئ مقامات

آپ سے کشف و کرامات کا اس قدر ظہور ہوا ہے کہ دوسرے کسی بزرگ سے نہیں ہوا۔ آپ مقامات غوثی قطبی، قطب الاقطابی سے ترقی کر کے مقام محبوبیت پر پہنچ گئے تھے اس مقام سے اوپر کوئی مقام کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوا۔

خرقہ ہائے خلافت

تحفۃ الراغبین میں آپ کے خرقہ ہائے خلافت کے متعلق تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابو سعید مخزومی قدس سرہٗ اور آپ کے درمیان خرقہ خلافت کا تبادلہ ہوا اور دونوں بزرگوں نے تبرک کے طور پر ایک دوسرے سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ نیز حضرت اقدس کو ایک خرقہ خلافت حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری قدس سے بھی بلا واسطہ ملا ہے اور حضرت ابو سعید مخزومی قدس سرہٗ سے جو خرقہ آپ کو حاصل ہوا وہ اس نسبت سے ہے۔ حضرت غوث الاعظم کو حضرت شیخ ابو سعید مخزومی سے آپ کو حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری سے، آپ کو عبدالعزیز یمنی سے آپ کو حضرت شیخ ابوبکر شبلی سے آپ کو سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی سے آپ کو حضرت خواجہ سری سقطی سے آپ کو حضرت شیخ داؤد طائی سے، آپ کو حضرت خواجہ حبیب عجمی سے، آپ کو حضرت امام حسن بصری سے آپ کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے نیز حضرت شیخ معروف کرخی کو ایک خرقہ خلافت حضرت امام علی رضا سے اور آپ کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے، آپ کو حضرت امام

marfat.com

محمد باقر رضی اللہ عنہ، سے، آپ کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، سے آپ کو حضرت امام ابی عبداللہ امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے، آپ کو حضرت امام ابی محمد حسن رضی اللہ عنہ، سے آپ کو اپنے والد حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، سے اور آپ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا۔ آپ کو اصلی خرقہ خلافت جسے خرقہ آبائیہ، خرقہ سیادت، اور خرقہ موروثیہ کہتے ہیں۔ اپنے آباو اجداد سے براہ راست اور بغیر وساطت احدے حاصل ہوا۔ یہ خرقہ خلافت حضرت امام حسن ؓ اور امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما تک جا پہنچتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے چند خرقہ ہائے خلافت تبرک بھی حاصل کیے جن میں سے ایک حضرت انور کرما علے الحی تبریزی سے دوسرا شیخ حماد دباس سے اور تین خرقے دیگر مشائخ سے حاصل کیے جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

مادرزاد ولی

تحفہ قادریہ میں لکھا ہے کہ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو کب معلوم ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں آپ نے جواب دیا کہ میں دس سال کا تھا کہ گھر سے مدرسہ جاتے ہوئے راستے میں میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ میرے گرد اگرد جا رہے ہیں۔ جب مدرسہ پہنچا تو لڑکوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ولی اللہ کے لیے جگہ خالی کر دو ایک دن میں نے ایک شخص کو دیکھا جسے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا کہ وہ ایک فرشتہ سے پوچھ رہا ہے کہ یہ کون شخص ہے کہ جس کی تم لوگ اس قدر تعظیم کر رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ اولیاء اللہ میں سے ایک ولی اللہ ہے جو بہت ہی بلند مرتبہ ہوگا۔ اس راستے میں یہ وہ شخص ہے کہ اسے بلا دریغ عطا ہوگا، بلا حجاب نوازش ہوگی اور بلا مجاہدہ مقرب بنایا جائے گا۔ چالیس

marfat.com

سال کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ سوال کنندہ ایک ابدال وقت تھا۔

آپ کا مجاہدہ آپ فرماتے ہیں کہ شروع میں میں جو مجاہدہ نفس اختیار کرتا تھا اس پر سختی سے کاربند رہتا تھا۔ چنانچہ ایک سال میں مدائین کے ویرانے میں پڑا رہا، تمام جائز چیزوں سے پرہیز کرتا تھا اس عرصہ میں میں نے نہ کچھ کھایا نہ آرام کیا اور نہ سویا، ایک رات کڑاکے کی سردی تھی۔ چنانچہ میں کسریٰ کے محل میں جاکر سو گیا اور مجھے احتلام ہو گیا۔ اس رات میں چالیس بار سویا اور چالیس بار مجھے احتلام ہوا اور ہر بار دریا پر جاکر غسل کرتا تھا۔ اس کے بعد میں محل کی چھت پر جا بیٹھا جہاں نیند نہ آسکتی تھی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایام طفولیت میں ایک دن میں شہر سے باہر گھوم رہا تھا۔ یوم عرفہ تھا میں ایک گائے کے پیچھے جا رہا تھا۔ گائے نے میری طرف منہ کر کے کہا کہ اے عبدالقادر تجھے اس کام کے لیے نہیں پیدا کیا گیا[1] یہ سن کر میں ڈر کے مارے گھر آیا اور بالاخانہ پر جاکر دیکھا کہ لوگ عرفات میں کھڑے ہیں[2] اس کے بعد میں نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ خدائے عزوجل کے لیے مجھے اجازت دیں تاکہ میں بغداد جاکر تحصیل علم کروں اور نیک لوگوں کی زیارت سے مستفیض ہوں۔ والدہ صاحبہ نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے میں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ یہ سن کر انہوں نے رو دیا اور اسی دینار جو والد مرحوم کی میراث سے رہ گئے تھے ان میں سے انہوں نے چالیس دینار میرے بھائی کو دیئے اور چالیس دینار میری گدڑی میں بغل کے نیچے سی دیئے اور مجھ سے وعدہ لے لیا کہ جھوٹ ہرگز نہ بولنا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے رخصت کیا اور فرمایا کہ میرے بیٹے جاؤ میں نے اپنے تمام حقوق

---

[1] یعنی کھیل کود کے لیے

[2] از روئے کشف آپ کی نظر میدان عرفات (مکہ معظمہ) پر پڑی تھی حالانکہ آپ اپنے شہر میں تھے

marfat.com

تم کو فی سبیل اللہ بخش دیئے اور اب قیامت سے پہلے تجھ سے ملاقات نہ ہو گی۔ چنانچہ میں اپنے قافلہ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ جب ہم ہمدان سے گذر گئے تو ناگاہ ساٹھ سوار نمودار ہوئے اور قافلہ پر حملہ کر کے گرفتار کر لیا لیکن مجھ سے کسی نے تعارض نہ کیا۔ ان میں سے ایک ڈاکو نے پوچھا کہ فقیرا تمہارے پاس بھی کچھ ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں چالیس دینار ہیں۔ اس نے کہا وہ کہاں ہیں۔ میں نے کہا میری گدڑی میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اسے خیال ہوا کہ شاید میں مذاق کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ایک اور ڈاکو نے وہی سوال کیا اور میں نے وہی جواب دیا اس نے بھی مجھ سے کوئی تعارض نہ کیا اور چلا گیا۔ جب انہوں نے اپنے سردار کے پاس جا کر ماجرا بیان کیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے میرے پاس لے آؤ جب میں وہاں پہنچا تو وہ ایک ٹھلہ پر بیٹھے مال تقسیم کر رہے تھے۔ اس سردار نے مجھے دیکھ کر دریافت کیا کہ تمہارے پاس کیا ہے میں نے کہا چالیس دینار ہیں اس نے کہا کہاں ہیں میں نے کہا میری گدڑی میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اس نے حکم دیا کہ گدڑی کھولی جائے۔ جب گدڑی کھولی گئی تو چالیس دینار نکل آئے ڈاکوؤں کے سردار نے پوچھا کہ تم نے اپنے مال کو کیوں ظاہر کر دیا ہے میں نے جواب دیا کہ مجھے اپنی والدہ صاحبہ نے نصیحت کی تھی کہ بیٹے جھوٹ ہرگز نہ بولنا اور میں نے وعدہ خلافی نہیں کی۔ یہ سن کر ڈاکوؤں کے سردار نے رو دیا اور کہنے لگا کہ افسوس میں نے سالہا سال اپنے پروردگار سے وعدہ خلافی کی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اس کے دوستوں نے بھی توبہ کی اور جس قدر مال لوٹا تھا سب کو واپس کر دیا سب سے پہلے یہی لوگ تھے جنہوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔

چنانچہ حضرت اقدس ۴۸۸ھ میں اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد پہنچے۔ اور تحصیل علوم میں پوری جدوجہد کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ سب سے پہلے

marfat.com

آپ نے قرأت قرآن سیکھی اس کے بعد آپ نے بزرگان دین سے فقہ و دیگر علوم اسلامیہ پڑھے اور تھوڑے عرصہ میں تمام علوم میں کمال کو پہنچ گئے۔

ریاضات و مجاہدات اس کے بعد آپ نے ریاضات و مجاہدات کے میدان میں قدم رکھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پچیس سال تک بلادِ عراق کے **ویرانوں میں بسر کیے**۔ **اور چالیس** سال تک عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ پندرہ سال تک نماز عشاء کے بعد تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتا تھا اس حال میں کہ نیند کے خوف سے دیوار کا میخ میں ہاتھ ڈال کر ایک ٹانگ پر کھڑا رہتا تھا حتیٰ کہ ختم قرآن کر لیتا تھا۔ بعض اوقات نیند متشکل ہو کر میرے سامنے آتی تھی تو میں اسے حق تعالیٰ کے فضل سے ڈانٹ دے کر بھگا دیتا تھا۔ اسی طرح دنیا اور اس کی آرائش مختلف صورتوں میں میرے سامنے آکر جلوے دکھاتی تھی اور چالیس چالیس روز تک یہی حالت رہتی تھی۔ اس وقت میرے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ میں پندرہ سال تک بغداد کے ایک برج میں بیٹھا رہا اور حق تعالیٰ سے عہد کر لیا تھا کہ جب تک مجھے کھلایا نہیں جائے گا کوئی چیز نہیں کھاؤں گا۔ ایک دفعہ چالیس دن گذر گئے اور میں نے کچھ نہ کھایا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور کچھ طعام رکھ کر چلا گیا۔ قریب تھا کہ میرا نفس طعام پر گر جاتا لیکن مجھے وعدہ یاد تھا۔ میں نے کہا خدا کی قسم وعدہ خلافی نہیں کروں گا۔ میرے باطن سے الجوع الجوع (بھوک بھوک) کی فریاد نکل رہی تھی کہ ناگاہ میرے شیخ حضرت ابو سعید مخزومی قدس سرہٗ وہاں پہنچے اور میرے باطن کی آواز سن لی۔ انہوں نے دریافت فرمایا کہ عبدالقادر یہ آواز کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ میرے نفس کا اضطراب اور فریاد ہے لیکن میری روح مشاہدہ حق میں برقرار ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے گھر آ جاؤ۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ باہر نہیں جاؤں گا۔ یہ

marfat.com

خیال آتے ہی خضر علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اٹھو اور ابو سعید کے گھر جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو دیکھا کہ حضرت شیخ میری انتظار میں کھڑے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا تھا کیا یہ کافی نہ تھا کہ خضر کو بھی کہنے کی ضرورت ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے جو کھانا میرے لئے مہیا کر رکھا تھا اس میں سے ایک ایک لقمہ میرے منہ میں دیا حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے خرقہ خلافت عطا فرمایا اور میں ان کی خدمت میں رہنے لگا۔

لقب محی الدین کی وجہ تسمیہ

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ کسی نے آپ سے لقب محی الدین کی وجہ تسمیہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن میں سفر سے بغداد واپس آرہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بیمار آدمی ننگے پاؤں، ضعیف البدن اور زرد رنگ راستے میں پڑا ہے مجھے دیکھ کر کہنے لگا کہ عبد القادر میرے پاس آؤ۔ جب میں قریب ہوا تو کہنے لگا کہ میں دین اسلام ہوں اور میری یہ حالت ہو گئی تھی۔ حق تعالےٰ نے مجھے تیری بدولت زندہ کیا ہے اور انت محی الدین" (تو محی الدین یعنی دین کا زندہ کرنے والا ہے) اس کے بعد میں جہاں کہیں جاتا تھا۔ لوگ مجھے محی الدین کہہ کر پکارتے تھے۔

شیخ منصور کے متعلق حضرت شیخ کا فرمان

تحفۃ الراغبین میں لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ حسین منصور سے لغزش ہوئی لیکن ان کے زمانے میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو اس کی دست گیری کرتا۔ اگر میں اس کے زمانے میں ہوتا تو ضرور اس کی دست گیری کرتا اور تختۂ دار کی نوبت نہ آتی۔ چنانچہ میرے اصحاب، مریدین اور محبان میں سے جس کسی سے کوئی لغزش ہوئی ہے میں اس کی دستگیری کرتا ہوں اور قیام قیامت تک کرتا رہوں گا۔

marfat.com

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم کے قول کا مطلب شاید یہ ہے کہ چونکہ شیخ منصور مرتبہ اطلاق میں رک گئے تھے اور مزید ترقی نہ کر سکتے تھے اگر میں ہوتا تو ان کو ترقی کرا دیتا۔ یعنی مرتبہ صحو[1] (مقام ہوشیاری دوئی و عبدیت) سے جو مرتبہ محمدیہ ہے اسے مشرف کراتا۔

کرامت اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک رات آپکے خادم کو ستر بار احتلام ہوا اور ہر بار نئی عورت ہوتی تھی۔ ان میں سے بعض عورتوں کو وہ پہچانتا تھا اور بعض کو نہیں۔ صبح اٹھ کر وہ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ اس بات کی شکایت کرے۔ لیکن حضرت شیخ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا کہ رات کے احتلام کو مصیبت نہ سمجھو کیونکہ لوح محفوظ میں تمہارے نام پر ستر بار زنا لکھا تھا۔ اس تخصیص کے ساتھ کہ فلاں فلاں عورت سے زنا ہو گا اور حضرت اقدس نے ہر عورت کا نام اور حلیہ بتا دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے حق تعالےٰ سے دعا کی اور تمہارا یہ گناہ بیداری سے خواب میں تبدیل ہو گیا۔

کرامت شیخ ابو عباس احمد رکاب دار روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت شیخ سے اپنی افلاس اور پریشانی کی شکایت کی۔ کیونکہ یہ بغداد کے قحط کا زمانہ تھا آپ نے مجھے تھوڑی سی گندم دے کر فرمایا کہ اسے کوزہ میں بند کر دو اور کوزہ کے منہ پر کپڑا باندھ دو۔ کوزے کے پہلو میں سوراخ نکال لو اور ہر روز اس سوراخ سے گندم نکال لیا کرو اور خرچ کیا کرو۔ لیکن کوزے کا منہ ہرگز نہ کھولنا۔ راوی کہتا ہے کہ پانچ سال تک ہم نے اس کوزہ سے غلہ گندم حاصل کیا۔ لیکن ایک دفعہ میری

---

[1] اس مقام کو بقا باللہ بھی کہتے ہیں جہاں سالک فنا کی محویت و استغراق سے نکل کر دوبارہ مقام دوئی یا کثرت میں آتا ہے اور فرائض زندگی انجام دینے کے قابل بنتا ہے۔

marfat.com

بیوی نے غلطی سے کوزے کا منہ کھول دیا اور سات دن کے بعد وہ گندم ختم ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اگر تم لوگ کوزہ کا منہ نہ کھولتے تو جب تک زندہ رہتے اس سے گندم کھاتے رہتے۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بزرگ کی زیارت ہوئی انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم میری صحبت میں رہنا پسند کرتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں! انہوں نے فرمایا اچھا یہاں بیٹھو میں آتا ہوں۔ ایک سال کے بعد وہ آئے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر فرمایا کہ یہاں بیٹھے رہنا۔ ایک اور سال گذر گیا۔ جب تیسری مرتبہ واپس آئے تو اپنے ساتھ دودھ روٹی لائے اور فرمایا کہ میں خضر ہوں اور مجھے حکم ہوا تھا کہ آپ کے ساتھ کھانا کھاؤں۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے کہ آؤ بغداد چلتے ہیں۔ جب ہم بغداد پہنچے تو شیخ تاج العارفین ابوالوفا قدس سرہٗ منبر پر کھڑے وعظ کر رہے تھے۔ جب حضرت شیخ ان کی مجلس میں داخل ہوئے تو انہوں نے منبر سے نیچے اتر کر حضرت اقدس کو بغل گیر کیا اور آپ کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے خلق خدا کو آگاہ کیا کہ تم لوگ اس ولی اللہ کی صحبت اختیار کرو کیونکہ میں اس کے سر پر ایک نور دیکھ رہا ہوں جس کی روشنی مشرق اور مغرب سے بھی آگے نکل گئی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اے عبدالقادر آج ہمارا وقت ہے اس کے بعد تمہارا وقت آئے گا۔ ہر مرغ سحر جو بانگ دیتا ہے بالآخر خاموش ہو جاتا ہے لیکن آپ کا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہے گا۔ یہ کہہ کر انہوں نے مصلےٰ پیراہن، تسبیح، کاسہ اور عصائے حضرت اقدس کے حوالہ کیا اور منبر سے اتر کر حضرت اقدس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جب آپ کا وقت آئے تو مجھے یاد کرنا۔ اس کے بعد حضرت غوث الاعظم کی شہرت ہو گئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے جب میں بغداد کے ویرانوں میں پھرتا تھا تو نہ کوئی

marfat.com

مجھے جانتا تھا نہ میں کسی کو جانتا تھا۔ اس حالت میں میں مردان غیب کے گروہوں اور جنات کو راہِ حق کی ہدایت کیا کرتا تھا۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے تمام مقامات (روحانی منازل) کی سیر کی لیکن کسی مقام پر مجھے تسکین نہیں ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ بقایائے نفس اور صفات بشری میں سے جو کچھ رہ گیا تھا اس سے بھی میں فارغ ہوا اور دوسرا وجود حاصل کیا۔

ایک دفعہ میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خواب میں زیارت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وعظ کرنے کا حکم فرمایا اور اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا جس سے مجھ پر ابواب سخن کشادہ ہو گئے۔

کتاب تکملہ میں لکھا ہے کہ تقریباً ستر ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمی آپ کی مجلس وعظ میں شریک ہوتے تھے اور خواہ دور ہوں یا نزدیک ہر شخص آپ کا کلام اچھی طرح سنتا تھا۔ اور لوگوں پر ایسی حالت طاری ہوتی تھی کہ ان پر سخت گریہ طاری ہو جاتا تھا۔ مردان غیب اور عالم ارواح اور جنات اس کثرت سے ہوا میں کھڑے ہو جاتے تھے کہ آسمان بھی نظر نہیں آتا تھا۔ تمام لوگ سر نیچے کئے ہوئے یا روتے تھے یا ڈھاریں مارتے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ آرزو کرتے تھے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں پہلے کی طرح ویرانے میں ہوتا نہ مجھے کوئی جانتا نہ میں کسی کو جانتا۔ لیکن حق تعالےٰ کو یہی منظور ہے کہ لوگوں کو فائدہ پہنچے چنانچہ پانچ سو یہودی اور نصاریٰ نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے اور دوسرے لوگوں میں تقریباً ایک لاکھ نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔

آپ کا مذہب شافعی تھا یا حنبلی

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ آپ مذہب حنبلی الشافعی پر تھے لیکن امام شعرانی فرماتے ہیں کہ آپ کا مذہب

marfat.com

حنبلی تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ خود صاحب مذہب اور اہل اجتہاد ہیں اور آپ اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرتے تھے۔ چونکہ آپ بیشتر مسائل اجتہادیہ میں امام احمد بن حنبل کے ساتھ متفق تھے اس لئے بعض لوگوں کا گمان ہے کہ آپ حنبلی تھے۔ ختم ہوا امام شعرانی کا قول۔ راقم الحروف عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ آپ کی کتاب غنیۃ الطالبین میں صاف لکھا ہے کہ آپ امام احمد حنبل کے مذہب پر تھے جیسا کہ اس کتاب کے قارئین سے مخفی نہیں لیکن قول فیصل یہ ہے کہ بحکم الصوفی لامذھب لہٗ (صوفی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا) یہ طائفہ برگزیدہ تمام مذاہب اور مشارب سے معرّا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ کتاب آداب المریدین کی شرح میں فرماتے ہیں کہ امام ابو عبداللہ تستری سے منقول ہے کہ مرید کے لیے کس قدر بری بات ہے کہ اپنے آپ کو کسی امام کے مذہب سے منسوب کرے۔ صوفیوں کے لیے اہل تصرف کے سوا کسی اور شخص کے مذہب کے ساتھ اپنے آپ کو منسوب کرنا غلط ہے اس وجہ سے کہ اہل تصوف کی حجت (استدلال) دوسرے مذاہب کی حجت سے مختلف ہے اور ان کے مسلک کے قواعد دوسرے مسلک کے لوگوں کے قواعد سے قوی تر ہیں۔ جہاں دوسرے مذاہب کے لوگ نقل واثر (روایات) اور عقل وفکر (استدلال) کے تابع ہوتے ہیں مشائخ عظام ان دونوں طریقوں سے بالاتر ہوتے ہیں۔ یعنی دوسرے لوگ سنی سنائی باتیں کرتے ہیں اور دلائل سے کام لیتے ہیں لیکن اولیاء کرام کشف وشہود کی بنا پر کرتے ہیں۔ اہل تصوف کے مذہب کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ظاہر یہ ہے کہ ظاہری آداب یعنی شریعت پر پابند ہوتے ہیں اور خلقت کے ساتھ ظاہری احکام شریعت کے مطابق معاملہ کرتے ہیں۔ باطن یہ ہے

marfat.com

کہ اپنے احوال و مقامات کے مطابق صدق و یقین سے معاملہ کرتے ہیں یعنی ان کو براہ راست حق تعالے کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں ۔ لہٰذا جو شخص اہل طریقت و فقر سے تعلق رکھتا ہے وہ اپنے شیخ کے مذہب پر ہوتا ہے جیسا کہ سلطان العارفین حضرت ابو یزید بسطامیؒ حضرت امام جعفر صادق رضی کے مذہب پر تھے ۔ طریقت میں یہ نامناسب ہے کہ اپنے شیخ کے مذہب کو ترک کر کے کسی اور شخص کا مذہب اختیار کرے ۔ لہٰذا محققین کا کہنا ہے کہ چودہ سلاسل کے تمام مشائخ عظام اپنے مشائخؒ کے مذہب پر تھے ۔ اگرچہ ظاہری طور پر خلق کے ساتھ معاملات میں وہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کی اقتدا کرتے تھے لیکن عبادات و عقائد اور طریقت کے معاملات میں وہ امام مشائخ عظام کے نقش قدم پر چلتے تھے اور مشائخ کے مسلک کے خلاف ہرگز عمل نہیں کرتے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ، سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسلک پر تھے اس وجہ سے کہ آپ کے پیر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے ۔ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار میں سے تھے ۔ چنانچہ کتاب تحفۃ الراغبین میں حضرت شیخ ابو محمد سبکی سے نقل ہے کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں ۔ حضرت معروف کرخی حضرت امام احمد بن حنبل حضرت بشر حافی ، حضرت منصور بن عمار ، حضرت جنید بغدادی حضرت سری سقطی حضرت سہل بن عبد اللہ تستری اور حضرت سید عبد القادر جیلانی ۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا کہ عبد القادر کون ہے ۔ انھوں نے فرمایا سید عبد القادر وہ شخص ہے جو ساکن بغداد ہوگا ، اس کا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا وہ صدیقین ، اوتار اور افراد میں سے ہو گا ، قطب زمان ہوگا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوگا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روح پر فتوح کا صحبت یافتہ ہوگا اور آپ ہی سے تربیت و

marfat.com

تکمیل حاصل کرے گا۔

تحفہ قادریہ[1] میں عمر حسینی بن خلیل سے مروی ہے کہ میں ایک دن حضرت غوث الاعظم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے سبز اور سرخ رنگ کی خلعتیں نازل ہو کر اہل مجلس کو مل رہی ہیں میں نے آنکھ کھولی اور چاہا کہ اہل مجلس کو اس بات سے آگاہ کروں۔ لیکن حضرت شیخ نے آواز دی کہ اے فرزند خاموش رہو کہ خبر مشاہدہ کے برابر نہیں ہوتی[2]

تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر آپ کا قدم

تحفہ قادریہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ معتبر روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب معراج میں جبرائیل براق لائے اور چاہا کہ میں سوار ہوں تو براق سرکشی اور تندی کرنے لگا۔ جبرائیل نے اسے ڈانٹا کہ تجھے معلوم نہیں کہ تمہارے لیے یہ کتنی بڑی سعادت ہے۔ براق نے جواب دیا کہ مجھے معلوم ہے۔ لیکن اس سے میرا مطلب یہ ہے کہ چونکہ کل قیامت کے دن مجھ سے بہتر ہزاروں گھوڑے ہوں گے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ فرما دیں کہ قیامت کے دن بھی مجھ پر سوار ہوں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا قیامت کے روز بھی میں تجھ پر سواری کروں گا۔ یہ سن کر وہ براق خوشی کے مارے اس قدر تر و تازہ اور بلند ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ہاتھ مبارک زین تک پہنچ سکتا تھا نہ پاؤں مبارک رکاب تک اس وقت حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی کی روح مبارک نے حاضر ہو کر اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کے نیچے ڈال دیا اور

---

[1] مصنفہ حضرت شاہ ابو المعالی قادری لاہوریؒ۔

[2] یعنی شاید لوگ اس کا اعتبار نہیں کریں گے۔

marfat.com

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گردن پر پاؤں رکھ کر براق پر سوار ہو گئے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو۔ حضرت غوث الاعظم کی روح نے عرض کیا کہ میں آپ کے فرزندان میں سے ایک فرزند ہوں اگر حق تعالےٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی تو میں آپ کے دین کو زندہ کروں گا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا قدم مبارک میری امت کے تمام اولیاء کی گردن پر ہو۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمانوں سے گزر کر عرش معلی کے پایہ تک پہنچے وہاں ایک عظیم الشان سبز رنگ کا خیمہ نصب شدہ دیکھا۔ آپ کے دل میں خیال آیا کہ جب میرے بعد کوئی نبی نہیں تو یہ عظیم الشان خیمہ کس کے لیے ہے فرمان ہوا کہ یہ صحیح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا یہ خیمہ آپ کے ایک فرزند کے لیے ہے جس نے ابھی براق پر سوار ہوتے وقت اپنی گردن آپ کے پاؤں میں ڈال دی تھی اور آپ نے دعا کی تھی کہ تمہارا قدم ساری امت کے اولیاء کی گردن پر ہو یہی وجہ ہے کہ میں نے اسے وہ مرتبہ عطا کیا کہ آپ کے دین کو زندہ کرے اور یہ کہنے پر مامور ہو کہ **قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ** (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اور تمام اولیاء اللہ ان کے قدم کے نیچے اپنی گردنیں رکھ دیں۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن حضرت غوث الاعظمؒ مجلس میں تشریف رکھتے تھے اور پچاس مشائخ مثل شیخ ابوالنجیب سہروردی، شیخ علی بن ہیتیؒ، شیخ ابو سعید قیلویؒ اور شیخ قضیب البان موصلیؒ موجود تھے۔ دوران گفتگو میں حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا **قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ** (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) یہ سنتے ہی شیخ علی بن ہیتی نے فی الفور اپنی گردن جھکا کر حضرت شیخ کے قدم کے نیچے دے دی، اس کے بعد تمام مشائخ نے اپنی گردنیں جھکا دیں، شیخ ابو سعید

marfat.com

قیلویؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت غوث الاعظمؒ نے بات کہی حق تعالیٰ نے مجھے یہ مشاہدہ کرایا کہ حضور سرور کائناتﷺ کے ساتھ ملائکہ مقربین اور اولیاء متقدمین و متاخرین یعنی زندہ اولیاء کرام اپنے جسم کے ساتھ اور موتیٰ اپنے ارواح کے ساتھ موجود تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیخ کو خلعت زیب تن کرائی اور ملائکہ اور رجال الغیب حضرت شیخ کی مجلس کے گرداگرد ہوا میں صفیں باندھے کھڑے تھے۔ چنانچہ روئے زمین پر کوئی ایسا ولی اللہ نہ تھا جس نے اپنی گردن حضرت شیخ کی تعظیم میں نہ جھکائی ہو۔

اس کتاب میں یہ بھی شیخ خلیفہؒ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰت والسلام کی زیارت کی اور یہ بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اکثر سرفراز ہوتے تھے۔ میں نے سید المرسلین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا ہے: قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ یہ بات کیوں نہ کہیں کہ وہ قطب زمان ہیں اور میں حق تعالےٰ کے حکم سے ان کا حامی ہوں۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ ابوالبرکات فرماتے ہیں کہ میرے والد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے دریافت کیا حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے علاوہ متقدمین اور متاخرین میں سے کسی اور بزرگ نے بھی یہ کلمات فرمائے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ پھر اس کے کیا معنی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم کے ان کلمات سے آپ کے مقام فردیت کا اظہار ہوتا ہے اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ کیا ہر زمانے میں فرد ہوتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں لیکن حضرت غوث الاعظمؒ کے سوا باقی کوئی فرد یہ کلمات کہنے پر مامور نہیں ہوا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا حضرت غوث الاعظمؒ کو یہ کلمات کہنے

marfat.com

کا حکم آیا تھا انھوں نے جواب دیا کہ بالکل حکم ملا تھا اور تمام اولیاء اللہ کا گردنیں جھکا دینا۔ اسی حکم کی وجہ سے تھا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ملائکہ نے بھی حق تعالےٰ کے حکم سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ فرد وقت حضرت شاہ میاں میر لاہوری نے حضرت غوث الاعظم کے اس قول کے معنی یوں فرماتے ہیں کہ قدم سے مراد طریقہ ہے اور بالتحقیق حضرت غوث الاعظم کا طریقہ تمام طریقوں سے بالاتر ہے اور اس فقیر (مصنف کتاب) کے نزدیک اس مقام کے یہ معنی ہیں کہ قدم سے مراد ولایت ہے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضرت غوث الاعظم کی ولایت تمام مشائخ کی ولایت سے بالاتر ہے اس وجہ سے آپ مرتبہ محبوبیت سے سرفراز تھے اور اگر کوئی اور ولی اللہ مقام محبوبیت تک پہنچے گا تو حضرت غوث الاعظم کے واسطہ سے پہنچے گا۔ بلکہ جتنے سلاسل کہ جاری ہیں۔ سب حضرت غوث الاعظم کی وساطت سے جاری ہوئے ہیں اور قیامت تک ان کی شان وشوکت حضرت شیخ کے طفیل برقرار رہے گی اور جس قدر مشائخ عظام کہ اپنے حلقہ ہائے طریقت کے سربراہ ہی سب نے حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر تربیت حاصل کی ہے چنانچہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے سردار قطب الاقطاب حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری نے قصبہ جیال میں پہنچ کر حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں پانچ ماہ اور سات روز قیام فرمایا اور فیض تربیت حاصل کیا اور اس فقیر کو بعض ثقہ راویوں سے معلوم ہوا ہے کہ رخصت کے وقت حضرت غوث الاعظم نے حضرت خواجہ غریب نواز کے کان میں ایک شغل کی تعلیم دی جسے طریقہ عالیہ چشتیہ میں شغل سرگوشی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ شغل حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ تک پہنچا لیکن آپ اسے قبر میں لے گئے اور کسی کو تعلیم نہ کیا بعض لوگ

marfat.com

کہتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم نے رخصت کے وقت خواجہ بزرگ کو ایک تلوار بھی عطا فرمائی کہ کام آئے گی۔ اسی طرح سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے سربراہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے بھی حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کیا اور حضرت غوث الاعظم نے ان کو فرمایا کہ یا عمر انت اخیر المشہورین فی العراق (اے شہاب الدین عمر تم عراق میں بہترین مشاہدہ کرنے والے ہو) یہ کہہ کر آپ نے ولایت عراق ان کو سپرد فرمائی جس طرح کہ ولایت ہند حضرت خواجہ بزرگ کو سپرد فرمائی تھی اسی طرح سلسلہ کبرویہ کے سربراہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ نے بھی، حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر تربیت حاصل کی۔ سلسلہ نقشبندیہ کے پیشوا حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی نے بھی حضرت غوث الاعظم فیض حاصل کیا۔ غرضیکہ جس کسی کو ظاہری یا باطنی فیضان ملا ہے یا ملے گا حضرت غوث الاعظم کے ذریعے ملے گا خواہ اسے اس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ کسی ولی کی ولایت حضرت اقدس کے بغیر منظور و معتبر نہیں ہوتی اور حق تعالےٰ نے حضرت اقدس کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرّفات کی باگ ڈور از قسم ازل و نصب وغیرہ آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے جس کو آپ چاہتے ہیں ایک لمحہ میں ولایت پر پہنچا دیتے ہیں جس کسی کو چاہتے ایک لمحہ میں ولایت سے معزول کر دیتے ہیں۔ چنانچہ تحفۃ الراغبین میں لکھا ہے۔ کہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی قدس سرہٗ کا دستور تھا کہ ہر سال حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے عرس کے لیے نارنول سے اجمیر شریف پاپیادہ جایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ حضرت خواجہ عزیب نواز کی

ــه حضرت خواجہ نظام الدین نارنولیؒ کا مزار مقدس قصبہ نارنول ریاست پٹیالہ کے اس حصے میں واقعہ ہے جو راجپوتانہ میں واقعہ ہے۔ آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔

marfat.com

خانقاہ میں وجد کر رہے تھے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک مرید نے روپوں کا ایک توڑا حضرت غوث الاعظم کی نذر کے طور پر شیخ نظام الدین کے سامنے رکھ دیا چونکہ آپ رقص میں مصروف تھے آپ کا پاؤں توڑے کو لگ گیا۔ پاؤں کا لگنا تھا کہ آپ کی ولایت سلب ہوگئی اور قرب کی جگہ بعد کی حالت طاری ہوگئی۔ اس حالت کے طاری ہوتے ہی حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کی روح کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہاری ولایت کا سلب ہونا بے ادبی کی وجہ سے ہے۔ جو تجھ سے صادر ہوئی ہے۔ شیخ نظام الدینؒ آہ و زاری کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور اس درویش کو نذر کے توڑے کا بالکل علم نہ تھا۔ خواجہ بزرگ نے فرمایا حضرت غوث الاعظم سے گستاخانہ عرض کروں اور شفاعت کروں۔ ہاں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب کی عرض کرتا ہوں، البتہ آپ کا فرمان موثر ثابت ہوگا۔ چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور ماجرا عرض کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غوث الاعظم سے فرمایا کہ یا سیّد عبدالقادر نظام الدین اس وقت مغلوب الحال اور معذور تھا اس کی تقصیر معاف کی جائے اور اپنی نعمت سے اس کو سرفراز کریں۔ اس کے بعد حضرت غوث الاعظم نے ان کو معافی دے دی اور اپنے فیض و نعمت سے اس کو نوازا۔

شیخ صنعان کا انکار اور سزا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس فقیر نے اپنے والد اور شیخ اور اکابر سلسلہ سے سنا ہے کہ جب حضرت غوث الاعظم نے امر الٰہی سے منبر پر قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ۔ کا نعرہ لگایا تو تمام روئے زمین کے اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں نیچے کر لیں۔ لیکن شیخ صنعان نے عزت میں آکر کہا میں خدا تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہوں مجھے کیا ضرورت

marfat.com

ہے ان کا قدم قبول کروں ۔حضرت غوث الاعظم کو اس کا علم ہو گیا اور فرمایا فعلی رقبۃ رجل الخنزیر (اس شخص کی گردن پر خنزیر کا قدم ہو گا۔) اس کے بعد شیخ صنعان اپنے چارسو مریدین صاحب کمال کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے راستے میں شیخ کی نظر ایک شراب فروش عورت پر پڑی اور اس پر عاشق ہو گئے ۔ عاشق ہونے کے بعد وہیں رہ گئے اور اس کے ہاں ملازمت کرلی ۔ایک دن اس عورت نے خنزیر چرانے کیلئے بھیجا ۔ اس نے یہ بھی کہا کہ سور کے بچوں کو گردن پر اٹھا کر لے آنا کیونکہ وہ چل نہیں سکتے ۔جب کئی بار یہی واقعہ پیش آیا تو شیخ کے تمام مریدین بدظن ہو کر چلے گئے صرف دو آدمی باقی رہ گئے ۔ ایک شیخ فریدالدین عطّار دوسرے شیخ محمود مغربی ۔ دونوں نے باہم مشورہ کیا کہ شیخ کے ابتدا کی آگ جہاں سے اٹھی ہے وہیں سے فرو ہو گی پس اسی جگہ جانا چاہیے چنانچہ شیخ فریدالدین عطار نے شیخ محمود مغربی کو اپنے پیر کے ساتھ چھوڑا اور خود بغداد چلے گئے۔ وہاں جاکر انہوں نے حضرت غوث الاعظم کی کوئی خدمت تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی جگہ خالی نہیں تھی ۔ آخر بول براز اٹھانے کا ارادہ کیا ۔ لیکن اس خدمت کے لیے بھی خاکروب مقرر تھے ۔ آخر یہ کام شروع کیا کہ خاکروبوں سے پہلے بیت الخلاء میں پہنچ کر صفائی کر لیتے تھے ایک دن خاکروبوں نے حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں شکایت پیش کی کہ کئی روز سے ہم اس خدمت سے محروم ہو گئے آپ نے فرمایا کہ خانقاہ میں جاکر معلوم کرو کہ کوئی نووارد درویش آیا ہوا ہے انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں چند روز سے ایک درویش آیا ہوا ہے ۔ آپ نے فرمایا وہی ہو گا۔

ایک رات حضرت غوث الاعظم طہارت کے لیے باہر تشریف لے گئے بارش ہو رہی تھی ۔آپ نے دیکھا کہ ایک جوان براز کی ٹوکری

marfat.com

سر پر اٹھائے جا رہا ہے اور گندگی کے قطرے اس پر گر رہے ہیں ۔ یہ حالت دیکھ کر آپ نے دریافت کیا کہ تم کون ہو انہوں نے عرض کیا کہ شیخ صنعان کا خادم ہوں ۔ ان کی اس حالت زار پر حضرت شیخ کو رحم آ گیا اور فرمایا کہو کیا چاہتے ہو ۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرا مقصد حضور اقدس پر روشن ہے ۔ آپ نے فرمایا اس سے بھی زیادہ طلب کرو تم کو مل جائے گا انہوں نے عرض کیا کہ اس مقصد سے بلند تر میرے لئے کوئی مقصد نہیں ہے کہ اپنے شیخ کا رتبہ بحال کراؤں ۔ آپ نے فرمایا تمہارے شیخ کو ہم نے تمہاری خاطر معاف کیا ہے ۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ شیخ صنعان کو اپنی جگہ پر اس کا علم ہو گیا اور سلب شدہ مقام ان کو واپس مل گیا ۔ اس کے بعد وہ شراب فروش عورت کو چھوڑ کر روانہ ہوئے لیکن چونکہ وہ عورت بھی آپ کے عشق میں مبتلا ہو چکی تھی وہ بھی آپ کے ہمراہ روانہ ہو پڑی ۔ شیخ صنعان نے کہا کہ تم کافر ہو ہم مسلمان ہیں ہم کس طرح اکٹھے رہ سکتے ہیں ۔ یہ سنتے ہی وہ عورت اپنے تمام لواحقین کے ساتھ مسلمان ہو گئی اور شیخ کی خدمت میں رہنے لگی ۔

تحفۃ الراغبین میں رسالہ واقعات محمدیہ مصنفہ شیخ یعقوب سیاح قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ ایک دن سیّد محمد گیسو دراز کی مجلس میں حضرت غوث الاعظم کے قول قدمی ہذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا ذکر ہو رہا تھا ۔ حضرت سیّد محمد گیسو دراز کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ قول حضرت غوث الاعظم کے ہم عصر اولیاء کرام کے حق میں ہو گا اور اولیائے متقدمین اور متاخرین اس سے مستثنیٰ ہوں گے ۔ اس خطرہ کے دل میں آتے ہی ان کی ولایت سلب ہو گئی اور سارا جسم شل ہو کر پتھر بن گیا ۔ بہت علاج کیا گیا ۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا ۔ چونکہ آپ حق تعالےٰ کے دوستوں میں سے تھے ۔ آپ کے کان میں غیب سے آواز آئی کہ اس بیماری کا سبب حضرت غوث الاعظم کے قول کا انکار ہے آنجناب کی طرف رجوع کرنا چاہیے

marfat.com

تمہارے حال پر رحم کریں گے اور تمہاری تقصیر معاف کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا، اپنے قصور کی معافی طلب کی۔ اس کے ساتھ انہوں نے حضرت غوث الاعظم کے ننانوے اسمائے گرامی تصنیف کر کے اس کا دائمی ورد اختیار کیا۔ کہتے ہیں کہ جونہی انہوں نے اسماء گرامی کا ورد ختم کیا ان کے تمام اعضاء درست ہوگئے اور جسمانی طور پر شفائے کامل نصیب ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے مشائخ سلسلہ کی طرف توجہ کی تاکہ ولایت واپس مل سکے۔ چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ نے عالم باطن میں حضرت غوث الاعظمؒ کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ اب سید محمد گیسو دراز نے اپنے آپ جناب والا کے سلسلہ سے منسوب کیا ہے رحم کا مستحق ہے اسی وقت آپ کی ولایت واپس مل گئی اور بے شمار فیوض اور پہلے سے بھی زیادہ نوازشات حاصل ہوئے اور سلسلہ قادریہ کے فیضان سے بہرہ ور ہوئے وہ ننانوے اسمائے گرامی جو حضرت سید محمد گیسو درازؒ نے تصنیف کئے یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یا سلطان العارفین، یا تاج المحققین، یا شافی الحمیا، یا جمیل المحیا، یا برکت الانام، یا مصباح الظلام، یا شمس بلا افل، یا در بلا مثل بدر بلا کلف یا بحر بلا تلف یا بازالاسھب یا فارح الکرب، یا غوث الاعظم یا واسع الکرم، یا کنز الحقائق، یا معدن الدقائق، یا واسط السلک، یا صاحب الملک یا شمس الشموس، یا زہرۃ النفوس، یا ہادی النسم، یا محی الرمیم، یا عالی الھمم، یا ناموس الامم، یا حجۃ العاشقین، یا سلطان الواصلین یا خزانۃ الاسرار، یا وارث النبی المختار یا مبدا جمال اللہ، یا نائب رسول اللہ، یا کبد المصطفےٰ، یا صاحب الوفا یا سر المرتضےٰ یا قرۃ العیون، یا ذی الوجہ المیمون، یا صلاح الاحوال، یا سلاب الاہوال یا صادق الاقوال، یا سیف المسلول، یا ثمرۃ البتول، یا ارحم الناس، یا مذہب الیاس

marfat.com

یا مفتح الکنوز، یا معدن الرموز، یا کعبۃ المریدین، یا مقصود السالکین، یا کریم الطرفین یا عمید الفریقین، یا مغبوط المعشوقین، یا قاضی القضات، یا مفتح المغلقات، یا خلیطا الاشیاء، یا نور الملاء، یا منتہی الامل حسین ینقطع العمل، یا سید السادات یا ضیاء السموات والارض، یا ناموس الواعظین یا غوث الورٰے، یا قدوۃ البری یا جمیل العوائد، یا مرجی فی الشدائد، یا بحر الشریعۃ یا سلطان الطریقۃ، یا نور المعرفۃ، یا کاشف الاسرار، یا غافر الاوزار، یا طراز الاولیاء یا عضد الفقراء، یا ذاالاحوال، العظیم، یا ذاالاوصاف الرحیمۃ، یا ذالکرامات الجلیلۃ، یا ذالمقامات العلیۃ، یا مذہب الحنبلیۃ، یا امام الائمۃ، یا فاتح المشکلات، یا مقبول رب الحیات یا جلیس الرحمٰن، یا مشہود من جیلان، یا نسل من عندنان، یا شاہ، یا عفیف، یا شریف یا غنی یا تقی، یا صدیق، یا معشوق، یا قطب الاقطاب، یا فرد الاحباب، یا سیدی، یا سندی، یا مولائی، یا رحمتی یا قوتی، یا رجائی، یا غوثی، یا عونی، یا غیاثی یا غنائی، یا فارج کربتی، یا ضیای، یا شفای، یا قاضی الحاجات، یا کفایت للہمات، یا سلطان ابو محمد محی الحق والدین والشریعۃ والطریقۃ والدین، یا نور السرائر یا عبدالقادر، یا صاحب قدرت، یا واہب النصرۃ، یا من ظہر سرہ فی الدنیا والاٰخرۃ ارحمنا برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حضرت اقدس کے گیارہ اسماء کا ورد برائے حاجت براری

راقم الحروف عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ حضرت اقدس کے گیارہ ناموں کا ورد کرنا بھی حاجات براری کے لیے بے حد مجرب اور زود اثر ہے۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عروج ماہ میں یہ اسماء شب جمعہ وقت نماز مغرب درمیان سنت و فرض شروع کرے اور اسی ترتیب سے نماز فجر کی سنت و فرض کے درمیان پڑھے۔ پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد گیارہ مرتبہ یہ اسماء معظم و مکرم

marfat.com

پڑھے اس کے بعد سات مرتبہ سورۃ فاتحہ، اور گیارہ بار درود شریف پڑھے اور حاجت طلب کرے۔ گیارہ روز تک اسی طرح کرتا رہے تو مقصد دلی ہو گا پورا ہو جائے گا۔ یا دینی ہو یا دنیاوی، وہ اسماء یہ ہیں:۔

الٰہی بحرمت سیّد محی الدین، الٰہی بحرمت شیخ محی الدین، الٰہی بحرمت سلطان محی الدین، الٰہی بحرمت قطب محی الدین، الٰہی بحرمت غوث محی الدین الٰہی بحرمت مخدوم محی الدین، الٰہی بحرمت خواجہ محی الدین، الٰہی بحرمت درویش محی الدین، الٰہی بحرمت غریب محی الدین، الٰہی بحرمت ولی محی الدین الٰہی بحرمت مسکین محی الدین؛

اسمیٰ کا اسم الاعظم

ثقہ راویوں سے منقول ہے کہ حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ اسمی کا سم الاعظم (میرا نام اسم اعظم کی طرح ہے) یعنی میرا نام حق تعالیٰ کے اسم اعظم کا اثر رکھتا ہے۔ جو شخص صدق دل سے پڑھتا ہے۔ بہت موثر پاتا ہے۔ حضرت اقدس کا اسم اعظم بغیر موکلات کے یہ ہے یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ اور موکلات کے ساتھ یہ ہے یا رفتمائیل، یا طاطائیل، یا طوطیل بحق شیخ عبدالقادر شیئاً للہ اس اسم مبارک کو دونوں طریقوں سے اگر حق تعالیٰ کی محبت کے لیے پڑھتا ہے تو ہمزہ کے ضم یعنی پیش کے ساتھ پڑھے۔ اگر رفع اعدا کے لیے مطلوب ہے تو ہمزہ کی زیر پڑھے اگر تسخیر خلق اور کشائش دنیاوی مطلوب ہے تو زبر کے ساتھ پڑھے، اگر ظاہری و باطنی جمعیت (سکون) کے لیے پڑھتا ہے تو ہمزہ کی سکون یعنی جزم کے ساتھ پڑھے[1]: اسم اعظم کی زکوٰۃ ترک حیوانات جلالی و جمالی کے ساتھ ایک لاکھ پچیس ہزار ہے اور اس کا روزانہ ورد ایک ہزار ایک بار ہے اگر کوئی شخص دولت و حشمت کی خاطر پڑھتا ہے تو روزانہ پانچ سو بار پڑھے۔ مقصد حاصل ہو گا۔

---

[1] ضم یا پیش کی صورت میں یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ پڑھیگا، زیر کے ساتھ شیئاً للہ، زبر کے ساتھ شیئاً للہ اور سکون یا جزم کے ساتھ شیئاً للہ پڑھیگا۔

marfat.com

زیارت سرورِ دو عالم ﷺ

خواب میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سات رات پڑھے اور ہر رات ایک ہزار مرتبہ ترک حیوانات کے ساتھ پڑھے ۔ نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت غوث الاعظم کی زیارت کے لیے اسی طرح پڑھے اور قبولیت کا دروازہ کھلنے کی خاطر ہر روز پانچ سو مرتبہ پڑھے ۔ مقبول ہو جائے گا اور غنی ہونے کی خاطر ہر صبح اکانوے بار پڑھے غنی ہو جائے گا اور بلندی درجہ اور سلاطین کے نزدیک مقبولیت کے لیے بیس روز پڑھے اور ہر روز ایک سو مرتبہ پڑھے ۔ اس کا درجہ روز بروز بلند ہوتا جائے گا اور بادشاہوں کے ہاں مقبول ہو جائے گا ۔ تحصیل علوم و حکمت کے لیے نماز کے بعد اسی (۸۰) مرتبہ پڑھے مقصد پورا ہو جائے گا ۔

قضا حاجت کے لیے حضرت اقدس کا دوگانہ

کتاب تحفۃ الراغبین میں لکھا ہے کہ حضرت اقدس کا دوگانہ قضاء حاجت کے لیے بہت سریع الاثر ہے ۔ کبریت احمر کی طرح زود اثر ہے ۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے اس کے بعد سجدہ میں جا کر حضرت اقدس کو اس اسم سے یاد کرے یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی ، شاہ محی الدین ابو محمد سیّد عبد القادر جیلانی اغثنی و امددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات اس کے بعد تین مرتبہ آمین کہے ۔ اس کے بعد اٹھ کر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور اس اثناء میں یہ کہے السلام علیک

marfat.com

یا حضرت شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر گیلانی جب گیارہ قدم ختم ہوں تو کھڑے ہو کر اپنی مراد طلب کرے اور پھر سجدہ میں جا کر تین مرتبہ یہ اسم پڑھے یا لطیف اُلطف بلطفک الخفی ۔ اس کے بعد اگر ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ کا ذکر کرے تو افضل ہے ورنہ تین دفعہ کافی ہے ۔ بعض کا قول یہ ہے کہ گیارہ قدم پورے کر کے واپس اسی جگہ پر آئے جہاں دوگانہ پڑھا تھا اور بیٹھ کر ایک ہزار ایک بار یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ پڑھے ۔ بعض کہتے ہیں کہ جب عراق کی جانب گیارہ قدم چلے جس جگہ کہ گیارھویں قدم ختم ہو ایک دوگانہ اور پڑھے اور نیت یہ کرے یہ اللہ تعالےٰ کے لیے پڑھ رہا ہوں اور اس دوگانہ کا ثواب حضرت غوث الاعظم کی روح مبارک کو ایصال کرے اور جس جگہ کہ گیارہ قدم ختم ہوں وہاں سے ایک مٹی کا ڈھیلہ یا لکڑی اٹھا لے اور گیارہ بار کہے کہ جب میری مراد پوری ہو گی اس قدر شیرینی حضرت غوث الاعظم کی روح کے لیے دوں گا اور بعض محققین کا کہنا ہے کہ اگر یہ دوگانہ برائے قضا حاجت مثل شفائے مریض وغیرہ ادا کرتا ہے تو چاہیے کہ چالیس روز تک کرتا رہے اور زیادہ سے زیادہ مدت تین چلّے یعنی ایک سو بیس دن ہے ۔ اور ہر روز جب گیارہ قدم عراق کی طرف چلے تو ہر قدم پر ایک پیسہ یا ایک آنا یا ایک روپیہ یا ایک اشرفی اپنی حسب حیثیت یا اگر دوسرے آدمی یا اپنے لیئے پڑھتا ہے تو اس کی حیثیت کے مطابق پھینکتا جائے اور بعد میں دوگانہ سے فارغ ہو کر جمع کرے اور مستحقین کو دے دے ۔ اگر دوگانہ کسی اور کے لیے پڑھتا ہے اور خود مستحق ہے تو وہ خود خرچ کرے۔

نیت دوگانہ

اس دوگانہ کی نیت یہ ہے: نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتی صلوٰۃ الاسرار تقربًا الی اللہ والقطاعًا عن غیر اللہ ھدیۃ لسیّدی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی متوجھا الی جھۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر

marfat.com

ختم قادریہ اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ختم قادریہ پر مداومت کرنے سے آدمی کی تمام مرادیں پوری ہوتی ہیں اور تمام مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ اگر چاہے تو اکیلا پڑھ سکتا ہے ورنہ گیارہ آدمی آپس میں تقسیم کر کے پڑھیں۔ بدھ کی رات سے شروع کرے اور تین رات تک پڑھے۔ مقصد پورا ہو جائے گا۔ بلکہ تمام پڑھنے والوں کے مقاصد پورے ہو جائیں گے۔ جب اس بات کی نیت کرے کہ فلاں مطلب کے لیے ختم پڑھنا ہے تو پہلے نذر مقرر کر کے شروع کرے۔ چنانچہ حضرت اقدس کی نذر مشہور ہے سوا گیارہ اشرفی یا سوا گیارہ روپیہ یا سوا گیارہ اٹھنی یا سوا گیارہ پاولی، یا سوا گیارہ آنے، اپنی حیثیت کے مطابق مقرر کرے اور جب مراد پوری ہو جائے تو ادا کر دے۔ ختم پڑھنے والوں کو ہر روز شیرینی دینی چاہیے۔ ختم کی ترتیب یہ ہے پہلے طہارت کرے، اور نماز تحیۃ الوضو ادا کرے، اس کے بعد ایک دوگانہ حضرت غوث الاعظم کو ایصال کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے سلام کے بعد درود شریف گیارہ بار، کلمہ تمجید گیارہ بار، اور ایک سو گیارہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی پڑھے اور ایک بار سورت یٰسین بسم اللہ کے ساتھ پڑھے اور اگر مہم سخت ہے تو ختم کبیر پڑھے۔ یعنی سورت الم نشرح ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھے ورنہ ختم صغیر پڑھے یعنی سورۃ مذکور ایک سو اکتالیس بار پڑھے اور ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر حاجت طلب کرے۔ مقصد حاصل ہو گا۔ ہر روز ختم کا ثواب حضرت غوث اعظم کو ایصال کرے حتیٰ کہ مقصد پورا ہو جائے۔

کشائش رزق کے لیے اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ کشائش رزق ہو وہ ہر پنجشنبہ (جمعرات) کی رات اور شب جمعہ میں حضرت غوث الاعظم

marfat.com

کی شرینی اپنے اوپر لازم کرلے اور اس کا طریقہ یہ ہے پہلے دن میں سوا پانچ پیسے خرچ کرے اور ہر جمعرات کو چار بادام زیادہ کرے۔ سب مقاصد پورے ہوں گے اور شرینی پر فاتحہ کا طریقہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ الحمد اور گیارہ بار سورت اخلاص مع بسم اللہ پڑھے اور بخشش کرے اگر کوئی شخص نقد نیاز دے تو یہ دو طریق پر ہے ایک یہ کہ گیارہ آنے یا گیارہ پادلی یا گیارہ اٹھنی یا گیارہ روپے یا گیارہ اشرفی نذر کرے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایکسٹھ سکے جس قسم سے ہوں یعنی چاندی، سونا، یا عنبر اپنی حیثیت کے مطابق نذر کرے اور جب مقصد پورا ہو جائے تو فوراً ادا کر دے اور بخل ہرگز نہ کرے۔ تاکہ مطلب خراب نہ ہو جائے۔

توشۂ حضرت غوث الاعظمؒ

حضرت غوث الاعظم کا توشہ بھی قضائے حاجات اور کفایت مہمات کے لیے کبریت احمر کا اثر رکھتا ہے۔ لیکن یہ توشہ حصول مقصد سے پہلے ادا کرنا چاہیے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ سوا پانچ سیر میدہ، اور یہی مقدار شکر تری اور روغن (گھی) سوا سیر مغز بادام اور اسی مقدار میں مغز پستہ، وکشمش، نارجیل (گری)، اور ایک چھٹانک قرنفل، اور اسی قدر دار چینی، قلمی اور الائچی خورد، ان تمام اشیاء کو اکٹھا کرکے حلوہ بنایا جائے اور حضرت اقدس کے لیے فاتحہ دے اور کھلائے یعنی نیک لوگوں کے سوا اور کسی کو نہ کھلائے، اور گھر سے باہر نہ بھیجے اور تمام اہل مجلس حاجت براری کے لیے دعا کریں البتہ حصول مقصد کے بعد بھی تھوڑی بہت شرینی کا فاتحہ حضرت اقدس کے لیے دے۔

تحفۃ الراغبین میں یہ بھی لکھا ہے قضائے حاجات اور کفایت مہمات کے لیے حضرت اقدس کی روح پاک کے لیے شرینی پر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔ پہلے حضرت اقدس کے مذکورہ بالا گیارہ اسماء گیارہ

marfat.com

بار پڑھے ۔ اس کے بعد سورت فاتحہ آٹھ بار سورہ اخلاق گیارہ بار، اور تین بار درود شریف پڑھے ۔ جو حاجت ہوگی پوری ہوگی ۔ مجرب اور آزمودہ ہے اور حضرت اقدس کے لیے نذر بتی گیارہ چیل (گیارہ روپے) کی ہونی چاہیے ۔ اگر کسی کے ہاں بیٹا نہ ہوتا ہو تو اسے چاہیے کہ ایک حضرت اقدس کی نذر کرے ۔ بچے کے پیدا ہونے کے چار یا چھ دن بعد سوا گیارہ سیر پختہ پلاؤ، سوا پانچ سیر قلیہ، سوا گیارہ سیر روٹی پکوائے اور پیاز و ککڑی بھی مہیا کرے ۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب بروح پاک حضرت غوث الاعظم کرے اور گیارہ درویشوں کو (یعنی مساکین کو) جو اسی سلسلہ عالیہ سے نسبت رکھتے ہوں کھلائے اگر صاحب حاجت ذی حیثیت آدمی ہے تو سوا من پلاؤ، نصف من قلیہ، سوا من آٹا گندم پکوا کر صالح لوگوں کو کھلائے اور ساتھ ہی گیارہ روپے یا گیارہ اشرفی، یا گیارہ دستار، یا لنگی یا گیارہ رومال بھی خیرات کرے ۔

تاقیامت مریدین کی بخشش

معتبر کتابوں میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت غوث الاعظم نے حق تعالیٰ سے عرض کر کے اپنے تمام مریدین جو تا قیامت آپ کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوں گے سب کی مغفرت کرا لی ہے ۔ چنانچہ تحفتہ الراغبین میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی ۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ دعا فرما دیں کہ خدا تعالیٰ مجھے اپنی کتاب اور آپ کی سنت پر موت دے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح ہوگا اور کیوں نہ ہو جبکہ تمہارا پیر عبد القادر ہے ۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے تین مرتبہ یہ عرض کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہی جواب فرمایا ۔ تمام مشائخ عظام نے یہی فرمایا ہے کہ حضرت غوث الاعظم نے اپنے مریدین کو تا قیامت ضمانت دی ہے

marfat.com

کر ان میں سے ہر شخص کی موت توبہ پر ہو گی - (یعنی بخشش پر) -

نیز مشائخ سے خصوصاً شیخ عمر سے منقول ہے کہ انھوں نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو حضور والا کے ساتھ منسوب کرے حالانکہ مرید نہ ہوا ہو اور نہ آپ کے ہاتھ سے خرقہ خلافت حاصل کیا ہو کیا وہ آپ کے اصحاب میں شمار ہو گا اور ان کے فضائل میں شریک ہو گا یا نہیں - آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو میرے ساتھ منسوب کیا حق تعالےٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور اسے بخش دے گا - خواہ وہ گنہگار کیوں نہ ہو وہ میرے اصحاب، اہل سلسلہ میں شمار ہو گا - کیونکہ حق تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرے اصحاب اہل سلسلہ، متبعین اور محبان کو بہشت میں داخل کرے -

بہشت کا پروانہ

تحفۃ الراعنین میں سید عبدالرزاقؒ اور ابوالحسنؒ سے روایت درج ہے کہ حضرت غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے مجھے پروانہ لکھ کر دے دیا ہے جس میں میرے تمام اصحاب و مریدین کے نام درج ہیں جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے ان تمام کو تیری بدولت بخش دیا ہے - حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ میں نے دوزخ کے دربان مالک سے دریافت کیا کہ کیا میرے مریدین میں سے بھی کسی کا نام تمہاری فہرست میں درج ہے اس نے جواب دیا کہ نہیں -

حضرت اقدس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رب العزت کی قسم مریدوں کی حمایت میں میرا ہاتھ ان پر ایسے ہے جیسے زمین کے اوپر آسمان میرا مرید جیسا ہو، اور میں جیسا ہوں قسم ہے اس کی عزت و جلال کی کہ اس کے سامنے سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ مجھے اور میرے اصحاب کو وہ بہشت میں داخل نہیں کرے گا - اگرچہ میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں

marfat.com

اور اس کی عفت کا پردہ بھی چاک ہو جائے تاہم میں اس کی پردہ پوشی کرونگا بیت ؎

ہر کرا یار توئی زار نگردد ہرگز　　　　چونکہ غمخوار توئی خوار نگردد ہرگز

(جس شخص کا تو دوست ہے وہ ہرگز ذلیل نہ ہوگا اور جس کا تو غمخوار ہے وہ کبھی خوار نہ ہوگا۔)

حضرت شیخ عدی بن مسافر فرماتے ہیں کہ میرے اصحاب میں سے جو شخص مجھ سے خرقہ طلب کرتا ہے دیتا ہوں اور لحاظ نہیں کرتا۔ سوائے حضرت غوث الاعظم کے اصحاب کے اس وجہ سے کہ وہ دریائے رحمت الٰہی میں غرق ہیں۔ دریا کو چھوڑ کر کوئی شخص خشکی کی طرف نہیں جاتا بیت ؎

ہر کہ در جنت عدن است گلستان راچہ کند　　　　چونکہ در عین نعیم است بہ بستان چہ کند

(جو شخص بہشت بریں میں ہے وہ عام باغ کو کیا کرے گا اور جو شخص نعمتوں سے نوازا جا رہا ہے وہ باغ کو کیا کرے گا)

تحفۃ الراغبین میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ مجھے وہ مقام حاصل ہے کہ جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور مجھے وہ لشکر حاصل ہے کہ جس سے کوئی سبقت نہیں لے سکتا۔ نیز فرمایا کہ ہر لشکر پر مجھے وہ غلبہ ہے کہ جس کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا، اور ہر منصب پر میرا ایک خلیفہ ہے۔ جسے کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص حق تعالےٰ سے کوئی چیز طلب کرے میرے وسیلہ سے طلب کرے تا اسے مل جائے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص مصیبت میں مجھ سے استعانت **طلب** کرے، اس کی مصیبت دور ہوتی ہے اور جو شخص کسی دکھ درد میں مجھے پکارتا ہے وہ درد اس سے دور کیا جاتا ہے اور جو شخص میرے توسل سے حق تعالےٰ سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے اس کی حاجت روائی ہوتی ہے۔ حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ طوبیٰ لمن رأنی، ورأ من رانی، ورأ من رانی (خوشخبری ہے۔ اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا اور میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور میرے

marfat.com

دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا) حتیٰ کہ سات درجوں تک۔ اس کا حکم جاری ہے [1]۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ شکر ہے خدا تعالےٰ کا کہ یہ فقیر بھی اس بشارت میں داخل ہے۔ کیونکہ اس فقیر نے ایک ایسے بزرگ کو دیکھا ہے کہ جس کا سلسلہ بوجہ طول عمری چار واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سے جا ملتا ہے۔

مدت سے غرق شدہ برات کو زندہ کرانا

تحفۂ قادریہ [2] میں لکھا ہے کہ شروع احوال میں حضرت اقدس ایک چشمہ سے وضو فرما رہے تھے۔ ایک ضعیف عورت نے آکر چشمہ سے پانی کا کوزہ بھرا اور پانی منہ سے لگاتے ہی زار و قطار رونے لگی۔ حضرت اقدس نے رونے کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے جواب دیا کہ مدت گزر چکی ہے کہ میرا خاوند اپنے اقربا اور احباب کے ساتھ میرے لڑکے کی شادی کے لیے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر برات خوشی کے شادیانے بجاتی ہوئی آرہی تھی کہ قضائے الٰہی سے اس دریا میں غرق ہو گئی۔ جب بھی مجھے یہ واقعہ یاد آتا ہے دل بھر آتا ہے اور رو دھو کر دل کا غبار دور کرتی ہوں حضرت غوث الاعظم کو اس بڑھیا کے حالِ زار پر رحم آیا اور بارگاہ حق تعالیٰ میں عرض کی۔ آواز آئی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حضرت اقدس نے عرض کی کہ حضور جب تو عدم سے وجود میں لا سکتا ہے تو ایک دفعہ وجود میں آئے ہوئی چیز کا دوبارہ پیدا کرنا تیرے لئے کیا مشکل ہے۔ یہ کہتا تھا کہ وہ کشتی

---

[1] احقر مترجم کا عقیدہ اور یقین ہے کہ جس شخص کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی ہے وہ بھی اس بشارت میں شامل ہے اور اس میں خدا کا شکر ہے بہت مسکین شامل ہیں۔

[2] مصنفہ حضرت شاہ ابو المعالی لاہوری رحؒ۔

marfat.com

تمام غرق شدہ برات نقارے بجاتے ہوئی پانی سے نکل آئی ۔ اس بڑھیا کے بیٹے اور خاوند آگراسے ملے اور اس کا غم مسرت میں تبدیل ہوگیا۔

ٹوپی کا اثر اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ ابو عمر صریفتی نے فرمایا ہے کہ جب میں سلطان العارفین حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے سر پر ایک ٹوپی رکھی اس سے میرے دماغ میں خوشی و خنکی پیدا ہوئی اور عالم ملکوت کی اشیاء مجھ پر منکشف ہوگئیں ۔ اس وقت ساری کائنات اور جو کچھ کائنات میں ہے مجھے اللہ تعالےٰ کی تسبیح بیان کرتے سنائی دے رہی تھی۔ قریب تھا کہ انواع واقسام کی تقدیس وتمجید سے میرا دماغ نکل جائے ۔ لیکن حضرت شیخ نے روئی کا ایک پھایہ میرے کانوں میں دے دیا جس سے میرے حواس بحال رہ گئے۔

حضرت شیخ ابوحفص عمر بن حسین بن خلیل حنبلی کتاب تکملہ میں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا میں آپ کے بالکل سامنے بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بلور کی قندیل کی شکل کی کوئی چیز آسمان سے نازل ہوئی اور حضرت شیخ کے دہن مبارک کے نزدیک پہنچ کر واپس چلی گئی ۔ جب تین بار یہ چیز دیکھی تو مجھ سے نہ رہا گیا میں کھڑا ہوگیا اور چاہتا تھا۔ کہ لوگوں کو اس سے آگاہ کروں کہ حضرت شیخ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا۔ اور کچھ نہ بولا اور حضرت شیخ کے وصال کے بعد لوگوں کو اس سے آگاہ کیا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم آوائل میں فرمایا کرتے تھے کہ پہلے مجھے عراق سپرد کیا گیا اور اب تمام روئے زمین شرق سے غرب تک یعنی تمام بر و بحر و جبال میرے سپرد ہیں اور اس وقت اولیاء اللہ میں سے کوئی ولی اللہ ایسا نہ تھا۔ جو اگر آپ کی قطبیت تسلیم نہ کرتا اور آپ قطب اکبر اور فرد احباب تھے۔ حضرت شیخ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ انسانوں کے بھی مشائخ ہیں ۔ ملائک کے بھی مشائخ ہیں اور جنات کے بھی مشائخ ہیں وانا شیخ الکل (اور میں سب کا شیخ ہوں) سبحان اللہ کیا

marfat.com

ہی بلند مقام ہے جو حق تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے کہ آپ جس پر نظر کرتے تھے اس کو متاثر کرتے تھے اور کسی شخص کی مجال نہیں تھی کہ آپ کی آنکھ میں آنکھ ملا سکے یا کوئی بات کر سکے۔ کہتے ہیں کہ آپ کو اچھے طعام اور لباس کا بہت شوق تھا۔ آپ کے لباس کے لیے ایک دینار فی گز کا کپڑا آتا تھا۔ چونکہ آپ کا مقام محبوبیت تھا اس قسم کے تصرفات پر آپ حق تعالیٰ کی جانب سے مامور بلکہ مجبور تھے۔ راقم الحروف کہتا ہے۔ کہ حضرت غوث الاعظم محبوبان اولین و آخرین کے سید الطائفہ اور امام تھے اور نسبت محبوبیت جو فنا فی الرسول کے مقتضیات میں سے ہے اصالتہ بالذات بواسطہ کمال فناء آپ کو حاصل تھی۔ باقی جو بزرگ اس نسبت کو پہنچے ہیں حضرت اقدس کے طفیل اس نعمت عظمیٰ تک پہنچے ہیں۔ چنانچہ مقام محبوبیت میں جو تصرف آپ سے صادر ہوا پسندیدہ اور مرضی حق کے مطابق تھا اس وجہ سے آپ کا تصرف قضائے مبرم میں بھی جاری ہو گیا تھا اور آپ کے تصرفات میں مواخذہ و عدم مواخذہ کی گنجائش نہیں۔ چنانچہ صاحب مراۃ الاسرار آپ کے فرزند ارجمند کی روایت تحفۃ الراغبین سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا سنا کہ میرے والد منبر پر کھڑے ہو کر فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ ماہ رمضان آتا ہے اور ان کی عذر خواہی کرتا ہے اس رنج و بلا سے جو ان کو پہنچتی ہے اور ہر روز جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو ان پر سلام کرتا ہے اور جو چیز واقعہ ہونے والی ہوتی ہے۔ اس سے ان کو آگاہ کرتا ہے۔

تحفۃ الراغبین میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر فرماتے ہیں کہ چاند نظر آنے سے پہلے ہر مہینہ میرے والد کی خدمت میں آتا تھا۔ اگر اس میں خیر و برکت ہوتی تو وہ اچھی صورت میں ظاہر ہوتا اور اس میں شر و فساد واقعہ ہونا تھا تو بدصورت ہو کر آتا تھا ایک دفعہ ماہ رجب کے آخری دن ایک بدصورت شخص نے آکر کہا کہ میں شعبان کا مہینہ ہوں اور آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ میرے اندر کیا کچھ ہونا ہے بغداد میں وبا ہو گی، حجاز میں فساد ہو گا اور خراسان میں جنگ ہو گی۔ آخر یہ تینوں چیزیں ماہ شعبان میں واقعہ ہوئی۔ اس سال رمضان شریف میں حضرت اقدس

marfat.com

قدرے بیمار تھے ہفتہ کے دن انتیس ماہ رمضان کو ایک باوقار اور با اخلاق آدمی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ میں ماہ رمضان ہوں میں اس لیے آیا ہوں کہ جو کچھ میرے اندر واقعہ ہوا اس کی عذر خواہی کروں اور میں آپ سے الوداع کہوں کیونکہ آپ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور اس کے بعد حضرت اقدس کو دوسرا رمضان المبارک نہ ملا۔ آپ کے کمالات اس قدر ہیں کہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

وصال آپ کا وصال بروز پنجشنبہ گیارہ ماہ ربیع الآخر ۵۶۱ھ عباسی خلیفہ ابو المظفر یوسف جس کا لقب مستنجد ہے کے زمانہ خلافت میں ہوا آپ کا مزار مبارک بغداد میں ہے آپ کی عمر اکانوے سال تھی۔ کسی شاعر نے آپ کی ولادت، وفات اور مدت عمر کو ایک ہی شعر میں کیا خوب کیا ہے ؎

سینتش کامل و عاشق تولد وحالش واں زمعشوق الہی

ایک اور شاعر نے آپ کی تاریخ وفات یوں بیان کی ہے ؎

سلطان عصر، شاہ زمان قطب اولیاء کامد وفات روز قیامت علامتے
تاریخ سال وفاتش چو خواستم از راوئے حدیث بگفتہ قیامتے

کسی نے ایک اور شعر میں تاریخ تولد و وصال یوں لکھی ہے ؎

جمالش در جہاں بہ نود و عاشق سفر افتاد اندر دام معشوق

تحفتہ الراغبین میں یہ بھی لکھا ہے کہ صاحب مفتاح اخلاص گیلانی کے مطابق آپ کا یوم وصال سترہ ماہ مذکور کی تاریخ کو بعد نماز عشاء ہوا۔ ایک اور روایت کے مطابق بعد نماز ظہر بروز پنجشنبہ ہوا اور تحفتہ الراغبین میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس سلسلہ عالیہ کے مریدین کو چاہیئے کہ حضرت اقدس کے ساعت وصال کو غنیمت سمجھ کر آپ کی روح کی طرف متوجہ ہو جایا کرے اور شجرہ شریف کو پڑھ کر آپ کا توسل طلب کرے نہایت ہی موثر ثابت ہوگا۔ فراغت کے بعد جس قدر ہو سکے کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرے۔

آل و اولاد سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت اقدس کے نو فرزند اور ایک دختر تھی جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ سید عبدالوہاب، سیّد

marfat.com

عبدالرزاق، سید عبدالجبار، سید عبدالعزیز، سید یحیٰی، سید عیسےٰ، سید ابراہیم، سید عبداللہ، سید موسےٰ، لیکن کتاب بہجتہ الاسرار کے مطابق آپ کے دس فرزند تھے۔ نو وہی ہیں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اور دسویں سید محمد رئیس تھے۔ تمام فرزندان میں سے حضرت سید عبدالوہاب اور سید عبدالرزاق سے زیادہ بیٹے وجود میں آئے اور تحفہ قادریہ میں لکھا ہے کہ سیّد عبدالرزاق بن سیّد عبدالقادر فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کے اکتالیس بچے تھے جن میں سے ستائیس بیٹے اور بائیس بیٹیاں تھیں۔ جب کبھی حضرت اقدس کا کوئی بیٹا فوت ہوتا آپ کو کوئی رنج و ملال نہیں ہوتا تھا۔ جب وفات کی خبر ملتی تو اگر وعظ فرما رہے ہوتے تو وعظ بند نہیں کرتے تھے۔ جب جنازہ آتا تھا تو آپ نماز جنازہ میں شامل ہوتے تھے اور پھر دفن کا حکم دے دیتے تھے۔

تحفتہ الراغبین میں کتاب مخازن قادریہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ کے تمام فرزندان کمال ولایت اور مقام قطبیت پر پہنچے ہوئے تھے۔ اور ہر ایک کو خرقہ خلافت اور اجازت بیعت و ذکر وغیرہ تفویض ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ بہت اقطاب، اولیاء اور مشائخ کو بھی خلافت ملی ہوئی تھی۔ اسی طرح آپ کے تمام فرزندان نے اپنے اپنے فرزندان کو خلافت و اجازت دی ہوئی تھی۔

تحفہ قادریہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے بعض اکابر سے سنا ہے کہ حضرت سید عبدالرزاق کے فرزندان میں سے ایک فرزند اس زمانے میں بھی موجود ہیں جن کا اسم گرامی شیخ جمال اللہ ہے[۵] آپ اپنے دادا پاک حضرت غوث اعظم کے ہم شکل ہیں اور بسطام کے جنگلوں میں بسر کرتے ہیں اور کبھی کبھی بسطام میں بھی آتے ہیں اور راوی کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کیا آپ کو معلوم

---

۵ حضرت خواجہ غلام فرید نے بھی اپنی کتاب اشارات فریدی میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ شاید وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزول تک زندہ رہیں گے کیونکہ انہوں نے حضرت عیسےٰ کو اپنے جد امجد کا سلام پہنچانا ہے۔

marfat.com

ہے کہ آپ کی عمر کب تک ہو گی - انہوں نے فرمایا کہ مجھے یقین کے ساتھ تو معلوم نہیں ہے - لیکن ایک دفعہ بابا جی یعنی حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحہ پر سماع میں خاص حالت تھی آپ نے مجھے بغل میں لے کر فرمایا کہ اے جمال اللہ مہتر عیسٰے اور صاحب الزمان کا زمانہ پاؤ گے موعود کو میرا سلام پہنچا دینا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میں مہتر عیسٰے اور صاحب الزمان کا زمانہ پاؤں گا اور یہ سلام پہنچانا مجھ پر امانت ہے - ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت غوث اعظم سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ اس سرائے فانی سے عالم بقا کی جانب روانہ ہوئے تو خواب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا - میں نے عرض کیا کہ حضور منکر و نکیر سے آپ کو کس طرح نجات ملی - آپ نے فرمایا کہ یہ کیا سوال ہے - یوں کہو کہ منکر و نکیر نے آپ کے ہاتھ سے کیسے رہائی حاصل کی - میں نے عرض کیا کہ ارشاد فرمادیں - فرمایا کہ جب وہ دونوں فرشتے میرے سامنے آئے اور پوچھا کہ مَنْ رَبُّکَ (تمہارا رب کون ہے) میں نے کہا اسلام کی شرط یہ ہے کہ پہلے سلام اور مصافحہ کیا جاتا ہے بعد میں بات چیت ہوتی یہ رسم تم لوگوں نے کہاں سے نکال لی ہے کہ سلام اور مصافحہ سے پہلے گفتگو شروع کر دی - یہ سن کر وہ پشیمان ہوئے اور آگے بڑھ کر میرے ساتھ مصافحہ کیا - جونہی انہوں نے ہاتھ ملائے میں نے ان کو مضبوط پکڑ لیا اور کہا کہ پہلے تم میرے سوال کا جواب دو - اگر تم نے جواب شافی دیا - تو پھر مجھ سے سوال کرنے کے حقدار ہوں گے - انہوں نے کہا اچھا آپ سوال کریں - میں نے کہا کہ جب خدا تعالےٰ نے چاہا کہ آدم کو پیدا فرمائیں اور اس کو زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کریں تو فرشتوں سے فرمایا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ (میں زمین میں اپنا خلیفہ یعنی نائب پیدا کرنے والا ہوں) تو انہوں نے بلا لحاظ جواب دیا کہ اتجعلُ فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک (کیا تو زمین میں اس کو پیدا کرے گا جو خون خرابہ اور فساد برپا کرے گا اور ہم تیرا حمد اور پاکی بیان کرتے ہیں -)

marfat.com

چنانچہ فرشتوں کے اس جواب پر چند اعتراض وارد ہوتے ہیں اوّل یہ کہ انہوں نے سمجھ لیا کہ حق تعالےٰ ہم سے مشورہ کر رہے ہیں حالانکہ وہ اس امر سے پاک ہیں۔ دوسری خطا ان سے یہ سرزد ہوئی کہ انہوں نے تمام انبیاء علیہم السلام کو فتنہ و فساد اور خون خرابہ سے متہم کیا اور یہ نہ سمجھا کہ انبیاء علیہم میں سے بعض وہ ہوں گے جو فرشتوں سے افضل ہوں گے تیسری بات یہ ہے کہ فرشتوں نے اپنے علم کو حق تعالےٰ کے علم پر ترجیح دی اور حق تعالےٰ پر اعتراض کر دیا۔ جس کی وجہ سے ان کو انی اعلم مالا تعلمون (میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے) کا تازیانہ کھا کر راہِ ہدایت پر آئے ۔ یہ سن کر منکر ونکیر نے کہا کہ یہ کلمات اکیلے ہم دو فرشتوں نے نہیں کہے تھے بلکہ تمام ملائک مقربین سے صادر ہوئے آپ ہمیں چھوڑ دیں ۔ تاکہ ہم جا کر تمام فرشتوں کے ساتھ اس پر غور کریں اور جواب تیار کریں ۔ حضرت اقدس نے ایک کو جانے دیا جس نے جاکر فرشتوں کے سامنے یہ بات رکھی ۔ یہ سن کر تمام فرشتوں نے سرنگوں کر لیا اور خاموش و متحیر رہ گئے ۔ اس پر حق تعالےٰ کی طرف سے فرمان ہوا کہ آدم پر اعتراض اس کی ساری اولاد پر اعتراض کے مترادف ہے ۔ میرے محبوب کے پاس جاؤ اور اس خطا کی معافی طلب کرو۔ جب تک وہ نہیں بخشے گا تم نہیں چھوٹ سکتے ۔ چنانچہ سارے فرشتوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں جاکر معافی طلب کی۔ نیز خداوند جل سلطانہ سے بھی معافی کا ایما ہوا ۔ حضرت اقدس نے جناب باری تعالےٰ میں عرض کی کہ خدایا میں اس شرط پر ملائک کے اس جرم کو معاف کرتا ہوں کہ قیامت تک میرے سلسلہ کے تمام مریدین کی مغفرت ہو اور سوال منکر ونکیر سے نجات ہو جواب ملا کہ اے میرے محبوب تو نے جو کچھ چاہا ہم نے دے دیا فرشتوں کی اس خطا کو معاف کر دو۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے ان کو چھوڑ دیا اور وہ اپنے مقامات پر اوپر چلے گئے۔

اللھم صل علی محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

از رہگذرِ خاکِ سر کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

اقتباس دوم

در

ذکر مجمل از احوال حضرت خواجہ امام حسن بصریؓ

حضرت عبدالواحد بن زیدؒ، حضرت فضیل ابن عیاضؒ، سلطان ابراہیم ادہمؒ، حذیفہ مرعشیؒ، ہبیرہ البصریؒ، ممشاد علو دینوریؒ، ابواسحاق چشتیؒ، ابو محمد چشتیؒ، ابواحمد ابدال چشتیؒ، ناصرالدین ابو یوسف چشتیؒ، حضرت مودود چشتیؒ، خواجہ حاجی شریف زندنیؒ، حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ اخوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور یہ اقتباس بھی تین انوار پر مشتمل ہے۔

نورِ اوّل

نور اوّل مشتمل بر احوال حضرت خواجہ حسن بصری، عبدالواحد بن زیدؒ، فضیل ابن عیاض، سلطان ابراہیم ادہمؒ، سید بدرالدین حذیفہ مرعشی قدس اسرارہم

حضرت خواجہ امام حسن بصریؓ

آں پروردۂ گہوارۂ نبوت، ماہتاب آسمانِ حقیقت و صفوت، مصدرِ جمیع سلاسل، مصفّٰی از قیود آب و گل، مستور در قبائے صفات بشری، امام الموحدین ابوسعید خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا اسم گرامی ابو علی الحسین بن الحسن بصری تھا اور کنیت ابو محمدؒ اور ابو سعید تھی، نیز آپ اکابر تابعین اور امام الحرمین تھے۔ آپ علوم ظاہر و باطنی میں بے نظیر تھے۔ سلوک کی اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے خلفاء میں سے تھے۔ اور امام حسنؓ بن علیؓ اور حضرت خواجہ کمیل بن زیاد کے تربیت یافتہ بھی تھے۔ "مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ حق تعالےٰ نے تمام ظاہری و باطنی علوم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عطا فرمائے۔ آپ نے ان تمام اسرار و حقائق کو اپنی بیاض میں لکھ لیا اور امانت کے طور پر اپنے اہل بیت کے سپرد کئے۔ وہ بیاض اہل بیت کے سوا کسی نے نہیں دیکھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کبھی کبھی وہ اسرار و رموز اپنے

marfat.com

خاص محرم راز اصحاب مثل حضرت محمدؓ بن ابو بکرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، خواجہ کمیل ابن زیادؓ، اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے سامنے بیان فرماتے تھے۔ چنانچہ چار خانوادہ ہائے اصل اور اکتالیس خانوادہ ہائے فرع جن سے پہلے بزرگ جو علوم و اسرار صفر اور جامع سے فیض یاب ہوئے حضرت خواجہ حسن بصریؒ تھے۔ یہ فیوض آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے براہِ راست حاصل ہوئے اور آپ سے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ وغیرہ تک پہنچے۔ جیسا کہ معلوم ہے۔

اس کے بعد حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ کمالِ صدق و اخلاص کے ساتھ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی خدمت میں پہنچکر ان اسرار و رموز سے فیض یاب ہوئے اسی طرح حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ نے حضرت امام جعفر صادقؓ سے سالہا کی ریاضت و مجاہدات کے بعد وہ حقائق و معارف حاصل کئے۔ نیز حضرت خواجہ معروف کرخیؒ نے امام علی رضاؓ کی خدمت سے بہرہ مند ہوئے اور ان کے اسرار و رموز کو حاصل کیا پس ان چار بنیادی سلاسل کے سردار یہی چار بزرگ ہیں جنہوں نے ائمہ اہل بیت سے براہِ راست یہ علوم و اسرار اخذ کئے، خلق خدا میں ممتاز ہوئے۔ اور ائمہ اہل بیت کی نیابت میں مسند ولایت و امانت طریقت پر متمکن ہوئے بعد میں ان حضرات کے ذریعے یہ تمام علوم دیگر مشائخ کو حاصل ہوئے۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ براہِ راست حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔ لیکن "لطائف اشرفی"[1] میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی بیعت میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ حضرت امام حسنؓ کے مرید تھے بعض کا قول یہ ہے کہ آپ حضرت کمیل ابن زیاد کے مرید تھے۔ لیکن صحیح ترین روایت یہ ہے کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مرید تھے۔ چنانچہ "سیر الاولیا" میں بھی یہی

---

[1] ملفوظات حضرت خواجہ اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ جن کا سلسلہ دو واسطوں سے حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین بدایونی قدس سرہٗ کے ساتھ جا ملتا ہے۔ یعنی حضرت خواجہ اشرف جہانگیر مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ علاء الدین کے اور آپ مرید و خلیفہ تھے حضرت اخی سراج الدین کے اور آپ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے۔

marfat.com

لکھا ہے کہ آپ حضرت علیؓ کے مرید تھے اور تربیت بھی اُن سے حاصل کی تھی۔ کتاب "حبیب السیر" میں لکھا ہے کہ خواجہ حسن بصریؒ اٹھارہ سال کے تھے کہ حضرت علی مرتضےؓ نے شربت شہادت نوش فرمایا۔ امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کی مسند امامت پر متمکن ہوئے۔ اور خواجہ حسن بصریؒ نے آپ کی صحبت اختیار کی۔ اور اکثر فیوض و برکاتِ سلوک آپ نے امام دوم (یعنی حضرت امام حسنؓ) سے اخذ کئے۔ اور حق تعالےٰ نے اسد اللہ الغالب کا منظور نظر ہونے کی وجہ سے ان کو مقتدائے مشائخ بنایا۔ اور بیشتر سلاسل طریقت آپ کے ذریعے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتے ہیں۔ غرضیکہ آپ نے خرقۂ خلافت و فقر حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کے ہاتھ سے پہنا۔ اور وہ خرقہ کیا تھا، گلیم تھا جو شب معراج سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالےٰ عزّوجل کے حکم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو عطا فرمایا۔ امیر المومنین نے وہ خرقۂ حضرت امام حسن بصریؒ کو عنایت فرمایا۔

خرقۂ معراج

حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ اپنی کتاب "جوامع الکلم" میں جو آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے فرماتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں بہشت کے اندر ایک حجرہ دیکھا جس کا دروازہ سونے کا تھا اور قفل زمرّد کا۔ آپ نے چاہا کہ اندر جائیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت جبرائیلؑ سے کہا کہ حجرہ کا دروازہ کھولیں تاکہ اندر جاکر دیکھوں۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ اگر حق تعالےٰ سے اجازت ہوئی تو ضرور کھولوں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالےٰ سے درخواست کی کہ اجازت عطا ہو۔ ارشاد ہوا کہ کھول دیا جائے۔ جب دروازہ کھولا گیا تو اس کے اندر ایک بڑی سنہری صندوق تھی جس پر سونے کا تالہ لگا ہوا تھا آپ نے جبرائیلؑ سے کہا کہ اس کو بھی کھولو۔ اس صندوق کے اندر ایک اور صندوق تھی، اس پر بھی سونے کا تالہ لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اس کو بھی کھولو۔ اس کے اندر سے ایک اور صندوق برآمد ہوئی جس پر سونے کا تالہ تھا۔ جب اجازت کے بعد اُسے کھولا گیا تو اس کے اندر خرقۂ مشائخ دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں آرزو ہوئی

marfat.com

اور فرمایا کہ بھائی جبرائیل میں چاہتا ہوں کہ یہ خرقہ مجھے ملے۔ فرمان ہوُا کہ کئی ہزار پیغمبر ہو گزرے ہیں یہ خرقہ کسی کو نہیں ملا لیکن آپ کو دیا جاتا ہے اس لئے کہ آپ ہی کے لئے مخصوص تھا۔ اس کے بعد وہ آں حضرتؐ کو وہ خرقہ پہننے کا حکم ہوُا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرقہ پہن کر عرض کیا کہ خداوندا یہ خرقہ میرے لئے مخصوص ہے یا میری اُمت میں سے کسی اور کو بھی مل سکتا ہے۔ فرمان ہوُا کہ مل سکتا ہے۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات بتائی اور فرمایا کہ آپ کے چاروں اصحاب میں سے جو شخص یہ جواب دے خرقۂ خلافت اس کو عطا کرنا۔ جب آپؐ معراج سے واپس آئے تو اصحاب کو طلب کر کے فرمایا وہ بات دریافت کی لیکن سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کسی نے وہ جواب نہ دیا جو حضرت حق تعالےٰ نے فرمایا تھا[1]۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خرقہ حضرت علیؓ کو عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ مجھے حق تعالےٰ کا ارشاد ہوُا تھا کہ جو شخص یہ جواب دے خرقہ اس کو عطا کرنا۔ خرقۂ مشائخ یہی ہے لیکن میری نظروں سے نہیں گزری حالانکہ صحاح ستہ کی حدیث ہے۔

حسب و نسب

"روضۃ الاحباب" میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن بصریؒ کے والد ہجرت کے بارھویں سال حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ "طبقات حسامیہ" کی روایت کے مطابق وہ حضرت ثابت انصاریؓ کے غلام تھے۔ ان کا نام "یسار" تھا۔ اور "سیر الاقطاب" کی روایت کے مطابق وہ

---

[1] پوری روایت یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اصحاب میں سے ہر ایک سے پوچھو کہ اگر تم کو خرقہ مل جائے تو کیا کرو گے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا گیا تو آپ نے عرض کیا کہ میں اسلام کی اشاعت بڑھ چڑھ کر کرونگا۔ جب حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں عدل و انصاف سے کام لونگا۔ جب حضرت عثمانؓ سے پوچھا گیا تو آپ نے عرض کیا کہ میں لوگوں سے شرم و حیا سے برتاؤ کرونگا۔ جب حضرت علیؓ کی باری آئی تو آپ نے عرض کیا کہ میں خلق خدا کی عیب پوشی کرونگا اور حق تعالےٰ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ جو شخص یہ جواب دے خرقہ اسکو عطا کرنا چنانچہ یہ خرقۂ خلافت مشائخ عظام کو عطا ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی اُسے اپنے ساتھ قبر میں لے گئے اس سے کہ اب اسکا حق کوئی نہیں ادا کر سکیگا۔ (ماخوذ از مراۃ الاسرار مصنفہ حضرت شیخ عبدالرحمن رح)

marfat.com

موسیٰ راعی کے بیٹے تھے جو حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کے بیٹے تھے۔

ولادت حضرت امام حسن بصریؒ کی ولادت باسعادت مدینہ منورّہ میں ہوئی جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں لے جایا گیا۔ آپ نے فرمایا اس کا نام حسن رکھو کیونکہ خوبرو ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں۔ ایک دن آپ کی والدہ کسی کام میں مشغول تھیں اور خواجہ حسن دودھؒ کے لیے رو رہے تھے۔ حضرت اُم سلمہؓ نے از روئے شفقت اپنا پستان مبارک ان کے منہ میں دے دیا۔ اور دودھ کے چند قطرات آپ کی حلق میں گئے۔ اور یہ جو ہزارہا برکات وکرامات وانوار جو حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے رونما ہوئے اس کی وجہ وہی حضرت اُم سلمہؓ کے دودھ کے چند قطرے تھے جو آپ کی جان کے اندر باعث برکت ہوئے۔ حضرت اُم سلمہؓ ہمیشہ دعا کیا کرتی تھیں کہ خداوندا اس بچے کو مقتدائے خلق بنا۔ چنانچہ یہی ہوا۔

صحابہ کرام سے ملاقات چنانچہ کتب تواریخ میں لکھا ہے آپ کو ایک سو تیس ۱۳۰ اور بروایت دیگر ایک سو تنتیس ۱۳۳ صحابہ کرام اور ستر اصحاب بدر کی صحبت نصیب ہوئی۔ اُن سے فیوض وبرکات حاصل کئے اور پیشوائے خلق ہوئے۔

آپکی توبہ کا واقعہ کتاب روَنق المجالس میں آپ کی توبہ کا سبب یہ لکھا ہے کہ ایام جوانی میں آپ لباس فاخرہ زیب تن کیا کرتے تھے اور بصرہ کے بازاروں میں خودنمائی اور سیر کیا کرتے تھے۔ ایک دن محلے میں جا رہے تھے کہ ایک نہایت ہی صاحب جمال عورت پر نظر پڑی وہ آگے جا رہی تھی اور آپ پیچھے جا رہے تھے۔ اس عورت کو یہ بات ناگوار گذری اور پیچھے کی طرف مڑ کر کہا تجھے شرم نہیں آتی۔ حسن بصری نے کہا کس سے شرم آئے۔ عورت نے کہا:۔

فمن یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور۔

اس بات سے حسن بصری بہت متاثر ہوئے۔ اس کے بعد اس عورت نے پوچھا کہ میری کس خوبی کی وجہ سے تم میرے پیچھے پڑ

marfat.com

گئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری آنکھوں کا شیفتہ ہوں۔ عورت نے کہا میرے ساتھ آؤ۔ جب وہ اپنے گھر پہنچی تو اس نے اندر جا کر اپنی دونوں آنکھیں نکال کر رکابی میں رکھیں اور اوپر رومال ڈال کر حسن بصریؒ کے پاس بھیج دیں۔ اور یہ پیغام بھیجا کہ میں نہیں چاہتی تھی کہ میری ان دو آنکھوں کے سبب کوئی شخص فتنہ میں مبتلا ہو۔ یہ بات سن کر حسن بصریؒ اپنے فعل قبیح پر نادم ہوئے اور خاک و خون میں غلطیدہ ہو کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، روتے ہوئے اپنے گھر گئے اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا کہ افسوس ہے تم پر اور تمہاری ڈاڑھی پر کہ اس عورت سے بھی تو کم نکلا۔ چنانچہ آپ تائب ہوئے اور ساری رات گریہ وزاری میں مبتلا رہے۔ جب صبح ہوئی تو اس عورت کی خبر گیری کے لئے دوبارہ اس کے گھر پر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گھر کا دروازہ بند ہے اور اندر سے رونے کی آواز آرہی ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکی ہے یہ حالت دیکھ کر وہ روتے اور تڑپتے ہوئے گھر آئے اور تین دن رات تک اسی حالت میں گریہ وزاری کرتے رہے۔ چوتھی رات خواب میں دیکھا کہ وہ عورت بہشت میں ایک خوبصورت پلنگ پر بیٹھی ہے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے کہا اے عورِ بہشت میرا گناہ معاف کر دے اور مجھے بخش دے۔ اس خاتون نے کہا تمہاری وجہ سے تو مجھے یہ درجہ ملا ہے میں نے تجھے معاف کیا ہے۔ اس کے بعد خواجہ حسن بصریؒ نے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو تاکہ اس پر کاربند رہوں۔ اس نے کہا میری نصیحت یہ ہے کہ ہمیشہ یاد خدا میں رہو خصوصاً خلوت میں۔ جب آپ نیند سے بیدار ہوئے متنبہ ہوئے اور جو کچھ اثاثہ گھر میں تھا سب غرباء و فقراء میں تقسیم کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک دن کا کھانا بھی اپنے پاس نہ چھوڑا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت اختیار کی اور ریاضات و مجاہدات شاقہ میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ تین دن کے بعد اور بعض اوقات پانچ دن کے بعد افطار کرتے تھے اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ ستر سال باوضو رہے۔

ذوق سماع آپ کو سماع سے بہت محبت تھی۔ اور وجد کیا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ وجد دل کا ایک راز ہے جب حرکت میں آتا ہے تو بندہ

marfat.com

پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سماع میں ایک وحدت ہے کہ جو شخص اُسے حق کی خاطر سنتا ہے تو واصل بحق ہو جاتا ہے۔ اور نفس کے لئے سنتا ہے زندیق ہو جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کا بصرہ میں تمام منبر توڑ دینا

کتاب "مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ بصرہ میں تشریف لائے تو تمام واعظین کو وعظ کرنے سے منع کر دیا اور تمام منبر توڑ ڈالے۔ اس کے بعد آپ امام حسن بصریؒ کی محفل میں خفیہ طور پر تشریف لے گئے اور اُن سے دریافت کیا کہ تم عالم ہو متعلّم۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں جو کچھ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجھ تک پہنچا ہے اُسے خلق تک پہنچاتا ہوں۔ یہ سنکر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے ان کو وعظ سے منع نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ جوان شائستہ سخن ہے۔ یہ کہہ کر آپ چلے گئے حضرت امام حسن بصریؒ نے فراست سے پہچان لیا کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ہیں۔ منبر سے اتر کر اُن کے پیچھے ہوئے اور قریب جا کر عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ خدا کے لئے مجھے وضو کرنا سکھائیں۔ چنانچہ اُنہوں نے بیٹھکر آپ کو ظاہری و باطنی طہارت تعلیم کی۔ اس مقام کو اب "باب الطشت" کہتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے امیر المومنین سے باطنی تربیت حاصل کی جس کی وجہ سے وہ مقبول جہاں بنے۔

مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون ہے

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے سوال کیا کہ مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانی کتاب میں ہے اور مسلمانان زمین کے اندر سوئے ہوئے ہیں۔ ایک دن آپ سے سوال کیا گیا کہ اصل دین کیا ہے آپ نے فرمایا ورع ہے۔ اُنہوں نے پوچھا کہ ورع کو کیا چیز تباہ کرتی ہے فرمایا طمع۔ حضرت مالک دینارؒ نے آپ سے پوچھا عقوبت عالم کیا ہے فرمایا دل کا مردہ ہونا۔ اُنہوں نے پوچھا کہ دل کے مردہ ہونے سے کیا مراد ہے فرمایا دنیا کی محبت۔ کتاب "سیر الاقطاب" میں لکھا ہے کہ ایک دن امام حسن بصریؒ

marfat.com

نے اپنے خادم سے کہا کہ بازار جاؤ۔ اور افطار کے لئے تلی ہوئی مچھلی اور روٹی لاؤ۔ خادم نے حکم کی تکمیل کی۔ جب آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ درویش کو لذیذ طعام سے کیا نسبت خادم نے عرض کیا کہ آپ ہی نے تو لانے کا حکم دیا تھا حضرت خواجہ نے نعرہ لگایا اور ہائے ہائے کر کے رونے لگے حتیٰ کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو کہا کہ الٰہی حسن نے سہو کی وجہ سے گناہ کا کام کیا ہے اُسے معاف کر دے اور درویشوں کی فہرست سے اس کا نام خارج نہ کر۔ اس کے بعد آپ نے چالیس دن تک کچھ نہ کھایا اور روتے رہے حتیٰ کہ اُوپر سے آواز آئی کہ اے حسن ہم نے تم کو معاف کیا۔ اور تجھے درویشوں کا سردار بنایا ہے۔ لیکن شکستگی کو نہ چھوڑنا کیونکہ ہماری جناب میں شکستگی کی بہت قدر و منزلت ہے۔ اور ہمیں وہ بہت محبوب ہے۔

کنوئیں میں پانی کا جوش مارنا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام حسن بصریؒ ایک جماعت کے ساتھ حج کو جا رہے تھے۔ راستے میں ایک شخص کو بہت پیاس لگی۔ آخر ایک کنوئیں پر پہنچے لیکن وہاں نہ کوئی رسی تھی نہ ڈول۔ آپ نے فرمایا میں نماز پڑھتا ہوں تم لوگ پانی پی لینا۔ جب آپ نے نماز شروع کی تو پانی کو جوش آگیا اور کنوئیں کے کنارہ تک آگیا۔ چنانچہ ساری جماعت نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور وضو کیا ایک آدمی نے چھپا کر ایک برتن بھی پانی سے بھر لیا۔ جس کی وجہ سے پانی فوراً کنوئیں کی تہ میں چلا گیا آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ تم نے خدا تعالےٰ پر توکل نہ کیا اس لئے پانی تہ میں چلا گیا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ کعبہ شریف جاتے ہوئے راستے میں ایک کھجور کا درخت دیکھا تو بالکل خشک تھا۔ جس سے سب نے پھل کھایا اور صدقہ بھی دیا چند روز سے بعد مکہ سے مدینہ چلے گئے۔

ہر روز بصرہ سے مکہ آنا

جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ابو عمر امام القراء (قاریوں کے امام) قرآن پڑھا رہے ہیں۔ ان کے پاس اس وقت ایک صاحب جمال لڑکا قرآن پڑھنے کی خاطر آیا۔ انہوں نے اُسے خیانت کی نظر سے دیکھا تو الحمد

marfat.com

سے والناس تک پورا قرآن بھول گئے۔ بہت بیقرار ہو کر وہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا حال سنایا۔ آپ نے فرمایا اب حج کا زمانہ ہے جاؤ حج پڑھو اور جب حج سے فراغت ہو تو مسجد خیف میں جانا وہاں ایک بزرگ محراب میں بیٹھے ہوں گے ان کا وقت برباد نہ کرنا اور جب تک وہ فارغ نہ ہوں خاموش بیٹھے رہنا۔ اس کے بعد اپنی درخواست پیش کرنا۔ وہ تمہارے حق میں دعا کریں گے۔ ابو عمر نے اس پر عمل کیا اور حج سے فارغ ہو کر جب مسجد خیف میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پر ہیبت بزرگ وہاں بیٹھے ہیں اور خلقت ان کے گرد بیٹھی ہے۔ وہ جا کر مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک نورانی شکل کے بزرگ سفید پوشاک زیب تن کئے ہوئے تشریف لائے۔ ان کو دیکھ کر وہ بزرگ جو پہلے بیٹھے تھے اور ساری خلقت ان کے پاس گئے اور ادب سے سلام کر کے اُن کے گرد بیٹھ گئے۔ اور باتیں کرنے لگے۔ جب نماز کا وقت آیا تو وہ نورانی شکل والے بزرگ اٹھکر چلے گئے اور تمام لوگ بھی ان کے ساتھ چلے گئے اور وہ بزرگ اب پھر تنہا رہ گئے۔ ابو عمر نے اُن کے سامنے آکر سلام کیا اور عرض کیا اللہ اللہ میری فریاد سنو۔ یہ کہکر اُنہوں نے اپنا ماجرا بیان کیا۔ حال سنکر وہ بزرگ غمناک ہوئے اور خاموش ہو کر بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر بعد گوشۂ نظر سے آسمان کی طرف دیکھا۔ ابھی سر نیچے نہیں کیا تھا۔ کہ اُن کو پُورا قرآن پھر یاد ہو گیا۔ ابو عمر رضی اللہ عنہ کمال مسرت میں اُن کے قدموں میں گر گئے۔ اُنہوں نے دریافت کیا کہ تمہیں میرے پاس کس نے بھیجا ہے ابو عمر نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جس کے پاس حسن جیسا شخص ہے اُسے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ حسن نے مجھے رسوا کر دیا ہے اب میں بھی اُسے رسوا کرونگا۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ نورانی شکل کے سفید لباس زیب تن کئے جو بزرگ یہاں آئے معلوم ہے وہ کون تھے وہ حسن بصری رضی اللہ عنہ تھے وہ ہر روز نماز ظہر بصرہ میں ادا کرتے ہیں اور یہاں آکر میرے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور پھر عصر کی نماز بصرہ میں جا کر ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے دوبارہ فرمایا کہ جو شخص حسن رکھتا

marfat.com

ہے اُسے کسی اور سے دعا کرانے کی کیا ضرورت ہے۔

آپ کے خلفاء

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے پانچ خلفاء تھے۔ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ، ابن زرینؒ، خواجہ حبیب عجمیؒ، شیخ عضبہ ابن علامؒ اور شیخ محمد واسعؒ۔ ان کے علاوہ حضرت رابعہ بصریؒ کو بھی آپ کے خلفاء میں شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ عورت خواہ کتنے کمالات ولایت حاصل کرے خلافت وارشاد کے قابل نہیں ہوتی۔

کرامات

"مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ جب آپ کی وفات قریب آگئی تو آپ ہنسے حالانکہ اس سے پہلے آپ کو کسی نے ہنستا ہوا نہیں دیکھا تھا۔ آخری وقت میں آپ کے منہ سے یہ کلمات نکلے کہ "کون سا گناہ باقی ہے" اور جان بحق ہو گئے۔ ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ ساری عمر تو آپ نہیں ہنسے تھے موت کے وقت کیوں ہنسے۔ آپ نے جواب دیا کہ موت کے وقت میں نے آواز سنی کہ ملک الموت اسے سخت پکڑو ابھی اس کا ایک گناہ باقی ہے۔ یہ بات سن کر مجھے خوشی ہوئی اور ہنسی آگئی۔ اور میں نے پوچھا کہ "کون سا گناہ باقی ہے"۔ اور جان نکل گئی۔ ایک اور بزرگ نے اُسی رات خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور منادی ہو رہی ہے کہ حسن بصریؒ خدا تک پہنچ گیا ہے اور خدا اس سے راضی ہے۔

نقل ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو عالم غیب سے آواز آئی کہ اِنَّ اللہَ اصطفٰی اٰدَمَ وَنُوحًا وَّ اٰلَ اِبرَاھِیمَ (اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا آدمؑ کو نوحؑ کو اور آل ابراہیمؑ کو) غرضیکہ آپ کے کمالات اس قدر ہیں کہ اس مختصر کتاب میں نہیں سما سکتے۔ آپ کئی سلاسل کے پیشوا ہیں اور آپ کی رشد وہدایت کا سلسلہ قیام قیامت تک باقی رہے گا۔

وصال

حضرت خواجہ امام حسن بصریؒ کا وصال ۴ محرم الحرام ۱۱۱ ھ کو ہوا آپ کا روضہ مبارک بصرہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے صاحب مراۃ الاسرار نے منتخب التواریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ نے ہشام بن عبدالملک مروان کے

marfat.com

زمانہ میں بتاریخ یکم رجب ۱۱۰ھ بصرہ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر ۸۹ برس تھی۔

اللھم صل علی محمد وآلہ واصحابہ واجمعین۔

بیت

ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد	از رہ گذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود

marfat.com

ذکر حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید قدس سرہٗ

آں فائزہ بہ مکاشفات توحیدِ وجود، مصداق تجسم ایقاصاً وہم رقود، شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، صید محبت، فردِ حقیقت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید قدس سرہٗ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے اعاظم خلفاء میں سے تھے۔ آپ کو ایک خرقۂ خلافت حضرت کمیل ابن زیاد رضی اللہ عنہ سے بھی ملا تھا۔ آپ کے کمالات و کرامات بیشمار ہیں۔ تربیت مریدین میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ریاضات و مجاہدات، ترک و تجرید، ذوق و عشق میں آپ کو نظیر نہیں تھا۔ آپ صائم الدہر تھے۔ اور تین دن کے بعد افطار کرتے تھے۔ اور تین لقمہ سے زیادہ تناول نہیں فرماتے تھے۔ آپ پر اکثر گریہ طاری رہتا تھا۔ اور آپ سماع سنتے تھے۔ بیعت ہونے سے چالیس سال قبل آپ ریاضت و مجاہدہ کر چکے تھے۔ آپ کو کمال علم حاصل تھا۔ آپ نے علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حاصل کیا تھا۔ روایت ہے کہ کسب دانش آپ نے حضرت امام حسن بن علیؓ سے کیا تھا۔ آپ خلق خدا سے الگ تھلگ رہتے تھے اور کسی سے نہیں ملتے تھے۔ لیکن اولیاء کرام کی زیارت کے لیئے دور و دراز سفر اختیار فرماتے تھے اور جس بزرگ کی خدمت میں جاتے۔ سلام کرنے میں سبقت کرتے تھے۔ اور قیام تمام کرتے تھے۔

آپ کا پراسرار غلام

"سیر الاقطاب" میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؓ نے ایک غلام اس شرط پر خریدا کہ رات کو حاضر رہے۔ اور خدمت کرے۔ جب نصف رات گزر گئی۔ تو آپ نے اُسے طلب کیا۔ آوازیں دیں۔ گھر کے تمام دروازے مقفل تھے لیکن غلام نہیں تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ حاضر خدمت ہوا اور ایک دینار جس پر بجائے مہر کے سورۂ اخلاص منقوش تھی آپ کے ہاتھ میں دیکر عرض کیا کہ مجھ سے ہر روز اسی قسم کا دینار لے لیا کریں اور رات کی حاضری سے مجھے معذور رکھیں۔ حضرت اقدس نے یہ بات قبول کر لی۔ کچھ اسی طرح گذر جانے کے بعد ایک دن چند ہمسایوں نے آکر عرض کیا کہ آپ کا یہ غلام رات بھر نباشی (کفن چوری)

marfat.com

کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا آج رات اس کا امتحان لوں گا۔ رات کے وقت حضرت خواجہؒ کیا دیکھتے ہیں کہ آدھی رات کے وقت غلام نے اُٹھ کر اشارے سے قفل کھولا اور باہر چلا گیا۔ جانے کے بعد قفل اسی طرح ٹھیک ہوگیا۔ دوسرے اور تیسرے دروازے پر پہنچ کر بھی وہی عمل کیا اور اشاروں سے تالے کھولتا ہوا باہر نکل گیا۔ حضرت خواجہؒ اس کے پیچھے چلے گئے۔ لیکن اس کو علم نہ ہوا۔ قبرستان میں پہنچکر اس نے اپنے کپڑے اتار دیئے اور ایک قبر میں سے کپڑوں کا جوڑا نکالا اور پہنکر غار میں چلا گیا اور عبادت میں مشغول ہوگیا۔ صبح تک اسی جگہ عبادت میں مشغول رہا۔ صبح کے وقت بارگاہِ حق تعالےٰ میں مناجات کیں کہ خداوندا میرے آقا کی مزدوری عنایت کر۔ یہ کہنا تھا ایک دینار اُوپر سے گرا۔ اس نے دینار اٹھاکر اپنی جیب میں ڈال دیا۔ حضرت خواجہؒ نے جب یہ معاملہ دیکھا تو حیران رہ گئے اور اپنی بدگمانی پر پشیمان ہوئے۔ اور توبہ کی آپ نے اُسی وقت تہیہ کرلیا کہ جب وہ حق تعالےٰ کی بندگی میں اس قدر منہمک ہے تو میں اُسے آزاد کردوں گا۔ اس کے بعد وہ غلام غیب ہوگیا اور حضرت خواجہ علیہ رحمۃ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ بھوڑی دور گئے تھے کہ غیب سے ایک سوار ظاہر ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ میرا فلاں شہر یہاں سے کتنی دور ہے اس نے جواب دیا کہ اگر تیز چلا جائے تو دو سال کا راستہ ہے۔ یہ سنکر آپ وہاں بیٹھ گئے اور دل میں کہنے لگے اب وہاں جانا بہت مشکل ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ آج رات اسی جگہ پر رہ جاؤں۔ غلام واپس آئے گا۔ جب وہ واپس جانے لگے گا۔ تو اس کے پیچھے چلتا رہوں گا۔ غرضیکہ آپ سارا دن وہاں بیٹھے رہے جب رات ہوئی تو وہ غلام ٹھیک اُسی وقت پر پہنچ گیا اور عبادت میں مشغول ہوگیا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے وہی دعا مانگی اور اُوپر سے دینار آگرا۔ اس نے دینار کو اٹھاکر جیب میں ڈالا۔ حضرت خواجہؒ چھپے بیٹھے تھے غلام نے اُن کے پاس آکر دونوں دینار جیب سے نکالے اور حضرت اقدس کے پیش کئے کہ یہ لیجئے دونوں راتوں کی اُجرت ہے۔ اور جو نیت آپ نے میرے حق میں کررکھی ہے اُسے پورا کیجئے۔ حضرت اقدس نے اُسے فوراً آزاد کردیا۔ غلام نے چند

marfat.com

سنگریزے اٹھا کر حضرت اقدس کے دامن میں ڈالدیئے اور کہا کہ یہ شکرانہ ہے اس بات کا کہ آپ نے مجھے آزاد کیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ روانہ ہوگیا اور حضرت اقدس کو اشارہ کیا کہ میرے پیچھے چلے آئیں۔ حضرت اقدس اس کے پیچھے روانہ ہو پڑے۔ زیادہ دور نہ گئے ہوں گے کہ اپنے شہر کے نزدیک پہنچ گئے اور اپنے گھر چلے گئے۔ غلام غیب ہو گیا۔ جب حضرت اقدس نے دامن کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر سنگ پارہ ایک قیمتی جوہر بنا ہوا ہے۔ جب وہ لوگ جو غلام کو کفن چور کہتے تھے آئے تو حضرت اقدس نے ان سے کہا کہ دوستو تم لوگ جو اس شخص کے متعلق باتیں بنایا کرتے تھے اس کی حقیقت یہ ہے۔ چنانچہ آپ نے جو کچھ دیکھا تھا سب اُن کو بتا دیا۔ اور فرمایا کہ نباش النور ہے نہ کہ نباش القبور۔ اب آپ خود خیال کر سکتے تھے کہ جس آقا کا غلام ایسا ہو وہ خود کیسا ہوگا۔ اگر اُسے سارے جہان کا آقا کہا جائے تو بجا ہے۔ زہے غلام جس کے آقا آپ ہوں سارے جہان کو آپ کی غلامی سے شرف حاصل ہوتا ہے۔

کرامت اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن حضرت اقدس راستے میں جا رہے تھے کیا دیکھتے ہیں ایک بوڑھا عاجز، ضعیف وناتواں دُھوپ میں پڑا ہے اور کوئی شخص اس کا پرسانِ حال نہیں ہے۔ آپ کو اس کے حال زار پر رحم آیا۔ اور ابر کو اشارہ کیا کہ اس بے نوا پر سایہ کرے۔ جب اس بوڑھے نے یہ کرامت دیکھی تو عرض کیا کہ حضور میرے لئے دعا کریں کہ مجھے صحت ہو۔ آپ نے دعا کی تو وہ اُسی وقت صحت یاب ہوگیا۔ اور اٹھکر چلا گیا۔

کرامت اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ درویشوں کی ایک جماعت حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر تھی۔ ان پر بھوک غالب تھی جس کی وجہ سے وہ پریشان اور کمزور تھے۔ لیکن آپ کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی جو ان کو دیتے۔ انہوں نے حضرت خواجہؒ سے فرمائش کی کہ ہمیں حلوہ کھلائیں۔ جب اس بات پر فقراء نے اصرار کیا تو آپ نے آسمان کی طرف منہ کیا۔ پھر کیا تھا کہ آسمان سے دیناروں کی بارش ہونے لگی۔ فقیر نے دینار اٹھانے کی خواہش کی تو حضرت اقدس نے

marfat.com

فرمایا کہ اُسی قدر اٹھاؤ جس سے حلوہ خرید سکو۔ درویشوں نے آپ کے حکم کی تکمیل کی۔ اور دینار اٹھا کر بازار سے حلوہ خرید لائے۔ اور پیٹ بھر کر کھایا لیکن حضرت اقدس نے اس میں سے کچھ نہ کھایا۔

"مراۃ الاسرار" میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ میرا ایک گھٹنہ بیماری کی وجہ سے شل ہو گیا تھا۔ جس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ ایک رات میں نماز کے لئے کھڑا ہوا لیکن جسم میں طاقت نہ ہونے کی وجہ سے بیٹھ گیا اور محراب میں سر دیکر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل دوشیزہ دوسری لڑکیوں کے درمیان آئی ہے اس نے مجھے دیکھکر دوسری لڑکیوں سے کہا کہ اس کو اٹھا لو لیکن خیال کرنا نیند سے بیدار نہ ہونے پائے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے اٹھا لیا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ ان کے لئے نرم بستر بچھاؤ۔ لڑکیوں نے ایسا عمدہ ہفت نہالی بستر بچھایا کہ دنیا میں میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بعد اُنہوں نے ہر رنگ کے عمدہ تکیئے بستر پر رکھے اور مجھے آرام سے سلا دیا۔ اور قسم قسم کے عطریات اور پھول بستر پر ڈالے۔ اس کے بعد اُس لڑکی نے میرے پاس آکر میرے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھا جس سے مجھے کامل شفا حاصل ہو گئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی شکایت ہی نہیں ہوئی تھی۔

ذوق شہادت وانعام

"مراۃ الاسرار" میں یہ بھی لکھا ہے حضرت شیخ عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں ایک دفعہ میرے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی اور ہم تیار ہو گئے۔ اس اثنا میں میرے ایک ساتھی نے یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بانّ لھم الجنّۃ۔ (اللہ تعالےٰ مومنین سے ان کی جانیں اور مال خریدتا ہے جنت کے عوض)۔ وہاں ایک نوجوان لڑکا کھڑا تھا جس کو اپنے والد کی طرف سے کافی مال و دولت ورثہ میں حاصل ہوا تھا۔ اس نے یہ آیت سنتے ہی کہا کہ اے شیخ یہ آیت سچ ہے۔ میں نے کہا بالکل سچ ہے۔ اس نے کہا آپ گواہ رہیں کہ میں نے اپنی ذات اور اپنا مال بہشت کے عوض فروخت کیا۔ اس کے بعد اس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنا تمام مال فروخت

marfat.com

کر کے ایک گھوڑا اور اسلحہ خریدا اور دوسرے دن ہمارے ساتھ جہاد پر روانہ ہوگیا۔ وہ دن میں روزہ رکھتا تھا اور رات میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا تھا۔ ایک رات اس نے یہ فریاد کی۔ اشوقاہ الی عین المرضیۃ (ہائے عین المرضیہ) میرے ساتھیوں نے یہ آواز سن کر کہا کہ شاید عقل جاتی رہی ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے پوچھا کہ اے دوست کون ہے وُہ عین المرضیہ؟۔ اس نے جواب دیا کہ حالت غنودگی میں ایک شخص نے آ کر مجھ سے کہا کہ عین المرضیہ کے پاس چلو۔ میں اس کے ساتھ چلا گیا اور ہم ایک سبزہ زار میں پہنچ گئے جہاں ایک نہر بہہ رہی تھی۔ نہر کے کنارے پر دوشیزہ لڑکیوں کی ایک ٹولی دیکھی جو حسن و جمال اور زیب و زینت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھیں۔ جونہی انہوں نے مجھے دیکھکر خوشی کی حالت میں چلا اٹھیں کہ یہ ہے۔ عین المرضیہ کا خاوند۔ اس کے بعد ان لڑکیوں نے کہا کہ ہم عین المرضیہ کی خدمت گار ہیں۔ آپ جلدی ہمارے ساتھ چلیں چنانچہ ہم چل پڑے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد ایک اور نہر کے کنارے کچھ اور لڑکیوں کی ٹولی دیکھی جو حسن و جمال میں اُن سے بھی بڑھتی ہوئی تھیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہم عین المرضیہ کی خدمت گار ہیں آپ جلدی اُن کے پاس چلیں۔ چنانچہ ہم آگے کی جانب روانہ ہوئے تو ایک شراب کی نہر نظر آئی جس کے کنارے دوشیزگان کی ایک اور ٹولی دیکھی جو اُن سے بھی زیادہ خوبصورت تھیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا عین المرضیہ تم میں سے ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ اے خدا کے دوست آگے چلو۔ ہم سب اس کی خدمت گار ہیں۔ وہاں سے آگے چل کر ہم نے ایک اور نہر دیکھی جو شہد خالص سے لبریز تھی اور اس کے کنارے پر جو لڑکیاں موجود تھیں وہ اُن سے بھی زیادہ خوبصورت تھیں۔ انہوں نے کہا کہ عین المرضیہ فلاں خیمہ میں آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔ چنانچہ ہم آگے بڑھکر اس خیمہ تک پہنچے جو سفید مروارید سے بنا ہوا تھا۔ اس کے دروازہ پہ ایک لڑکی بیٹھی تھی جو نہایت ہی خوبصورت تھی اور زیب و زینت سے آراستہ تھی۔ وہ مجھے دیکھکر خوش ہوئی اور خیمہ کے اندر جھانک کر آواز دی کہ یا عین المرضیہ آپ کا شوہر آگیا ہے۔ جب میں خیمہ کے اندر داخل ہوا تو

marfat.com

کیا دیکھتا ہوں حسن وجمال کا پیکر ایک ایسے زرّین تخت پر جلوہ افروز ہے جو یاقوت و مروارید سے آراستہ پیراستہ ہے۔ میں اُسے دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا مجھے دیکھ کر اس نے کہا "مرحبا یا ولی الرحمن"۔ میں نے آگے بڑھ کر اپنا بازو اس کی گردن میں ڈالا اس نے کہا جلدی مت کرو۔ ابھی حکم نہیں آیا ابھی آپ قید حیات میں ہیں۔ آج رات آپ ہمارے ساتھ روزہ کھولیں گے۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا اور اب مجھے اس کے بغیر قرار نہیں ہے۔ حضرت خواجہ عبدالواحدؒ فرماتے ہیں کہ اس لڑکے نے یہ بات پوری کی ہی تھی کہ دشمن کی فوج کا ایک دستہ نمودار ہوا۔ اس لڑکے نے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کیا اور دشمن کے نو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر خود بھی شہید ہو گیا جب ہم اس کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اپنے خون میں غلطاں ہے اور قہقہے مار کر ہنس رہا ہے اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن قریش کی ایک جماعت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تنگ دستی کی شکایت کی۔ آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی میں تیرے نام سے سوال کرتا ہوں جو بلند ہے اور جس نام سے تو بزرگ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اپنے دوستوں کے دلوں کو اپنے اس اسم اعظم سے آگاہ کرتا ہے۔ اب تو ہمیں اپنے یہاں سے روزی عطا فرما۔ یہ کہنا تھا کہ ایک آواز بلند ہوئی اور آسمان سے درہم و دینار کی بارش شروع ہو گئی اور ان لوگوں نے چننا شروع کر دیا۔ غرضیکہ آپ کی کرامات اس قدر ہیں کہ اس مختصر کتاب میں ان کی گنجائش نہیں ہے۔

خلفاء سیر الاقطاب میں روایت ہے کہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ کے تین خلفاء تھے۔ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ، حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن زرّین اور حضرت خواجہ ابو یعقوب سوسیؒ۔ جس تک حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا سلسلہ جا ملتا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ آخر عمر میں حضرت خواجہؒ اس

marfat.com

قدر بیمار ہوئے کہ اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ بلکہ حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دن نماز کے وقت خادم موجود نہ تھا کہ وضو کراتا۔ آپ نے حق تعالےٰ سے دعا کی کہ یاالٰہی مجھے اسقدر طاقت عنایت ہو کہ اٹھ کر وضو کروں اور نماز ادا کروں اس کے بعد جو حکم ہو بندہ حاضر ہے۔ دعا مانگتے ہی حضرت خواجہؒ صحت یاب ہو گئے اور اٹھکر وضو کیا اور جی کھول کر نماز ادا کی۔ اس کے بعد جب اپنے بستر پر واپس گئے تو بدستور سابق بیمار ہو گئے اور ستائیس ماہ صفر ۱۷۷ھ کو ایک روایت کے مطابق ۱۷۰ھ میں جہان فانی سے بصرہ میں رحلت فرمائی۔ اس کتاب میں آپ کی تاریخ وفات یوں نکالی گئی ہے:۔

"از اولیائے کامل بود"

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود   ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض قدس سرہٗ

آں مجذوب عشق رحمان و مخمور شراب عرفان، آں بسمل تیغ تسلیم و رضا، و مشرف بر اسرار قدر و قضا، آں بجمیع ریاضات مرتاض، قطب حقیقت حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض قدس سرہٗ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ آپ کی کنیت ابوعلی اور ابوالفیض ہے۔ آپ کا وطن کوفہ تھا۔ بعض کے نزدیک آپ کا وطن خراسان تھا شہر مرو کے نواح میں اور آپ کا تولد شہر سمرقند میں ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کا وطن بخارا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حضرت خواجہ فریدالدین عطار تذکرۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ آپ کا شمار اکابر مشائخ میں ہوتا ہے اور آپ شہباز طریقت اور عزیق بحرِ حقیقت تھے۔ ریاضات اور کرامات میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ اور ورع اور معرفت میں آپکا کوئی نظیر نہ تھا۔ اوائل میں آپ کی یہ حالت تھی۔ ٹاٹ کا کپڑا پہنتے تھے، اُونی ٹوپی سر پر رکھتے۔ اور تسبیح گردن میں ڈال کر پھرتے تھے۔ آپ کے یار دوست بہت تھے جو سب کے سب چور اور راہ زن تھے۔ وہ لوگ قافلے لوٹ کر سارا مال آپ کے پاس لے آتے اور آپ اُسے تقسیم کرتے تھے۔ آپ ڈاکوؤں کے سردار تھے آپ جتنا مال چاہتے تھے لے لیتے تھے۔ اور اس سے مسجد تعمیر کرتے تھے۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا آپ اس سے اجتناب کرتے تھے ایک دن آپ کے ساتھی ایک قافلہ لوٹ کر مال و متاع آپ کے سامنے لائے اس میں ایک تھیلہ تھا جو سونے سے بھرا ہوا تھا اور اس پر آیۃ الکرسی لکھی ہوئی تھی۔ آپ نے وہ تھیلہ اٹھا لیا اور اس کے مالک کو بلا کر اُس کے حوالہ کر دیا ساتھیوں نے کہا کہ جناب اس کے اندر تو بڑی دولت تھی آپ نے کیوں واپس کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خوف پیدا ہوا کہ وہ لوگ جو قرآن اور آیۃ الکرسی میں اعتقاد رکھتے تھے جب یہ دیکھیں گے کہ تھیلے پر آیۃ الکرسی کے لکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اور تھیلہ غارت ہو گیا ہے تو قرآن اور آیۃ الکرسی سے بدظن ہو جائیں گے اور اس کا وبال مجھ پر ہوگا

marfat.com

کیونکہ لوگوں کا قرآن سے بدظن ہو جانا میری راہزنی سے زیادہ بُرا ہے۔

ابتدائے حال میں آپ ایک عورت پر عاشق تھے اور لوٹ مار کا جو مال حاصل ہوتا تھا آپ اس عورت کے پاس بھیج دیتے تھے۔ آپ کبھی کبھی اس کے پاس جاکر عشق و محبت کی وجہ سے رویا کرتے تھے جس قافلے میں کوئی عورت ہوتی تو آپ اُسے ہرگز نہیں لوٹتے تھے ایک دن آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک قافلے کے سر پر پہنچ گئے۔ قافلے والوں میں سے ایک آدمی یہ آیت پڑھ رہا تھا: الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ۔ (کیا وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلب ذکر اللہ سے بیدار ہوں)۔ یہ آیت تیر کی طرح حضرت خواجہ فضیل کے دل میں اتر گئی جس سے آپ پر رقت طاری ہوگئی اور اُسی وقت اس کام سے توبہ کر لی۔ جن جن لوگوں کا مال لوٹا جا چکا تھا آپ نے واپس کر دیا اور باقیوں سے معافی طلب کر لی۔ لیکن ایک یہودی نے جس کا مال لوٹا جا چکا تھا۔ آپ کو معاف نہ کیا۔ کافی اصرار کے بعد یہودی نے کہا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک میرا مال واپس نہ کرو گے تجھے معاف نہیں کروں گا۔ اب یہ کام کرو کہ میرے سرہانے کے نیچے کچھ سونا پڑا ہے اُسے اٹھا کر مجھے لا دو۔ آپ نے سرہانے کے نیچے ہاتھ ڈال کر سونا نکالا اور یہودی کو دے دیا یہ دیکھ کر یہودی نے کہا پہلے مجھے مسلمان بناؤ پھر کوئی اور بات کرنا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ جو شخص صدق دل سے توبہ کرتا ہے اگر مٹی کو بھی ہاتھ لگائے تو سونا بن جاتی ہے چنانچہ میں نے تمہارے امتحان کی خاطر سرہانے کے نیچے مٹی کے ڈھیلے رکھ دیئے تھے۔ چونکہ تمہارے ہاتھ لگنے سے وہ سونا ہو گئے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تمہاری توبہ صادق ہے

بیعت

اس کے بعد آپ کوفہ تشریف لے گئے اور حجت الاسلام امام ابو خلیفہ کوفی کی صحبت میں رہنے لگے۔ اس دوران میں آپ کو کافی اولیاء کرام کی صحبت بھی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد آپ بصرہ گئے تاکہ خواجہ حسن بصری کی زیارت سے مشرف ہوں لیکن معلوم ہوا کہ اُن کا وصال ہو چکا ہے یہ خبر سنکر آپ پر گریہ طاری

marfat.com

ہو گیا۔ ایک آدمی نے کہا کہ آپ روتے کیوں ہیں اگر مرید ہونے کا ارادہ رکھتے ہو تو خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ کی خدمت میں جاؤ جو خواجہ حسن بصریؒ کے خلیفۂ برحق اور جانشین ہیں اور ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خرقۂ خلافت ملا ہے۔ عصر حاضر میں آپ جیسا کوئی درویش اور کامل بزرگ نہیں ہے۔ حضرت خواجہ حبیب عجمی اُن کے دوست ہیں اور ہر ہفتہ اُن کے پاس جاتے ہیں اُن سے جو شخص کوئی مراد طلب کرتا ہے پاتا ہے اور مطلوب تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ آپ نے جب یہ بات سنی تو دل میں ان کی زیارت کی تڑپ پیدا ہوئی اور قدم بوسی کا صمم ارادہ کر لیا۔ آخر ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ نے آپ کے حال پر کرم فرمایا اور مخاطب کر کے فرمایا کہ اے فضیل تمام چیزوں سے پرہیز کرو اور کامل ترک پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ کیونکہ درویشی بے خویشی اور خاموشی کا نام ہے۔ تم اسے اختیار کر لو۔ اور ہمیشہ اپنے گناہوں کا ماتم کرتے رہو، ہر جگہ اور ہر وقت خدائے عزوجل کو حاضر و ناظر سمجھو۔ کیونکہ تمہارا نام محبان خدا میں درج ہو چکا ہے اور ولی اللہ بن جاؤ گے۔ اس کے بعد فرمایا کہ خلوت اختیار کرو اور ذکر لا الٰہ الا اللہ کو قائم رکھو۔ حضرت شیخ کے ارشاد کے مطابق خواجہ فضیل ابن عیاض نے مکہ معظمہ جا کر خلوت اختیار کر لی اور اس ذکر کو جاری رکھا۔ تھوڑے عرصہ میں آپ نے اس قدر ترقی کی کہ اپنے وقت کے قطب بن گئے اور حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ کے جانشین ہوئے آپ کے ذریعے بیشمار طالبان خدا مراد کو پہنچے اور خدا رسیدہ ہوئے۔

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ سے خلافت

بعض معتبر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ نے شیخ المشائخ حضرت ابی غیاث بن منصور بن معمر سلمی کوفیؒ سے بھی خلافت حاصل کی۔ شیخ ابی غیاث کو حضرت شیخ محمد بن حبیب نوفلی سے خلافت حاصل تھی۔ آپ کو شیخ حبیب مطعم القریشی سے اور آپ کو امیر المومنین خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے خلافت تھی۔

marfat.com

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے (یعنی ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ساری رات جاگتے تھے)۔ آپ پر خوف خدا اس قدر غالب تھا کہ ہمیشہ گریہ کرتے رہتے تھے اور جو شخص آپ پر نظر ڈالتا تھا اس پر بھی گریہ طاری ہو جاتا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ شخص نہایت ہی مصیبت زدہ ہے آپ جس روز مرید ہوئے اس کے بعد آپ نے اہل دنیا کو نہ دیکھا بلکہ جب راستے میں کوئی اہل دنیا نظر آتا تو آپ وہ راستہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور اگر اتفاق سے کوئی اہل دنیا سامنے آجاتا تو آپ اپنے کپڑے اتار کر درویشوں کو دیدیتے تھے اس خوف سے کہ شاید اہل دنیا کے پاؤں کی خاک کپڑوں پر پڑی ہو۔ آپ صاحب سماع، صاحب کرامات اور باعظمت بزرگ تھے۔ اور تین دن اور بعض اوقات چار اور پانچ روزہ کے بعد افطار کرتے تھے۔ آپ ہر روز پانچ سو رکعت نماز پڑھتے تھے اور روزانہ دو ختم قرآن کرتے تھے جس روز آپ کے گھر میں فاقہ ہوتا آپ چند رکعت نماز شکرانہ ادا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ بیمار ہو جاؤں تاکہ نماز جماعت کے لئے نہ جاؤں اور خلق خدا کو نہ دیکھوں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص کا مجھ پر احسانِ عظیم ہوگا جو راستے میں مجھ پر سلام نہ کہے۔ اور جب بیمار ہوں تو عیادت کو نہ آئے آپ فرماتے ہیں کہ جب رات آتی ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے کہ مکمل خلوت حاصل ہوگی۔ جب صبح ہوتی ہے مجھے افسوس لگتا ہے کہ اب خلق خدا سے ملاقات ہوگی۔ کیونکہ اس سے مجھے بہت پریشانی ہوتی ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں خواجہ فضیل ابن عیاضؒ کی خدمت میں حاضر تھا اور آیات و اخبار بیان کر رہا تھا۔ ناگاہ میری زبان سے یہ نکلا کہ آج کیا مبارک رات ہے اور کس قدر نیک صحبت ملی ہے حضرت خواجہ فضیلؒ نے فرمایا بڑی بُری رات اور تباہ کن صحبت تھی۔ میں نے کہا کس وجہ سے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری خواہش یہ تھی کہ ایسی بات کہو کہ مجھے اچھی لگے اور میری یہ آرزو تھی کہ ایسا جواب دوں جو آپ کو اچھا لگے۔ اس طرح ایک دوسرے کو خوش کرنے کی

marfat.com

خاطر ہم حق سے محروم رہے۔ اس سے تو تنہائی بہتر ہے جب حق تعالیٰ کے مناجات میں آدمی مصروف رہتا ہے۔

خلیفہ ہارون الرشید کا حاضر خدمت ہونا

مراۃ الاسرار میں آیا ہے کہ ایک رات خلیفہ ہارون الرشید حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اُسوقت آپ تلاوت قرآن میں مشغول تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت (جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کو ایسے لوگوں کے برابر رکھیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے)۔ جب ہارون الرشید نے یہ آیت سنی تو کہنے لگا کہ بس یہی نصیحت کافی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ کا وزیر فضل برمکی اُسے حضرت خواجہؒ کے کمرے میں لے گیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے۔ فضل نے کہا امیر المومنین ہے آپ نے فرمایا اُسے مجھ سے کیا کام اور مجھے اس سے کیا کام ہے۔ فضل برمکی نے کہا کہ امیر المومنین کی اطاعت واجب ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے پریشان مت کرو۔ ہارون نے کہا میں اپنی اصلاح کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے چراغ گل کر دیا اور حجرہ کا دروازہ کھولا اندر جاتے ہارون نے قدموں پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا کہ کیا ہی نرم ہاتھ ہے اگر دوزخ کی آگ سے بچ جائے تو۔ یہ بات سن کر ہارون الرشید پر گریہ طاری ہو گیا اور عرض کیا کہ کچھ اور فرمائیے۔ آپ نے فرمایا تیرے دادا حضرت عباسؓ نے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے آپؐ سے عرض کیا کہ مجھے کسی ملک کا امیر بنا کر بھیجدیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا جان آپ کے اسباب سے اللہ تعالےٰ کی عبادت بہتر ہے۔ اس پر ہارون نے کہا کہ کچھ اور فرما دیں آپ نے فرمایا جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو مسند خلافت پر بٹھایا گیا تو انہوں نے سالم بن عبداللہؓ اور محمد بن کعبؓ کو بلا کر کہا کہ میں اس مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں اب بتاؤ کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ کل

marfat.com

قیامت کے دن نجات ملے تو بوڑھوں کو باپ کی مانند سمجھو، جوانوں کو بھائی، چھوٹوں کو بیٹوں اور عورتوں کو بہنوں کی طرح سمجھو۔ غرضیکہ کہ جب کافی نصیحت کے بعد ہارون فارغ ہوا تو ایک ہزار دینار بطور نذر پیش کئے۔ آپ نے فرمایا میری اس نصیحت نے تجھے کوئی فائدہ نہ دیا۔ تم نے وہی ظلم پھر سے شروع کر دیا ہے۔ میں نے تیری نجات کا سامان کیا۔ تم مجھے مصیبت میں مبتلا کرنا چاہتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہارون واپس چلا گیا۔ راستے میں اس نے اپنے وزیر سے کہا حقیقت میں مرد خواجہ فضیلؒ ہے۔

اقوالِ زرّین نقل ہے کہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں حق تعالےٰ کی محبت کی وجہ سے عبادت کرتا ہوں نہ کی ڈر کی وجہ سے۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ اصلِ دین کیا ہے فرمایا عقل۔ اُنہوں نے پوچھا کہ عقل کی اصل کیا ہے فرمایا حلم۔ انہوں نے پوچھا حلم کیا ہے فرمایا صبر۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ توکل یہ ہے کہ غیر سے امید نہ رکھے۔ اور متوکل وہ ہے اس ظاہر و باطن سب تسلیم بن جائے نغمات میں لکھا ہے کہ آپ کا ایک فرزند تھا۔ جب کسی نے اُن کے سامنے یہ آیت پڑھی ویوم القیامت تری المجرمین.... الی آخرہ تو نعرہ مارا اور جان بحق ہو گئے۔ روایت ہے کہ حضرت خواجہ فضیلؒ کو تیس سال تک کسی نے ہنستے ہوئے نہ دیکھا۔ لیکن جس روز آپ کے بیٹے کا وصال ہوا تو آپ نے تبسّم فرمایا لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہنسنے کا وقت ہے فرمایا اس کی موت پر حق تعالےٰ راضی تھا چنانچہ میں نے بھی حق تعالےٰ کی موافقت کی ہے اور خوش ہوا ہوں۔

خلفاء کتاب سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ کے پانچ خلفاء تھے۔ سلطان ابراہیم بن ادھمؒ، شیخ محمد بن یزید شیرازیؒ، خواجہ بشر حافیؒ، خواجہ ابی جار عطاریؒ اور خواجہ عبداللہ سیاریؒ۔ آپ کے کمالات و کرامات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اپنی دو

marfat.com

لڑکیوں کے متعلق اہل خانہ کو وصیت فرمائی کہ ان کو کوہ بوقبیس پر لے جانا اور یہ کہنا کہ الٰہی فضیل نے ہمیں نصیحت کی ہے کہ ان کو میں نے تیرے سپرد کیا۔ چنانچہ ہم ان کو اب تیرے سپرد کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد لوگ ان کو اس پہاڑ پر لے گئے اس وقت یمن کا بادشاہ اپنے دو شہزادوں سمیت وہاں سے گذر رہا تھا۔ جب اس نے مجمع دیکھا۔ تو پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔ لوگوں نے حضرت خواجہؒ کا وصیت کا حال بیان کیا تو اس نے اُسی وقت دونوں لڑکیوں کا نکاح اپنے شہزادوں سے کر دیا اور یمن لے گیا۔

وصال آپ کا وصال بتاریخ تین ماہ ربیع الاول، دوسری روایت کے مطابق ماہ محرم ۱۸۷ھ کو مکہ معظمہ میں ہوا۔ روایت ہے کہ جب کسی نے سورۃ القاریہ پڑھی تو آپ نے نعرہ مارا اور جان بحق ہوئے۔ آپ کی قبر بیت الحرام کے قریب قبرستان جنت المعلیٰ میں حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ کے روضۂ اقدس کے نزدیک ہے۔ صاحب سیر الاقطاب نے آپ کے وصال کی تاریخ یہ نکلی ہے "قطب جہاں بود"۔

اللھم صل علی محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

زر رہگذرِ خاکِ سر کوئے شما بود ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم قدس سرہٗ

آن جالس سریرِ اولیائی، آں متلبس بہ لباس پارسائی، مصدق و متوکل علی اللہ، واصل بر نہایاتِ فنا فی اللہ، آن در مراتب فقر و زہد مستحکم، پیر طریقت حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادہم قدس سرہٗ کا شمار حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ کے اکابر خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے اور آپ کی نسبت اس طرح امیر المومنین حضرت عمرؓ کے ساتھ ہے:۔ ابراہیم بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بلخی بن عبداللہ بن حضرت امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ، آپ کے آباو اجداد بلخ کے بادشاہ تھے۔ آپ حقائق و معارف میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے تمام اولیا، و مشائخ کے لئے حجت تھے۔ معتبر کتب تاریخ سے یہی معلوم ہوا ہے کہ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی ادہم تھا جو قلندر تھے اور صحیح النسب فاروقی تھے۔ وہ سیر کرتے ہوئے بلخ پہنچے، اور شہر سے باہر کاشانہ فقیرا بنا کر بیٹھ گئے۔ ایک دن کسی کام سے شہر کے اندر گئے اتفاقاً بلخ کے بادشاہ کی لڑکی باغ کی سیر کرکے باہر آرہی تھی۔ شاہی اہتمام تھا۔ ادہم قلندر سڑک کی کنارے ایک طرف ہو کر ٹھہر گئے۔ جب شہزادی کی پالکی اُن کے سامنے سے گزری تو ہوا کا ایسا تیز جھونکا آیا کہ پردہ اٹھ گیا اور قلندر کی نگاہ اس کے ہوش ربا چہرہ پر پڑی جو رشک حور تھا۔ شہزادی کو دیکھتے ہی آپ ہزار جان سے اس پر فریفتہ ہو گئے اور بے خودی کے عالم میں بادشاہ کے محل کے دروازہ پر آکر کھڑے ہو گئے۔ جب شہزادی کی پالکی اندر چلی گئی تو اُنہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے اُنہوں نے بتایا کہ یہ شاہ بلخ کا محل ہے اور یہ اس کی شہزادی تھی جو باغ کی سیر کے لئے گئی ہوئی تھی۔ یہ سن کر قلندر اپنے تخیل کے عالم میں مست ہو کر کھڑے رہے حتیٰ کہ جب بادشاہ باہر آیا تو قلندر نے سلام کیا بادشاہ نے وزیر سے کہا اس سے پوچھو کیا حاجت ہے۔ وزیر نے قلندر سے دریافت کیا کہ کس چیز کی ضرورت ہے۔ قلندر نے بلا خوف و خطر سارا ماجرا بیان کر دیا۔ اور کہنے لگا کہ بادشاہ سے کہو کہ حق تعالےٰ کی رضا حاصل کرنی

marfat.com

ہے تو اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ اس پر وزیر کو غصہ آیا اور کچھ جواب نہ دیا۔
جب وہ بادشاہ کے پاس آیا تو اس کا چہرہ متغیر دیکھ کر کہنے لگا کہ میں نے تجھے اس فقیر سے حاجت دریافت کرنے کے لئے مامور کیا لیکن تو آکر خاموش ہو گیا ہے کیا بات ہے۔ وزیر نے زمین بوس ہو کر عرض کیا کہ میں حضور والا شان کا غلام ہوں آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے لیکن جو حقیقت حال معلوم ہوئی ہے اس سے میرے قلب میں آگ لگ گئی ہے۔ یہ سن کر بادشاہ بے قرار ہو گیا اور تاکید کی کہ حقیقت حال سے مجھے آگاہ کرو۔ ناچار اس نے سارا ماجرا بیان کر دیا بادشاہ یہ بات سن کر تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہا اور پھر تخیّل میں غرق ہو گیا۔ اس کے بعد قلندر کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور اس کا حسب ونسب معلوم کیا۔ جب ان کی نسبت معلوم ہو گئی تو کہنے لگا کہ خاطر جمع رکھو۔ چونکہ تم عالی نسب ہو مجھے اپنی بیٹی دینے میں کوئی عذر نہیں لیکن چند روز صبر کرو تاکہ جن جن لوگوں سے میں نے مشورہ کرنا ہے۔ مشورہ کر کے تمہیں جواب دے سکوں۔
یہ بات سن کر قلندر بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے کاشانہ پر واپس چلے گئے۔ تین چار دن کے بعد وہ پھر بادشاہ کے پاس گئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے وزیر سے جس قدر کہا کہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ قلندر سے کرنا چاہتا ہوں وزیر ضد کر رہا تھا کہ بادشاہ کی بیٹی اور ایک فقیر کے ساتھ نکاح یہ غیر مناسب بات ہے دوسرے بادشاہ کیا کہیں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح قلندر سے کروں گا اب میں وعدہ خلافی نہیں کر سکتا۔ وزیر نے کہا آپ کچھ نہ کریں۔ میں جانوں اور وہ۔ میں کسی طریقے سے اُسے اس کام سے باز رکھنے کی کوشش کروں گا وہ کافی دیر سوچتا رہا۔ آخر وہ بادشاہ کے خزانے میں سے ایک بیش بہا موتی نکال کر لے آیا اور ادھر قلندر سے کہنے لگا کہ شہزادی سے شادی کی شرط یہ ہے تم اس جیسا موتی لے آؤ۔ قلندر نے کہا پکا وعدہ ہے اس نے کہا ہاں پکا وعدہ ہے۔ قلندر وزیر سے وعدہ لے کر چل پڑا اور دریا کے کنارے پر جا کر اپنے قلندری کشتے کے ذریعے دریا سے پانی نکال کر باہر پھینکنا شروع کر دیا۔ اور صبح سے شام تک یہی کام کرتا رہتا تھا۔ اس

marfat.com

کام میں کھانا پینا اور سونا بھی بھول گیا۔ حتیٰ کہ ایک دن فرمان باری تعالےٰ کے مطابق حضرت خضر علیہ السّلام وارد ہوئے اور قلندر کو خبردار کیا کہ یہ کام چھوڑ دو۔ میں حق تعالےٰ کے حکم سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ حق تعالےٰ نے تمہاری محنت قبول فرمائی ہے اب جو تمہارے دل کی مراد ہو مجھے بتاؤ تاکہ پوری کروں۔ قلندر یہ مژدۂ جانفزا سنکر بہت خوش ہوا اور کام چھوڑ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد خضر علیہ السّلام کو سلام کیا اور کہنے لگا کہ اے پیغمبر خدا آپ نے مجھے اپنے کام سے باز رکھا اور میرا وقت ضائع کیا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کے ساتھ بات چیت کرنے میں اپنا مدعا ترک کر دوں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا اے درویش اگر تم ہزار سال تک دریا کا پانی نکالتے رہو پھر بھی پانی کم نہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ اپنا مدعا بیان کرو تاکہ اللہ تعالےٰ تمہاری مشکل آسان کرے۔ یہ سنکر ادہم قلندر نے اپنا سارا حال خضر علیہ السلام کو بتا دیا اُنہوں نے کہا کہ خاطر جمع رکھو میں اللہ تعالےٰ کے حکم سے تمہارے سامنے اتنے موتی ڈال دونگا کہ اٹھا نہیں سکو گے قلندر نے کہا بہت اچھا۔ اس کے بعد خضر علیہ السلام چلے گئے اور اُسی وقت دریا میں ایک ایسی موج اٹھی کہ موتیوں سے بھری ہوئی بیشمار سیپ دریا کے کنارے پر آ پڑیں۔ اور غیب سے آواز آئی کہ اے قلندر جتنے موتی چاہو اٹھا لو۔ قلندر نے شکر بجا لایا اور ان موتیوں میں سے صرف بارہ ایسے موتی اٹھا لئے جو چڑیا کے انڈے کے برابر تھے اور کسی بادشاہ نے آج تک دیکھے بھی نہ ہوں گے۔ اب وہ شب و روز سفر کرتے ہوئے۔ بلخ پہنچا اور تھوڑی دیر آرام کر کے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ آداب بجا لایا اور بارہ انمول موتی نکال کر بادشاہ کے سامنے رکھ دیئے۔ اور بادشاہ سے کہا کہ آپ ایک موتی طلب کرتے تھے لیکن حق تعالےٰ نے مجھے اس قدر موتی عطا فرمائے کہ اگر آپ دیکھ لیتے تو حیران ہو جاتے۔ میں اُن میں سے صرف بارہ موتی اٹھا کر آپ کے پاس آیا ہوں اب آپ اپنا وعدہ پُورا کریں۔ موتی دیکھ کر بادشاہ حیران رہ گیا۔ اُس نے موتی اٹھا لئے اور وزیر سے دوبارہ مشورہ طلب کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ وزیر نے کہا کہ یہ ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا کہ بادشاہ معظم کی دختر کی شادی ایک فقیر

marfat.com

سے ہو جائے اور بادشاہ سلامت دنیا کے تمام بادشاہوں کے سامنے بے عزت ہوں بادشاہ نے کہا مجھے تو اب اپنی جان کا خوف لاحق ہو گیا ہے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ باعظمت ہے درویش ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بد عا کرے اور ہمیں پشیمان ہونا پڑے وزیر نے کہا حضور والا گھر تشریف لے جائیں اور خود بخود اس درویش کو ٹھیک کر لوں گا۔ بادشاہ کے چلے جانے کے بعد وزیر نے قلندر سے کہا کہ اے نامراد تو کس خیالِ محال میں گرفتار ہو گیا ہے یہ کام نہ ہونا ہے نہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ کو کب پسند ہے کہ بادشاہ کی لڑکی تجھ جیسے مفلوک الحال کے حوالہ کر دی جائے۔ بہتر یہ ہے کہ یہاں سے بھاگ جاؤ اور اپنی جان سلامت لے جاؤ۔ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ قلندر نے کہا اے نابکار میں اپنی جان سے ہاتھ دھو چکا ہوں۔ کیا تو خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر اور قادر مطلق نہیں سمجھتا تجھے کیا ہو گیا ہے کہ خدا کو درمیان میں لا کر وعدہ خلافی کر رہا ہے۔ اور خدا کے قہر سے نہیں ڈرتا۔ یہ سن کر وزیر غضبناک ہو گیا اور چوبداروں کو حکم دیا کہ فقیر کو مار مار کر باہر نکال دو۔ تاکہ اس کے بعد پھر کبھی دربار میں نہ آسکے۔ ادہم قلندر حیران اور ناامید ہو کر آہ و زاری کرتا ہوا اپنے کاشانہ پر آیا اور ماتم میں مشغول ہو گیا۔ قدرت کا کرنا دیکھو اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد شہزادی کے پیٹ میں سخت درد اٹھا اور بیمار ہو گئی۔ بہت علاج معالجہ کیا گیا لیکن جان بر نہ ہو سکی اور تھوڑی دیر کے بعد مر گئی۔ اس کی موت سے بادشاہ کے محل میں قیامت برپا ہو گئی اور بادشاہ کی ایسی حالت ہو گئی کہ پناہ بخدا۔ اس کے بعد بادشاہ کے وزیر کو طلب کر کے اُسے بہت برا بھلا کہا جس کی وجہ سے وزیر بہت ہی شرمندہ ہوا اور سر نیچا کر کے خاموش بیٹھ گیا۔ اس کے بعد شہزادی کی تجہیز و تکفین کی گئی اور شان و شوکت سے اُسے لے جا کر دفن کیا گیا۔ قبر کے گرد اُنہوں نے قنات لگا دی اور اُوپر شامیانہ نصب کر کے بے شمار اگر بتیاں جلائی گئی جس سے میلوں تک خوشبو پھیل گئی۔ قبر پر بہت سے قرآن خوان بھی بٹھائے گئے۔ تاکہ شہزادی کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے۔ نیز قبر کے ارد گرد پہرہ دار بھی مقرر کر دیئے تاکہ وہاں کوئی نہ جا سکے۔ ادھر ادہم قلندر کے دل میں آتش عشق کے شعلے بھڑک رہے

marfat.com

تھے اور ساری رات بے قرار رہا۔ آخر اٹھکر شہزادی کی قبر پر آیا۔ اس وقت تمام پہرہ دار سارے دن کی بھاگ دوڑ کے بعد خواب راحت میں مشغول ہو چکے تھے اور چاروں طرف سناٹا تھا۔ قلندر نے موقع غنیمت جانا اور قبر کو کھول کر اندر چلا گیا اور صندوق سے اپنی محبوبہ کی نعش کو نکال باہر لایا اور قبر کو اُسی طرح بند کر کے نعش کو اپنے کاشانہ میں لے گیا۔ نعش کی پشت کو دیوار کے ساتھ لگا کر بٹھا دیا اور خود اس کے حسن و جمال کے مشاہدہ میں غرق ہو گیا۔ قدرت کا کرشمہ دیکھئے اُس وقت بخارا کا ایک حکیم حاذق شہر بلخ میں وارد ہوا۔ لیکن رات کے وقت چونکہ شہر کے دروازے بند تھے قلندر کے گھر میں روشنی دیکھ کر اندر چلا گیا۔ قلندر اس کے پاؤں کی آہٹ سن کر ایک طرف چھپ گیا تا کہ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے آدمی اُسے گرفتار کر لیں۔ جاتے وقت اس نے شہزادی کی نعش کو زمین پر لٹا دیا۔ حکیم اندر جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ہر طرف خاموشی ہی خاموشی ہے اور ایک ماہ جبین زمین پر پڑی ہے۔ کافی دیر تک وہ اس کے رخ روشن کو دیکھتا رہا آخر اسے معلوم ہو گیا کہ وہ مری نہیں ہے بلکہ اس پر سکتہ طاری ہے۔ اس نے فوراً اپنا تھیلہ کھول کر نشتر نکالا اور اس کی رگ کاٹ کر خون نکال لیا۔ خون کے نکلتے ہی شہزادی نے آنکھ کھولی اور نامحرم مرد کو اپنے پاس بیٹھا دیکھکر منہ چھپا لیا۔ اور اس حکیم سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ ابا جان مجھے بتاؤ کہ میں کس طرح یہاں آئی ہوں۔ حکیم نے کہا بیٹی میں اجنبی ہوں مجھے یہاں کے حالات کا علم نہیں ہے میں شہر کے اندر داخل ہونا چاہتا تھا لیکن دروازے بند ہونے کی وجہ سے یہاں آ گیا ہوں۔ تجھے اس حالت میں دیکھ کر مجھے یقین ہوا کہ مرض سکتہ میں مبتلا ہو۔ میں نے تمہارا علاج کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے شفا عطا فرمائی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور کیسے اس حالت کو پہنچی ہو۔ یہ گفتگو سن کر قلندر نے جھانک کر دیکھا تو اپنی محبوبہ کو زندہ پایا اور اس کے سامنے ایک سفید ریش بزرگ کو بیٹھے دیکھا۔ فوراً باہر آیا اور حکیم کو سلام کر کے بیٹھ گیا اور سارا ماجرا بیان کیا اس کا حال سن کر حکیم بہت خوش ہوا اور ان دونوں کا نکاح کر دیا۔ صبح ہوتے ہی اس نے الوداع کہا۔ شہر میں جا کر سکونت اختیار کر لی۔

marfat.com

ولادت باسعادت

کچھ عرصے کے بعد ادہم قلندر کے گھر ایک ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوا جو حسن و جمال میں والدہ کی طرح تھا۔ اس کا نام ابراہیم رکھا گیا اور چار پانچ سال کے بعد پاس کے مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ ایک دن بادشاہ کا گذر اس مدرسہ سے ہوا۔ بادشاہ کی عادت تھی کہ مدرسوں میں جا کر انعام تقسیم کرتا تھا اور بچوں کو چھٹی دلا دیتا تھا۔ چنانچہ اس مدرسہ میں جا کر اس نے سب بچوں میں انعام تقسیم کیا۔ جب ابراہیم بن ادہم اُن کے سامنے آئے تو اس کے حسن و جمال کو دیکھکر فریفتہ ہو گیا اس وجہ سے بھی کہ وہ اس کی بیٹی کے ہمشکل تھے۔ اس نے بچے کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اُسے اپنے سامنے گھوڑے پر بٹھا کر استاد سے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ ایک باعظمت قلندر کا بیٹا ہے۔ یہ صبح قلندر اسے لے آتا اور چھٹی کے وقت لے جاتا ہے بادشاہ نے استاد کو زر کثیر دیکر کہا کہ میں اس بچے کو اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔ استاد نے کہا بہت اچھا۔ بادشاہ نے بچے کو گھر لے جا کر اپنی ملکہ کو دکھایا ملکہ نے بچے کو گلے سے لگایا اور پیار کیا۔ ادھر جب بچوں کی چھٹی کا وقت آیا تو قلندر مدرسہ میں پہنچ گیا۔ استاد نے اُسے سارا ماجرا سنایا۔ لیکن قلندر بالکل مضطرب نہ ہوا اور سیدھا بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ بادشاہ نے اُسے پہچان لیا اور عزت و اکرام کے ساتھ اپنے پہلو میں جگہ دی۔ کافی دلجوئی کے بعد قدم رنجی کا سبب دریافت کیا۔ درویش نے کہا میرے یہاں آنے کا سبب سوائے اس بچے کے نہیں ہے جو آپ کی گود میں بیٹھا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس کی ماں اس کے ساتھ سخت محبت کرتی ہے اور اگر اسی وقت بچہ اس کے پاس نہ پہنچا تو اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کی ماں کا کیا نام ہے اور کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ خدا کے لئے سچ سچ بتا دو۔ قلندر نے بلا تکلف سب کچھ بادشاہ کو بتا دیا۔ بادشاہ اپنی چہیتی بیٹی کے زندہ ہونے کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا اور اٹھکر یہ مژدۂ جانفزا اپنی ملکہ کو دیا۔ اور اُسی وقت سواری بھیج کر شہزادی کو بلوا لیا۔ شہزادی نے جب اپنے ماں باپ کو دیکھا آداب بجا لائی اور ان کے پاؤں پر گر گئی۔ ماں باپ نے اُسے اُٹھا کر گلے لگایا خوشی کے آنسو بہائے

marfat.com

خوشی کی محافل منعقد کیں۔ اور خدائے عزّوجل کا لاکھ لاکھ شکر بجالائے۔ اس کے بعد بادشاہ نے ادہمؒ قلندر کے لئے زندگی کا پورا سازو سامان مہیا کیا اور شان و شوکت کا انتظام کیا لیکن انہوں نے بدستور سابق اسی طرح قلندری اور فقر کو پسند کیا اور بادشاہ کی کوئی چیز قبول نہ کی۔ بادشاہ نے سلطان ابراہیم ادہمؒ کو ان کے ماں باپ کی رضامندی سے اپنے پاس رکھ لیا اور اپنا ولیعہد حق کیا۔ اس وجہ سے کہ اس لڑکی کے سوا بادشاہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ جب کافی عرصہ کے بعد بادشاہ کا انتقال ہوا تو سلطان ابراہیم بن ادہمؒ اس کی جگہ تخت نشین ہوئے اور ایسا عدل و انصاف قائم کیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ لیکن ان کا قلب ہمیشہ اپنی اصل کی طرف مائل اور حق تعالےٰ کی محبت میں سرشار رہا۔ آپ درویشوں کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور اکثر اوقات ان کے جوتے اٹھا کر سامنے رکھتے۔ آخر جوانی ہی میں سلطنت سے دست بردار ہو کر عبادت حق تعالےٰ میں مشغول ہو گئے۔

سببِ ترک
شیخ فریدالدین عطارؒ نے تذکرۃ الاولیاء میں اُن کے ترک کے تین چار سبب بیان کئے ہیں۔ مولانا جامیؒ اپنی کتاب نفحات الانس میں لکھا ہے کہ شکار کے دوران ہاتف نے آواز دی کہ تم اس کام کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ اس سے ان کو آگاہی ہوئی بادشاہی ترک کر دی۔ لیکن میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ اپنی کتاب لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے سلطنت سے نکال کر اس راستے پر لگایا، تربیت دی۔ اور خرقۂ خلافت عطا کیا۔ اس کے بعد آپ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تربیت حاصل کرنے کے بعد خرقہ خلافت حاصل کیا۔

امام باقر رضی اللہ عنہٗ سے خلافت
اس کے بعد آپ کو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا فیض صحبت بھی نصیب ہوا اور ایک خرقۂ خلافت اُن سے بھی حاصل کر کے اوج کمال تک پہنچ گئے۔ اور آپ سے ایک جہان فیض یاب ہوا اور ہدایت حاصل کی۔

marfat.com

حضرت خواجہ اویس کرنیؓ کے خلفائے سے خلافت

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ کو حضرت عمران بن موسیٰؒ اور حضرت زید راعیؒ سے بھی خلافت تھی۔ حضرت زید راعی کو حضرت خواجہ اویس کرنیؓ سے اور حضرت معمرؓ الجیلیؓ سے خلافت تھی۔ جن کا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار ہوتا ہے۔ ان کا مزار اردبیل اور جیل کے مابین ایک مقام پر ہے۔

امام ابو حنیفہؒ سے صحبت

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھمؒ کو امام ابو حنیفہؒ کی صحبت بھی ملی ہے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ آپ کو ہمیشہ سیدنا ابراہیم بن ادہمؒ کہہ کر پکارتے تھے۔ اُن کے شاگردوں نے امام صاحب سے دریافت کیا کہ یہ سیادت ان کو کیسے ملی ہے۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ وہ دائماً حق تعالےٰ میں مشغول ہے اور ہم دوسرے کاموں میں مشغول ہیں۔

سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کا قول

سیّد الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس طائفہ (صوفیاء) کے علوم کی چابی ابراہیم ادہمؒ ہیں۔

آپ کے مجاہدات

لیکن ان کمالات کے باوجود آپ پر ہمیشہ گریہ طاری رہتا تھا۔ جب آپ بلخ سے مَرو اور مَرو سے نیشاپور گئے تو وہاں کی مشہور غار میں آپ کامل نو سال تک عبادات اور ریاضات میں منہمک رہے۔ لوگوں کو کیا معلوم آپ غار میں کیا کر رہے ہیں۔ جمعرات کے دن آپ غار سے باہر آتے تھے اور لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے شہر میں فروخت کرتے اور روٹی خرید کر نصف فقراء میں تقسیم اور نصف اپنے لئے رکھتے تھے۔ ایک ہفتہ تک اس پر اکتفا کرتے تھے۔ جب بلا قصد آپ سے کرامات کا ظہور ہونے لگا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ کون ہے۔

مکّہ مکرمہ میں سکونت

خلق خدا کا ہجوم دیکھ کر آپ وہاں سے بھاگ نکلے اور مکّہ معظمہ میں

marfat.com

سکونت اختیار کی۔

اسمِ اعظم سے آگاہی وہاں پہنچکر آپ نے صحرا میں قیام فرمایا ایک اکابر دین نے وہاں پہنچ کر آپ کو اسم اعظم تعلیم فرمایا۔ اس کے فوراً بعد حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور کہنے لگے کہ ابراہیم جس نے آپ کو اسم اعظم سکھایا وہ میرے بھائی الیاس علیہ السلام تھے۔ **نفحات الانس** میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت خواجہ داؤد بلخیؒ نے بادیہ میں اسم اعظم سے آگاہ فرمایا۔

حقیقت اسمِ اعظم مراۃ الاسرار میں ملّا عبدالغفور کے حاشیہ جو نفحات الانس پر ہے میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ اسم اعظم دو اطلاق پر ہے اوّل یہ کہ وہ ایک اسم ہے جو ذاتِ جامعِ جمیع صفاتِ کمال پر دلالت کرتا ہے اور وہ اسم مبارک اللہ ہے۔ دوم یہ کہ وہ ایسا اسم ہے جس سے آثار عجیبہ مرتب ہوتے ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا وہ ایک اسم ہے یا اسماء کا مجموعہ ہے۔ بحسب اشخاص اس اسم کا تعین شریعت میں بطریق اجمال ہے۔

اسمِ اعظم اور صاحبِ مراۃ الاسرار کا اپنا تجربہ صاحبِ مراۃ الاسرار کا بیان ہے کہ اس فقیر نے سالہا اسم اعظم کی آرزو میں ریاضت شاقہ کی حالت زار کو پہنچا اور یہ حالت ہوگئی کہ سر سے پاؤں تمام اجزائے جسم ذاکر ہوگئے۔ دل کی کلی کھلی اور اسم اعظم منکشف ہوا۔ اس سے میرے قلب پر عجیب و غریب کیفیات کا ورود ہونے لگا کبھی سکر (بے خودی)، کبھی صحو (ہوشیاری) لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ اسم اعظم کے اثرات ہیں۔ چنانچہ بندگی شیخ نظام الدین انبیٹھویؒ کے مرشد حضرت بندگی شیخ معروف جونپوریؒ کی خواب میں زیارت ہوئی اور اسم اعظم کے متعلق میں نے اُن سے دریافت کیا۔ انہوں نے میرے قلب نیلوفریؒ پر نشان دہی فرمائی تو مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ اسم اعظم ہے۔ غرضیکہ جب تک قلب نیلوفری شگفتہ ہو اسم اعظم سے آشنائی محال ہے۔ یہ وہ راز ہے کہ دل اس سے محرم ہوتا ہے لیکن اس کا

marfat.com

زبان پر لانا ممکن نہیں۔

سفرِ حج میں ہر قدم پر دوگانہ

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ نے سفرِ مکہ میں ہر قدم پر دوگانہ نفل ادا کیا اور صحرا طے کرتے ہوئے چودہ برس کے بعد مکہ معظمہ پہنچے۔ یہ دیکھکر تمام مشائخ مکہ آپ کے استقبال کے لئے باہر آئے اور عزت و تکریم سے پیش آئے۔ اُسی جگہ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی۔ آپ پچاس سال تک مجاورِ حرم مکہ رہے۔

اولاد

مراۃ الاسرار میں شرح آداب المریدین سے نقل ہے کہ حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ مدت تک جامع بصرہ میں معتکف رہے اور تین دن رات میں ایک بار افطار کرتے تھے۔ عبداللہ مبارکؒ کے استاذ حضرت خواجہ عطا سلمیؒ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں مَیں ان کے ہمراہ تھا۔ زادِ راہ ختم ہوگیا تو چالیس دن تک ہم نے صبر کیا۔ آپ مٹی کھایا کرتے تھے اور کسی سے اس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب خواجہ ابراہیم ادہمؒ بلخ سے چلے گئے تو پیچھے ایک بچہ چھوڑ کر گئے بڑا ہو کر بچے نے دریافت کیا کہ میرا والد کہاں ہے۔ اس کی ماں نے سارا حال بیان کیا اور کہا کہ اس وقت وہ مکہ میں ہیں۔ والد کی زیارت کے لئے وہ مکہ پہنچے۔ جب حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو شفقت پدری جوش میں آئی۔ اور اُسے پاس بٹھا کر پوچھا کہ کس دین پر ہو۔ اس نے جواب دیا کہ اسی دین مصطفویؐ پر ہوں فرمایا الحمدللہ اور بچے کے ساتھ بہت لطف و کرم سے پیش آئے۔ غیب سے آواز آئی کہ میری دوستی کا وعدہ کرتے ہو لیکن دل بیٹے کے ساتھ لگاتے ہو۔ آپ نے فوراً مناجات کی کہ الٰہی میرے اور تیرے درمیان جو چیز حائل ہے اُسے دور کردے۔ یہ کہنا تھا کہ بچہ جان بحق ہوگیا اس کے بعد نہ آپ نے کوئی شادی کی نہ اولاد پیدا ہوئی۔ لیکن حضرت شقیق بلخیؒ کے والد ابراہیم بلخیؒ جن کا مزار بلخ میں ہے اور ان کے ہمعصر ہیں اپنے آپ کو حضرت ابراہیم بن ادہم کی اولاد ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن کتب معتبرہ سے یہی پتہ چلا ہے کہ آپ کی اولاد نہیں تھی۔ یہاں تک مراۃ الاسرار سے نقل کیا گیا ہے۔

marfat.com

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم ادہمؒ کی اس بیٹے کے علاوہ اور بھی بیٹے تھے۔ان میں سے ایک خواجہ ابو اسحاق ناصر الدین ہیں جو فرخ شاہ کابلی کے دادا تھے۔ اور فرخ شاہ کابلی حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ کے جدامجد تھے فرخ شاہؒ کی اولاد بہت تھی۔ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ کے اور بیٹے خواجہ ناصح الدینؒ ہیں جن کی اولاد ناصحیؒ کے نام سے مشہور ہے اور شیخ مبارک گوپا سوی ناصحیؒ جو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ ناصح الدینؒ کی اولاؑ میں سے ہیں۔ تذکرۃ العارفین میں بھی لکھا ہے کہ آپ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ تھانیسر کے فاروقی مشائخ بھی حضرت ناصح الدینؒ کی اولاد ہیں۔ جو حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ کی اولاد ہیں۔حضرت خواجہ ناصح الدینؒ کی اولاد ہندوستان کے اکثر علاقوں میں پائی جاتی ہے۔اور مکرم سمجھی جاتی ہے۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ ملک توران کی بادشاہی چھوڑ کر جنگل میں سکونت اختیار کرلی تو صبح کے وقت نقارخانہ کی نوبت پر یہ سنا کہ آپ کا فرزند بادشاہ ہوگیا ہے۔آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ سبحان اللہ! ایک وقت وہ تھا کہ یہ نوبت میرے نام پر بجتی تھی۔اُسی وقت نوبت الٰہی کی آواز آئی آج سے قیامت تک ابراہیم بن ادہمؒ کی شاہی کی نوبت فلک الافلاک اور عالم سمٰوٰت میں بجائی جایا کرے۔

آسمان سے دس طبق طعام نازل ہونا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب تک حضرت خواجہؒ بادشاہی چھوڑ کر دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچے تو وہاں ایک درویش کو دیکھا جو سارا دن روزہ رکھتے تھے اور شام کے وقت آسمان سے طعام کا ایک طبق اترتا تھا۔ آپ ایک دن درویش کے پاس رہے۔شام کے وقت جب درویش کے پاس ایک طبق اترا تو حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ پر دس طبق طعام کے اترے۔ یہ دیکھکر درویش کے دل میں غیرت پیدا ہوئی اور کہنے لگے کہ الٰہی میں جو مدت سے توکل کرکے دریا پر بیٹھا ہوں میرے لئے ایک طبق آیا ہے اور اس

marfat.com

مہمان کے لیئے جس نے ابھی فقیری اختیار کی ہے دس طبق آگئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے درویش تم مفلس تھے اور تمہیں طعام کی یہ مقدار کافی تردد اور سوال کے بعد حاصل ہوئی اور تمہارے لئے غنیمت ہے لیکن یہ مہمان جو آیا ہے اس نے میری محبت میں بادشاہی قربان کردی ہے اسکی شان وشوکت کے لحاظ سے یہ دس طبق بہت ہی کم ہیں۔ زیادہ طوالت مت کرو کیونکہ میرے اور میرے دوستوں کے درمیان بے شمار راز کی باتیں ہیں۔

سانپ کا رخ انور سے مکھیاں اڑانا

روفق المجالس میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ کی عادت تھی کہ سخت گرمی کے ایام میں بھی آپ اپنے گوشۂ تنہائی سے نکل کر مسجد میں آتے اور نماز باجماعت ادا کرتے تھے ایک دن آپ کا ایک شاگرد ساتھ تھا۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر ایک دیوار کے سائے میں سو گئے۔ شاگرد کیا دیکھتا ہے کہ دیوار کے سوراخ سے ایک سانپ نکلا۔ سانپ کے منہ میں نرگس کی شاخ تھی۔ جس سے وہ حضرت خواجہؒ کے رخ انور سے مکھیاں اڑا رہا تھا۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو شاگرد نے آپ کو سانپ کے مکھیاں اڑانے کا ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں کہ جو شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ فضل وکرم کے ساتھ معاملہ فرماتے ہیں۔

کنویں سے پانی کی جگہ ڈول میں مروارید بھر جانا

کتاب حکایت الصالحین میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ کو خبر موصول ہوئی کہ خراسان میں آپ کا کوئی رشتہ دار لاولد فوت ہو گیا ہے اور اس کی بہت سی جائداد آپ کے ورثہ میں آئی ہے۔ یہ خبر سنکر آپ نے سفر کا ارادہ کیا تھوڑی دور گئے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں ایک نابینا پرندہ پتھر پر بیٹھا ہے پانی سے ایک جانور نکلا جو مٹی سے کیڑے نکال کر نابینا پرندے کے منہ میں دینے لگا۔ آپ نے یہ تماشا دیکھ کر اپنے رفیق سفر سے کہا کہ تم نے دیکھا ایک نابینا پرندہ کو بھی اللہ تعالےٰ ضائع نہیں ہونے دیتا اور

marfat.com

روزی دے رہا ہے۔ اگر ہم خراسان نہ جائیں تو روزی تو ہمیں ضروری ملے گی یہ کہہ کر آپ نے سفر کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس چلے آئے۔ صحرا میں جاکر قیام فرمایا۔ ایک دفعہ طہارت کے لئے کنوئیں پر گئے اور ڈول کنویں میں ڈالا۔ جب ڈول باہر آیا تو موتیوں سے لبریز تھا۔ آپ نے کہا الہٰی مجھے پانی درکار ہے تاکہ وضو کروں۔ مجھے موتیوں کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ ڈول کو کنوئیں کے اندر پھینک کر چلے گئے۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ آخر عمر میں حضرت خواجہؒ کا تصرف بہت بڑھ گیا تھا۔ اور کثرت سے طعام غربا و مساکین میں تقسیم کرتے تھے۔ شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ "چہل مجالس" میں فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت شیخ سفیان ثوریؒ قدس سرہٗ حضرت خواجہ ابراہیم ادہمؒ کے پاس گئے۔ آپ نے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر مٹھی بھر درہم نکالے اور نوکر کو دیکر فرمایا کہ بازار جاؤ اور دس سیر گرم روٹی اور شہد لاؤ۔ حضرت سفیانؒ نے کہا ہم دو آدمی سے زیادہ نہیں ہیں۔ یہ اسراف ہے۔ آپ نے فرمایا کھانے پینے کی چیزوں میں اسراف نہیں ہوتا۔ اگر زیادہ ہے تو دوسرے لوگ کھالیں گے۔

روایت ہے کہ ایک دن حضرت خواجہؒ دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھے کپڑا سی رہے تھے۔ اتفاق سے ایک شخص وہاں سے گذرا۔ اس نے کہا بلخ کی بادشاہی ترک کرکے آپ کو کیا حاصل ہوُا۔ آپ نے فوراً اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور دریا کی مچھلیوں کو حکم دیا کہ میری سوئی لاؤ۔ تو ہزاروں مچھلیاں سونے کی سوئیاں منہ میں لے کر نکل آئیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنی لوہے کی سوئی درکار ہے۔ یہ سن کر ایک کمزور سی مچھلی باہر آئی جس کے منہ میں لوہے کی سوئی تھی۔ آپ نے اس شخص سے مخاطب ہوکر فرمایا کم سے کم مرتبہ مجھے یہ عطا ہوُا ہے اور اس سے زیادہ مرتبہ دیکھنے کا تو متحمل نہیں ہوسکے گا۔ غرضیکہ آپ کے کمالات و کرامات اس قدر زیادہ ہیں کہ اس مختصر کتاب میں ان کی گنجائش نہیں۔

وصال اور خلفاء

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ کے دو خلفاء تھے حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ اور حضرت خواجہ شقیق بلخیؒ۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا

marfat.com

ہے کہ آخر عمر میں آپ گم ہو گئے تھے۔ معلوم نہیں کہ آپ کا مدفن کہاں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ بغداد میں حضرت امام احمدؒ بن جنبل کے پہلو میں دفن ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ ملک شام میں حضرت لوط علیہ السلام کی قبر کے متصل دفن ہیں۔" صاحب نفحات الانسؒ کا بیان ہے کہ آپ کا وصال شام میں سنہ ۱۶۱ھ میں اور دوسری روایت کے مطابق ۲۸۰ھ میں اور تیسری روایت کے مطابق سنہ ۱۶۶ھ اور چوتھی روایت کے مطابق یکم ماہ شوال کو اور ایک اور روایت کے مطابق چھ جمادی الاوّل کو خلیفۂ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ دوانقی کے عہدِ حکومت میں ہوا جو بنی عباس کے تیسرے خلیفہ تھے۔ روایت ہے کہ ایک آدمی نے وصال کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا کیونکہ آپ نے اللہ کی محبت میں بادشاہی ترک کی تھی اور فقر اختیار کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ عرش الٰہی کے بالمقابل جہاں عاشقان الٰہی ہر روز ستر بار دیدار کرتے ہیں۔ مجھے مقام ملا ہے۔ سیر الاقطاب میں آپ کے وصال کی تاریخ دوسری روایت کے مطابق دی گئی تھی۔

اللھم صلّ علیٰ محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

از رہگذرِ خاکِ سر کوئے شما بود | ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

marfat.com

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ

آں قمریٔ شاخسار احدیت، بلبل مرغزار صمدیت، ہمدم نسیم وصال، مقتدائے فحول اجال برگشتہ از اندوہ و خوشی قطب وقت حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ کا شمار اکابر مشائخ روزگار اور پیشوائے اولیائے صاحب اسرار ہی ہوتا ہے۔ آپ زہد و تقویٰ، اور ترک و تجرید میں یگانۂ روزگار تھے۔ علم سلوک میں آپ کی تصانیف بہت ہیں۔ طہارت کا یہ عالم تھا کہ تیس سال کے عرصہ میں آپ کبھی بے وضو نہ رہتے تھے۔ آپ مجردانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ نہ بیوی تھی نہ بچے۔ آپ تین چار روز اور بعض اوقات پانچ چھ روز کے بعد افطار کرتے تھے اور اس وقت بھی تین لقموں سے زیادہ تناول نہیں فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ درویش کی غذا ذکر لاالٰہ الا اللہ ہے۔

خرقۂ خلافت

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ نے خرقۂ خلافت حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ سے حاصل کیا تھا۔ اور حضرت خواجہ ابراہیمؒ نے جو نعمت خضرؑ، حضرت امام باقرؓ اور خواجہ فضیل ابن عیاضؒ سے حاصل کی تھی آخر عمر میں آپ نے تمام خواجہ حذیفہؒ کے حوالہ کر دی، اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ یہ امانت آج تک بہ طریق سلکِ صحیح سلسلہ عالیہ چشتیہ میں موجود ہے۔

سبب ارادت

آپ کے مرید ہونے کا سبب کتب معتبرہ میں یوں آیا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ خضرؑ نے اُن کے پاس آکر فرمایا کہ آپ کو ایک راہبر کی ضرورت ہے لہٰذا خواجہ ابراہیم ادہمؒ کی صحبت اختیار کریں۔ ان کی یہ بات بہت مؤثر ثابت ہوئی اور دل میں محبت الٰہی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ حضرت خواجہ ابراہیمؒ کی خدمت میں پہنچ کر سر زمین پر رکھا۔ حضرت شیخ نہایت ہمدردی سے پیش آئے اور اٹھ کر ان کو بغل گیر فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اے حذیفہ خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالےٰ چند یوم کے اندر تمہارا کام بن جائے گا۔ چنانچہ آپ مرید ہو گئے۔ اور گوشۂ تنہائی اختیار کر کے حق تعالےٰ کے ساتھ مشغول ہو گئے۔

marfat.com

حصولِ مقامات

روایت ہے کہ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رح نے ساتھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور ہر روز اور ہر شب ختم قرآن کرتے تھے۔ آپ جس درویش کو دیکھتے ان کا بے حد احترام و اکرام بجالاتے تھے۔ اور فیض طلب کرتے تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض قدس سرہٗ اور حضرت خواجہ ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ کی صحبت بھی ملی ہے۔ ان دونوں مشائخ نے فرمایا کہ حذیفہ مردِ خدا ہے۔ بڑا بزرگ ہوگا۔ اور بہت لوگ ان کے ذریعے منزل تک پہنچے گے چنانچہ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ عالم لدنّی ہو گئے اور شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت میں کامل ہو گئے۔ آپ ہمیشہ ٹاٹ پہنتے تھے اور خلوت میں بیٹھے آہ و بکا میں مصروف رہتے تھے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ اس قدر گریہ و زاری کا سبب کیا ہے تو فرمایا کہ اس وجہ سے روتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کے دن میں فریق فی الجنّۃ کے زمرہ میں ہونگا یا فریق فی السعیر کے زمرہ میں۔ یہ سنکر ایک شخص نے کہا کہ جب آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے تو پھر لوگوں کو کیوں مرید کرتے ہیں اور راہ راست سے ان کو کیوں دور کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے نعرہ لگایا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو ہاتف نے آواز دی اور تمام حاضرین نے یہ آواز سنی کہ اے حذیفہ میں تمہیں دوست رکھتا ہوں اور محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بہشت میں جگہ دوں گا۔ اس مجلس میں تیس ہزار کفار بھی موجود تھے ہاتف کی آواز سن کر تمام مسلمان ہو گئے۔

آنحضرت صلعم کا وعدۂ جنّت

سیر الاقطاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ زیارتِ روضۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور آنحضرت صلعم کے جمال جہاں آراء کا مشاہدہ کیا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اس بات سے ڈر لگتا ہے کہیں مجھے دوزخ میں نہ ڈال دیا جائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد بنو تم بہشت میں میرے ساتھ آؤ گے اور جو شخص تیرے ساتھ واصل ہوگا وہ بھی بہشت میں آئے گا۔

marfat.com

بے ادبی کرنے والے زندہ جل گئے

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے جو کچھ نکلتا تھا اسی طرح واقع ہوتا تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک دفعہ چند بے وقوف آدمی حضرت اقدس کی خدمت میں آکر کہنے لگے کہ اے حذیفہ اگر تم خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو تو ہم تمہیں اس مشغولی سے باز رکھیں گے۔ تم ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہو تو پہنچاؤ۔ آپ نے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ اس کے بعد ان میں سے ایک آدمی نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس زور سے تکلیف دی کہ آپ نے تین مرتبہ آہ آہ آہ کی۔ اُسی وقت آپ کے دہن مبارک سے آگ نکلی اور ان سب بے وقوفوں کو آن کی آن کی جلا کر خاکستر بنا دیا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت اقدس نے ستر سال تک گھر سے باہر قدم نہ رکھا تھا لیکن جب حاجی لوگ حج سے واپس آکر آپ کے ملتے تو بیان کرتے تھے کہ حضرت اقدس کو اپنے ساتھ کعبۃ اللہ اور بیت المقدس میں دیکھا ہے۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حذیفہؒ سفر و حضر میں ہمیشہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اور تمام مشائخ وقت کی زیارت کی تھی۔ امام عبداللہ یافعیؒ نے اپنی کتاب "روضۃ الریاحین" میں حضرت شیخ کے اکثر حالات و کمالات بیان کئے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بعض احباب نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ آپ اتنی مدت حضرت خواجہ ابراہیم ادھمؒ کی خلافت میں رہے ہیں آپ نے سب سے زیادہ عجیب بات کونسی دیکھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مکہ معظمہ کے سفر میں چند یوم ہم نے فاقہ میں بسر کئے۔ جب ہم کوفہ پہنچے تو ایک ویران مسجد میں قیام کیا۔ خواجہ ابراہیمؒ نے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ اے حذیفہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو بھوک لگی ہے میں نے عرض کیا کہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ نے کاغذ اور قلم دوات طلب کر کے یہ لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انت المقصود بکل حال۔ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو ہی ہر حال میں مقصود ہے) اس کے علاوہ آپ نے چند کلمات اور بھی لکھے۔ اور کاغذ میرے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ

marfat.com

شہر سے باہر جاؤ۔ جو شخص پہلے ملے یہ خط اس کو دینا۔ جب میں شہر سے باہر گیا تو ایک آدمی کو دیکھا کہ سانڈنی پر سوار ہو کر آرہا ہے۔ میں نے کاغذ اُسے دیا۔ اس نے رقعہ دیکھ کر پوچھا کہ رقعہ لکھنے والا کہاں ہے میں نے کہاں فلاں مسجد میں ہے اس نے مجھے ایک ہمیانی عنایت کی جس میں تین ہزار دینار تھے۔

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ تربیت مریدین میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ اس قدر عظیم الشان ولی اللہ تھے کہ کئی شاہباز آپ کی صحبت سے نکلے ہیں۔ آپ کے مریدین کا طریق بھی تجردِ ظاہر و باطن تھا۔ سفر و حضر میں آپ ذکر جلی کرتے تھے اور کسی سے طمع نہیں کرتے تھے۔ لیکن حق تعالےٰ کی طرف سے جو کچھ بلا طلب مل جاتا تھا آپ لے لیتے تھے اور خیرات بھی کر دیتے تھے۔ آپ کبھی دنیاداروں سے میل جول نہیں رکھتے تھے۔ آپ کی یہی کرامت کافی ہے کہ ہمارے تمام خواجگان چشت اُن سے نسبت رکھتے ہیں۔

وصال آپ کا وصال چودہ ماہ شوال اور دوسری روایت کے مطابق چوبیس ماہ مذکور ۲۵۲ھ کو ہوا۔ صاحب سیر الاقطاب نے آپ کی تاریخ وصال یوں نکالی ہے "قطب زماں بود" رضی اللہ عنہٗ۔

اللھم صل علی محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

ازرہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

نورِ دوم حضرت خواجہ ہبیرہ البصری حضرت ممشاد علو دینوری حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی، حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی، اور حضرت خواجہ ابو محمد محترم چشتی قدس اسرارہم کے ذکر میں۔

حضرت خواجہ ہبیرہ البصری قدس سرہٗ

آں دلیلِ سالکان بادیہ وجود، وحجتِ واصلانِ ناصیہ مقصود، وسلیمان ملک لایزالی و سرحلقۂ شاہانِ لاوبالی، ودفائز کمالات الفقر فخری، غوثِ دوران حضرت خواجہ ہبیرہ البصری قدس سرہٗ علماء و اولیاء وقت کے پیشوا تھے۔ آپ معرفت حق میں مشائخ کبار کے درمیان مشہور و معروف تھے۔ آپ کے درجات رفیع اور مقامات اعلیٰ تھے۔ آپ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ بڑے مرتاض و عبادت گزار تھے۔ تربیت مریدین میں آپ کی نسبت بہت قوی تھی۔ آپ مقبولیت تامّہ رکھتے تھے اور اسرار و رموز کی محافظت میں اس قدر پختہ تھے کہ آپ کا لقب امین الدین ہوگیا تھا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ہبیرہ البصریؒ صاحب الطائفہ تھے اور آپ کے مریدین ہبیریان کہلاتے ہیں۔ آپ کا اور آپ کے مریدین کا طریق یہ تھا کہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے، نماز حضور دل کے ساتھ گزارتے تھے۔ اور ان کی مجالس میں غیر کا ذکر ہرگز نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے ان کی نظروں میں غیر کا وجود ہی نہیں تھا۔ یہ حضرات صفائے باطن کے لئے بے حد جدوجہد کرتے تھے۔ چنانچہ تین چار دن کے بعد جنگلی میوہ یا سبزی سے افطار کرتے تھے اور ہمیشہ مراقبہ و محاسبہ میں رہتے تھے۔ مشاہدہ انوار میں مست رہتے تھے۔ بیابانوں میں رہتے تھے اور شہروں میں سکونت نہیں رکھتے تھے۔ خلق کے ساتھ میل ملاقات نہیں رکھتے تھے جب باطنی طور پر وہ تمام خواہشات و مرادات سے آزاد ہو چکے تھے وہ چاہتے تھے کہ ظاہری طور پر بھی علائق دنیا سے الگ رہیں تاکہ ظاہر اور باطن یکساں ہو جائے

marfat.com

اور توحید میں فنا کلی حاصل ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

ظاہر و باطن چو شد تسلیم دوست　　　ما کنوں حقا مسلماں میرویم

(جب ہمارا ظاہر و باطن دونوں دوست کی نذر ہو گئے ہیں ہم حقیقی معنوں میں مسلمان ہوئے ہیں)

قطع حجابات ظلماتی و نورانی و حصولِ فنائے مطلق

غرضیکہ آپ کے کرامات و کمالات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر میں نہیں آتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس مبارک جماعت کے سامنے کشف و کرامات بھی کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ اس وجہ سے خواجگا چشت کی تصانیف میں مقامات سلوک پندرہ بیان کئے گئے ہیں ان میں سے پانچواں مقام کشف و کرامت ہے۔ لہٰذا جب تک کشف و کرامات سے نہیں گذرے گا دوسرے مقامات تک رسائی نہ ہوگی۔ سالک کی بلند ہمتی یہ ہے کہ کسی مقام کے ساتھ دلبستگی نہ کرے۔ تب فنائے مطلق حاصل ہوتی ہے اور فنائے مطلق کمال شوق کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہوتی مشائخ کا کہنا ہے کہ بندہ اور مولا کے درمیان ستر ہزار ظلمانی حجاب، اور ستر ہزار نورانی حجاب، حائل ہیں۔ ظلمانی حجابات کثرتِ ریاضت و مجاہدہ اور ترک ماسوی اللہ سے قطع ہوتے ہیں اور حجاباتِ نورانی شوق کے بغیر قطع نہیں ہوتے۔ اس واسطے عرفاء کا قول ہے کہ یہ راہ سوائے ذوق و شوق اور عشق کے طے نہیں ہوتا۔ یہاں تک مراۃ الاسرار کا کلام ہے۔ راقم الحروف (مصنفِ اقتباس الانوار) کہتا ہے کہ ہمارے مشائخ نے سلوک کے تین مقام مقرر کئے ہیں جن کو طے کرنے کے بعد سالک غایتِ کمال کو پہنچتا ہے۔ مقام اوّل شیخ کے ظاہر میں فنا کا نام ہے۔ اس مقام کو فنافی الشیخ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دوسرا مقام شیخ کے باطن میں فنا ہے جسے برزخ کبریٰ اور فنافی الرسول کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس مقام پر ذات محمدی پیر کی صورت میں یا کسی اور شکل میں طالب کے باطن پر توڑ ڈالتی ہے اس مقام پر سالک اپنی حقیقت کو وحدت میں گم کر دیتا ہے لیکن تا حال ہستی باقی رہتی ہے۔ جب اس

marfat.com

سے اُوپر جاتا ہے تو دوسری فنا حاصل ہوتی ہے۔ تیسرا مقام حاصل ہوتا ہے جسے فنا فی اللہ کہا جاتا ہے۔ اس مقام پر اوصاف بشری معطل ہو جاتے ہیں اور لاعلمی (لاشعوری) کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اس کے بعد علم ربانی اور اوصاف سبحانی اپنے اندر اور باہر ایک مسلّم حقیقت دیکھتا ہے۔ ان تین مقامات تک رسائی اسم پاک یا ظاہر کے ذریعے ہوتی ہے جس سے مراد تصورِ شیخ ہے۔ اس اسم کے تصور کے سوا اسم باطن یعنی ذاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حق تعالےٰ کی ذات مکشوف نہیں ہوتی۔ پس ہمارے مشائخ کے طریق سلوک میں ان تینوں مقامات کا حصول عین مقصود ہے کشف وکرامات مقصود بالذات نہیں ہیں۔ اگر اثنائے سلوک میں کشف وکرامات پیش آئیں تو ہرگز ان کی طرف التفات نہیں کیا جاتا اس وجہ سے کہ مقصود حقیقی ذاتِ حق ہے کشف وکرامات ضمنی چیز ہے ہمارے مشائخ کے قول کے مطابق کشف وکرامات سے رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اس لئے متروک ہیں مقامات سلوک میں شامل نہیں ہیں۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت ہبیرہ البصریؒ سترہ سال کی عمر میں کمال کو پہنچ چکے تھے اور چند سال میں حفظ قرآن کر لیا تھا۔ چنانچہ آپ ہر روز دو ختم کرتے تھے اور کبھی بے وضو نہیں رہتے تھے۔ تیس سال تک آپ نے سخت ریاضت و مجاہدہ کیا۔ ایک دن مراد نہ پانے پر آپ نے رو دیا اور مناجات کی کہ الٰہی ہبیرہ بیچارہ تیری راہ میں جل رہا ہے۔ سب سے قطع تعلق کر کے تیرے ساتھ دل لگایا ہے۔ اُسے بخش دو۔ اُسی وقت عالم بالا سے آواز آئی کہ اے ہبیرہ ہم نے تم کو بخش دیا۔ اب تم حذیفہ مرعشیؒ کے پاس جاؤ۔ اس کے بعد آپ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر اور زمین بوس ہوئے۔ انہوں نے حضرت خواجہ ہبیرہ کے حال پر بہت شفقت فرمائی اور فرمایا کہ اے ہبیرہ یہ جو تم نے تیس سال مجاہدہ کیا ہے یہ حکم حق سے باہر ہے یہ زیادہ مؤثر نہیں ہے۔ ہر جگہ خود بخود مجاہدہ کر کے مشاہدہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ حضرت شیخ کی صحبت

marfat.com

کا اثر یہ ہؤا کہ ایک ہی ہفتہ میں آپ مقام قرب میں پہنچ گئے اور ایک سال کے اندر خرقۂ خلافت حاصل کر لیا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ شیخ کی وساطت کے بغیر ریاضت و مجاہدہ عام چیز ہے۔ لیکن سلوک یہ ہے کہ شیخ کامل کی صحبت حاصل کرے اور جو ذکر شیخ تلقین کریں اس پر مواظبت کرے تاکہ مقصود حاصل ہو۔ یہی وجہ ہے حضرت خواجہ ہبیرہ بصریؒ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر واصل باللہ ہو گئے (حالانکہ اس سے پہلے تیس سال عبادت شاقہ کی تھی لیکن مقصود تک نہ پہنچ سکے)

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ ہبیرہ بصریؒ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے عالم غیب سے آواز آئی کہ اے ہبیرہ میں نے تجھے قبول کیا۔ جس روز آپ کو خرقۂ خلافت حاصل ہؤا اس کے بعد آپ نے نمک و شکر نہیں چکھا۔ اور جو شخص کہ آپ کا منظور نظر ہوتا تھا عرش سے تحت الثریٰ تک سب کچھ اس پر منکشوف ہو جاتا تھا۔ روایت ہے کہ حضرت خواجہ ہبیرہ بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت میں نے خرقہ پہنا پیغمبر علیہ الصلواۃ والسّلام کی روح مبارک اور مشائخ عظام کی ارواح موجود تھیں۔ اور ہر ایک نے مجھے دعا دی اور مجھ پر خوف خدا سے گریہ طاری تھا۔ کیونکہ درویشی مشکل کام ہے۔ آج مجھے خرقہ ملا ہے ایسا نہ ہو کہ کل مجھ سے ایسا کام سرزد ہو جو حضرت حق تعالےٰ کے قابل نہ ہو۔

سیر الاقطاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت اقدس پانچ دن کے بعد افطار کرتے تھے۔ اور اس قدر روتے تھے کہ لوگوں کو ڈر لگتا تھا کہ شاید ہلاک نہ ہو جائیں بعض اوقات آپ کی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا۔ آپ اکثر اوقات اپنے حجرہ میں رہتے تھے اور دنیا داروں کی شکل تک نہیں دیکھتے تھے۔ نہ دنیا داروں کے گھر سے آیا ہؤا کھانا کھاتے پانی پیتے۔ ساری رات ذکر حبیب میں گزارتے تھے۔ فقراء کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے۔ اور رزق حلال سے قوت حاصل کرتے تھے۔ آپ تین لقموں سے زیادہ کبھی نہیں کھاتے تھے۔ اور دولت مندوں سے نذر قبول

marfat.com

نہیں فرماتے تھے۔ نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ رو کر یہ کہہ رہے تھے الٰہی بچارہ ہبیرہ غریب ہے اگر آپ اس افطار کا حساب طلب کریں تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آواز آئی کہ اے ہبیرہ ہم نے حساب تم پر آسان کر دیا۔ تجھے ہم نے بخش دیا ہے اور بہشت میں جگہ دی ہے۔ چنانچہ آپ کا مقام ایسا ہو گیا تھا کہ جو شخص محبت اور ارادت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نعمتِ بے نہایت سے مشرف ہوا۔ اور مقصود اصلی تک پہنچ گیا۔

وصال آپ کا وصال سات ماہ شوال کو ہوا آپ کا سن وفات کسی کتاب میں نہیں مل سکا۔ آپ کی عمر ایک سو بیس سال اور دوسری روایت کے مطابق ایک سو تیس سال تھی۔

اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

از رہگذر خاکِ سرِ کوئے شما بود　　　ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

---

marfat.com

حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ

آں ماحیٔ رسوم بشری، و باقیٔ اساس رہبری و تابع آثار احمدی، و موصوف بصفات سرمدی، مزین بہ پیرایہ دین وری، قطب الابدال حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ ریاضات و مجاہدات میں بلند مقام اور مشاہدات و مکاشفات میں رفیع الشان تھے۔ وقت کے جملہ مشائخ آپ کے ظاہری و باطنی کمالات کے قائل تھے۔ حقائق و معارف کے بیان میں آپ کا کلام بہت بلند ہے۔ آپ کا وطن دینور تھا (بہ کسر وال و فتح نون) جو کوہستان کے شہروں میں ایک شہر ہے۔ لیکن تربیت آپ نے بغداد میں پائی۔ آپ کا اسم گرامی علو ہے اور لقب کریم الدین ہے۔ آپ حضرت خواجہ ہبیرہ البصری قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ راقم الحروف نے مختلف کتب تواریخ کے مطالعہ سے یہی تحقیق کی ہے کہ علو دینوری وہی ممشاد دینوری ہیں اور میرے مشائخ کا بھی یہی قول ہے۔ لیکن مراۃ الاسرار میں دو ممشاد دینوری کا ذکر کیا گیا ہے ایک وہ جو حضرت خواجہ ابواسحاق شامی قدس سرہٗ کے مرشد ہیں دوسرے اور بزرگ ہیں۔ لیکن راقم الحروف اپنے مشائخ کی شہادت کی بنا پر اس روایت کو صحیح نہیں سمجھتا۔ واللہ اعلم۔

اولیاء وقت کی زیارت

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ مشائخ عراق میں سے تھے، یگانہ روزگار تھے، حافظ قرآن تھے، جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، بڑے با عظمت و کرامت بزرگ تھے، شیخ جنید بغدادی، شیخ رویم، سفیان ثوری اور شیخ المشائخ حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہٗ کے صحبت یافتہ تھے۔ نیز حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہٗ سے آپ کو خلافت بھی ملی تھی۔ اس سلسلہ میں بھی آپ صاحب طریقت و سلسلہ ہیں اس کے علاوہ آپ کو بہت سے دیگر مشائخ و اولیاء کی صحبت بھی نصیب ہوئی ہے اور ہر مشائخ سے آپ نے اخذ فیض کیا ہے۔

---

marfat.com

عبادات، ریاضات و عادات و خصائل

مرید ہونے سے قبل آپ نے سالہا سال ریاضت و مجاہدہ کیا۔ آپ سات دن کے بعد افطار کرتے تھے۔ گلے کی خشکی دور کرنے کے لیے آپ تھوڑا سا پانی پیتے تھے اور خرما پر اکتفا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے بلکہ ایام طفلی سے روزہ رکھنا شروع کیا تھا اور شیر خوارگی کے زمانے میں آپ نے دن میں کبھی اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا تھا۔ غرضیکہ آپ ساری عمر شیر خوارگی سمیت صائم رہے۔ یہ صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ دیدار الٰہی سے افطار کریں۔ حق تعالیٰ نے آپ کو دولت عرفان والدہ کی گود ہی سے عطا فرمائی تھی۔ منقول ہے کہ آپ اوائل عمر میں مال دار تھے۔ جب حق تعالیٰ کے عشق نے غلبہ کیا آپ نے تمام مال و دولت راہ حق میں دے کر کعبۃ اللہ کا رخ کیا اور عرض کیا کہ الٰہی مجھے تیرے سوا کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے عیال و اطفال تیرے سپرد کئے ان کو رزق عطا کرنا تیرا کام ہے۔ آواز آئی کہ اے علو تم میرے ساتھ رہو تیرے عیال و اطفال میرے ذمہ ہیں۔ آپ مکہ معظمہ پہنچ کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ ایک دن آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص طعام کا خوانچہ سر پر رکھے آیا اور سلام کیا۔ خواجہ صاحب نے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور یہ طعام کس نے بھیجا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں مردان غیب[1] میں سے ہوں مجھے حق تعالیٰ سے حکم ملا ہے کہ یہ نعمت آپ کے فرزندوں کو پہنچا دوں۔ نیز آپ کے لئے حق تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ میرے کام میں کوتاہی نہ کرنا۔ تیرے اہل و عیال میرے بندے ہیں ان کی فکر نہ کرنا میں نے اپنے خزانہ کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے ہیں۔ آپ نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور عبادت حق تعالیٰ میں مشغول ہو گئے۔ فقر و فاقہ پر قناعت کی۔ یہاں تک کہ کپڑوں پر پیوند لگا کر پہنتے تھے اور خدا کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ بے ہوش ہو جاتے تھے۔

---

[1] رجال الغیب جو مختلف علاقوں میں صاحب خدمت ہوتے ہیں اور باطنی طور پر فرائض انجام دیتے ہیں۔

marfat.com

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے۔ اور خضر ہی کی وساطت سے آپ حضرت خواجہ ہبیرہ بصری کی خدمت میں پہنچے اور مرید ہوئے ۔ خواجہ ہبیرہ نے فرمایا آؤ اے علو! تمہارا کام ہمیشہ علو (یعنی بلند) رہے گا ۔ میں نے حق تعالےٰ سے درخواست کی ہے کہ میرے جانشین بنو اور خلق خدا کی ہدایت میں سرگرم رہو۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ذکر لا الہ الا اللہ تلقین فرمایا اور خلوت میں بٹھا دیا۔ خلوت میں بیٹھتے ہی حجاب اٹھ گیا اور عرش سے تحت الثریٰ تک سب کچھ نظر آنے لگا۔ راقم الحروف عفی اللہ عنہٗ کہتا ہے کہ ذکر نفی و اثبات (لا الہ الا اللہ) اکثر مشائخ سلسلہ چشتیہ کا معمول رہا ہے اور ذکر جہری کے طور پر سالکین کو خلوت میں نفی و اثبات کا ذکر کرایا جاتا ہے ۔ سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے طریقہ کے مطابق یہ ذکر اس طرح کیا جاتا ہے کہ لا الہٰ کہتے وقت یہ تصور کرے کہ جو کچھ غیر اللہ ہے میں نے اسے اپنے دل سے نکال دیا ۔ الا اللہ کہتے وقت یہ خیال کرے کہ میں نے حق تعالےٰ کا اثبات کیا۔ یعنی نفی کے وقت یہ تصور کرے کہ کوئی معبود نہیں ہے اور اثبات کے وقت یہ خیال جمائے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ نیز ہر ذکر اور خصوصاً نفی اثبات میں مرشد کا چہرہ چودہ سال کے نوجوان کا تصور کرے۔ اور اپنے چہرہ کی بجائے رکھے یعنی اپنے آپ کو شیخ کی شکل خیال کرے اور شیخ کو اپنا عین تصور کرے اس ذکر کی اتنی مشق کرنی چاہیے کہ قلب ذاکر ہو جائے اور قلب ذاکر ہو جائے اور قلب کے ذکر کی آواز دل کے کانوں سے سنے ۔ بعض درویش ذکر کے وقت اپنی زبان ساکت (خاموش) رکھتے ہیں اور دل میں ذکر کرتے ہیں۔ جو اپنے کانوں سے سنتے ہیں ۔ لیکن حضرات قادریہ کے سلسلہ میں بیشتر اسم ذات (اللہ اللہ) کا ذکر کرتے ہیں اور ابتدائے حال میں اسے دل سے جاری کراتے ہیں۔ اس کے بعد باقی لطائف خمسہ پر جاری کرتے ہیں بعد ازاں سارے جسم میں یہ ذکر جاری وساری ہو جاتا ہے ۔ اس اثنا میں طالب پر سلطان الاذکار بھی طالب کے پیش آتا ہے اور معاملہ شنید سے نکل کر دید تک پہنچ جاتا ہے (مشاہدہ حاصل ہوتا ہے) اور محو۔ فانی مطلق ہو جاتا ہے ۔ صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ چونکہ خواجہ ممشاد

marfat.com

علو دینوری قدس سرہ نے کچھ عرصہ ریاضت و مجاہدہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں کیا تھا ایک دن آپ نے فرمایا کہ اے علو تمہارا کام ہو گیا ہے جاؤ وضو کر کے آجاؤ آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت شیخ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا الٰہی علو کو مقام درویشی پر پہنچا دے۔ یہ کہنا تھا کہ حضرت خواجہ ممشاد دینوری بے ہوش ہو گئے کچھ دیر کے بعد ہوش آیا لیکن پھر بے ہوش ہو گئے غرضیکہ آپ چالیس بار بے ہوش ہوئے۔ حضرت خواجہ ہبیرہ قدس سرہ آپنا لعاب دہن ان کے منہ میں دیا تو حالت درست ہو گئی۔ حضرت شیخ نے فرمایا علو تم نے دیکھ لیا اور اپنے مطلوب و مقصود کا مشاہدہ کر لیا۔ انہوں نے سر زمین پر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ حضور میں نے تیس سال ریاضت و مجاہدہ کیا لیکن یہ گنج سعادت نصیب نہ ہوا جو طرفۃ العین میں پیر دست گیر کے ذریعے حاصل ہوا۔ اس کے بعد حضرت شیخ اپنی وہ گلیم جو مشائخ عظام سے ملی تھی خواجہ ممشاد علو کو پہنائی اور سجادہ پر بٹھایا۔ اس دن کے بعد حضرت خواجہ ممشاد علو نے کوئی کام حق تعالےٰ کی اجازت کے بغیر نہ کیا۔ جب کوئی شخص مرید ہونے کے لیے آتا تو آپ سرنگوں ہو کر مراقبہ کرتے اور پھر مرید بناتے تھے ورنہ نہیں اور جو کوئی آپ کا مرید ہوتا اسی روز عرش سے تحت الثریٰ تک اس پر مکشوف ہو جاتا تھا۔ حضرت اقدس قیلولہ[1] کے سوا ہرگز نہیں سوتے تھے۔ آپ چارپائی پر بھی نہیں سوتے تھے۔ ہمیشہ ذکر مولا اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے تھے۔

ذوق سماع آپ صاحب سماع تھے۔ آپ اکثر سماع سنتے تھے اور مجالس سماع منعقد کرتے تھے۔ مجلس سماع کی ابتدا تلاوت قرآن سے کرتے

---

[1] نماز اشراق و چاشت و معمولات ادا کرنے کے بعد دوپہر کے قریب تھوڑی دیر آرام کرنے کو قیلولہ کہا جاتا ہے۔ یہ عام اولیاء کرام کا معمول رہا ہے۔ رات کے وقت نہیں سوتے تھے کیونکہ رات تو اولیاء کرام کی عید ہوتی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ ہر روز روز عید است و ہر شب شب قدر است گر قدر بدانی۔

marfat.com

تھے اور آخر میں بھی قرآن پڑھتے تھے۔ ایک دن آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سماع کی کسی چیز سے آپ کو انکار ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماانکرہ لشئی (مجھے اس کی کسی چیز سے انکار نہیں ہے)۔ لیکن اہل سماع سے کہہ دو کہ مجلس سماع کا آغاز قرآن سے کیا کریں۔ اس روز سے آپ ہمیشہ اسی پر عمل کرتے تھے۔

بت پرستوں کا ولی اللہ بن جانا نقل ہے کہ ایک دن کافر لوگ شہر سے باہر نکل کر بت پرستی کر رہے تھے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ لوگو! تم کو شرم نہیں آتی کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنتے ہی ان کے دل جہالت سے پھر گئے اور مسلمان ہو گئے حضرت خواجہ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ الٰہی تیرے بندے تیری دربار میں حاضر آئے ہیں ان پر عنایت فرمائی جاوے۔ آواز آئی کہ اے علو ان کے حق میں تم جو دعا کرو پوری کروں گا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ نے ان کے حق میں دعا کی تو انہیں عرش سے تحت الثریٰ تک سب کچھ نظر آنے لگا۔ ذکر حق میں مشغول ہوئے اور تھوڑے عرصے میں مطلوب حقیقی تک رسائی ہو گئی۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت خواجہ علو دینوری کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کے کوچہ میں جاؤ تاکہ مشاد علو کی دعا سے تجھے کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ اس نے کہا خدا کا کوچہ کہاں ہے۔ فرمایا جہاں تم کھڑے ہو۔ چنانچہ اس آدمی نے خلوت اختیار کر لی اور بلند مراتب کو پہنچا۔

ایک دفعہ دینور میں ایسا سیلاب آیا کہ خلق خدا بھاگی ہوئی حضرت شیخ کی خدمت میں گئی۔ راستے میں کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کا وہی مرید مصلّے پانی پر بچھائے اس پر بیٹھا آرہا ہے حضرت شیخ نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ سب آپ کی دعا کا نتیجہ ہے جب آپ خود جانتے ہیں مجھ سے کیا پوچھتے ہیں۔ میں ساری خلقت سے مستغنی ہو چکا ہوں۔

marfat.com

جوازِ عرس و سماع اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے مشائخ کا عرس کیا کرتے تھے اور عرس کے دوران سماع سنتے تھے لوگ مجلس میں جمع ہوتے تھے اور آپ سب کو طعام کھلاتے تھے ۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ سماع سننا اور وہ بھی عرس کے دن یہ کہاں جائز ہے آپ نے فرمایا ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ اور ہمارے تمام مشائخ نے سماع سنا ہے ۔ عرس کے دن کی خصوصیت میں یہ راز ہے کہ اس روز اولیاء کرام کو محبوب حقیقی کا وصال نصیب ہوتا ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب (موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے) ۔ پس میں اپنے مشائخ کے یوم وصال کی شادی کے موقعہ پر سماع سنتا ہوں تاکہ ان کی توجہ سے ہم بھی مقام وصال تک پہنچ جائیں ۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دوستان حق کی دوستی کا انکار کرتا ہے اس کی ادنےٰ ترین سزا یہ ہے کہ اس کو اس دوستی سے ہرگز نہیں نوازا جاتا ۔ جب تک توبہ نہ کرے ۔

جمع و تفرقہ کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ جمع یہ ہے کہ خلق کو توحید میں جمع کرے اور تفرقہ یہ ہے کہ شریعت میں تو خلق کو متفرق کرے یہ[1]

حاشیہ[1] :- جمع اور تفرقہ علم سلوک یا طریقت کے دو اصطلاحات ہیں جمع سے مراد فنا فی اللہ ہے جہاں پہنچکر سالک کو اللہ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور تفرقہ سے مراد مقام دوئی یعنی نزول یا بقا باللہ اور عبدیت ہے جہاں فنا کے استغراق سے نکل کر سالک دوبارہ مقام کثرت اور دوئی پر واپس آتا ہے یہاں استغراق ختم ہو جاتا ہے اور سالک پر صحو یا ہوشیاری طاری ہو جاتی ہے ۔ حضرت شیخ کا مطلب یہ ہے کہ مقام جمع میں سالک خلق کو مخلوق کا عین دیکھتا ہے اور وحدت الوجود قائم ہو جاتا ہے ۔ لیکن مقام عبدیت پر نزول کے بعد خالق اور مخلوق میں مغائرت پیدا ہو جاتی ہے اور احکام شریعت لازم آتے ہیں ۔ اور یہی تفرقہ ہے یعنی خالق کو مخلوق سے الگ دیکھنا ۔ یاد رہے کہ یہ بحث بہت طویل ہے یہاں صرف اسقدر بتایا جا سکتا ہے کہ عینیت اور غیریت کے متعلق جسقدر اختلاف کا طوفان برپا ہو چکا ہے محض نزاع لفظی اور بلا ضرورت ہے ۔ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے اختلاف کو بھی خود مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح نے نزاع لفظی کہا ہے ۔ کیونکہ ایک لحاظ سے خلق عین خالق ہے اور ایک لحاظ سے غیر ہے ۔ چونکہ کائنات حق تعالیٰ کی صفت خلق کا ظہور ہے اگر صفات کو موصوف کا عین تصور کیا جائے تو خلق خالق کی عین ہے اور صفات کو موصوف کا غیر تصور کیا جائے تو خلق خالق کی غیر ہے اسلئے اولیاء کرام نے فرمایا ہے کہ صفات اللّٰہِ ھِیَ لَا عَینُہٗ وَلَا غَیرُہٗ (یعنی صفات نہ اللہ تعالےٰ کا عین ہیں نہ غیر) یعنی ایک لحاظ سے ہم عین کہہ سکتے ہیں اور ایک لحاظ سے غیر یہ صرف نقطۂ نگاہ کا فرق ہے اس سے تصادم لازم نہیں آتا ۔ آپ کی مرضی آپ صفات کو موصوف کا عین سمجھیں یا غیر ۔ اگر عین سمجھیں گے تو اس کا نام وحدت الوجود یا جمع اور عینیت ہے ۔ اگر صفات کو موصوف کا غیر تصور کریں گے تو یہ تفرقہ اور غیریت ہے وحدت نہیں ہے چنانکہ حضرت شیخ کا مطلب یہ ہوا کہ جب سالک کو ذات احدیت میں فنائیت حاصل ہوتی ہے تو اس وقت وہ ہر چیز کو خالق میں گم دیکھتا ہے یہ وحدت الوجود اور جمع ہے ۔ جب مقام دوئی پر واپس آتا ہے تو کثرت قائم ہو جاتی ہے اور خالق و مخلوق میں عینیت کی بجائے غیریت قائم ہو جاتی ہے اور احکام شریعت لازم ہو جاتے ہیں یہ بھی یاد رہے کہ فنائیت عارضی ہوتی ہے اسلئے علی الدوام ترک احکام شرع لازم نہیں آتا یہ چند ساعت کا مراقبہ ہوتا ہے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے کسی ولی اللہ کی خدمت میں جاکر کوئی سوال نہیں کیا بلکہ صاف دل کے ساتھ حاضر ہوا ہوں حتیٰ کہ وہ جو چاہیں بیان فرما دیں۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے عارف کے سر میں ایک آئینہ دیا ہے جب بھی اس کے اندر نگاہ کرتا ہے اللہ دیکھتا ہے۔ نیز فرمایا چالیس سال ہوئے ہیں کہ جب بہشت کو اس کی تمام نعمتوں کے ساتھ میرے سامنے کیا جاتا ہے تو میں اسے گوشہ چشم سے بھی نہیں دیکھتا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ شیخ عبداللہ طاقیؒ حضرت خواجہ محمد خفیفؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواجہ ممشاد علو دینوری کو خواب میں دیکھا کہ ہاتھ آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے کھڑے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں اے پروردگارِ قلوب، اے پروردگار قلوب! اور آسمان نیچے کی جانب آرہا ہے حتیٰ کہ آسمان ان کے سر کے برابر آکر پھٹ گیا اور ان کو اٹھالیا اور نظروں سے غیب ہو گئے (نقل ہے کہ آخر وقت میں آپ نے ایک شخص سے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ کہو! اس نے کہا میں تمہارے اندر فانی ہو گیا ہوں* جو شخص تجھے دوست رکھے کیا اس کی سزا یہی ہے؟ ایک اور آدمی نے پوچھا کہ اپنے دل کو کیسے دیکھتے ہو فرمایا تیس سال ہوئے ہیں دل کھو بیٹھا ہوں۔ مجھے نہیں مل رہا۔ جب تمام صدیقین نے اس جگہ دل گم کر دیا ہے میں اسے کس طرح پا سکتا ہوں۔

خلفاء روایت ہے کہ آنحضرت کے تین خلفاء تھے۔ خواجہ ابو اسحاق شامی چشتیؒ، حضرت ابو عامرؒ اور شیخ احمد اسود دینوریؒ جو سہروردیہ میں صاحب سلسلہ ہیں۔ آپ کا وصال بتاریخ چودہ محرم ۲۹۹ھ ہوا۔ سیر الاقطاب میں تاریخ وصال یہ نکالی گئی ہے "قدوہ اولیائے حق بود"۔

اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

---

* حاشیہ۔ یہ ہے جہاں شریعت سے تخالف کی نوبت ہی نہیں آتی۔ البتہ جو لوگ مجذوب ہو جاتے ہیں اور دائمی طور پر فنا میں رہ جاتے ہیں وہ مرفوع القلم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ معذور رہیں۔

marfat.com

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی قدس سرہٗ

آں بندہ جمال رب ارنی، مجرواز اوقات ماو منی، گم گشتہ در حضور معبود، وارستہ از تقیدات، بحر شریعت و طریقت را کشتی قطب اوتاد حضرت ابو اسحاق چشتی قدس سرہٗ اپنے وقت کے اکابر مشائخ اور رئیس اولیاء تھے۔ کشف و کرامات میں آپ آیات الٰہی میں سے ایک آیت تھے۔ آپ کی صحبت اکثر رجال الغیب کے ساتھ رہتی تھی۔ آپ کا لقب شریف الدین ہے۔ آپ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔ لطائف اشرفی[1] میں لکھا ہے کہ آپ حق تعالےٰ کے غیبی حکم سے ملک شام سے بغداد جاکر حضرت خواجہ علو دینوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مرید ہوئے۔ حضرت شیخ نے دریافت کیا کہ تمہارا کیا نام ہے عرض کیا کہ ابو اسحاق شامی فرمایا آج سے تم ابو اسحاق چشتی کہلاؤ گے اور چشت کی خلقت تم سے ہدایت حاصل کرے گی اور جو شخص تمہارا مرید ہوگا اسے بھی قیامت تک چشتی کہا جائے گا۔ چنانچہ تربیت کے بعد حضرت ابو اسحاق چشتی کو حضرت اقدس نے خلافت دے کر چشت کیطرف روانہ کیا۔ اسی دن سے خواجگان چشت وجود میں آئے۔ ان کے سر حلقہ پنجتن یعنی پانچ بزرگ ہیں حضرت ابو اسحاق چشتی، خواجہ ابو احمد چشتی، خواجہ ابو محمد چشتی، خواجہ ناصر الملۃ والدین ابو یوسف چشتی اور خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس اسرارھم۔ یہ پانچ حضرات چشت میں رہتے تھے۔ اسی طرح ان کے خلفاء بھی ملک ہندوستان میں پنج تن ہیں، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار چشتی،

سلسلہ چشتیہ کی وجہ تسمیہ

---

[1] مجموعہ ملفوظات اشرف جہانگیر سمنانی جو دو واسطوں سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ غوث وقت تھے۔ آپکے ذریعے ہندوستان میں اسلام بہت پھیلا ہے۔ آپ حضرت خواجہ علاؤ الدین کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ حضرت خواجہ اخی سراج اور آپ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے۔

marfat.com

حضرت خواجہ فریدالدین گنجشکر، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس اسرارھم جس شخص کا شجرہ ان پنج تن کے ذریعے سابقہ پنج تن تک جا پہنچتا ہے وہ چشتی ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ چشت دو ہیں۔ ایک شہر ملک خراسان میں ہے۔ جو ہرات کے نواح میں ہے دوسرا ہندوستان میں ہے جو ملتان اور اوچ کے درمیان ہے[1] ہمارے خواجگان کا تعلق ملک خراسان کے چشت سے ہے چنانچہ میر سید علاء الدین چشتی فرماتے ہیں کہ ؎

گر زہندوستان شدیم چہ باک　　سبزہ، گلشن، خراسانیم

(اگر ہم ہندوستان میں پیدا ہوئے تو کیا ہوا در اصل تو ہم خراسان کے باغ کا سبزہ ہیں۔)

یہ تفصیل مقدمہ کتاب میں بھی آچکی ہے۔

واقعہ خلافت سیر الاقطاب میں موقوم ہے کہ حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی چھ سات دن کے بعد افطار کرتے تھے اور وہ بھی تین لقموں سے زیادہ نہیں۔ جب آپ حضرت علو ممشاد دینوری قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کے حکم کے مطابق سات سال تک خلوت میں ذکر لا الہ الا اللہ میں مشغول رہے۔ ان ایام میں آپ ساتویں طے کے بعد افطار کرتے تھے یعنی اکیس دن کے بعد چند لقمے روٹی اور تھوڑا سا پانی لیتے تھے[2] حتیٰ کہ غیب سے آواز

---

[1] اس دوسرے شہر چشت سے مراد شاید چشتیاں شریف ہے جو بہاولپور کے ضلع بہاولنگر میں واقع ہے اس سے معلوم ہوا کہ شاید یہ شہر حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی چشتی کے ورود سے پہلے چشتیاں کے نام سے مشہور تھا اور یہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہاں ایک تو حضرت خواجہ معین الدین کے بھانجے کا مزار ہے دوسرے حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر کے پوتے حضرت تاج سرور کا مزار ہے۔ یہ دونوں حضرات چشتی ہیں۔

[2] طے کا روزہ اکثر تین دن کا متواتر روزہ ہوتا ہے۔ ساتویں طے کے بعد افطار کا مطلب شاید یہ ہے کہ آپ اکیس دن کے بعد کسی کھانے پینے کی چیز کو ہاتھ لگاتے تھے۔

marfat.com

آئی کہ اے علو! ابواسحاق کا کام بن چکا ہے اور وہ اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ گیا ہے اسے اپنا خرقہ خلافت پہناؤ اور اپنا جانشین بناؤ اور تم ہمارے پاس آجاؤ۔ چنانچہ حضرت شیخ نے ان کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنا جانشین بنایا[1]۔ اسی وقت یہ آواز آئی کہ ابواسحاق "تو مقبول حضرت ماشدی" (تم ہماری بارگاہ میں مقبول ہو چکے ہو) چنانچہ یہی ہوا اور بہت لوگ آپ کے حسن تربیت سے منزل کمال و تکمیل کو پہنچے۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی قدس سرہٗ سماع کثرت سے سنتے تھے اور علمائے وقت میں سے کسی کو مجال نہ تھی کہ اعتراض کرے۔ جو شخص آپ کی مجلس سماع میں شریک ہوتا تھا۔ پھر کبھی اس سے گناہ سرزد نہ ہوتا تھا۔ حضرت شیخ کے وجد کے اثر سے حاضرین مجلس پر بھی وجد اور ذوق طاری ہو جاتا تھا اور جب آپ پر وجد میں کھڑے ہوتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ در و دیوار وجد میں ہیں اور ان سے پسینہ بہتا تھا۔ نیز جس مرض کا مریض آپ کی مجلس سماع میں شریک ہوتا تھا اسے شفائے کامل حاصل ہو جاتی تھی۔ لیکن آپ دنیاداروں اور دولت مندوں کو مجلس سماع میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اگر اتفاق سے کوئی ایسا شخص شریک مجلس ہوتا تو تارک الدنیا ہو جاتا۔ جب آپ سماع کا ارادہ کرتے تھے تو دو تین دن پہلے اپنے اصحاب کو خبردار کرتے تھے اور خود طے کا روزہ رکھتے تھے اور قوالوں کو بھی توبہ کراتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ خشک سالی ہوئی۔ بادشاہ وقت تمام ائمہ کرام سمیت حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ آپ نے قوالوں کو بلا کر سماع شروع کرایا۔ لیکن بادشاہ کو کہہ دیا کہ واپس چلے جاؤ۔ بادشاہ نے بعض فقراء کے ذریعے عرض کرا بھیجا کہ اس احقر کو بھی سماع میں شرکت کی اجازت دی جائے۔

---

[1] خلیفہ جانشین وہ ہوتا ہے جو اپنے شیخ کے وصال کے بعد ان کی مسند پر متمکن ہو بخلاف عام خلفاء کے جو دوسرے مقامات پر بھیج دیئے جاتے ہیں۔

marfat.com

آپ نے فرمایا کہ اگر تم شریک ہوئے تو سماع کا کوئی اثر نہ ہوگا لہذا بارش کیسے ہو گی۔ تم چلے جاؤ اور عنایت ایزدی کے منتظر رہو۔ انشاءاللہ تعالے بارش ہو جائے گی بادشاہ حسب الحکم گھر چلا گیا۔ جو نہی سماع شروع ہوا۔ آپ پر حال طاری ہو گیا اور وجد کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ایسی بارش ہوئی خلق خدا خوش ہو گئی۔ دوسرے دن بادشاہ شکریہ ادا کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ اسے دیکھ کر آپ رونے لگے۔ اس سے حاضرین مجلس پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ حضور کس وجہ سے روتے ہیں فرمایا نا معلوم مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے کہ بادشاہ متواتر میرے پاس آ رہا ہے [۱] اور مجھے فقراء کی صحبت سے باز رکھ رہا ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ شاید میرا حشر قیامت کے دن امراء کے ساتھ ہو۔ اس کے بعد آپ نے نعرہ لگایا اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو یہ حدیث زبان پر تھی اللھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشرنی فی زمرۃ المساکین (یا الٰہی مجھے مسکین زندہ رکھو۔ مساکین کے ساتھ مجھے مارو اور مساکین کے زمرہ میں مجھے قیامت کے دن اٹھاؤ) یہ حالت دیکھ کر بادشاہ شرمندہ ہوا اور گھر چلا گیا [۲]

---

[۱] یہ ہے حضرات صوفیاء کا استغنیٰ کہ بادشاہوں کے حاضر خدمت ہونے کو بھی شامت گناہ اور شوئے قسمت سمجھتے ہیں۔ جو لوگ ان حضرات کو غیروں کا دست نگر اور غیر اللہ سے مدد مانگنے کے الزام میں متہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ کج فہمی میں مبتلا ہیں۔ اسی طرح حضرت خواجہ نظام الدین ولیاء قدس سرہٗ نے بھی سلطان علاؤالدین خلجی کو کبھی اپنے پاس حاضر آنے کی اجازت نہ بخشی حالانکہ وہ ہمیشہ اصرار کرتا رہا۔ جب بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ میرا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور زبردستی حاضر ہونے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے کہلا بھیجا کہ بحمداللہ میرے گھر کے دو دروازے ہیں تم ایک دروازے سے داخل ہوں گے تو میں دوسرے دروازے نکل جاؤں گا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی کو سلطان محمود غزنوی نے اپنے پاس آنے کی دعوت دی تو آپ نے قبول نہ فرمائی اور بادشاہ کو خود ان کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔ لیکن آپ بادشاہ کے لیے اٹھے نہیں بلکہ بیٹھے رہے۔ [۲] نام نہاد اسلامی جماعت کے اکثر لوگ مشائخ عظام و اولیائے کرام پر الزام ہیں کہ انہوں نے جابر بادشاہوں سے تعاون کیا۔ لیکن یہ لوگ یہ دیکھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ تاریخ کیا کہہ رہی ہے حق کو اور تاریخ کو کیسے جھٹلایا جا سکتا ہے۔ مقبولان بارگاہ ایزدی پر الزام تراشی کرنے سے آدمی اپنا نقصان آپ کرتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے ولی یعنی دوست کی اہانت کرتا ہے وہ مجھ سے اعلان جنگ کرتا ہے۔ محبوبان خلق اور محبوبان خدا کے مسلک پر نکتہ چینی کرنا اور پھر محبت اولیاء کرام میں سرشار مخلوقات میں تبلیغ کا کام کرنا یہ کیسے کامیاب ہو سکتا ہے۔ اگر صحیح روش اختیار کی جاتی تو کامیابی قدم چومتی اور مسلسل ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا ہاں اولیاء کرام نے بادشاہوں سے یہ تعاون ضرور کیا کہ خلق خدا کا تزکیہ نفس کر کے اچھی رعایا بنا دیا اور آج کل خلق خدا کے اعمال اس لئے بد ہیں کہ علمائے ظواہر کی تعلیمات سے تزکیہ نفس نصیب نہیں ہوتا اور غرور و تکبر حاصل ہوتا ہے۔

marfat.com

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ خواجگان چشت کا طریق کار یہ ہے کہ سنت نبوی کے مطابق شہروں اور قصبوں میں رہائش رکھتے ہیں اور خلق کو حق میں مشغول رکھتے ہیں غیر اللہ سے منع کرتے ہیں اور ہمیشہ صفائے باطن (تزکیہ نفس) میں کوشاں رہتے ہیں۔ اپنے مشائخ کے مسلک پر سختی سے پابند ہوتے ہیں اور وسواس کو ہرگز جگہ نہیں دیتے۔ اس وجہ سے شرح صدران کا مدعا ہوتا ہے۔ یہ حضرات ریاضت و مجاہدہ کو عزیز رکھتے ہیں اور فقراء کو امراء پر فضیلت دیتے ہیں۔ فقر کو بے حد دوست رکھتے ہیں مہمان کی خدمت اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں سماع اور اہل سماع کو بے حد عزیز رکھتے ہیں۔ مشائخ و بزرگان کا عرس پورے ذوق و شوق کرتے ہیں، ہر قوم کو اپنے سے بہتر سمجھتے اور ہر قوم کے ساتھ محبت اور صلح رکھتے ہیں وحدت الوجود کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہیں۔ اگرچہ ہر وقت کثرت میں بسر کرتے ہیں لیکن احدیت کا عین کثرت میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ مریدین کو شروع سے لا موجود الا اللہ کا مراقبہ بتاتے ہیں تاکہ ایمان حقیقی سے محروم نہ رہ جائیں اور ہر شغل، ورد یا عبادت جو اپنے اوپر لازم رکھتے ہیں اور لب گور تک انجام دیتے ہیں۔

چشتی حضرات جامع صحو وسکر ہیں

وہ ہمیشہ مست و ہوشیار رہتے ہیں یعنی یہ حضرات سکر (استغراق) اور صحو (ہوشیاری) دونوں کیفیات کے جامع ہوتے ہیں بخلاف طیفوریوں (حضرت ابویزید بسطامی کے سلسلہ کے لوگ) اور جنیدیوں (حضرت جنید کے لوگ) کے جن میں سے اوّل الذکر سکر کو اور آخر الذکر صحو کو فضیلت دیتے ہیں لیکن چشتیان جامع سکر و صحو ہیں۔ اس لحاظ سے یہ حضرات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہیں اس وجہ سے کہ جمع بین صفتیں (دونوں صفتوں کو جمع کرنا) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سکر و صحو دونوں پر قادر تھے۔ کبھی آنحضرت صفت سکر سے متصف ہوتے ہوئے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ (مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ

marfat.com

وہ قرب حاصل ہوتا ہے کہ نہ کوئی نبی مرسل نہ ملک مقرب وہاں پہنچ سکتا ہے) کا نعرہ لگاتے ہیں اور کبھی صفت صحو میں ہوتے ہوئے ماعرفناک حق معرفتک (الٰہی ہم نے نہ تیری معرفت کا حق ادا کیا ہے نہ عبادت کا نہ ذکر کا نہ شکر کا) کی آواز بلند فرماتے تھے۔ چشتی حضرات آداب، تواضع اور اخلاق حسنہ کے اس قدر خوگر ہوتے ہیں کہ کوئی قوم ان سے متنفر نہیں ہوتی عقل و بزرگی کو علم پر فضیلت دیتے ہیں۔ علم لدنی ان کے یہاں نہایت عزیز ہے اور مریدین کے ابتدائے حال ہیں صفائے باطن کی طرف ایسی توجہ فرماتے ہیں کہ روحانیت اولیاء کرام کے ساتھ حضوری پیدا ہو جاتی ہے اور غلط روی کا اندیشہ جاتا رہتا ہے اور تمام ظاہری و باطنی امور میں رضائے حق کی موافقت لازم آتی ہے ان حضرات کے نزدیک حال کا قائم ہو جانا نہایت معتبر ہے یعنی انبیاء علیہم السلام پر وحی، اولیاء کرام پر الہام اور ان پر حق تعالےٰ کے ساتھ حضوری اس قدر غالب ہوتی ہے کہ خلق کی مدح (تعریف) اور قدح (مذمت) کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ جمعیت باطن (فیض باطن) جس طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی مشرب میں عمر بسر کرتے ہیں۔ چشتیہ حضرات کا اصل مشرب عشق، انکسار، ترک، ایثار ہے۔

سیر الاقطاب میں مرقوم ہے کہ حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی قدس سرہٗ جس جگہ سفر کی نیت کرتے تھے۔ طرفۃ العین میں پہنچ جاتے تھے۔ خواہ منزل مقصود کتنی دور ہو۔ سیر الاولیاء میں آیا ہے کہ حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتیؒ باطن میں مکاشفات کی کوشش لیکن ظاہراً آپ حالت صحو میں رہتے تھے۔ تاکہ خلقت آپ کے کمال حال پر مطلع نہ ہو اور یہ مقام نہایت ہی بلند ہے۔

وصال

آپ کا وصال چودہ ربیع الثانی کو واقعہ ہوا لیکن سن وصال نظر سے نہیں گذرا۔ آپ کا مزار مبارک عکہ میں ہے جو ملک شام میں ہے کہتے ہیں وصال کے وقت سے ہر شب شام سے صبح تک آپ کے

marfat.com

مزار پر غیب سے چراغ روشن ہو جاتا ہے اور خواہ آندھیاں آئیں یا بارش کا طوفان ہو اس چراغ کو کوئی گزند نہیں پہنچتا ۔ گویا یہ شعر آپ کے مناسب حال کہا گیا ہے ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد ۔ چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

(اگر جہاں بالکل ختم بھی ہو جائے لیکن مقبولان بارگاہ ایزدی کا چراغ ہرگز نہیں بجھتا۔)

اللّٰہم صلّ علیٰ محمدٍ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی قدس سرہٗ

آں لسانِ غیب و ترجمان اسرار، آں سر دفتر زمرۂ مشائخ کبار، سیمرغ کوہِ قاف قربت، عنقائے بلند پرواز از وحدت، معرض از حور و قصور بہشتی امام ابدال حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی قدس سرہٗ تمام کمالات ظاہری و باطنی سے مزین تھے فنائے احدیت میں گم اور اسرار توحید و ولایت کے سرپوش تھے (یعنی ظاہر نہیں کرتے تھے)

نسب، ارادت و خلافت

آپ حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ کا لقب قدوۃ الدین تھا۔ آپ سلطان فرستانہ کے فرزند تھے۔ جو شرفائے چشت و امراء ولایت میں سے تھے۔ آپ صحیح النسب سادات حسنی تھے۔ اور حضرت امام حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہٗ کی اولاد میں سے تھے۔ اس ترتیب سے کہ حضرت خواجہ ابو احمد ابن سلطان فرستانہ ابن سید یحییٰ بن سید احمد بن سید مجید المعالی بن سید ناصر الدین، بن سید نور الدین سید حسن مثنیٰ بن امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ابن امیر المومنین و امام المتقین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

نفحات الانس میں مرقوم ہے کہ سلطان فرستانہ کی ایک بہن تھیں۔ جو نہایت ہی صالحہ تھیں حضرت ابو اسحاق چشتی ان کے گھر آیا کرتے تھے اور کھانا کھایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے اس بی بی سے کہا کہ تمہارے بھائی کے گھر ایک فرزند پیدا ہو گا جو بہت ہی بلند مرتبہ ہو گا۔ ایامِ حمل میں اس کی والدہ کی نگاہداشت کرنا تاکہ کوئی لقمہ حرام ان کے منہ میں نہ جائے۔ اس ضعیفہ صالحہ نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ حتیٰ کہ اپنے ہاتھ سے سوت

marfat.com

بنا کر فروخت کرتی تھیں اور بھائی کے حرم کے لیے حلال کا کھانا مہیا کرتی تھیں جب خواجہ ابواحمد چشتی پیدا ہوئے تو اسی صالحہ نے اپنے گھر میں سے جا کر ان کی پرورش کی کبھی کبھی حضرت خواجہ ابواسحاق ان کے گھر آیا کرتے تھے اور بچے کو دیکھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس بچے سے ایک بزرگ خاندان ظاہر ہو گا۔ ایام طفلی میں احوال عجیبہ اور آثار غریبہ نمایاں ہوتے تھے سات سال کی عمر میں آپ حضرت خواجہ ابواسحاق کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت شیخ سماع سن رہے تھے۔ جب بچے پر نظر پڑی تو پاس بلا لیا۔ اس سے آپ پر جذبہ الہی وارد ہوا اور علم لدنی کا دروازہ کھل گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ سات سال کی عمر میں ایسے اسرار و رموز بیان فرماتے تھے کہ علمائے وقت حیران رہ جاتے تھے آپ تیرہ سال کی عمر میں مرید ہوئے اور خلوت اختیار کر لی اور ذکر و شغل، ریاضت و مجاہدہ میں اس قدر مشغول ہوئے کہ سات دن کے بعد آپ افطار کرتے تھے اور مشائخ چشت رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کی سنت کے مطابق تین لقموں سے زیادہ تناول نہیں فرماتے تھے اسی طرح پانی بھی بہت کم پیتے تھے۔ چالیس دن کے بعد آپ قضائے حاجت کرتے تھے۔ جو شخص آپ کے رخ انور پر نظر کرتا تھا۔ دہشت زدہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ آپ جبیں مبارک اس قدر منور تھا کہ بغیر چراغ کے اندھیرے کمرے میں بیٹھ کر تلاوت کلام پاک کرتے اور اعراب تک دیکھ سکتے تھے لیکن اصح (سب سے زیادہ صحیح) روایت یہ ہے کہ آپ نے بیس سال کی عمر میں ترک اختیار کیا اور حقیقت کو پہنچے۔ نفحات الانس میں لکھا ہے کہ جب آپ کی عمر بیس سال کی ہوئی تو ایک دن اپنے والد سلطان فرستافہ کے ساتھ پہاڑ کی جانب شکار کو گئے۔ شکار کے دوران آپ اپنے والد سے علیحدہ ہو گئے اور پہاڑوں کے درمیان ایک میدان تھا جہاں آپ کیا دیکھتے ایک پہاڑی پر چالیس مردان غیب کھڑے ہیں اور حضرت ابواسحاق

marfat.com

چشتی قدس سرہ ان کے درمیان میں ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ پر ایک حالت طاری ہو گئی اور گھوڑے سے اتر کر حضرت خواجہ ابو اسحاق کے قدموں میں گر گئے۔ گھوڑا اور اسلحہ اور تمام مشاغل و مرادات ترک کر کے ادنی خرقہ پہن لیا اور رجال الغیب کے ساتھ چلے گئے۔ والد اور ان کے خدام نے جس قدر تلاش کیا کچھ پتہ نہ چلا۔ چند یوم کے بعد خبر ملی کہ آپ حضرت خواجہ ابو اسحاق کے ساتھ اس پہاڑ میں فلاں پر پر موجود ہیں۔ والد نے چند آدمیوں کو بھیجا کہ ان کو گھر لے آئیں۔ انہوں نے بہت پند و نصیحت کی لیکن ناکام رہے۔

آپ کے ہاتھ پر والد کا تائب ہونا

جب سالک کو توحید میں فنا حاصل ہو جاتی ہے تو ہرگز نہیں جاتی اس وجہ سے کہ فنا کا دور ہونا مقام دوئی میں ہوتا ہے اور یہاں دوئی کا نام و نشان نہیں تھا۔

چوں قطرہ غرق دریا شد چہ باشد ‏ ‏ ‏ وجود قطرہ جز دریا نباشد

(جب قطرہ دریا میں غرق ہو گیا تو پھر یہ ہوتا ہے کہ وجود قطرہ نہیں رہتا دریا بن جاتا ہے)

کہتے ہیں کہ آپ کے والد کا ایک شراب خانہ تھا۔ ایک دن آپ فرصت پا کر وہاں پہنچ گئے اور اندر سے دروازہ بند کر کے تمام برتنوں کو توڑ دیا۔ جب آپ کے والد کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو چھت پر چڑھ کر ایک بہت بڑا پتھر روشندان میں سے آپ سے سر پہ مارا لیکن خدا کی قدرت سے روشن دان تنگ ہو گیا اور پتھر کو روک دیا۔ جب والد نے یہ حال دیکھا تو ان کے ہاتھ پر توبہ کی۔ آپ سے اس قسم کی کرامات اس قدر ظاہر ہوئیں کہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

مقام قطبیت

روایت ہے کہ آپ کی تربیت کے بعد حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی قدس سرہ ملک روم کی جانب چلے گئے اس کے بعد آپ چشت میں مسند خلافت پر بیٹھے اور ایک جہاں آپ سے فیضیاب

marfat.com

ہوا اور بلند مقاصد کو پہنچا۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی سر حلقہ مشائخ اہل چشت ہیں اور بالاتفاق قطب ابدال تھے اور ساری دنیا پر آپ کا تسلط تھا۔ لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ حضرت ابو احمد ابدال سے لے کر آج تک ہمارے مشائخ چشت ابدال ہوئے ہیں اور ان سے کرامات و خوارق عالی ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ، لطائف اشرفی کی اس عبادت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی قدس سرہ کے زمانے سے جتنے مشائخ چشتیہ ہو گذرے ہیں چونکہ ولایت محمدیہ کی جامعیت ان کو ورثہ میں ملی تھی اس لئے عصر حاضر تک ولایت کے جمیع مراتب و مناسب مثل قطبیت، فردیت، ابدلیت (ابدال ہونا) وغیرہ کے جامع تھے۔ لیکن ان کی غالب نسبت بدلیت تھی کیونکہ یہ اظہار کرامات و خوارق کا موجب ہے لیکن باقی مشائخ چشت جو اس نسبت سے مستثنیٰ ہیں ان میں سے بعض پر نسبت فردیت غالب تھی، بعض پر نسبت قطبیت اور بعض پر نسبت محبوبیت غالب تھی۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ابو احمد چشتی قدس سرہٗ تیس سال تک نہ سوئے اور تیس سال باوضو رہے اور کبھی پانی سیر ہو کر نہ پیا آپ ہر شب بعد نماز تہجد دعا کرتے تھے کہ الہٰی امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گناہگاروں کو بخش دے۔ غیب سے آواز آتی کہ اے ابو احمد ہم نے تمہاری دعا قبول کی ہے اور امت محمدیہ کے دس ہزار گنہگاروں کو تیری بدولت ہم نے بخش دیا اور اور بہشت میں جگہ دی۔

سماع میں انہماک

آپ سماع میں بہت غلو فرماتے تھے اور ہر وقت سماع میں مشغول رہتے تھے حالت سماع جس شخص پر آپ کی نظر پڑتی صاحب کرامت ہو جاتا تھا اور جو کافر آپ کی خدمت میں آتا تھا مسلمان ہو جاتا تھا ہر مریض جب پر آپ کی نگاہ پڑتی تھی اسی وقت تندرست ہو جاتا

marfat.com

تھا۔ حالت سماع میں نور ساطع آپ کی جبیں مبارک سے اس قدر ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی روشنی آسمان تک پہنچ جاتی تھی۔ چنانچہ شہر کے اکثر لوگ اپنے گھروں میں آپ کے نور جبیں کا مشاہدہ کرتے تو حاضر خدمت ہو جاتے تھے اور سمجھ جاتے تھے کہ آج حضرت اقدس سماع سن رہے ہیں۔ پس ہر طرف سے لوگ دوڑ دوڑ کر آتے تھے اور مجلس میں شریک ہوتے۔

علماء کا مناظرہ اور پھر مرید ہونا

یہ دیکھ کر چند علمائے ظواہر کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور آپ کے ماموں امیر نصیر جو اس وقت ملک شام کے بادشاہ تھے کے پاس جا کر شکایت کی کہ آپ کے بھانجے نے بدعت سماع کھڑی کر رکھی اور خلق خدا کو گمراہ کر رہا ہے۔ آپ اس کو اپنی دربار میں طلب کریں تاکہ ہمارے ساتھ وہ مناظرہ کرے۔ اگر وہ راہ راست پر ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ورنہ اسے اس کام سے منع کر دیا جائے۔ بادشاہ نے کسی آدمی کے ذریعے آپ کو طلب کیا۔ حضرت خواجہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو خرقہ پہنا گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک خادم کو جس کا نام محمد خدا بندہ تھا اور سورت فاتحہ اور اخلاص کے سوا کچھ نہیں جانتا تھا ساتھ لے کر امیر نصیر کی دربار میں پہنچ گئے جہاں اطراف و جوانب کے اسی علمائے متبحر جمع تھے۔ ان لوگوں نے بادشاہ سے استدعا کی تھی کہ جب خواجہ صاحب آئیں تو ان کی طرف مطلقاً توجہ نہ کریں۔ جب حضرت خواجہ وہاں پہنچے تو آپ کی عظمت اور دہشت سے بادشاہ اس قدر متاثر ہوا کہ بیٹھ نہ سکا اور اٹھ کر دروازہ تک استقبال کیا۔ آپ کا ہاتھ چوم کر اعزاز و اکرام کے ساتھ مجلس کی صدارت پیش کی۔ علماء نے چرب زبانی سے کام لیا اور مشکل سے مشکل سوالات پیش کئے۔ آپ نے اپنے خادم محمد خدا بندہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ کور دل ایسے مشکل سوال پوچھیں گے کہ جن کا جواب دینا مشکل ہوگا۔ لیکن تم نے اگرچہ کچھ نہیں پڑھا مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ ان کا جواب بوجہ احسن دے سکو گے۔ چنانچہ محمد خدا بندہ نے اسی مشکل سوالات کے جواب کتب متداولہ کے مطابق دے دیئے۔

marfat.com

اس کے بعد ایک مسئلہ خود ان سے دریافت کیا۔ لیکن وہ تمام علمائے اس کے جواب سے عاجز آگئے اور شرم سار ہوئے ۔ بادشاہ نے یہ حالت دیکھ کر مذاق کے طور پر علماء سے کہا کہ اگر اب بھی کوئی سوال باقی ہو تو خاموش نہ رہو۔ لیکن علماء کچھ نہ کہہ سکے ۔ کیونکہ علم لدنی کے مقابلہ میں وہ کیا کر سکتے تھے ۔ جب حضرت شیخ نے ان پڑھ خادم کا مقابلہ نہ کر سکے تو آپ کا مقابلہ کہاں کر سکتے تھے ۔ چنانچہ ان تمام علمائے نے اپنے دستار گردن میں ڈال کر حضرت خواجہ کے پاؤں پر گر گئے ۔ معافی طلب کی ۔ توبہ کی اور مرید ہو گئے امیر نصیر نے آپ سے معافی چاہی اور حضرت کی خدمت میں بے شمار تحائف پیش کئے ۔ لیکن آپ نے کوئی چیز قبول نہ فرمائی اور واپس آستانہ مبارک پر تشریف لے گئے ۔ اس کے بعد آپ کی ولایت کی بہت شہرت ہوئی اور ہر طرف سے لوگ جوق در جوق آکر مرید ہونے اور فیض حاصل کرنے لگے ۔

ذوق سماع

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت اقدس نیا کپڑا ہرگز نہیں پہنتے تھے اور نہ ہی دنیا داروں کی صحبت میں بیٹھتے تھے ۔ آپ حافظ کلام ربانی تھے ۔ خواجہ سری سقطی قدس سرہٗ اکثر آپ کی ملاقات کے لیے آیا کرتے تھے اور آپ کی مجالس سماع میں شریک ہوا کرتے تھے ۔ آپ کی مجالس سماع میں حاضرین پر عجیب مستی اور مدہوشی کی حالت طاری ہو جاتی تھی ۔ قوالوں پر ایسے ذوق و شوق کی حالت طاری ہو جاتی تھی کہ منہ سے جھاگ نکلنا شروع ہو جاتی تھی ۔ اور مست و بے خود ہو جاتے تھے اور قوالوں کو قوالی کی آواز غیب سے سنائی دیتی تھی ۔ جس سے ان پر حالت وجد طاری ہو جاتی تھی ۔ مجتہدین وقت میں سے کسی کو آپ کے سماع پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی ۔ وقت کے علماء و صلحاء آپ کا کلام سن کر دنگ رہ جاتے تھے اور آپ کی بے حد عزت و تکریم کرتے تھے آپ ہر روز ایک ختم قرآن کیا کرتے تھے ۔ جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا آپ کے نور جبیں کو دیکھ کر حیران ہوتا تھا ۔ جب فضل بن یحییٰ برمکی[1] نے آپ کے سماع پر

---

[1] برمکی خاندان خلفائے بنی عباس کے عہد میں یکے بعد دیگر عہدہ وزارت پر فائز رہے ۔ علم و فضل میں بڑے مشہور تھے ۔

marfat.com

اعتراض کیا اور آپ کو اس کا علم ہؤا تو فرمایا کہ اگر وہ ناحق اعتراض کرتا ہے تو سزا پائے گا چنانچہ اس کے فوراً بعد بیمار ہؤا۔ اطباء نے جس قدر علاج کیا مرض بڑھتا گیا۔ جب لاعلاج ہؤا تو حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہؤا اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہؤا۔ ایک رات اسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء کی زیارت کا شرف ہؤا تو شفا کے لیے عرض کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فضل تم نے ابو احمد چشتی کے سماع کا انکار کیا ہے اور اس کا انکار اس کے مشائخ کا انکار ہے جب تک تم توبہ کر کے اس کی مجلس سماع میں حاضر نہیں ہو گے شفا ممکن نہیں۔ فضل بیدار ہوتے ہی دوڑتا ہوا حضرت اقدس کی خدمت حاضر ہؤا اتفاق سے اس وقت آپ مجلس سماع میں تھے۔ فضل وہاں جا کر دست بستہ ہو کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اتفاق سے حضرت شیخ کا وہاں سے گذر ہؤا۔ اسے دیکھتے ہی آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اے فضل تم نے دیکھ لیا کہ سماع سے انکار کی سزا کیا ہے اس نے عرض کیا کہ میں قصوروار ہوں اور سزا پا چکا ہوں حضرت مخدوم کا یہ سماع اسرار الٰہی ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے اپنا دست شفقت اس کے سر پر رکھا۔ اس سے وہ فوراً تندرست ہو گیا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کبھی بیمار ہی نہیں ہؤا تھا۔ یہ کرامت دیکھ کر سات سو کافر مسلمان ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک بلند مرتبہ کو پہنچا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن آپ دریائے دجلہ کے کنارے تشریف لے گئے ۹۷ آدمی آپ کے ساتھ تھے لیکن کشتی موجود نہ تھی۔ آپ نے فرمایا آؤ حلقۂ ذکر قائم کرتے ہیں۔ چنانچہ ذکر کرتے ہوئے۔ سب دریائے دجلہ کے پار پہنچ گئے اور کسی کا پاؤں بھی تر نہ ہؤا اس وقت وہاں چوبیس کافر موجود تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر سب مسلمان ہو گئے۔ ان کو بھی آپ نے اسی طرح پانی سے گذرا۔ وہ بھی تھوڑے عرصہ میں مرتبہ کمال کو پہنچے۔

اس کتاب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک دن حضرت اقدس راستے میں جا رہے تھے اور ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں تمام کافر آباد تھے اور جو مسلمان وہاں جاتا تھا۔

marfat.com

ان کے ڈر سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کرتا تھا۔ اگر ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ مسلمان ہے تو بہت شدت سے پیش آتے تھے اور آگ میں جلا دیتے تھے جب آپ وہاں پہنچے تو کافروں نے دوڑ کر آپ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ کیا تم مسلمان ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں مسلمان ہوں۔ انہوں نے کہا ہم ہرگز مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑتے لیکن اگر تم ہماری گرفت سے بچ سکتے ہو تو ہم یقین کریں گے کہ واقعی تم مسلمان ہو آپ نے فرمایا کہ اگر مسلمان صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دے تو اس پر آگ ہرگز اثر نہیں کرتی۔ چنانچہ انہوں نے آگ جلائی اور حضرت اقدس فوراً اس کے اندر چلے گئے اور مصلے بچھا کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ اس سے آتش سوزاں فوراً ٹھنڈی ہو گئی۔ یہ دیکھ کر کافروں نے اپنے سر زمین پر رکھ دیئے اور صدق دل سے سب مسلمان ہو گئے۔ اس بستی میں کل دس ہزار مرد تھے ان میں سے سو آدمیوں نے حضرت شیخ کی صحبت اختیار کر لی اور ہر شخص ولی کامل بن گیا۔ باقی لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق اسی جگہ سکونت رکھی اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کر دی۔

وصال مراۃ الاسرار میں آیا ہے کہ حضرت خواجہ ابو احمد چشتی قدس سرہٗ کی عمر پچانوے سال تھی۔ آپ کی ولادت خلیفہ معتصم باللہ جو بنی عباس کا آٹھواں خلیفہ تھا کے زمانہ حکومت میں بتاریخ سوم جمادی الثانی ۲۶۰ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال چوبیسویں خلیفہ ابوبکر عبدالکریم بن مطیع جس کا لقب طائع تھا کے عہد حکومت میں ۳۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ کا مدفن قصبہ چشت ہے جو ہرات سے تیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ صاحب سیر الاقطاب نے آپ کی تاریخ وصال یہ نکالی ہے: "قطب العالمین بود"

اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد　　از رہگذرِ خاکِ سر کوئے شما بود۔

حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس سرہٗ

آں از قید زمان و مکان آزاد، بمدام در وصل دوست خرم و شاد، خو کردہ جمال محمدی، پروردہ کمال احمدی، منزہ از طمطراق زیب و زشتی، ولی مادرزاد، حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس سرہٗ کرامات و خوارق میں مشہور اور نسبت تجلیات ذات میں معروف تھے۔ آپ بڑے بلند مرتبہ بزرگ اور عظیم الشان درویش تھے۔ آپ کا لقب ناصح الدین ہے۔ آپ اپنے والد ماجد حضرت خواجہ ابو احمد چشتی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ اکثر عالم تحیر میں رہتے تھے اور سالہا سال آپ کا پہلو مبارک زمین سے نہ لگا۔ آپ ذوق و شوق اور غایت مجاہدہ کی وجہ سے نماز معکوس[1] ادا کرتے تھے۔ آپ کے گھر میں ایک کنواں تھا جس میں لٹک کر آپ یہ نماز ادا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ چار ماہ حمل کے بعد آپ اندر سے کلمہ طیبہ کی آواز سنتی تھیں۔ ایک دن میں اس کے والد کے ساتھ بیٹھی تھی۔ انہوں نے میرے حمل کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا السلام علیکم یا ولی اللہ و خلیفتی (السلام علیکم اے ولی اللہ اور میرے خلیفہ) بطن مادر سے کچھ آواز آئی۔ لیکن معلوم نہ ہو سکا کہ کیا آواز ہے۔ آپ کی والدہ نے اپنے خاوند سے کہا کہ آپ نے اس کو السلام علیکم تو کہہ دیا لیکن معلوم نہیں وہ لڑکی ہے یا لڑکا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے نیز لوح محفوظ پر بھی میں نے لکھا دیکھا ہے کہ میرے ہاں ایک مادرزاد ولی اللہ پیدا ہوگا۔ سیر الاقطاب

---

[1] نماز معکوس یا صلوٰۃ معکوس کسی درخت یا مکان کی چھت سے الٹا لٹک کر ادا کی جاتی ہے۔ پاؤں میں رسی باندھ کر کسی سے کہا جاتا ہے کہ الٹا لٹکا دے۔ روایت ہے کہ بعض اولیاء کرام عشاء کی نماز سے صبح کی نماز تک پوری رات اس حالت میں رہتے تھے احادیث کی بعض کتب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی صلوٰۃ معکوس ثابت ہے۔

marfat.com

میں لکھا ہے کہ جس رات حضرت اقدس پیدا ہوئے شب عاشورہ تھی والد بزرگوار نے خواب میں دیکھا کہ سرور کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ اے ابو احمد تجھے مبارک ہو تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا اور اس کو میرا اسلام کہنا۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ بچہ ابھی پانی میں نہلایا جا رہا تھا کہ آپ نے سات مرتبہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ حضرت خواجہ ابو احمد نے تجدید وضو کر کے بچے کو السلام علیکم کہا بچے نے جواب دیا وعلیک السلام یا شیخنا قل مارؤیاک ہذہ اللیلۃ (وعلیکم السلام اے ہمارے شیخ اور بیان فرمائیے وہ خواب جو آج رات آپ نے دیکھا ہے)۔ یہ سن کر بچے نے سر زمین پر رکھ دیا اور سجدہ کیا حضرت شیخ نے بھی سجدہ کیا اور دعا کی کہ الٰہی اس بچے کو ولی کامل بنا۔ آواز آئی کہ اے ابو احمد میں نے تمہاری دعا قبول کی ہے اور تمہارے اس بچہ کو اپنا مقبول بنایا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب شب عاشورہ کو آپ کا تولد ہوا تو دوسرے دن یعنی عاشورہ کے دن آپ نے والدہ کا دودھ نہ پیا۔ والدہ نے حضرت خواجہ ابو احمد سے شکایت کی تو فرمایا کہ تیرا بیٹا ولی مادر زاد ہے۔ انبیاء اور اولیاء کی متابعت کر رہا ہے اور یوم عاشورہ کا احترام کر رہا ہے۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ جب آفتاب غروب ہوا تو آپ نے دودھ پینا شروع کیا۔ ایک دن والدہ ماجدہ آپ کو دودھ پلا رہی تھیں۔ عین دودھ پیتے وقت آپ بہت ہنسے یہ دیکھ کر ان کی والدہ کو تعجب ہوا اور حضرت خواجہ ابو احمد سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ شیطان بچے کو رلانے کے لیے آیا تھا اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ شیطان کو دور بھگا دو اور لعنت ملامت کرو۔ جب پشیمان ہو کر بھاگا تو بچے کو ہنسی آگئی۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد چشتی کی والدہ فرماتی ہیں کہ جس روز آپ پیدا ہوئے اسی روز سے ڈھائی سال تک آپ۔ پنجگانہ نماز کے وقت آنکھیں آسمان کی طرف کر کے لاتعداد بار لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر ایسا نور چھا جاتا تھا کہ جس سے تمام گھر روشن ہو جاتا تھا اور

marfat.com

چراغ کی ضرورت نہیں رہتی تھی اور روشنی اس قدر ہوتی تھی کہ اگر سوئی بھی گر جائے آپ کے نور جبیں سے مل جاتی تھی۔ سیر الاقطاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ ڈھائی سال کے ہوئے دودھ کم پیتے تھے۔ والدہ نے حضرت خواجہ ابواحمد کی خدمت میں شکایت کی تو فرمایا کہ ابو محمد درویش ہے اور کم کھانا کمال درویشی ہے شروع ہی سے کم کھانے کی عادت ڈال رہا ہے۔ جب آپ چار سال اور چار ماہ کے ہوئے تو آپ کو مدرسہ بھیجا گیا۔ ناگاہ آپ کی تختی پر یہ الفاظ ظاہر ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم علم القرآن رب یسر ولاتعسر رب زدنی علماء و فہماً وتمم بالخیر (بسم اللہ الرحمن الرحیم اے رب فہم قرآن آسان کر مشکل نہ کر اور میرے علم و فہم میں برکت دے اور خاتمہ بالخیر فرما) چنانچہ تھوڑے عرصہ میں آپ نے قرآن پڑھ لیا۔ علوم دینی حاصل کئے اور کمال کو پہنچے۔ چودہ سال کی عمر سے آپ نے خلوت اختیار کی۔ اس وقت سے آپ کی زبان سے جو کچھ نکلا پورا ہوا۔ خلیفہ وقت اور ساری خلقت اسی وقت سے آپ کی بے حد معتقد ہو گئے اور جو شخص مراد لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ کامیاب ہوتا تھا۔ آپ تیس سال تک باوضو رہے اور جو کافر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا مسلمان ہو جاتا تھا چنانچہ شہر چشت میں کوئی کافر باقی نہ رہا۔ مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا عرش سے تحت الثریٰ تک اس پر منکشف ہو جاتا تھا اور ولی کامل بن جاتا تھا۔

والد کا وصال اور سجادگی جب آپ کی عمر چوبیس سال ہوئی تو والد ماجد کا وصال ہو گیا۔ آپ ان کے قائم مقام ہوئے اور مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت حاضر ہو کر مرید ہونے لگے۔ آپ بارہ سال تک اپنے حجرہ میں مشغول رہے۔ سات دن کے بعد ایک خرما کے دانہ سے افطار کرتے تھے کہتے ہیں کہ ایک دن ایام طفلی میں راستے میں خواجہ خضر سے ملاقات ہوئی۔ خضر نے فرمایا کہ اے ابو محمد مبارک

marfat.com

ہو مجھے حضرت رب العزت سے حکم ملا ہے کہ آپ کو ظاہری و باطنی تعلیم دوں آپ نے خضر علیہ السلام کے قدم چوم کر کہا کہ اے خواجہ جو حکم ہو فرمائیں۔ چنانچہ خضر علیہ السلام نے آپ کو اسم اعظم بتایا تو اسی وقت علوم واسرار منکشف ہو گئے وہاں سے واپس گھر کو چلے گئے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا تختی دکھاؤ آج تم نے کیا پڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا اماجان! میں نے جو کچھ پڑھا ہے تختی میں نہیں سما سکتا۔ اس کے بعد والدہ نے قرآن مجید ان کے سامنے رکھا تو فرمایا کہ اماں جان! قرآن اپنے پاس رکھو میں زبانی پڑھتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑی دیر میں تمام قرآن پڑھ لیا۔ یہ دیکھ کر والدہ کو تعجب ہوا اور شکر ادا کیا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن خواجہ ابو احمد سماع سن رہے تھے اور قوال سُر کے ساتھ اشعار پڑھ رہے تھے اور آپ وجد میں تھے کہ یکایک آپ کی نظر فیض اثر خواجہ ابو محمد پر پڑی اور سماع میں شامل ہونے کا حکم۔ خواجہ ابو محمد مست و مدہوش ہو کر سماع میں شامل ہوئے دیر تک ذوق وشوق کی حالت میں بیٹھنے کے بعد بے ہوش ہو کر گر گئے۔ حضرت خواجہ ابو محمد سات دن تک سماع سنتے تھے نماز کے وقت سماع بند کر کے آپ نماز پڑھ لیتے تھے اور پھر سماع شروع ہو جاتا تھا۔ ان سات ایام میں حضرت خواجہ ابو محمد اسی طرح بے ہوش پڑے رہے یہ دیکھ کر آپ نے قوالوں سے فرمایا کہ سماع بند کر دو تاکہ خواجہ ابو محمد ہوش میں آ جائے جب قوالوں نے سماع بند کیا تو کچھ دیر کے بعد آپ نے آنکھیں کھولیں اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے اور فرمایا قولوا، قولوا (کہو کہو) چنانچہ عالم غیب سے ایسے نغمات کی آواز آنے لگی کہ کبھی کسی نے نہیں سنی تھی کہ اور ہر شخص نے اچھی طرح سنی۔ اس پر حضرت خواجہ ابو محمد پر وجد طاری ہوا اور تین دن متواتر وہی آواز آتی رہی اور آپ سماع میں مشغول رہے جب ہوش میں آئے تو اپنے والد ماجد کے قدموں پر گر گئے اور فرمایا کہ مخدوم من جو فتح یاب سماع میں حاصل ہوئی اگر کوئی شخص سو سال تک ریاضت و مجاہدہ کرنے تو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا۔

marfat.com

جو ایک مجلس سماع میں حاصل ہوا ہے۔ خواجہ ابو احمدؒ نے فرمایا اے ابو محمدؒ سماع ایک سربستہ راز ہے جسے سربستہ رکھنا چاہیئے کیونکہ عوام بچارے اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر میں یہ راز بیان کر دوں تو ساری خلقت سماع میں مبتلا ہو جائے۔ اور خدا سے اس نعمت کے سوا کچھ نہ طلب کریں۔

شہزادہ کا حاضر خدمت ہونا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن خواجہ ابو محمدؒ قدس سرہٗ دریائے دجلہ کے کنارے پر بیٹھے کپڑا سی رہے تھے۔ اس اثنا میں بادشاہ کا لڑکا گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور اتر کر آپ کے سامنے سر زمین پر رکھا۔ اور با ادب ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی بادشاہ کے ملک میں ایک بیوہ عورت رات کو بھوکی رہ گئی تو قیامت کے دن اس بادشاہ کا دامن پکڑے گی۔ جب تجھے حق تعالےٰ نے ملک اور بادشاہت عطا کی ہے تو خبردار ملک کے فقرا اور مساکین سے تم غفلت نہ کرنا ورنہ قیامت کے دن شرمندگی حاصل ہوگی۔ جب آپ نے نصیحت ختم کی تو شہزادے نے کچھ نقد و جنس حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی حضرت اقدس نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اے ملک زادہ ہمارے خواجگان میں سے کسی نے بھی اس چیز کو قبول نہیں فرمایا۔ میں بھی قبول نہیں کرتا۔ ہماری دولت فقر ملک سلیمان سے بھی بڑھکر ہے جب شہزادے نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے شاہزادہ حق تعالےٰ اپنے غیب کے خزانے اپنے بندوں کیلئے کھول دیتے ہیں۔ تمہارے عطیات کی ضرورت نہیں ہے جب اسکا اصرار اور الحاح حد سے بڑھ گیا تو آپنے آسمان کیطرف دیکھکر فرمایا کہ الٰہی جو کچھ آپ اپنے بندوں کو دکھاتے ہو اسکو بھی دکھاؤ۔ یہ کہنا تھا کہ دریائے دجلہ کی مچھلیاں ایک ایک دینار منہ میں لے کر نکل آئیں۔ یہ دیکھ کر شہزادہ حیرت زدہ ہوا اور سر حضرت اقدس کے پاؤں میں رکھ دیا۔ کچھ دیر کے بعد رخصت طلب کی اور چلا گیا لیکن حضرت اقدس نے اس سے کچھ نہ فرمایا۔

marfat.com

فتح سومنات میں حضرت اقدس کا ہاتھ

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی بن سبکتگین سومنات پر حملہ آور ہوا تو حضرت خواجہ ابو محمدؒ کو حکم ہوا کہ آپ بھی اس کی طرف توجہ کر کے مدد کریں۔ چنانچہ ستر سال کی عمر میں درویشوں سمیت اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے نفسِ نفیس کے ساتھ وہاں پہنچکر مشرکین کے ساتھ جہاد کیا۔ اور ایک دن کافروں نے اس زور سے حملہ کیا کہ لشکر اسلام کو ایک جنگل میں پناہ لینی پڑی۔ حضرت اقدس کا چشت میں ایک مرید و خلیفہ تھا۔ جس کا نام محمد کاکو تھا اور چکی چلاتا تھا۔ آپنے اُسے آواز دے کر فرمایا کہ کاکو فوراً پہنچ جاؤ۔ کاکو نے فوراً وہاں پہنچکر ایسا حملہ کیا کہ لشکر اسلام کو فتح حاصل ہوگئی۔ عین اُسی وقت محمد کاکو چشت میں لوگوں نے دیکھا کہ چکی کا پاٹ اٹھا اٹھا کر دیوار پر مارتا تھا۔ اور جوش و خروش کی وجہ سے اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔ جب لوگوں نے اسکا سبب پوچھا تو یہی ماجرا بیان کیا آخر جب سلطان محمود غزنوی نے فتح سومنات کے وقت حضرت خواجہؒ کی ظاہری و باطنی امداد اپنی آنکھوں سے دیکھی تو معتقد ہوا حاضر خدمت ہو کر قدموں میں گر گیا۔ اور بیعت ہوا۔

صاحب مراۃ الاسرار نے حضرت خواجہ ابو محمدؒ کے ہاتھ پر فتح سومنات کا واقعہ یوں بیان کیا ہے۔ کہ جب سلطان محمود غزنوی نے لشکر کشی کر کے حاکم سندھ و پنجاب راجہ جیپال پر حملہ کیا تو بہت سی لڑائیوں کے بعد اُسے شکست دی اور قید کر لیا۔ اور ۴۰۷ھ میں قنوج تک کے علاقے فتح کر لئے۔ بیشمار قلعے اور بت خانے توڑ ڈالے۔ راجہ جیپال کو شکست دینے کے بعد قنوج میں اس وقت سات ایسے مضبوط قلعے فتح کئے جو آسمان سے باتیں کرتے تھے۔ اور ہزاروں بتوں کو توڑ کر خاک میں ملایا۔ ان فتوحات میں اُس نے بے حد زر و مال اور قیدی جمع کئے ان عمارتوں میں سے بعض چالیس ہزار اور پچاس ہزار سال پرانی تھیں۔ جب وہ ان کو ویران کر رہا تھا تو سومنات کے باشندوں نے یہ کہنا

marfat.com

شروع کر دیا کہ چونکہ ان چیزوں سے سومنات کا بت ناراض تھا۔ اسلئے ختم ہو رہی ہیں۔ ورنہ بت لشکر اسلام کو تباہ نہ کر دیتا۔ یہ سن کر سلطان نے عہد کر لیا کہ اب سومنات کے بت خانہ کو ختم کروں گا تاکہ ان لوگوں کا یہ اعتقاد جھوٹا ثابت ہو۔

فتح سومنات چنانچہ اس نے ۴۱۶ھ نہروالہ اور گجرات کی طرف لشکر کشی کی سومنات کے بت کو انہوں نے دریا کے کنارے پر واقع ایک مندر میں رکھا ہوا تھا اور اہل ہند چاند گرہن کی رات کو بت کی زیارت کو آتے تھے اور ایک لاکھ کے قریب پجاری گرد نواح میں جمع ہو جاتے تھے۔ بت خانہ کے خرچ کے لئے دس ہزار آباد گاؤں وقف تھے۔ اور وہاں اس قدر زر و جواہرات جمع ہو چکے تھے کہ اس کا عشر عشیر بھی کسی بادشاہ کے خزانے میں نہ ہوگا۔ ہر وقت دو ہزار زنار پہنے ہوئے پجاری اس بت کی پوجا میں مصروف رہتے تھے۔ وہاں دو سو من وزنی سونے کا ایک زنجیر آویزاں تھا۔ نیز وہاں تین ہزار سر منڈے پجاری، تین ہزار گانے بجانے والے اور پانچ رقص کرنے والی لڑکیاں بت خانہ کی ملازمت میں رہتے تھے۔ اگرچہ دریائے گنگا سومنات سے سینکڑوں میل دور ہے لیکن بت خانہ میں لوگوں کا اس قدر ہجوم رہتا تھا کہ دریائے گنگا سے اُسے دھونے کے لئے ہر روز دریائے گنگا سے پانی لایا جاتا تھا۔

غرضیکہ جب سلطان دور دراز مسافت طے کرتا ہوا وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دریا کے کنارے پر ایک بہت مضبوط قلعہ ہے اور لوگ شہر سے باہر نکل کر مسلمانوں کا مذاق اڑا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا معبود مسلمانوں کے لشکر کو تباہ و برباد کر دے گا۔ سلطان نے قلعہ پر حملہ کیا اور کافی جد و جہد کے بعد اس فتح کر لیا۔ یہ دیکھکر ہندو لوگوں نے بھاگ کر بت خانہ میں پناہ لینا شروع کیا۔ بت سے بغلگیر ہو کر رو رہے تھے اور باہر نکل نکل کر مسلمانوں سے لڑ رہے تھے اور جان دے

marfat.com

رہے تھے۔ اس روز پچاس ہزار سے زائد ہندو مارے گئے۔ اور باقی کشتیوں میں بیٹھ کر بھاگ گئے۔ جس مندر میں بت بڑا تھا اس کا طول و عرض بہت زیادہ تھا اور پچاس ساٹھ لعل و زمرّد سے مرصّع ستون چھت کو اٹھائے ہوئے۔ بت پتھر سے تراش کیا گیا تھا اس کی لمبائی پانچ گز تھی یعنی تین گز ظاہر تھا اور دو گز زمین میں گڑھا ہوا تھا۔ سلطان نے خود بت کے اندر داخل ہو کر گرز سے بت کو توڑا اور اٹھوا کر غزنی لے لیا اور جامع مسجد سے باہر دروازہ پہ پھینک دیا۔ اس مہم میں سلطان کو بے انداز دولت ملی جو وہاں جمع تھی۔ سومنات سے مراد دوارکہ ہے جو اس زمانے میں نہروانہ کا ایک بہت بڑا شہر تھا۔ وہ بت کشن کی صورت پر بنایا گیا تھا اور پتھر سے کشیدہ تھا۔

مزید فتوحات اس کے بعد سلطان محمود غزنوی کے بیٹے سلطان مسعود نے بنارس تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ اور سلطان کے بھانجے سالار مسعود نے سترکھ، بہرائچ اور شمال کی جانب دامنِ کوہ تک کے علاقے فتح کئے۔ سلطان محمود کے بعد تیرہ بادشاہ یکے بعد دیگرے ہندوستان کی سرزمین میں حکمران رہے قلعہ لاہور بھی اُن کے تصرف میں تھا حتیٰ کہ سلطان شہاب الدین غوری نے حملہ کر کے قلعہ لاہور فتح کیا اور اپنے آدمی تعیّنات کئے۔ آخر ۵۸۳ھ کو سلاطین غزنویہ کا دور ختم ہو گیا۔

اس وجہ سے تمام مؤرّخین نے ہندوستان کی فتح اوّل سلطان محمود غزنوی کے نام سے منسوب کی ہے اور فتح ثانی حضرت خواجۂ بزرگ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیریؒ کی برکت سے سلطان شہاب الدین غوری کو جو سلطان معز الدین سام کے نام سے معروف تھا نصیب ہوئی۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری نے والئ ہند رائے پتھورا کو ختم کر نے قطب الدین ایبک کو اپنا جانشین مقرر کیا اور خود غزنی کی طرف چلا گیا۔ حضرت خواجۂ بزرگؒ کی برکت سے اس روز سے آج تک ملک

marfat.com

ہندوستان میں کوئی ہندو حکمران نہیں ہوا۔ پس آپ نے دیکھ لیا کہ ہندوستان کی پہلی اور دوسری فتح خواجگان چشت علیہم الرحمہ کے ذریعے سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری کو حاصل ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ خواجگان چشت ہی کا دراصل اس ملک میں تصرّف ہے اور جب تک دنیا باقی ہے یہ تصرف بھی قائم رہے گا۔ ۱

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت اقدس نے چھپن سال کی عمر تک شادی نہ کی۔ آپ کی ہمشیرہ جو نہایت ہی صالحہ اور متقیہ تھیں آپ کی خدمت گذاری کیا کرتی تھیں آپ چرخہ کات کر گزر اوقات کرتی تھیں اور بھائی کو بھی کھلاتی تھیں۔ بہن کی عمر چالیس سال ہو گئی تھی لیکن بھائی کی خدمتگاری کی وجہ سے شادی نہیں کرتی تھیں۔ حضرت اقدس اکثر اپنی ہمشیرہ سے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوگا جو قطب الاقطاب ہوگا اور یہ بات شادی کے بغیر ناممکن ہے۔ لیکن ہمشیرہ صاحبہ ہرگز راضی نہیں ہوتی تھیں اور عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ حتیٰ کہ ایک رات حضرت اقدس نے اپنے والد حضرت خواجہ ابواحمد چشتی قدس سرہٗ کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ اے ابومحمد تم نے جو کچھ اپنی ہمشیرہ کے حق میں کہا ہے صحیح ہے تمہاری ولایت میں فلاں مقام پر ایک صحیح النسب سید زادہ رہتا ہے جس کا نام محمد سمعان ہے وہ بہت متقی و پرہیزگار ہے اُسے فوراً بلا کر اپنی ہمشیرہ کا عقدِ نکاح اس سے

---

۱ سلاطین اسلام کے بعد انگریزوں کا فتح یاب ہونا اور پھر ہندوؤں کی حکومت قائم ہونا حضرات خواجگان چشت کے باطنی تصرف میں مانع نہیں ہیں۔ انکا تصرف بدستور جاری ہے اور قیامت تک رہے گا۔ غور سے دیکھا جائے تو انگریزوں کا خاتمہ بھی خواجگان چشت نے کیا یعنی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح اور ان کے رفقاء کار نے ۱۸۵۷ء میں انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کرکے بالآخر ان کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں ان حضرات نے ہندو کانگریس سے بھی تعاون کیا۔ اسکے بعد قائد اعظم محمد علی جناح کی پشت پناہی بھی خواجگان چشت فرما رہے تھے جن میں حضرت مولانا سید محمد ذوقی قدس سرہٗ پیش پیش تھے۔ آئندہ بھی خواجگان چشت کے تصرف سے سارا ہندوستان پاکستان بن جائے گا

marfat.com

کر دو۔ انکی ہمشیرہ صاحبہ کو بھی اپنے والد ماجد کی طرف سے اسی قسم کا اشارہ ہوا جس کی وجہ سے وہ راضی ہوگئیں۔ حضرت اقدس نے فوراً کسی آدمی کو بھیج کر یہ رقعہ لکھ دیا کہ اگر ایک پاؤں میں جوتا ہے اور ایک میں ابھی نہیں پہنا تو دوسرا جوتا پہننے سے قبل یہاں پہنچو۔ جب قاصد وہاں پہنچا تو دیکھا کہ محمدؐ سمعان اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھا ہے اور ایک پاؤں میں جوتا ہے دوسرا پاؤں خالی ہے اس عالی نسب سید زادہ نے جب خط پڑھا تو تعمیل حکم میں اسی حالت میں اٹھکر روانہ خدمت ہوا اور دوسرے پاؤں کو اسی طرح ننگا رہنے دیا۔ جب حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچا تو آپ اس کی یہ حالت دیکھ بہت خوش ہوئے اور اسی وقت ہمشیرہ کا عقد کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد ان کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا جن کا نام ابو یوسف رکھا گیا۔ ادھر حضرت اقدس خود بھی پچاس ساٹھ سال کی عمر میں متاہل ہوئے لیکن کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بھانجے خواجہ ابو یوسفؒ کی بیٹے کی طرح پرورش فرمائی اور ظاہری و باطنی تربیت دے کر مقام قرب و درویشی تک پہنچا دیا اور خلافت عطا فرمائی۔ حضرت اقدس نے ان کو ناصر الدین کا لقب عطا فرمایا اور قطب الاقطاب کے مرتبہ پر پہنچا دیا۔

نفحات الانس (مصنفہ مولانا جامیؒ) میں لکھا ہے کہ خواجہ ابو محمدؒ کا ایک مرید تھا۔ جس کا نام استاد مردانؒ تھا۔ وہ قصبہ سجان کا رہنے والا تھا اور عرصہ دراز تک حضرت اقدس کے لئے ڈھیلے اور وضو کے پانی کا انتظام کرتا رہا۔ ایک دن آپ نے اسے وطن واپس جانے کا حکم دیا تو وہ رونے لگا اور کہنے لگا کہ میرے اندر طاقت جدائی نہیں ہے آپ نے از راہ کرم فرمایا کہ جس وقت تجھے میرے ملنے کی خواہش ہو یہ ظاہری حجابات اور مسافت حائل نہ ہوگی۔ اور گھر بیٹھے بیٹھے مجھے دیکھ لیا کرو گے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ وہ ہمیشہ کہتا رہتا تھا کہ میں سجان سے چشت کو دیکھتا ہوں۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ جب یہ حکایت میرے کانوں تک پہنچی تو مجھے

marfat.com

بہت دشوار اور بعید از قیاس معلوم ہوئی۔ جب میں دوسری مرتبہ ۱۰۶۵ھ میں اجمیر شریف حاضر ہوا اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوا تو جس طرح استاد مرداں نے حضرت خواجہ ابو محمدؒ سے درخواست کی تھی اس نیاز مند نے بھی غایت شوق کی وجہ سے گستاخی کی اور حضرت خواجہ بزرگؒ کی خدمت میں یہی درخواست کی۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے کمالِ شفقت سے میری درخواست قبول کر لی۔ اس کے بعد جس وقت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کی زیارت کا شوق دامنگیر ہوتا ہے گھر بیٹھے ہوئے پورے شہر اجمیر اور روضۂ اقدس کی بے حجاب زیارت ہو جاتی ہے۔ اس نعمت کا شکر کس زبان سے کیا جا سکتا ہے۔ اَلحمدُ للّٰہ کہ ہمارے مشائخ کا تصرّف حیات و ممات میں برابر ہے۔ راقم الحروف (مصنف اقتباس الانوار) کا خیال ہے کہ یہ جو صاحبِ مراۃ الاسرار نے اپنے کمالات اور پختہ عقائد کے باوجود لکھا ہے کہ مجھے مندرجہ بالا کرامت بعید از قیاس اور دشوار معلوم ہوئی یہ بات کیسے مشکل ہو سکتی ہے جبکہ مشائخ عظام کی توجہ کا یہ کمال ہے کہ مشکل سے مشکل کام بھی ان کی ادنےٰ توجہ سے آسان ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضرت خواجہ ابو محمدؒ چشتی نے کر دکھایا۔ دراصل بات یہ ہے کہ سالک کی نظر سے مکان و زمان کی قیود کا اٹھ جانا عالم جبروت کا خاصہ ہے کیونکہ اس مقام پر سالک کی سمع و بصر و دیگر صفات تقیدات سے بالاتر ہو کر اطلاق کا رنگ اختیار کر لیتی ہیں اور قریب و بعید اشیاء کا دیکھنا اور سننا اُن کے لئے یکساں ہو جاتا ہے۔ اور مقام جبروت تو خواجگان کی ابتدائی صحبت میں حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لئے صاحب مراۃ الاسرار کے لئے حضرت خواجہ ابو محمدؒ چشتی کی اس کرامت کو بعید تصور کرنا صحیح نہیں ہے۔

آپ کے کمالات اس قدر ہیں کہ اس مختصر کتاب میں بیان نہیں ہو سکتے۔

خلفاء سیر الاقطاب کے مطابق حضرت اقدس کے تین خلفاء تھے۔ ناصر الدین

marfat.com

حضرت خواجہ ابویوسف چشتیؒ، محمد کاکوؒ اور استاد مردانؒ ۔

وصال

آپ کا وصال چار ماہِ ربیع الثانی ۱۲۴ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۱۱۴ھ کو سلطان محمود بن سبکتگین کے عہدِ حکومت ہوا۔ آپ کی عمر ستر سال تھی۔ صاحبِ سیر الاقطاب نے آپ کی تاریخِ وصال یہ نکالی ہے۔ اوامام برحق بود۔ جو دوسری روایت کے مطابق ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہ،

اللّٰہم صلّی علیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

ازرہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

نور سوم

حضرت خواجہ ناصرالدین ابو یوسف چشتیؒ تا حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتیؒ حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتیؒ

حضرت خواجہ ناصرالدین ابُو یوسف چشتیؒ

خلافت وحسب ونسب

آں موصوف بہ کمالاتِ استقامت و درستی، قطب الاقطاب، خواجہ ناصرالدین ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ بن محمد سمعان جمال معرفت وکمال حقیقت سے آراستہ تھے۔ آپ غایتِ حضور کی وجہ سے دریائے احدیت میں غرق تھے۔ اور مجاہدات وریاضات، وکرامات میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ اپنے ماموں حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کی عمر چوراسی سال تھی۔ حضرت خواجہ ابو محمد چشتی نے آپکی اپنے فرزند کی طرح پرورش فرمائی اور ظاہری وباطنی تربیت فرمائی۔ آپ کی عمر چھتیس سال تھی کہ آپ کے ماموں اور پیرو مرشد کا وصال ہوگیا۔ اور آپ ان کی مسند پر بیٹھے۔ اس کے بعد آپ پر ایسے اسرار ورموز منکشف ہوئے کہ بشر کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتے۔ آپ صحیح النسب سید حسنی وحسینی ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے حضرت خواجہ ناصرالدین ابو یوسفؒ بن حضرت خواجہ سمعانؒ بن سید ابراہیم، بن سید محمد بن سید حسن بن سید عبداللہؒ الملقب علی اکبرؓ ابن امام علی نقیؓ ابن امام محمد تقیؓ الجوادؓ بن امام علی رضاؓ بن امام موسیٰ کاظمؓ بن امام جعفر صادقؓ، بن امام محمد باقرؓ، بن امام زین العابدینؓ بن امیرالمومنین امام حسین سید الشہداء ابن امیرالمومنین وامام المتقین اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ۔

کمال ترک

سیرالاقطاب میں مرقوم ہے کہ آپ ہمیشہ فقراء وغربا کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ آپ فقراء کی بہت تعظیم کرتے تھے اور اہل دنیا کی طرف بالکل توجہ نہیں فرماتے تھے۔ جب کوئی اہل دنیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ کا چہرہ متغیر ہوجاتا تھا۔ اور رونے لگتے تھے۔ آپ کی صحبت میں وہ اثر

marfat.com

تھا کہ جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ صاحب کرامت اور اہل ولایت ہو جاتا تھا۔ اِس وجہ سے آپ کی خدمت میں خلقت کا ہجوم رہتا تھا۔ آپ کی خدمت میں جس قدر نذر نذرانے پیش ہوتے تھے جب تک آپ فقراء میں تقسیم نہیں کرتے تھے آپ کو چین نہیں آتا تھا۔

کرامت اِس کتاب میں یہ بھی مروی ہے کہ بیس سال کی عمر میں ایک دن حضرت اقدس کا گزر ایک امیر گھر کے قریب ہوا۔ اس کے گھر کا دروازہ کھلا تھا اندر اس کی صاحب جمال لڑکی بیٹھی تھی۔ اور خدمت گار گرد و پیش کھڑے تھے۔ آپ کو وہ لڑکی بہت پسند آئی آپ نے دربان سے کہا کہ لڑکی کے والد سے جا کر کہو کہ اپنی لڑکی کی شادی میرے ساتھ کر دو۔ دربان نے فوراً اندر جا کر پیغام دیا امیر نے کہا کس قدر سعادت کی بات ہے کہ میری لڑکی کو حضرت خواجہؒ اپنی خدمت میں قبول فرما دیں۔ لیکن پہلے میں ایک خادمہ کو حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجونگا حضرت شیخ خطبہ پڑھیں اس کے بعد لڑکی دوں گا۔ جب دربان نے باہر آکر آپ کو یہ پیغام دیا تو آپ سمجھ گئے میری خاطر امیر چالاکی کر رہا ہے آپ نے فرمایا میں اس امیر کا امتحان لے رہا تھا کہ میرے ساتھ اُسے کتنی عقیدت ہے ورنہ مجھے شادی کی بالکل خواہش نہیں ہے یہ کہہ کر آپ گھر چلے گئے۔ ابھی آپ گھر نہیں پہنچے تھے کہ لڑکی کے پیٹ میں شدید درد اٹھا امیر نے خدام کو حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجکر معافی طلب کی اور عرض کرائی کہ آپ واپس آجائیں میں لڑکی کو فوراً آپ کے پیش کر دوں گا۔ لیکن حضرت اقدس نے قبول نہ فرمایا اور بے توجہی سے کام لیا۔ ابھی رات نہ ہونے پائی تھی کہ لڑکی کا انتقال ہو گیا۔

شادی کا واقعہ روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ ابو یوسف قدس سرہٗ اپنے شیخ کے وصال کے بعد ہرات تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ ایک قصبہ میں ٹھہرے جس کا نام کنک تھا۔ وہاں ایک درویش رہتے تھے جو بڑے بزرگ تھے۔ آپ نے اُن کے ہاں قیام فرمایا۔ اس درویش کی ایک لڑکی تھی جو نہایت ہی متقی و پرہیزگار تھی۔ لڑکی نے اُسی رات خواب میں دیکھا کہ چودھویں کا چاند آسمان سے اُتر کر میری

marfat.com

بغل میں آگیا ہے اور مجھے کہہ رہا ہے کہ میں نے تجھے اپنی زوجگی کے لئے پسند کیا ہے اور قبول کیا ہے۔ علی الصبح جب درویش حضرت خواجہ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اسکی لڑکی کا خواب اُسے بتا دیا اور فرمایا کہ چاند سے میں خود مراد ہوں تم اپنی لڑکی کو فوراً خدا کے حکم سے مجھے دے دو۔ درویش بطون کے حال سے بے خبر تھا اس کو فکر لاحق ہوئی اور کہنے لگا کہ ہماری کیا مجال ہے کہ آپ جیسے سیّد اور بزرگ کے ساتھ قرابت داری کر سکیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ قضا امر الّذِی فیہ تستفتیان۔ تمہاری لڑکی خدا تعالےٰ کے حکم سے میری بیوی ہوگی اور اس کے بطن سے ایسے فرزند وجود میں آئیں گے جو قطب وقت ہوں گے۔ درویش اٹھکر اپنی لڑکی کے پاس گیا تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ لڑکی کا ارادہ کیا ہے۔ اور اس خواب کی کیا تعبیر کرتی ہے۔ لڑکی نے باپ کے سامنے بعینہٖ وہی خواب بیان کر دیا جو حضرت اقدس نے فرمایا تھا۔ یہ سنکر باپ کے لئے رضامندی کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اس کے دل سے تمام شکوک رفع ہو گئے چنانچہ اس نے اپنی لڑکی سے کہا کہ تجھے مبارک ہے وہ چاند جو تم نے رات کو خواب میں دیکھا ہے تمہارے گھر میں آیا ہوا ہے۔ اس کے بعد اس نے فوراً حضرت خواجہؒ کی خدمت میں آکر رضامندی کا اظہار کیا اور شادی ہو گئی۔ چند دن وہاں قیام کرنے کے بعد آپ چشت تشریف لائے۔ اس ولیہ کے بطن سے حضرت خواجہ مودود چشتیؒ اور حضرت خواجہ تاج الدین الفتح جیسے بزرگان وجود میں آئے۔

معتبر راویوں سے روایت ہے کہ ایک دن سخت گرمی کے موسم میں جب آپ اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے تو اصحاب نے ٹھنڈے پانی کی درخواست کی کہ اگر آپ کی دعا کی برکت سے یہاں کوئی پانی کا چشمہ جاری ہو جائے تو خلق خدا کو گرمی کی شدت سے نجات مل جائے گی۔ آپ نے فوراً اپنا عصا پتھر پر مارا جس سے صاف و شفاف پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ اصحاب نے جی بھر پانی پیا، وضو کیا اور خدا تعالےٰ کا شکرانہ بجا لائے۔ وہ چشمہ آج تک جاری ہے جسکا پانی موسم گرما میں نہایت سرد ہو جاتا ہے اور موسم سرما میں معتدل ہو جاتا ہے۔ نیز اس چشمہ پر جا کر لوگ جو حاجت طلب کرتے

marfat.com

ہیں۔ خدا تعالےٰ پوری کرتا ہے۔

کرامت سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ کے گھر کے سامنے ایک پتھر کی بہت بڑی چٹان پڑی تھی جس پر آپ اکثر بیٹھا کرتے تھے۔ اور عبادت کرتے تھے۔ ایک دن آپ اس پر بیٹھے تھے۔ جب اُتر کر ایک بستی کی طرف جانے لگے تو چٹان بھی پیچھے چلنے لگی۔ یہ دیکھکر خلقت بھی پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ آپ نے لوگوں کے غلو سے مطلع ہو کر چٹان کو حکم دیا کہ اس جگہ رک جاؤ۔ چٹان فوراً رک گئی۔ اور آج تک وہاں کھڑی ہے جہاں آپ نے حکم دیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے اکثر حضرت اقدس کو خضر علیہ السلام کے ساتھ اس چٹان پر بیٹھے دیکھا۔ وہاں سے اسقدر نُور نکلتا تھا کہ سارا گاؤں روشن ہو جاتا تھا وہ چٹان آج تک زیارت گاہ خلائق بنی ہوئی ہے۔

واقعہ خلافت اس کتاب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب حضرت اقدس حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس سرہ سے بیعت ہوئے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ سات مرتبہ میرا نام لے کر زمین کی طرف دیکھو۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی تو تحت الثریٰ تک مکشوف ہوگیا۔ حضرت شیخ نے اُسی وقت خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنے سامنے مسند نشین فرمایا۔

نقل ہے کہ پچاس سال کی عمر میں آپ نے ارادہ کیا کہ حضرت خواجہ حاجی مکی جو اپنے وقت کے بزرگ تھے اور جن کے مزار پر حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی قدس جایا کرتے تھے۔ ان کی مزار کے ساتھ ایک زمین دوز حجرہ بنایا جائے اور اس کے اندر اعتکاف کیا جائے لیکن وہاں زمین اس قدر سخت تھی کہ کھدائی مشکل سے ہوتی تھی آپ نے غیب سے اشارہ پاکر پھاوڑہ ہاتھ میں لیا اور نماز چاشت سے عصر تک حجرہ مکمل کر دیا۔ یہ حجرہ آج تک زیارت گاہِ خلائق بنا ہوا ہے۔ آپ بارہ سال تک اس حجرہ میں رہے حجرہ کے اندر آپ پر سکر و ستغراق کا اس قدر غلبہ ہوتا تھا کہ جب خادم آپ کو وضو کراتا تھا تو اکثر اوقات آپ نظروں سے غائب ہو جاتے تھے۔ اور کچھ دیر بعد حاضر ہو کر وضو مکمل کرتے تھے۔ اس زمانے میں حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ

marfat.com

جو پیر انصار اور شیخ الاسلام کے نام سے مشہور ہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر قسم کے مواجید و حالات سے مطلع ہوتے تھے اور بہت محفوظ ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمام مشائخ چشت کا یہی حال رہا ہے۔ یعنی خلق سے بے پروا اور باطن کے بادشاہ رہے ہیں۔ اس حالت میں حضرت اقدس کی خدمت میں کثرت سے رجال الغیب حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور خلق خدا از قسم مرد و زن کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا اور فیض صحبت حاصل کرتے تھے۔ ان میں سے دو جن آپ کے مرید ہو گئے تھے جو سانپ کی شکل اختیار کر کے آپ کے دروازہ پر پڑے رہتے تھے اور پاسبانی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے وصال کے بعد بھی وہاں موجود رہے اور جو شخص صدق دل سے اس حجرہ کی زیارت کے لئے آتا تھا۔ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے۔ لیکن جس شخص کی نیت میں فرق ہوتا تھا اس پر حملہ کرتے تھے اور اندر نہیں جانے دیتے تھے جب اس علاقے میں کفار کا غلبہ ہوا اس وقت بھی وہ موجود تھے۔ لعدہٗ غیب ہو گئے۔

شیخ شبلیؒ کا حاضر ہونا

معتبر روایت میں آیا ہے کہ محفل سماع میں آپ کی پیشانی مبارک سے ایسا نور ظاہر ہوتا تھا۔ جو آسمان تک پہنچ جاتا تھا۔ اور لوگ اسے دیکھتے تھے۔ نیز جو مریض آپ کی مجلس سماع مین حاضر ہوتا تھا اُسی وقت تندرست ہو جاتا تھا۔ آپ کے سماع سے کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ خواجہ شبلیؒ اکثر آپ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور حضرت اقدس کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی وجد میں آجاتے تھے جب لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ "اے نادانو! تم کیا جانو۔ جو کچھ حضرت شیخ کے دیدار میں مجھے نظر آتا ہے اگر تم لوگوں کو نظر آئے تو تم بے قرار اور دیوانے ہو جاؤ۔ شبلیؒ خواجہ ابو یوسفؒ کے دیدار سے حق تعالےٰ تک پہنچ جاتا ہے" غرضیکہ حق تعالےٰ نے حضرت شیخ پر جس قدر کرم فرمایا تھا بیان سے باہر ہے۔

خواجہ جنیدؒ نے کیوں سماع سے توبہ کی

روایت ہے کہ کسی نے آپ سے دریافت

marfat.com

کیا کہ جب سماع اسرار الٰہی ہے تو خواجہ جنیدؒ بغدادی نے اس سے کیوں انکار فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ شبلی ؒ جوانؒ کے خلیفہ اور حجت ہیں ہمیشہ میری مجلس میں آتے ہیں اور سماع سنتے ہیں۔ چونکہ جنیدؒ کو اخوان سماع نہ میتسر ہوئے اس نے توبہ کی۔ کیونکہ جس شخص کو اخوانِ سماع میتسر نہ ہوں اُسے سماع سے توبہ لازم ہے۔ واللہ اگر جنیدؒ میری مجلس میں حاضر ہوتا۔ ہرگز توبہ نہ کرتا۔ اے عزیز جو چیز کہ سماع میں حاصل ہوتی ہے سو سال کی عبادت سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔

یہ بھی روایت آئی ہے کہ حضرت اقدس چار فاقوں کے بعد تین لقموں سے زیادہ تناول نہیں فرماتے تھے۔ آپ پیوند شدہ جامہ زیب تن فرماتے تھے۔ اور مجلس سماع میں فقراء، علماء، صلحاء اور مشائخ کے سوا کسی کو اجازت نہیں دیتے تھے۔ اگر کوئی اہل دنیا مجلس میں شریک ہوتا تو مجلس بے ذوق ہوجاتی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ لوگوں کو مجلس سے نکال دیتے تھے اور صرف چند درویشوں کو شریک ہونے کی اجازت دیتے تھے۔ اگر اتفاق سے کوئی اہل دنیا مجلس سماع میں باقی رہ جاتا تو وہ مجذوب اور تارک دنیا ہوجاتا تھا۔ مجلس میں تمام لوگوں پر عجیب کیفیت طاری رہتی تھی۔ اگر گناہ گار بھی شریک مجلس ہوتا تو صاحب نعمت ہوجاتا تھا۔ دوسروں کا کیا کہنا۔

کرامت

یہ بھی روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ راستے میں جا رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ لوگ مسجد تعمیر کر رہے ہیں اور مسجد کی چھت پر شہتیر رکھ رہے ہیں حضرت خواجہؒ کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے۔ جب شہتیر اُوپر لے گئے تو ایک گز کم نکلا۔ لوگوں نے جس قدر کوشش کی کام نہ بن سکا۔ یہ دیکھ کر آپ گھوڑے سے اُتر کر مسجد پر چڑھ گئے اور بسم اللہ پڑھ کر جونہی شہتیر کو پکڑا اور چھت پر رکھا شہتیر برابر ہوگیا وہ مسجد چشت اور ہریوہ کے درمیان اب تک باقی ہے اور زیارت گاہِ خلائق ہے۔

سو مرتبہ سورت فاتحہ پڑھنے سے قرآن حفظ

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت اقدس کو شروع میں

marfat.com

قرآن مجید یاد نہ تھا۔ اس وجہ سے آپ اکثر پریشان رہتے تھے۔ ایک رات خواب میں اپنے شیخ کی زیارت ہوئی۔ اُنہوں نے دریافت فرمایا کہ اے ابو یوسف کس وجہ سے فکر میں ہو آپ نے عرض کیا کہ اس وجہ سے کہ مجھے قرآن حفظ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک سو مرتبہ سورت فاتحہ پڑھو قرآن یاد ہو جائے گا۔ بیدار ہونے کے بعد آپ نے حکم کی تعمیل کی تو فوراً پورا قرآن یاد ہو گیا۔ چنانچہ آپ ہر شب ور وز پانچ ختم قرآن مجید کیا کرتے تھے۔

اس کتاب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک رات آپ اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے کہ اے نفس اگر تو نے آج رات میری موافقت کی تو دو رکعت میں ایک ختم قرآن کرونگا۔ اس رات نفس نے موافقت نہ کی۔ اور آپ سے دو رکعت نماز فوت ہوئی۔ یہ کاہلی اس وجہ سے تھی کہ اس روز آپ نے پیٹ بھر کھانا کھالیا تھا۔ اس کی سزا کے طور پر آپ نے بیس سال تک نفس کو پانی نہ دیا غرضیکہ آپ کے کمالات و کرامات اِس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔

وصال

جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ کو وصیت فرمائی اور اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ آپ کا وصال تین ماہ رجب ۴۵۹ ھ کو خلیفہ ابو جعفر عبداللہ لقب قائم بن قادر کے عہدِ حکومت میں ہوا جو سلطان طغرل بیک بن میکائیل بن سلجوق کا ہمعصر تھا صاحب سیّر الاقطاب نے آپ کی تاریخ وصال یوں نکالی ہے "عارف کامل بود" رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

اللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود   ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ

از غلبات شوق و محبّت مست، در تراکم امواج تجلیات پست، شیفتۂ "روز الست" فریفتۂ زخمہائے سوز نہفت "مزبودہٌ جذبات آبیئت عندربیؐ" محرم کنایات ولاینام قلبی، کشتی حقیقت و معرفت راپشتی، قطب ارشاد حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی بن خواجہ ناصرالدین ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ یگانۂ روزگار، معشوق پروردگار قدوۂ اقطاب و اوتاد اور ولیٔ مادرزاد تھے۔ آپ کا لقب قطب الدین تھا۔ آپ کے کلمات ہر خاص و عام کو مرغوب و مقبول تھے۔ وقت کے تمام مشائخ آپ کے محکوم اور حلقہ بگوش تھے اور ایام طفلی سے آپ کی عزت و تکریم کیا کرتے تھے۔ زمانے کا کوئی بزرگ اور ولی اللہ آپ سے فائق نہیں تھا۔ بلکہ اُن میں سے اکثر آپ کی خدمت میں آکر مرادِ دل اور نعمتِ دوجہان سے فائز ہوتے تھے۔ آپ کا قول و فعل شرع شریف کے عین مطابق تھا۔ آپ ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے۔ اور عالم غیب سے جو کچھ مشاہدہ میں آتا تھا یا آپکے کانوں میں ڈالا جاتا تھا۔ آپ اسی کے مطابق عمل کرتے تھے۔ آپ اپنے والد محترم حضرت خواجہ ابو یوسف قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ عالم طیران میں بہت مشہور تھے (یعنی روحانی پرواز میں) چنانچہ لوگ اکثر آپکی کرامات دیکھ کر آپکے گرویدہ ہو جاتے تھے اور بیعت سے مشرف ہوتے تھے۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین مودود قدس سرہٗ سادات صحیح نسب میں سے تھے اور حسینی تھے۔ آپ کے سلسلہ نسب سے اہل ایران، توران، ہندوستان اچھی طرح آگاہ ہیں۔ حضرت شاہ اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے اپنے شیخ کے فرزند حضرت شاہ نور قطب عالم کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اس ملک کے بعض مشائخ حضرت خواجہ قطب الدین مودودؒ چشتی قدس سرہٗ کی سیادت میں متردد تھے لہٰذا یہ درویش (یعنی خود اشرف جہانگیرؒ)

marfat.com

کتاب بحرالانساب جو دستورالسادات ہے کے حوالہ جات سے حضرت اقدس کے نسب اطہر کو ثابت کرتا ہے تاکہ شک و شبہ رفع ہو جائے۔

پس اے مخدوم زادۂ کونین! کتاب بحرالانساب میں لکھا ہے کہ جس وقت حجاج بن یوسف نے عرب و عجم کے اکثر سادات اور ان کی اولاد کو قتل کرنا شروع کیا تو بعض حضرات سادات نے جلاوطنی اختیار کر کے اس فتنہ سے نجات حاصل کی۔ ان میں سے سلطان فرستانہؒ جو سادات چشتیہ کے سردار تھے راہِ فرار اختیار کر کے چشت اور خراسان کے نواحی علاقوں میں سکونت اختیار کر لی۔ چونکہ اس علاقے کی آب و ہوا سلطان کو موافق آگئی اس لئے مستقل طور پر وہاں مقیم ہو گئے۔ اور اسی علاقے میں حضرت خواجہ ابو احمدؒ ابدالؒ سلطان فرستانہ کی اولاد سے وجود میں آئے۔ حضرت خواجہ ابو احمدؒ ابدالؒ کی ایک بیٹی تھی۔ جن کا نام عصمت خاتون تھا۔ وہ نہایت عبادت گذار تھیں اور اپنے بھائی خواجہ ابو محمد چشتیؒ کے ساتھ عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ وہ اپنے بھائیؒ کی خدمت گاری میں اس قدر منہمک تھیں کہ شادی بیاہ کو ترک کر دیا تھا۔ ان کا مفصل حال حضرت خواجہ ابو محمدؒ چشتیؒ قدس سرہٗ کے حالات بیان ہو چکا ہے ایک رات حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ان کو خبر دی کہ فلاں مقام پر ایک مرد رہتا ہے جس کا نام محمد سمعان ہے اور تمام ظاہری و باطنی فضائل سے آراستہ پیراستہ ہے اور میرے جگر گوشہ امام حسین بن علی کرم اللہ وجہہٗ کی اولاد میں سے ہے۔ اس کو تلاش کرو اور اس سے عقد نکاح کر لو۔ کیونکہ اس سے سادات عالی نسب وجود میں آئے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ ابو محمدؒ چشتی قدس سرہٗ نے اپنا خادم بھیجکر سید محمدؒ سمعان کو بلوایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنی ہمشیرہ کا عقد نکاح اُن کے ساتھ کر دیا۔

حضرت خواجہ ناصرالدین ابو یوسف قدس سرہٗ سید محمدؒ سمعان کے فرزند اور حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ کے والد ماجد ہیں حضرت خواجہ ابو یوسف کی والدہ ماجدہ جو حضرت خواجہ ابو محمدؒ چشتی کی ہمشیرہ ہیں کا سلسلہ نسب حضرت حسن

marfat.com

مثنیٰ رضؓ تک جا پہنچتا ہے جو حضرت امام حسن بن حضرت علیؓ کی اولاد میں سے تھے۔ اور آپ کے والد ماجد حضرت سید سمعانؒ کا سلسلۂ نسب امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے جا ملتا ہے اس ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ بن حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ صحیح النسب حسنی و حسینی ہیں یعنی والدہ کی طرف سے حسنی اور والد کی طرف سے حسینی ہیں۔ چنانچہ اس فقیر (مصنف اقتباس الانوار) نے اپنی اس کتاب میں یہ واقعات مفصل درج کئے ہیں۔

کتاب سیر الاقطاب میں مرقوم ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ آپ ہمیشہ فقراء و مساکین کے ساتھ صحبت رکھتے تھے۔ آپ نیا کپڑا ہرگز نہیں پہنتے تھے۔ آپ کو کشف قبور، کشف قلوب اور کشف ارواح بہت ہوتا تھا۔ جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا آپ اس کے دل کا حال مفصل بیان فرما دیتے تھے۔ اور جس شخص کی قبر سے آپ گذرتے تھے اس کا حال بھی بیان فرما دیتے تھے۔ آپ کے علم کا یہ کمال تھا کہ پندرہ سال کی عمر میں آپ نے کتاب منہاج العارفین لکھ ڈالی جس میں آپ نے مشائخ عظام کا مسلک بیان فرمایا ہے۔ آپ نے ایک اور کتاب بھی لکھی جس کا نام خلاصۃ الشریعۃ ہے۔

مسند نشینی آپ کی عمر چوبیس برس تھی جب آپ کے والد بزرگ کا وصال ہوا۔ والد ماجد کے وصال کے بعد آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ یہ سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی کے عہد کا آخری زمانہ تھا۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد بیس سال تک خلوت میں رہ کر سخت مجاہدہ کیا۔ آپ کے مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ پانچ چھ روز کے بعد آپ افطار کرتے تھے۔ شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ آپ تیس سال تک نہ سوئے۔ خلافت عطا کرتے وقت والد ماجد نے فرمایا کہ یہ گلیم حضرت محمد مصطفےٰ و حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ہے۔ اسے وہ شخص

marfat.com

زیب تن کرنے کا حق دار ہے جو شدید ریاضت کرے۔ اور اس کے لئے مدح و ذم (تعریف اور ملامت) برابر ہو۔ اور یہ بات تمہارے اندر موجود ہے۔ نیز اسم اعظم جو ان کو حضرت خضر علیہ السلام نے بنایا تھا وہ بھی آپ نے حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کو تعلیم فرمایا۔ اس کے فوراً بعد آپ پر تمام علوم ظاہری و باطنی منکشف ہو گئے اور اور جو شخص آپ کی صحبت میں بیٹھتا تھا جلدی منزل مقصود پر پہنچ جاتا تھا۔ اور صاحب نعمت و ولایت بن جاتا تھا۔ نیز جو شخص آپ کا مرید ہوتا تھا پہلے ہی دن سے اس پر از عرش تا تحت الثریٰ سب کچھ منکشف ہو جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بیعت المقدس سے لے کر چشت اور بلخ تک آپ کے دس ہزار خلفاء تھے اور آپ کے مریدین کا تو کوئی حد و حساب نہیں ہے۔ جو شخص تین دن آپ کی خانقاہ میں بسر کرتا تھا۔ اس کا کام بن جاتا تھا۔ آپکے فرزندان اور مریدین میں سے جس کو کوئی مشکل پیش آتی آپ کو یاد کرنے سے اُسی وقت آپ حاضر ہو جاتے تھے اور مشکل حل ہو جاتی تھی خواہ آپ کتنی دور رہتے ہوں۔ بلکہ آج تک آپ کی اولاد میں یہ چیز باقی ہے اور آپ کی اولاد کا کوئی شمار نہیں چشت کا سارا خطہ آپ کی اولاد سے معمور ہے اسی طرح ایران، توران اور ہندوستان میں بھی اکثر مقامات پر آپ کی اولاد پائی جاتی ہے۔ اور بعض لوگ اُن کے فیض صحبت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ آج تک چشت میں سجادگی خواجہ احمدؒ بن خواجہ مودودؒ بن خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتیؒ کی اولاد میں بحال ہے اور ہر زمانے میں آپ کے خاندان میں ایک مرد اہل صفی ظہور پذیر ہوتا ہے اور یہ بات صرف خواجگانِ چشت اہل بہشت کے کمالات کا نتیجہ ہے دوسری کسی جگہ نہیں پائی جاتی۔ اور اس سلسلہ کے شاہباز سارے ہندوستان میں بادشاہی کر رہے ہیں۔ لیکن اس وقت اِسم باطن کا دَورہ ہے اور اکثر اولیاء اللہ مستور ہیں (چھپ گئے ہیں) اور ظاہر بین لوگ اس زمانے کو قحط الرجال کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے باوجود اس سلسلہ عالیہ کے مشائخ گم گشتگانِ بادیۂ خلالت کی ہمیشہ راہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ **فہم من فہم** (سمجھ لیا

marfat.com

جس نے سمجھا)۔ یہاں تک مراۃ الاسرار کی عبارت تھی۔

راقم الحروف (مصنف اقتباس الانوار) کہتا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ جن کو مودود اوّل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کی اولادِ پاک نہاد جس طرح قصبۂ چشت وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے اس فقیر کے وطن قصبۂ براس میں بھی کثرت سے موجود ہے۔ براس کرنال (مشرقی پنجاب۔ ہندوستان) بارہ میل غرب کی جانب واقع ہے۔ آپ کی اولاد قصبۂ سرنائی میں بھی پائی جاتی ہے جو پانی پت سے پانچ میل شمال میں ہے ان دو مواضعات میں سکونت کی وجہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ مودود ثانیؒ نے اپنے فرزند حضرت خواجہ عبدالعلیؒ سے فرمایا میرے ساتھ چلو لیکن انہوں نے وہاں رہنے کی اجازت طلب کی۔ خواجہ مودود ثانیؒ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ نہیں چلتے تو تمہارا جنازہ میرے پیچھے آئے گا۔ خواجہ عبدالعلیؒ نے فرمایا کہ آپ بھی چشت میں نہیں پہنچ سکیں گے بلکہ راستے میں آپ کا انتقال ہو گا۔ آخر وہی ہوا جو دونوں بزرگوں نے فرمایا تھا۔ جب خواجہ عبدالعلیؒ نے سرنائے میں اقامت اختیار کی تو وہاں آپ کی نسل کافی بڑھی اور آج تک موجود ہے۔ خواجہ عبدالعلیؒ کے بعد آپ کے فرزند حضرت شاہ خواجگی مسند نشین ہوئے۔ ان کے بعد اُن کے بیٹے شاہ ابوالاعلی چشتیؒ کو قصبہ براس اور گرد و نواح کی ولایت پہنچی۔ اُن کے بعد خواجہ جان محمد مودود چشتی براسویؒ کو ملی۔ ابتدا میں شاہ ابوا علی چشتی قدس سرہٗ علاقہ براس کی سیر کو گئے تو وہ علاقہ آپ کو پسند آیا لیکن وہاں کفار کے سوا کوئی شخص سکونت پذیر نہ تھا۔ اس لئے آپ نے وہاں قیام نہ فرمایا۔ بادشاہ وقت جو افغان تھا آپ کا مرید تھا۔ ایک دفعہ کسی تقریب کے موقعہ پر جب آپ کا گزر بادشاہ کے لشکر میں ہوا تو بادشاہ نے کہا کہ اگر آپ ہمارے علاقے میں سکونت اختیار فرمائیں تو بہتر ہو گا انہوں نے کہا کہ مجھے ایک چھوٹا سا موضع براس پسند آیا ہے۔ وہ مجھے دے دو۔ بادشاہ نے فوراً فرمان لکھ کر وہ موضع آپ کی اور آپ کی اولاد کی گذر اوقات کے لئے دیدیا۔ چنانچہ خواجہ ابوالاعلی بن شاہ خواجگی بن خواجہ عبدالعلیؒ بن خواجہ مودود ثانیؒ نے موضع براس میں سکونت اختیار کر لی۔ اور آپ کے تصرف اور کرامات کے

marfat.com

زور سے اس علاقے کے تمام کفار مشرف باسلام ہوئے۔ صرف تھوڑے سے بدقسمت باقی رہ گئے۔ آپ کی اولاد آج تک وہاں آباد ہے لیکن اب ان کے درمیان کوئی صاحب مجاہدہ و مشاہدہ باقی نہیں رہا۔ البتہ ان میں کچھ لوگ اب بھی اپنی حیثیت کے مطابق ذوق و عشق، محویت و وجد، سماع و رقص، فقر و غنا، اور اذکار و مشاغل اور شریعت و طریقت کے آداب میں اپنے آباد اجداد کے نقش قدم کا حصہ لیتے رہتے ہیں۔ اُن لوگوں کے اندر اب تک ایک کرامت پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ جس شخص کو کوئی باولہ کتا یا گیدڑ کاٹ لیتا ہے تو ان کے لعاب دہن لگانے سے آرام آجاتا ہے۔ اسبات کا بارہا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ اور ہمارے علاقے میں اس کی کافی شہرت ہے دور اور نزدیک کے تمام مریض خواہ وہ انسان ہوں یا جانور یہاں لائے جاتے ہیں اور لعاب دہن لگنے سے فوراً تندرست ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ہمارے جد امجد حضرت خواجہ مودودؒ اول کی دعا کا نتیجہ ہے۔

موضع براس اور سرنائی کے سادات کا نسب قطب الاقطاب حضرت خواجہ مودودؒ اوّل قدس سرہٗ تا جا پہنچتا ہے۔ ان دونوں مواضعات کے سادات صحیح النسب ہیں اور شک و شبہ کی ذرا بھر گنجائش نہیں ہے اور اس فقیر نے جو کچھ لکھا ہے ثقات کے اقوال سے تحقیق کر کے لکھا ہے۔

بچپن کی کرامات

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ اور ان کی اولاد کے کمالات و کرامات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔ سیر الاقطاب میں آیا ہے کہ حضرت خواجہ مودود اوّلؒ صغیر سنی میں ایک دن اپنے والد کے زمانے میں مدرسہ کیطرف جا رہے تھے۔ بہار کا موسم تھا۔ نیز دریا میں سیلاب بھی آیا ہوا تھا اور پانی اس تیزی سے بہہ رہا تھا کہ پتھر اڑ اڑ کر دور گر رہے تھے۔ پانی کی تیزی کی وجہ سے کسی شخص کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ پانی سے گذر سکے یا اس کے اندر پاؤں رکھ سکے۔ حضرت خواجہ نے جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے مذاق سے فرمایا کہ میں اس پانی سے گزر جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا اگر آپ اس طوفان سے گزر جاتے ہیں تو ہم سب آپ کے مرید ہو جائیں گے۔ اور آپ کی ولایت کا اقرار کر لیں گے۔ آپ نے جوتا بھی نہ اتارا اور بجلی کی طرح آنِ واحد میں پانی سے گزر گئے

marfat.com

اور پھر واپس آ گئے۔ لیکن آپ کا جوتا تک تر نہ ہوا۔ اِس وقت دو سو آدمی موجود تھے۔ آپ کی کرامت دیکھکر سب کے سب مرید ہو گئے۔

ایام طفلی ہی میں ایک دفعہ آپ مدرسہ میں تھے۔ اُس وقت قحط سالی کا زمانہ تھا اور عوام سخت مصیبت میں گرفتار تھے۔ مدرسہ کے لڑکوں اور استادوں نے مل کر آپ سے استدعا کی کہ خدا تعالےٰ سے دعا کریں کہ غربا و مساکین کو کوئی نعمت عطا فرماویں۔ آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور لوگوں کی طرف اس قدر مٹھائی پھینکی کہ اٹھانے سے عاجز آ گئے۔ لیکن اس میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ لوگوں کے اندر اس قدر جوش و خروش پیدا ہوا کہ فتنہ و فساد کا اندیشہ ہوا اور حضرت خواجہ نے مٹھائی لٹانا بند کر دیا۔ یہ دیکھکر حاضرین فوراً مرید ہو گئے۔ جب یہ خبر آپ کے والد ماجد تک پہنچی۔ اُنہوں نے بیٹے کو طلب کیا اور تنبیہ فرمائی کہ ان باتوں سے پرہیز لازم ہے۔ کیونکہ ہمارے مشائخ کرامات ظاہر نہیں کرتے بلکہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔ تم کیوں شہرت دے رہے۔ ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے روز خواجگان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ لیکن آپ کے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ یہ بچہ ایک دن کمالات کا مالک ہو گا اور قطب الاقطاب بن جائے گا۔ آخر وہی ہوا جو اُنہوں نے فرمایا تھا۔

عجیب شکار

ایک دفعہ آپ شکار کی خاطر جنگل کو گئے وہاں ایک رباطہ بنی ہوئی تھی لوگوں سے آنکھ بچا کر آپ اس کے اندر چلے گئے اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ دوسرے لوگ شکار میں مشغول تھے۔ رباطہ کے اندر دس ہزار جن مجاور رہتے تھے اور حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ آپ کو دیکھ کر تمام جنوں نے آ کر قدس بوسی کی اور آپ کے گرد و پیش بیٹھ گئے۔ جب شکاریوں کو معلوم ہوا کہ آپ کہیں غیب ہو گئے ہی تو تلاش کرتے ہوئے رباطہ میں آئے تو کیا دیکھتے ہی آپ جنات اور رجال الغیب کے درمیان بیٹھے ہیں۔ اور وہ لوگ ہا ہو کے نعرے لگا رہے ہیں۔ بعض لوگ اندر آ کر زمین بوسی کر رہے تھے۔ بعض قدم بوسی کر کے باہر جا رہے تھے شکاریوں نے حاضر ہو کر اپنا شکار پیش کیا۔ شکار میں بعض شیر دار جانور بھی تھے بعض نر

marfat.com

تھے۔ بعض مادہ۔ حضرت اقدس نے حکم دیا کہ ان کا دودھ نکالا جائے اگرچہ وہ دودھ کا موسم نہ تھا لیکن آپ کی دعا کی برکت سے اس قدر دودھ برآمد ہوا کہ سب لوگوں نے سیر ہو کر پیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ سب آپ کے مرید ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کی کرامات کی شہرت سارے زمانے میں ہو گئی اور چاروں طرف سے لوگ حاضر ہو کر مرید ہونے لگے

زیارت کعبہ نقل ہے کہ حضرت اقدس کے دل میں جب خانہ کعبہ کے طواف کی خواہش پیدا ہوتی تھی تو آپ آنِ واحد میں وہاں پہنچ جاتے تھے اور حج ادا کر کے واپس آجاتے تھے۔ بعض اوقات جب آپ کے دل میں ملال پیدا ہوتا تو حق تعالیٰ کے حکم سے فرشتے خانہ کعبہ کو حضرت اقدس کے سامنے لاتے تھے اور آپ طواف کرتے اور مناسکِ حج ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد وہ کعبہ کو اپنے مقام پر لے جاتے تھے۔

سیر الاقطاب میں آیا ہے کہ حضرت اقدس کا خلق اس قدر عظیم تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ جس چیز سے وہ خوش ہوتا تھا آپ عطا فرماتے تھے۔ آپ کی خدمت جو شخص حاضر ہوتا تھا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کو پہلے آپ سلام کرتے تھے۔ اور راست قد کھڑے ہو کر اس کی تعظیم کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے خادموں اور غلاموں سے بھی یہی سلوک کرتے تھے۔

ذوق سماع آپ سماع بہت سنتے تھے۔ اور بہت ذوق و شوق سے مجالس سماع منعقد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی مجالس سماع میں کثرت سے اولیاء و مشائخ اور چھوٹے اور بڑے شریک ہوتے تھے جس میں ہر قسم کے نفیس کھانے کھلائے جاتے تھے۔ مجلس کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوتا تھا۔ نیز آخر میں بھی قرآن پڑھا جاتا تھا۔

مجلس سماع میں غیب ہو جانا کتاب جامع السلاسل میں لکھا ہے آپ نے تیس سال تک بستر تکیہ پر نہ رکھا۔ اور ساری عمر آپ نے ایک خرقہ کا لباس زیب تن رکھا۔ جب کپڑا کسی جگہ سے پھٹ جاتا تھا۔ تو آپ اس پر گرہ لگا دیتے تھے۔ ایک دن آپ وسط سماع میں مجلس سے غیب ہو گئے۔ اور کچھ

marfat.com

دیر کے بعد ظاہر ہوئے۔ ایک درویش نے دریافت کیا یا حضرت آپ کس طرح ہماری نظروں سے غیب ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا جب تک ہمیں جواب دینے کا حکم نہیں ملیگا جواب نہیں دینگے۔ دوسرے دن وہ بزرگ پھر آئے اور وہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا حق تعالےٰ کا ایک مقام ہے جس کا نام نورِ اسود (سیاہ نور) ہے۔ اس مقام تک بجز سماع کے کسی بزرگ کی رسائی نہیں ہوتی۔ جب صاحب سماع اس مقام پر پہنچتا ہے تو خلق کی نظروں سے گم ہو جاتا ہے۔ ظاہر بین لوگ خیال کرتے ہیں کہ غیب ہو گیا ہے لیکن وہ موجود ہوتا ہے۔ محبوب اس کو فرطِ محبت میں اپنے لباس سے ملبوس کرتا ہے اور وہ محبوب کے نور میں چھپ جاتا ہے۔ جس طرح کہ ستارہ نورِ آفتاب میں گم ہو جاتا ہے اُس وقت اُسے سوائے محبوبِ حقیقی کے یا اس ولیٔ کامل کے جو عرفان کے بلند ترین مقامات پر فائز ہوتا ہے دوسرا کوئی شخص نہیں دیکھ سکتا۔

سماع میں رونے اور تبسم کرنے کی وجہ

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ مجلس سماع میں آپ کی دونوں آنکھیں ہوا میں دیکھتی رہتی تھیں کبھی آپ گریہ اور کبھی تبسم فرماتے تھے۔ اور آپ کا چہرہ بے حد سرخ ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ ایک درویش نے کہا کہ یا حضرت سماع میں کبھی آپ اس قدر روتے ہیں کہ سب لوگ رونے لگ جاتے ہیں۔ اور کبھی آپ ایسا تبسم کرتے ہیں کہ چہرہ سرخ اور روشن ہو جاتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ جب صاحب سماع محبوبِ حقیقی کی صفت جمال کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے بے انداز لطف و کرم کو دیکھتا ہے متبسم ہوتا ہے اور چہرہ روشن ہو جاتا ہے۔ جب اس کو صفت جلال میں دیکھتا ہے تو خوف زدہ ہوتا ہے اور چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔

اقسام سماع

اس فقیر کو اپنے مشائخ سے سینہ بسینہ یہ بات بتائی گئی ہے کہ سماع کی کئی قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ ابتدائے حال میں محبوب کے ہجر و فراق کی وجہ سے اس کے دل میں اضطراب و قلق پیدا ہوتا ہے جس کا صوفی پر اثر ہوتا ہے لیکن مشائخ عظام کے نزدیک یہ حالت زیادہ بلند نہیں ہوتی۔

marfat.com

دوسری قسم یہ ہے کہ صوفی عروج یعنی پرواز کے دوران بے حس و حرکت ہوجاتا ہے حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقیم (محبوب) کی متابعت میں مسافر (صوفی) کا دم منقطع ہوگیا ہے یہ اچھی حالت ہے لیکن یہ بھی مبتدی کا مقام ہے۔ جو عروج کے زمانے میں اُسے حاصل ہوتا ہے لہ

تیسری قسم یہ ہے کہ جب روحِ اعلیٰ کو رقص کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو رقص میں آجاتا ہے اور اختیار سے نکل جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب روح ساکن ہوجاتی ہے یا نظر سے غیب ہوجاتی ہے تو تسکین حاصل ہوتی ہے پہلی قسم کے سماع کی علامت چہرے کی سرخی ہے۔ دوسری قسم کی علامت چہرے کی زردی ہے اور یہ قسم معتبر و اعلیٰ سمجھی جاتی ہے۔ تیسری قسم اس سے بھی زیادہ بزرگ ہے چوتھی قسم اس سے بھی زیادہ بلند ہے۔ جب سالک مشاہدۂ روحِ اعظم میں غرق ہوجاتا ہے۔ اور اس کی مطابقت میں با متابعت میں رقص کرتا ہے۔ اس حالت میں ان کا اکثر ظاہری جسم روح کا حکم رکھتا ہے اور خلق کی نظروں سے غیب ہوجاتا ہے۔ یہ سب سے ارفع و اعلیٰ حالت ہے۔ جس میں چہرہ کا رنگ اور آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں۔ اور صوفی کی صورت خلق کی نظروں میں بہت مہیب (خوفناک) ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ صوفیاء کے حال سے ظاہر ہوتا ہے۔

پانچویں قسم یہ ہے کہ سالک پر یا حالتِ ہجر طاری ہوتی ہے یا وصال۔ اور دونوں حالتوں میں وہ رقص کرتا ہے۔ کبھی اس پر گریہ ہوتا ہے اور کبھی ہنستا ہے یہ دونوں حالتیں بدلتی رہتی ہیں یعنی جب مطلوب غیب ہوجاتا ہے تو گریہ کرتے ہیں جب حاضر ہوجاتا ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ یہ حالت بہت ہی بلند ہوتی ہے کیونکہ ہجر و وصال بیک وقت واقع ہوتے ہیں۔ اس وقت صوفی کا رنگ بدلتا رہتا ہے کبھی سرخ ہوجاتا ہے

لہ سیر الی اللہ کے زمانے میں۔ اس کے بعد سیر فی اللہ یعنی فنا فی اللہ ہے پھر سیر باللہ اور سیر مع اللہ ہے اس کے بعد سیر من اللہ شروع ہوتی ہے اور سالک دوبارہ اپنے مقام دوئی اور کثرت میں واپس آتا ہے اس مقام کا نام عبدیت یا عبودیت یا بقا باللہ ہے جہاں سالک فنا کی محویت اور استغراق سے نکل کر مقام صحو و ہوشیاری پر آتا ہے فرائض زندگی ادا کرتا ہے اور لوگوں کی ہدایت کا کام کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

marfat.com

کبھی زرد۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ مودود اولؒ اور تمام مشائخ چشت کا رقص اس آخری قسم اور دوسری اور تیسری قسم کا جامع ہوتا تھا، اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ، حضرت شاہ جلال الدین تھانیسریؒ، حضرت شیخ نظام الدین تھانیسریؒ، بندگی شیخ ابوسعید گنگوہیؒ، بندگی شیخ محمد صادقؒ، بندگی شیخ داؤدؒ، اور راقم الحروف کے شیخ قطب الاقطاب فرد الاحباب، پیر دستگیر بندگی شیخ سوندھا سفید دنیؒ اور سلسلہ شریفہ قدسیہ کے دوسرے مشائخ مثل شیخ ابراہیم رامپوریؒ، شیخ ابراہیم مرادآبادی وغیرہ کا سماع اور وجد بھی ان تینوں اقسام کا جامع تھا۔ اگر عین حال میں سالک کا رنگ مٹی کی طرح ہو یعنی سیاہی میل اور اس کی آنکھیں سفید اور حیران ہوں اس حال سے شیطان کی مراجعت اور غلبہ جن ظاہر ہوتا ہے۔ اس سے پرہیز لازم ہے اور اس قسم کے حال کے صوفی کو صوفیائے کرام کی مجالس میں داخل نہیں ہونے دینا چاہیئے۔

حضرت شیخ احمد جامؒ سے ملاقات

سیر الاقطاب میں مرقوم ہے جب حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد چوبیس سال کی عمر میں مسند سجادگی پر متمکن ہوئے اور یہ خبر حضرت شیخ احمد جام زندہ پیلؒ تک پہنچی تو فرمانے لگے کہ خواجہ مودود اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا ہے لیکن ابھی بچہ ہے مجھے جا کر اس کی تربیت کرنی چاہیئے۔ اور اپنے ہاتھ سے سجادہ پر بٹھانا چاہیئے۔ چنانچہ وہ جام سے چشت کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہرات پہنچے تو بعض فتنہ پرداز لوگوں نے دونوں بزرگوں کے مابین عداوت پیدا کرنے کی خاطر حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کی خدمت میں جا کر کہا شیخ احمدؒ جام کے یہاں آنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی ولایت میں دخل دے۔ اس پر خواجہ مودودؒ نے تھوڑی دیر کے لئے سرنگوں ہو کر مراقبہ کیا اور سر اٹھا کر فرمایا جو کچھ تم لوگوں نے کہا ہے جھوٹ ہے شیخ احمد جام ازروئے محبت و اخلاص مجھے تقویت پہنچانے کی خاطر آرہے ہیں اس اثنا میں کسی نے آکر خبر دی کہ شیخ احمد جام نزدیک آگئے ہیں حضرت خواجہ مودودؒ نے استقبال کا ارادہ کیا۔ اس پر اُن فتنہ پرداز لوگوں نے کہا کہ استقبال کے لئے جانے میں آپ کو کلی اختیار ہے لیکن اپنے ساتھ کافی

marfat.com

لوگ لے جائیں۔ حضرت خواجہ نے ان کی باتوں کی طرف توجہ نہ کی اور اپنے تمام مریدوں
اور صوفیوں سمیت جن کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی روانہ ہو گئے۔ اس وقت خواجہ
مودود چشتی کے ہرات اور چشت کے درمیان بارہ ہزار مرید اور خلفاء تھے۔ آپ جہاں
سے گزرتے تھے خلقت ساتھ ہو جاتی تھی۔ اس سبب سے آپ کے ساتھ خلقت
کا ہجوم ہو گیا۔ جب دریائے تونک کے کنارے پر پہنچے جو قصبہ ماران اور سافلان کے
درمیان ہے تو دونوں بزرگ ایک دوسرے آمنے سامنے آگئے۔ اُس وقت
شیخ احمد جام ایک شیر پر سوار تھے اور حضرت خواجہ مودود چشتی دیوار پر سوار ہو کر
چشت سے آئے تھے اور دیوار ہوا سے بھی زیادہ تیز چلتی تھی۔ شیخ احمد جام کے اصحاب
نے جب خواجہ مودود کے ساتھ خلقت کا ہجوم دیکھا تو شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ
نے فرمایا فکر نہیں خواجہ مودود ہماری ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ اور یہ خلقت کا انبوہ
جو تم لوگ دیکھ رہے ہو سب اُن کے مرید ہیں۔ آخر شیخ احمد جام کے آدمیوں نے دوسری
طرف سے آواز دی کہ دریا کو عبور کر کے آپ آئیں گے یا ہم آئیں۔ خواجہ مودود نے فرمایا
آپ حضرات دور سے تشریف لائے ہیں اور ہماری خاطر آئے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے
کہ ہم آپ کی خدمت میں آئیں۔ یہ فرمایا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے دیوار سے نیچے
اُترنے اور برق کی طرح دریا سے گذر گئے۔ جب دونوں بزرگوں کے درمیان ملاقات ہوئی
تو شیخ احمد جام نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ہمارا خیال صحیح نہیں تھا۔ خواجہ مودود کاملین
روزگار میں سے ہیں۔ الحمد للہ کہ مجھے اُن کے دیدار کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اس کے بعد دونوں
بزرگان کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ حضرت خواجہ مودود نے کہا کہ چونکہ آپ ہمارے
مہمان ہیں غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمادیں اور ہمارے مشائخ عظام کی زیارت بھی کریں
شیخ احمد جام نے جواب دیا کہ یہاں آنے کا مقصد آپ کی زیارت تھا اور وہ بوجہ احسن
میسر آئی ہے۔ جہاں تک آپ کے مشائخ کی زیارت کا تعلق ہے وہ یہاں سے بھی ہو
سکتی ہے اس وجہ سے کہ اولیاء اللہ کے روح کا تصرف اور ولایت کا اثر ہر جگہ ہے جس
جگہ سے کوئی شخص روئے نیاز ان کی طرف کرتا ہے توجہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ چشت کی

marfat.com

طرف منہ کر کے زمین بوس ہوئے اور فاتحہ پڑھ کر خواجہ علی حکیم کے مکان پر چلے گئے جو ان کا معتقد تھا۔ حضرت خواجہ مودود بھی وہاں تک ساتھ گئے۔ غرضیکہ دونوں بزرگ تین دن تک وہاں رہے اس اثنا میں مجلس سماع بھی منعقد کرائی اور وجد وحال میں مشغول رہے

اس سے پہلے شیخ احمد جامؒ کے خادم نے آپ سے پوچھا تھا کہ بستر کہاں بچھایا جائے آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ ایک مہم درپیش ہے۔ جب رات ہوئی تو دونوں بزرگ سماع میں مشغول ہو گئے اُن فتنہ پرداز لوگوں نے جن کی بات پر پہلے خواجہ مودودؒ نے کان نہیں دھرا تھا موقعہ غنیمت جان کر اسلحہ اٹھایا اور مجلس میں گھس آئے تاکہ شیخ احمد جامؒ کو قتل کر دیں اور نام خواجہ مودود چشتیؒ کا ہو کہ انہوں نے قتل کر دیا ہے۔ جونہی حضرت شیخ کی نگاہ اُن پر پڑی ان پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس کے بعد دونوں بزرگوں نے جب اُن لوگوں پر غضب کی نگاہ کی تو بے ہوش کر گر پڑے اور جب تک وہ سماع سنتے رہے یہ لوگ بے ہوش پڑے رہے۔ جب وہ لوگ ہوش میں آئے تو شیخ احمد جامؒ نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ یا خواجہ یہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت خواجہ کو پہلے ہی سے حال معلوم تھا سارا ماجرا ان کے سامنے بیان کر دیا۔ شیخ احمد جام نے فرمایا بابائے من! ان کو اپنے کئے کی سزا مل چکی ہے اب ان کو معاف کر دینا چاہیئے۔ حضرت خواجہ مودودؒ نے فرمایا ان لوگوں نے آپ کے ساتھ بدتمیزی کی ہے جب تک آپ معاف نہیں فرمادیں گے۔ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ شیخ نے فرمایا میں نے ان کا قصور معاف کیا۔ یہ کہنا تھا کہ ان کی حالت درست ہو گئی اور آکر دونوں بزرگوں کے قدموں میں گر گئے۔ اور توبہ کی۔ حضرت شیخ نے فاتحہ پڑھا اور اپنے وطن کی طرف روانہ ہو گئے۔ جاتے وقت اُنہوں نے خواجہ مودودؒ کو تحصیل علم کے لئے تاکید فرمائی اور فرمایا کہ درویشِ بے علم کوئی چیز نہیں ہے اگرچہ آپ کا علم معرفت کمال پر ہے علم ظاہری بھی ضروری ہے تاکہ ظاہر اور باطن ایک ہو جائے۔ حضرت خواجہ نے ان کی نصیحت قبول فرمائی اور چشت کی طرف روانہ ہو گئے اُسی سال آپ تحصیل علم کی خاطر بلخ تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے ان دونوں بزرگوں کی ملاقات کا اپنے مکتوبات میں بہت مختصر ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ احمد جامؒ

marfat.com

نے چند یوم ہرات میں بسر کرنے کے بعد مزاراتِ چشت کی زیارت کا قصد کیا دوسری طرف جب خواجہ مودود چشتیؒ کو اسبات کی خبر ہوئی تو خلقت کے ہجوم کے ساتھ شہر سے باہر نکل آئے۔ دونوں بزرگوں کی ملاقات راستے میں ہوئی۔ انہوں نے ایک دوسرے کی مزاج پرسی کے بعد ولایت کی حد مقرر کی ؎

از سوئے خورشید زاں سوئے ماہ　　رسیدہ بہ برجے قراں با فلند
بہم ماہ و خورشید بردہ نور　　کشیدہ شدسے درمیاں یا فلند

(اس طرف سے سورج تھا اُس طرف سے چاند۔ چاند اور سورج کے انوار نے یکجا ہو کر درمیان میں ایک حد قائم کر دی) چنانچہ اتفاق رائے سے انہوں نے سدِ سکندری قائم کی اور اپنی اپنی ولایت کی طرف چلے گئے۔

لیکن مولانا جامیؒ اپنی کتاب نفحات الانس میں اس واقعہ کو دوسرے انداز میں بیان کرتے ہیں لیکن چونکہ حضرت خواجہ مودودؒ کے ملفوظات میں اسی طرح درج ہے جیسے کہ اُوپر لکھا جا چکا ہے ہم نے اس پر اکتفا کیا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب سیرالاقطاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ مودود چشتیؒ قدس سرہٗ شیخ احمد جامؒ سے رخصت ہو کر چشت کی طرف روانہ ہوئے آپ کا گذر ایک ایسی جگہ سے ہُوا جہاں یا مودود یا مودود کی آواز آ رہی تھی۔ چنانچہ آپ اُسی طرف اکیلے چلے گئے جہاں سے آواز آ رہی تھی آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی بیٹھا یہ الفاظ کہہ رہا ہے آپ نے چلا کر فرمایا کہ بندہ خدا یہ کس کا نام لے رہے ہو۔ اس نے کہا مجھے آپ اس نام کے ورد سے کیوں منع کرتے ہیں۔ میں ایک نابینا آدمی ہوں مجھے اپنے اندھاپن سے بہت تکلیف ہوئی تو میں بارگاہ رب العزت میں رویا۔ فرمان ہُوا کہ میرا ایک برگزیدہ بندہ ہے جس کا نام مودود ہے تم اس کا نام وردِ زبان کرو۔ وہ ایک وقت تمہارے پاس آئے گا اور دعا کرے گا اور اس کی دعا کی برکت سے تم بینا ہو جاؤ گے اور آج وہی وعدہ کا دن ہے لیکن اب تک وعدہ پورا نہیں ہوُا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو میں مودود ہوں اور فرمانِ الٰہی کے مطابق تیرے پاس پہنچ گیا ہوں۔ نابینا نے عرض کیا کہ دوستِ خدا

marfat.com

کا واسطہ مان کر مجھ پر مہربانی فرمادیں۔ حضرت خواجہؒ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر اپنا لعاب دہن اس کی آنکھوں میں لگایا جس سے وہ فوراً بینا ہوگیا۔ اس فقیر راقم الحروف کو حضرت خواجہ کے ننانوے نام الہام ربانی کے ذریعے معلوم ہوئے ہیں بلکہ مشائخ چشت قدس اسرار ہم ہی کے ذریعے ملے ہیں۔ یہ بندہ ہمیشہ ان کا ورد کرتا تھا۔ جب باطن سے اس کتاب کے لکھنے کا اشارہ ہوا تو اس کے اندر برکت کے طور پر حضرتؒ قدس کے وہ ننانوے نام بھی لکھ دیئے۔ تاکہ لوگ ان اسمائے معظم ومکرم سے مستفیض ہوں۔ اور اپنے مقاصد کے حصول میں ان کو وسیلہ بنائیں۔ ان اسمائے معظم ومکرم کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل وآخر سات بار درود شریف اور ستاون بار سورۂ فاتحہ پڑھے اور ان اسمائے کو وظیفہ کے طور پر ایک بار یا تین بار یا پانچ بار یا سات بار پڑھے۔ زیادہ سے زیادہ بارہ بار پڑھ سکتا ہے اور ہر روز تمام حاجات پورا کرنے کیلئے اکتالیس بار فجر کی سنت اور فرض کے درمیان پڑھے اکتالیس بار ظہر کی سنت وفرض کے درمیان، اکتالیس بار مغرب کے فرض اور سنت کے درمیان پڑھے اور یہ عمل اکتالیس دن تک جاری رکھے بفضلہٖ تعالےٰ ضرور حاجت پوری ہوگی۔ یہ عمل کبریت احمر کا اثر رکھتا ہے۔ اگر یہ اسمائے خلائق کے جذبِ قلوب وتسخیر کے لئے پڑھے تو بھی انہیں تین اوقات میں اُسی تعداد سے پڑھے۔ لیکن سورۂ فاتحہ معکوس کو بھی ہر مرتبہ اوّل آخر اکتالیس بار پڑھے۔ مشرق سے مغرب تک مشہور ہوجائے گا۔ اور ساری خلقت اس کی مسخر ہوجائے گی۔ اور سلاطین اس کے در کی خاک کو سرمہ بنالیں گے۔ اور ان اسماء کا اکتالیس بار پڑھ کر مریض پر دم کرنا کبریت احمر کا اثر رکھتا ہے۔ حضرت خواجہ مودود قدس سرہٗ کے اسماء یہ ہیں:۔

الٰہی بحرمتِ محب مودود، الٰہی بحرمتِ قطب الاقطاب مودود، الٰہی بحرمتِ غوث الاغواث مودود، الٰہی بحرمتِ حجۃ اللہ فی الارض والسماء مودود، الٰہی بحرمتِ سید المشائخ مودود، الٰہی بحرمتِ قافلہ سالار مودود، الٰہی بحرمتِ محرم بارگاہ لی مع اللہ مودودؒ الٰہی بحرمتِ سیر قاب قوسین او ادنیٰ مودود، الٰہی بحرمتِ دخیل اسرار سبحان الذی اسریٰ مودود

marfat.com

الٰہی بحرمتِ چراغ شریعت مودودؒ، الٰہی بحرمت ستارۂ طریقت مودودؒ، الٰہی بحرمتِ ماہتاب حقیقت مودودؒ، الٰہی بحرمتِ آفتاب معرفت مودودؒ، الٰہی بحرمتِ شاہباز قضائے لاہوت مودودؒ، الٰہی بحرمتِ فرد مودودؒ، الٰہی بحرمتِ قطب وحدت مودودؒ، الٰہی بحرمتِ شاہد مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مشہود مودودؒ، الٰہی بحرمتِ شیخ الجن والانس مودودؒ، الٰہی بحرمتِ شیخ البر والبحر مودودؒ، الٰہی بحرمتِ شیخ السمٰوات والارضین مودودؒ، الٰہی بحرمتِ شیخ الملائک مودودؒ، الٰہی بحرمتِ عرش مودودؒ، الٰہی بحرمتِ کرسی مودودؒ، الٰہی بحرمتِ لوح مودودؒ، الٰہی بحرمتِ قلم مودودؒ، الٰہی بحرمتِ صابر مودودؒ، الٰہی بحرمت شاکر مودودؒ، الٰہی بحرمت عالم مودودؒ، الٰہی بحرمتِ معلم مودودؒ، الٰہی بحرمتِ طاہر مودودؒ، الٰہی بحرمت مہدی مودودؒ، الٰہی بحرمتِ اوّل مودودؒ، الٰہی بحرمتِ آخر مودودؒ، الٰہی بحرمتِ ہادی مودودؒ، الٰہی بحرمتِ ہدی مودودؒ، الٰہی بحرمت عارف مودودؒ، الٰہی بحرمت معروف مودودؒ، الٰہی بحرمتِ کامل مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مکمل مودودؒ، الٰہی بحرمتِ اکمل مودودؒ، الٰہی بحرمتِ والی مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مولےٰ مودودؒ، الٰہی بحرمتِ حافظ مودودؒ، الٰہی بحرمتِ محفوظ مودودؒ، الٰہی بحرمتِ قادر مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مقتدر مودودؒ، الٰہی بحرمتِ قبلہ مودودؒ، الٰہی بحرمتِ موحّد مودودؒ، الٰہی بحرمتِ توحید مودودؒ، الٰہی بحرمتِ واحد مودودؒ، الٰہی بحرمتِ موجود مودودؒ، الٰہی بحرمت کریم مودودؒ، الٰہی بحرمتِ جوادٓ مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مجتبیٰ مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مرتضےٰ مودودؒ، الٰہی بحرمتِ حامد مودودؒ، الٰہی بحرمتِ محمود مودودؒ، الٰہی بحرمت ذاکر مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مذکور مودودؒ، الٰہی بحرمتِ نور مودودؒ، الٰہی بحرمت منوّر مودودؒ، الٰہی بحرمتِ غنی مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مغنی مودودؒ، الٰہی بحرمتِ فقیر مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مسکین مودودؒ، الٰہی بحرمتِ کاشف اسرار مودودؒ، الٰہی بحرمتِ سماع مودودؒ، الٰہی بحرمت حامل خفیات قرآن مودودؒ، الٰہی بحرمتِ شفیع مودودؒ، الٰہی بحرمتِ شافع مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مشفع مودودؒ، الٰہی بحرمت محی الملۃ مودودؒ، الٰہی بحرمتِ ماحیُ البدعۃ مودودؒ، الٰہی بحرمتِ قریب مودودؒ، الٰہی بحرمت مجیب مودودؒ، الٰہی بحرمتِ غوّاص بحر ذات مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مستغرق بحار صفات مودودؒ، الٰہی بحرمتِ قانع مودودؒ، الٰہی بحرمتِ صاحب خلوت مودودؒ، الٰہی بحرمتِ غافر الذنوب مودود، الٰہی

marfat.com

بحرمتِ ستار مودودؒ، الٰہی بحرمتِ فیاض مودودؒ، الٰہی بحرمتِ صاحب خرقہ مودودؒ، الٰہی بحرمتِ واہب العطیات مودودؒ، الٰہی بحرمتِ ساجد مودودؒ، الٰہی بحرمتِ راکع مودودؒ، الٰہی بحرمتِ فاتح مودودؒ، الٰہی بحرمتِ فتّاح مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مظہر العجائب مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مجمع الغرائب مودودؒ، الٰہی بحرمتِ مالک مودودؒ، الٰہی بحرمتِ منتظر مودودؒ، الٰہی بحرمتِ معطی السائلین مودودؒ، الٰہی بحرمتِ قاضی الحاجات مودودؒ، وَاقض جمیع حوائجی من الدنیا وَ الآخرۃ واحفظنی من الآفات والبلیات، وَسخّرلی قلوب السلاطین والامراء وجمیع المخلوقات والحمدللّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

علمائے بخارا کا حسد اور آپ کی فتح

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ جب شیخ احمد جام کی نصیحت کے مطابق حضرت خواجہ مودودؒ چشتی قدس سرہٗ تحصیل علوم کی خاطر بلخ کی طرف روانہ ہوئے اور سفر طے کرتے ہوئے شہر کے قریب پہنچے۔ شہر کے امراء و روساء، خواتین، مشائخ، بزرگ، اکابر، اصاغر وغیرہ استقبال کے لئے باہر نکل آئے اور آپ کے قدوم ممنت لزوم کو برکت تصور کرتے ہوئے نہایت عزت واکرام کے ساتھ شہر کے اندر لے گئے اور خوب خدمت وتواضع کی لیکن شہر کے علماء اپنی عادت سے مجبور ہو کر حسد کرنے لگے اور انہوں نے یہ مشہور کر دیا کہ چشت سے ایک شخص ہزاروں مریدوں ایسے مریدوں کے ساتھ آیا ہے۔ جو اہل بدعت ہیں اور سماع و سرود سنتے ہیں اب وہ چاہتا ہے کہ اس شہر کے لوگوں کو بھی ان چیزوں میں مبتلا کرے۔ اسلئے اُسے مہلت نہیں ملنی چاہیئے اور اس کا امتحان لینا چاہیئے کہ اگر وہ علم لدنی رکھتا ہے وہ صاحب کرامت ہے تو دلیل پیش کرے ورنہ وہ ملزم ہے اور اُسے شہر سے باہر نکال دینا چاہیئے۔ یہ قرار داد لیکر شہر کے تقریباً چار سو متبحر علماء اور مفتیان وقت جامع مسجد بلخ میں جمعہ کے دن جمع ہو گئے۔ حضرت اقدس بھی تشریف لے آئے۔ نماز کے بعد وہ سب لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور ہر علم میں سے مشکل سے مشکل سوالات پیش کئے۔ حضرت اقدس نے اُن کے ہر سوال کا جواب اس خوبی اور زور سے دیا کہ وہ عاجز آ گئے اور سخت شرمندہ ہوئے۔ جب ان کی کوئی

marfat.com

بات نہ چلی تو سماع کا مسئلہ پیش کیا کہ یہ شرع میں حرام ہے اس علم وفضل کے باوجود آپ نے اسے کیوں جائز قرار دے دیا ہے۔ حضرت خواجہؒ نے جواب دیا کہ چونکہ میرے مشائخ جن میں سے ہر ایک ظاہری و باطنی علوم کا جامع تھا اور اُن سے کوئی عمل خلاف شرع صادر نہیں ہوتا تھا صاحب سماع تھے وہ اِسے بدعت اور خلاف شریعت نہیں سمجھتے تھے مثلاً سلطان ابراہیم ادہم قدس سرہٗ جو آپ لوگوں کے شیخ اور مقتدا تھے اور جن کی ذات بابرکات پر آپ لوگ فخر کرتے ہیں ہمیشہ سماع سنتے تھے اور کوئی شخص ان کو منع نہیں کرتا تھا ہم چونکہ ان کے مرید ہیں اس لئے ان کی متابعت کو ہم فرض عین سمجھتے ہیں، ہم کیوں سماع سے پرہیز کریں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے شیخ سلطان ابراہیم ادہمؒ کاملان روزگار میں سے تھے اور مجتہد وقت تھے وہ سماع سنتے تھے اور اکثر اور باتیں بھی ان کے اندر تھیں مثلاً وہ ہوا میں اڑ جاتے تھے اور لوگ اسبات کا مشاہدہ کرتے تھے۔ آپ ان کی متابعت کا دم بھرتے ہیں لہذا آپ بھی ان کی طرح ہوا میں اڑ کر دکھا دیں تو ہم جانیں کہ آپ صاحب ولایت اور بہت باعظمت ہیں۔ ابھی ان کی بات ختم نہیں ہوئی تھی۔ کہ حضرت اقدس جست لگا کر مجلس سے اٹھے اور ہوا میں اڑنے لگے۔ کچھ دیر تک پرندے کی طرح اِدھر اُدھر تیزی سے پرواز کرتے رہے اور رفتہ رفتہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ یہ دیکھ کر اہل مجلس پر رعب طاری ہو گیا۔ اور جب حضرت اقدس واپس آئے تو وہاں جو دس ہزار آدمی موجود تھے۔ سب کے سب حضرت اقدس کے مرید ہو گئے۔ لیکن وہ سنگ دل علماء جو آپ کے بحث کرنے آئے تھے کہنے لگے کہ ہم اس قسم کی چیزوں کا اعتبار نہیں کرتے۔ یہ کام تو جوگی بھی کر لیتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں ہمیں کیا معلوم کہ یہ فعل رحمانی ہے یا شیطانی۔ مسجد کے دروازہ پر ایک بہت بڑی چٹان پڑی جس کو پانچ سو آدمی بھی نہیں ہلا سکتے تھے۔ اُنہوں نے کہا آپ اس چٹان کو اپنے پاس بلائیں اگر وہ آکر گواہی دے کہ آپ صاحب ولایت ہیں تو پھر ہمیں آپ کی بزرگی تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہو گا۔ آپ نے فوراً اس چٹان کو اشارہ کیا حالانکہ وہ آدھی زمین کے اندر گڑھی ہوئی تھی الٹتی پلٹتی حضرت

marfat.com

اقدس کے سامنے آئی اور گفتار میں آکر کہنے لگی کہ اے مسلمانو! حضرت خواجہ مودودؒ بڑے بزرگ، صاحب ولایت اور باعظمت ہیں۔ اُن کے تمام اقوال و افعال شریعت کے مطابق اور رحمانی ہیں۔ تین بار یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔ اس سے سب لوگوں کے شکوک رفع ہو گئے۔ ناچار حضرت اقدس کے قدموں میں سر رکھ کر پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔

دریا پر چلنا اس کے بعد حضرت اقدس بخارا تشریف لے گئے جب اُس دریا کے کنارے پر پہنچے جو بلخ و بخارا کے درمیان ہے تو آپ نے دیکھا کہ ایک قافلہ دریا سے گزر رہا ہے اور ملاح لوگ اُن سے اجرت وصول کر رہے ہیں حضرت اقدس نے اپنے مریدین اور فقرا سمیت کچھ دیر تک کشتی کی انتظار کی جب اُنہوں نے دیکھا کہ کشتی میسر نہیں آرہی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا اور مریدین کو بھی اشارہ فرمایا کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ صحیح سلامت دریا کے اس پار پہنچ گئے۔ آپ کے مریدین پانی پر اس تیزی سے چل رہے تھے کہ گویا کوئی زمین پر چل رہا ہے۔ لیکن وہ کشتی جو آپ سے پہلے روانہ ہوئی تھی ابھی دریا میں چکر کاٹ رہی تھی اس سفر میں کسی کا پاؤں تک تر نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لائے۔ بخارا پہنچ کر آپ تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے اور اکثر نوادرِ علوم حاصل کر لئے آپ نے اپنے اُستاد نجم الدین عمر سے علم فقہ پڑھا۔ یہ حضرت آپ سے بہت شفقت سے پیش آتے تھے جنوں کا بادشاہ بھی استاد نجم الدین سے علوم حاصل کر رہا تھا۔ اس کی حضرت خواجہؒ سے دوستی ہو گئی اور دونوں کے درمیان محبت اور دوستی کے عہد و پیمان مستحکم ہو گئے۔ چنانچہ اِس کا اثر آج تک حضرت خواجہ مودودؒ کی اولاد میں موجود ہے اور ان سے کوئی جن سروکار نہیں رکھتا۔ اور نہ نقصان پہنچاتا ہے۔ بخارا میں بھی حضرت اقدس کے ساتھ علما کی بحث جاری رہی جس کا ذکر آپ کی اولاد کے ضمن میں ہو چکا ہے۔ غرضیکہ آپ ہمیشہ اپنے دلائل و براہین سے علماء کو قائل کر کے معتقد و مطیع کرتے رہے۔

marfat.com

ایک مُشرک کا مُسلمان ہونا

اس کتاب میں یہ روایت بھی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح[۱] سے نقل کی گئی ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ مودودؒ کے ہاں عاشورہ کے دن خلقت کا ہجوم تھا اور آپ معرفت کے نکات بیان فرما رہے تھے کہ اچانک ایک نوجوان زاہد صورت، خرقہ پہنے مصلی کاندھے پر رکھے وارد ہوا اور ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ رح نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا ہاں کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ پوچھو۔ وہ جوان اُٹھ کر آگے آیا اور کہنے لگا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِتَّقُوا من الفر اسۃ المومن انّہ ینظر بنُورِ اللّٰہ (مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے)۔ اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم زنار اتار کر پھینک دو اور حق تعالےٰ کی وحدانیت پر ایمان لا کر مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے کہا نعوذباللہ میں کوئی زنار نہیں رکھتا۔ حضرت اقدس نے ایک خادم کو حکم دیا کہ اس کا کرتہ اتار دو۔ جب کرتہ اتارا گیا تو اندر سے زنّار برآمد ہوا جس سے وہ بہت شرمندہ ہوا اور ہائے ہائے کر کے رونے لگا۔ اس کے بعد وہ اُٹھ کر حضرت اقدس کے قدموں میں گر گیا۔ اور زنار توڑ کر صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔

تبرک کی بے ادبی اور سزا

مراۃ الاسرار[۲] میں کتاب سیر الاولیاء[۳] سے روایت نقل کی گئی ہے ایک دفعہ ایک بزرگ زادہ بدخشان سے

۱: حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں۔

۲: کتاب مراۃ الاسرار حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری کی تصنیف ہے۔ آپ شاہجہان بادشاہ کے ہمعصر تھے اور سلطنت مغلیہ کا نظم ونسق باطنی طور پر آپکے سپرد تھا یہ کتاب نایاب تھی لیکن حضرت شاہ شہید اللہ فریدی نے لندن کی میوزیم لائبریری سے اس کتاب کی نقل حاصل کر کے اردو ترجمے کے لئے مترجم کے حوالہ فرمائی۔ اب یہ کتاب بفضلہ تعالےٰ شائع ہو چکی ہے۔

۳: سیر الاولیاء یہ کتاب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے ایک مرید خواجہ خوردؒ کی تصنیف ہے اور مشائخ چشت وغیرہم کے حالات میں بڑی مستند کتاب مانی جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت شیخ کے سامنے لکھی گئی۔

marfat.com

حضرت خواجہ مودودؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت اور عطائے کلاہ کی درخواست کی۔ حضرت اقدس نے نور باطن سے معلوم کر لیا کہ وہ اسکے قابل نہیں ہے۔ لیکن تمام اصحاب نے سفارش کر کے اُسے کلاہ دلا دیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اے جوان اس کلاہ کے آداب بجا لانا ورنہ تم دیکھ لوگے کہ کیا ہوتا ہے۔ جب بدخشان واپس گیا تو لذات نفسانی میں گرفتار ہو کر حضرت اقدس کا فرمان بھول گیا۔ جب یہ خبر حضرت اقدس تک پہنچی تو آپ کے منہ سے نکلا کہ کلاہ اپنا کام کیوں نہیں کرتا۔ چنانچہ چند یوم کے بعد اسے ایک جرم میں گرفتار کر لیا گیا اور اس کی آنکھیں نکال لی گئیں۔

پیر کانوؒ کتاب اسرار المساکین میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہؒ نے اپنے ایک مرید سے جس کا نام غارو تھا فرمایا کہ آدھی رات کے وقت میرے دروازہ پر آنا تجھے نعمت عطا کی جائے گی۔ جب آدھی رات گزر گئی تو حضرت خواجہؒ گھر سے باہر تشریف لائے اور دروازہ پر بیٹھ گئے۔ غارو کو آنے میں دیر ہو گئی اسوقت ایک چور جو گلی کوچوں میں پھر رہا تھا حضرت اقدس کے دروازے کے سامنے سے گذرا۔ آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں چور ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے کہا کانو آپ نے فرمایا آگے آؤ تجھے نعمت عطا کروں اور حیات ابدی بخشوں۔ جب کانو آپ کے سامنے حاضر ہوا تو آپ نے ایک نگاہ سے اُسے خدا رسیدہ کر دیا۔ اور اندر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد غارو آیا۔ اور کانو نے اُسے تمام ماجرا سنایا۔ یہ دیکھ کر غارو حیران ہوا۔ اور کہنے لگا کہ تکلیف ہم اٹھائیں اور نعمت تو حاصل کرے۔ یہ کانو وہی ہے۔ جو آگے چل کر سلطان سرورؒ کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت اقدس نے نعمت دے کر اس کا نام پیر کانو رکھا۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ پیر کانو جو علاقہ ردہ میں دفن ہیں اور عظیم شہرت کے مالک ہیں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں اور یہی مراۃ الاسرار کی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

خلفاء بعض کتب معتبر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین مودودؒ چشتی قدس سرہٗ کے گیارہ خلفاء کامل اکمل تھے۔ اگرچہ یہ مشہور ہے کہ حضرت اقدس کے

marfat.com

دس ہزار خلفاء تھے جو بیت المقدس سے چشت اور بلخ تک پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن آپ کے ملفوظات میں بلکہ کسی اور کتاب میں گیارہ خلفاء سے زیادہ کا ذکر نہیں مل سکا۔ اس لئے مختصر کتاب میں حضرت اقدس کے ان گیارہ خلفاء

حضرت خواجہ ابی احمدؒ

کا ذکر کیا جاتا ہے آپ کے پہلے خلیفہ حضرت خواجہ ابی احمدؒ بن حضرت خواجہ مودود چشتیؒ ہیں جو اپنے والد ماجد کے جانشین ہوئے۔ آپ بڑے باعظمت اور صاحب کرامت بزرگ تھے آپ کا وصال ۵۷۷ھ میں خلیفہ ابوالعباس احمد بن مستفی جسکا لقب ناصر عباسی ہے کے زمانے میں ہوا۔ آپ سلاطین سلجوق کے بھی ہم عصر تھے۔

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ

آپ کے دوسرے خلیفہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ ہیں جو بہت بڑے بزرگ تھے اور حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کے نائب کل، خلیفۂ مطلق، سجادگی صوری و معنوی کے وارث اور نعمت ولایت ظاہری و باطنی کے حامل تھے۔ حضرت خواجہ مودود قدس سرہٗ کو اپنے مشائخ سے جو نعمت ملی تھی آپ نے آخری وقت میں خواجہ شریف زندنیؒ کو عطا فرمائی۔ اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ چنانچہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کو آپ کے اہتمام سے نشوونما ملی اور قیامت تک قائم رہے گا۔ آپ کا ذکر خیر آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔

شاہ سنجانؒ

آپ کے تیسرے خلیفہ شاہ سنجان تھے۔ جن کا حقیقی نام رکن الدین محمود تھا۔ آپ قصبۂ سنجان خورنف کے رہنے والے تھے۔ آپ کافی مدت تک چشت میں مقیم رہے۔ لیکن قیام کے دوران آپ کبھی بے وضو نہیں جب قضائے حاجت کی ضرورت ہوتی تو آپ سوار ہو کر دور جاتے اور طہارت کر کے واپس آتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ چشت مقدس مقام ہے یہاں بے ادبی روا نہیں ہے۔ اس سے پہلے آپ خواجہ سنجان کے نام سے مشہور تھے حضرت خواجہ مودودؒ نے آپ کا لقب شاہ رکھا تھا۔ جس پر آپ ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے۔ آپ کا وصال

marfat.com

۵۹۷ھ میں ہوا۔

حضرت شیخ ابونصر شکیبان رحمۃ اللہ علیہ آپ کے چوتھے خلیفہ حضرت شیخ ابونصر شکیبان تھے جو اکابر مشائخ سیستان میں سے تھے۔

دیگر خلفاء آپ کے دیگر خلفاء شیخ حسن تبسمی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ سبز پوش آذربائیجانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عثمان رومی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کو حضرت خواجہ بایزید سے بھی خلافت تھی اور درویشوں کے سردار تھے۔ آپ کے دوسرے خلفاء شیخ احمد بدلون رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد سام رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ ابوالحسن ہانی رحمۃ اللہ علیہ جو تاریخ ہانی کے مصنف ہیں۔ اس کتاب کو بغداد میں آب زر سے لکھا گیا تھا۔

وصال کتاب اسرار السالکین میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ قدس مجلس سماع میں وجد اور حال میں منہمک تھے۔ آپ پر حال کا ایسا غلبہ ہوا کہ آپ درخت پر چڑھ گئے۔ اور چند یوم اس پر بیٹھے رہے۔ آپ کے احباب نے درخت کے نیچے جا کر باجے بجانا شروع کیا۔ کہ شاید لذت سرود کی وجہ سے آپ نیچے اُتر آئیں جونہی سرود کی آواز آپ کے کانوں پر پہنچی نعرہ مار کر درخت سے نیچے گر گئے۔ اور اس شدّت سے گرے کہ زمین میں گڑھا پیدا ہو گیا اور آپ ہمیشہ کے لئے اس غار میں گم ہو گئے۔ اس کے بعد لوگوں نے اس پر قبر بنا دی۔ لیکن کتاب سیر الاولیاء میں جو سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین مودود رحمۃ اللہ علیہ چشتی قدس سرہٗ پر مرض کا غلبہ ہوا اور حالت نازک ہو گئی تو ایک باہیبت آدمی نے آ کر آپ پر سلام کہا اور ریشم کے ٹکڑے پر کچھ لکھ کر آپ کے حوالہ کر دیا۔ آپ نے رقعہ پڑھا اور اُسے آنکھوں پر رکھ کر جان جان پرور کے سپرد کر دی۔ تجہیز و تکفین کے بعد جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو جنازہ نہیں اٹھتا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ کیا کیا جائے۔ اس کے بعد رجال الغیب کی جماعت آئی۔ لوگ دور ہو گئے اور رجال الغیب نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔ اس کے بعد آپؒ مرید ہزاروں جنات آئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ اس کے بعد خلقت نے نماز جنازہ پڑھی۔ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر

marfat.com

جب لوگوں نے جنازہ اٹھانے کی کوشش کی تو جنازہ خود بخود اڑ کر ہوا میں چلا گیا۔ اور لوگ اس کے پیچھے جانے لگے۔ جس جگہ حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو شرف قبولیت بخشا تھا وہاں پہنچکر جنازہ خود بخود نیچے آگیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہاں کے بے شمار کفار مسلمان ہو گئے۔ آپ کا وصال یکم ماہ رجب ۵۲۷ھ کو سلطان معزالدین سنجر بن سلطان ملک شاہ سلجوقیؒ بن سلطان الپ ارسلان جو طغرل بیگ کا بھتیجا تھا کے عہد حکومت میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک اپنے آباؤ اجداد کے مزارات کے قریب ہے۔ آپ کی عمر ۹۷ سال تھی۔ کاتب حروف نے تاریخ وصال "سرور اولیاء" نکالی ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

اللھم صلے علیٰ محمد وآلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رح

آں طائف کعبہ صفا، زائر روضہ مصطفےٰ، منزہ از رسوم ہستی، ممتلی از علوم ذوق مستی، پاک از نقائص دنیاوی قطب افراد حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہ ریاضت و مجاہدات، اور ترک و تجرید میں بڑے ثابت قدم تھے اور حقائق و معارف اور نکات سمجھنے کے لئے اس زمانے کے تمام اہل حقیقت آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ کشف و کرامات کا مقام بلند تھا۔ تربیت مریدین میں مشائخ کے درمیان آپ عدیم المثال تھے۔ آپ کا لقب نیّر الدین تھا۔

ریاضت و مجاہدہ آپ حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ چودہ سال کی عمر سے آپ ہمیشہ با وضو رہنے لگے تھے۔ آپ ہمیشہ جامۂ پیوندی زیب تن فرماتے تھے اور فقر و فاقہ کو بہت عزیز رکھتے تھے جس روز آپ کے گھر فاقہ ہوتا تھا۔ آپ ایک سو رکعت نماز شکرانہ ادا کرتے تھے۔ آپ فقراء اور مساکین کی بہت عزت و تکریم کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے پاؤں کی خاک آپ اپنے منہ پر لگاتے تھے۔ آپ اہل دنیا کا کبھی ذکر نہیں کرتے اور امراء کے گھر کبھی نہیں جاتے تھے۔ اور ہمیشہ فقراء کی طرف توجہ کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقراء اگر مجھے فروخت کر دیں تو راضی ہوں۔ روایت ہے کہ آپ چالیس برس تک لوگوں سے علیحدہ صحرا اور بیابان میں رہے۔ جب آپ کو بھوک لگتی تھی تو جنگلی میوہ کھا لیتے تھے۔ آپ ریاضت اور مجاہدات بہت کرتے تھے اور ہمیشہ خلوت میں رہتے تھے۔ آپ تین دن کے بعد کھانا کھاتے تھے اور بغیر نمک سبز پکا کر کھاتے تھے۔ آپ کا پس خوردہ جو شخص کھاتا تھا مجذوب ہو جاتا تھا۔ آپ جس شخص پر نظر کرتے وہ صاحب نعمت اور درویش کامل ہو جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وقت کے اکثر درویش کامل آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔

ذوق سماع آپ صاحب سماع تھے۔ اور اکثر گریہ و نالہ آپ پر طاری رہتا تھا آپ

marfat.com

اِس قدر گریہ کرتے تھے کہ بے طاقت اور بے ہوش ہو جاتے تھے۔ جب آپ کے منہ مبارک پر پانی چھڑکا جاتا تھا۔ تو آپ ہوش میں آجاتے تھے۔ جو شخص آپ کی محفل سماع میں شریک ہوتا تھا تارک دنیا ہو جاتا تھا۔ آپ کو اہل سماع سے بہت محبت تھی۔ آپ دو دو چار چار دن متواتر سماع سنتے رہتے تھے۔ اور علماء اور فقہاء میں کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی کہ انکار یا اعتراض کرے۔

حضرت خواجہ مودودؒ کی خدمت میں پہلی حاضری

کتاب سیر الاقطاب میں آیا ہے کہ جب حضرت خواجہ حاجی شریفؒ اپنے شیخ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہلی بار حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے زمین بوس ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے حاجی تو نیک بخت ہے میں نے رب العزت سے درخواست کی ہے کہ تو میری جگہ پر بیٹھے اور خلق خدا کو بیعت کرے۔ اور جو شخص تمہارا مرید ہوگا صاحب نعمت ہو جائے گا اب جاؤ اور خلوت اختیار کرو۔ حضرت خواجہ حاجی شریفؒ نے حکم کی تعمیل کی اور خلوت نشین ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد عرض کیا کہ خلوت وہ اختیار کرے جو مجموع (واصل) ہو لیکن یہ بندہ اس کے لائق نہیں ہے۔ بشرطیکہ حضرت شیخ اس نامراد کے حق میں توجہ خاص فرمائیں۔ حضرت شیخ نے نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور اسم اعظم جو حضرت خواجہ خضر سے آپ کو سینہ بسینہ پہنچا تھا تعلیم کیا تو فوراً علم لدنی آپ پر کشف ہوا۔ اور علم دینی یاد آیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے حاجی شریف جو شخص مقام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے مشائخ کے مقام پر بیٹھتا ہے ہرگز جاہل نہیں رہتا۔ اس پر علم لدنی مکشوف کیا جاتا ہے اور غیب سے ہدایت ملتی ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ مودود قدس سرہٗ نے خرقۂ گلیم جو آپ کے پاس تھا ان کو پہنایا اور خلافت دیکر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ الٰہی حاجی شریف جو ہر دم تیری یاد میں رہتا ہے درویشی کے قابل ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ حاجی شریف ہمارا دوست ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔ اس کے بعد آپ خلوت میں بیٹھکر مشغول ہو گئے۔ غیب سے

marfat.com

آواز آئی کہ اے حاجی یہ خرقہ تجھے مبارک ہو اور اس کی برکت سے ہم نے تجھے بخش دیا ہے۔ اور مقبول درگاہ کیا ہے۔

آتش پرست کی ملازمت

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس علاقے میں حضرت حاجی شریفؒ رہتے تھے وہاں ایک درویش تھا جس کی سات بالغ لڑکیاں تھیں۔ اور فقر و فاقہ میں اس قدر مبتلا تھا کہ ایک دن کا پیٹ بھر کھانا بھی میسر نہ تھا۔ ایک دن اس نے حضرت حاجی شریفؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین بوسی کی اور عرض حال کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا اے درویش اس دنیا میں جس قدر رنج و مشقت ہوتی ہے۔ قیامت میں اسکا اجر ملتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا خواجہ میرے حق میں کوئی توجہ فرمائی جائے کہ مجھے لڑکیوں سے نجات ملے۔ چونکہ حضرت اقدس کے گھر میں بھی فقر و فاقہ کمال پر تھا آپ نے فرمایا اے درویش آج چلے جاؤ کل آنا۔ آپ کے فرمان کے مطابق وہ گھر واپس جا رہا تھا کہ راستے میں ایک آتش پرست ملا۔ اس نے پوچھا کہ اے درویش کیا حال ہے اور کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا میرے ہاں سات بالغ لڑکیاں ہیں جن کی شادی کے بندوبست کے لئے میں حضرت حاجی شریفؒ کی خدمت میں گیا تھا۔ لیکن اُنہوں نے کل کا وعدہ فرمایا ہے اور حیران ہو کر واپس جا رہا ہوں کہ کیا کروں۔ آتش پرست نے کہا کہ اے درویش حاجی شریفؒ تو خود فقر و فاقہ میں مبتلا ہے اور تجھ سے زیادہ مفلس ہے اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی اس لئے کل وعدہ کیا۔ اب اُن کے پاس واپس جا کر کہو کہ اگر آپ سات سال میری ملازمت کرو تو میں سات ہزار دینار دونگا۔ درویش نے واپس جا کر حضرت شیخ کے سامنے ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ اگر میری سات سال ملازمت سے تیری مشکل حل ہوتی ہے تو اس سے کیا بہتر ہے۔ چنانچہ آپ اس درویش کے ساتھ فوراً آتش پرست کے پاس پہنچے اور جو کچھ اس نے کہا آپ نے قبول کر لیا۔ آتش پرست نے شہر کے قاضی کے پاس جا کر اقرار نامہ لکھوایا اور سات ہزار دینار حضرت خواجہ شریفؒ کے حوالہ کر دیئے آپ نے وہ ساری رقم درویش کو دیدی

marfat.com

اور اُسے رخصت کر کے آتش پرست کی ملازمت کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ اس نے کہا کہ میرا کام یہ ہے کہ سات سال تک آپ ساری رات میرے گھر پر پہرہ داری کریں آپ نے فرمایا مجھے منظور ہے جب یہ خبر خلیفہ وقت تک پہنچی تو اس نے سات ہزار دینار اور سات ہزار درہم حضرت اقدس کے پاس بھیجکر کہا کہ سات ہزار دینار آتش پرست کو دے کر جان رہائی کرائیں اور باقی رقم اپنے مصرف میں لائیں۔ آپ نے ساری رقم فقراء و مساکین میں تقسیم کر دی اور فرمایا کہ میں نے آتش پرست کے ساتھ عہد کیا ہے کہ سات سال تک اس کی خدمت کروں گا۔ جب اس بات کا علم آتش پرست کو ہوا تو اس نے آپ کے پاس آکر کہا کہ اے شیخ بادشاہ نے جو رقم آپ کے پاس بھیجی تھی اس سے آپ نے اپنی خلاصی کیوں نہ کرا لی اور میری ملازمت سے کیوں نہ پیچھا چھڑا لیا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم کہ اس رنج و محنت کی کیا قدر و قیمت ہے۔ جس قدر تکلیف زیادہ ہوتی ہے نعمت زیادہ ملتی ہے ہمارا خدا فقر اور رنج کو دوست رکھتا ہے اور ہم خدا تعالے کو دوست رکھتے ہیں وہ جس چیز سے راضی ہو ہمارے لئے عین راحت ہے اس نے جب حضرت اقدس کی یہ استقامت دیکھی تو اس کا دل نرم ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ میں نے تجھے اپنی خوشی سے آزاد کیا۔ جاؤ اور اطمینان سے حق تعالے کے ساتھ مشغول ہو جاؤ حضرت اقدس نے فرمایا کہ تو نے مجھے آزاد کیا ہے اور اپنی خدمت سے خلاصی دی ہے خدا تعالے تجھے آتشِ دوزخ سے آزاد کرے۔ یہ کہنا تھا کہ آتش پرست اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس سے بیعت کی اور تھوڑے عرصے میں ولی کامل و اکمل ہو گیا۔

نذر قبول کرنے سے انکار اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے ایک دفعہ کسی نے حضرت اقدس کی خدمت میں کچھ نذر پیش کیا آپ نے فرمایا کہ درویشوں کے ساتھ تجھے کیا عداوت ہے کہ دشمنِ خدا ہمارے پاس لایا ہے جب اس نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ

marfat.com

صحرا جو تجھے نظر آرہا ہے ۔ یہ سب خزانہ غیب سے بھرا ہوا ہے ۔ جب اُس نے صحرا کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ سونے کی ایک نہر چل رہی ہے ۔ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا ۔ حضرت شیخ کا مقصد یہ تھا کہ وہ پھر کبھی درویشوں کے حال میں مزاحمت نہ کرے ۔ آپ تنہائی اور تجرید میں خوش رہتے تھے ۔

سلطان سنجر کی آتش دوزخ سے رہائی

سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ سلطان سنجر سلجوقی کو وفات کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا تو اس سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے اس نے کہا دنیا میں مَیں نے جو نیکی اور بدی کی تھی سب میرے سامنے لائی گئی اور دوزخ کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسے دوزخ کے دروازے پر لے جاؤ اس اثنا میں یہ فرمان صادر ہوا کہ فلاں وقت جامع مسجد دمشق میں اس نے حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ کی قدم بوسی کی تھی اس وجہ سے ہم نے اُسے بخش دیا ۔ غرضیکہ آپ کے کمالات و کرامات اس قدر ہیں کہ اس مختصر کتاب میں انکی گنجائش نہیں ہے آپ کے کمال کا اندازہ اس بات سے لگ سکتا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ جیسے کامل اکمل بزرگ آپ کے مرید تھے ۔

وصال

آپ کا وصال تین رجب اور دوسری روایت کے مطابق دس رجب کو ہوا لیکن سن وصال نظر سے نہیں گزرا ۔ آپ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کے معاصر تھے ۔ آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی ۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ کا مزار مبارک شہر قنوج میں دریا کے کنارے شہر کے شمال میں واقع ہے ۔ اگرچہ آپ کا ہندوستان تشریف لانا اور اس جگہ رحلت فرمانا کسی سوانح اولیاء ثابت نہیں ہے تاہم اس شہر میں اور بزرگان کے درمیان یہ بات کافی شہرت رکھتی ہے اور اس فقیر نے کئی بار زیارت کی ہے ۔ وَاللہُ اعلم بالصواب ۔

اللّٰھُمَّ صَلّے عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِین

ازرہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود — ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح

آں شہسوار میدان عشق بازی، تیز رفتار بادیہ جاں گدازی، از کشف وکرامات مستغنی، مستِ نعمات ندلِ ائی، متکلم بہ کلام قلْ یا نارُ کونی قطب ارشاد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کا شمار اکابر مشائخ چشتیہ اور اولوالعزم صوفیاء کرام میں ہوتا ہے۔ آپ تمام علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے ریاضات و مجاہدات میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اور کشفِ حقائق تفرید اور شرح دقائق توحید میں آپ عدیم المثال تھے۔ آپ کی کنیت ابوالنور تھی۔ آپ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے آپ کو حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ کی صحبت بھی ملی تھی۔ جیساکہ آپ کے ملفوظات جمع کردہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ سے معلوم ہوتا ہے۔

وطن

آپ کا وطن قصبہ ہاؔرون[1] تھا جو نیشاپور کے نواح میں واقع ہے۔ ایک اور قول کے مطابق ہارون ملک فرغانہ جو ماوراء النہر ہے میں ہے آپ اکثر اوقات سفر میں رہتے تھے اور غایتِ تجرید و تفرید میں بسر کرتے تھے۔ آپ کو تمام مشائخ وقت کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ آپ ہر فن میں منتہی تھے۔ آپ کا تصرف نہایت قوی تھا۔ آپ کے کمالات کا اسبات سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری قدس سرہ جیسے شاہباز آپ کے مرید تھے۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے ستر سال مجاہدہ کیا اور کبھی سیر ہو کر نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا۔ راتوں کو آپ جاگتے رہتے تھے اور چار پانچ وقت کے فاقوں کے بعد چار پانچ لقمے تناول فرماتے تھے آپ اہل دنیا کا منہ تک نہ دیکھتے تھے آپ مستجاب الدعوات تھے اور جو کچھ آپ کے منہ مبارک سے نکلتا تھا وہی ہوتا تھا۔ آپ حافظ قرآن تھے، اور ایک ختم دن میں اور ایک رات

---

[1] ہارون کا تلفظ ہارُون ہے یعنی واؤ کی فتح کے ساتھ۔

marfat.com

یں کرتے تھے۔ آپ کی نظر میں وہ اثر تھا کہ جو شخص آپ کا منظور نظر ہوتا فوراً کمال کو پہنچ جاتا تھا۔

ذوق سماع آپ صاحب سماع تھے اور اکثر سماع سنتے تھے آپ سماع میں اس قدر گریہ وزاری کرتے تھے اور نعرے لگاتے تھے کہ خلق خدا حیران رہ جاتی تھی۔ ایک دفعہ خلیفہ وقت نے آپ کو سماع سے منع کیا اور کہا کہ اگر سماع جائز ہوتا تو شیخ جنید اُسے ترک نہ کرتے۔ وہ خلیفہ طریقہ سہروردیہ میں مرید تھا۔ علماء میں سے بعض حضرت شیخ کے ہمخیال تھے اور بعض خلیفہ کے۔ اس کے بعد خلیفہ نے حکم دیدیا کہ جو شخص سماع سنے اُسے تختہ دار پر لٹکایا جائے اور قوالوں کو بھی قتل کر دیا جائے۔

سماع کے بارے میں بادشاہ اور علماء کا مقابلہ اور فتح جب حضرت شیخ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ سماع اسرار الٰہی میں سے ایک سِر (راز) ہے جب بندہ اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا۔ یہ راز کبھی نہیں چھپایا جا سکتا اور کون ہے۔ جو ہمیں سماع سے منع کرے۔ میں نے خدائے عزوجل سے درخواست کی ہے کہ قیامت تک۔ مریدین اور فرزنداں سماع سنتے رہیں اور اہل سماع پر کسی کو قدرت حاصل نہ ہو۔ خلیفہ وقت نے جو سلسلہ عالیہ سہروردیہ سے تعلق رکھتا ہے سماع کو حرام قرار دیا ہے لیکن سماع ہمارے اکثر مشائخ نے سنا ہے اور اگر میں سماع سے توبہ کروں تو گنہگار بنوں گا۔ جب آپ کا یہ جواب خلیفہ تک پہنچا تو اس نے حضرت اقدس کے پاس قاصد بھیجکر کہا کہ آپ آئیں اور علماء کے ساتھ بحث کریں اگر علماء سماع کو جائز قرار دیں تو میں منع نہیں کروں گا آپ نے اُسی وقت استخارہ کیا اور بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں تمام علماء جمع تھے۔ جب آپ مجلس میں پہنچے تو خلیفہ بے تاب ہو گیا مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہ رہا اور باہر جا کر پس پردہ بیٹھ گیا۔ جب علماء نے حضرت اقدس کا جمالِ جہاں آراء دیکھا تو لرزہ براندام ہوئے اور اپنا سارا علم بھول گئے۔ حتیٰ کہ الف بے تک یاد نہ رہا۔ خلیفہ نے ان کو تقویت

marfat.com

دینے کی بہت کوشش کی اور بحث کی ترغیب دی لیکن وہ عاجز آگئے اور ان کی زبانیں ایسی بند ہوئیں کہ بات نہیں کر سکتے تھے۔ آخر انہوں نے بادشاہ سے کہا جونہی ہم نے حضرت خواجہ کو دیکھا ہم سارا علم بھول گئے ہیں اور اب ہمیں بحث کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ غرضیکہ تمام علما و فقہا اور اکابر نے نہایت عجز و نیاز سے اعتراف قصور کیا اور حضرت اقدس کے پاؤں میں گر گئے۔ اور فریاد کرتے ہوئے کہنے لگے کہ خلیفہ سلسلہ سہروردیہ میں مرید ہے اور سماع سے منع کرتا ہے۔ لیکن ہمارے اندر یہ طاقت نہیں کہ سماع کو حرام قرار دیں۔ آپ اپنے صدقے اور اہل سماع کے صدقے ہم حیران و پریشان لوگوں پر رحم فرمائیں اور ہمیں معاف فرمائیں۔ ہم نے ساری عمر علم حاصل کرنے میں صرف کی ہے اور وہ آپ نے چشم زدن میں ہم سے چھین لیا ہے ہمیں یقین ہے کہ جب تک آپ ہمارے حال پر رحم نہ فرمائیں گے ہمیں علم واپس نہیں ملے گا حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے نادانو! سماع کی قدر تم کیا جانو۔ سماع کے لئے اخوان شرط ہے شیخ جنید کو جب اخوان نہ ملے تو سماع ترک کر دیا اگر ان کے زمانے میں کوئی اہل سماع ہوتے یا اگر وہ ہمارے مشائخ کی مجلس میں شریک ہوتے تو سماع ترک نہ کرتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے لئے شیخ جنید کا فعل حجت نہیں ہے جب ہمارے مشائخ نے سماع سنا ہے تو کسی کی کیا مجال کہ اس سے انکار کرے۔ جب میں ہر حال میں مشائخ کی سنت پر کاربند ہوں تو اس سنت پر کیوں نہ عمل کروں۔ اور خواجہ ابوبکر شبلی جو شیخ جنید کے مرید و خلیفہ تھے حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس سرہ کی مجلس سماع میں اکثر شریک ہوتے تھے۔ اور حالت سماع میں نعمتِ فراواں حاصل کرتے تھے فضل برمکی[1] نے بھی حضرت خواجہ ابو احمد چشتی قدس سرہ کے سماع پر اعتراض کیا اور فوراً اس کو سزا مل گئی اور پشیمان ہو کر تائب ہوا۔ تم کون ہو جو اہل سماع سے جھگڑتے ہو۔ اگر تم چاہو تو ہم ابھی چشتیوں کی برہان (حجت) قائم کریں۔ یہ سن کر سب نے کمال عجز و نیاز سے عرض کیا کہ اس سے زیادہ کیا برہان ہو گی جس کا ہم نے

---

[1] فضل برمکی عباسی خلیفہ کا وزیر تھا اور بڑا با اختیار اور مقبول عام تھا۔

marfat.com

مشاہدہ کر لیا ہے۔ اب خدا کے لئے ہم مصیبت زدگان پر کرم فرما دیں۔ حضرت اقدس کو ان کے حال پر رحم آیا اور ایک نگاہ کرم سے ان کی طرف دیکھا تو ان کا سارا علم جسے وہ بھول چکے تھے فوراً واپس آ گیا۔ اس کے بعد آپ کے فیض صحبت سے وہ علما صاحب کمال اور اہل سماع ہوئے۔ جب بادشاہ نے حضرت اقدس کی عظمت اور تصرّف کا مشاہدہ کیا تو کہنے لگا کہ میں ہرگز خواجہ عثمان قدس سرہٗ کو سماع سے منع نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے گھر آ کر قوالوں کو طلب فرمایا اور مجلس سماع منعقد کی۔ جو ایک ہفتہ تک متواتر جاری رہی۔ اس واقعہ کے بعد کسی نے آپ کے سماع پر اعتراض نہ کیا۔

اُمّت کے گنہگاروں کی بخشش کا وعدہ

نقل ہے کہ جب حضرت اقدس نماز شروع کرتے تھے تو غیب سے آواز آتی تھی کہ اے عثمان میں نے تجھے قبول کیا ہے اور پسند کیا ہے اب مانگ جو کچھ مانگو تاکہ تجھے عطا کروں۔ جب حضرت اقدس نماز سے فارغ ہوتے تو عرض کرتے کہ یا الٰہی میں تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں۔ جواب ملتا کہ اے عثمان جو کچھ تو نے طلب کیا میں نے تجھے دیا۔ خاطر جمع رکھو اور اس کے علاوہ جو کچھ طلب کرو مل جائے گا آپ جواب دیتے تھے کہ یا الٰہی محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے گنہگاروں کو بخش دے۔ آواز آتی تھی کہ میں نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس ہزار گنہگاروں کو تمہاری بدولت بخش دیا۔ حضرت اقدس ہر نماز کے بعد یہی دعا کرتے تھے۔ اور ہر بار یہی جواب سنتے تھے۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ جب الہام ربّانی سے آپ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے تو سر پاؤں میں رکھکر عرض کہ بندہ عثمان یہ چاہتا ہے کہ اپنے غلاموں میں شامل فرمالیں۔ حضرت خواجہ بڑے لطف وکرم سے پیش آئے اور کلاہِ چار ترکی اُن کے سر پر رکھی۔ بیعت کیا اور سر پر قلیچی چلائی اس کے بعد فرمایا کہ عثمان کلاہِ چار ترکی کا مطلب یہ ہے کہ اوّل ترکِ دنیا کرو اہلِ دنیا

marfat.com

کرو، اہل دنیا سے اجتناب کرو۔ اور اُن کو نزدیک نہ آنے دو۔ دوم یہ کہ خواہشات نفسانی ترک کرو۔ سوم جو کچھ نفس چاہے اس کے برعکس کرو۔ چہارم راتوں کو جاگو۔ اور ذکر خدا میں مشغول رہو۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کلاہ چار ترکی سر پر رکھے دل ماسوی اللہ سے اٹھالے۔ اور جو کچھ حق تعالےٰ کے سوا ہے اُسے چھوڑ دے محبت کا بیج اپنے دل میں بوئے اس وجہ سے حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ کلاہ چار ترکی زیب تن فرمائی تو فقر و فاقہ اختیار فرمایا۔ اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ کلاہ سر پر رکھی تو اس شیر میدان نے بھی کمال فقر و فاقہ اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مشائخ ان کا اتباع کرتے ہیں تم بھی ان کی پیروی کرو۔ تاکہ قیامت کے دن اُن سے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ نیز تم ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھو تاکہ سب میں بہتر بن جاؤ۔ خلق، تواضع اور عاجزی اختیار کرو تاکہ مقام درویشی تک پہنچ سکو۔ جو شخص یہ کام نہیں کرتا اس خرقہ کے لائق نہیں ہوتا۔ یہ خرقہ اس پر حرام ہوتا ہے۔ وہ اس طریق کا قطع کرنے والا ہے اور ہمارے مشائخ اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ حضرت اقدس نے یہ تمام نصیحتیں قبول کر لیں۔ اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ تین چار سال کے بعد خلافت حاصل کر لی۔ نیز حضرت شیخ نے اسم اعظم جو مشائخ سے سیکھا تھا ان کو تعلیم کیا جس سے ظاہری و باطنی علوم آپ پر منکشوف ہو گئے۔ اور جو کچھ چاہتے تھے مل گیا۔

گمشدہ بچے کا ایک لمحہ میں واپس آنا

اس کتاب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو نہایت ہی پریشان حال تھا۔ جب حضرت اقدس نے اس سے وجہ دریافت کی تو اس نے عرض کیا کہ چالیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے کہ میرا بیٹا غائب ہو گیا ہے اس کی زندگی اور موت کے متعلق مجھے کوئی علم نہیں ہے حضرت اقدس کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ دعا فرمائی جاوے کہ میرا بیٹا واپس آجائے۔ یہ سُن کر حضرت اقدس نے دیر تک مراقبہ کیا اور آنکھیں کھول کر حاضرین سے فرمایا کہ

marfat.com

فاتحہ پڑھو۔ اس نیت سے کہ اس کا بیٹا واپس آجائے۔ حاضرین نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے دوبارہ مراقب ہو کر فرمایا کہ جاؤ۔ تمہارا بیٹا گھر آگیا ہے۔ جب وہ اپنے گھر کے نزدیک پہنچا تو کسی نے آواز دے کر کہا کہ مبارک ہو تمہارا بیٹا واپس آگیا ہے۔ باپ نے گھر جا کر بیٹے سے ملاقات کی اور اُسے گلے لگایا بوسہ دیا اور پھر دونوں حضرت شیخ کی خدمت میں بھاگے ہوئے آئے۔ اور زمین بوسی کی حضرت اقدس نے لڑکے سے پوچھا کہ تم کہاں تھے اور کیسے آئے اپنا حال بیان کرو اس نے عرض کیا کہ بندہ کو دریائے دیوان کے جزائر میں سے ایک جزیرہ میں لے گئے تھے اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ آج بھی وہاں تھا کہ آپ کی شکل کے ایک بزرگ نے میرے سامنے آکر فرمایا کہ اٹھو۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے میری بیڑیوں کو ہاتھ لگایا تو بیڑیاں اُدھر جا پڑیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اپنے پاؤں میرے پاؤں پر رکھو اور آنکھیں بند کرو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ ایک لمحہ نہیں گزرا تھا کہ آپ نے فرمایا آنکھیں کھولو۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو وہ بزرگ غیب ہو گئے اور میں نے اپنے آپ کو اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا پایا۔ ماں باپ سے ملا اور حضرت اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا۔

کافروں کا مسلمان ہونا اور ولی اللہ بن جانا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ آدھی رات کے وقت چند کافروں نے جمع ہو کر آپس میں کہا کہ ہم ابھی خواجہ عثمانؒ کے پاس چل کر ان کو آزمائیں۔ اگر وہ ہمیں مطمئن کر دیں تو ہمیں یقین ہو جائے گا کہ آج اُن کے برابر کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ ہر شخص نے اپنے دل میں کھانے کی کوئی نہ کوئی قسم کی تمنا دل میں رکھ لی اور حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچ گئے۔ آپ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ آگے آؤ۔ فرزندانِ آدم، خدا تعالٰے عالم الغیب ہے اور جس شخص پر کرم فرماتا ہے اُسے بھی غیب سے مطلع فرماتا ہے۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اور خادم کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھ دھلاؤ۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور

marfat.com

ہر مرتبہ آسمان کی طرف ہاتھ بڑھا کر عالم غیب سے طعام کا ایک طبق لیا۔ اور اُن میں سے ہر ایک کے سامنے ایک سرے سے رکھتے گئے اور جس شخص نے جس چیز کی خواہش کی تھی۔ اس کے سامنے پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا خدا تعالےٰ کی نعمت کھاؤ۔ جب اُنہوں نے طعام کھایا تو اس قدر لذیذ تھا کہ پہلے کبھی نہیں کھایا تھا۔ اُنہوں نے طعام کھا کر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا اور سخت حیران ہوئے۔ کچھ دیر کے بعد اُنہوں نے عرض کیا کہ اے خواجہ یہ بات تو ہم کو معلوم ہوگئی کہ آپ جیسا باعظمت اور ان کمالات کا مالک کوئی بزرگ نہیں ہے اب یہ فرمادیں کہ اگر ہم خدا عزوجل کی وحدانیت کے قائل ہو کر مسلمان ہو جائیں آپ کا خدائے بزرگ ہم کو بھی آپ کی طرح صاحب نعمت کر دے گا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا میں بیچارہ کیا ہوں اور کس شمار میں ہوں۔ اگر وہ لطف و کرم کی نگاہ فرمائے تو مجھ سے ہزار مرتبہ زیادہ بزرگ بنا سکتا ہے۔ یہ سُنکر وہ سب مسلمان ہو گئے اور مرید ہو کر آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔ حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک پر عرش سے تحت الثریٰ تک مکشوف ہو گیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں اولیائے کامل بن گئے۔

کتاب سیرالاولیاء میں حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی قدس سرہٗ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت خواجہ عثمان رضؓ کے ساتھ ہم سفر تھے۔ ہم دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچے تو کشتی نہ تھی۔ حضرت اقدس نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ میں نے بند کرلیں۔ آپ نے فرمایا۔ آنکھیں کھولو۔ جب آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو حضرت اقدس کے ساتھ دریا کے اُس پار پایا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کس طرح ہوا۔ فرمایا میں پانچ بار سورۂ فاتحہ پڑھکر دریا سے گزر گیا۔

سیرالاولیاء میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ میرا ایک ہمسایہ تھا جو حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کا مرید تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو میں اس کے جنازہ کے ساتھ گیا۔ جب اُسے قبر میں اُتارا گیا تو خلقت واپس چلی گئی لیکن میں تھوڑی دیر کے لئے مراقب ہو گیا۔ کیا

marfat.com

دیکھتا ہوں کہ عذاب کے فرشتے پہنچ گئے۔ لیکن حضرت خواجہ عثمان قدس سرہٗ نے درمیان میں آکر فرمایا کہ اس پر ہرگز عذاب نہ کرو یہ میرا مرید ہے۔ فرشتوں کو فرمان ہوا کہ اُسے کہدو کہ یہ شخص آپ کے برخلاف تھا آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ یہ میرے خلاف تھا لیکن پھر بھی اس نے میرا دامن پکڑا تھا۔ اس کے بعد فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس پر عذاب نہ کرو کیونکہ یہ خواجہ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہے۔ میں نے اس شخص کو ان کی بدولت بخش دیا۔

مراۃ الاسرار[1] میں کتاب سیر العارفین[2] سے روایت درج ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ اپنے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اس کے چند روز بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ نے سفر اختیار فرمایا۔ اور ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں آتش پرست رہتے تھے اور ہر وقت اُن کے آتش کدہ میں آگ جلتی رہتی تھی۔ آپ نے قصبہ سے دور ایک نہر کے کنارے قیام فرمایا اور اپنے خادم فخر الدین کو حکم دیا کہ شہر جا کر کچھ آٹا خرید لاؤ۔ تاکہ کھانا تیار کیا جائے۔ آٹا خریدنے کے بعد خادم آتشکدہ کی طرف گیا جہاں سب لوگ گرداگرد بیٹھے آتش پرستی کر رہے تھے۔ جب اس نے آگ لینے کا قصد کیا۔ تو ان لوگوں نے اُسے منع کر دیا۔ اس نے واپس آکر حضرت خواجہؒ کے سامنے ماجرا بیان کیا۔ یہ سُن کر آپ کی غیرت احدیت نے جوش مارا اور اٹھ کر آتشکدہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ آتش پرستوں کا سردار جس کا نام مغیشا تھا ایک تخت پر بیٹھا ہے اس کا سات سالہ بچہ گود میں ہے اور چاروں طرف اس کے پیروکار بیٹھے عبادت میں مصروف ہیں۔ حضرت اقدس نے اس سے

---

[1] مراۃ الاسرار حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتیؒ کی تصنیف ہے جو شاہجہان بادشاہ کے ہمعصر تھے اور خاندان مغلیہ کے امور میں صاحب خدمت تھے۔ اب یہ کتاب نایاب ہے۔ لیکن احقر مترجم نے لنڈن لائبریری سے حاصل کردہ نسخہ کا فارسی ترجمہ کر دیا ہے۔

[2] یہ کتاب حضرت شیخ جمالیؒ کی تصنیف ہے جو سکندر لودھی کے زمانے میں بڑے شاعر اور ولی اللہ تھے آپ کمنبوہ خاندان کے فرد تھے اور شیخ سماء الدین کمنبوہ ملتانی کے مرید تھے۔

marfat.com

دریافت کیا کہ آگ کی پوجا کرنے سے تم کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ یہ تو تھوڑے پانی سے بجھ جاتی ہے۔ تم قادر مطلق کی پرستش کیوں نہیں کرتے تاکہ تمہارے کام بھی آئے۔ اور آگ کا خالق بھی وہی ہے۔ اس سردار نے جواب دیا کہ ہمارے مذہب میں آگ کا وجود بڑی عظمت رکھتا ہے ہم اس کی کیوں نہ پوجا کریں۔ آپ نے فرمایا کئی سالوں سے تم اس کی پرستش کر رہے ہو ذرا اس کے اندر ہاتھ تو ڈال کر دیکھو کہ اپنے پوجا کرنے والوں کو جلاتی ہے یا چھوڑ دیتی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ آگ میں بالطبع جلانے کی خاصیت ہے۔ کسی کی کیا مجال کہ اس کے قریب جا سکے۔ یہ سن کر آپ نے بچے کو اس کی گود سے اٹھا لیا اور آگ کی طرف چلے گئے یہ دیکھ کر وہ لوگ فریاد کرنے لگے۔ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر یہ آیت پڑھی قلنا یانار کونی برداً و سلاماً علیٰ ابراہیمؑ (اے آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا) اور آگ میں کود پڑے۔ اور کامل چار گھنٹے اس کے اندر ٹھہرے رہے لیکن آپ پر اور اس بچے پر آگ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ جب باہر آئے تو لوگوں نے بچے سے دریافت کیا کہ وہاں تم نے کیا دیکھا۔ بچے نے کہا گل و گلزار کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہؒ کو ولایت ابراہیمی حاصل تھی۔ حضرت خواجہ کی یہ کرامت دیکھ کر تمام آتش پرست مسلمان ہو گئے آپ نے اس سردار کا نام عبداللہ رکھا اور اس کے بیٹے کا نام ابراہیم رکھا یہ دونوں باپ بیٹا حضرت اقدس کے فیض تربیت سے بڑے بلند مقام پر پہنچے۔ اور ولی اللہ بن گئے۔ سیر العارفین کے مصنف نے لکھا ہے کہ میں اس مقام سے ہو آیا ہوں۔ میں نے وہاں کے لوگوں سے حضرت اقدس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت اقدس نے ڈھائی سال وہاں رہ کر ان کی تربیت فرمائی۔ صاحب سیر العارفین نے لکھا ہے کہ لوگوں نے اس آتش کدہ کی جگہ اب اور عمارتیں تعمیر کر لی ہے اور شیخ عبداللہ اور شیخ ابراہیم کے مقبرے بھی وہاں موجود ہیں۔

کتاب گنج الاسرار کی عبارت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی

marfat.com

قدس سرہٗ کو اپنے مرید حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ سے اس قدر محبت تھی۔ کہ ان کو ملنے کی خاطر آپ دہلی تشریف لائے اور چند روز دونوں بزرگ اکٹھے رہے۔ لیکن یہ روایت بہت ضعیف ہے اس وجہ سے کہ کتاب گنج الاسرار کو بعض مجاوروں نے جمع کیا ہے، جو غیر معتبر ہیں حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ نے اس روایت سے انکار کیا ہے۔ قول صحیح یہ ہے۔ کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ طویل مسافت کے بعد مکہ معظمہ چلے گئے اور معتکف ہو گئے۔ وہاں آپ نے حضرت رب العزت سے دو مقاصد کے لئے دعا کی۔ ایک یہ کہ میری قبر مکہ معظمہ میں ہو۔ اور اس کا نشان برقرار رہے تاکہ لوگ فاتحہ پڑھتے رہیں کیونکہ مکہ معظمہ میں یہ رسم ہے کہ وہاں کسی کی قبر کا نشان نہیں رکھا جاتا۔ اور برابر کر دیتے ہیں۔ دوسری دعا یہ تھی کہ میرے فرزند معین الدینؒ جس نے مدت تک مقام تجرید و تفرید میں اس بندہ کی خدمت کی ہے اس کو اس قسم کی ولایت ملے جو کسی اور عطا نہ ہوئی ہو۔ ہاتف نے آواز دی کہ تمہاری قبر مکہ میں ہو گی اور اس کا نشان برقرار رہے گا[1] اور معین الدین کو ہم نے ہندوستان کی ولایت عطا فرمائی ہے جو اس وقت تک کسی اہل اسلام نہیں ملی۔ لیکن پہلے وہ مدینہ جائے اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جائے۔ اس پر خواجہ عثمان ہارونیؒ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اپنے تمام مشائخ کی امانت اور اسمائے عظام اور خرقہ خلافت خواجہ بزرگ معین الدینؒ کو دیکر مدینہ منورہ کی جانب رخصت فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال شفقت سے ولایت ہندوستان آپ کو عطا فرمائی جس کی تفصیل آپ کے ذکر خیر میں آرہی ہے۔ آپ کو یہ بھی فرمایا گیا کہ تمہارا مسکن اجمیر ہو گا۔ تم وہاں جا کر رہو۔ تمہارے وجود سے ہندوستان میں دین اسلام استقامت پذیر ہو گا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔

---

[1] حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کا مزار مقدس مکہ معظمہ میں شریف حسین کے محل کے احاطہ میں واقع ہے اور گردش زمانہ کے باوجود آج تک محفوظ ہے قبر کے گرد لکڑی کا چبوترہ لگا ہوا ہے اور وہ خطۂ زمین جس کسی کی ملکیت میں آیا ہے مزار مبارک کو کوئی منہدم نہیں کر سکا خاص کر موجودہ دورِ حکومت میں جو مزارات کے خلاف ہے۔ شریف حسین کا محل نصف جل چکا ہے اور نصف باقی ہے۔

marfat.com

اور حضرت خواجہ بزرگ نے ہندوستان کے راجہ رائے پتھورا کی بیخ نکال دی اور اس کی جگہ سلطان معزالدین سام (شہاب الدین غوری) کو استقامت بخشی۔ اُسوقت سے آج تک کوئی ہندو حکمران نہیں ہوا۔ اور اسلام کو وہ ترقی حاصل ہوئی کہ تاریخ گواہ ہے۔

وصال حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ نے بقیہ عمر مکہ معظمہ میں بسر فرمائی اور باطن میں حضرت خواجہ بزرگ کے احوال کی طرف متوجہ رہے اور حق تعالےٰ سے ہمیشہ اُن کے لئے دعا مانگتے تھے جب ان کی طرف سے خاطر جمع ہوئی تو بتاریخ چھ شوال اور ایک روایت کے مطابق پانچ شوال ۶۰۳ھ اس دنیائے فانی سے دار بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مقدس مکہ معظمہ میں ہے اور آج تک مرجع خلائق ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

خلفاء سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے چار خلفاء تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ حضرت نجم الدین صغراؒ حضرت شیخ سعدی لنگوحیؒ، اور حضرت شیخ محمدؒ ترک نارنولیؒ [1]

اللّٰھم صلّے علی محمّدٍ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

ازرہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود | ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

[1] حضرت شیخ محمدؒ ترکؒ کا مزار نارنول میں ہے جو دہلی سے جنوب کی طرف ریواڑی کے راستے راجپوتانہ میں واقع ہے۔ تقسیم برصغیر سے قبل یہ قصبہ ریاست پٹیالہ کا حصّہ تھا۔ مزار مقدس کے پاس ایک چبوترہ ہے جہاں حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہٗ کو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ اس مقام کو محفوظ کر لیا گیا ہے اور وہاں کھڑے ہو کر لوگ دعا مانگتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔

marfat.com

نورِ اوّل

حضرت خواجہ بزرگ خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتیؒ

آں ماحیٔ[1] ظلماتِ شرک خفی وجلی، مالک تصرفات ممالک رَبِّ ھَبْ لِی[2] کا کاسرِ[3] اصنام غیر وغیریت، ناصبِ[4] خیام وحدت واحدیت، دائرہ پرکار وجود، محیط تجلیات وانوار شہود، گوئے از ہمہ بردہ، در حق پرستی قطب الوحدت، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، ابن حضرت سید غیاث الدین سنجری، کا شمار اکابر ارباب تصوف اور عظیم مشائخ طریقت میں ہوتا ہے۔ آپ صاحب کرامات بے شمار اور خوارق لاتعداد ہیں۔ نکات توحید کے بیان میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ فقر و فاقہ میں آپ یگانہ روزگار تھے اور علوم ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے۔ آپ کا شان بہت بلند اور حال نہایت ہی قوی تھا۔ جس شخص کی نظر آپکے جمال حال پر پڑتی تھی وہ فوراً وحدانیت حق اور رسالت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہو جاتا تھا۔ ہندوستان جیسے کفر و شرک کے گہوارے میں جہاں جگہ جگہ بت پرستی ہو رہی تھی۔ آپ نے سب لوگوں کی تقلید سے مطلق تک راہنمائی فرمائی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو نائب الرسول اور سلطان الہند کا خطاب ملا ہوا تھا آپ کے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک ہندوستان میں کوئی

---

[1] ماحیٔ بمعنی مٹانے والے [2] رَبِّ ھَبْ لِی آیۂ قرآن ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے رب مجھے عطا فرما۔ مالک ممالک رَبِّ ھَبْ لِی سے مراد یہ ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کا تصرف وسیع ہے۔ [3] کاسر بمعنی توڑنے والا۔ [4] ناصب بمعنی نصب کرنے والا۔

marfat.com

نبی نہیں آیا تھا[1]۔ جب کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے لیکر پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ تک کسی ولی اللہ کو ایسا تصرف عطا نہ ہوا کہ اس مہتم بالشان کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور سارے ملک کو جو کفر و شرک میں صدیوں سے ڈوبا ہوا تھا۔ اپنی قوت ولایت سے نورِ وحدانیت سے منور کرے جیسا کہ آپ نے کر دکھایا کسی بزرگ نے خوب کہا ہے ؎

از فیضِ او بجائے صلیب و کلیسا ! در دارِ کفر مسجد و محراب و منبر است

آنجا کہ بود نعرہ و فریاد مشرکان اکنوں خروشِ نغمہ اللہ اکبر است

ترجمہ :۔ اس کے فیض سے ہندوستان جیسے کفر و شرک کے گھر میں آج بت خانوں کی جگہ مسجد، محراب و منبر ہیں۔ اور جس جگہ مشرکوں کی کافرانہ رسوم جاری تھیں۔ وہاں آج اللہ اکبر کے نعرے لگ رہے ہیں۔

ولادت، ارادت، خلافت

حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے، آپ نے تمام مشائخ وقت کی صحبت پائی ہے۔ آپ کی ولادت قصبہ سنجر میں ہوئی جو سنجستان میں واقع ہے اس علاقے کو سیستان بھی کہتے ہیں۔ آپ کا سنِ ولادت ۵۳۰ھ ہے۔ آپ کی ابتدائی تربیت علاقہ خراسان میں ہوئی۔

---

[1] قرآن مجید میں جہاں چھوٹے چھوٹے شہروں اور بستیوں میں آنے والے انبیاء علیہم السلام کا ذکر آیا ہندوستان جیسے بڑے ملک کسی نبی کے آنے کی خبر موصول نہیں ہوئی۔ صرف اس قدر مجمل ذکر آیا ہے کہ لِکُلِّ قَوۡمٍ ھَادٍ، مصنف نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ احادیث میں بھی کوئی ایسی خبر نہیں آئی۔

marfat.com

حسب و نسب

سیر الاقطاب میں آیا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہٗ صحیح نسب سادات میں سے ہیں اور آپ کا سلسلۂ نسب بارہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ شجرۂ نسب یہ ہے۔ حضرت خواجہ معین الدینؒ ابن سید غیاث الدین حسن سنجریؒ ابن سید کمال الدین احمد حسنؒ ابن سید طاہرؒ ابن سید عبد العزیزؒ ابن سید ابراہیمؒ ابن امام علی رضاؓ ابن امام موسےٰ کاظمؓ ابن امام جعفر صادقؓ ابن امام محمد باقرؓ ابن امام زین العابدینؓ ابن امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ابن امیر المومنین و امام المتقین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابو طالب کرم اللہ وجہہ، کتاب مراۃ الاسرار کے مصنف کا بیان ہے کہ جب میں دوسری بار اجمیر شریف پہنچا تو اس وقت شیخ علاؤ الدین سجادہ نشین تھے، انہوں نے مجھے خواجۂ بزرگؒ کا سلسلہ نسب دکھایا جو چند واسطوں سے حضرت امام موسےٰ کاظم سے جا ملتا ہے۔

marfat.com

رسالہ مونس ارواح میں بھی یہی لکھا ہے۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجۂ بزرگ کے والد ماجد خواجہ غیاث الدین رح حسن جن کا مزار عراق میں ہے۔ نہایت صالح اور پرہیز گار تھے۔ آپ کی والدہ شریفہ کا اسم گرامی خاص الملکہ تھا۔ آپ تین بھائی تھے۔ مراۃ الاسرار میں سر العارفین سے نقل درج ہے کہ جب خواجہ بزرگ رح کی عمر پندرہ سال ہوئی تو آپ کے والد ماجد کا وصال ہو گیا۔ آپ کو ورثہ میں ایک باغ اور ایک پن چکی ملی۔ جس سے آپ گذر اوقات فرماتے تھے۔ آپ اُسی باغ میں عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دن ابراہیم نامی ایک مجذوب کا اس باغ میں گذر ہوا۔ حضرت اقدس نے اس مجذوب کی تعظیم کی اور ادب سے ایک درخت کے نیچے بٹھا کر انگوروں کا خوشہ پیش کیا۔ اور خود ادب سے اُن کے پاس بیٹھ گئے۔ مجذوب نے اپنے تھیلے میں سے ایک کھلی کا ٹکڑا نکالا اور منہ میں چبا کر باہر نکالا اور حضرت خواجہ بزرگ کے منہ میں دیدیا۔ اس کے کھاتے ہی آپ کے سینہ میں نور معرفت موجزن ہوا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کا دل اپنے املاک اور گھر سے سرد ہو گیا۔ اور دو تین دن میں سب کچھ فروخت کر کے فقراء میں تقسیم کر دیا۔ اُسی وقت سے آپ نے تجرید میں قدم رکھا اور سفر اختیار کیا۔ ایک مدت تک آپ سمرقند اور بخارا میں رہے۔ قرآن مجید حفظ کیا اور ظاہری علم حاصل کیا۔

تلاش شیخ اور حضرت خواجہ عثمان رح سے بیعت

جب آپ نے دیکھا کہ اس سے مدعا حاصل نہیں ہوا تو آپ نے تلاش شیخ میں عراق عرب کا سفر اختیار کیا۔ جب آپ قصبہ ہاروَن میں پہنچے جو نیشاپور کے نواح میں ہے تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی زیارت نصیب ہوئی اور ڈھائی سال حضرت شیخ کی خدمت میں رہ کر شدید ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے۔ جب مرتبہ تکمیل کو پہنچے تو حضرت شیخ نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور رخصت کر دیا۔ لیکن حضرت خواجۂ بزرگ انیس الارواح میں لکھتے ہیں کہ جب میں بغداد میں حضرت خواجہ عثمان رض کی خدمت میں پہنچا۔ مشائخ کبار آپ کی خدمت

marfat.com

میں حاضر تھے۔ اس فقیر نے زمین بوسی کی تو حضرت خواجہ علیہ رحمتہ نے فرمایا کہ دوگانہ نماز ادا کرو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ قبلہ رو ہو کر بیٹھو۔ میں نے تعمیل کی۔ آپ نے فرمایا سورۂ بقر پوری پڑھو۔ میں نے سورہ بقر پڑھی۔ آپ نے فرمایا۔ بیس دفعہ کلمہ سبحان اللہ پڑھو۔ جب میں نے پڑھ لیا تو آپ کھڑے ہو گئے اور آسمان کی طرف منہ کر کے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں نے تجھے خدا تک پہنچا دیا۔ یہ کہہ کر آپ نے قینچی اٹھا کر میرے سر پر پھیری اور کلاہ چار ترکی اس درویش کے سر پر رکھی۔ اس کے بعد گلیم خاص عطا فرمائی اور فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب میں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ میں یہی ایک شبانہ روز کا مجاہدہ ہے۔ جاؤ آج کا دن اور آج کی رات مشغول رہو۔ چنانچہ اس فقیر نے حکم کی تعمیل میں ایک شبانہ روز عبادت اور شغل باطن میں بسر کیا۔ جب دوسرے دن حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا اوپر دیکھو۔ جب میں نے آسمان کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ کہاں تک نظر کام کر رہی ہے۔ عرض کیا کہ عرش تک۔ آپ نے فرمایا زمین کی طرف دیکھو۔ میں نے زمین کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ کہاں تک دیکھ رہے ہو۔ عرض کیا کہ تحت الثریٰ تک۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو۔ میں نے تعمیل کی۔ آپ نے فرمایا کہ میری دو انگلیوں کے درمیان دیکھو میں نے تعمیل کی تو فرمایا کہ کیا دیکھ رہے ہو۔ میں نے عرض کیا اٹھارہ ہزار جہان دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے یہ کہا تو فرمایا کہ جاؤ تمہارا کام ہو گیا۔ وہاں ایک اینٹ پڑی تھی آپ نے فرمایا اسے اٹھا لو۔ جب میں نے اسے اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مٹھی بھر دینار پڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لے جاؤ اور درویشوں میں خیرات کردو۔ جب میں خیرات دے کر واپس آیا تو فرمایا کہ چند روز میرے پاس رہو میں نے عرض کی۔ کہ غلام حاضر ہے۔ اس کے بعد آپ نے کعبۃ اللہ کا سفر اختیار فرمایا

marfat.com

جب ہم کعبہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو وہاں بھی حضرت شیخ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے خدا تعالےٰ کے سپرد کیا۔ اور پرنالۂ رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر میرے حق میں دعا کی۔ غیب سے آواز آئی۔ کہ ہم نے معین الدین حسن کو قبول کیا۔ وہاں سے ہم مدینہ منورہ پہنچے۔ روضۂ اقدس پہ پہنچے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ سلام کرو۔ جب فقیر نے سلام عرض کیا تو اندر سے آواز آئی کہ "علیکم السلام یا قطب المشائخ"۔ جونہی یہ آواز آئی حضرت شیخ نے فرمایا کہ جاؤ تم کمالات کو پہنچ گئے۔ وہاں سے سیر کرتے ہوئے ہم بدخشان پہنچے۔ وہاں حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ایک بزرگ رہتے تھے۔ جن کی عمر ایک سو چالیس سال تھی۔ میں اُن کی خدمت میں بھی حاضر ہوا اور عجیب و غریب حالات میسر آئی۔ وہاں سے ہم بخارا پہنچے اور وہاں کے مشائخ کی صحبت حاصل ہوئی۔ اُن میں سے ہر ایک ایسے کمالات کا مالک تھا کہ دائرہ تحریر سے باہر ہے۔

اسی طرح دس سال تک میں حضرت شیخ کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد حضرت شیخ بغداد واپس آئے اور معتکف ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد پھر سفر اختیار کیا۔ اور دس سال میں حضرت شیخ کا بستر اور پارچات سر پہ اٹھائے ہوئے ہمراہ سفر رہا۔ حتیٰ کہ جب بیس سال پورے ہوئے تو حضرت شیخ نے عزلت (گوشہ نشینی) اختیار کی اور اس درویش کو فرمان ہوا کہ کچھ دن میں باہر نہیں آؤں گا میرے پاس خلوت میں آجایا کرو۔ تاکہ میں تجھے فقر کی تربیت دوں اور وہ یادگار رہ جائے چنانچہ اس درویش نے حکم کی تعمیل کی اور اٹھائیس مجالس میں حضرت شیخ کے تمام ملفوظات جمع کر کے اُسے انیس الارواح کا[1] نام دیا۔ جس کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

حضرت غوث الاعظمؓ کی صحبت میں

غرضیکہ جب حضرت خواجہ بزرگ اپنے شیخ حضرت

---

[1] انیس الارواح کا اردو ترجمہ پاکستان میں عام ملتا ہے۔

marfat.com

خواجہ عثمان ہارونی رضؓ سے خلافت حاصل کر کے قصبہ سنجار میں آئے تو اس زمانے میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ وہاں قیام پذیر تھے۔ خواجہ بزرگ نے ڈھائی مہینے ان کی خدمت میں بسر کئے۔ وہاں سے آپ قصبۂ جیال میں پہنچے جو بغداد سے سات دن کی مسافت پر جودی پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ وہاں قیام پذیر تھے۔ خواجہ بزرگ پانچ ماہ اور سات روز ان کی خدمت میں رہے۔ اور دونوں حضرات کے مابین گرما گرم صحبتوں اور راز و نیاز کا سلسلہ جاری رہا۔ صاحب مراۃ الاسرار نے ان کی صحبتوں کا یہی کچھ ذکر کیا ہے۔

لیکن کتاب تحفہ الراغبین میں بعض رسائل سے نقل درج کی گئی ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت خواجۂ بزرگ نے شیخ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ کی خدمت میں رہ کر کئی چلے کئے۔ اور ہندوستان آتے وقت اُن سے حرزِ یمانی کی اجازت حاصل کی جس کا نام دعائے سیفی ہے۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ نے حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادرؓ سے دو مرتبہ ملاقات کی۔ ایک شروع میں جب حضرت غوث اعظمؒ نے خواجہ بزرگ کو دیکھ کر اُن کے حق میں دعا کی اور فرمایا کہ یہ مرد ایک دن مقتدائے مشائخ زمانہ ہوگا۔ اور بہت لوگ ان کے ذریعے منزل کمالات تک پہنچ گے۔ اور دوسری مرتبہ جب خواجہ بزرگ تشریف لائے تو حضرت غوث اعظمؓ قصبہ جیال میں تھے۔ اس قصبہ کو آپ نے اپنے مال حلال سے آباد فرمایا تھا۔ اور اپنی اولاد کے لئے جائے سکونت مقرر فرمایا ہے۔ جب حضرت خواجہ بزرگ وہاں پہنچے تو حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ سے ملاقات ہوئی اور اسرار و رموز کی باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد خواجہ بزرگ نے کہا کہ ذات حق کے متعلق کچھ بیان فرمایا جاوے حضرت غوث الاعظم نے فرمایا کہ اس کیلئے خلوت درکار ہے حضرت خواجہ بزرگ نے کہا کہ خلوت میں دو امر مانع ہیں ایک یہ کہ مبادا یہ خبر میرے پیر دستگیر تک جا پہنچے اور وہ از روئے غیرت مجھ سے رنجیدہ خاطر ہو جائیں۔ جس سے میرے حال میں خرابی واقع ہو۔ اس

marfat.com

وجہ سے کہ میں اپنے شیخ سے زیادہ باکمال کسی کو نہیں سمجھتا ہوں اور نہ ان کی ذات بابرکات میں کوئی کمی دیکھتا ہوں بلکہ ان کی ذات بابرکات کو ذات حق کا غیر بھی نہیں سمجھتا۔ اور ان کو اکمل الاکملین زمانہ سمجھتا ہوں۔ پس یہ مجھ سے کب ہو سکتا ہے۔ کہ مجھ سے کوئی ایسا کام عمل میں آئے جس سے میرے شیخ کی توجہ مجھ سے کم ہو جائے خلوت میں نہ جانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ جو یہاں موجود ہیں دو حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔ یا وہ محرم ہیں یا غیر محرم۔ اگر محرم ہیں تو کلمہ حق سے انکو باز رکھنے کی کیا ضرورت ہے اگر نامحرم ہیں تو انکو کیا معلوم کہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ یہ بات سنکر حضرت غوث اعظم قدس سرہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ بزرگ نے آپ سے رخصت ہو کر قصبہ جیال میں قیام فرمایا اور آسے جائے خوش جان کر وہاں ایک حجرہ تعمیر کیا اور اس میں اعتکاف فرمایا اور چلہ کیا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ وہ حجرہ خاص آج تک موجود ہے اور زیارت گاہ خلائق ہے۔ اور وہاں کے لوگ اُس کی مرمت کرتے رہتے ہیں۔ صاحب سیر العارفین کہتے ہیں کہ میں نے اس حجرہ کی زیارت کی ہے۔

دونوں حضرات میں رشتہ داری کی روایت

سیر الاقطاب میں یہ بھی کہا ہے۔ کہ حضرت خواجۂ بزرگ حضرت غوث الاعظم رضؓ کے رشتہ میں ماموں ہوتے ہیں اور حضرت غوث الاعظم رضؓ اُن کے ہمشیرہ زادہ ہیں۔ لیکن حضرت خواجہ بزرگ سادات حسینی میں سے ہیں اور حضرت غوث الاعظم رضؓ اپنے والد بزرگوار کی جانب سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی جانب سے حسینی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت غوث الاعظم کے حضرت خواجہ بزرگ کے خواہر زادہ ہونے کی روایت سیر الاقطاب کے سوا کسی کتاب میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ معلوم نہیں صاحب سیر الاقطاب نے یہ روایت کہاں سے نقل کی ہے۔

marfat.com

دونوں حضرات کے مابین اشغال کا لین دین

باقی رہا۔ ان دونوں حضرات کی باہمی ملاقات کا قصہ

اس درویش راقم الحروف نے بعض ثقات (معتبر حضرات) سے یوں سنا ہے کہ جب حضرت خواجہ بزرگ قصبۂ جیال پہنچے اور حضرت غوث الاعظم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے خواجہ بزرگ کی خاطر قوالوں کو طلب فرمایا اور مجلس سماع منعقد فرمائی جس میں حضرت خواجہ بزرگ پر وجد طاری ہوگیا۔ اُسوقت حضرت غوث الاعظم عصا ہاتھ میں لئے کھڑے تھے۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اچانک عصا میں جنبش شروع ہوئی۔ خادم نے عرض کیا کہ عصا میں جنبش کس وجہ سے ہے آپ نے فرمایا تم نہیں دیکھتے کہ عارف کامل سماع اور رقص میں ہے اور عرش سے تحت الثریٰ تک ہر چیز ان کی متابعت میں رقص کررہی ہے۔ اور میں نے اپنی قوت ولایت سے ساری کائنات کو تھام رکھا ہے ورنہ کائنات کا شیرازہ بکھر جائے۔ اور ہر چیز حضرت خواجہ کے ساتھ رقص کرکے زیر و زبر ہوجائے۔ اور غوغائے عظیم وقوع پذیر ہوجائے۔ جب مجلس سماع ختم ہوئی۔ تو دونوں بزرگ حضرت غوث الاعظم کے حجرہ خاص میں تین دن اور تین رات خلوت گزیں ہوگئے۔ اور صحبت محرمانہ میں مشغول رہے۔ اس دوران میں حضرت غوث الاعظم نے حضرت خواجہ بزرگ کو وہ شغل تعلیم فرمایا۔ جس سے نسبت محبوبیت حاصل ہوتی ہے اور حضرت خواجہ بزرگ نے حضرت غوث الاعظم کو شغل سیر وجود، ہفت علم، اور شغل سرپایا یہ چشتینہ شغل حضرت غوث الاعظم کو تعلیم فرمائے

بعض کہتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ بزرگ کو اسم اعظم کی خاص ترتیب تلقین فرمائی جو آپ کو سینہ بسینہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہنچی تھی۔ اور اسم اعظم کی تعلیم جو مشائخ سے سینہ بسینہ عطا ہوئی تھی۔ حضرت غوث الاعظم رض کو انہوں نے بتائی

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اشغال لطائف باطنہ، شغل سجود قلب اور ہر دو اشغال

marfat.com

سے پایہ اور شغل سرگوشی اور ترتیب خاص نگاہ داشت بہ طرح سہ علی دکبری حضرت غوث الاعظم سے حضرت خواجہ بزرگ کو پہنچے۔ نیز زبدۃ الحقائق یعنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے ملفوظات جو حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین اوشی قدس سرہٗ نے جمع کئے ہیں۔ میں لکھا ہے کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حضرت خواجہ بزرگ نے خرقہ خلافت اپنے ماموں حضرت غوث الاعظم سے حاصل کیا۔ اُس وقت حضرت خواجہؒ بزرگ کی عمر پچاس سال اور حضرت غوث الاعظمؓ کی عمر نوے سال تھی۔

اور دونوں حضرات کی ملاقات کا قصہ جو کتب معتبرہ اور ثقات سے ماخوذ ہے اور جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے یہ ہے کہ حضرت خواجہؒ بزرگؒ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور اپنے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق حضرت غوث الاعظمؓ قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے اور تربیت وفیوض حاصل کئے۔ جیسا کہ مُرید اپنے پیر صحبت سے اخذ فیض کرتا ہے۔ اس کے بعد وہاں سے رخصت ہوکر اجمیر شریف آئے اور وہاں سکونت اختیار کر کے کفر اور شرک کی بنیاد نکال ڈالی اور نور اسلام سے منور فرمایا۔ اس کے سوا جو کچھ اس بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ غیر معتبر ہے۔ اور زبدۃ الحقائق میں اس روایت کا ہونا اور نیز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کا ان ملفوظات کا جمع کرنا بھی احتمال سے خالی نہیں ہے۔ ممکن ہے کسی شخص نے ان بزرگوں سے نام کے ساتھ اس کتاب کو منسوب کر لیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

القصہ اس کے بعد حضرت خواجہ بزرگ بغداد شریف چلے گئے اور شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی قدس سرہٗ کی صحبت میں رہ کر بہت محظوظ ہوئے اور کافی عرصہ تک اُن کے ساتھ رہے۔ اس زمانے میں شیخ اوحدالدین کرمانیؒ بھی بغداد میں ابتدائے سلوک میں تھے۔ حضرت خواجہ بزرگ نے ان پر توجہ فرمائی اور خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ بھی ابتدائے حال

marfat.com

میں حضرت خواجہ بزرگ کی خدمت میں رہے ہیں۔

آتش پرستوں کا ولی کامل ہونا

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ بزرگ بغداد میں قیام پذیر تھے۔ وہاں سات آتش پرست شدید ریاضت و مجاہدہ میں مصروف تھے۔ ایک دن وہ سات آدمی حضرت خواجہ بزرگ کی ملاقات کے لئے آئے۔ جب حضرت اقدس نے ان پر نگاہ ڈالی ان کے چہرے ہیبت سے زرد ہو گئے اور ہاتھ پاؤں میں لرزہ طاری ہو گیا۔ اس حالت میں وہ حضرت خواجہ بزرگ کے قدموں میں آ کر گر گئے۔ حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا۔ اے بے دینو تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ خدا تعالےٰ کے غیر کی پرستش کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آگ کی اس لئے پوجا کرتے ہیں۔ کہ کل قیامت میں ہمیں نہ جلائے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک خدا تعالےٰ کی پرستش نہیں کرو گے آتش دوزخ سے خلاصی نصیب نہ ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو آگ نہ جلائے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا اللہ! اللہ آگ معین الدین کا جوتا بھی نہیں جلا سکتی۔ آگ موجود تھی۔ آپ نے اپنا جوتا آگ میں ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ اے آگ معین الدین کے جوتے کو مت جلانا۔ یہ کہنا تھا کہ آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اسی وقت غیب سے آواز آئی۔ اور سب حاضرین نے سنی۔ کہ آتش کی کیا مجال کہ میرے دوست کا جوتا جلا سکے۔ آتش پرستوں نے جب یہ حال دیکھا تو فوراً اسلام سے مشرف ہو گئے۔ اور حضرت اقدس کی خدمت میں رہ کر اولیاء کامل ہوئے۔

صاحب مراۃ الاسرار نے ان سات آتش پرستوں کے اسلام لانے کی حکایت حضرت اقدس کے دہلی میں وارد ہونے کے بعد بیان کی ہے۔ اور یہ لکھا ہے۔ کہ ایک دن حضرت خواجہ بزرگ کا گذر دہلی کے ایک بت خانہ کے قریب ہوا۔ وہاں سات بت پرست عبادت میں مصروف تھے۔ لیکن حضرت اقدس کو دیکھتے ہی لاغر ہو گئے دوڑ کر آپ کے قدموں میں گر گئے۔ اور مسلمان ہو گئے۔ آپ نے ہر ایک

marfat.com

کو حمید الدین کا لقب عطا فرمایا۔ شیخ حمید الدین دہلوی ان سات آدمیوں میں سے زیادہ مشہور ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں مقامات پر سات سات کافر حضرت اقدس کی توجہ سے مسلمان ہوئے ہوں۔

بہر حال حضرت خواجۂ بزرگ کی یہ کیفیت تھی جو شخص آپ کی صورت دیکھتا تھا۔ کفر کی میل اس کے دل سے صاف ہو جاتی تھی۔ اور اس فقیر کاتب حروف نے بعض ثقات (معتبر راوی) سے سنا ہے کہ جو کافر بھی محبوب عالم حضرت شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ الحنفی گنگوہی قدس سرہٗ کا چہرۂ مبارک دیکھتا تھا۔ فوراً کفر کا زنگ اس کے قلب سے دھل جاتا تھا۔ اور اس کی جگہ نورِ ایمان آجاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ حضرت خواجۂ بزرگ قدس سرہ کے مظہر اتم ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ کے حالات اپنے مقام پر آرہے ہیں۔

غرضیکہ خواجۂ بزرگ بغداد سے روانہ ہو کر ہمدان پہنچے۔ وہاں شیخ یوسف ہمدانیؒ سے جو بزرگان زمانہ میں سے تھے۔ ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد آپ تبریز تشریف لائے۔ اور شیخ ابوسعید تبریزیؒ سے جو بہت بڑے بزرگ عالی ہمت اور صاحب تجرید و تفرید اور متوکل تھے۔ ملاقات ہوئی۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوسعید قدس سرہ کے شیخ جلال تبریزی کی طرح ستر مرید صاحب کمال تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگؒ کے ریاضت و مجاہدہ کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ سات دن کے بعد ایک روٹی سے افطار فرماتے تھے۔ جس کی مقدار پانچ مثقال (تولہ) سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ اس روٹی کو پانی میں تر کر کے تناول فرماتے تھے۔ آپ کا لباس ایک دو تائی تھی۔ جس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ جب کسی جگہ سے پھٹ جاتی تھی تو آپ کوئی چیتھڑا اٹھا کر اُسے پاک کرتے تھے۔ اور پیوند لگاتے تھے۔ ستر سال تک آپ ہمیشہ باوضو رہے۔ آپ جس شخص پر نظر کرتے تھے۔ وہ فسق و فجور سے توبہ کر لیتا تھا۔ اور ولی کامل بن جاتا تھا۔ اور جو شخص کہ تین دن حضرت اقدس کی خدمت میں رہتا تھا۔ صاحب کشف و کرامات ہو جاتا تھا۔ حضرت اقدس حافظ کلام اللہ شریف تھے۔ اور ہر روز

marfat.com

ایک ختم اور ہر شب ایک ختم قرآن کرتے تھے۔ ہر بار ختم کرنے پر غیب سے آواز آئی تھی کہ اے معین الدین میں نے تمہارا ختم قبول کیا۔ آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ (یعنی دن میں ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ساری رات جاگتے تھے۔) آپ ہمیشہ صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کرتے تھے۔ اکثر سماع سنتے تھے اور علماء و فقہاء میں سے کسی شخص کو آپ کے سماع پر انکار کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ اور زمانے کے اکثر علمائے متبحر اور مشائخ کبار آپ کی مجلس سماع میں حاضر ہوتے تھے۔ اور حضرت اقدس سے فیض و نعمت بے انتہا حاصل کرتے تھے۔ یہ تمام حضرات حضرۃ اقدس سے فیض یافتہ اور حلقہ بگوش تھے۔

حضرت خواجہ قطب الدینؒ کا بیعت ہونا

جب حضرت خواجہ بزرگؒ اصفہان تشریف لائے تو شیخ محمود اصفہانی سے جو مشائخ کبار میں سے تھے۔ ملاقات ہوئی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بن احمد بن احمد بن موسےٰ اوشیؒ نے شیخ محمود اصفہانیؒ سے بیعت ہونے کا ارادہ کیا لیکن جب انہوں نے حضرت خواجہ بزرگ کے جمال ولایت کا مشاہدہ کیا تو بے اختیار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت خواجۂ بزرگ کے لئے بھی اُن سے بہتر مرید مصاحب اور محرم راز کوئی نہ تھا۔ اس طرح کہ حضرت حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے لئے حضرت خواجہ بزرگ جیسا کوئی مرید نہ تھا۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا معین الدین محبوب اللہ ہے اور مجھے اس کی مریدی پر فخر ہے اسی طرح خواجہ بزرگ، خواجہ قطب الدینؒ کے حق میں مہربانی فرماتے تھے۔ اور وہ پیوندزدہ دوتائی جو حضرت خواجہ بزرگؒ زیب تن فرماتے تھے۔ آخر خواجہ قطب الدینؒ کو ملی۔ اور آپ سے حضرت خواجہ گنجشکر کو ملی۔ حضرت سلطان المشائخ فوائد الفوادؒ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اس مرقع دوتائی کو دیکھا ہے۔ اغلب یہ ہے۔ کہ وہ دوتائی بالآخر حضرت سلطان المشائخ کے حصہ میں آئی۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

marfat.com

عطائے خلافت و تبرکات

حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نے باون سال اور دوسری روایت کے مطابق پچپن سال کی عمر میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور مثال و اجازت نامہ عطا ہوا۔ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو عصا، مصلیٰ[1] اور خرقہ عطا فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ ہمارے خواجگان کی یادگار ہے۔ یہ لو اور اس کے بعد جو جوان مرد ملے۔ یہ امانت اسکے حوالہ کرنا۔

مہنہ میں ورود

خواجہ بزرگ عظیم مشغولی رکھتے تھے۔ اور آزادانہ سفر کرتے تھے۔ آپ جہاں جاتے قبرستان میں قیام فرماتے تھے۔ جب آپ کی کچھ شہرت ہوتی تو وہاں سے چلے جاتے تھے۔ تبریز سے روانہ ہو کر آپ مہنہ پہنچے اور شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کے مزار پر حاضری دی۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس وقت حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر زندہ تھے۔ اور حضرت خواجہ بزرگ کو ان کی صحبت ملی تھی۔

وہاں سے آپ خرقان پہنچے لیکن شیخ ابوالحسن خرقانی اسی سال وصال پا چکے تھے۔ آپ نے ان کے مزار پر حاضری دی۔ آپ دو سال تک اس علاقے میں رہے وہاں سے آپ اُشتر آباد پہنچے اور شیخ ناصر الدین اُشتر آبادی جن کی عمر ایک سو سات سال تھی۔ اور بڑے بزرگ تھے۔ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ ناصر الدین قدس سرہ کا سلسلہ دو تین واسطوں سے سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ سے جا ملتا ہے۔ اور شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ اور شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کو انہوں نے دیکھا تھا۔ حضرت خواجہ ان کی صحبت میں رہے اور پھر اُشتر آباد

---

[1] فوائد الفواد حضرت محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے ان ملفوظات کا مجموعہ ہے جو امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دوست اور حضرت سلطان المشائخ کے مرید حضرت خواجہ حسن علا رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کئے ہیں۔

marfat.com

سے ہرات کی طرف چلے گئے۔ آپ کافی عرصہ اس علاقے میں رہے۔ دن کے وقت آپ مشائخ کے مزارات کی زیارت کرتے تھے۔ اور رات حضرت شیخ عبداللہ انصاری قدس سرہٗ کی خانقاہ میں بسر فرماتے تھے۔ جب ہرات میں آپ کی شہرت ہوئی اور لوگ آپکی خدمت میں جمع ہونے لگے تو آپ وہاں سے سبزوار چلے گئے۔ وہاں ایک حاکم تھا جس کا نام محمد یادگار تھا۔ وہ بہت ہی سخت مزاج، کج طبع اور بدکار تھا۔ اور بداعتقادی میں مشہور تھا۔ لیکن حضرت اقدس کا چہرہ انور دیکھتے ہی درست ہوگیا اور اپنے تمام احباب کے ساتھ مرید ہوگیا۔ حضرت اقدس نے محمدؐ یادگار کی اس خوبی سے تربیت فرمائی کہ تھوڑے عرصے میں عارف کامل اور صاحب ارشاد ہوگیا۔ یہ قصہ تفصیل کے ساتھ کتب سیر میں بیان کیا گیا ہے۔

خواجہ محمد یادگار کی بیعت

اس کے بعد آپ حصار شادمان پہنچے جہاں آپ نے محمد یادگار کو مسند نشین کر کے ہدایت خلق پر مامور فرمایا۔ وہاں ایک عالم نے ان کا مقابلہ کیا لیکن بعد میں صحیح راہ پر آگیا۔ سیر العارفین کے مصنف کا بیان ہے کہ میں نے حصار شادمان میں خواجہ محمد یادگار کے مزار کی زیارت کی ہے۔ بہت ہی فیض بخش مقام ہے۔ رحمتہ اللہ علیہ

مولٰنا ضیاء الدّین کا بیعت ہونا

اس کے بعد حضرت خواجہ بزرگ بلخ تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے ملاقات کے بعد آپ حضرت شیخ احمد خضرویہ قدس سرہٗ کی خانقاہ میں پہنچے اور آپ کی روحانیت سے محبت کے باعث آپ کچھ عرصہ وہاں رہے۔ مولانا ضیاء الدین حامد کلیم بلخیؒ بھی وہاں موجود تھے وہ علم تصوف اور ارباب طریقت سے متنفر تھے اور اُن سے بڑی شدت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ جب انہیں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق

marfat.com

ہوا تو ایک ہی نظر نے ایسا کام کیا کہ تمام اعتراضات اور الزامات ان کے سینہ سے صاف ہوگئے اور نور معرفت و توحید کی جھلک سے ایسے متاثر ہوئے کہ حضرت اقدس کے قدموں میں گر کر مرید ہوگئے۔ دوسرے دن انہوں نے اپنے سارے کتب خانہ کو پانی میں پھینک دیا اور اسباب دنیا سے فارغ ہو کر راہ سلوک اختیار کیا۔ اُن کے ساتھ ان کے شاگرد بھی تائب ہوئے اور حضرت خواجہ بزرگ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس واقعہ کی تفصیل کتاب مراۃ الاسرار میں بیان کی گئی ہے۔

حضرت اقدس نے مولانا ضیاء الدین کو بعد تربیت اسی جگہ ہدایت خلق پر مامور فرمایا۔

غزنی میں ورود

اور خود غزنی تشریف لے گئے۔ شمس العارفین شیخ عبدالواحد قدس سرہ جو شیخ نظام الدین ابوالموئیدؒ کے پیر ہیں وہاں رہتے تھے ان کا ذکر مشائخ چشت کے ضمن میں اکثر آتا ہے۔ آپ نے اُن سے بھی ملاقات کی۔

لاہور میں آمد

غزنی سے آپ لاہور پہنچے۔ اور حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار پر حاضری دی۔ اور فیض حاصل کیا۔ اس وقت شیخ حسین زنجانی قدس سرہ[۱] موجود تھے۔ خواجہ بزرگ اور اُن کے مابین بے حد محبت ہوگئی۔

چند یوم لاہور میں قیام کے بعد آپ دہلی تشریف لے گئے

دہلی میں ورود

اس زمانے میں دہلی راجہ پرتھی راج چوہان جو رائے پتھورا کے نام سے مشہور ہے کا صدر مقام تھا۔ وہ لوگ مسلمانوں سے اس قدر نفرت کرتے تھے۔ کہ ان کا منہ دیکھنا بھی ان کے نزدیک گناہ تھا۔ خواجہ بزرگ اپنی ولایت کی قوت سے اپنے اصحاب سمیت دہلی میں داخل ہوئے۔ سیر الاقطاب میں

---

[۱] آپ کا مزار مقدس میو ہسپتال کے علاقہ میں آنکھوں کے وارڈ کے بالمقابل واقع ہے۔

marfat.com

لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین حسن قدس سرہٗ اپنے شیخ سے باون سال کی عمر میں رخصت ہو کر سیر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے اور روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ قیام کیا تو ایک دن روضہ اطہر سے آواز آئی کہ معین الدین کو بلاؤ۔ خادم نے آواز دی تو جواب ملا کہ کس معین کو طلب کرتے ہو کیونکہ اس وقت یہاں کئی معین الدین موجود ہیں۔ خادم نے روضۂ اقدس پہ جاکر عرض کیا تو جواب ملا کہ معین الدین چشتی کو بلاؤ۔ چنانچہ خادم نے باہر آکر معین الدین چشتی کو آواز دی۔ حضرت اقدس نے جب یہ آواز سنی تو آپ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ آپ آہ وزاری کرتے ہوئے اشک بہاتے ہوئے اور درود وصلواۃ پڑھتے ہوئے روضۂ اقدس پہ حاضر ہوئے۔ اندر سے آواز آئی کہ اندر آؤ اے قطب المشائخ۔ یہ سنکر آپ بیخود و مدہوش ہوگئے اور اندر جاکر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء سے مشرف ہوئے۔ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے معین الدین تم ہندوستان جاؤ اور وہاں سے کفر والحاد کی بنیاد نکال دو۔ اور اسلام کو ظاہر کرو۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواجہ بزرگ کے ہاتھ میں ایک انار دے کر فرمایا کہ اس انار کو دیکھو تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تجھے کہاں جانا ہے۔ آپ نے جب انار کو دیکھا تو شرق سے غرب تک سب کچھ نظر آنے لگا۔ شہر اجمیر اور کوہ پہاڑ اچھی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمت اور قوت کی دعا کر کے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ چالیس صوفیان باصفا آپ کے ہمراہ تھے۔ غرضیکہ مسافت طے کرتے ہوئے آپ دہلی پہنچے۔ اور جس جگہ اب شیخ رشید مکی رح کی قبر ہے۔ وہاں آپ نے قیام فرمایا۔ کفر کے اس گھر میں حضرت اقدس کے ہمراہیان پانچ وقت اذان دیتے تھے۔ اور نماز ادا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر کفار جلتے تھے۔ انہوں نے حضرت خواجۂ بزرگ پر حملہ کرنے کے کئی منصوبے بنائے لیکن جب یہ ناپاک عزائم

marfat.com

لے کر باہر نکلتے تھے تو لرزہ براندام ہو جاتے تھے۔ آپ کی آمد سے قبل راجہ پرتھی راج کو اپنے نجومیوں کے ذریعے حضرت اقدس کی تشریف آوری کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس لئے اس نے جا بجا پہ وانے جاری کر دیئے تھے۔ کہ اس حلیہ کا کوئی شخص جہاں بھی نظر آئے اُسے قتل کر دینا چاہیئے۔ حضرت اقدس اپنے چالیس ہمراہیان کے ساتھ علانیہ تشریف لائے اور دہلی کے اندر داخل ہو گئے لیکن کسی کو مزاحمت کی ہمّت نہ ہوئی۔

ایک ہندو کا نیت بد سے آنا

ایک دن ایک ہندو خنجر بغل میں چھپا کر حضرت اقدس کی خدمت میں نیت بد سے آیا۔ آپ نے روشن ضمیری سے معلوم کر لیا اور فرمایا کہ اے فلاں کیوں دیر کر رہے ہو۔ اپنا کام کر دو۔ میں حاضر ہوں۔ اس سے اس کے جسم پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ اس نے خنجر بغل سے نکال کر ایک طرف پھینک دیا اور حضرت اقدس کے قدموں میں گر کر مسلمان ہو گیا۔ اُسی روز سے خلق خدا کثرت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگی جب دہلی میں خلق خدا کا ہجوم بڑھ گیا تو آپ وہاں سے ترک سکونت کر کے

اجمیر میں آمد

اجمیر شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ اس زمانے میں رائے پتھورا سارے ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ اور مہاراجہ کے لقب سے ملقب تھا۔ وہ اکثر اجمیر میں رہائش رکھتا تھا۔ اجمیر میں پہنچ کر آپ نے ایک درخت کے نیچے سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک میدان تھا۔ جس میں راجہ کے اونٹ بیٹھا کرتے تھے۔ جب ساربان آئے اور حضرت اقدس کو وہاں بیٹھے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہاں سے اٹھو۔ یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھا کرتے ہیں۔ لیکن اس کی بات کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ جب اس نے شدت اختیار کی تو حضرت اقدس نے فرمایا۔ اچھا ہم جاتے ہیں۔ تمہارے اونٹ یہاں بیٹھیں۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے اٹھے اور جھیل اناساگر کے کنارے پر آ کر قیام فرمایا۔

marfat.com

یہ بہت ہی صاف ستھرا اور خوبصورت منظر تھا جو حضرت اقدس کو بہت پسند آیا۔ آپؒ ہاں بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ جب راجہ کے اونٹ وہاں جا کر بیٹھے تو حضرت اقدس کی کرامت سے وہ ایسے بیٹھے کہ اٹھ نہیں سکتے تھے۔ ساربانوں نے یہ ماجرا جا کر راجہ کے سامنے بیان کیا۔ راجہ نے کہا اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ تم اس درویش کے پاس جا کر معافی مانگو۔ ساربانوں نے جب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی طلب کی تو آپ نے فرمایا جاؤ۔ تمہارے اونٹ اٹھ کھڑے ہیں۔ جب ساربان وہاں گئے۔ تو دیکھا کہ اونٹ کھڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے راجہ کے پاس جا کر واقعہ بیان کیا تو وہ خوف زدہ اور حیرت زدہ بھی ہوا۔

غرضیکہ جب حضرت اقدس نے اناساگر پر سکونت اختیار فرمائی تو اس کے گرد اگرد بے شمار بت خانے تھے۔ آپ نے بت خانوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ تباہ ہو جائیں۔ کہتے ہیں کہ ان بت خانوں میں ایک ایسا بُت خانہ تھا۔ جہاں راجہ اور اس کے مصاحب بڑے غلو کے ساتھ پوجا کیا کرتے تھے۔ اور اس میں گل روغن جلانے کے لئے نواح میں کئی مواضعات منسلک تھے۔ جب سے حضرت خواجہ بزرگ نے وہاں رہائش اختیار کی آپ کے خادم ہر روز ایک گائے خرید کر اُسے ذبح کرتے اور کھاتے تھے۔ یہ دیکھ کر کفار کے دلوں میں آتش غیظ و غضب بھڑک اٹھی۔ اور ہتھیارات سنبھال کر حملہ آور ہوئے اس وقت حضرت اقدس نماز میں مشغول تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد جب خادموں نے اطلاع دی تو آپ اُٹھے اور مٹھی بھر مٹی اٹھا کر اس پر آیۃ الکرسی دم کی اور کفار کی طرف پھینک دی۔ وہ مٹی جس شخص پر پڑی اس کا جسم خشک ہو گیا۔ اور بے حس ہو کر رہ گیا۔ یہ دیکھ کر سب لوگ وہاں سے بھاگ گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کی ولایت محمدی تھی۔[1] غرضیکہ جب کافروں نے دیکھا کہ حضرت

---

[1] کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جنگ بدر اور حنین میں کفار پر مٹی پھینک کر انہیں منہدم فرمایا تھا۔ اس واقعہ کو قرآن حکیم میں یوں یاد فرمایا گیا ہے۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔

marfat.com

خواجۂ بزرگ کا مقابلہ ممکن نہیں، تو انہوں نے لڑائی ترک کر دی اور بت خانہ میں جا کر بڑے برہمن کے سامنے فریاد کی، سارا ماجرا بیان کیا اور امداد کی درخواست کی۔ پہلے تو وہ برہمن خاموش رہا۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ اے دوستو یہ درویش جو آیا ہے۔ اپنے مذہب میں بہت بڑا بزرگ اور صاحب کمالات ہے۔ میں اس کے مقابلہ میں سحر اور جادو کے سوا کوئی چارہ کار نہیں جانتا۔ چنانچہ اس نے سب کو جادو سکھایا اور کہا کہ اسے پڑھتے رہو۔ شاید کہ یہ درویش یہاں نہ رہ سکے۔ کفار نے وہ جادو پڑھنا شروع کیا اور برہمن اُن کے آگے ہولیا۔ جب حضرت اقدس کے قریب پہنچے سب کفار اپنے پیشوا کی پناہ لے کر پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اور جادو پڑھنے لگے۔ اس اثنا میں حضرت اقدس کے ایک مرید کو معلوم ہو گیا کہ جادو پڑھ رہے ہیں۔ اس نے جا کر آپ کو اطلاع دیدی۔ آپ نے فرمایا ان کا جادو ہم پر کوئی اثر نہیں کر سکتا۔ ان کا جادو گر برہمن خود بخود سیدھا ہو جائے گا۔ آپ یہ کہہ کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ جب کفار حضرت اقدس کے قریب پہنچے اور آپ کے جمال باکمال کا مشاہدہ کیا تو ان کی زبانیں بولنے سے اور پاؤں چلنے سے معذور ہو گئے۔ جس جگہ کھڑے تھے۔ وہیں کھڑے رہ گئے۔
جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کفار کی طرف مڑ کر دیکھا۔ اُن کے پیشوا نے حضرت اقدس کا چہرہ انور دیکھتے ہی اسلام قبول کر لیا۔ کفار نے اسے بہت نصیحت کی لیکن سودمند ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ وہ ان کی نصیحت سے غصے ہوا اور ڈنڈا ہاتھ میں لے کر ان کو مارنے لگا۔ اور بہتوں کا صفایا کر دیا۔ باقی پریشان ہو کر بھاگ نکلے۔ حضرت خواجہ بزرگ نے اس پیشوا کی بہت دلجوئی فرمائی اور خود پانی کا پیالہ بھر کر اُسے پینے کو دیا۔ حضرت اقدس کے ہاتھ کا دیا ہوا پانی پیتے ہی ظلمت ہستی صاف ہو گئی اور نور عرفان سے اس کا قلب منور ہو گیا۔ چنانچہ اس نے حضرت اقدس کے قدموں پر سر رکھ کر عرض کیا کہ حضور کا شانِ جمال دیکھ کر مجھے بے حد شادی و خوشی حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی تمہارا نام شادی رکھا ہے۔ جب یہ خبر راجہ تک پہنچی تو وہ زیادہ حیران ہوا۔ اجمیر کے قریب ایک جادوگر رہتا تھا۔ جس کا نام اجیپال تھا۔

marfat.com

وہ سارے ہندوستان میں جادوگری میں بے نظیر تھا۔ اور راجہ اس کا بڑا سخت معتقد تھا۔ اس کے ایک ہزار یا پانچ سو چیلے تھے۔ ان میں سے سات سو چیلے جادوگر تھے۔ باقی اپنے فن میں بڑے عیار تھے۔ راجہ نے اس جوگی کے سامنے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے اپنے تمام چیلوں اور گرد و نواح کے لوگوں کو جمع کیا اور بادشاہ سمیت حضرت خواجہ بزرگؒ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس کی کیفیت یہ تھی کہ اس نے ایک ہرن کی کھال پر پھونک مار کر اُسے ہوا میں معلق کر دیا اور خود اس پر سوار ہو کر اپنے لاؤ لشکر اونٹ گھوڑے ہاتھی لے کر خواجۂ بزرگ کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھنے لگا۔ اس لشکر کی آمد سے زمین و آسمان شور مچ گیا۔

حضرۃ خواجہ بزرگؒ پر زبردست حملہ

جب حضرت اقدس کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے اُٹھ کر وضو کیا اور اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لیا اور ساتھیوں سے فرمایا کہ ہمت کرو۔ جب کفار نزدیک پہنچے تو آپ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ ہمارے ساتھ کیوں چھیڑ چھاڑ کر رہے ہو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ سب نیست و نابود ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ لوگ جھیل اناساگر سے وضو اور غسل نہ کریں۔ کیونکہ اس سے پانی خراب ہو جاتا ہے۔ اور استعمال کے قابل نہیں رہتا بلکہ ہمارا اصلی مقصد یہ ہے کہ تم لوگ یہاں سے خود بخود چلے جاؤ اور تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ ورنہ ہم جادو کی طاقت سے تمہیں یہاں نکال دیں گے۔ حضرت اقدس نے جب یہ بات سنی تو غضب میں آکر فرمایا شادی دیو کو بلاؤ۔ جب وہ آیا تو آپ نے اُسے لوٹا دے کر فرمایا کہ اسے اناساگر سے بھر کر لے آؤ۔ اور پانی بھرتے وقت اسم اعظم یا بدوح زبان پر جاری رکھو۔ شادی دیو نے یا بدوح کہتے ہوئے جونہی پانی کا لوٹا بھرا۔ قدرت الٰہی سے ساری جھیل کا پانی سمٹ کر لوٹے میں آگیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا جھیل میں مدت سے پانی تھا

marfat.com

ہی نہیں۔ شادی دیو لوٹا بھر کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُدھر جھیل میں جتنے جانور تھے سب مرنے لگے بلکہ اکثر مر گئے۔ یہ دیکھ کر اجیپال نے کہا کہ یہ کون فقیر ہے۔ جو نے جانداروں کی جان لے رہا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا اگر طاقت ہے تو آؤ اور اس لوٹے کو اٹھا کر جھیل میں واپس ڈال دو۔ اجیپال نے جس قدر کوشش کی لوٹا نہ اٹھا سکا۔ بلکہ اُسے اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ سکا۔ اور شرمندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا تیرا جادو۔ یہاں کچھ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے لوٹا اٹھا کر پانی جھیل میں ڈال دیا۔ اور جھیل پہلے کی طرح پانی سے بھر گئی۔ جب کفار نے یہ کرامت دیکھی تو اپنے جادو اور سحر گری کو بروئے کار لائے حتیٰ کہ ہر طرف سے ہزاروں سانپ دوڑتے ہوئے اور پھن لہراتے ہوئے نکل آئے۔ لیکن جب دائرہ تک پہنچے تو سر دائرہ پر رکھ کر بیٹھ گئے۔ حضرت اقدس نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ان سانپوں کو اٹھا کر پہاڑ میں پھینک دو۔ چنانچہ انہوں نے سب سانپوں کو اٹھا کر دور پھینک دیا۔ جس مقام پر سانپ گرتا تھا وہاں ایک چتراول کا پودا نکل آتا تھا۔ اور سایہ دار درخت بن جاتا تھا۔ اس کے بعد کفار نے چاروں طرف سے آگ برسانی شروع کی لیکن دائرہ کے اندر ایک انگارہ بھی نہ آسکا۔ اس طرح جو جادو ان لوگوں نے کیا۔ سب ان کی اپنی گردنوں پر واپس آیا۔ اور انہیں تباہ کر دیا اس سے اجیپال اور تمام کفار عاجز آگئے۔

اجیپال کا آسمان کی طرف اڑنا

آخر اجیپال راجہ سے شرمندہ ہونے کے خوف سے آگے بڑھا اور حضرت اقدس کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے مرد خدا اگرچہ تم نے ہمیں عاجز کر دیا ہے۔ لیکن تمہارا کامیاب ہونا محال ہے۔ لہٰذا تم دیدہ دانستہ اپنے آپ کو آفت میں نہ ڈالو۔ ورنہ میں آسمان کی طرف پرواز کر کے تم لوگوں پر ایسی بلا برساؤں گا کہ یاد رکھو گے۔ حضرت اقدس نے اس کی بات سن کر تبسم فرمایا اور یہ شعر پڑھا ؎

تو کار زمین را نکو ساختی ! که با آسمان نیز پرداختی !

marfat.com

ترجمہ :- تم نے زمین پر کیا کر لیا ہے۔ کہ آسمان پر اڑنے کی خواہش کر رہے ہو۔

یہ سنکر اجیپال پہلے سے زیادہ شرمندہ ہوا۔ لیکن پھر بھی ہرن کی کھال کو ہوا میں اڑا کر اس پر سوار ہو گیا اور آسمان کی طرف اڑنے لگا۔ حتیٰ کہ لوگوں کی نظر وں سے غیب ہو گیا۔ اس پر آپ نے اپنے جوتے کو حکم دیا کہ اوپر جاؤ اور اس کافر کو مار مار کر زمین پر گرا دو۔ یہ کہنا تھا کہ جوتا اوپر اڑا اور اجیپال کے پاس جا کر اس کے منہ پر اور سر پر ضربیں لگا لگا کر نیچے لے آیا۔ زمین پر آتے ہی اجیپال شرمندگی کے مارے جا کر حضرت اقدس کے قدموں میں گر گیا۔ آپ نے تھوڑا سا پانی پیالے میں ڈال کر اُسے عنایت فرمایا۔ جونہی اس نے پانی پیا کفر و شرک کی تمام زنگ اس کے قلب سے صاف ہو گئی۔ اور صدق دل سے مشرف بہ اسلام ہوا۔ حضرت خواجہ بزرگؒ نے فرمایا جو کچھ مانگتے ہو مانگو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور جو مراتب سالکین کو طویل مجاہدات سے حاصل ہوتے ہیں۔ مجھے عنایت فرما دیں۔ حضرت اقدس نے جب اس کی آہ وزاری دیکھی تو اُس کی درخواست قبول فرمائی اور سرنگون ہو کر مراقب ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر اجیپال کی طرف نگاہ فرمائی۔ اور باطنی توجہ سے نوازا۔ جس کی وجہ سے اجیپال کے سامنے ظاہری دنیا گم ہو گئی اور اس نے عالم باطن میں اپنے آپ کو خواجہ بزرگ کے ساتھ پایا۔ اور یہ دیکھا کہ حضرت اقدس آسمان کی طرف پرواز کر رہے ہیں۔ وہ اور بھی پیچھے جا رہا ہے۔ جس آسمان سے حضرت اقدس گذرتے تھے۔ غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ اے فرشتو! اجیپال کو بھی معین الدین کی دوستی کی وجہ سے اندر جانے دو۔ حتیٰ کہ ایسے مقام پر پہنچے جہاں اجیپال پر حیرت طاری ہو گئی۔ اور وہاں لطافت کا یہ عالم تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ اس کے بعد فرشتے جوق در جوق آتے تھے، حضرت خواجہ بزرگ کا ادب واحترام کرتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے۔ کہ خدا کا دوست معین الدین آ گیا ہے۔ خوش بخت ہے وہ شخص جسے اس کی صحبت حاصل ہو اور اس کی خدمت کرے۔ اس کے بعد حضرت اقدس

marfat.com

نے اجیپال سے فرمایا کہ اس سے آگے کا راستہ نہایت ہی لطیف اور نازک ہے مجھے تو آگے جانے کی اجازت مل جائے گی۔ لیکن تجھے کوئی نہیں جانے دیگا۔ اس وجہ سے کہ ابھی تمہارے اندر یہ استعداد پیدا نہیں ہوئی کہ تجھے اس سے آگے رسائی ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تم یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ اس نے عرض کیا کہ جو فرمان ہو۔ آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ آپ نے فرمایا اب آنکھیں کھولو۔ جب آنکھیں کھولیں تو پہلے کی طرح اپنے آپ کو حضرت اقدس کے سامنے بیٹھا ہوا پایا۔ اس کے بعد آپ نے اجیپال کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہاں اجیپال جو کچھ تیرا دل چاہتا تھا تم نے دیکھ لیا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ حضرت خواجہ کی توجہ سے میں نے اس سے بھی بہتر دیکھ لیا ہے۔ جس کی مجھے خواہش تھی۔ آپ نے فرمایا اور کیا چاہتے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ زندہ ہوں۔ یہ سن کر حضرت نے تامل فرمایا اور مراقبہ میں چلے گئے۔ فرمان الٰہی وارد ہوا کہ اے معین الدین اس کے حق میں جو کچھ طلب کرنا چاہتے طلب کرو۔ تمہاری دعا پوری ہوگی۔ حضرت اقدس نے آنکھیں کھولیں اور دوگانہ ادا کیا۔ اور اس کے حق میں درازیِ عمر کی دعا کی جو فوراً قبول ہوگئی۔ اس کے بعد آپ نے اجیپال کو طلب کر کے فرمایا کہ تم قیامت تک زندہ رہو گے۔ لیکن لوگوں کی نظروں سے غیب رہو گے چنانچہ یہی ہوا کہتے ہی وہ اجمیر شریف کے پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور بعض لوگوں سے ان کی ملاقات بھی ہوئی ہے۔ لیکن اس صورت میں کہ ان کو کوئی پہچان نہیں سکتا۔ ایک دفعہ ان کی ملاقات ایک لکڑہارے سے ہوگئی۔ اور اُسے انہوں نے دودھ اور حلوا کھلایا۔

غرضیکہ اجیپال حضرت خواجہ غریب نواز کے فیض صحبت سے کمال کو پہنچے اور تمام چیزوں سے بے نیاز ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ کہتے ہیں کہ اب وہ ہر شب جمعہ حضرت خواجہ غریب نواز کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے آتے ہیں جب رائے پتھورا شادی اور اجیپال سے ناامید ہوگیا تو مایوس ہو کر اس نے

marfat.com

خیال کیا کہ کسی طرح حضرت خواجہ غریب نواز کے خادموں کو نقصان پہنچائے۔ لیکن جونہی خیال دل میں آتا تھا وہ یکایک نابینا ہو جاتا تھا اور جب توبہ کرتا تھا تو بینا ہو جاتا تھا۔ لیکن یہ کرامات دیکھ کر بھی کفر کی ظلمت اس کے دل سے دور نہیں ہوتی تھی۔

رائے پتھورا کا زندہ گرفتار ہونا

الغرض جب کفار خوار و پشیمان ہو کر اپنے گھروں کو چلے گئے تو شادی دیو اور راجیپال حضرت خواجۂ بزرگ کو عرض کر کے شہر اجمیر کے اندر لے آئے اور آپ نے اپنی رہائش کے لئے شادی دیو کا مکان پسند فرمایا۔ یہی وہ جگہ ہے۔ جہاں اب روضہ اقدس ہے۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کا ایک مرید رائے پتھورا کا ملازم تھا۔ جسے اس نے تنگ کرنا شروع کر دیا جب اس نے اس بات کی شکایت حضرت خواجہ بزرگ رح سے کی تو آپ نے راجہ کے پاس ایک آدمی بھیج کر کہلا بھیجا کہ اس پر ظلم مت کرو۔ لیکن راجہ نے غرور سے جواب دیا کہ یہ کون آدمی ہے۔ کہ یہاں بیٹھ کر بزرگی کی باتیں کرتا ہے۔ جب قاصد نے جا کر یہ بات حضرت اقدس کو بتائی تو آپ نے فرمایا کہ رائے پتھورا کو ہم نے زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالہ کیا ہے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد سلطان معزالدین محمد غوری نے غزنوی کی طرف سے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ رائے پتھورا نے اس کا مقابلہ کیا لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت سے زندہ گرفتار ہو کر سلطان معزالدین کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے اُسے قتل کر دیا۔ اور اسی دن سے ہندوستان میں اسلام کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور کفر اور فساد کی بنیاد ختم ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت خواجۂ بزرگ کی برکت سے ہندوستان پر کسی ہندو کی حکومت قائم نہ ہو سکی۔

میر سید حسین مشہدی رح

مراۃ الاسرار میں منتخب التاریخ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ ۵۸۹ھ میں شہر دہلی اسلام کا پایۂ تخت بن گیا۔ اور سلطان فخرالدین سام نے کچھ عرصہ دہلی

marfat.com

میں قیام کر کے حکومت اپنے معتمد غلام قطب الدین ایبک کے سپرد کی اور خود غزنی چلا گیا۔ اور ملک خراساں میں کچھ عرصہ حکومت کرنے کے بعد ایک معرکہ میں شہید ہوا اور قطب الدین ایبک ہندوستان کا مستقل فرمانروا ہو گیا۔ اس نے گرد و نواح کے علاقوں کو فتح کر کے میر سید حسین شہید کو جو سید حسین خنگ سوار کے نام سے موسوم ہیں اجمیر کا حاکم مقرر کیا سید حسین مشہدی سادات مشہد مقدس میں سے تھے۔ اور اپنے آبا و اجداد یعنی ائمہ اہل بیت کے مرید تھے۔ لیکن اپنے آپ کو چھپانے کی خاطر انہوں نے اہل دنیا کا لباس اختیار کر رکھا تھا اور دنیا داروں کے لباس میں بزرگان دین سے کسب فیض کرتے تھے۔ آپ ظاہری و باطنی کمالات کی بنا پر یگانۂ روزگار تھے۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کی سنت کے طور پر جہاد کی خاطر سلطان معزالدین محمد غوری کے ساتھ ہندوستان آئے تھے۔ جب سلطان معزالدین نے ہندوستان فتح کر کے قطب الدین ایبک کے حوالہ کیا تو میر سید حسین مشہدی کو بھی قطب الدین ایبک کی رفاقت پر مامور کیا۔ قطب الدین ایبک نے خود دہلی میں سکونت اختیار کی اور اجمیر میں سید حسین مشہدی کو تعینات کیا۔

جب سید حسین اجمیر پہنچے تو انہوں حضرت خواجۂ غریب نواز قدس سرہٗ سے بے حد محبت ہو گئی۔ چنانچہ ان کے درمیان راز و رموز کی صحبتیں شروع ہو گئیں اور اجمیر کے گرد و نواح کے اکثر لوگ سید حسینؒ کے ذریعے دولت اسلام سے مشرف ہو کر حضرت اقدس کے مرید ہونے لگے۔ جس سے وہاں کے مشرک اور بے دین لوگوں کے دلوں میں سید حسینؒ کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکنے لگی۔ اور ہر وقت موقع کے انتظار میں رہنے لگے۔ جب قطب الدین ایبک کی وفات ہوئی تو سید حسین کی فوج گرد و نواح کے علاقوں میں تعینات تھی آپ چند نفور کے ساتھ قلعہ اجمیر میں رہتے تھے

marfat.com

(جسے آجکل تاراگڑھ کہتے ہیں) کفار نے موقع غنیمت سمجھ کر کثیر تعداد میں چاروں طرف حملہ کر کے سید حسین اور ان کے ساتھیوں کو شب تاریک میں شہید کر دیا۔ اور بھاگ گئے۔ چنانچہ صبح کے وقت حضرت خواجہ غریب نواز پہاڑ پر تشریف لے گئے (جہاں قلعہ تاراگڑھ ہے۔) اور نماز جنازہ پڑھ کر شہدا کو وہیں دفن کیا۔

مراۃ الاسرار میں یہ بھی لکھا ہے کہ سید حسین شہیدؒ کا مزار پر انوار نہایت ہی پر کیف مقام ہے اور فیضان کی جس قدر وہاں بارش ہوتی ہے اور کہیں دیکھنے میں نہیں آئی۔ آپ کی مزار پر نہایت ہی قوی تصرف اور شان عظیم ظاہر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس فقیر نے وہاں قیام کر کے فیض حاصل کیا ہے۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کی روحانیت کی توجہ سے اس فقیر پر عالم ارواح کی حقیقت قبل از تخلیق جسدِ خاکی اور بعد از جسد خاکی نیز بہشت اور دوزخ کی حقیقت بمع جمیع مراتب منکشف فرمائی۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ قطب الدین ایبک نے بیس سال مدت حکومت کر کے ۶۰۷ھ اور بقول دیگر ۶۱۰ھ میں چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر رحلت کی۔ اس کے بعد سلطان شمس الدین ملتمیتس (التمش) جو قطب الدین بختیار کا غلام اور متبنہ تھا۔ اراکین سلطنت کے مشورہ سے تخت نشین ہوا۔ جس سے دین اسلام کو مزید ترقی ہوئی۔ سلطان شمس الدین التمش حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کا راسخ العقیدہ مرید تھا۔

حضرۃ خواجۂ بزرگ کی ولائیت کا تصرف تمام سلاسل پر

مراۃ الاسرار میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ کی کرامات کی سارے ہندوستان میں شہرت ہوئی تو کفار جوق در جوق آکر آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہونے لگے۔ حضرت خواجہ بزرگ آیۂ پاک

marfat.com

"یھدی من یشاء ویضل من یشاءُ" پر یقین کامل رکھتے تھے اور کسی شخص کو اسلام لانے کی دعوت نہیں دیتے۔ جو شخص خود بخود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ اُسے احکام اسلام کی تلقین فرماتے تھے اور جو شخص آپ کی طرف مائل نہیں ہوتا تھا، آپ اس سے مزاحمت نہیں فرماتے تھے۔ اور وحدت وجود میں کمال استغراق کے باعث آپ ہر فرقہ کے ساتھ تواضع سے پیش آتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ کافر اور مسلم اپنے اور بیگانے اور ہر فرقہ اور مذہب سے تعلق رکھنے والے آپ کی طرف مائل ہو کر فیض مشاہدہ سے مشرف ہوتے تھے۔ چنانچہ آج تک یہ سنت جاری ہے۔ اور ہندو اور دیگر مذاہب کے لوگ عرس کے موقع پر اور دیگر ایام میں اجمیر شریف میں حاضر ہو کر روضہ اقدس پر نذر و نیاز پیش کرتے ہیں۔ اور آستان مبارک پر جبین سائی کرتے ہیں چنانچہ اس کا مشاہدہ ساری خلقت کرتی ہے۔ حضرت خواجۂ بزرگ کے سلسلہ میں ایسے مردان خدا پیدا ہوئے ہیں کہ ہر علاقے میں بادشاہی کر رہے ہیں اور ہندوستان کے کسی علاقے میں کوئی ایسا مقام نہیں ہے۔ جہاں آپ کے خلفاؑ مدفون نہ ہوں اور تصرف نہ کرتے ہوں۔ حتیٰ کہ دوسرے سلاسل کے مشائخ بھی جو ہندوستان میں ہیں۔ حضرت خواجۂ بزرگ کی ولایت معنوی کے فیض سے تصرف کرتے ہیں۔ بعض اس سلسلہ میں داخل ہو کر اور بعض ویسے آپ کی روحانیت سے نسبت پیدا کر کے تصرف کرتے ہیں۔ جیسا کہ سالار مسعود غازی اور شیخ بدیع الدین شاہ مدار جن کا ذکر خیر آگے آ رہا ہے۔

حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کے بعد بھی آپ کے سلسلہ عالیہ میں جو بزرگ کسی مقام پر سجادۂ خلافت پر متمکن ہوتا ہے۔ سارے ہندوستان پر تصرف کرتا اور ولایت صوری و معنی کا عزل و نصب اس کے تصرف میں ہوتا ہے۔ اور حضرت خواجۂ بزرگ کی روحانیت بلا واسطہ ہر زمانے میں اس کی ممد و معاون ہوتی ہے۔ کمال ولایت کا یہ تصرف جو زندگی اور ممات کے دوران بدستور

marfat.com

قائم رہے۔ دوسری جگہ بہت کم دیکھنے میں آیا ہے اور بفضلہ تعالیٰ ہر زمانے میں ہندوستان میں آپ کے خلفاء معنوی کا تصرف قیامت تک رہے گا۔ ایک بزرگ جاتا ہے اور دوسرا آتا ہے۔ ایک عارف نے خوب کہا ہے ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　　چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

صاحب مراۃ الاسرار پر خواجۂ بزرگ کی عنایت

مراۃ الاسرار میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت خواجۂ بزرگؒ کی روحانیت سے اس فقیر پر اس قدر تصرفات اور کرامات کی بارش ہوئی ہے کہ اگر تحریر میں لایا جائے تو ضخیم کتاب بن جائے گی۔ لہٰذا آپ کی صرف ایک کرامات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب خواجۂ بزرگ نے کمال ذرہ نوازی سے عالم باطن میں اس فقیر کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا کہ اگرچہ تم ہمارے سلسلہ میں مرید ہو تاہم میں تجھے بلا واسطہ اپنا مرید کرتا ہوں تو اس عاصی کے دل میں خیال گذرا کہ جب حضرت خواجۂ عثمان ہارونی قدس سرہ نے حضرت خواجۂ بزرگ کو مرید بنایا تو ان کو مکہ معظمہ لے گئے۔ کعبہ سے آواز آئی کہ میں نے معین الدین کو قبول کیا۔ یہ خیال آتے ہی خواجۂ بزرگ کی روحانیت نے مجھ پر تصرف کیا اور میں نے اپنے آپ کو حرم کعبہ میں پایا۔ شرف زیارت حاصل ہوا اور ایک صاحب وقار مرد کو دیکھا کہ آب زمزم پہ کھڑا ہے۔ اور میری طرف متوجہ ہو کر کہہ رہا ہے کہ میں نے تجھے بھی قبول کیا۔ یہ دیکھ کر مجھے حضرت خواجۂ بزرگ کے کمال تصرف پہ حیرت ہوئی اور سجدۂ شکر بجا لایا۔ غرضیکہ لکھوں تو کیا لکھوں۔ حضرت خواجۂ بزرگ قدس سرہ کے کمالات کی کوئی حد نہیں ہے اور آپ کی روحانیت آج تک ہر طالب صادق کی تربیت کر کے اُسے مرتبہ تکمیل تک پہنچا رہی ہے۔ آپ کے کمالات اور کرامات اظہر من الشمس ہیں اور اس قدر زیادہ ہیں کہ اس مختصر کتاب میں انکی گنجائش نہیں۔

marfat.com

ہر شب خانہ کعبہ کا طواف اور اجمیر کو واپسی

روایت ہے کہ آپ ہر شب اجمیر سے خانہ کعبہ کے طواف کے لئے جایا کرتے تھے۔ جو لوگ حج کو جاتے تھے آپ کو طواف کرتے ہوئے دیکھتے تھے۔ لیکن گھر کے لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ آپ عبادت خانہ میں بیٹھے ہیں۔ آخر لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ آپ ہر رات طواف کعبہ کے لئے جاتے ہیں اور صبح واپس آکر نماز فجر اجمیر میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

سلسلہ چشتیہ کے مریدین کیلئے ابدی بشارت

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ بزرگ حرم کعبہ میں مشغول بیٹھے تھے کہ غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین میں تجھ سے راضی ہوں اور تجھے بخشدیا ہے اور اب جس چیز کی تجھے خواہش ہو طلب کر دیں عطا کر دونگا۔ آپ نے عرض کیا کہ الٰہی معین الدین کے مریدین اور مریدین کے مریدین جو بھی اس کے سلسلہ میں داخل ہوں انکو بخشدے۔ فرمان ہوا کہ اے معین الدین تو میرا ہے اور تیرے مرید اور تیرے مریدوں کے مرید قیامت تک جو بھی تیرے سلسلے میں داخل ہونگے میں نے سب کو بخشدیا (الحمد للہ علی ذالک) اسکے بعد حضرت خواجہ بزرگ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص میرا مرید ہے یا میرے مریدوں کا مرید ہے اور قیامت تک جو میرے سلسلہ میں داخل ہوگا معین الدین اسوقت تک بہشت میں قدم نہیں رکھے گا۔ جب تک اس کو بہشت میں نہ لے جائے گا۔

کتاب اسرار السالکین میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کبھی جمال میں ہوتے تھے اور کبھی جلال میں۔ جب آپ پر حال جمال طاری ہوتا تو اس قدر مستغرق ہوتے تھے۔ کہ اس جہان کی آپ کو خبر نہیں ہوتی تھی۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو حضرت خواجہ قطب الدین اوشی رح اور قاضی حمید الدین ناگوری آپ کے پاس جا کر کھڑے ہوتے تھے اور الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی آواز بلند کرتے تھے۔ لیکن آپ کو مطلقاً اس کی خبر نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ وہ دوبارہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی آواز دیتے تھے

marfat.com

لیکن پھر بھی آپ کو خبر نہیں ہوتی تھی۔ اس کے بعد وہ آپ کے کندھے کو پکڑ کر ہلاتے تھے تو حضرت اقدس آنکھ کھولتے اور فرماتے کہ شرع محمدی سے گریز نہیں ہے۔ سبحان اللہ! مجھے کہاں سے کہاں لائے ہو۔ پس آپ وضو کر کے نماز پڑھتے تھے جب آپ پر حالت جلال طاری ہوتی تھی۔ دروازہ بند کر کے بیٹھ جاتے تھے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اور شیخ حمید الدین ناگوری دروازے کے سامنے پتھر جمع کر کے اُن کے پیچھے چھپ کر بیٹھ جاتے تھے۔ جب نماز کا وقت آتا تو حضرت اقدس کے باہر آتے ہی جب آپ کی نظر ان پتھروں پر پڑتی تھی وہ ریزہ ریزہ ہو کر خاکستر ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد یہ دونوں صاحبان حضرت اقدس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ اور نماز ختم ہوتے ہی بھاگ کر چھپ جاتے تھے۔ راقم الحروف نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ جب حضرت خواجہ علیہ رحمہ مراقبۂ ماہتاب[۱] یا چراغ فرماتے تھے۔ تو حالت جمال کا آپ پر غلبہ ہو جاتا تھا۔ اور جب مراقبہ بساط ہو یا شغل ہوا میں مشغول ہوتے تو حالت جلال طاری ہوتی تھی۔

ایک دن آپ مراقبۂ ہوا کر رہے تھے کہ عالم تنزیہہ[۲] آپ کے جسم مبارک پر طاری ہوا اور لوگوں کی نظروں سے غیب ہو گئے۔ حتیٰ کہ چالیس روز تک آپ کا جسم مبارک نظر نہ آیا۔ اور ہمارے شیخ قطب الاقطاب حضرت شیخ سوندھا قدس سرہٗ کی حکایت اس حکایت کے موافق ہے۔ وہ یہ کہ ایک دن قوال ہمارے پیرو مرشد کو قوالی سنا رہے تھے کہ اس اثنا میں آپ کا سر مبارک نظروں سے گم ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کا تمام جسم گم ہو گیا اور تین دن تک یہی حالت

---

[۱] مراقبہ ماہتاب سے مراد شاید چاند کو ٹکٹکی لگا کر دیکھنا ہے اور شغل ہوا میں ذات بحت کا مراقبہ کیا جاتا ہے ممکن ہے مراقبہ ہوا سے شغل شمسی مراد ہو یعنی سورج کو دیکھتے رہنا سلوک الی اللہ میں یہ دونوں اشغال کئے جاتے ہیں۔ [۲] تنزیہہ سے مراد ذات بحت یا احدیت ہے جب سالک فنا سے بھی (باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

marfat.com

رہی۔ تیسرے دن جب لوگوں کی آہ و فریاد بلند ہوئی تو آپ ظاہر ہو گئے اس وقت حاضرین مجلس میں سے صرف تین آدمیوں کو آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا اُن میں سے ایک یہ احقر راقم الحروف تھا۔ آپ کی اس نظر سے ہم میں سے ہر شخص پر علیحدہ علیحدہ حالت طاری ہوئی۔ ایک شخص نے یہ دیکھا کہ بے شمار چاند حضرت شیخ سوندھا قدس سرہٗ کے ہر بن موئے سے نکل کر خوبصورت لڑکوں کی شکل میں ظاہر ہوئے اور آپ کی بائیں جانب صفیں بنا کر بیٹھ گئے۔ دوسرے شخص نے یہ دیکھا کہ بیشمار سورج آپ کے ہر بن موئے سے نکل کر خوبصورت عورتوں کی شکل میں ظاہر ہوئے اور آپ کی دائیں جانب صفیں باندھ کر بیٹھ گئیں۔ اور دائیں اور بائیں بازو والے یہ تسبیح پڑھ رہے تھے۔ (لا الٰہ الا اللہ انی رسول اللہ۔ تیسرے شخص پر جو حالت کشف ہوئی۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ مختصر یہ کہ پہلے اس شخص نے یہ دیکھا کہ حضرت شیخ کے ہر بن موے سے اٹھارہ ہزار عالم خارج ہو کر ہویت کی فضا میں معلق ہو گئے ہیں اور حضرت شیخ ان جہانوں کے لوگوں کو علیحدہ علیحدہ خطاب فرما رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سب نے جواب دیا کہ بلیٰ۔ یعنی ہاں تو ہی ہمارا رب ہے۔ اس کے بعد آپ نے اِن تینوں آدمیوں کی تربیت اسی واقعہ کے مطابق فرمائی اور سب کو کامل بنا کر ان پر ایک نگاہ ڈالی تو وہ سب آپ کا عین ہو گئے اور آپ ہی کی صورت میں ظاہر ہو گئے۔ اور سب نے اِنِّیْ اَنَا اللہُ کہنا شروع کیا۔ اس کے بعد اُس صاحب واقعہ آدمی کو ایسا مشاہدہ ہوا کہ نور کا ایک بہت بڑا تخت پیدا ہوا۔ اور اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ اس بڑے تخت کے گرد چار چھوٹے تخت ظاہر ہوئے جن پر آپکے چار یار بیٹھے ہیں۔ اس کے علاوہ تین تخت اور نمودار ہوئے جن میں سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کا) گذر کر فناء الفنا میں چلا جاتا ہے اور ذات حق میں گم ہو جاتا ہے۔ عام طور پر روح گم ہوتی جسم قائم رہتا ہے۔ لیکن حضرت خواجۂ بزرگ کے جسم مبارک کے گم ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ذات حق میں فنائے تامہ حاصل تھی۔

marfat.com

ایک پر حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ دوسرے پر حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ اور تیسرے پر اس صاحب واقعہ کے شیخ علیہ رحمتہ بیٹھے ہیں۔ اور یہ سب تخت ایک جہاز کے اندر ہیں جو ایک بحر بے کراں میں تیر رہا ہے اور ان تخت والوں پر ہر لحظہ انوار و برکات کے طبق نازل ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد صاحب واقعہ کو اس کے شیخ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، غوث الاعظمؓ اور خواجہ بزرگؒ کی قدم بوسی کا شرف عطا کرایا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نور سرخ و سبز کی خلعت جس پر سورۂ والضحٰی کے نقش و نگار تھے اور نور سیاہ و سفید کی خلعت جس پر سورۂ الم نشرح کے نقوش تھے حضرت غوث الاعظمؓ اور خواجہ بزرگؒ کے سپرد فرمائی اور اس صاحب واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ دونوں اسکو پہناؤ۔ چنانچہ حضرت غوث الاعظم اور خواجہ بزرگ نے وہ دونوں خلعتیں اس صاحب واقعہ کو زیب تن کرائیں اور فرمایا کہ یہ دونوں خلعتیں ہمارے دو طریقے ہیں۔ جو تم کو عطا ہوئے ہیں۔ اور تجھے ہم نے ان دونوں طریقوں میں اپنا نائب اور خلیفہ مطلق بنایا ہے۔ اس سے صاحب واقعہ بعد افاقہ بے حد خوش ہوا اور حق تعالٰے کا شکر بجا لایا۔

حضرت خواجہ بزرگؒ پر غلبۂ استغراق

اب ہم اس بات پر واپس آتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ پر مراقبہ ہوا کے دوران جلوۂ جمال الٰہی نے اس قدر غلبہ کیا کہ بہ متابعت دم مقیم دم مسافر آپ کا سانس بھی منقطع ہو گیا اور آپ سترہ دن تک بے حس و حرکت پڑے رہے۔

حضرت غریب نوازؒ کا لنگر

کتاب سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کے لنگر

marfat.com

میں اس قدر طعام پکتا تھا کہ سارے شہر کے غربا و مساکین سیر ہو کر کھاتے تھے۔ جو خادم لنگر کے کام پر مامور تھا وہ روزانہ حضرت اقدس کے سامنے آکر دست بستہ کھڑا ہو جاتا تھا۔ آپ مصلے کا کنارہ اٹھاتے تھے۔ جس کے نیچے خدائی خزانہ نظر آتا تھا۔ آپ خادم سے کہتے کہ آج لنگر کے لئے جس قدر رقم کی ضرورت ہے یہاں سے اٹھا لو۔ وہ حسب ضرورت رقم اٹھا لیتا تھا اور لنگر تیار کرتا تھا اور مساکین میں تقسیم کرتا تھا۔

اس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ کسی حاکم نے ایک بے گناہ کو پھانسی دے کر قتل کرا دیا۔ اس کی والدہ نے حضرت خواجۂ بزرگؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور حاکم نے چند لوگوں کی غلط شکایت پر میرے بیٹے کو پھانسی دے کر ہلاک کرا دیا ہے۔ آپ عصا ہاتھ میں لے کر روانہ ہو پڑے۔ آپ کے ساتھ بہت سے لوگ بھی ہو گئے وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ اُس کا سر تن سے جدا کر کے لٹکا دیا ہے۔ آپ نے اس کے سر کو نیچے اتارا اور گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اے مظلوم اگر تجھے بے گناہ قتل کیا گیا ہے تو خدائے عزّوجل کے حکم سے زندہ ہو جا۔ یہ سنتے ہی وہ مردہ خدا کے حکم سے زندہ ہو گیا۔ اور صحیح و سلامت ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت خواجۂ بزرگ کے قدموں پر سر رکھا اور کافی دیر تک پڑا رہا۔ اس کے بعد وہ رخصت ہو کر اپنی والدہ کے ساتھ گھر چلا گیا

روایت ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ بزرگ شیخ اوحدالدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی اکٹھے بیٹھے تھے کہ ایک جوان لڑکا شمس الدین التمش نامی سامنے سے گذرا۔ آپ نے اُسے دیکھ کر فرمایا کہ یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہو گا۔ میں نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے۔ کہ یہ لڑکا اسوقت تک اس جہان سے رخصت نہ ہو گا جب تک دہلی کا بادشاہ نہ ہو۔ آخر جو کچھ حضرت اقدس نے فرمایا پورا ہوا اور وہ دہلی کا بادشاہ ہوا۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں

marfat.com

آکر عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ نے چھ روٹیاں بندہ کو عنایت کی ہیں اور آٹھ سال ہوئے ہیں وہ روٹیاں مجھے روزانہ بلا ناغہ مل رہی ہیں اور میرے بال بچوں کا ان پر گذارہ ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خواب نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا تجھ پر کرم ہے کہ ولیوں کے اس سردار نے تجھ پر مہربانی فرمائی ہے اور تیری روزی لگا دی ہے تاکہ تم پھر کبھی افلاس میں مبتلا نہ ہو۔

کتاب زبدۃ الحقائق میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کو حق تعالیٰ کے ساتھ خاص وقت حاصل تھا۔ غیب سے آواز آئی کہ اے عثمان کیا تجھے معلوم ہے کہ تمہارے اور کائنات کے پیدا کرنے کی غرض و غایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ معلوم نہیں ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے اور ساری خلقت کو پیدا کرنے کی وجہ معین الدین کا وجود ہے اگر اس کا پیدا کرنا مطلوب نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ اور اپنی خدائی کو ظاہر نہ کرتا [1]

مقاماتِ غوثی و قطبی سے بھی اوپر جانا

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ تمام مقاماتِ غوثی قطبی اور قطب الاقطابی سے گذر کر قطب وحدت یعنی مرتبۂ محبوبیت تک پہنچ گئے تھے اور فنائے احدیت میں مستغرق ہو کر دوست سے ہمرنگ ہو چکے تھے۔

اولاد امجاد

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ کی اولاد کے بارہ میں مؤرخین نے تاریخ اکبر خانی، اور تاریخ اقبال نامۂ جہانگیری میں جو کچھ لکھا ہے سب لوگ جانتے ہیں۔ لیکن مشائخ چشت کے ملفوظات سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ بزرگؒ کی بیویاں اور بچے تھے۔ چنانچہ

---

[1] مصنف کتاب نے اس روایت پر کافی جرح کی ہے اور اُسے غیر معتبر قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

marfat.com

سلطان التارکین حمید الدین سوالی ناگوری جو آپ کے خلیفہ تھے کے ملفوظات میں ہے کہ ایک رات خواجۂ بزرگ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معین الدین تم معین دین ہو اور میری ایک سنت کے تارک ہو۔ جب صبح ہوئی تو قلعہ بتھیلی کے حاکم جس کا نام ملک خطاب تھا اور حضرت اقدس کے مریدین میں سے تھا ایک لڑکی جو جہاد میں قیدی بنا کر لایا تھا۔ آپ کی خدمت میں بھیجی۔ آپ نے ان کا نام بی بی امتہ اللہ رکھا اور اپنے عقد نکاح میں لے لیا۔ اور حضرت بی بی حافظہ جمال اُن کے بطن مبارک سے وجود میں آئیں۔ جن کا مزار مبارک حضرت اقدس کے مزار کے ساتھ متصل ہے۔ اور اُن کے خاوند جن کا نام شیخ رضی الدین تھا کا مزار ناگور میں حوض مندلا کر پر ہے۔ اُن سے دو بچے وجود میں آئے جو عالم طفولیت میں رحلت کر گئے۔

بی اُمتہ اللہ کے آنے کے چند روز بعد سید حسین مشہدی کے چچا سید وجیہہ الدین کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے خواب میں فرمایا کہ اپنی لڑکی کا عقد نکاح خواجہ معین الدین کے ساتھ کر دو۔ جب حضرت خواجہ بزرگ کو اس بات کا علم ہوا تو حضرت امام جعفر صادق رضؓ کے حکم کے مطابق سید وجیہہ الدین کی دختر نیک اختر جن کا اسم گرامی بی بی عصمت تھا کے ساتھ عقد نکاح کر لیا۔ ان سے دو فرزند پیدا ہوئے۔ ایک شیخ فخر الدینؒ دوسرے شیخ حسام الدینؒ لیکن سیر الاقطاب کی روایت کے مطابق تین فرزند پیدا ہوئے۔ دو مذکور الصدر اور تیسرے حضرت خواجہ ابو سعید۔ ان کی عمر پچاس سال تھی اور دو فرزند رکھتے تھے۔ لیکن صحیح ترین روایت وہی پہلی روایت ہے۔ شیخ حسام الدینؒ چھوٹی عمر سے ابدالوں کی صحبت میں چلے گئے تھے۔ اور ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی لیکن سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ ان کی عمر پینتالیس سال تھی اور اُن سے سات فرزند پیدا ہوئے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ شیخ فخر الدینؒ خواجہ بزرگؒ

marfat.com

کے محبوب ترین فرزند تھے اور موضع ماندوریں جو اجمیر کے قریب ہے زراعت
کا کام کرتے تھے۔ جب وہاں کے حاکم نے مزاحمت کی تو حضرت خواجہ بزرگ
سلطان شمس الدین التمش کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمان کی صحت کرائی
اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ سلطان شمس الدین کو ملنے
دو مرتبہ دہلی تشریف لے گئے۔ پہلی مرتبہ کمال مہربانی سے آپ اپنے مرید و
خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین سے ملاقات کی خاطر تشریف لے گئے تھے۔ اور
دوسری مرتبہ اپنے فرزند شیخ فخر الدین کے فرمان کی درستی کے لئے۔ اب
یہ بات غور طلب ہے کہ سلطان شمس الدین التمش حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار قدس سرہٗ کا مرید تھا۔ اگر خواجہ بزرگ رضہ کا ادنی غلام بھی شمس الدین کے
چلا جاتا تو وہ اسے سعادت مندی سمجھ کر فرمان درست کر دیتا۔ لیکن
بات یہ تھی کہ کاملین اولیاء ہمیشہ جاہ و جلال اور مشائخیت سے گریز کرتے رہے
ہیں اور اپنے آپ کو خلقت کے سامنے حقیر سمجھتے رہے ہیں۔ چنانچہ خود سرور
کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام خرید و فروخت کے لئے تشریف لے جایا کرتے
تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ان حضرات کا کام دیانت اور راستی پر مبنی
ہوتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اپنی حاجت مندی کو لوگوں کی نظروں سے مخفی رکھیں
اور بناوٹی عزت و ناموس ملحوظ رکھیں وہ جانتے ہیں کہ حق تعالیٰ سب کچھ دیکھ
رہا ہے۔ لہٰذا خلقت کی عار اور نیک و بد کہنے کی یہ حضرات ہرگز پروا نہیں کرتے
تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت خواجۂ بزرگ کا بادشاہ کے پاس تشریف لے جانا
مریدین و متعلقین کے حق میں رحمت تھا۔ تاکہ آئندہ کوئی شخص اپنی ولایت
و مشائخیت پر ناز نہ کرے اور مریدین کے کاموں سے گریز نہ کرے۔ اور اصل
بات یہ ہے کہ یہ حضرات ہر کام میں مامور من اللہ ہوتے ہیں اور اپنے اختیار سے
کوئی کام نہیں کرتے۔ چنانچہ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

عشق آمدہ ہمچو خونم اندر رگ و پوست کہ تہی کرد مرا از من و پُر کرد بہ دوست

marfat.com

عشق خون کی طرح میری رگ و ریشہ میں دوڑ رہا ہے۔ عشق نے مجھے مجھ سے خالی کر دیا اور دوست سے بھر دیا ہے۔

اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت نامیست مرا برمن باقی ہمہ اوست

میرے وجود کے اجزا کی جگہ سب دوست نے لی ہے اب میرے جسم پر صرف میرا نام رہ گیا باقی وہی ہے

اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے خوف سے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو وہ غلطی پر ہے۔ یہ ایک راز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حق تعالیٰ کے درمیان اور اکثر لوگوں کے حق میں رحمت تھی۔ فہم من فہم (سمجھا جس نے سمجھا) غرضیکہ حضرت شیخ فخر الدینؒ جو خواجہ بزرگؒ کے محبوب ترین فرزند تھے آپ کے بعد بیس سال زندہ رہے۔ ان کی عمر ستر سال تھی۔ اُن کے پانچ فرزند تھے۔ آپ کا وصال قصبہ سروار میں ہوا جو اجمیر سے سولہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور اسی جگہ حوض کے پاس آپ کا مدفن ہے۔ شیخ فخر الدینؒ کے تمام فرزندان میں سے شیخ حسام الدین سوختہؒ تمام کمالات روحانی سے آراستہ تھے اور حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاؒ قدس سرہٗ کے دوست تھے آپ کا مزار قصبہ سانبھر میں ہے جو اجمیر شریف کے راستے پر ہے۔ شیخ حسام الدینؒ کے فرزندان میں سے شیخ خواجہ معین الدین خوردؒ اور خواجہ قیام الدینؒ بھی صاحب کمال بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین خورد مرید ہونے سے پہلے ریاضت اور مجاہدات کر کے کام تمام کر چکے تھے۔ کیونکہ آپ براہ راست حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ سے اخذ فیض کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے باطنی اشارہ کے مطابق آپ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ کے مرید ہوئے۔ اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

فوائد الفواد میں حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ سے روایت ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کے پوتے خواجہ احمدؒ بڑے بزرگ تھے۔ اُن کے بھائی حضرت خواجہ وحیدؒ حضرت خواجہ گنج شکر قدس سرہٗ کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ نعمت آپ کے خاندان سے بطور بھیک حاصل کی ہے

marfat.com

میری کیا مجال ہے کہ آپ کو مرید کروں۔ لیکن حضرت خواجہ وحیدؒ نے اصرار کیا اور مرید ہو گئے۔ اور سر منڈا لیا۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کے پوتوں میں سے ایک شیخ بایزیدؒ ہیں۔ وہ چھوٹی عمر میں غیب ہو گئے تھے۔ سلطان محمود خلجی کے عہد میں واپس آئے۔ سلطان نے اُن کو اجمیر کے نواح میں ایک ریاست کا مالک بنایا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد بعض لوگوں نے آپ کے حسب نسب کے متعلق شکوک پیدا کر دئے۔ اور بادشاہ تک یہ بات پہنچا دی۔ بادشاہ نے علماء و فضلاء اور مشائخ و اکابرِ ملک کو جمع کر کے فیصلہ کرنا چاہا۔ آخر شیخ حسین ناگوری اور مولانا رستم جو اکابرِ زمانہ تھے اور ان کے علاوہ دیگر اکابر و مشائخ نے گواہی دی کہ یہی شیخ بایزید بن حضرت خواجہ قیام الدین بن حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین بن خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ ہیں۔ اس کے بعد شیخ حسین ناگوریؒ نے اپنی لڑکی شیخ بایزیدؒ کے فرزند کے عقد نکاح میں دی۔ الغرض بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز حصور یعنی بے اولاد تھے۔ محض غلط ہے۔ مشائخ چشت کی تصانیف سے بارہا اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے کہ آپ صاحب اولاد تھے اور ان کی اولاد وہی ہے۔ جو اوپر بتائی جا چکی ہے۔

لیکن اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ یہ اختلاف مشائخ چشت میں ضرور پایا جاتا ہے۔ کہ میر سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ جو حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ ہیں وہ اور ان کے ساتھ ایک اور جماعت یہ کہتے ہیں کہ شیخ فخر الدینؒ اور شیخ حسام الدینؒ حضرت بی بی عصمت کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے ہیں اور میر سید شمس الدین طاہر جو حضرت شیخ نور قطب عالم کے خلیفہ ہیں اور دیگر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں حضرت بی بی امتہ اللہ کے بطن مبارک سے وجود میں آئے ہیں۔ لیکن ان میں سے جو بھی روایت صحیح ہو یہ بات تو پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہ دونوں حضرات حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے فرزند ہیں۔ لیکن قول اول صحیح معلوم ہوتا ہے چنانچہ آجتک حضرت خواجہ بزرگؒ کی اولاد موجود ہے۔ خواجہ معین الدین خورد بن حسام الدینؒ کی اولاد ولایت مالوہ میں جا کر آباد ہوئی۔ اس جماعت کا حال معلوم نہیں ہے۔ خواجہ

marfat.com

قیام الدین ابن خواجہ حسام الدین کی اولاد اجمیر شریف میں مقیم رہی اور یہی حضرات خواجہ بزرگ کے جانشین ہوتے رہے۔

چنانچہ خواجہ حسینؒ جو خواجہ قیام الدین منصور کے فرزند تھے بادشاہ نورالدین جہانگیر کے عہد حکومت میں حضرت خواجۂ بزرگ کے جانشین تھے۔ ان کی عمر تقریباً ایک سو سال تھی اور ہمیشہ عبادت اور حق پرستی میں آپ نے زندگی بسر کی آپ بہت بڑے بزرگ تھے۔

اُن کے بعد اُن کے بھتیجے شیخ معین الدینؒ سجادہ نشین ہوئے، اُن کے بعد اُن کے بھتیجے شیخ علاؤالدین مسند خلافت پر بیٹھے۔ آپ نہایت ہی خلیق تھے صلاح و بزرگی سے آراستہ تھے۔ شاہ عالم بہادر شاہ ابن عالمگیر اورنگ زیب کے عہد میں حضرت خواجۂ بزرگ کے سجادہ نشین شیخ سراج الدینؒ تھے جو بہت بڑے بزرگ اور متقی و پرہیزگار تھے۔ اور حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی بشارت پر مسند نشین ہوئے تھے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ خواجۂ بزرگ قدس سرہٗ کی اولاد کو قیامت تک مسند خلافت پر برقرار رکھیں۔ بحرمت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وآلہ واولادہٖ۔

مجاوران درگاہ

کتاب مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجۂ بزرگ کے مجاور لوگ میر سید فخرالدین ساکن قصبۂ کرہ کی اولاد ہیں سید فخرالدین قصبہ کرہ کے ساداتِ عالی نسب میں سے تھے۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز سے محبت کی وجہ سے اپنا وطن ترک کر کے اجمیر شریف میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ ان کی اولاد آجتک آستانہ شریف پر موجود ہے اور ہر شخص کی خدمت بجالاتے ہیں۔

حقائق و معارف

حضرت خواجۂ بزرگ قدس سرہٗ نے مریدین و طالبان حق کے لئے جو حقائق و معارف بیان فرمائے۔ وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ اس فقیر نے اُن میں سے صرف چھ کلمات برکت کے طور پر اس کتاب میں تحریر کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ عاشق ہر وقت محوِ عشق ہے۔

marfat.com

اگر کھڑا ہے تو ذکر دوست میں ہے اگر طواف کر رہا ہے تو اس کی ہیبت اور عظمت میں ہے۔ نیز فرمایا کہ اہل عشق وہ ہے جو صبح کی نماز پڑھنے کے بعد دوسری صبح تک محو خیال دوست ہے۔ نیز فرمایا ایک مدت تک میں نے خانۂ کعبہ کا طواف کیا لیکن اب خانہ کعبہ میرے گرد طواف کرتا ہے۔ نیز فرمایا کہ عارف وہ ہے جو اپنا دل کونین سے اٹھالے۔ اور سب سے بڑا عارف وہ ہے جو سب سے زیادہ متحیر ہے۔ نیز فرمایا کہ جب میں اپنے چمڑے (وجود) سے باہر آیا تو دیکھا کہ عاشق معشوق اور عشق تینوں ایک ہیں۔ یعنی عالم توحید میں سب ایک ہیں۔[1] نیز فرمایا کہ عارفین کا وجود منزلۂ آفتاب ہے جو سارے جہان پر چمک کر اُسے نور ولایت سے منور کرتے ہیں۔

مراۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ آخر عمر میں دہلی سے اجمیر گئے ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اے درویش مجھے جو یہاں لایا گیا ہے میرا مدفن بھی یہاں ہو گا۔ چند روز کے بعد ہم آخری سفر کریں گے۔ چنانچہ آپ نے علی سنجری کو حکم دیا کہ خلافت نامہ لکھو۔ میں نے اپنی خلافت اور سجادگی خواجہ قطب الدین بختیار کو دی کیونکہ یہ اُسی کا مقام ہے حضرت خواجہ قطب الدین فرماتے ہیں کہ جب خلافت نامہ مکمل ہوا تو اس دعاگو کے ہاتھ میں دیدیا گیا۔ دعاگو نے سر زمین پر رکھا فرمان ہوا کہ نزدیک آؤ۔ جب میں قریب ہوا تو آپ نے کلاہ اور دستار بندہ کے سر پر رکھی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کا عصا بندہ کے ہاتھ میں دیا اور خرقہ دعاگو کو زیب تن فرمایا۔ نیز قرآن مجید، مصلّے اور نعلین بھی عطا فرمائیں اور فرمایا کہ یہ امانت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے مشائخ تک پہنچی ہے ہم نے تجھے عطا کی۔ خواجگان چشت نے ان کا حق ادا کیا ہے تم بھی ان کا حق ادا کرو۔ تاکہ مجھے خواجگان کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ بندہ نے سر زمین پر رکھا۔ اس کے بعد آپ نے بندہ کا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ جاؤ تجھے خدا کے سپرد کیا۔ منزل گاہ عزت پہ پہنچایا اور صحرائے حقیقت سے پار کر دیا۔ اس کے بعد اس دعاگو کے حق میں حضرت اقدس نے فاتحہ پڑھا اور

[1] یہ وحدت الوجود ہے۔

marfat.com

فرمایا کہ جاؤ جہاں جاؤ اور جہاں رہو مرد بن کر رہو۔ بندہ نے سر زمین پر رکھا اور رخصت ہو کر دہلی آ گیا۔ چنانچہ دہلی کے تمام علماء، امراء و رؤساء میرے گرد جمع ہو گئے۔ چالیس دن نہیں گذرے تھے کہ قاصد نے آ کر بتایا کہ آپ کے چلے جانے کے بعد خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ بیس دن قید حیات میں رہ کر وصال فرما گئے۔ یہ خبر سنکر بندہ پر اس قدر غم و اندوہ طاری ہوا کہ ساری رات مصلے پر بیٹھا رہا۔ میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بزرگؒ عرش الٰہی کے نیچے کھڑے ہیں۔ میں نے اپنا سر اُن کے قدموں پر رکھا اور حال دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ اور مجھے قرب کا مقام عطا فرما کر ساکنان عرش کے درمیان جگہ عطا فرمائی ہے تاکہ اس جگہ قیام کروں۔

سیر اولیاء میں لکھا ہے کہ جس روز حضرت خواجہ بزرگؒ نے وصال فرمایا۔ چند بزرگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں۔ خدا کا دوست معین الدین حسن سنجری آ رہا ہے میں اس کے استقبال کے لئے آیا ہوں۔ جب حضرت خواجہ بزرگ نے وصال فرمایا تو آپ کی پیشانی مبارک پر سبز نور سے یہ لکھا تھا۔

هذا حبيب الله مات في حب الله

یہ اللہ کا دوست ہے اور اللہ کی محبت میں جان دی ہے۔

تاریخ وصال

حضرت خواجۂ بزرگ قدس سرہٗ کی تاریخ وصال روز دوشنبہ (سوموار) چھ ماہ رجب ۶۳۲ھ ہے۔ دوسری روایت کے مطابق روز یکشنبہ (اتوار) اور ایک اور روایت کے مطابق اتوار کی رات ماہِ ذی الحج ۶۳۳ھ ہے

marfat.com

آپ کی تاریخ وصال "آفتاب ملک ہند" سے نکلتی ہے۔ ان روایات میں سے صحیح ترین پہلی روایت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سلطان المشائخ اور دیگر بزرگان نے تحقیق کی ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کا وصال ماہ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں ہوا اور حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے ملفوظات موسوم بہ دلیل العارفین جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیارؒ نے خود لکھے ہیں کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ خواجۂ بزرگ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیارؒ کی زندگی میں وصال فرمایا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اس سے اختلاف رفع ہو جاتا ہے۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ محققین کے بیانات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ حضرت خواجہ غریب نواز کا وصال چھ ماہ رجب ۶۳۲ھ یعنی سلطان شمس الدین التمشؒ کے عہد حکومت میں واقع ہوا۔ آپکی عمر ستانوے سال اور دوسری روایت کے مطابق ایک سو سات سال تھی۔ اس میں سے چالیس سال آپ نے اجمیر شریف میں بسر فرمائے۔ اور وصال کے بعد اپنے حجرۂ خاص میں دفن ہوئے۔ آپکا مزار مبارک سارے ہندوستان کے لئے قبلہ نما ہے۔

اجمیر کی وجہ تسمیہ

کتاب اخبار الاخیار میں اجمیر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اجا ایک راجہ کا نام تھا جس کی سلطنت غرب ہند تک پھیلی ہوئی تھی۔ نیز اجا آفتاب کو بھی کہتے ہیں۔ اور میر ہندی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں اور ہندوؤں کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ پہلی دیوار جو کسی پہاڑ پر تعمیر کی گئی وہ یہی دیوار ہے جو اجمیر کے پہاڑ پر بنائی گئی ہے اور پہلا حوض جو ہندوستان میں بنایا گیا وہ پھکر (یعنی پشکر) کا حوض ہے۔ جو اجمیر سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے اور ہندو

marfat.com

لوگوں کی عبادت گاہ ہے۔ سال میں چھ دن وہاں جمع ہوتے ہیں۔ اشنان کرتے ہیں۔ ہندوؤں میں سے جو لوگ قیامت کے قائل ہیں۔ کہتے ہیں کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہوگی۔ اور راجہ اجا ہندوستان کے تمام راجاؤں سے پہلے تھا۔ رائے پتھورا اس کے بہت بعد آیا تھا۔ چنانچہ سلطان معزالدین سام عرف محمد غوریؒ نے حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی باطنی امداد سے رائے پتھورا کو ۵۸۹ھ میں شکست دیکر اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اس زور سے ہندوستان کے تمام سلاطین نوبت بہ نوبت اپنے اپنے عہد میں آستانۂ عالیہ پر کمال نیازمندی سے حاضر ہوتے رہے ہیں۔ جس کی تفصیل مراۃ الاسرار میں بیان کی گئی ہے۔

مزار مبارک

کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ پہلے آپ کی قبر مبارک اینٹوں سے بنی ہوئی تھی۔ بعد میں سنگ مرمر کی صندوق اس قبر پہ بنائی گئی۔ اور پہلی قبر کو بھی بحال رکھا گیا۔ قبر مبارک کی بلندی اسی وجہ سے ہے۔ روضہ متبرکہ کا بڑا دروازہ اور خانقاہ معلی بعد میں مالوہ کے ایک بادشاہ نے تعمیر کرائے۔ سب سے پہلے جس شخص نے حضرت اقدس کے روضہ متبرکہ کی عمارت تعمیر کرائی سلطان التارکین حضرت شیخ حمیدالدین سوالیؒ (جو حضرت خواجہ غریب نواز کے خلیفہ تھے) کے پوتے خواجہ حسین ناگوریؒ تھے۔ اس سے پہلے آپ کے روضہ اقدس پر عمارت نہیں تھی۔ یہ سنگ سفید کا گنبد جو اس وقت مزار مقدس پر بنا ہوا ہے۔ خواجہ حسینؒ مذکور کا تعمیر کردہ ہے۔ اس کے بعد سلاطین مانڈو نے تعمیریں کرائیں۔ روضۂ اقدس کے ساتھ شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ صاحب قرآن ثانی نے سنگ مرمر سے ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی۔ جس کا طول ستانوے گز شرعی اور عرض اسی گز ہے۔ مسجد کے

marfat.com

سامنے کا چبوترہ بھی سنگ مرمر کا ہے۔ جس کا عرض ستائیس گز ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ گمان غالب ہے۔ کہ ساری دنیا میں اس قسم کی خوبصورت اور پر تکلف اور صاف ستھری عمارت کہیں نہیں ہو گی۔

خلفاء

بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب قدس سرہٗ کے تیرہ خلفاء تھے۔ یعنی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار، حضرت خواجہ فخر الدین، حضرت خواجہ معین الدین، حضرت قاضی حمید الدین ناگوری، حضرت شیخ وجیہہ الدین، سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی (جنکا نسب شریف صحابیٔ رسول اللہ صلعم حضرت سعد بن زید (یکے از اصحاب عشرہ مبشرہ) لے جا ملتا ہے۔ حضرت شیخ برہان الدین عرف بدو، حضرت خواجہ حسن خیاطہ حضرت شیخ عبد اللہ بیابانی (اجیپال جوگی) المعروف سہرانہ، قدس اسرارہم، نیز حضرت شیخ اوحدین کرمانیؒ کو بھی بعض حضرات آپ کے خلفاء میں شمار کرتے ہیں۔ صاحب سیر الاقطاب نے حضرت بی بی حافظہ جمالؒ، اور سالار مسعود غازی کو بھی خواجۂ بزرگ کے خلفاء میں شمار کیا ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ حضرت بی حافظہ جمال کا شمار عورتوں میں ہے اور عورت خواہ کتنی صاحب کمال ہو سنت مشائخ یہ ہے کہ اسے خلافت نہیں دی جاتی۔

سالار مسعود غازی

سالار مسعود ی غازی کو خراسان کے علاقے میں رجب سالاری کہتے ہیں اور بعض مقامات پر اس کو غازی میاں، بالی میاں، اور بالا پیر بھی کہتے ہیں۔ ملک پورب کے اکثر لوگ انکو سالار مسعود غازی کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ کا لقب سلطان الشہداء ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت محمد بن حنفیہ

marfat.com

بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد شریف کا اسم گرامی سپہ سالار امیر ساہو بن میر عطاء اللہ تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ سر مغلی سلطان محمود غزنوی رح کی ہمشیرہ تھیں۔ اکثر اہل بصرت اسبات پر متفق ہیں۔ کہ میر مسعود کی شہادت کے بعد جو شخص ہندوستان میں مرتبہ شہادت حاصل کرتا ہے۔ ان کی متابعت پر مامور ہوتا ہے۔ آپ حضرت خواجہ ابو محمد محترم چشتی قدس سرہ کے ہمعصر تھے۔ آپ کی شہادت حضرت خواجہ غریب نواز رح کی ولادت اور ظہور سے بہت عرصہ پہلے تھی۔ اس لئے آپ کس طرح حضرت خواجہ بزرگ کے خلفاء میں شمار ہو سکتے ہیں۔ البتہ ان کی روحانیت حضرت خواجہ بزرگ کی روحانیت سے ہمیشہ مستفیض ہوتی رہی۔ چنانچہ صاحب مراۃ الاسرار تاریخ مراۃ سکندری سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت شاہ محبوب عالم گجراتی رح فرماتے ہیں کہ چونکہ اکثر لوگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ سے حاجات طلب کرتے تھے، حضرت اقدس ان کو سالار مسعود غازی کی روحانیت کے حوالہ فرما دیتے تھے۔ صاحب مراۃ الاسرار نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب یہ نیاز مند وسط سلوک میں بعض ظاہری و باطنی امور میں حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ تو آپ مجھے سالار مسعود قدس سرہ کی روحانیت کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ چنانچہ ان کی توجہ سے نیاز مند کے تمام امور انجام پاتے تھے۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حق تعالے نے سالار مسعود غازی کو مادر زاد دولت عطا فرمائی تھی۔ اور آپ ہمیشہ جہاد اکبر و جہاد اصغر میں اپنے اجداد کی طرح کوشش کرتے رہتے تھے۔ اور حکومت اور جہاں بانی کے باوجود ایک ساعت کے لئے بھی شغل باطن سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ اور خلعت کے وقت درویشان اہل توحید کے ساتھ صحبت رکھتے تھے۔ اور نہایت بلند حقائق و معارف جوان کو وراثت کے بطور آئمہ اہل بیت سے حاصل ہوئے تھے۔ اہل توحید کے سامنے بیان کیا

marfat.com

کرتے تھے ۔ اور ذات مطلق کا استغراق آپ پر اس قدر طاری تھا۔ کہ ساری کائنات میں آپ مشاہدہ جمال حق کرتے تھے ۔ اور غنا یعنی امیری میں آپ کو بمصداق اذا تم الفقر ا ء فھو اللہ احوال و مقامات فقر حاصل تھے ۔ یہ دولت کسے حاصل ہے ۔ آپ کی ولادت بروز یکشنبہ بوقت صبح بتاریخ ۲۱ شعبان ۵۰۴ھ اجمیر شریف میں ہوئی ۔ اور آپ بروز یکشنبہ ۱۴ ماہ رجب ۲۲۴ھ جام شہادت نوش کیا اور بھڑائچ میں دفن ہوئے ۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے ۔ کہ شاہ بدیع الدین شاہ مدار کو بھی حضرت خواجہ بزرگ سے فیض ملا ۔ اور آپ کے غیبی ارشارہ کے مطابق قصبہ مکن پور میں سکونت اختیار کی ۔

علاوہ ازیں حضرت شاہ عبد الجلیل لکھنویؒ نے بھی حضرت خواجہ غریب نواز کی روحانیت سے فیضان حاصل کیا ۔

اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ؕ

از رہگذر خاک سر کوئے شما بود　　ہر نافہ کو در دست نسیم سحر افتاد

---

marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رح

آں نازنین رائیت ربی، صدر نشین محفل مشاہدات غیبی، طاہر ہوائے لامکانی سائر عمانِ سبحانی، ذبیح خنجر رضا و تسلیم، جرعہ بح من اتی اللہ بہ قلب سلیم مبعوث بہ کمال تنزیہہ و پاکی، محبوب حق، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کا شمار نازنینان بارگاہ کبریا و ساداتِ اولیاء میں ہوتا ہے۔ آپ مقام ترک و تجرید میں راسخ، ریاضات و مجاہدات میں بے نظیر و قت بیانِ نکات حقائق و توحید میں بے ہمتا، استغراق فنائے احدیت میں اکابر مشائخ میں ممتاز مرتبہ قطب کبریٰ پر فائز اور ذات بحت کے مشاہدہ میں علی الدوام مستغرق تھے اور غیر سے بالکلیہ آزاد ہو کر دوست کے ساتھ مقام یک رنگی حاصل کر چکے تھے۔ جو شخص آپ کی صحبت اختیار کرتا صاحبِ ولایت ہو جاتا تھا۔ آپ جس شخص پر نظر شفقت فرماتے اُسے عرش سے تحت الثریٰ تک کشف حاصل ہو جاتا تھا آپ کے تمام مریدین صاحب کرامات اور اہل نعمت تھے۔ آپ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کے محبوب ترین خلیفہ تھے۔

حسب و نسب

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید کمال الدین احمد بن موسیٰ اوشی تھا۔ جو قصبہ اوش واقعہ ملک ماوراء النہر کے رہنے والے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اوش علاقہ فرغانہ میں ہے۔ آپ کا اسم شریف قطب الدین اور القاب کاکی اور بختیار

marfat.com

تھے۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ کا پہلا نام بختیار تھا۔ اور جناب حق تعالیٰ سے آپ کو قطب الدین کا خطاب ملا تھا۔ لیکن مراۃ الاسرار کے مطابق حضرت خواجہ غریب نواز آپ کو از راہ مہربانی قطب الدین بختیار کہا کرتے تھے۔ اُسی وقت سے آپ آپ کا لقب بختیار ہو گیا۔ آپ کا سلسلۂ نسب سیر الاقطاب کی روایت کے مطابق حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس طرح جا ملتا ہے۔ کہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار ؒ ابن سید کمال الدین احمد ؒ ابن سید موسیٰ اوشی ؒ، ابن سید محمد ؒ ابن سید احمد ؒ ابن سید اسحاق ؒ، ابن سید معروف ؒ ابن سید احمد چشتی ؒ ابن سید احمد ؒ ابن سید حسام الدین ؒ ابن سید رشید الدین ؒ، ابن سید جعفر ؒ، ابن امام محمد تقی ؓ الجواد ابن امام علی الرضا ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ؓ ابن امام باقر ؓ ابن امام زین العابدین ابن امیر المومنین حضرت امام حسین ؓ سید الشہداء ابن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

تعلیم و تربیت

آپ قصبۂ اوش میں بوقت نیم شب پیدا ہوئے۔ پیدائش کے وقت انوار و برکات کا اسقدر نزول ہوا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے سمجھا کہ آفتاب طلوع ہوا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ پیدا ہوتے ہی آپ سجدہ میں چلے گئے اور اللہ، اللہ کہہ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ حیران ہوئیں اور ڈرنے بھی لگیں۔ اس کے بعد آپ نے سر اوپر اٹھایا اور رفتہ رفتہ وہ نور کم ہو گیا۔ غیب سے آواز آئی کہ یہ نور جو تم نے دیکھا ہے۔ ہمارے رازوں میں سے ایک راز تھا۔ جو ہم نے تمہارے بیٹے کے قلب میں رکھا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت خواجہ میرے پیٹ میں تھے تو میں تہجد کے وقت اٹھتی تھی۔ اور نماز پڑھتی تھی۔ اور میرے پیٹ جنبش ہوتی تھی۔ ذکر کی آواز آتی تھی۔ ایک پہر تک یہی ہوتا رہتا تھا۔ کتاب سبع سنابل

marfat.com

اور سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت قطب الاقطاب کی عمر ڈیڑھ برس کی ہوئی تو اُن کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ اور پرورش کی ذمہ داری والدہ پر عائد ہوئی۔ جب آپ کی عمر چار سال، چار ماہ اور چار دن ہوئی۔ اور دوسری روایت کے مطابق جب آپ کی عمر پانچ سال ہوئی تو والدہ ماجدہ نے آپ کو حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا۔ اسوقت آپ نے اُن کے لئے تختی پر کچھ لکھنا چاہا تو غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین کچھ دیر ٹھہر جاؤ۔ حمید الدین ناگوری آرہا ہے۔ ہمارے قطب کو وہی تعلیم دے گا۔ اس روز خواجہ قطب الدینؒ اوش میں تھے۔ اور قاضی حمید الدین ناگوری ناگور میں۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے حمید الدین جلدی جاؤ۔ ہمارے قطب کی تختی لکھو۔ اور ان کو دینی علم سکھاؤ۔ قاضی صاحب نے کہا یا الٰہی آپ کا قطب کہاں ہے۔ آواز آئی کہ اوش میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے آنکھیں بند کیں اور فوراً اوش میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے اور تختی ہاتھ میں لے کر پوچھا کہ اے قطب الدین کیا لکھوں۔ آپ نے جواب دیا کہ لکھو سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام۔ قاضی صاحب نے کہا کہ یہ پندرھواں پارہ ہے۔ آپ نے قرآن پہلے کہاں پڑھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میری والدہ کو پندرہ پارے یاد ہیں۔ میں نے والدہ کے پیٹ میں اُن کے قلب پر نظر ڈالی۔ حق تعالیٰ کے کرم سے یاد کر لئے ہیں۔ چنانچہ قاضی حمید الدینؒ نے تختی پر لکھا۔ سبحان الذی اسریٰ...... تا آخر سورت چار روز میں قاضی صاحب نے آپ کو قرآن ختم کرالیا۔ اور فرمایا کہ بابا قطب الدین تجھے حق تعالیٰ نے تمام علم بچپن میں پڑھا دیا ہے۔ اسوجہ سے کہ تم خدا تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہو۔ اس کے بعد انہوں نے خواجہ قطب الدین حضرت خواجہ بزرگ کے حوالہ کیا اور کہا کہ یہ آپ کے مرید ہیں۔ آپ ہی ان کی تربیت

marfat.com

فرمائیں۔ لیکن مراۃ الاسرار میں آپ کی تحصیل علم کی حکایت دوسرے طریقے سے بیان کی گئی ہے۔ وہ یہ کہ آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کو ایک ہمسایہ بنام ابراہیم کے ذریعے استاد کے پاس بھیجا۔ راستے میں ایک نورانی شکل کے بزرگ ملے۔ وہ خواجہ قطب الدینؒ کا ہاتھ کمال شفقت سے پکڑ کر حضرت شیخ ابو حفصؒ میں لے گئے۔ وہ قطب وقت اور تمام کمالات سے مزین تھے۔ انہوں نے شیخ ابو حفصؒ سے کہا کہ ان کو اچھی طرح تعلیم دیں کیونکہ یہ اکابر اولیاء میں سے ہونگے اور مشائخ روزگار میں ان کا شمار ہوگا۔ شیخ ابو حفصؒ نے ان کو دل و جان سے قبول کیا۔ جب وہ بزرگ چلے گئے تو شیخ ابو حفصؒ نے خواجہ علیہ رحمتہ سے پوچھا کہ کیا تم اس بزرگ کو جانتے ہو۔ آپ نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے۔ جنہوں نے آپ کی تعلیم کا معاملہ میرے سپرد کیا۔

حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی خیر المجالس میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابا حفصؒ کے فیض صحبت سے حضرت قطب الاقطاب کو تہذیب الاخلاق ظاہری و باطنی اور ارادت شریعت و طریقت بکمال حاصل ہوئی۔ اور آپ کا ظاہر و باطن آراستہ و پیراستہ ہوگیا۔ چنانچہ آپ ریاضات و مجاہدات سے ایک ساعت کے لئے فارغ نہیں ہوتے تھے۔ اور ہر شب و روز دو سو پچاس رکعت نماز کمال نیاز کے ساتھ گذارتے تھے۔ اور ہمہ تن حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتے تھے۔

بیعت

آپ نے ماہ رجب ۵۱۲ھ میں شہر بغداد امام ابو اللیث سمرقندی کی مسجد میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، شیخ اوحد الدین کرمانیؒ، شیخ برہان الدین چشتیؒ اور شیخ محمود اصفہانیؒ کی موجودگی حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ کے حکم سے کافی عرصہ تک بغداد میں ریاضت

marfat.com

شاقہ میں مشغول رہے۔ حضرت خواجہ بزرگ کے لطف و کرم سے آپ نے تھوڑے عرصے میں سلوک تمام کر لیا۔ رُشد و ہدایت کے مقام تک پہنچ گئے اور خلافت سے بہرور ہوئے۔ روایت ہے۔ کہ حضرت خواجہ غریب نواز کو چالیس شب تک متواتر حضرت سرور کائنات کی بمع دیگر مشائخ عظام عالم ارواح میں زیارت ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معین الدین، قطب الدین خدا کا دوست ہے۔ اُسے خرقۂ خلافت پہنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق آپ کو خرقۂ خلافت پہنایا گیا۔ اور فرمان الٰہی کے مطابق ولایت دہلی آپ کے سپرد ہوئی۔ اور حضرت خواجۂ بزرگ کے ساتھ آپ بھی بغداد سے ہندوستان کے سفر میں شریک رہے۔ اور دہلی سکونت اختیار کی۔ اس کا مفصل ذکر بعد میں آرہا ہے۔

اکثر کتابوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدینؒ مرید ہوئے تو آپکی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اور بیس سال کی عمر میں آپ خلافت حاصل کر کے اپنے مریدین کی تربیت میں مشغول ہو گئے۔

سیر الاولیاء میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ سے روایت ہے کہ سوتے وقت حضرت خواجہ قطب الدین ہر رات تین ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے۔ جب اوش میں آپ کی شادی ہوئی تو تین شب درود قضا ہو گیا۔ آپ کے ایک مرید بنام احمد رئیس نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ بختیار کاکی کو میرا سلام پہنچاؤ اور اس سے کہو کہ جو تحفہ تم میرے پاس بھیجتے ہو پہنچ جاتا ہے۔ لیکن تین روز سے نہیں ملا۔ خواب سے بیدار ہو کر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام اور پیغام حضرت خواجہ قطب الدین کو پہنچایا۔ آپ نے فوراً بیوی کو بلا کر اس کا حق المہر ادا کیا اور رخصت کر دیا۔

اس کے بعد آپ ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ملتان میں ان تینوں بزرگوں کے درمیان گرما گرم مجالس ہوئیں۔ سیر الاولیاء میں

marfat.com

سلطان المشائخ سے نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریاؒ اور شیخ جلال الدین تبریزی ملتان میں اکٹھے تھے تو کفار کا قلعہ ملتان پر حملہ ہو گیا۔ والئی ملتان قباچہ بیگ نے دفع حملہ کے لئے ان بزرگوں کی طرف درخواست کی۔ حضرت خواجہ قطب الدینؒ نے قباچہ کے ہاتھ میں ایک تیر دیکر فرمایا کہ یہ تیر لشکر کفار کی طرف پھینک دو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک کافر بھی موجود نہ تھا

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ پہلی بار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کی صحبت سے ملتان ہی میں بہرہ ور ہوئے۔ اس کا مفصل ذکر آپ کے حالات میں آرہا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدینؒ کے دہلی پہنچنے سے پہلے حضرت قاضی حمیدالدین ناگوریؒ نے عالم معاملہ میں دیکھا گویا آفتاب عالمتاب کا دہلی میں نزول ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے تمام ملک روشن ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آفتاب نے حضرت قاضی صاحب کے گھر جاکر کہا کہ اب میں تمہارے گھر میں رہونگا۔ قاضی صاحب نے اس سے یہ تعبیر لی کہ کوئی ولیٔ کامل دہلی میں وارد ہو کر میرے گھر میں سکونت اختیار کرے گا۔ اس واقعہ کو دو دن نہ ہوئے تھے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ دہلی میں تشریف لائے اور ایک نان بائی کے ہاں ملازمت اختیار کی۔ یہ قحط کا زمانہ تھا۔ شہزادہ سعیدالدین کی حکومت کی طرف سے چند سیر آٹا اس نان بائی کے پاس آتا تھا جسکی روٹی پکا کر وہ واپس بھیجا کرتا تھا۔ ایک دن وہ نان بائی روٹی تنور میں لگا کر سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو تمام روٹیاں جل کر راکھ ہو چکی تھیں۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کے ملازمین نے نان بائی کے گلے میں کپڑا ڈالکر گھسیٹنا شروع کیا اور کہا کہ قحط کے زمانے میں تم نے اس قدر آٹا ضائع کر دیا ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ نے فرمایا بھائی اس کو چھوڑ دو میں تمہاری روٹیاں

marfat.com

ٹھیک کئے دیتا ہوں۔ انہوں نے اسکو چھوڑ دیا۔ اور حضرت اقدس سے کہا کہ اچھا آپ ہماری روٹیاں ٹھیک کریں۔ آپ نے تمام روٹیاں تنور میں ڈال دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد باہر نکالیں تو سب کی سب سفید اور صحیح سلامت تھیں۔ جب بادشاہ کو اس بات کا علم ہوا تو حضرت اقدس کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اے عزیز میں بیچارہ کون ہوں کہ تم مجھے ملنے آیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ حضور آپ تمام صاحب نعمت درویشوں کے سردار ہیں۔ بس حضرت اقدس سے اس تھوڑی سی ہمکلامی کا یہ اثر ہوا کہ دنیا کی محبت بادشاہ کے دل سے جاتی رہی۔ ولئی کامل ہو گیا۔ اور عرش سے تحت الثریٰ تک اس کی نظر پہنچ گئی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحؒ کو کاکی اسی وجہ سے کہتے ہیں۔

جب اس کرامت کی خبر لوگوں تک پہنچی تو جوق در جوق حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہونے لگے یہ دیکھ کر آپ نان بائی کی دوکان سے بھاگ گئے اور قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہٗ کے گھر چلے گئے۔ اس سے قاضی صاحب بہت خوش ہوئے اور ان کو گلے سے لگا کر کہنے لگے کہ میں آپ کی آمد کیلئے تڑپ رہا تھا۔ چند روز ہوئے آپ کی خوشبو سے میں معطر ہوا تھا۔ بعض مشائخ چشت کے ملفوظات میں ہے کہ جونہی حضرت اقدس قاضی حمید الدین کے مکان پر پہنچے تو انہوں نے فوراً قوالوں کو طلب کر کے محفل سماع منعقد کرائی حضرت اقدس اور قاضی صاحب نے سماع سنا۔ دیگر لوگ بھی بہت جمع ہو گئے تھے سماع کے بعد لوگوں نے حضرت قاضی صاحب سے عرض کیا کہ چھوٹے بڑے بہت لوگ جمع ہو گئے ان کے لئے طعام ضروری ہے۔ قاضی صاحب نے اس بات کا ذکر حضرت خواجہ صاحب سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں سے کہو۔ کہ صفیں بنا کر بیٹھ جائیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین رضؓ نے اپنے دونوں آستین ہلائے تو ہر شخص کے سامنے دو روٹی اور گرم حلوہ موجود تھا۔ چنانچہ ہر شخص نے پیٹ بھر کر کھایا۔ اس کے بعد مولانا مجد الدین عرف موج نے حضرت

marfat.com

قاضی صاحب سے کہا کہ کھانے کے بعد شربت بھی لازمی ہے۔ ایک شخص نے دو ڈھائی سیر شکر حضرت قاضی صاحب کو پیش کی تھی۔ انہوں نے اُسے برتن میں ڈال کر سات پیالے پانی ڈالا۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے شربت پینا شروع کیا۔ جب سب لوگ اچھی طرح سیر ہو چکے تو شربت کی وہی مقدار ابھی باقی تھی۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کو کاکی کس وجہ سے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک دن حضرت اقدس اپنے اصحاب کے ساتھ حوض شمسی پہ بیٹھے تھے۔ کہ ایک آدمی نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو تا کہ اس سرد ہوا کے ساتھ نان گرم بھی مل جاتی۔ حضرت خواجہ نے اپنا ہاتھ حوض میں ڈال کر نان گرم نکالے اور اصحاب کے سامنے رکھدئے۔ اور سب نے سیر ہو کر کھائے۔ اوس روز سے آپ کو لوگ کاکی کہنے لگے۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ سلطان شمس الدین التمش نے حضرت اقدس سے طعام غیب کی التجا کی۔ آپ نے فوراً اپنے دونوں آستین ہلائے تو نہایت عمدہ اور گرم کاک (نان) برآمد ہوئے بادشاہ نے نہایت ہی عجز و نیاز سے نان کھائے اور مشکور رہوا۔ اس وجہ سے آپ کا لقب "کاکی" مشہور ہو گیا۔

کتاب مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ فتوحات غیبی کی طرف کم توجہ فرماتے تھے۔ اس وجہ سے آپکے گھر میں تنگی رہتی تھی۔ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین قدس سرہٗ نے آپ کو اجازت دے رکھی تھی کہ بوقت ضرورت پانچ سو درہم تک قرض لے کر ضروری حاجت پوری کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جب دو تین متواتر فاقوں تک نوبت پہنچ جاتی تھی تو حضرت قطب الاقطاب اپنے ایک ہمسایہ شرف الدین بقال سے کم از کم رقم قرضہ لے لیتے تھے۔ اور متعلقین کی بسر اوقات فرماتے تھے۔ ایک دن شرف الدین بقال کی عورت نے کہا کہ اگر ہم یہاں نہ

marfat.com

ہوتے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوتا۔ یہ بات حضرت اقدس کی اہلیہ صاحبہ نے آپ تک پہنچادی۔ آپ نے فرمایا آج کے بعد اُن سے قرض لینا بند کر دو۔ آپ کے حجرہ مبارک میں ایک طاق تھا۔ آپ نے اس طاق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جس قدر ضرورت ہو بسم اللہ پڑھ کر یہاں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا کرو۔ چنانچہ آپ جس وقت طاق میں ہاتھ ڈالتی تھیں گرم نان مل جاتے تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت اقدس روزانہ ایک نان مصلّے کے نیچے سے اٹھاتے تھے۔ بہر حال اُسی دن سے آپ کا لقب "کاکی" ہو گیا بعض معتبر کتابوں میں اس فقیر نے یہ بھی دیکھا ہے کہ "کاک" فارسی کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ کلچہ یا نانِ تنور۔ اور عربی میں اُسے "کعک" کہتے ہیں۔

مراۃ الاسرار میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ جب حضرت اقدس دہلی پہنچے تو سلطان شمس الدین مقدّم نے اس بات کو سعادت مندئ دارین سمجھ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور ہفتے میں ایک بار شرف زیارت حاصل کرتا تھا۔ نیز شیخ جمال الدین محمد بسطامی جو ان دنوں دہلی کے شیخ الاسلام تھے بھی آپ کے معتقد ہو گئے۔ علاوہ ازیں حضرت شیخ محمدؒ عطاء المعروف قاضی حمید الدین ناگوریؒ جو حضرت اقدس سے بغداد اور اوش میں مانوس اور معتقد ہو چکے تھے۔ وہ بھی آپ کے ساتھ اکثر رہتے تھے۔ اور بعض اوقات دونوں بزرگ سفر بھی مل کر کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت قطب الاقطاب خود فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری سفر کر رہے تھے۔ جب ہم دریا کے کنارہ پر پہنچے بھوک کی وجہ سے بے حال ہو رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بکری دو روٹیاں منہ میں لئے ہوئے غیب سے پیدا ہوئی۔ اور روٹیاں ہمارے سامنے رکھ کر چلی گئی۔ ہم نے کھانا کھا لیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا بچھو نکلا اور پانی میں چلا گیا جب ہم دریا کے کنارے پر پہنچے تو خداوند تعالیٰ کی قدرت سے دریا کے درمیان ایک راستہ پیدا ہو گیا اور پار پہنچ گئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ ایک آدمی درخت

marfat.com

کے نیچے سویا ہوا ہے۔ اور ایک سانپ اُسے کاٹنے کے لئے قریب بیٹھا ہے سانپ کو دیکھ کر وہ بچھو اس پر کود پڑا اور اُسے مار ڈالا۔ اس کے بعد ہماری نظروں سے غیب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ہم اس آدمی کے قریب پہنچے تاکہ معلوم کریں کہ کون بزرگ ہیں۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ایک شرابی ہے۔ اور شراب سے بدمست ہو کر پڑا ہے اور اس کے پاس اس کی قے بھی پڑی ہے۔ یہ دیکھ کر ہمیں شرمندگی حاصل ہوئی کہ ایک آدمی اس قدر بے فرمان ہے۔ اور حق تعالےٰ کس قدر نگاہبان ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ اے عزیزان اگر ہم نیک و پاک لوگوں کی حفاظت کریں تو بُروں اور گناہ گاروں کی کون حفاظت کرے گا۔ اس اثنا میں وہ آدمی بیدار ہوا جب ہم نے یہ سارا ماجرا اس سے بیان کیا تو وہ سخت شرمندہ ہوا اور گناہ سے توبہ کر کے واصلانِ حق کے مرتبہ پر جا پہنچا۔

اس کتاب میں سیر العارفین سے یہ روایت بھی درج ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار قدس سرہ نے دہلی میں سکونت کر لی تو وہاں کے تمام اکابر، امراء و رؤساء اور عوام آپ نیک صورت اور نیک سیرت پر والہ و شیدا ہو گئے۔ ان ایام میں حضرت شیخ بدرالدین غزنویؒ بھی آپ کے ساتھ بیعت سے مشرف ہوئے اور ساری زندگی آپ کی خدمت میں گذار دی۔ ایک دن حضرت اقدس نے اپنے پیرو مرشد حضرت خواجۂ بزرگؒ کی خدمت میں خط لکھا کہ اگر اجازت ہو تو حاضر ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کروں۔ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے جواب میں لکھا کہ المرءُ مع من اَحَبَّ (آدمی اسکے ساتھ ہوتا ہے۔ جس سے اُسے محبت ہو) قرب جانی کے لئے بعد مکانی مانع نہیں ہے (یعنی روحانی طور پر میں آپ کے ساتھ ہوں۔ جسمانی دوری سے اس قرب میں کوئی فرق نہیں پڑتا) آپ اپنے مقام پر مقیم رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ بعد میں خود دہلی آؤں گا۔ یہ جواب سن کر آپ نے اجمیر شریف جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اس فقیر راقم الحروف کا خیال ہے۔ کہ حضرت خواجۂ بزرگؒ

marfat.com

کے الفاظ "قرب جانی را بُعد مکانی مانع نیست" کے یہ معنی ہیں کہ میری روحانی صورت ہر وقت اور ہر حال میں آپ کے ساتھ ہے۔ اور ہر کام میں آپ کی ممد و معاون ہے۔ ور میری جسمانی صورت کا بعید ہونا میری روحانی صورت کے قریب ہونے میں خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ یا اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ذاتِ لاکیف میں جو عروج میری روح کو حاصل ہے۔ وہی آپ کی روح کو بھی حاصل ہے۔ اس لئے میری اور آپ کی روح مراتب ذات میں ایک دوسرے کے قریب اور متحد ہیں۔ اس قرب و اتحاد کی بنا پر ہماری جسمانی صورتوں کے درمیان جو بُعد ہدایت خلق کی مصلحت کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔ وہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اس بات کو وہ حضرت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ جن کو معرفت حاصل ہے۔ یا اس قول کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ مقام بے رنگی اور اطلاق میں ہم دونوں یک رنگ ہو گئے ہیں اور یہ بُعد جو بہ اعتبار رنگ و تقلید موجود ہے۔ یک رنگی میں مزاحم نہیں ہے۔

غرضیکہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دہلی میں سکونت اختیار کر لی تو ان دنوں شیخ الاسلام جمال الدین محمدؒ بسطامیؒ نے وفات پائی چنانچہ سلطان شمس الدین التمش نے حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست کی کہ ملک کی شیخ الاسلامی قبول فرما دیں۔ لیکن آپ نے اس کی طرف ذرہ بھر توجہ نہ فرمائی۔ اس کے بعد بادشاہ نے شیخ نجم الدین صغراء کو شیخ الاسلام مقرر کیا اس عہدے سے پہلے شیخ نجم الدین کے حضرت قطب الاقطاب سے اچھے تعلقات تھے۔ لیکن اس کے بعد دنیائے دون نے ان کے دل میں رعونت پیدا کر دی۔ چونکہ سلطان شمس الدین التمش حضرت اقدس کا مرید ہو کر غلامی قبول کر چکا تھا۔ اس سے اس کے دل میں حسد کی آگ اور بھی تیز ہو گئی۔ جب حضرت خواجہ معین الدین اجمیری اقدس سرہٗ دہلی تشریف لائے۔ تو آپ نے حضرت خواجہؒ قطب الاقطاب کے ہاں قیام فرمایا۔ اس سے آپ

marfat.com

بے حد خوش ہوئے - اور سجدۂ شکر بجالائے - آپ نے چاہا کہ خواجہ بزرگ کی تشریف آوری کی اطلاع بادشاہ کو دی جائے - لیکن حضرت خواجۂ غریب نواز نے فرمایا کہ میں فقط تمہارے ملنے کے لئے آیا ہوں اور دو تین دن کے بعد چلا جاؤں گا - لیکن خلق خدا کو

شیخ الاسلام نجم الدین صغراءؒ کی رعونت

جب اس بات کا علم ہوا تو آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا - لیکن شیخ نجم الدین صغراء آپ کو ملنے کے لئے نہ آیا حالانکہ اس سے قبل خراسان میں وہ حضرت خواجہ بزرگ کا بہت معتقد تھا - اور بے حد عاجزی و انکساری سے پیش آتا تھا - ایک دن حضرت خواجہ غریب نواز خود شیخ نجم الدین کے ہاں تشریف لے گئے - اس وقت وہ اپنا مکان بنوا رہا تھا - اور حضرت اقدس کی طرف چنداں توجہ نہ کی - یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا - اے نجم الدین تجھے کیا ہو گیا ہے - شاید اس شیخ الاسلامی سے تمہاری حالت بگڑ گئی ہے یہ سنکر وہ بہت نادم ہوا اور شرمندگی سے نیچا کر کے کہنے لگا کہ میں وہی مخلص اور خادم ہوں - لیکن یہ جو آپ نے اپنا مرید دہلی میں بھیج دیا ہے - اس کے مقابلے میں میری شیخ الاسلامی کو کوئی نہیں پوچھتا - خواجہ بزرگ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ فکر مت کرو - میں اس مرتبہ بابا قطبؒ کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں - اس کے بعد آپ حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے مکان پہ تشریف لے گئے - اس کے چند روز بعد شیخ نجم الدین گر گیا - اور ہلاک ہو گیا - اس کی تفصیل سیر العارفین اور مراۃ الاسرار میں درج ہے -

حضرۃ خواجہ بزرگؒ کی حضرۃ بابا فریدالدینؒ سے ملاقات

مراۃ الاسرار میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان دنوں حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہٗ

marfat.com

بھی حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے ہمراہ دہلی میں رہتے تھے۔ اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خواجہ بزرگ نے حضرت شیخ فریدالدینؒ کو دیکھ کر کمال مہربانی سے فرمایا کہ بابا قطب الدین تم نے ایسے شاہباز عظیم کو قید کر لیا ہے۔ جو سوائے سدرۃ المنتہیٰ کے کسی دوسری جگہ آشیانہ نہیں بناتا۔ یہ فرید ایک ایسی شمع ہے جو خانوادہ درویشاں کو منور کرے گا۔ چنانچہ جس طرح حضرت خواجہ بزرگ کے لئے حضرت خواجہ قطب الدین سے بہتر کوئی مرید و خلیفہ نہ تھا حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے لئے بھی حضرت بابا فریدالدین قدس سرہٗ سے بہتر کوئی مرید و خلیفہ نہ تھا۔

غرضیکہ چند ایام کے بعد حضرت خواجہ بزرگ دہلی سے اجمیر تشریف لے جانے لگے تو حضرت خواجہ قطب الاقطاب کو بھی ساتھ لے جانے لگے۔ یہ دیکھ کر خلق خدا میں شور برپا ہوا اور تمام خاص و عام بمع سلطان شمس الدین ماتم کرتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ قطب الدینؒ جس جگہ قدم رکھتے تھے لوگ وہاں کی خاک اٹھا کر منہ پر ملتے تھے۔ جب حضرت خواجہ غریب نواز نے یہ ماجرا دیکھا تو فرمایا بابا قطب الدین تم اسی جگہ پر رہ جاؤ۔ تمہارے چلے جانے سے خلق خدا پریشان اور بے حال ہے۔ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ تمہاری جدائی میں اتنے دل جل کر کباب ہو جائیں۔ جاؤ میں نے اس شہر کو تمہاری پناہ میں دے دیا۔ خواجہ قطب الدینؒ کو رخصت کر کے حضرت خواجہ بزرگ اجمیر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ اور بھی حضرت خواجہ بزرگ اپنے بیٹے کا پروانہ موضع ماندو درست کرانے کے لئے دہلی تشریف لائے تھے۔ جیسا کہ آپ کے حالات میں لکھا جا چکا ہے۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب العالم دہلی تشریف لائے حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری کے ہمراہ متواتر سماع سننے لگے۔ سلطان شہاب الدین کو اس بات کی خبر ہوئی تو اُسے ناگوار گذری اور کہنے لگا کہ یہ کون ہیں۔ جو سماع

marfat.com

سنتے ہیں۔ جب حضرت خواجہ کو معلوم ہوا کہ بادشاہ یہ کہتا ہے تو آپ نے کہلا بھیجا کہ اے سیاہ رو اور سیاہ دل تجھے سماع کی قدر کیا علم۔ یہ ہمارے لئے مباح ہے اور تمہارے حرام۔ بادشاہ یہ بات سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ اچھا اگر ان لوگوں نے اب سماع سنا تو پھانسی پر لٹکا دونگا یا عین القضات کی طرح زندہ جلا دونگا۔ آپ نے یہ خبر سن کر فرمایا کہ تم سلامت رہو گے تو ہمیں دار پر لٹکاؤ گے یا آگ میں جلاؤ گے۔ چنانچہ اُسی ماہ وہ دہلی سے خراسان چلا گیا اور سلطان شمس الدین التمش بادشاہ بن گیا۔ یہ بادشاہ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا۔ حضرت اقدس کا بکمال صدق و اخلاص معتقد و مرید تھا۔

لیکن قاضی صادق اور قاضی عماد جن کا شمار دہلی کے علماء میں ہوتا تھا حضرت خواجہ قطب العالم سے مخالفت رکھتے تھے۔ انہوں نے بادشاہ کے پاس جا کر شکایت کی کہ خواجہ قطب الدین اور قاضی حمید الدین رات دن سماع سنتے ہیں۔ اور سماع شریعت میں حرام ہے اور خواجہ قطب کی تو ابھی ڈاڑھی بھی نہیں نکلی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سماع سنتے رہیں۔ بادشاہ نے کہا میں تو ان کو منع نہیں کر سکتا۔ تم جو کچھ جانتے ہو ان کو جا کر کہو۔ غرضیکہ قاضی صادق اور قاضی عماد حضرت خواجہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو مجلس سماع گرم تھی۔ قاضی حمید الدین حالتِ وجد میں تھے۔ اور حضرت خواجہ ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ قاضی عماد نے حضرت خواجہ سے کہا کہ بے ریش کے لئے مجلس سماع میں شامل ہونا جائز نہیں ہے۔ حضرت اقدس نے بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ اپنے منہ مبارک پر پھیرے تو اُسی وقت ڈاڑھی ظاہر ہو گئی۔ آپ نے فرمایا ہاں بے ریش کے لئے مجلس سماع میں حاضر ہونا جائز نہیں اور ہم تو اہل سماع ہیں۔ ہم سماع کو مباح سمجھتے ہیں۔ لوگوں نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی تو پہلے سے بھی زیادہ معتقد ہو گئے وہ دونوں معترض سیاہ دل دہشت زدہ ہو کر واپس چلے گئے۔ اور بادشاہ کے پاس جا کر واقعہ بیان کیا۔ یہ سن کر بادشاہ بھی پہلے سے زیادہ

marfat.com

معتقد ہو گیا اور ان دونوں کو منع کیا کہ آئندہ ان کو منع نہ کرنا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہم صاحب شریعت ہیں اور ہمارے نزدیک سماع جائز نہیں ہے۔ آپ ہمیں قضا کا عہدہ دیں کہ ہم ان کو سماع سے باز رکھ سکیں۔ بادشاہ نے اس خیال سے کہ اُسے شریعت کے معاملہ میں قاصر نہ سمجھا جائے قاضی صادق کو منصب قضا اور قاضی عماد کو منصب صدر جہانی تفویض کیا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت خواجہ اور قاضی حمید الدین ناگوریؒ کو کہلا بھیجا کہ ہم قضا اور صدر جہان بن چکے ہیں تم ہماری عدالت میں حاضر آؤ۔ اور سماع کے جواز میں حجت شرعی پیش کرو۔ یا اس سے توبہ کرو۔ یہ بات سنتے ہی حضرت خواجہ قطب الاقطاب نے فرمایا اے گدھو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ زندہ زمین میں دھنس جاؤ۔ قاضی حمید الدینؒ نے حضرت اقدس کے منہ پر ہاتھ دیا (کہ بات مت کہیں) آپ نے فرمایا قاضی صاحب تیر نشانہ پر لگ چکا ہے۔ چنانچہ آپ نے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ کل ہمارے شیخ علیہ رحمہ کا عرس ہے۔ کل تک ہمیں مہلت دیں۔ پرسوں تمام علماء کو جمع کرو۔ اگر ہم نے سماع کو جائز ثابت کر دیا تو سنتے رہیں گے ورنہ اس سے توبہ کریں گے۔ جب قاضی اور مفتی نے یہ بات سنی تو کہا کہ اچھا ہم نے مہلت دی۔ لیکن حضرت خواجہ قطب الدین اور قاضی حمید الدین کے سوا اور کوئی شخص سماع نہیں سُنے گا اس زمانے میں قلعہ دہلی کے دو دروازے تھے۔ ایک مشرق کی جانب اور دوسرا جنوب کی طرف۔ اور ان دونوں بزرگوں کی خانقاہ قلعہ کے اندر تھی۔ قاضی صادق اور عماد نے دونوں دروازوں پر ایک ایک سو آدمی بیٹھا دیئے۔ تاکہ کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے۔ جب یہ خبر حضرت خواجہؒ اور قاضی حمید الدینؒ تک پہنچی تو فرمایا کہ کس کی مجال ہے کہ خلق خدا کو ہماری مجلس سے منع کرے۔ شاید قاضی صادق اور عماد اپنی جان سے تنگ آ چکے ہیں۔ اور چاہتے کہ جلدی اس جہان سے کوچ کریں۔ اس کے بعد قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے دوگانہ نماز ادا کر کے فرمایا کہ ابھی میرے بھائی شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ آ رہے ہیں۔ اس وقت

marfat.com

آپ شرقی دروازے سے داخل ہو رہے تھے۔ لیکن دربانوں کو خدا نے اندھا کر دیا تھا۔ اسی طرح حضرت خواجہ قطب الاقطابؒ نے فرمایا برادرم شیخ جلال الدین تبریزی آ رہے ہیں۔ وہ جنوبی دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ ان کو بھی دربان نہ دیکھ سکے۔ اس کے بعد خلق خدا دونوں دروازوں سے داخل ہونے لگے لیکن نہ ان کو کسی نے دیکھا نہ منع کیا۔ اس کے بعد مجلس سماع گرم ہوئی۔ اور اس قدر شور و غل پیدا ہوا کہ آواز قاضی صادق اور عماد کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ انہوں ایک آدمی کو اس غرض سے بھیجا کہ حال معلوم کرے۔ آدمی نے جا کر دیکھا کہ اس قدر لوگ جمع ہیں کہ پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ اور مجلس سماع گرم ہے جب قاضی صادق اور عماد کو اس بات کا علم ہوا تو فوراً اسپ دوڑا کر موقعہ پر پہنچ گئے۔ تاکہ سماع سے ان کو منع کیا جائے۔ اس وقت حضرت خواجہ پر حالت طاری تھی۔ قاضی حمید الدین دست بستہ کھڑے تھے اور خلقت پر گریہ طاری تھی جب حضرت خواجہ قطب العالم کی نظر قاضی صادق اور عماد پر پڑی تو فرمایا اے سنگ دلو! وہیں رک جاؤ۔ جونہی یہ بات آپ کی زبان مبارک سے نکلی۔ ان دونوں کے پاؤں اسطرح جم گئے کہ حرکت کرنے کی طاقت نہ رہی۔ اور جب تک حضرت اقدس سماع سنتے رہے وہ اسی طرح کھڑے رہے۔ جب حالت میں افاقہ ہوا تو حضرت خواجہؒ نے ان دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اندر آجاؤ اور سماع کی لذت حاصل کرو تاکہ تمہارے دلوں میں حسرت نہ رہ جائے۔ آپ کی اس بات کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ گریہ طاری ہو گیا اور سماع میں شامل ہو گئے۔ شامل ہوتے ہی ان پر وجد طاری ہوا اور دیر تک رقص کرتے رہے۔ جب افاقہ ہوا تو سر زمین پر رکھ کر کہنے لگے کہ واللہ! ہم رموز سماع سے آگاہ نہیں تھے۔ یہ حق تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے۔ اور نااہل اسے حرام کہتے ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا اب اقرار سے کیا فائدہ جب تیر ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ چنانچہ پشیمانی کی حالت میں وہ دونوں بادشاہ کی دربار میں گئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔ بادشاہ نے ان کو ملامت کی اور اپنے نزدیک آنے

marfat.com

سے منع کر دیا۔ اسی سراسیمگی کی حالت میں وہ گھر گئے اور وہاں پہنچتے ہی مر گئے۔
جب اس بات کی بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو کہنے لگا کہ حضرت خواجہ صاحب نے نہیں فرمایا تھا کہ تم لوگ جان سے تنگ آ کر اس جہان سے کوچ کرنا چاہتے ہو۔ چنانچہ آپ نے جو کچھ کہا پورا ہوا۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ یہ حکایت بھی غرائب سے خالی نہیں اور ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی کوئی اصل بھی معلوم نہیں ہوتی جیسا کہ کتب تواریخ، سوانح۔ و ملفوظات خواجگان چشت کے جاننے والوں سے مخفی نہیں ہے۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے۔ کہ ہندوستان میں سماع کی بنا قاضی حمید الدین ناگوری رح نے ڈالی۔ چنانچہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کے قول سے یہ بات ثابت ہے۔ وہ اسطرح ہے کہ جب خلیفہ وقت نے آپ کو سماع سے منع کیا اور آپ غالب آ گئے تو مریدوں نے عرض کیا۔ کہ "حضور جب آپ کو اس قدر قوت اور تصرف باطنی حاصل ہے تو آپ سماع کی بنیاد کیوں نہیں رکھتے؟" آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں ایک مرد خدا پیدا ہوگا۔ جس کا نام محمد اور لقب قاضی حمید الدین ناگوری ہوگا۔ وہ طریقت اور معرفت میں راسخ ہوگا اور سماع کی بنیاد ڈالے گا۔ اور وہ مرد سہروردی ہوگا۔ جس طرح سہروردی حضرات سماع سے منع کرتے ہیں۔ سماع کی بنیاد بھی انہی سے قائم ہوگی۔ تاکہ چشتیوں کی ان کو قدر معلوم ہو۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ جب حضرت خواجہ قطب الاقطاب سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد اوش سے دہلی آ رہے تھے۔ تو ان کا گذر ایک ایسے مقام سے ہوا جہاں ایک پرندہ رہتا تھا جس کا نام طوننس تھا۔ اسے ککس بھی کہتے ہیں۔ اس پرندے کی چونچ میں ایک ہزار دو سو سوراخ تھے۔ جب وہ مست ہوتا تھا۔ تو وہ ہر سوراخ سے مختلف آوازیں نکالتا تھا۔ حضرت قاضی صاحب نے جب اس پرندے کی آواز

marfat.com

سی تو مست اور بے خود ہو کر وجد میں آ گئے۔ اگرچہ وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ لیکن حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی صحبت کا اثر ان پر غالب آ چکا تھا۔ اور کافی دیر تک اسی ذوق سماع میں مست رہے۔ جب افاقہ ہوا تو خواجہ خضر علیہ السلام پہنچ گئے۔ اور فرمایا کہ اے حمید الدین یہ سماع جو آپ نے سنا ہے۔ تمام سابقہ مشائخ کبار نے سُنا ہے۔ شیخ جنید بغدادیؒ نے سماع اس لئے ترک کر دیا تھا۔ کہ ان کو اخوان سماع نہیں ملے تھے۔ قاضی صاحب نے کہا۔ میں خود بھی سماع کا شیفتہ ہوں۔ اور اگر قوال میسر آئیں تو ضرور مسنون ہوگا۔" خضر علیہ السلام نے فرمایا، اے حمید الدین جب سے شیخ جنید بغدادیؒ نے سماع ترک کیا ہے۔ جو شخص بھی سنتا ہے۔ اسے پھانسی دے دیتے ہیں۔ اور تمام قوالوں کے لئے خلیفۂ وقت نے بیت المال سے وظائف مقرر کر دیئے ہیں۔ تاکہ بسر اوقات کرتے رہیں۔ اور کسی کی مجلس سماع کے محتاج نہ ہوں۔ لیکن شیخ جنیدؒ کے بعد خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتیؒ، خواجہ مودود چشتی، خواجہ حاجی شریف زندنیؒ اور خواجہ عثمان ہارونیؒ نے بہت سماع سُنا ہے۔ اور کسی کی مجال نہیں تھی کہ ان کو سماع سے منع کرتا۔ جب قاضی صاحب نے یہ بات سُنی تو خاموش ہو گئے۔ اور شہر میں آ کر بازار سے سات غلام خریدے اور ہر ایک کو غزل خوانی سکھائی چنانچہ چند روز میں وہ ماہر فن ہو گئے۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے متواتر سماع سننا شروع کر دیا۔ یہ خبر سارے شہر میں مشہور ہو گئی۔ اور اس وقت کے علماء مثل قاضی سعد الدین، قاضی منہاج سراج، قاضی عماد، سید مبارک غزنوی اور مولانا مجد الدین وغیرہ نے کہنا شروع کیا۔ کہ دیکھو قاضی حمید الدین اپنے مشائخ کے مسلک کے خلاف سماع سنتا ہے۔ قاضی صاحب نے جب یہ بات سنی تو فرمایا کہ میں نے مشائخ چشت کا دامن پکڑا ہوا ہے۔ اور ان کی درگاہ کی خاکروبی سے مجھے وہ نعمت عظیم ملی ہے۔ کہ شرح و بیان سے باہر ہے۔ میرے لئے ان کی پیروی

marfat.com

فرض اور لازم ہے۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت قاضی حمید الدین بغداد واپس چلے گئے۔ اور ایسے مرید کے ہاں ٹھہرے جو صاحب حال تھے۔ ان کے گھر میں چالیس کمرے تھے۔ اور تمام کمرے قاضی صاحب کے حوالے کر دیئے۔ سوائے ایک کمرے کے۔ جب قاضی صاحب نے پوچھا کہ یہ حجرہ کس لئے نہیں کھولا۔ تو اس نے کہا۔ کہ اس حجرے میں ایک شخص رہتا ہے۔ جو نے نواز (بانسری بجانے والا) ہے میں نے خلیفہ وقت کے خوف سے اسے چھپا رکھا ہے۔ کیوں کہ خلیفہ جہاں بھی اہل سماع اور قوال کو دیکھتا ہے۔ قتل کر دیتا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا "اے بھائی میں سماع کا عاشق ہوں اسے لے آؤ اور کسی بات کا فکر مت کرو"۔ چنانچہ وہ مرید نے نواز کو قاضی صاحب کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بانسری بجاؤ۔ جب اس نے حکم کی تعمیل کی تو قاضی صاحب پر حالت طاری ہو گئی۔ یہ بات علمائے شہر تک پہنچ گئی۔

اس وقت بغداد میں سات سو علماء صاحب فتوے موجود تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کو بھیجا۔ کہ قاضی حمید الدین کو محکمہ شریعت میں حاضر کرو۔ تاکہ وہ ہمارے ساتھ مناظرہ کرے۔ اگر ملزم ثابت ہوا تو اسے پھانسی دے دی جائے گی۔ جب وہ آدمی قاضی صاحب کے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ آپ سماع میں مشغول ہیں۔ اس سے اس کے دل میں بڑی ہیبت طاری ہوئی۔ اور خاموش کھڑا ہو گیا۔ جب قاضی صاحب کو افاقہ ہوا تو اس نے علماء کا وہ پیغام سنایا۔ قاضی صاحب نے فرمایا۔ کہ سماع ہر شخص کے لئے حرام نہیں ہے بعض حضرات نے اسے حرام کہا ہے اور بعض نے جن پر عنایت ایزدی ہوئی ہے۔ سماع کو حلال قرار دیا ہے۔ یہ فرما کر چند قدم آگے بڑھے اور پھر کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ اے عزیز قاضی شہر اور تمام مفتی صاحبان سے جا کر کہہ دو۔ کہ کل تمام علماء کو جمع کریں۔ یہ فقیر بھی پہنچ جائے گا۔ اگر یہ درویش اہل سماع ہے۔ تو سماع سنے گا۔ ورنہ جہاں اور لوگوں کو تختہ دار پر لٹکایا گیا ہے

marfat.com

حمید الدین کو بھی لٹکا دینا۔ اس شخص نے جا کر حقیقت حال بیان کی۔ اور سب لوگوں نے یہ بات قبول کر لی۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے اپنے مرید سے فرمایا۔ کہ کل تم قاضی شہر اور تمام علماء کو اپنے گھر پہ دعوت دو۔ وہ مرید دولت مند آدمی تھا۔ اس نے سب کو دعوت دے دی۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے فرمایا کہ چونکہ شہر میں قوال گم ہو چکے ہیں۔ جسقدر مضامیر (باجے) حاصل ہو سکیں جمع کر دو۔ چنانچہ بہتر مزامیر جمع ہو گئے۔ انہوں نے ان مزامیر کو صحن خانہ میں رکھ کر اوپر کپڑا ڈال دیا۔ دوسرے دن شہر کا قاضی اور تمام علماء اس مرید کی دعوت پہ پہنچ گئے۔ اور دریافت کیا۔ کہ حمید الدین کہاں ہے۔ جس نے یہ فتنہ برپا کر رکھا ہے۔ قاضی صاحب موجود تھے۔ انہوں نے کہا "میں ہوں حمید الدین۔ جو سماع سنتا ہے اور اسے مباح کہتا ہے۔" "میں درد دل کا مریض ہوں۔ اور سماع اس درد کی دوا ہے۔ امام ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ نے مریض کے علاج کے لئے

شراب کو بھی جائز قرار دیا ہے اسیطرح میرے لادوا مرض کی دوا بھی سماع سرود ہے۔ پس سماع کا سننا میرے لئے مباح ہے۔ اور آپ کیلئے حرام ہے۔ نیز امام شافعیؒ نے بھی حزن دل کے دفعیہ کیلئے سماع سرود کو مباح قرار دیا ہے۔ غرضیکہ جب حضرت قاضی صاحب نے ان کو واضح

عقلی و نقلی دلائل سے خاموش کر دیا۔ اور وہ لاجواب ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ اگر آپ اپنی ولایت کا کوئی ثبوت پیش کریں تو ہم معتقد سماع اور اہل سماع ہو جائیں گے۔ یہ سنتے ہی قاضی صاحب نے مزامیر کو اشارہ کیا اور ہر ایک باجہ خود بخود بجنے لگا۔ باجوں کا بجنا تھا کہ قاضی حمید الدین پہ وجد طاری ہو گیا اور عین وجد کی حالت میں ایک نگاہ کرم علماء پہ ڈالی اور فرمایا کہ آؤ سماع میں شامل ہو جاؤ۔ آپ کی دعوت کا اس قدر اثر ہوا کہ تمام علماء پہ سماع میں شامل ہوتے ہی وجد طاری ہو گیا اور کافی دیر تک ذوق و شوق کے عالم میں رقص

marfat.com

کرتے رہے۔ جب افاقہ ہوا تو حضرت قاضی حمید الدینؒ کے پاؤں پر گر پڑے اپنے کئے پر نادم ہوئے۔ اور سب نے اقرار کیا کہ واقعی سماع اہل سماع کیلئے مباح ہے۔

اس کے بعد حضرت قاضی صاحب دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ حکایت بھی راقم الحروف کے نزدیک سقم اور ضعف سے خالی نہیں۔ جیسا کہ فن تاریخ اور سوانح مشائخ میں مہارت رکھنے والوں پر عیاں ہے۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے۔ کہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ سیر کرتے ہوئے سلطان شمس الدین التمش کے عہد حکومت میں دہلی پہنچے اور اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہ کی صحبت میں داخل ہو گئے اور حیات و ممات میں اُن سے جدا نہ ہوئے۔

اس کتاب میں اخبار الاخیار سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے کہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے خاص مصاحبین میں سے تھے۔ اگرچہ کہتے ہیں کہ آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ لیکن آپ کے مشرب میں سماع غالب تھا۔ آپ کے زمانے میں کسی شخص کو سماع میں وہ غلو نہیں تھا۔ جو آپ کو تھا چنانچہ علمائے وقت نے آپ کو محضر میں پابند کیا۔ جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

لطائف اشرفی[1] میں آیا ہے۔ کہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب نے خرقۂ خلافت حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ کو بھی عطا فرمایا تھا۔ اور یہ وجد و ذوق

---

[1] لطائف اشرفی حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ آپ حضرت شیخ علاؤ الدین قدس سرہ کے خلیفہ تھے جو حضرت خواجہ اخی سراج الدینؒ کے خلیفہ تھے اور آپ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ تھے۔

marfat.com

اسی نسبت چشتیہ کا نتیجہ ہے۔ نیز مراۃ الاسرار میں حضرت سلطان المشائخ سے روایت درج ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں ایک درویش کے گھر پر مجلس سماع گرم تھی جس میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب قاضی حمید الدین رح اور دیگر بزرگ شامل تھے۔ سب لوگ سماع میں مشغول تھے۔ کہ شیخ علی شوریدہ سر پہنچ گئے۔ اور خواجہ قطب الاقطاب سے کہنے لگے کہ مولانا رکن الدین سمرقندی اپنے طالب علموں اور خدمت گاروں سمیت آرہے ہیں تاکہ آپ حضرات کو سماع سے باز رکھیں۔ قاضی حمید الدین رح نے صاحب خانہ سے کہا کہ آپ کسی جگہ چھپ جائیں اور جو شخص آپ کو بلائے ہرگز باہر نہ جانا۔ اگر کوئی شخص بلا اجازت گھر کے اندر داخل ہوا تو پھر وہ مجرم ثابت ہوگا۔ یہ کہکر سماع میں مشغول ہو گئے۔ مولانا رکن الدین نے آکر صاحب خانہ کو طلب کیا لیکن وہ باہر نہ آئے۔ ناچار ان کو واپس جانا پڑا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ شیخ نصیر الدین اودھی (چراغ دہلی) قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد دہلی میں خشک سالی واقع ہوئی۔ اور غلہ بے حد مہنگا ہوگیا۔ اور لوگ مرنے لگے۔ یہ دیکھ کر سلطان شمس الدین التمش نے حضرت قاضی حمید الدین اور دیگر درویشوں سے گذارش کی کہ توجہ فرمائیں تاکہ باران رحمت ہو۔ قاضی حمید الدین نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجلس سماع آراستہ کرو تاکہ درویش ذوق سماع میں مشغول ہوں اور حق تعالیٰ باران رحمت نازل فرمائے۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مجلس سماع کرائی تو بارش شروع ہوگئی۔ اس کتاب میں حضرت سلطان المشائخ سے یہ روایت بھی درج ہے کہ قاضی حمید الدین ناگوری حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے وصال کے بعد دس سال زندہ رہے۔ اور ماہ رمضان کی پانچویں شب تراویح اور وتر ادا کرنے کے بعد آپ نے سر سجدے میں رکھا اور جان حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں تسلیم کردی۔

marfat.com

آپ کا وصال ۶۴۳ھ میں سلطان ناصرالدین بن سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں دارالخلافہ دہلی میں واقعہ ہوا۔ اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کی پائنتی میں دفن کیا گیا۔

میر سید محمد جعفر مکی اپنی کتاب بحر المعانی میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت نے حضرت خواجہ قطب الاقطاب کو عالم معاملہ میں سماع کا حکم فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ شب و روز سماع میں مشغول رہتے تھے۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس دن حضرت خواجہ قطب الدین بختیار حضرت خواجہ بزرگ کی اجازت سے دہلی تشریف لائے تو سید مبارک غزنوی جو دہلی کے اکابر میں سے تھے، نے جامع مسجد دہلی میں جمعہ کے دن آپ سے ملاقات کی آپ نے سید مبارک سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ اس شہر میں سماع سنوں۔ اور آپ بھی شامل ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب تک مجھے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ سے اجازت نہ ہو گی حاضر نہ ہوں گا۔ حضرت خواجہ قطب الاقطاب نے فرمایا۔ کہ آج رات آپ کو اجازت مل جائے گی۔ چنانچہ یہی ہوا۔ کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں سید مبارک سے فرمایا۔ کہ اے فرزند قطب الدین بختیار سماع سنیں گے۔ تم بھی ان کی مجلس میں شامل ہو جانا سید مبارک ہفتے کے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پہلی بار مجلس سماع منعقد ہوئی۔ پس اس سے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جس چیز کی جناب رسالت پناہ نے اجازت فرمائی ہے۔ وہ کیوں نہ روز بروز ترقی کرے۔

حضرت شاہ اشرف جہانگیر صمدانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی جب دوران سفر ملتان پہنچے اور ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ تو حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا کو نور فراست سے اس بات کا علم ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت خواجہ کی طرف ایک خادم

marfat.com

بھیجا۔ اس وقت آپ وضو فرما رہے تھے۔ خادم نے دیکھا کہ زمین پر پانی کا کوئی قطرہ نہیں گرنے پاتا تھا۔ بلکہ ملائکہ طبقوں میں لے کر آسمان کی طرف چلے جاتے تھے۔ ایک اور روایت میں آیا ہے۔ کہ جس وقت حضرت خواجہ وضو فرماتے تھے۔ آپ کے اعضا سے جو پانی کے قطرے نیچے گرتے تھے۔ موتی بن جاتے تھے۔ اور ملائکہ ان کو خوانچوں میں بھر کر اوپر لے جاتے تھے۔ بہر حال خادم نے جو کہ اہل بصیرت تھا۔ جب یہ معاملہ دیکھا تو واپس جا کر حضرت شیخ سے بیان کیا۔ حضرت شیخ بہاؤالدین دو پالکیاں لے کر حضرت خواجہ علیہ رحمت کی خدمت میں پہنچے۔ ان میں سے ایک پالکی حضرت شہاب الدین سہروردیؒ سے ملی تھی۔ ایک پالکی پر خود سوار ہوئے اور دوسری پالکی پر جو حضرت شیخ الشیوخ سے ملی تھی۔ حضرت خواجہ قطب الاقطاب کو سوار کر کے اپنی خانقاہ میں لائے اور نہایت ہی شاندار ضیافت کا انتظام کیا۔ جس میں ہر قسم کے کھانے موجود تھے۔ طعام کے بعد حضرت خواجہ قطب الاقطاب نے تبسم کر کے فرمایا۔ کہ بھائی بہاؤالدین آپ نے دعوت تو دی لیکن خشک تھی۔ حضرت شیخ بہاؤالدینؒ سمجھ گئے۔ کہ آپ کی مراد سماع سے ہے۔ آپ نے فوراً قوالوں کو طلب فرمایا۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے حوالے کر کے خود عصا ہاتھ میں لے کر خانقاہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے جب سماع کی مجلس گرم ہوئی اور ہا و ہو کے نعرے بلند ہوئے اور درویش وجد و رقص میں مشغول ہوئے تو اس بات کی خبر سلسلہ سہروردیہ کے درویشوں تک پہنچ گئی۔ انہوں نے موقع پر پہنچ کر حضرت شیخ بہاؤالدینؒ سے شدت سے کہا کہ ملتان کی خانقاہ میں پانچسو سال کے بعد شریعت کی مخالفت کی گئی ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ کہ تم عجیب لوگ ہو کہ جس چیز کی دربانی بہاؤالدین کر رہا ہے۔ اسے تم خلاف شرع کہہ رہے ہو۔ غرضیکہ کافی گفت و شنید کے بعد حضرت شیخ بہاؤالدین نے فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکتا ہے تو جاؤ اور درویشوں

marfat.com

کو منع کرد - وہ لوگ غصّے سے بھرے ہوئے خانقاہ کے اندر داخل ہوئے تاکہ درویشوں کو سماع سے منع کریں۔ لیکن جونہی اندر داخل ہوئے۔ آتش عشق ان کے دل میں ایسی شعلہ زن ہوئی۔ اور چشتیوں کی صحبت نے ان پر ایسا اثر کیا۔ کہ ان پر بھی وہی حالت طاری ہو گئی۔ اور ہوش و حواس گم کر بیٹھے

رباعی

چناں درگرفت آتش تیر تر! | کہ از خشک تر دو زماں سوختہ
سوزندۂ آتش کہ برزد فرد | چہ خشکے کہ تر ہم برافروختہ

آتش عشق نے ایسا کام کیا کہ خشک اور تر کو اس وقت جلا دیا۔ آتش عشق نے ایسے شعلے بلند کئے کہ خشک و تر جو بھی تھا سب جل کر راکھ ہو گیا۔

اس کے بعد جب ان کی حالت میں افاقہ ہوا۔ تو وہی لوگ جو سماع کی بندش کے لئے آئے تھے۔ ذوق شوق میں سرگرم ہو گئے اور وہ لوگ جو مرید ہو چکے تھے۔ خلافت کے حقدار ہوئے۔ اور جو مرید نہیں ہوئے تھے انہوں نے مرید ہونے کی درخواست کی حضرت خواجہ قطب الاقطاب نے فرمایا۔ کہ جسے کچھ حاصل کرنا ہے ہمارے ساتھ ہو جائے۔ چنانچہ وہ سب لوگ مقام ہانسی تک آپ کے ہمراہ چلے آئے۔ ہانسی پہنچ کر آپ نے فرمایا کہ ملتانی بھائیوں میں سے جو شخص مرید ہونے یا خلافت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو سامنے آئے اور اپنا مقصود حاصل کرے۔ ہمارے ہانسی آنے کا سبب یہ تھا۔ کہ خطۂ ہانسی ولایت اکابر چشتیہ و سہروردیہ کی سرحد ہے۔ اس سے قبل مرید کرنا یا خلافت دینا ادب کے خلاف تھا۔

سیر العارفین میں لکھا ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کا مدت سے ارادہ تھا کہ شہر کے قریب ایک حوض تعمیر کیا جائے تاکہ خلق خدا کو آرام پہنچے ایک رات اس نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر سوار ہو کر کھڑے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ اے شمس الدین

marfat.com

کہ اگر خلق خدا کے فائدے کے لئے حوض بنانا چاہتے ہو تو یہاں بناؤ۔ جہاں میں کھڑا ہوں۔ جب بادشاہ نیند سے بیدار ہوا۔ تو اسے وہ مقام یاد نہ رہا پریشانی کی حالت میں اس نے حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی خدمت اقدس میں کہلا بھیجا کہ میں نے رات خواب دیکھا ہے۔ اگر اجازت ہو تو حاضر ہو کر عرض کر دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں آجاؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادشاہ کو حوض کی تعمیر کا اشارہ فرمایا ہے۔ میں وہاں جاتا ہوں جہاں آنحضرت سوار ہو کر کھڑے تھے بادشاہ سے کہو کہ فوراً وہاں پہنچ جائے۔ چنانچہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب نے اس مقام پر پہنچ کر دوگانہ نفل ادا کیا۔ اس اثنا میں بادشاہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ اور اس جگہہ کو دیکھ کر پہچان لیا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے کے سم کا نشان بھی وہاں موجود تھا۔ اور اس قسم کے نشان سے قدرے پانی بھی نکل رہا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے وہاں حوض تعمیر کرایا اور آنحضرت کے گھوڑے کے سم کے نشان پر اس نے ایک گنبد تعمیر کیا۔ سبحان اللہ۔ عجب پر فیض مقام ہے۔ اور اس وقت کئی اولیائے کرام کے مزارات وہاں موجود ہیں۔ اکثر اوقات حضرت خواجہ قطب الاقطاب اور قاضی حمید الدین اس مقام پر جا کر مشغول ہوتے تھے۔ اور خضر علیہ السلام اور دیگر مردان غیب کے ساتھ صحبت ہوتی تھی۔ بعض ملفوظات میں اس فقیر نے یہ بھی لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہونا چاہیئے۔ تو اسے حوض شمسی اور پرانی عیدگاہ کے پیچھے عبادت و شغل باطن میں مشغول ہونا چاہیئے۔ خصوصاً مراقبہ خضر میں۔ کیونکہ یہ دونوں مقامات حضرت خضر علیہ السلام کی حضوری کے مقامات ہیں۔ اور حضرت قطب الاقطاب اور قاضی حمید الدین ناگوری عیدگاہ کہنہ کے پیچھے اکثر مشغول ہوا کرتے تھے۔ اور عالم ارواح کے عجائب وغرائب کا مشاہدہ کرتے تھے۔ اور اب بھی جو شخص دین یا دنیوی مقاصد کے لئے ان

marfat.com

دو مقامات پر شغل باطن اور اسمائے ادعیہ میں مشغول ہو تو اس کی مراد پوری ہو گی۔ لیکن حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے مزار مبارک پر مشغولی باطن ظاہر و باطنی مقاصد کے حصول کے لئے کبریت (تریاق) یا (کیمیا) کا اثر رکھتی ہے۔ چنانچہ کاتب حروف بھی ایک دن مزار مبارک پر مشغول تھا۔ کہ یکایک بے خودی کا عالم طاری ہو گیا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ حضرت اقدس کا مزار مبارک پھٹ گیا ہے۔ اور اندر سے آپ کی روحانیت نکل کر کھڑی ہو گئی ہے۔ اس کے بعد نور کا ایک تخت نمودار ہوا اور حضرت اقدس پہلے ایک شیر کی صورت میں اور پھر ایک نہایت ہی حسین و جمیل بے ریش جوان کی شکل میں ظاہر ہو کر اس تخت پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اولیائے کرام جوق در جوق آنا شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ مزار شریف کا سارا علاقہ پُر ہو گیا۔ اس وقت اس فقیر نے یہ دیکھا کہ حضرت اقدس کی دائیں آنکھ میں صورت احمدی اور بائیں آنکھ میں صورت محمدیؐ اور پیشانی میں کمالات صورت محمدی و احمدی کی جامعہ صورت نظر آرہی ہے۔ اس وقت حضرت اقدس نے اس فقیر کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ میری دائیں آنکھ میں جو صورت دیکھ رہے ہو۔ مرتبہ قطب مدار کی شکل ہے۔ بعض اولیاء اس صورت سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور بائیں آنکھ میں جو صورت دیکھ رہے ہو یہ مرتبہ فردیت و قطب حقیقت کی شکل ہے۔ بعض اولیاء اس شکل سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور جو صورت میری پیشانی میں ہے۔ یہ حقیقت محمدی اور مقام محبوبیت کی صورت ہے۔ اس صورت سے بہت کم اولیاء فیض حاصل کرتے ہیں۔ یعنی وہ اولیاء اللہ جن کو ولایت محمدی اور فنائے محمدی حاصل ہے۔ میں نے حق تعالیٰ سے تمہارے لئے اس صورت کے فیض کی درخواست کی ہے انشاء اللہ حاصل ہو گا۔ ان تینوں صورتوں کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا۔ کہ اگر اس کا ایک ذرہ برابر بھی اس جہان میں ظاہر ہو تو غلبۂ شوق سے تمام

marfat.com

کائنات مرجائے۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے اس فقیر کو نور صفات کا ایسا گلدستہ عطا فرمایا جس پر سورہ اخلاص منقش تھی اور دوسرا نور ذات کا گلدستہ عطا فرمایا جو سورۃ مزمل سے مزین تھا۔ اس کے بعد فرمایا یہ دونوں گلدستے نسبت عاشقی و معشوقی کی صورتیں ہیں جو میں نے تجھے بخشی ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے اس فقیر کو تین شغل تلقین فرمائے۔ جن میں سے ایک کا نام بارقۃ الانوار ہے۔ دوسرے کا نام ختام الاسرار اور تیسرے کا نام معدن معیت ہے۔ اس کے بعد حضرت اقدس کی توجہ باطنی سے اس فقیر پر عالم ذاتیہ کے اسرار منکشف ہوئے۔ کہ اگر اس کا ایک ذرہ بھی ظاہر ہو جائے تو کائنات زیر و زبر ہو جائے یہی وجہ ہے کہ اس کے متعلق مزید کچھ نہیں لکھا جاتا۔ اس نیاز مند کو حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے ساتھ روحانی طور پر نسبت اویسی حاصل ہے؛ اور آناً فاناً حضرت اقدس کی روحانیت سے اس فقیر کو فیض پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ نیاز مند تمام ظاہری اور باطنی امور میں ہمیشہ حضرت اقدس کی طرف رجوع کرتا ہے اور حضرت اقدس کی اعانت سے مسلسل فیضیاب ہوتا ہے اس نعمت کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

کتاب مراۃ الاسرار میں سیر العارفین سے نقل ہے۔ کہ آخر عمر میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ دہلی میں متاہل ہوئے۔ اور دو فرزند وجود میں آئے۔ ایک کا اسم گرامی شیخ احمد ہے۔ جو آپ کے پہلو میں دفن ہیں آپ بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔ اور عام طور پر آپ کو خواجہ احمد تماجیؒ کہتے تھے۔ آپ حضرت سلطان المشائخؒ کے زمانے تک زندہ رہے۔ دوسرے کا اسم گرامی شیخ محمدؒ ہے۔ جو ایام طفلی میں رحلت فرما گئے تھے۔

روایت ہے کہ حضرت خواجہ قطب الاقطابؒ پر اکثر استغراق طاری رہتا تھا۔ جب کوئی شخص زیارت کے لئے حاضر ہوتا تھا تو آپ کو دیر کے بعد اس کی خبر ہوتی تھی۔ اور اس کی خاطر ایک دو باتیں کر کے رخصت

marfat.com

کر دیتے تھے۔ اور اس کی معذرت بھی کر دیتے تھے۔ فنائے احدیت میں آپ اس قدر مستغرق تھے۔ کہ اپنے فرزند کی وفات کی بھی آپ کو خبر نہ ہو سکی۔ کتاب سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن حضرت قطب الاقطاب عید گاہ سے واپس آتے ہوئے۔ اس مقام پر پہنچے جہاں اب روضۂ اقدس ہے۔ اس وقت وہاں کوئی قبر وغیرہ نہیں تھی۔ آپ اس مقام پر کھڑے ہو گئے اور دیر تک سوچتے رہے۔ مریدین نے عرض کیا کہ حضور آج عید کا دن ہے۔ مخلوق خدا انتظار کر رہی ہو گی۔ بہتر ہے کہ آپ گھر تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس زمین سے عشق کی بو (بوئے دلہا) آ رہی ہے۔ چنانچہ آپ نے مالک زمین کو بلا کر اپنے مدفن کے لئے زمین خرید کر لی۔ یہ بات کہہ کر حضرت سلطان المشائخ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا تھا۔ کہ اس زمین سے عشق کی بو آتی ہے۔ سبحان اللہ کیسے کیسے بزرگ وہاں مدفون ہیں اور مخلق خدا کو فیض پہنچا رہے ہیں۔

کتاب مرأۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ کتاب دلیل العارفین سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آخر وقت میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ بزرگ کی زندگی میں ایک مرتبہ اجمیر شریف گئے تھے۔ اور وہاں سے رخصت ہو کر جب دہلی پہنچے تو بیس دن کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحلت فرما گئے۔ اس کے بعد حضرت قطب صاحب کچھ عرصہ زندہ رہے۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ گنج شکرؒ فوائد السالکین میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی زیارت نصیب ہوئی۔ ہمارے بہت سے دوست مثل قاضی حمید الدین ناگوری، سید نور الدین مبارک اور مولانا علاؤ الدین کرمانی وغیرہ جن کے لئے عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی حجاب نہ تھا۔ حضرت اقدسؒ کی مجلس میں حاضر تھے۔ حج کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا کہ

marfat.com

کہ بعض خدا تعالےٰ کے ایسے بندے ہیں جو اپنے گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں
اور خانہ کعبہ کو حکم ہوتا ہے۔ کہ وہاں جا کر ان کا طواف کرے۔ یہ بات
سن کر حاضرین مجلس پر بیہوشی کا عالم طاری ہو گیا۔ اس وقت ہم سب
نے اپنی آنکھوں سے کعبہ کی زیارت کی اور طواف کی تمام شرائط بجالائے
اس کے بعد ہاتف نے آواز دی کہ اے عزیزان ہم نے تمہارا حج قبول
کیا۔ جب فارغ ہوئے۔ تو اس دعاگو نے اٹھ کر اپنا سر زمین پر رکھا
اور ہانسی جانے کی اجازت طلب کی۔ حضرت اقدس دعاگو کو دیکھ کر آبدیدہ
ہو گئے۔ اور فرمایا کہ بابا فرید تم جانا چاہتے ہو؟ میں نے دوبارہ سر زمین
پر رکھ کر عرض کیا کہ جیسے فرمان ہو۔ آپ نے فرمایا اچھا جاؤ مقدر میں یہی لکھا
ہے کہ تم میرے آخری سفر کے وقت میرے ساتھ نہیں ہو گے۔ جس
طرح، کہ میں حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے وصال کے وقت حاضر
نہیں ہو نگے اسکے بعد حضرت اقدس نے یاران مجلس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ
اس درویش یعنی خواجہ گنج شکر کی دینی۔ دنیاوی اور فقر کی نعمت کے
لئے سورۃ فاتحہ اور اخلاص پڑھو۔ فاتحہ کے بعد آپ نے مصلے اور عصا
دعاگو کو عطا فرمایا۔ اور فرمایا کہ ایک دوگانہ پڑھو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔
اس کے بعد فرمایا کہ میں تیری امانت یعنی سجادہ۔ دستار، خرقہ، اور نعلین
قاضی حمید الدین ناگوری کے سپرد کر دوں گا۔ جو میرے انتقال کے چوتھے۔ یا
پانچویں دن تم کو دے دیں گے۔ تم ان کو لے لینا اور ہمارا مقام تمہارا
مقام ہے۔ جب خواجہ قطب الاقطاب نے یہ بات فرمائی تو مجلس میں نعرہ
بلند ہوا۔ اس کے بعد فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے مشائخ کی سنت پر چلتا
رہے۔ اور ذرہ بھر تجاوز نہ کرے تاکہ کل قیامت کے دن ان کے سامنے
شرمندہ نہ ہو، اس کے بعد اس دعاگو سے بغلگیر ہو کر فرمایا۔

ھٰذا فراقُ بینی و بینک — یہ ہمارے درمیان فراق کا وقت ہے۔

marfat.com

پھر فرمایا کہ جاؤ تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ اور تمہارے مقام پر پہنچا دیا۔ اس دعاگو نے دوبارہ سر زمین پہ رکھا اور ہانسی کا سفر اختیار کیا۔

حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے کمالات اور کرامات اس قدر ہیں۔ کہ اس مختصر کتاب میں ان کی گنجائش نہیں۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے۔ کہ اختیار الدین صاحب نے کچھ نقدی نیاز حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے قبول نہ فرمائی انہوں نے بہت منت سماجت کی کہ اس میں سے کچھ قبول فرمالیں تو آپ نے جس بوریے پر تشریف رکھتے تھے اس کا کونہ اٹھایا۔ اور فرمایا کہ دیکھو۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سونے کے سکوں کی ایک نہر بہہ رہی ہے۔ یہ دیکھ کر وہ حیران ہوئے تو حضرت خواجہ نے فرمایا۔ جس شخص کو حق تعالے نے یہ تصرف عطا فرمایا ہے۔ اسے تمہاری نذر و نیاز کی کیا ضرورت ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ابتدائے حال میں حضرت خواجہ قدس سرہ خضر علیہ السلام کی صحبت کے لئے ایک مسجد میں نماز اور وظائف پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن مردانِ غیب میں سے ایک روشن جبین نوجوان نمودار ہوا۔ اور سلام کر کے کہا کہ اس مسجد میں کس بات کے لئے آپ مشغول بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو جائے۔ اس نے کہا۔ آپ دنیا کے لئے یا دین کے لئے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ ان دونوں مطالب میں سے مجھے کسی کی خواہش نہیں ہے۔ میں انہیں محض خدا تعالٰی کے لئے دوست رکھتا ہوں۔ اس وقت حضرت خضر علیہ السلام پہنچ گئے۔ اور حضرت خواجہ کے ساتھ بیٹھے رہے۔

اس کے بعد بھی اکثر حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ صحبتیں رہتی تھیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کا یہ مقام ہو گیا تھا۔ کہ مہتر خضر علیہ السلام بارہا آپ کی ملاقات کے لئے آتے تھے۔ اور باریابی نہیں ہوتی تھی۔

marfat.com

کتاب مرأۃ الاسرار میں لکھا ہے۔ کہ حضرت سالار مسعود غازیؒ کو حضرت قطب الاقطاب کی روحانیت سے بہت فیض پہنچا۔ جیسا کہ ان کو حضرت خواجہ بزرگ کی روحانیت سے پہنچا تھا۔ بلکہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی نیابت اور حکم سے حضرت سالار مسعود نے خلق خدا کو بہت فیض پہنچایا اور امداد کی۔ چنانچہ میر سید سلطان کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ وہ کافی سفر کے بعد حضرت خواجہ علاوالدین چشتی قدس سرہ کی اجازت سے بارہ سال تک دہلی میں حوض شمسی کے کنارے پر کہنہ قبرستان کے وسط میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے آستانہ سے متصل ریاضات و مجاہدات کرتے رہے ایکدن ایک قبر کے سرہانے مشغول بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک بیمار آدمی جو مرض برص میں مبتلا تھا۔ راستے میں جا رہا ہے۔ اسوقت اچانک ایک نہایت خوبصورت جوان گھوڑے پر سوار ظاہر ہوا۔ اس نے اس بیمار کو کوڑے لگانا شروع کئے جس سے وہ زمین پر گر پڑا۔ بیمار نے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن وہ سوار اسیطرح کوڑے مارتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اسکا چمڑا جسم سے جدا ہو گیا۔ اور تازہ اور نیا چمڑہ نکل آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ بیمار ہی نہیں تھا میر سید سلطان یہ واقعہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ اور اس جوان کے ہاں جا کر واقعہ دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس مریض نے حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے آستانہ پر جا کر التجا کی تھی اور حضرت اقدس نے مجھے حکم فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے یہاں پہنچ کر اسے بیماری سے نجات دلائی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ آپ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے سالار مسعود کہتے ہیں اور میرا مقام وڑا ایچ ہے۔ اور لوگوں کی امداد کرنا میرا کام ہے۔ یہ کہہ کر وہ گم ہو گئے۔

مراۃ الاسرار میں سیر العارفین سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے کہ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک دن شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں مجلس سماع ہو رہی تھی۔ درویشان صاحب حال و اہل کمال حاضر تھے۔ حضرت قطب الاقطاب بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ قوال شیخ احمد جام قدس سرہ کی یہ غزل

marfat.com

گا رہے تھے۔ ؎

کشتگان خنجر تسلیم را   ہر زمان از غیب جان دیگر است

اس شعر پر حضرت خواجہ قطب علیہ رحمتہ پر حال طاری ہو گیا۔ اور ہوش حواس مطلقاً جاتے رہے۔ شیخ احمد عطا عرف قاضی حمید الدین ناگوریؒ اور شیخ بدرالدین غزنوی، حضرت خواجہ علیہ رحمتہ کو گھر پر لے آئے۔ قوال بھی ساتھ چلے آئے اور تین شبانہ روز تک آپ پر وہی حال طاری رہا۔ قوالوں کو اسی ایک شعر کا حکم فرماتے رہے اور وجد کرتے رہے۔ اس سے آپ کی ہڈیاں بے جا ہو گئیں تیسرے دن استغراق کا غلبہ اور بھی بڑھ گیا۔ تو قاضی حمید الدین اور شیخ بدرالدین نے عرض کیا کہ آپ کے خلفاء میں سے آپ کا سجادہ نشین کون ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ دستار، خرقہ، مصلّٰے نعلین چوبیں جو حضرت خواجہ بزرگ سے مجھے ملے وہ شیخ فریدالدین مسعودؒ کو پہنچا دینا۔ وہی ہمارا سجادہ نشین ہے۔ یہ فرمایا اور جان مشاہدہ حق میں تسلیم کر دی۔ سیر الاقطاب میں حضرت اقدس کے وصال کا قصہ یوں درج ہے۔ کہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپ تین دن متواتر وجد کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ کے ہر بال سے صدائے اللہ، اللہ، سنائی دیتی تھی اور ہر بال سے خون کے قطرے نکل رہے ہے۔ اور جو قطرہ خون کا نکلتا تھا۔ اس سے زمین پر نقش اللہ پیدا ہو جاتا تھا۔ اور اس نقش سے اللہ، اللہ کی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ دوسرے دن آپ کے ہر بال سے سبحان اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اور خون کے جو قطرے گرتے تھے ان سے لفظ سبحان اللہ لکھا جاتا تھا۔ اور ہر لفظ سے سبحان اللہ کی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ لیکن اس عرصے میں آپ کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی۔ اور آپ شب و روز سماع میں مستغرق رہے۔ جس وقت قوال پہلا مصرعہ پڑھتے تھے تو آپ کا وصال ہو جاتا تھا۔ جب دوسرا مصرع پڑھتے تھے تو آپ زندہ ہو کر رقص کرنے لگتے تھے۔ آخر ۱۴ ماہ ربیع الاول ۶۳۵ھ بوقت چاشت آپ نے قوالوں کو مصرع ثانی پڑھنے سے منع فرما دیا۔ اور نعرہ مار کر جان عزیز جمال دوست کے سامنے قربان کر دی

marfat.com

لیکن سیر الاقطاب کی یہ روایت ضعف اور سُقم سے خالی نہیں۔ معناً وصورتاً جیسا کہ اہل ذوق و عرفان سے مخفی نہیں۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کا وصال شب دوشنبہ بتاریخ ۱۴ ماہ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو اور دوسری روایت کے مطابق ۶۲۵ھ میں سلطان التمش کے زمانے میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر پچاس برس تھی۔ ایک اور روایت کے مطابق ۵۲ سال اور تیسری روایت کے مطابق ۴۷ سال تھی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی عمر ۳۰ سال بھی پوری نہ ہوئی تھی۔ آپ کا مدفن حوض شمسی کے قریب دہلی میں ہے۔ سیر الاقطاب کے نزدیک دوسری روایت صحیح ہے۔ سیر الاقطاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جب حضرت اقدس کا جنازہ تیار ہو گیا۔ تو سلطان شمس الدین موجود تھے۔ اور شہر دہلی کے اکثر فقراء، خلفا اور مشائخ امراء و رؤسا اور عوام موجود تھے۔ مولانا ابو سعید نے کہا کہ خواجہ صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے۔ کہ جس سے حرام صادر نہ ہوا ہوا۔ اور نمازِ عصر سے پہلے سنت اور تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہو۔ شمس الدین التمشؒ کافی دیر تک خاموش کھڑے دائیں بائیں دیکھتے رہے تاکہ اس صفت کا کوئی بزرگ سامنے آجائے۔ لیکن کوئی شخص باہر نہ آیا۔ ناچار بادشاہ نے خود باہر آکر کہا۔ کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے حال سے کوئی شخص مطلع ہو۔ لیکن چونکہ حضرت شیخ کا یہی حکم ہے۔ میرے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ چنانچہ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنی طرف سے کندھا لگا کر جنازہ اٹھایا۔ اور دوسری طرف سے تین اکابر اولیاء جنازہ اٹھا رہے تھے۔ اسی طرح مدفن تک لے گئے اور دفن کر دیا۔

شیخ بدر الدین غزنوی فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی رات مجھ پہ ذرا غنودگی طاری ہوئی۔ اور میں نے دیکھا کہ خواجہ صاحب اوپر کی جانب جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے بدر الدین حق تعالیٰ کے

marfat.com

دوستوں کو موت نہیں آتی۔ جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ خواجہ صاحب کا وصال ہو چکا تھا۔

کتاب سبع سنابل میں قاضی حمید الدین ناگوری سے روایت ہے کہ دفن کے بعد میں حضرت قطب الاقطاب کے مزار پر حاضر تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ منکر و نکیر آئے۔ اور حضرت اقدس کے سامنے ادب سے بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں اور فرشتے آئے۔ حضرت اقدس کو حق تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور سبز روشنائی میں لکھا ہوا ایک خط نکال کر حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دیا۔ اس خط میں یہ لکھا تھا۔

کہ اے قطب الدین میں تجھ سے خوش ہوں۔ اور تیری برکت سے امت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام گناہ گاروں کی قبروں سے عذاب اٹھالیا ہے۔ اس وجہ سے کہ زندہ لوگوں نے تجھ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ مردہ بھی فائدہ حاصل کریں اور ان کو تمہاری قدر معلوم ہو جائے۔"

اس کے بعد اور فرشتے پہنچے اور حضرت اقدس کو حق تعالےٰ کا سلام دے کر منکر نکیر سے کہا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ میرے قطب سے کوئی سوال نہ کرنا میں نے اپنے قطب سے خود سوال کیا ہے۔ اور انہوں نے میرے سوال کا جواب دے دیا ہے۔ پس تم واپس آجاؤ۔

کتاب سیر الاقطاب میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے ۲۲ خلفاء تھے۔ شیخ فرید الدین گنج شکرؒ، شیخ بدر الدین غزنویؒ، قاضی حمید الدین ناگوریؒ، سلطان شمس الدین التمشؒ، بابا بحری بحر دریاؒ، مولانا فخر الدین حلوائیؒ، خواجہ پیرؒ، شیخ سعد الدین خلیفہؒ، شیخ محمود بہاریؒ، مولانا محمد حاجریؒ، سلطان ناصر الدین غازیؒ، شیخ محمدؒ، مولانا برہان الدین حلوائیؒ، شیخ احمد تماجیؒ، شیخ ستیؒ، شیخ حسینؒ، شیخ فیروزؒ، شیخ بدر الدین موئے تابؒ، شاہ خضر

marfat.com

قلندرؒ، اور شیخ نجم الدین قلندر۔ شیخ برہان الدین بلخیؒ ۔ مشیخ ضیاء الدین رومیؒ۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ سیر الاقطاب میں سلطان شمس الدین التمش اور سلطان ناصر الدین غازی کو حضرت اقدس کے خلفاء کی فہرست میں درج کیا گیا ہے۔ یہ ضعف سے خالی نہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ سلطان شمس الدین بادشاہ عادل ولی اللہ تھا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ سلطان شمس الدین گویا ایک درخت تھا۔ جو خواجہ قطب الاقطاب کی مہربانی سے پرورش اور زندگی رکھتا تھا۔ حضرت قطب صاحب کے وصال کے بعد وہ بھی اس سال بتاریخ ۸ ماہ شعبان جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ سلطان شمس الدین کی وفات کے بعد ان کا بیٹا سلطان فیروز شاہ تخت پر بیٹھا۔ جسے اس کی بہن رضیہ بیگم نے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد سلطانہ رضیہ دختر شمس الدین التمش مردانہ لباس پہن کر تخت نشین ہوئی۔ اور تین سال حکومت کرنے کے بعد قتل ہو گئی۔ اس کے بعد سلطان معز الدین بہرام ابن شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا۔ اور دو سال ایک ماہ پندرہ دن حکومت کرنے کے بعد اپنے وزیر نظام الملک کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔ اسکے بعد سلطان علاؤ الدین مسعود بن فیروز شاہ بن شمس الدین اپنے چچے کی بجائے تخت پر بیٹھا اور ۵ سال سلطنت کرنے کے بعد ناصر الدین محمود کے حکم سے گرفتار کیا گیا۔ اور قید خانہ میں مرا اس کے بعد سلطان ناصر الدین محمود جو سلطان شمس الدین کا سب سے چھوٹا بیٹا اور بھڑائچ کا حاکم تھا۔ تخت نشین ہوا۔ اور بڑی شان شوکت سے حکومت کی۔ تاریخ طبقات ناصری اس کے نام پر تصنیف کی گئی ہے۔ یہ بادشاہ بہت حلیم طبع اور عبادت گذار تھا۔ اور قرآن شریف لکھ کر روزی کماتا تھا۔ آپ کو حضرت خواجہ گنج شکرؒ سے بے حد عقیدت تھی۔ ۱۹ سال تین ماہ حکومت کر کے بتاریخ ۱۱ جمادی الاول ۶۶۴ھ وفات پائی۔ اسے سلطان ناصر الدین غازی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ خاندان شمسیہ کی حکومت ان پر ختم

marfat.com

ہوئی۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ سلطان ناصرالدین غازی نے حضرت خواجہ قطب الاقطاب کا زمانہ نہیں پایا تھا۔ اس لئے وہ آپ کے خلفاء میں کیسے شمار ہو سکتا ہے۔ نیز اسے حضرت اقدس کی خلافت کی قابلیت کہاں سے نصیب ہوئی۔ البتہ وہ ایک مردِ صالح اور پارسا تھا۔ اور یہی سعادت اس کے لئے کافی ہے۔ کہ سلسلۂ چشتیہ میں مرید تھا۔

اللّٰھم صلی علیٰ سیدنا محمدٍ و آلہٖ و اصحابہٖ

اجمعین

شعر

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

حضرت شیخ فریدالدین مسعودؒ گنج شکر رح

شجرہ بوستان مینؔ، تدحی، ثمرہ نہال ممدوحی، بہ ہستی ذات مطلق

موجود، قطب اکبرؒ

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر مسعود قدس سرہٗ، سلطان واصلان و برہان فانیانِ ذات مطلق تھے۔ آپ طریق تصوف میں شان عظیم رکھتے تھے۔ آپ کے کمال عشق، عرفان، محبوبیت اور وجدان پر تمام مشائخ عظام متفق ہیں۔ ریاضت و مجاہدات، ترک، تجرید اور فقر و شوق میں جو مقام آپ کو حاصل تھا۔ بہت کم کسی کو میسر تھا۔ آپ کشف و کرامات، وجد و حال اور ہمت و شجاعت میں عدیم المثال تھے۔ تربیت مریدین میں آپ کو ید طولےٰ حاصل تھا۔ چنانچہ تھوڑی سی توجہ سے آپ ساکنان عالم ناسوت کو عالم لاہوت میں پہنچادیتے تھے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ صفائے باطن سے آپ کو اسقدر الفت تھی۔ کہ ابتدائے حال سے لے کر انتہا تک مجاہدہ اور ریاضت میں فرق نہ آیا۔ اور بلند پروازی کا یہ عالم تھا کہ دنیاوی اور اُخروی مقاصد میں سے کسی کی طرف آپ کی توجہ مبذول نہ ہوئی۔ بایں ہمہ انکسار اور اخلاق حسنہ سے آپ اس قدر مزین تھے۔ کہ ساری خلقت آپ کے حسنِ سیرت پر فریفتہ تھی۔ آپ اپنے شیخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے محبوب ترین خلفاء تھے۔

marfat.com

سلسلہ نسب

کتاب سیر الاولیاء کے مصنف میر سید محمد کرمانیؒ جو حضرت سلطان المشائخ کے مرید راسخ العقیدہ تھے۔ لکھتے ہیں کہ حضرت گنج شکرؒ کا سلسلہ نسب فرخ شاہ عادل بادشاہ تک جا ملتا ہے۔

کتاب سیر الاقطاب کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب فرخ شاہ کابلی سے ہو کر امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس طرح جا ملتا ہے۔ کہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجودھنیؒ بن شیخ سلیمان بن شیخ شعیبؒ بن شیخ احمدؒ بن شیخ یوسفؒ بن شیخ محمدؒ بن شیخ شہاب الدینؒ بن محمد احمد المعروف فرخ شاہ کابلی بلخیؒ بن نصیر الدین محمود المعروف شہنشاہؒ بن سلیمانؒ بن مسعودؒ بن عبد اللہؒ بن واعظ الاصغرؒ بن واعظ الاکبر ابو الفتحؒ بن حضرت سلطان ابراہیم ادھمؒ بن سلیمانؒ بن ناصر بن عبد اللہؒ بن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ لیکن اس فقیر راقم الحروف کا خیال ہے کہ حضرت سلطان ابراہیم ادھم سے آپ کے سلسلۂ نسب کا اتصال صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت ابراہیم ادھم کے فرزند حضرت اسحاق کی کوئی اولاد نہ تھی اور آپ لاولد اس جہان سے گئے تھے۔ البتہ یہ بات صحیح ہے کہ حضرت گنج شکرؒ حضرت عمر ابن خطابؓ کی اولاد ہیں۔ لیکن سلسلہ نسب کے تمام وسائط اس احقر کی نظر سے نہیں گذرے۔ واللہ اعلم

لاہور میں ورود

سیر الاولیاء میں لکھا ہے۔ فرخ شاہ کابلی کابل کے بادشاہ تھے اور کئی ملکوں کے بادشاہ آپ کے مطیع تھے۔ مملکت کابل مملکت غزنی کے ساتھ متصل تھی۔ جب مملکت کابل کو زوال آیا تو شاہ غزنی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن فرخ شاہ کی اولاد کابل میں رہ گئی۔ حتیٰ کہ جب چنگیز خاں حملہ آور ہوا۔ اور ملک ایران و

marfat.com

توران کو تاخت و تاراج کرتا ہوا۔ غزنی کی طرف متوجہ ہوا۔ پہلے اس نے کابل فتح کیا اس حملہ میں حضرت شیخ گنج شکرؒ کے جد امجد نے جام شہادت نوش کیا۔ اس نے بعد آپ کے دادا حضرت قاضی شعیبؒ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کر کے لاہور پہنچے۔ وہاں چند یوم قیام کر کے آپ قصبۂ قصور میں وارد ہوئے۔ قصور کے قاضی نے آپ کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور کئی روز تک دعوتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ جب خلیفہ دہلی کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو اس نے قصبہ کوٹھیوالہ جو ملتان کے نواح میں ہے۔ کی قضا قاضی شعیبؒ کو تفویض کی۔ چنانچہ آپ نے وہیں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند یعنی حضرت خواجہ گنج شکر کے والد ماجد حضرت قاضی جمال الدین سلیمانؒ بھی کوٹھے والہ کے قاضی ہوئے۔ چنانچہ ان کا مزار اسی جگہ موجود ہے۔ قاضی سلیمانؒ کے تین فرزند تھے۔ سب سے بڑے فرزند کا نام شیخ عزالدین تھا۔ دوسرے کا اسم گرامی حضرت شیخ فریدالدین مسعود اور تیسرے حضرت شیخ نجیب الدین متوکل تھے۔ ان حضرات کی والدہ ماجدہ جن کا اسم گرامی بی بی قرسم خاتون تھا۔ مولانا وجیہ الدین خجندیؒ کی بیٹی تھیں اور بڑی باکمال اور صاحب کشف و کرامات خاتون تھیں۔ ان کے کمالات کا ذکر حضرت شیخ گنج شکرؒ کے ملفوظات میں اکثر آیا ہے اور آپ کا شمار واصلانِ حق میں ہوتا ہے کتاب سیر الاقطاب میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ گنج شکرؒ کے والد ماجد سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے۔ لیکن یہ روایت صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ارباب کتب سیر سے مخفی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سیر الاقطاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ گنج شکرؒ کا پہلا نام مسعود تھا۔ ایک روایت میں یوں لکھا ہے کہ فریدالدین کا لقب آپ کو حضرت شیخ فریدالدین عطار نے کسی خاص تقریب میں دیا تھا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یہ خطاب آپ کو عالم غیب سے عطا ہوا۔ چنانچہ اس کا ذکر کتب تاریخ و سیر میں درج ہے۔ جس طرح آپ کا ایک لقب گنج شکر ہے۔ اسی طرح آپ کے

marfat.com

ایک سو ایک القاب و اسماء اور بھی ثابت ہیں۔ جن کا ورد حاجت روائی میں بے حد مؤثر ہے۔ اور بارہا اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔

حضرت خواجہ گنج شکرؒ کے ایک سو ایک نام

اور وہ اسمائے گرامی یہ ہیں۔

شیخ فرید، خواجہ فرید، مخدوم فرید، بابا فرید، شاہ فرید، مولانا فرید، حاجی فرید، درویش فرید، مسکین فرید، عاجز فرید، فقیر فرید، غریب فرید، موحد فرید، مسعود فرید، محمود فرید، مقصود فرید، قاصد فرید، مقصد فرید، چشتی فرید اجودھنی فرید، حمید فرید، حامد فرید، کامل فرید، مکمل فریدؒ امام فرید، متوکل فرید، سالک فرید، مسالک فرید، زاہد فرید، عابد فرید، عالم فرید، صادق فرید، صابر فرید، شاکر فرید، امام فرید، مجتہد فرید، متدین فرید، متقی فرید، محب فرید، مرشد فرید، حق فرید، وکیل فرید، خالص فرید، مخلص فرید، عاشق فرید، عارف فرید، اعظم فرید، معظم فرید، ہادی فرید، مہدی فرید، ولی فرید، شیخ فرید، قطب فرید غوث فرید، مغیث فرید، سیاح فرید، جہاں گشت فرید، کبیر فرید، گنج شکر فرید شکر بار فرید، فرید الحق فرید، حبیب فرید، عزیز فرید، مقبول فرید، صوفی فرید، محقق فرید، مدقق فرید، اعظم فرید، مخبر فرید، سلطان فرید، برہان فرید، حاصل فرید، فاضل فرید، دم فرید، قدم فرید، اول فرید، آخر فرید، ظاہر فرید، باطن فرید، جل فرید تھل فرید، بحر فرید، بحر فرید، یحیی فرید، ممیت فرید، نور اللہ فرید، نظر اللہ فرید، نفس اللہ فرید، صبغۃ اللہ فرید، نقطہ اللہ فرید، اہل اللہ فرید، آیۃ اللہ فرید، سر اللہ فرید، عزیز اللہ فرید، عبد اللہ فرید، محیط اللہ فرید، قطب الاقطاب فرید، مشکل کشا فرید، قاضی الحاجات فرید،

marfat.com

پانچ زیادہ مؤثر اسماء

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ان تمام اسماء میں سے پانچ اسماء بہت مؤثر ہیں۔ اور بارہا تجربہ کیا جا چکا ہے کہ جو شخص کسی مہم یا مشکل کے وقت چالیس روز بلا ناغہ پڑھ کر ایک لاکھ پورا کرے اس کی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ اور ہر حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ وہ اسماء یہ ہیں۔ شیخ فرید، مولانا فرید، خواجہ فرید، حاجی فرید، درویش فرید،

دوسرا طریقہ

ان پانچ اسماء کے پڑھنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی مشکل پیش آئے، آیتہ الکرسی اکتالیس بار سورت فاتحہ اکتالیس بار، سورت اخلاص ایک سو بار، درود شریف پچاس بار، سبحان اللہ آخر تک پچاس بار، اس کے علاوہ قرآن مجید سے جو کچھ یاد ہو پڑھ کر پانچ سو بار یہ اسماء پڑھے یعنی پہلے ایک سو بار شیخ فرید اس کے بعد ایک سو بار خواجہ فرید، ایک سو بار مولانا فرید، ایک سو بار درویش فرید، اور ایک سو بار حاجی فرید پڑھ کر سو جائے۔ خواب میں حضرت خواجہ گنج شکرؒ کی زیارت ہوگی اور جو حاجت ہو طلب کرے انشاء اللہ تعالیٰ جواب مل جائے گا۔ سونے سے پہلے تین بار بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک بار، یا غفور تین بار، یا اللہ تین بار، یا ھو تین بار، اپنے سینہ پر لکھے تاکہ سوال کرنے کی طاقت پیدا ہو۔ انشاء اللہ مراد پوری ہوگی۔

حضرت شیخ کے ننانوے نام

اس کتاب میں مصنف نے مزید لکھا ہے کہ میں نے جواہر فریدی جو آپ کے ملفوظات ہیں۔ میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ آپ کے ننانوے نام

marfat.com

یہ ہیں۔

یا سلطان الاولیاء، یا سلطان المشائخ، یا قطب العالم، یا مخدوم العالم یا اوّل، یا آخر، یا لسان الحق، یا مخدوم جہاں، یا شیخ الشیوخ عالم، یا مشغول الحق، یا قبول دارین، یا شمس العارفین، یا سراج الموحدین، یا شیخ الغافلین یا سلطان الاتقیاء، یا تاج الاتقیا، یا تاج الاصفیاء، یا سید الشاکرین، یا حضرت گنج شکر چشتی، یا شیخ الفاتحین، یا شیخ المجاہدین، یا شیخ الطاہرین، یا شیخ الطائرین، یا شیخ المتقین، یا شیخ الشافعین، یا شیخ الوارثین، یا شیخ المساکین، یا شیخ الصادقین، یا شیخ المتقین، یا شیخ الزاہدین، یا شیخ العارفین یا شیخ الاورعین، یا شیخ الکبیرین، یا شیخ المرفقین، یا شیخ الراکعین، یا شیخ الساجدین، یا شیخ الصابرین، یا شیخ للنورین، یا شیخ المقربین، یا شیخ الواصلین، یا شیخ المخلصین، یا شیخ المستقین، یا شیخ المشوقین، یا برہان العاشقین، یا شیخ بدر الحق، یا شیخ علماء الحق، یا یمین الحق، یا عین الحق، یا شیخ حق الحق، یا شیخ بہاء الحق، یا شیخ نور الحق، یا شیخ ضیاء الحق، یا شیخ صاحب الکشف والکرامات، یا شیخ غایتہ الوصف، یا شیخ ولد آدم، یا شیخ مسعود الدین، یا شیخ الاولین، یا شیخ الاٰخرین، یا شیخ المجوبین، یا شیخ صاحب العظمت، یا شیخ المکملین، یا سلطان المتوکلین، یا شیخ الاسلام، یا شیخ المسلمین، یا شیخ المومنین، یا شیخ العاکفین، یا شیخ المطلوبین یا شیخ المقصودین، یا شیخ المہدئین، یا شیخ الثقلین، یا شیخ الکونین، یا شیخ الاطہرین، یا شیخ الافضلین، یا شیخ الاسعدین، یا شیخ لعلے علیین، یا شیخ الہادئین یا شیخ القانتین، یا شیخ الشارعین، یا شیخ السالکین، یا شیخ العاملین، یا شیخ مقبولین، یا شیخ الابرار، یا شیخ الاخیار، یا شیخ النجبا، یا شیخ الکبرا، یا شیخ البلغا، یا مقبول سبحانی، یا بحر حقانی، یا غالب الشوق، یا جالب الذوق، یا قمر الانوار، یا قدوۃ الابرار، یا شیخ السمٰوٰت، یا شیخ الارضین، یا شیخ اکبر،

marfat.com

یا شیخ بحر، یا شیخ الانام، یا شیخ الہمام، یا سلطان المجاہدین، یا بدر الطریقۃ، یا برہان الحقیقہ، یا غوث الاعظم، یا شیخ یحیی و یمیت، اغثنی و امددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات شیخ فرید الحق والشرع والدین قدس سرہٗ اقض حاجتی بحرمت النبی وآلہ الامجاد اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

من سعد فی بطن امہٖ: حدیث

مشائخ چشت کے بعض ملفوظات میں مرقوم ہے کہ جس وقت حضرت گنج شکرؒ ماں کے پیٹ میں تھے ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ کو بیر کھانے کی خواہش ہوئی۔ آپ کے ہمسایہ کے گھر میں ایک بیری کا درخت تھا۔ جس پر پختہ بیر لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے درخت کے مالک کی اجازت کے بغیر چند بیر توڑ لئے اور کھانا چاہتی تھیں کہ پیٹ کے اندر بچہ بے قرار ہوگیا۔ یہاں تک کہ وہ بیر نہ کھا سکیں۔ اور ہاتھ سے گر گئے۔ جب حضرت اقدس پیدا ہوئے اور بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ احسان مند ہو کر کہتی تھیں کہ بیٹا تمہاری بدولت حمل کے دوران مجھے اللہ تعالیٰ مشکوک غذا سے بچائے رکھا۔ جب آپ نے کئی بار یہی بات والدہ ماجدہ سے سنی تو ایک دن فرمایا کہ اماں جان! اس قدر میری احسان مند نہ ہو دیں کہ میں نے آپ کو مشکوک بیر کھانے سے باز رکھا۔ یہ بات سن کر آپ حیران ہوئیں اور آئندہ کچھ نہ کہا۔[1]

ولادت کے پہلے دن روزہ

اسرار السالکین میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ انتیس شعبان کو آسمان ابر آلود

---

[1] والدہ ماجدہ حیران اس لئے ہوئیں کہ شکم مادر میں ہوتے ہوئے بھی آپ نے ان کو مشکوک پھل کھانے سے باز رکھا اور یہ بات اب تک آپ کو یاد ہے۔

[2] یہ سچ ہے جو سعید ہے وہ ماں کے پیٹ میں بھی سعید ہوتا ہے۔ حدیث نبوی میں مَن سَعِدَ سَعِدَ فی بطن اُمِّہٖ۔

marfat.com

تھا۔ لوگوں نے حضرت گنج شکرؒ کے والد ماجد حضرت قاضی سلیمان کے پاس جا کر دریافت کیا کہ آج ابر ہے اگر فرمان ہو تو کل روزہ رکھا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ کل شک کا دن ہے اور شک میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ ایک ابدال کے پاس گئے جن کا نام بردویرا تھا۔ اور اسی قصبہ کوٹھیوالہ میں رہتے تھے۔ جب یہ مسئلہ ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ آج رات قاضی سلیمان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو قطب وقت ہوگا۔ اگر وہ بچہ کل دودھ نہ پئے اور روزہ رکھے تو تم لوگوں کو بھی روزہ رکھ لینا چاہیئے اگر وہ دودھ پی لے۔ اور روزہ نہ رکھے تو تمہیں بھی روزہ نہیں رکھنا چاہیئے غرضیکہ اسی رات بچہ پیدا ہوا اور دوسرے دن اس نے دودھ نہ پیا۔ اور روزہ رکھا۔ ان کو دیکھ کر لوگوں نے روزہ رکھ لیا۔ جب افطار کا وقت ہوا تو آپ نے ایک پستان سے دودھ پی لیا۔ اور دوسرے پستان سے سحری کے وقت دودھ پیا۔ اسی طرح آپ نے رمضان المبارک کے تمام روزے رکھے۔ اور ایک پستان سے افطار کے وقت اور ایک سے سحری کے وقت دودھ پیتے رہے۔

حضرت خواجہ قطب الاقطاب سے پہلی ملاقات

کتاب سیر العارفین میں حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ جب حضرت گنجشکرؒ ملتان پہنچے تو مولانا منہاج الدین ترمذی کی مسجد میں جا کر ٹھہرے۔ ایک دن مسجد میں فقہ کی کتاب نافع کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہ ادش سے وہاں وارد ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان بچہ پاک روئے نیک خوے کتاب ہاتھ میں لئے کتاب پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا مسعود یہ کونسی کتاب پڑھ رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا نام نافع ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے

marfat.com

معلوم ہے۔ کہ تجھے اس کتاب نافع سے نفع ہوگا۔ انہوں نے فوراً جواب دیا کہ مجھے نفع آپ کی نظرِ کیمیا اثر سے ہوگا۔ یہ کہکر آپ اٹھے اور حضرت شیخ کے پاس جاکر قدمبوسی حاصل کی۔ اور دل و جان سے معتقد ہو گئے۔ اس وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ رباعی نکلی ؎

مقبول تو جز مقبل جاوید نہ شد ۔۔۔ از فضل تو ہیچ بندہ نومید نشد

لطف بکدام ذرہ پیوست دمے ۔۔۔ کاں ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

جو شخص آپ کا مقبول ہوا وہ مقبل جاوید ہو گیا۔ اور تیرے فضل و کرم سے کوئی نا امید نہ رہا۔ جس ذرے پہ تیری نگاہ لطف ہوئی وہ ذرہ ہزار خورشید سے بھی بہتر بن گیا۔

غرضیکہ حضرت قطب الاقطاب نے آپ کے حال پہ بڑی مہربانی فرمائی۔ اور جب ملتان سے دہلی روانہ ہوئے تو خواجہ گنج شکرؒ تین منزل آپ کے ہمراہ گئے۔ اسوقت حضرت شیخ نے فرمایا۔ بابا فرید کچھ عرصہ علم ظاہری میں مشغول رہو۔ اس کے بعد دہلی آکر میرے پاس رہنا۔ حضرت سلطان المشائخ نے تحقیق فرمائی ہے کہ اُس وقت حضرت خواجہ گنج شکرؒ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ چنانچہ اس ملاقات کے بعد حضرت شیخ گنج شکرؒ قندھار چلے گئے اور پانچ برس وہاں رہ کر تحصیل علم میں مشغول رہے۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کے دل میں علم لدنی کے چشمے جاری کر دیئے۔

marfat.com

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے ملاقات

کتاب مرآۃ الاسرار کے مصنف کہتے ہیں کہ کتاب راحت القلوب یعنی ملفوظات حضرت گنجشکرؒ جو سلطان المشائخ نے جمع کئے ہیں کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں سے آپ بغداد تشریف لے گئے اور تمام مشائخ عظام کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ جیسا کہ کتاب مذکور میں آپ نے فرمایا کہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی اس دعاگو نے زیارت کی ہے اور سعادتِ قدم بوسی حاصل کی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں کئی روز حضرت شیخ کی خدمت میں رہا اور کوئی دِن ایسا نہ گذرا جب دس ہزار دینار کے قریب بطور فتوح آپ کی خدمت میں نہ پہنچا ہو۔ اور ہر روز حضرت شیخ فرماتے تھے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ اور شام تک ایک پیسہ بھی گھر میں نہیں ہوتا تھا۔

شیخ اجلّ شیرازیؒ سے مُلاقات

حضرت خواجہ گنجشکرؒ فرماتے ہیں کہ بغداد میں حضرت شیخ اجلّ شیرازی سے بھی ملاقات ہوئی۔ جب مجھے ان سے شرفِ دست بوسی حاصل ہوا تو انہوں نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ اے لنگرِ عالم! خوش آمدید۔ حق تعالیٰ تیرے رزق میں برکت دے گا۔ جب میں بغداد سے باہر آیا تو ویرانے میں ایک درویش کو دیکھا کہ حالتِ زار میں جسم پر صرف ہڈی اور چمڑہ باقی رہ گیا تھا۔ میں چند روز ان کی خدمت میں رہ کر بخارا کی طرف روانہ ہوا۔

شیخ سیف الدین باخرزیؒ سے ملاقات

بخارا میں آپ کو حضرت شیخ سیف الدین باخرزیؒ کی زیارت حاصل ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ بہت بڑے باہیبت اور باعظمت بزرگ تھے۔ جب میں قدم بوسی کے بعد اُن کی خدمت میں بیٹھا تو ہر بار میری طرف نگاہ کر کے فرماتے تھے کہ یہ لڑکا مشائخ روزگار میں سے ہوگا اور ایک جہان اس کے مریدین اور فرزندان سے بھر جائیگا۔ انہوں نے ایک گلیم سیاہ اپنے کندھوں سے اتار کر میری طرف پھینکی اور فرمایا کہ اسے اوڑھ لو۔ میں نے اسے اوڑھ لیا اور چند دِن انکی خدمت میں رہ کر چلا گیا۔

وہاں سے روانہ ہو کر میں باہر ایک مسجد میں گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک

marfat.com

باہیبت بزرگ عالم تفکر میں آنکھیں ہوا میں کھولے کھڑا ہوا ہے۔ چار دن کے بعد وہ عالم صحو (ہوشیاری) میں آئے تو میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ میری خاطر آپ کو تکلیف ہوئی اچھا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا اور انہوں نے اپنے احوال و مقامات اس دعاگو کے سامنے بیان فرمائے۔ میں نے رات ان کے ساتھ بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو وہ بزرگ گم ہو گئے وہاں سے روانہ ہوکر میں ملک بدخشاں میں چند ایسے بزرگوں سے ملاقات ہوئی کہ جن کے اوصاف بیان سے باہر ہیں۔

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ سے ملاقات

اس کے بعد میں ملتان واپس آیا اور برادرم شیخ بہاؤالدین زکریاؒ سے ملاقات ہوئی۔ جب میں نے آپ سے مصافحہ کیا تو دریافت فرمایا کہ تُناؤ کام کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر میں یہ کہوں کہ جس کرسی پر آپ تشریف رکھتے ہیں ہوا میں اٹھ جائے۔ ابھی آپ نے بات پوری نہیں کی تھی کہ کرسی ہوا میں کھڑی ہوگئی۔ برادرم شیخ بہاؤالدین نے کرسی پر ہاتھ مار کر اُسے نیچے کر لیا اور فرمایا کہ مولانا فرید اچھی رسائی ہوئی ہے۔

حضرت خواجہ قطبؒ سے دہلی میں ملاقات

میں وہاں سے روانہ ہوکر دہلی پہنچا وہاں سکونت اختیار کر کے حضرت خواجہ قطب الدین بختیارؒ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے جو نعمت اُن کے اندر دیکھی وہ بیان سے باہر ہے۔ بس میں نے اپنے آپ کو ان کے حوالہ کر دیا اور بیعت سے مشرف ہوا تیسرے روز آپ نے مجھے نعمت سے سرفراز فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ "مولانا فرید کار خود تمام کردہ بودی آنگاہ بہ من آمدی" (مولانا فرید اپنا کام پورا کرنے کے بعد میرے پاس آئے ہو)۔

شرفِ بیعت

مرآۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ فوائد السالکین میں حضرت خواجہ گنجشکرؒ سے روایت ہے کہ جب میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کی بیعت سے مشرف ہوا تو آپ نے کلاہ چہار ترکی دعاگو کے سر پر رکھی اور بہت شفقت فرمائی۔ قاضی حمید الدین ناگوریؒ، مولانا علی کرمانیؒ، سید نور الدین مبارکؒ، شیخ نظام الدین ابو المؤیدؒ مولانا شمس الدین ترکؒ، شیخ محمود موئینہ دوز اور دوسرے عزیزان موجود تھے۔ حضرت خواجہ

marfat.com

قطب الدین بختیار قدس سرہٗ نے فرمایا کہ شیخ کو اتنی قوت اور روشن ضمیری ہونی چاہیئے کہ جو شخص اُس کے پاس بیعت کے لئے آئے اسپر واجب ہے کہ نظر باطنی کی قوت سے اس کے سینے سے زنگار دھو دے تاکہ ذرہ بھر کدورت اور میل باقی نہ رہے۔ اس کے بعد مرید کا ہاتھ پکڑے اور خدا تک پہنچا دے۔ غرضیکہ مرید ہونے کے بعد حضرت گنجشکرؒ دروازہ غزنوی کے نزدیک ایک برج کے اندر کمرہ تعمیر کیا اور شغل باطن میں مشغول ہو گئے۔ آپ دو ہفتے کے بعد حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے بخلاف شیخ بدرالدین غزنوی وغیرہ کے جو اکثر حاضر خدمت ہوا کرتے تھے۔

آپ گنجشکر کیسے ہوئے

کتاب سیرالاولیاء میں لکھا ہے کہ جب خواجہ گنجشکرؒ نے مجاہدہ کرنا چاہا اور حضرت شیخ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ طے کا روزہ رکھو اور تیسرے دِن جو کچھ غیب سے مِل جائے اس سے افطار کیا کرو۔ تیسرے دن ایک شخص چند روٹیاں لیکر آیا۔ آپ نے یہ سمجھا کہ یہ غیب سے آیا ہے اس سے افطار کر لیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ کے پیٹ میں درد اٹھا اور جو کچھ کھایا تھا قے کر دیا اور معدہ خالی ہو گیا۔ جب حضرت شیخ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپنے فرمایا کہ اے مسعود تم نے تیسرے روز افطار تو کیا لیکن ایک شراب خور کی روٹی سے افطار کیا تھا چونکہ عنایت حق تمہارے شاملِ حال تھی شرابی کی روٹی تمہارے معدہ میں نہ رہ سکی۔ جاؤ تین دِن مزید روزہ رکھو۔ جب چھ دن گذر گئے اور کھانے کی بو تک آپ کو نہ پہنچی تو خوف غالب آگیا۔ رات کا ایک پہر گذر جانے کے بعد بھوک نے اِسقدر غلبہ کیا کہ آپنے زمین پر ہاتھ مارا اور چند ڈھیلے اٹھا کر منہ میں ڈالے جونہی ڈھیلے منہ مبارک میں پہنچے شکر بن گئے۔ آپ نے فوراً وہ چیز منہ سے نکال کر پھینک دی اس خیال سے کہ شاید کوئی مکر و فریب شیطانی نہ ہو۔ غرضیکہ بھوک ستاتی رہی اور آپ سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈالتے رہے اور وہ شکر ہوتے رہے۔ چار پانچ بار یہی ہوا آخر دِل میں یہ خیال آیا کہ جب حضرت شیخ نے فرمایا تھا کہ کچھ غیب سے مِل جائے اس سے افطار کر لینا۔ شاید یہ حق تعالےٰ کی عنایت ہے چنانچہ آپنے چند سنگریزے اٹھا کر کھائے اور وہ عین شکر تھے۔ کسی نے آپ کی منقبت میں خوب کہا ہے

سنگ در دست تو گہر گردد　　زہر در کام تو شکر گردد

marfat.com

آپ کے ہاتھ میں پتھر موتی بن جاتا ہے اور آپ کے منہ میں زہر شکر بن جاتی ہے۔

جب دن ہوا تو سارا ماجرا حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا اس شکر سے افطار کر لیا جو کچھ غیب سے مل جائے بہتر ہے جاؤ تم شکر کی طرح میٹھے بن جاؤ گے۔ جب وہاں سے باہر آئے تو جو شخص آپ کو دیکھتا تھا گنجشکر کہہ کر خطاب کرتا تھا۔

کتاب سیر العارفین میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ اپنے شیخ کی خدمت میں جا رہے تھے اور مجاہدہ کی کمزوری سے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے حتیٰ کہ آپ زمین پر گر پڑے اور منہ میں مٹی چلی گئی جو فوراً شکر بن گئی۔ اس وقت سے آپ کا لقب گنجشکر ہو گیا۔ اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ ایک دن ایک سوداگر کئی اونٹ شکر سے لدے ہوئے لے جا رہا تھا۔ شیخ فرید الدینؒ نے اس سے شکر طلب کی تو اس نے جواب دیا کہ یہ نمک ہے۔ شیخ نے فرمایا نمک ہوگا۔ سوداگر نے سامان کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ سب نمک ہے۔ بہت شرمندہ ہوا اور حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر معذرت کی۔ آپ نے فرمایا شکر ہو گی۔ جب اس نے مال پر نظر کی تو سب شکر ہی شکر تھی۔ خانِ خاناں بیرم خاں نے اس واقعہ کو شعر میں یوں بیان کیا ہے ؎

کانِ نمک جہاں شکر شیخ بحر و بر ۔ آں کز شکر نمک کند و ز نمک شکر[1]

(آپ کانِ نمک ہیں اور جہان شکر ہے اور شیخ بحر و بر ہیں ایسے شیخ جو شکر کو نمک اور نمک کو شکر بناتے ہیں)

---

[1] احقر مترجم نے حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی منقبت میں کرامتِ شکر کو یوں بیان کیا ہے ؎

فرید الحق، فرید الدین، ولی اللہ شہنشا ہے ۔ حبیب اللہ، خلیل اللہ، صفی اللہ نبی جا ہے

سلاطین خاک بوس و خاکروبِ خاکسا انش ۔ مشائخ خاکِ پائے، خاکِ راہ و خاکِ درگا ہے

جنابِ قطبِ عالم، رکنِ عالم، غوثِ دورانے ۔ فقیرے دستگیرے دیں پنا ہے مشعل را ہے

کرم کوش و کرم گستر، کرم پرور، سخی سرور ۔ جہاندارے، جہاں بانے جہانگیر شہنشا ہے

فنا فی اللہ، بقا باللہ، سمیع اللہ بصیر اللہ ۔ "خدا بینے، خدا دانے، خدا جوئے خدا خوا ہے

بہ اقلیم ہدایت آفتابے، فیضِ عالم، مشعلِ روشن ۔ بہ ملکِ حسن و خوبی شاہِ خوباں بل شہنشا ہے

بہ ملکِ فقر و عرفاں شہسوارے کامل و اکمل ۔ بہ ملکِ زہد و طاعت بے مثال و انبیا جا ہے

marfat.com

کتاب سیرالاقطاب میں لکھا ہے کہ جب اس سوداگر نے حضرت اقدس کی یہ کرامت دیکھی تو بیعت ہو کر دل و جان سے معتقد ہو گیا۔ اس سوداگر کا نام عالم تھا جب کہ عام مشہور ہے۔ لیکن یہ بات کسی کتاب میں نظر نہیں آئی۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ بچپن میں آپکو مٹھائی کھانے کا شوق تھا آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو نماز سکھاتی تھیں اور ہر نماز کے وقت شکر کی ایک پڑیا مُصلّے کے نیچے رکھ دیتی تھیں۔ جب آپ نماز ختم کرتے تو والدہ کے اشارے سے مصلے کے نیچے سے شکر اٹھا لیتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً والدہ ماجدہ شکر رکھنا بھول گئیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو عادت کے مطابق آپ نے مصلے کو اٹھا کر دیکھا تو شکر کا خزانہ موجود ہے۔ آپ جس قدر اٹھا سکے اٹھایا اور والدہ سے کہا کہ اماں جان آپ مجھے نماز کے عوض تھوڑی سی شکر دیتی تھیں آج اللہ تعالےٰ نے مجھے اتنی شکر عطا فرمائی ہے کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جب والدہ نے یہ حال دیکھا تو فرمایا کہ بیٹے اب مجھے یقین و اطمینان ہو گیا ہے کہ حق تعالیٰ تمہیں ہرگز ضائع نہیں ہونے دینگے۔ اور شکر کی طرح تجھے میٹھا بنا دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس کا خطاب گنجشکر ہو گیا اور سارے عالم میں مشہور ہو گیا۔

شبِ معراج شکر کی دعوت منجانب خواجہ گنجشکر

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو گئے اور عرشِ عظیم پر پہنچے تو آپ کے سامنے شکر کا ایک خوانچہ لا کر رکھا گیا اور حکم ہوا کہ اس میں سے کچھ قبول کر لیں کیونکہ یہ ایک عارف کا خزانہ ہے جو آپ کی امت میں ہو گا اور اس کا نام فریدالدین ہو گا اور اسکی رُوح نے یہ شکر آپ کی مہمانی کیلئے بھیجی ہے۔ چنانچہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت قبول فرمائی اور قدرے شکر اٹھا کر تناول فرمائی اور باقی اپنے ساتھ دُنیا

طبیب قلب بیماراں، حکیم راز دار کل
ہمیں واحد کمینہ سگ غلامے را فقیرے را
شکر نامے، شکر لیتے، شکر سُنتے، شکر دینے
شکر خیزے، شکر دانے، شکر کانے، شکر کوہے

جیب دلنوازے دِل پذیرے کج کلاہ ماہے
نوازش کن شکر گنجے، شکر بارے، شکر شاہے
شکر کامے، شکر ریزے، شکر بیزے، شکر گاہے
شکر گوئے، شکر جوئے، شکر خوارے، شکر خواہے

marfat.com

میں لے آئے اور اصحاب میں تقسیم کر دی ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ پیدائش کے بعد سارے عالم میں گنجشکر کے نام سے مشہور ہو گئے ۔

راقم الحروف (مصنف اقتباس الانوار) کہتا ہے کہ یہ حکایت اسلئے صحیح نظر آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے وجود میں آنے سے پہلے بشارت دی تھی کہ ایک عارف پیدا ہو گا جس کا لقب گنجشکر ہو گا ۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ سیر الاقطاب میں آیا ہے کہ کتاب گلشن راز کے مصنف (شیخ محمود شبستریؒ) اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے وجود میں آنے سے سات سو سال پہلے مشائخ سلف نے پیش گوئی کی تھی کہ گنجشکر کے لقب سے ایک ایسا عارف پیدا ہو گا جو عظمت و بزرگی اور کرامات و کمالات میں مشہور ہو گا ۔ اور یہ کہ بہت لوگ انکی بدولت منزل قرب تک پہنچیں گے ۔ اور ان کے مرید قطب وقت ہوں گے ۔

بعض معتبر کتابوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جس زمانے میں حضرت خواجہ گنجشکرؒ دشت و بیابان اور کوہستان میں ریاضت کر رہے تھے اور درخت کے پتوں اور خشک گھاس کے سوا کوئی چیز کھانے کو نہیں ملتی تھی ایک دن پیاس کی شدت کی وجہ سے آپ ایک کنوئیں پر پہنچے اور ڈول اور رسی تلاش کی لیکن کچھ نہ پا کر فکر مند ہو کر کھڑے تھے کہ ہرنوں کا ایک غول کوئیں پر آیا اور پانی فوارے کی طرح اوپر آگیا ۔ ہرنوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور چلے گئے ۔ حضرت اقدس نے چاہا کہ میں بھی پانی پی لوں لیکن جونہی آپ آگے بڑھے پانی کوئیں کی تہ میں چلا گیا ۔ یہ دیکھ کر آپ حیران ہوئے اور زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ اے رب العزت میں تیری یاد میں جل رہا ہوں اور تن من کی بازی لگا رکھی ہے لیکن تیرے نزدیک میں ان ہرنوں سے بھی بے قدر اور کمتر ہوں کہ تو نے ان کو پانی دے دیا ہے اور مجھے محروم رکھا ہے ۔ فرمان ہوا کہ اے فریدالدین تیری نظر رسی اور ڈول پر تھی اور ان ہرنوں کی نظر مجھ پر تھی یہی وجہ ہے کہ انکو پانی مل گیا اور تجھے نہ ملا ۔ اسی سبب سے آپ نے اس کوئیں میں چالیس روز صلوٰۃ معکوس[1] ادا کی اور چالیس دن تک اپنے نفس کو پانی نہ دیا ۔ چالیس دن بعد آپ نے مشت خاک اٹھا کر منہ میں ڈالی اور اسی سے روزہ افطار کیا ۔ لیکن وہ خاک شکر بن گئی ۔ آپنے غیرت الٰہی سے اُسے منہ سے نکال

[1] صلوٰۃ معکوس کا مطلب ہے کوئیں میں الٹا لٹک کر یاد خدا میں مشغول رہنا ۔ بعض اولیاء کرام نے صلوٰۃ معکوس کو سنت نبویؐ قرار دیا ہے ۔

marfat.com

کر پھینک دیا۔ اسوقت غیب سے آواز آئی کہ اے فرید الدین تیرا چلہ میری درگاہ میں قبول ہوا ہے اور میں نے تجھے سارے جہاں میں برگزیدہ بنایا ہے اور آج سے تمہارا نام گنجشکر رکھا ہے۔ چنانچہ اسی خطاب سے آپ مشہور ہو گئے۔

کتاب سیر الاولیاء[۲] کے مصنف نے حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے چلہ معکوس کی جو حکایت بیان کی ہے وہ یہ ہے اور یہی صحیح ہے کہ ایک دن حضرت گنجشکرؒ نے ذوق مجاہدہ میں آکر اپنے شیخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر فرمان ہو تو میں چلہ کروں۔ لیکن یہ بات حضرت شیخ کے مزاج کے موافق نہ آئی اور فرمایا اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس قسم کی چیزوں سے شہرت ہو جاتی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور اقدس خود موجود ہیں اور بندہ کو شہرت مطلوب نہیں ہے۔ خواجہ گنجشکر فرماتے ہیں اس بات سے بقیہ ساری عمر میں پشیمان رہا کہ میں نے ایسا جواب کیوں دیا جو حضرت خواجہ کے مزاج کے موافق نہ تھا۔

الغرض بعد میں حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ اب جاؤ اور چلہ معکوس کرو۔ لیکن انکو معلوم نہیں تھا کہ چلہ معکوس کس طرح کیا جاتا ہے چنانچہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ پہلے ایک ایسی مسجد تلاش کرو جس میں کنواں ہو اور کوئیں کے کنارے درخت ہو اور اس مسجد میں ایک ایسا دیندار مؤذن ہو جو درویشوں کی صحبت کے لائق ہو اور اُن کے اسرار سے واقف ہو۔ اور پاؤں میں رسی باندھ کر کنوئیں میں الٹا لٹکو اور حق کے ساتھ مشغول ہو جاؤ۔

جب یہ بات آپ پر محقق ہو گئی تو چلہ معکوس کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس مقام کی تلاش میں پھرتے رہے۔ شہر دہلی کے نواح میں آپ کو ایسا کوئی مقام نہ ملا۔ اس کے بعد آپ ہانسی تشریف لے گئے تو وہاں بھی کوئی جگہ نہ ملی۔ آخر آپ شہر بہ شہر، قصبہ بہ قصبہ اور دہ بہ دہ اس قسم کے کنوئیں کی تلاش میں پھرتے رہے حتیٰ کہ اوچ شریف کے علاقے میں پہنچے وہاں آپنے ایک مسجد دیکھی جس کے سامنے ایک کنواں تھا اور کنوئیں کے کنارے ایک درخت تھا اور خواجہ رشید الدین ساکن ہانسی

---

[۲] یہ کتاب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے ایک مرید خاص میر سید کرمانی خواجہ خوردؒ نے لکھی ہے۔ جو اہل اللہ کے نزدیک مستند مانی جاتی ہے۔ خواجگان چشت کے حالات میں دوسری مشتملہ کتاب فوائد الفواد ہے جو حضرت سلطان المشائخ کے مرید خواجہ حسن علاؒ سنجری کی تصنیف ہے۔

marfat.com

جو حضرت خواجہ گنجشکرؒ کا معتقد تھا اس مسجد کا مؤذن تھا۔ چنانچہ آپ چند روز اس مسجد میں ٹھہرے اور مؤذن کو اپنے راز سے آگاہ کیا بشرطیکہ کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے۔ پس نمازِ عشاء کے بعد جب سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے مؤذن رسی سے آپ کے پاؤں باندھ کر درخت سے لٹکا دیتے تھے۔ اور چلے جاتے تھے۔ فجر کی نماز سے پہلے واپس آکر آپ کو کنوئیں سے باہر نکال دیتے تھے۔ آپ نماز فجر ادا کر کے سارا دن مسجد میں مراقب رہتے۔ اسی طرح چالیس شب چلہ معکوس پورا کیا اور اپنے پیر بزرگوار کا فرمان پورا کیا۔ خواجہ نظامی قدس سرہٗ نے خوب کہا ہے ؎

برقص آمد و جملہ اعضائے من   سرِ من شدہ کرسئ پائے من

(میں اور میرے تمام اعضاء رقص کرنے لگے اور میرا سر میرے پاؤں کیلئے کرسی بن گیا)

عاشق بے نیاز حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس سرہٗ نے بھی فرمایا ہے ؎

سعدیا کنگرۂ عشق بلند است بلند   تا تو سر پا نکنی دست تو آنجا نرسد

[اے سعدی عشق کا کنگرہ بے حد بلند ہے جبتک اپنے سر کو پاؤں نہ بنائیگا وہاں تک رسائی نہیں ہوگی۔ یعنی جبتک تو سر کے بل چل کر نہیں جائیگا منزل مقصود تک نہیں پہنچیگا۔]

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو سعید ابوالخیرؒ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مجھے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے میں نے سب پر عمل کیا ہے۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز معکوس بھی ادا کی ہے تو میں ایک کنوئیں کے پاس گیا اور اپنے پاؤں میں رسی باندھ کر سرنگوں لٹک گیا۔ ہمارے سلسلۂ چشتیہ میں حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس سرہٗ نے نماز معکوس کثرت سے پڑھی ہے۔ اس سنت کو حضرت گنجشکرؒ نے زندہ کیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی زیارت

حضرت سلطان المشائخ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ دہلی تشریف لائے اور حضرت خواجہ قطب الدینؒ کے مکان پر قیام فرمایا تو حضرت خواجہ قطبؒ نے اپنے تمام مریدین کو حضرت خواجہ بزرگ کے پیش کیا اور حضرت خواجہ بزرگ نے ہر شخص کو اسکی استعداد کے مطابق نعمت عطا فرمائی

marfat.com

اس کے بعد دریافت فرمایا کہ بابا قطب الدین تمہارا کوئی اور مرید بھی باقی رہ گیا ہے یا نہیں، انہوں نے عرض کیا کہ مسعود نام ایک فقیر چلہ میں بیٹھا ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا آؤ اسکو چل کر دیکھیں۔ چنانچہ دونوں بزرگ حجرہ کے دروازہ پر پہنچے۔ اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ حضرت خواجہ گنجشکرؒ اس قدر کمزور ہو چکے تھے کہ تعظیم کیلئے اٹھ بھی نہیں سکتے تھے۔ ناچار ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور سر زمین پر رکھدیا۔ جب حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے یہ حال دیکھا تو آپ کو رحم آیا اور فرمایا کہ بابا بختیار اس جوان کو کب تک مجاہدہ میں رکھو گے اسے کچھ عطا کرو۔ حضرت خواجہ نے عرض کیا کہ حضور میری کیا مجال ہے کہ آپکی موجودگی اسکو کچھ دوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا تعلق تجھ سے ہے اس کے بعد آپ قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدینؒ نے بھی موافقت کی۔ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کو درمیان میں کھڑا کر کے دونوں بزرگوں نے حضرت حق تعالیٰ میں دعا کی اور اسقدر نعمت عطا فرمائی کہ حدِ تحریر سے باہر ہے۔ نیز اسم اعظم جو سینہ بہ سینہ مشائخ عظام سے چلا آرہا تھا وہ بھی انکو تلقین کیا اسکے بعد حضرت خواجہ بزرگؒ نے فرمایا کہ "فرید شمع است خانوادۂ درویشاں روشن خواہد کرد" (فرید ایک ایسی شمع ہے کہ جس سے درویشوں کا سلسلہ روشن ہوگا۔) چنانچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ کی بدولت سارا سلسلہ روشن ہوگیا ہے۔

میر سیّد کرمانی مصنف سیر الاولیاءؒ نے خوب کہا ہے ؎

بخشش کونین از شیخین شد در باب تو ۔۔۔ بادشاہی یافتی زیں بادشاہانِ جہاں

مملکت دنیا و دین گشتہ مسلم مر ترا ۔۔۔ عالم کن گشت اقطاعے تو اے شاہِ جہاں

[اے بابا فرید گنجشکر آپ کو ان دونوں بزرگوں کی بدولت سارے جہان کی بادشاہی مل گئی ہے مملکت دنیا اور دین دونوں کا تو مالک ہے اور عالم کن فکان تیری مملکت کا ایک ٹکڑا ہے]

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ سے سیر الاولیاء میں یہ بھی روایت ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الاقطابؒ کے وصال کا وقت آیا تو حضرت خواجہ گنجشکرؒ ہانسی میں تشریف رکھتے تھے۔ قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے دل میں خیال آیا کہ خرقہ اور سجادہ مجھے عطا کرینگے اور یہی خواہش شیخ بدر الدین غزنویؒ کے دل میں پیدا ہوئی۔ اس خیال کے آتے ہی حضرت خواجہ قطب الاقطاب

marfat.com

قدس سرہ نے فرمایا کہ میرا یہ خرقہ اور نعلین چوبین فریدالدین مسعودؒ کو دیدینا اور وہ میرا خلیفۂ جانشین ہے[1]
چنانچہ قاضی حمیدالدینؒ نے وہ امانت دِل وجان سے قبول کرلی۔ اُسی رات ہانسی میں حضرت خواجہ گنجشکرؒ کو اس بات کا علم ہوگیا اور علی الصبح اٹھ کر دہلی کی طرف روانہ ہوپڑے۔ وصال کے چار یوم بعد آپ دہلی میں پہنچ کر حضرت اقدس کے مزار پر حاضر ہوئے۔ اسکے بعد قاضی حمیدالدین ناگوریؒ نے وہ امانت لاکر آپ کے سپرد کردی۔ آپ نے اس سرمایۂ دارین کو پوری تعظیم کے ساتھ لیا اور خرقہ پہن کر حضرت شیخ کی مسند پر بیٹھ گئے۔ یہ دیکھ کر ایک جہان آپ کے گرد جمع ہوگیا۔

ہانسی میں ایک مجذوب سرہنگان نام رہتا تھا جسے حضرت خواجہ گنجشکرؒ سے بہت محبت تھی ایک دفعہ وہ آپ سے ملنے دہلی آیا لیکن دربان نے اندر نہ جانے دیا۔ دربان کی رسم حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے وقت سے چلی آرہی تھی کیونکہ خلقت کا بے پناہ ہجوم ہوتا تھا اور خلوت وشغولی کے وقت لوگوں کو اندر جانے سے روک دیا جاتا ہے۔ غرضیکہ سرہنگان تین روز تک حضرت شیخ سے ملاقات نہ کرسکا۔ جب جمعہ کے دِن حضرت اقدس حسبِ دستور باہر تشریف لائے تو سرہنگان روتے ہوئے آپ کے پاؤں پر گر گیا اور کہنے لگا کہ ہانسی میں تو روزانہ ملاقات ہوجاتی تھی یہاں تین دن سے پڑا ہوں اور ملاقات نہیں ہوسکی۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ میں اس جگہ نہیں رہ سکتا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت قطب الاقطاب نے یہ مقام آپکو عطا فرمایا ہے یہ مناسب نہیں کہ آپ کہیں اور چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا جو نعمت کہ حضرت شیخ نے مجھے عطا فرمائی ہے خواہ شہر ہو یا بیابان وہ ہمیشہ میرے پاس ہے۔ یہ کہہ کر آپ دہلی سے ہانسی تشریف لے گئے چونکہ ہانسی میں گوشۂ خلوت میسر تھا آپ کافی مدت تک اسی جگہ مقیم رہے۔ شیخ جمال الدین ہانسویؒ اُسی زمانے میں آپکے مُرید ہوئے۔ آپ حضرت اقدس کے محبوب ترین مرید تھے۔ لیکن ہانسی میں بھی خلقت کا ہجوم ہونے لگا تو وہاں سے ترک سکونت کرکے آپ قصبہ کوٹھے والا پہنچے جہاں آپ کے آبا واجداد رہتے تھے وہاں آپ کچھ عرصہ رہے۔ لیکن چونکہ یہ مقام ملتان سے قریب تھا وہاں بھی آپ چھپ نہ سکے اور خلقت کی آمدورفت

---

[1] ویسے تو ایک بزرگ کے متعدد خلفا ہوتے ہیں۔ خلیفہ جانشین وہ خلیفہ خاص ہوتا ہے جو شیخ کے وصال کے بعد اسکی مسند پر بیٹھتا ہے اور ہدایت خلق میں مشغول ہوتا ہے

marfat.com

سے آپ پریشان ہو گئے آپ نے چاہا کہ لاہور چلے جائیں لیکن اس زمانے میں لاہور کو مغلوں نے تاخت و تاراج کر ڈالا تھا آپ نے اجودھن (پاکپتن شریف) میں سکونت اختیار کر لی۔ اسوجہ سے کہ یہ ایک گمنام جگہ تھی اور کوئی شخص آپ کے ظاہری و باطنی کمالات سے آگاہ نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ نے ایک روایت کے مطابق وہاں سولہ سال اور دوسری روایت کے مطابق چوبیس سال یعنی بقیہ ساری عمر وہاں بسر فرمائی اور یہ مقام آپ کے وجود مسعود کی وجہ سے قبلۂ ہندوستان اور خراساں بن گیا۔ اور قیامت تک بنا رہیگا۔

جوگی سے مقابلہ

کتاب اسرار السالکین میں لکھا ہے کہ جب حضرت گنجشکرؒ اجودھن تشریف لائے تو اسوقت وہاں ایک صاحبِ استدراج[1] جوگی رہتا تھا۔ وہاں کے لوگوں کا اس جوگی پر بڑا اعتقاد تھا اور ہفتہ میں ایک دن اپنی گائے بھینسوں کا تمام دودھ اس جوگی کو دیا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ گنجشکرؒ نے اپنے ایک مرید کو دودھ لانے کیلئے شہر میں بھیجا۔ اتفاق سے وہ وہی دن تھا۔ جب سارا دودھ جوگی کے پاس جاتا تھا لوگوں نے کہا آج ہم دودھ نہیں دے سکتے کیونکہ آج سارا دودھ جوگی کی ملکیت ہے۔ وہ ہم سے طلب کریگا۔ جب مرید نے واپس آکر سارا ماجرا حضرت اقدس سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ واپس جاکر ان لوگوں سے کہو کہ جوگی کون ہے جو سارے دودھ کا مالک بن گیا ہے ہم جانیں اور جوگی۔ یہ سن کر لوگوں نے دودھ مرید کو دیدیا۔ جب جوگی نے دیکھا کہ دودھ کم آیا ہے تو اس نے وجہ دریافت کی۔ لوگوں نے ساری کیفیت بیان کر دی۔ اس سے جوگی نے غضبناک ہو کر کہا کہ مجھ سے کون بات کر سکتا ہے۔ کل صبح میں اس سے دیکھو دکھائی کر لوں گا۔ اس جوگی کے پاس پانچسو چیلے تھے۔ صبح ہوتے ہی انکو حکم دیا کہ آدھے پاپیادہ اور آدھے ہوا میں اڑ کر اس درویش پر حملہ کر دو اور مغلوب کر لو۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ بعض پیادہ اور بعض ہوا میں اڑ کر حضرت اقدس کے سامنے پہنچ گئے۔ آپ نے زمین اور ہوا کو حکم دیا کہ انکو گرفتار کر لو۔ پس جو لوگ ہوا میں تھے انکو ہوا نے پکڑ لیا اور جو زمین پر چل رہے تھے وہ زمین نے پکڑ لئے۔ اس کیعد آپ نے جوگی کو کہلا بھیجا کہ میں نے تمہارے چیلوں کو قید کر دیا ہے اور بندت خانہ میں ڈال

---

[1] استدراج سے مراد وہ خوارق عادات ہیں جو غیر مسلم ارباب روحانیت سے سرزد ہوتے ہیں چونکہ مجاہدات کی

بقیہ اگلے صفحہ پر

marfat.com

دیا ہے - اَب تم انکو چھڑا سکتے ہو تو چھڑاؤ - یہ بات سنتے ہی وہ خود حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچ گیا اور آستانہ لگا کر بیٹھ گیا - آپ نے دریافت فرمایا کہ تم نے جوگ میں کہاں تک ترقی کر لی ہے - اس نے کہا کہ جب جوگی کامل ہو جاتا ہے تو ہوا میں اڑ جاتا ہے - آپ نے فرمایا اچھا اڑ کر دکھاؤ - جونہی وہ اوپر اڑا اور ہوا میں چلا گیا - آپ نے اپنے جوتے کو حکم دیا کر جاؤ اور اسکی خبر لو - جوتا اڑا اور اس جوگی کے سر پر ضربیں لگا کر اُسے نیچے لے آیا - ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک جوتا شیر بن گیا اور جوگی کا سر اپنے منہ میں لے لیا - یہ دیکھکر جوگی ہوا سے نیچے آ گیا اور مسلمان ہو کر حضرت اقدس سے شرف بیعت حاصل کیا - نیز اس کے تمام چیلے بھی مسلمان ہو کر مرید ہو گئے - اس کے بعد آپ نے اس جوگی کو چیلوں سمیت ولایت کیو ستان میں تعینات کر دیا اور سب کے سب اولیاء اللہ ہو گئے

دوسرے جوگی کا اسلام لانا

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ شہر دیپال پور میں جو اجودھن عرف پاکپتن سے ساٹھ میل دور ہے ایک جوگی رہتا تھا جو اپنے فن میں کمال رکھتا تھا - اس نے مدت سے اپنے دل میں یہ قرارداد کر رکھی تھی کہ اگر کوئی بزرگ ایک نگاہ سے میرے دونوں مُندروں کو جو میرے کانوں میں ہیں نیچے گرا دے تو میں اس کا مرید ہو جاؤنگا - وہ اس خیال میں تھا کہ کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ گنجشکرؒ کا وہاں سے گذر ہوا اور جوگی کا مقام دیکھکر اسکی طرف چلے گئے حتیٰ کہ آپ کی نظر جوگی پر پڑی - نظر کا پڑنا تھا کہ اسکے کان کے مُندرے نیچے گر پڑے - جوگی سمجھ گیا کہ واقعی مرد کامل اور باعظمت ہے لیکن آزمائش کی خاطر اسکے دل میں ایک اور خیال پیدا ہوا - وہ یہ تھا کہ اگر یہ شخص ان مُندروں کو اٹھا کر زمین میں گاڑھ دے اور وہاں دو درخت اُگ آئیں تو مجھے یقین ہو جائیگا کہ دنیا میں اس کی مثل کوئی اور بزرگ نہیں ہے - حضرت اقدس کو اسکے دل کی بات معلوم ہو گئی اور آپ نے مُندروں کو اٹھایا اور بسم اللہ پڑھ کر زمین میں گاڑھ دیا - اسکے فوراً بعد اس جگہ پر دو متصل درخت نمودار ہوئے

وجہ سے انکے قلوب میں ایک گونا صفائی آجاتی ہے اسلئے کسی حد تک انکو کرامات سے حصہ مل جاتا ہے لیکن ان کو کرامت نہیں استدراج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - اور یہ چیز زیادہ بلند نہیں ہوتی - معمولی قسم کی شعبدہ بازی ہوتی ہے - جس کا وہ بڑے فخر سے مظاہرہ کرتے ہیں -

marfat.com

اور بڑے ہوگئے۔ آپ کا یہ تصرف دیکھ کر جوگی نے سر قدموں پر رکھ دیا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوگیا شرف بیعت حاصل کیا اور کچھ عرصہ آپ کی خدمت میں رہ کر آپ کی ظاہری و باطنی توجہ سے واصلان حق میں سے ہوگیا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ دونوں درخت اب جبکہ چار سو سال کا عرصہ گذر چکا ہے سر سبز اور شاداب کھڑے ہیں اور اُن کے اکثر پھل اور گٹھلیاں جوگیوں کے مُندروں کی شکل کی ہوتی ہیں۔ اور خلق خدا اب تک اسکی زیارت کو جاتی رہتی ہے۔ ان درختوں کا نام کسوہنہ ہے اس وجہ سے کہ بہار کے موسم میں ان کے نہایت سرخ پتے نکل آتے ہیں اور بہت خوشنما لگتے ہیں۔ یہ درویش کئی دفعہ تقاریب کے موقعہ پر دیپالپور جاچکا ہے اور ان درختوں کے گرد کئی بار طواف کرچکا ہے۔

مسواک سے درخت بن جانا

روایت ہے کہ پاکپتن شریف کے نواح میں ایک قصبہ ہے جس کا نام نوشہرہ ہے۔ ایک دفعہ حضرت اقدس وہاں تشریف لے گئے اور ایک جگہ پر آپ نے دانتوں میں مسواک کرکے اُسے زمین میں گاڑھ دیا وہ بھی فوراً اگ آیا اور سر سبز درخت بن گیا۔ چند دن وہاں ٹھہر کر آپ چلے گئے۔ وہ درخت بھی آپ کے پیچھے چلنے لگا۔ آپ نے پیچھے مُڑ کر فرمایا کہ اسکن یا شجر (اے درخت ٹھہر جاؤ) لیکن درخت نہ ٹھہرا اور چلتا رہا۔ آپ نے دوسری مرتبہ فرمایا، اسکن یا شجر لیکن درخت نہ ٹھیرا۔ آخر آپ نے اس کی شاخوں کو پکڑ کر زور سے زمین کے اندر دبا دیا اور فرمایا یہاں ٹھہر جاؤ چنانچہ وہ درخت وہاں رک گیا اور آجتک موجود ہے اور زیارت گاہ خلائق ہے

واصلان کیلئے عصا پر تکیہ کرنا بھی خطا ہے

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن حضرت اقدس قدرے گرانی محسوس کر رہے تھے اسلئے آپ عصا ہاتھ میں لیکر سیر کو روانہ ہوئے۔ چند قدم گئے تھے کہ عصا نیچے پھینک دیا اور رُوئے مبارک پر پشیمانی کے اثرات ظاہر ہوئے۔ حضرت سلطان المشائخ وہاں موجود تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس پریشانی کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا جب میں نے عصا پر تکیہ کیا تو مجھ پر عتاب ہوا کہ ہمارے غیر پر کیوں تکیہ کیا۔ یہی وجہ ہے

marfat.com

کہ میں نے عصا نیچے پھینک دیا اور پشیمان ہوا۔

اولیائے کوہ قاف کی حاضری

کتاب اسرار السالکین میں لکھا ہے کہ حضرت گنجشکرؒ کے زمانے میں اہل قاف[1] (کوہ قاب) کے درمیان اسبات پر اختلاف ہوا کہ قطب اکبر جہاں میں ہے یا نہیں ہے۔ بعض کہتے تھے کہ ہے اور بعض کہتے تھے کہ نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو کسی وقت کوہ قاف میں ضرور آتا۔ آخر انہوں نے باہمی مشورہ کے بعد دو آدمی قطب اکبر کا پتہ لگانے کیلئے مقرر کیئے۔ انہوں نے سارے جہان میں گشت کی آخر جب ہندوستان پہنچے تو ہر پیر وجوان سے حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی تعریف سُن کر اجودھن آئے اور حضرت اقدس سے ملاقات کی تو قطبیت کُبریٰ کے تمام مراتب کا حضرت اقدس کی ذات میں مشاہدہ کرکے مطمئن ہوئے لیکن واپس جانے کی بجائے انہوں نے حضرت اقدس کی صُحبت اختیار کر لی۔ اہل قاف نے مزید دو آدمی بھیجے تو وہ بھی اجودھن پہنچ کر حضرت شیخ کے گرویدہ ہو گئے غرضیکہ یکے بعد دیگرے کوہ قاف کے تمام درویش حضرت گنجشکرؒ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ جب قاف خالی رہ گیا تو آپ نے انکو اجازت دی کہ اپنے مقام پر چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ اپنے گناہ بخشوا کر واپس کوہ قاف چلے گئے۔

کوہ قاف کی سیر بذریعہ طیر

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ اور حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہٗ عالم طَیر[2] میں تھے۔ جب کوہ قاف میں پہنچے تو وہاں ایک مسجد دیکھ کر نیچے آئے۔ جب کوہِ قاف کی دوسری طرف کے لوگوں کو حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی آمد کا علم ہوا تو پابوسی کیلئے حاضر ہوتے اور سواری میں بٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ حضرت شیخ بہاؤالدینؒ اسی مسجد میں قیام پذیر رہے۔ جب حضرت گنجشکرؒ وہاں پہنچے تو اُن لوگوں نے خواہش کی کہ آپ وعظ فرمائیں۔ آپ نے ممبر پر چڑھ کر تفسیر قرآن بیان فرمائی۔ اس سے وہ لوگ اسقدر محظوظ ہوئے کہ غلبۂ شوق میں بعض شیر کیطرح غرآنے لگے اور بعض پرندوں کی طرح ہوا میں اڑنے لگے۔ حضرت اقدس چند روز اُن

---

[1] کوہ قاف اولیا کرام کا مرکز ہے جہاں ہمیشہ اولیا اللہ کا اجتماع رہتا ہے۔

[2] یعنی پرواز کے ذریعے دنیا کی سیر کر رہے تھے۔

marfat.com

کے پاس رہے اور روزانہ شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہٗ کے پاس کھانا ارسال کرتے رہے۔ جب تک آپ واپس نہ آئے حضرت شیخ بہاؤالدین اسی مسجد میں ٹھیرے رہے جب آپ واپس آئے تو دونوں بزرگ پرواز کر کے اپنے اپنے مقامات پر واپس چلے گئے۔

حضرت گنجشکرؒ کا مقام

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ محمد غوث گوالیاریؒ نے اوراد غوثیہ میں اپنے بعض مکاشفات کا ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں ایک رات میں خوشوقت تھا (حالتِ خاص میں تھا) کہ اچانک آواز آئی کہ یہ حضوری اور نعمت کا وقت ہے۔ جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان دریا بہہ رہا ہے اور ساری خلقت اس دریا کی طرف آئی ہوئی ہے۔ دریا کے اندر ایک مرصع اور مکلل تخت ہے جو بہت بلند ہے اور اس تخت کے سامنے ایک جمال کی صورت اور ایک جلال کی صورت جلوہ گر ہے اور تخت پر ایک باوقار شخص بیٹھا اس مقام کی محافظت کر رہا ہے اور ساری خلقت دریا کی طرف آرہی ہے لیکن ان میں سے کوئی شخص وہاں نہیں پہنچ سکتا سوائے چند عزیزان کے جنہیں میں پہچانتا تھا۔ وہ وسط راہ میں پہنچے تھے کہ میں سبقت کر کے اس تخت کے قریب پہنچ گیا۔ جو شخص تخت کا محافظ تھا اس نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور اپنا پیراہن مجھے عطا کیا۔ اور دو طبق انوار از فیض جلال مجھ پر برسائے۔ جب میں نے زیادہ طلب کیا تو فرمایا کہ تیری قسمت میں یہی لکھا ہے۔ اس کے بعد دریافت کیا کہ حضور کا اسم گرامی کیا ہے فرمایا مجھے فریدالدین گنجشکر کہتے ہیں۔ میں نے اپنا سر ان کے قدموں میں رکھا اور دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے فرمایا کہ یہ دریائے ہستی ہے اور یہ تخت حضرت رب العلمین کا ہے اور یہ دو صورتیں صفات جلال و جمال کی ہیں۔ ہر نبی اور ہر ولی جو اس مقام پر پہنچتا ہے اس نعمت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس بندہ نے عرض کیا کہ حضور اکیلے اس مقام کے محافظ ہیں فرمایا ہم چار شخص ہیں ایک خواجہ بایزید بسطامیؒ، دوسرے خواجہ جنید بغدادیؒ، تیسرے خواجہ ذوالنون مصریؒ اور چوتھا یہ درویش یعنی فریدالدین گنجشکرؒ پس ہم چاروں آدمی باری باری اس خدمت پر مامور ہیں اور جس شخص کی باری کے دوران حق تعالیٰ کسی خوش نصیب آدمی کو یہاں تک پہنچاتا ہے وہی شخص اسے اپنا پیراہن عطا کرتا

marfat.com

ہے۔ اور اس کی استعداد کیمطابق حق تعالیٰ کے حکم سے اُسے فیضِ جلال وجمال پہنچتا ہے۔ اَور روزِ قیامت تک یہی عمل جاری رہیگا۔ یہ بات سنکر میں حیران ہوا اَور مزید دریافت کیا کہ حضور آپ چاروں بزرگوں کی پیدائش تو امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلّم میں ہوئی ہے اس مقام کی محافظت آپ سے پہلے کون کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری حقیقت (یعنی رُوح) کا تعلق اس مقام سے ہے۔ جسم عنصری کے ظہور سے پہلے یا بعد کا یہاں کوئی دخل نہیں ہے حضرت گنجشکر قدس سرہٗ کے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے فہم من فھم اس کاتب الحروف کا واقعہ بھی مندرجہ بالا واقعہ کی طرح ہے اسلئے اُسے بھی یہاں درج کیا جاتا ہے

مؤلف کتاب کا کشف خواجہ گنجشکرؒ کے بلند مقام کیمتعلق

ایک دفعہ ستائیس ماہ رمضان عشاء کی نماز کے بعد یہ فقیر شغل کیمیائے معرفت میں مشغول تھا۔ جب ایک پہر رات رہ گئی ایک خوبصورت نوجوان بے ریش (اَمرد) ظاہر ہوا جسکی آنکھیں شمع کی طرح روشن تھیں اس فقیر نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ میں باب اسرار کا امین ہوں یہاں اسلئے آیا ہوں کہ تجھے عالم اسرار میں لے جاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے فقیر کا ہاتھ پکڑا اَور ہوا میں پرواز کرنے لگا۔ ہم دونوں پرندوں کی طرح پرواز کرتے ہوئے جارہے تھے حتیٰ کہ ہم عرش سے اوپر پہنچے جہاں بحرِ اسرار ہے وہاں دو طاؤس نوری (نور کے مور) ظاہر ہوتے اَور باری باری اس فقیر کو اپنے اوپر سوار کر کے اُوپر لے گئے۔ لیکن وہ امین اسرار وہیں رُک گیا۔ جب ہم بحرِ اسرار کے وسط میں پہنچے تو وہاں ایک ایسا مقام آیا کہ جہاں سے عبور کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہ تھی۔ اَور بیشمار سالکان وہ پہنچکر رُکے ہوئے تھے اس مقام کا نام محک العشاق ہے اس مقام پر ایک سیمرغ ظاہر ہوا جس کا نصف حصہ نوری تھا اَور نصف ناری اس نے اس فقیر کو اپنے اوپر سوار کر کے پرواز کی اَور مقام ہویّت کے کنارے تک پہنچادیا۔ وہاں تین دریا پیش آتے اَور بعض سالکین جن میں سے چند ایک کو یہ فقیر جانتا تھا اَور چند کو نہیں جانتا تھا اس کنارے تک پہنچے ہوتے تھے۔ پہلے دریا جس کے کنارے نور سرخ کے تھے میں

marfat.com

سے نور سرخ کی بنی ہوئی ایک مچھلی نمودار ہوئی اور اس فقیر کو اٹھا کر دوسرے دریا کے کنارے تک لے گئی جس کے کنارے نورِ سیاہ کے بنے ہوئے تھے لیکن بہت ہی منور اور تاباں تھے اس دریا میں سے ایک بزرگ ظاہر ہوا جسکی صورت انسان کی تھی لیکن چہرے سات تھے اور اس کا سارا وجود اسی نور سیاہ سے بنا ہوا تھا۔ اُس نے اِس فقیر کو اپنے اوپر سوار کر کے تیسرے دریا کے کنارے تک پہنچا دیا۔ وہ دریا اور اسکا کنارہ دوسرے دریا سے بالکل مختلف تھا وہ رنگ اور شکل سے منزہ تھا اور اس کے اول و آخر طول اور عمق (گہرائی) کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا حالانکہ تمام جہانوں کے الوان و اشکال (رنگ اور شکلیں) اسکے اندر موجود تھیں جب یہ فقیر اس دریا کے کنارہ تک پہنچا تو اسقدر خوف زدہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے اس دریا میں سے آواز آئی کہ یعنی میرا نام پکار کر کہا کہ آ، ڈر دمت اس فقیر نے عرض کیا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ جواب ملا کہ میرا نام فرید الدین ہے چنانچہ یہ فقیر فرید فرید کہتا ہوا دریا کے اندر داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑا جہاز ہے کہ جس کے سامنے عرش سے تحت الثریٰ تک سارا جہان رائی کے دانے کی طرح ہے اس جہاز پر ایک نوری تخت ہے جو آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے اور جسکی لمبائی جہاز کی مناسبت سے ہے۔ اس تخت پر ایک نورانی شخص نورانی لباس میں ملبوس بیٹھا ہے اور اس کے چاروں طرف چار صورتیں کھڑی ہیں۔ جب یہ فقیر اس تخت کے قریب پہنچا تو وہ شخص لطف و کرم سے پیش آیا اور اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ میری دائیں طرف والی صورت ولایت عروجیٔ اولیاء ہے اور بائیں والی صورت ولایت نزولیٔ اولیاء ہے پیچھے والی صورت صورت انبیاء ہے اور آگے والی صورت کمالاتِ نبوت ہے۔ جس شخص کو ہم منصب قطب مدار عطا کرتے ہیں اُسے ہم داہنی صورت کے فیضان سے فیض یاب کرتے ہیں۔ جس شخص کو ہم مرتبہ فردیت عطا کرتے ہیں اُسے بائیں صورت کے فیضان سے فیض یاب کرتے ہیں۔ جس شخص کو ہم مرتبہ قطب حقیقت و محبوبیت دیتے ہیں اُسے پیچھے والی صورت سے فیضیاب کرتے ہیں اور جسکو ہم مرتبہ جامع یعنی کمالات محبوبیت، فردیت، قطبیت کبریٰ، غوثیت اور قطب مدار وغیرہ عطا کرتے ہیں اسے آگے والی

marfat.com

صورت کا فیضان دیتے ہیں۔ اس کے بعد نورِ ذات کی دو چادریں ظاہر ہوئیں ان میں سے ایک پر قرآن مجید کے نقش نگار تھے اور دوسری توریت، انجیل اور زبور کے نقش نگار سے منقش تھی۔ یہ دونوں چادریں اس فقیر کو پہنائی گئیں اور فرمان ہوا کہ یہ دونوں چادریں کبریائی ذاتی ہیں۔ انمیں سے جو چادر نقوشِ قرآن سے منقش ہے منشائے نسبت ولایت محمدی ہے اور دوسری چادر جو اُن تین کتابوں کے نقوش سے منقش ہے دوسرے انبیاء علیہم السّلام کی ولایت کی نسبت ہے۔ اور میں نے یہ دونوں قسم کی ولایت تجھے بخشی ہے۔ اور آگے والی صورت کے فیض سے بھی تجھے نوازا ہے۔ اس کے بعد اس فقیر نے عرض کیا کہ حضور کا اسم مبارک کیا ہے فرمایا کہ میرا نام شیخ فرید الدّین گنجشکر ہے اور یہ دریائے لاتعیّنؔ[1] ہے جس شخص کو اسکا مشاہدہ ہوتا ہے میری صورت میں یا حضرت شیخ محی الدّین ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ کی صورت میں باری باری نظر آتا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور ان ہی صورتوں کے ذریعے فیض ملتا ہے۔ چونکہ اس مرتبہ کے حصول کا فیض تجھے میری نسبت سے ملنا تھا اسلئے تجھے میری باری کے وقت یہاں پہنچایا گیا ہے۔ اسکے بعد تین شغل بھی فقیر کو تلقین فرمائے جن میں سے ایک کا نام نقطۂ محبت، دوسرے کا نام نقطۂ معرفت اور تیسرے کا نام نقطۂ ذات ہے۔ اسکے بعد اس فقیر نے عرض کیا کہ حضور اقدس کی خلقت تو آخر زمانہ میں ہوئی ہے لیکن آپ کا فیض شروع سے جاری ہے یہ کسطرح

---

[1] دریائے لاتعین سے مراد ذات بحت، ذات منزہ یا مرتبہ احدیت ہے جو زمان، مکان، اسم رسم شکل، صورت، رنگ، بو، سمت، اشارہ سے پاک اور بالاتر ہے۔ ذات لاتعین نے پہلی تجلی فرمائی تو حقیقت محمدی وجود میں آئی جسے تجلی اوّل، تعین اوّل اور وحدت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور نورِ محمدی سے ساری کائنات وجود میں آئی۔ ظہور کے اس سلسلہ وار مراتب کو تنزلات ستہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل احقر کے شیخ حضرت مولانا سید محمد ذوقیؒ کی کتاب سِرّ دلبراں میں درج ہے۔ یہ کتاب ضیاء القرآن لاہور اور محفل ذوقیہ کراچی سے مل سکتی ہے۔

marfat.com

ہے آپ نے جواب دیا کہ ہم دونوں کی حقیقت ظہورِ اوّل سے نورِ محمدیؐ میں مندرج تھی اور اسی نور کیوجہ سے ہماری حقیقت اس مقام کی نگہبان ہے اور تمام متقدمین اور متاخرین کیلئے فیض رسانی کرتی ہے۔ اس چیز میں ہمارے وجودِ عنصری (ظاہری جسم) کا کوئی دخل نہیں ہے۔ جب یہ فقیر اپنی اصلی حالت میں آیا تو حق تعالیٰ کا دوگانہ شکر ادا کیا اور ایک دوگانہ شکر پڑھ کر ان دونوں حضرات کو ایصالِ ثواب کیا۔

حضرت گنجشکرؒ کے پانچ کلمات

سیر الاولیا میں حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے اکثر اقوال درج ہیں۔ ان میں سے پانچ کلمات اس جگہ درج کئے جاتے ہیں۔

کلمہ اوّل

خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرو۔ کیونکہ خلقت لینے والی ہے اور وہ دینے والا ہے اور جب وہ نہیں دیتا تو کسی کو کچھ نہیں مل سکتا۔

کلمۂ دوم

اپنی آرائش کی کوشش مت کر اور نفس کو طلبِ جاہ میں بے قدر نہ کر۔ خاندانِ قدیم کی حرمت کا خیال رکھ اور ہر روز نئی نعمت کی طلب میں رہ

کلمۂ سوم

ہر شخص کا کھانا نہ کھا بلکہ ہر شخص کو کھانا کھلا۔ اہل کو کسی جگہ فراموش مت کر۔ قیاس آرائی سے باز رہ اور دل کو شیطان کا کھلونا نہ بنا۔

کلمۂ چہارم

اپنے آپ سے بھاگنا حق تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔ نادان کو زندہ مت سمجھ اور نادانِ دانا نما سے پرہیز کر۔

کلمۂ پنجم

کسی دشمن سے اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھ خواہ وہ تم سے کتنا خوش کیوں نہ ہو۔ جو شخص تجھ سے ڈرتا ہے اس سے ڈر۔ اپنی توانائی پر تکیہ نہ کر۔ جب اہلِ دولت کے ساتھ بیٹھے تو دین کو فراموش مت کر۔ اگر تو چاہتا ہے کہ ساری خلقت تیری دشمن ہو جائے تو تکبر اختیار کر۔ اگر آسودگی کا طلبگار ہے تو حسد نہ کر اور ہمیشہ یہی کوشش کر کہ تو مر کر زندہ ہو جائے۔

marfat.com

شاہ گردیز کی قبر سے ہاتھ نکلنا اور خواجہ گنجشکرؒ کا بند کرنا

سیرالاقطاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کا وصال ہوا تو حضرت خواجہ گنجشکرؒ تعزیت کی خاطر ملتان تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ بہاؤالدین کے خلیفہ جانشین حضرت مخدوم صدرالدینؒ نے حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی تشریف آوری کو سعادت دارین تصور کیا اور کئی روز خدمتگاری میں مصروف رہے۔ ایک دن انہوں نے عرض کیا کہ جب سے شیخ گردیز کا وصال ہوا ہے گردونواح کے سب لوگوں کا ان کی مزار پر اسقدر ہجوم رہتا ہے کہ اس فقیر کے آستانہ پر نہیں ہے اور یہ دو چیزوں کیوجہ سے ہے ایک یہ کہ اُن کے مزار پر متصل جو کنواں ہے وہ خود بخود چلتا رہتا ہے اُسے نہ کسی بیل کی ضرورت ہوتی ہے نہ آدمی کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص شیخ گردیز کی زیارت کے لئے جاتا ہے مزار سے اُنکا ہاتھ باہر آجاتا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ اسکی کیا وجہ ہے۔ حضرت خواجہ گنجشکر نے جب یہ سارا ماجرا سُنا تو مراقبہ میں چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ اے صدرالدین یہ دو چیزیں جو آپ نے بیان کی ہیں آج تک تھیں۔ انشاءاللہ آج کے بعد نہیں ہونگی۔ شیخ گردیز کی روحانیت نے ابھی اس فقیر کو سب کچھ بتا دیا ہے آپ فوراً ایک خادم کو اس کنویں پر بھیج دیں۔ خادم وہاں جاکر یہ کہے کہ اے کنوئیں اگر تو خدائے عزوجل کے حکم سے چلتا ہے تو چلتا رہ ورنہ رُک جا۔ اور اس ملک سے باہر چلا جا یہ فریدالدین کا حکم ہے۔ چنانچہ خادم نے وہاں جاکر یہ الفاظ دُہرائے وہاں سے ایک خوفناک آواز آئی اور کنواں چلنے سے رُک گیا۔ خادم نے واپس آکر سارا ماجرا بیان کیا۔ حضرت گنجشکرؒ نے شیخ صدرالدین سے کہا کہ شیخ گردیزؒ نے اپنی زندگی میں ایک جن کو حکم دیا تھا کہ رات دن کنواں چلاتے رہو اور وہ اس حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ آج سے اس جن کو یہاں رہنے کی مجال نہیں ہے۔ اسکے بعد آپ نے وضو تازہ کیا اور کچھ پانی لوٹے میں بچا کر لوٹا خادم کے حوالہ کیا اور تمام حاضرین مجلس سمیت شاہ گردیزؒ کے روضہ پر تشریف لے گئے جو ملتان کے نواح میں ہے جب قبر کے نزدیک پہنچے تو اس عارف کامل کا ہاتھ مُبارک حسب دستور قبر سے باہر آیا۔ حضرت خواجہ گنجشگرؒ نے لوٹا خادم سے لیکر اس بچے ہوئے پانی کے چند قطرے شاہ گردیز کی ہتھیلی پر ڈالے اس سے ہاتھ فوراً قبر کے اندر چلا

marfat.com

گیا اور ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ فوراً واپس آگیا۔ آپ نے دوبارہ پانی اُن کے ہاتھ پر ڈالا اور وہ اندر چلا گیا اور پھر کبھی واپس نہ آیا اسکے بعد آپ نے فاتحہ پڑھی اور فراغت کے بعد فرمایا کہ شاہ گردیز کے ہاتھ باہر آنے کیوجہ یہ تھی کہ وفات کے وقت جب آپکو غسل دیا گیا تو آپ کی ناف خشک رہ گئی تھی چونکہ اس فقیر کو حق تعالیٰ نے حقیقت حال سے آگاہ فرما دیا ہے میں نے تین مرتبہ انکو پانی دیا اور انکی مشکل حل ہو گئی۔ اس کے بعد ان کا ہاتھ کبھی باہر نہیں آئیگا۔ اور فی الواقع یہی ہوا جو حضرت اقدس نے فرمایا۔ یہاں ختم ہوا سیر الاقطاب کا بیان

صاحب مراۃ الاسرار کی توجیہہ

لیکن صاحب مراۃ الاسرار نے جو اس فن میں محقق ہیں یہ واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ جب شاہ گردیزؒ نے اپنے وصال کے بعد قبر سے ہاتھ نکال کر لوگوں کو مرید کرتے رہے تو یہ بات تواتر سے کتابوں میں درج ہے کہ ایک دن شیخ صدر الدینؒ نے اپنے والد حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر شاہ گردیز اسی طرح قبر کے اندر سے لوگوں کو بیعت کرتے رہے تو آپ کی اولاد کے پاس کوئی شخص نہیں جائیگا۔ لیکن حضرت شیخ نے پرواہ نہ کی اور فرمایا کہ بابا اس قسم کی باتوں میں نہیں جانا چاہیئے۔ جب دو تین مرتبہ انہوں نے یہی مطالبہ کیا تو ناچار حضرت شیخ بہاؤالدینؒ نے فرمایا کہ تم خود شاہ گردیز کی مزار پر جا کر التماس کرو کہ آپ کے ظاہری و باطنی کمالات میں کسی کو انکار نہیں ہے لیکن آپ پر اپنے جدِ امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا احترام لازم ہے۔ شیخ صدر الدین نے وہاں جا کر اپنے والد ماجد حضرت کا پیغام دیا تو اُسی روز سے ہاتھ نکلنا بند ہو گیا

شیخ جمالؒ کی نعمت سلب اور دوبارہ عطا

سیر الاقطاب میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہٗ نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ گنجشکرؒ سے فرمائش کی کہ شیخ جمال الدین ہانسوی کو کچھ عرصہ کیلئے مجھے عنایت کریں آپ نے فرمایا کہ اے بھائی اپنا جمال بھی کوئی کسی کو دیتا ہے۔ یہ سُنکر شیخ بہاؤالدین زکریا خاموش ہو گئے۔ لیکن باطنی توجہ کے ذریعے شیخ جمالؒ کے قلب

marfat.com

کو اپنی طرف کشش کی حتیٰ کہ انہوں نے خواجہ گنجشکرؒ سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو کچھ عرصہ شیخ بہاؤ الدینؒ کی خدمت میں بسر کروں۔ لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے یہی سوال کیا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ اُن سے بھی رہا نہ گیا۔ جب تیسری مرتبہ اجازت چاہی تو حضرت اقدس ناراض ہوئے اور غضبناک ہو کر فرمایا کہ تجھے اختیار ہے جاتے ہو تو جاؤ۔ یہ فرمانا تھا کہ انکی تمام نعمت سلب ہو گئی۔ اور دشت و بیاباں میں حیران و پریشان پھرنے لگے۔ کسی جگہ قرار نہیں ملتا تھا۔ چہرہ کا رنگ ایسا ہو گیا تھا کہ کوئی شخص پہچان نہیں سکتا تھا سر اور پاؤں سے ننگے، کپڑے پھٹے ہوئے، پاؤں میں زخم، اور سارے جسم سے خون اور گندگی جاری تھی۔ حضرت گنجشکر نے اپنے تمام اصحاب کو حکم دیدیا تھا کہ آپ کے سامنے انکا نام تک نہ لیا جائے۔ اسوجہ سے کسی شخص کو یہ ہمت نہیں ہوتی تھی کہ اُن کے لئے معافی طلب کرے۔ آخر مدت کے بعد حضرت اقدس کا ایک مُرید سوداگر جس کا نام عالم تھا وہاں سے گذرا اور شیخ جمال کی حالت دیکھ کر پہلے تو پہچان نہ سکا، پہچاننے کے بعد حیران ہو کر دریافت کیا کہ کیا بات ہے کیوں خراب حال ہو رہے ہو۔ شیخ جمالؒ پر گریہ طاری ہوا اور سارا ماجرا بیان کر دیا۔ یہ سُن کر عالم کو رحم آیا اور وعدہ کیا کہ اچھا حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرونگا۔ جب وہ حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کیا کہ حضور شیخ جمالؒ نے اپنے کئے کی سزا پالی ہے اَب ان کے حال پر رحم فرمایا جاوے اور انکو واپس بلایا جاوے اس پر حضرت گنجشکر کو ترس آیا اور از راہِ کرم اپنے اصحاب سے فرمایا کہ انکی یہ رباعی لکھو اور کسی درویش کے ذریعے ان کے پاس بھیجدو ؎

رَو گرد جہاں بہ گرد و پا آبلہ کن | گر ہمچو منے یابی ما را یلہ کن
یک صبح بہ اخلاص بیا بر درِ ما | گر کار تو بر نیاید آنگہ گلہ کن

(جاؤ سارے جہان میں پھرو اور پاؤں زخمی کرو، اگر مجھ جیسا کوئی تجھے مِل جائے تو مجھے ترک کردو ایک دِن اخلاص سے میرے دروازہ پر آکر دیکھو اگر تمہارا کام نہ بن جائے تو میری شکایت کرنا) یہ رُباعی پہنچتے ہی شیخ جمالؒ پر حالت طاری ہوئی اور فوراً اپنے پیر دستگیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سر زمین پر رکھ کر کافی دیر تک روتے رہے۔ یہ دیکھ

marfat.com

کہ حضرت شیخ نے اُنکے حال پر توجہ خاص فرمائی اور پہلے سے بھی زیادہ نعمت مِل گئی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا جمال قطب عالم ہے۔ یہ کہنا تھا کہ شیخ جمال اپنی اصلی حالت پر آگئے اور اُسی روز سے قطب مشہور ہو گئے اور اپنے خویش واقارب کے ہاں بڑے معزز اور مکرم ہُوئے۔

کرامت

روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ مالوہ کے علاقہ میں سفر کر رہے تھے ایک دن قصبہ بڑدہ پرگنہ منجور میں ایک تالاب کے کنارے درخت کے نیچے تشریف رکھتے تھے کہ بڑے زور کی آندھی آگئی جس سے درخت جڑوں سے نکل کر گرنے لگے۔ جس درخت کے نیچے آپ بیٹھے تھے اسکی ایک شاخ ٹوٹ گئی اور زور کی آواز سُن کر جب آپ نے اُوپر دیکھا اور اس ٹوٹی ہوئی شاخ پر نظر پڑی تو وہ وہیں رک کر ہوا میں لٹکی رہ گئی اور آج تک اُسی طرح ہے لیکن سر سبز اور شاداب ہے حالانکہ درخت سے پیوستہ نہیں ہے۔

مریدین کیلئے مژدہ جانفزا

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن خواجہ گنجشکرؒ پر ایسی تیز حالت طاری ہوئی کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حق تعالٰے نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ جو شخص تیرا مُرید ہے یا مُرید کا مُرید ہے حتّٰی کہ قیامت تک تیرے شجرہ میں داخل ہوتا ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ [الحمد للّٰہ والمنۃ علٰی ذالک]

دیگر مژدہ جانفزا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار قدس سرہٗ نے حضرت گنجشکرؒ سے فرمایا کہ اے فرید الدّین تجھے خوشخبری ہو کہ حق تعالٰے نے مجھے بشارت دی ہے کہ جو شخص تمہارے ساتھ مصافحہ کرتا ہے یا تمہارے مریدین یا فرزندان کے ساتھ یعنی تا قیامت شجرہ میں داخل مریدین سے مصافحہ کرتا ہے عذابِ جہنّم سے رہائی پائیگا اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہوگی۔ یہ بات سُن کر حضرت خواجہ گنجشکرؒ بہت خوش ہوئے۔

کتاب مرآۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ اور حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ

marfat.com

قدس سرہٗ کے درمیان دیرینہ محبت تھی اور مدت تک آپ کے درمیان صحبت ہائے محرمانہ کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ایک دفعہ بعض لوگوں نے حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے سامنے حضرت شیخ بہاؤالدینؒ کی شکایت کی جب انکو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت خواجہ گنجشکر کیخدمت میں ایک رقعہ لکھا کہ میرے اور آپکے درمیان عشق بازی ہے اسلئے دوسرے لوگوں کی باتوں کی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت گنجشکرؒ نے جواب میں لکھا کہ میرے اور آپ کے درمیان عشق ہے بازی نہیں ہے۔ (یعنی کھیل نہیں ہے کہ فتنہ پرداز لوگوں کی باتوں کا اثر ہو سکے)

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت گنجشکرؒ اکثر روزہ رکھتے تھے خواہ بُخار میں مُبتلا ہوں یا فصد کرائیں۔ اور شیخ بہاؤالدینؒ کم روزہ رکھتے تھے لیکن طاعت اور ریاضت زیادہ کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر اوقات دو رکعت نماز میں ختم قرآن کرتے تھے۔

اولیائے کرام کیخدمت میں دِل کو خطرات سے محفوظ رکھنا چاہیئے

اسرار السالکین میں لکھا ہے کہ ایک دِن حسن قوال نے حضرت گنجشکر کیخدمت میں عرض کیا کہ مخدوم بہاؤالدین زکریاؒ کے بہت فضائل سننے میں آتے ہیں اگر اجازت ہو تو انکی زیارت کیلئے جاؤں۔ آپنے اسے اجازت دے دی لیکن ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ وہاں جاکر کوئی بے ادبی نہ کرنا۔ جب حسن قوال آپکے در دولت پر حاضر ہوا تو خادم نے اندر جاکر اطلاع دی کہ شیخ فریدالدین کا قوال آیا ہے۔ حضرت مخدوم نے اُسے اندر طلب فرمایا جب وہ محل کے اندر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت شیخ ایک مرصّع و مکلل پلنگ پر تشریف فرما ہیں۔ جس پر بیش قیمت گاؤ تکیئے اور چادریں بچھی ہوئی ہیں۔ اور زرّیں مسہریوں سے محل سجا ہوا ہے غرضیکہ جس طرف اس نے نگاہ کی سونے چاندی اور مرصّع نگاری کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا اور دِل میں کہنے لگا کہ درویشی تو شیخ فرید گنجشکرؒ کے گھر میں ہے جہاں پرانے بوریا کے سِوا کچھ نہیں ہے یہ کیا شخص ہے کہ ہر طرف اطلس اور ریشم کے سِوا کچھ نظر نہیں آتا۔ حضرت مخدوم نے (روشن ضمیری سے) فرمایا کہ برادرم شیخ فریدالدین نے تجھے منع کیا تھا کہ بے ادبی نہ کرنا اس نے عرض کیا کہ جی ہاں منع فرمایا تھا لیکن

marfat.com

مجھے وہ بات یاد نہیں رہی۔ یہ سُنکر حضرت مخدوم غضبناک ہوئے اور حسن کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اُسے ماریں لیکن حسن پیچھے ہٹ گیا۔ اسوقت حضرت خواجہ گنجشکر کا ہاتھ درمیان میں آگیا۔ جب حضرت مخدوم نے ہاتھ دیکھا تو آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا جب ہاتھ غیب ہوا تو حضرت مخدوم نے خیال کیا کہ اُسے سزا ملنی چاہیئے دین میں یا دنیا میں لیکن حضرت گنجشکر کا ہاتھ پھر ظاہر ہوا۔ آپ نے قوال سے پوچھا کہ کیا تم اس ہاتھ کو پہچانتے ہو۔ حسن نے عرض کیا کہ اس ہاتھ پر قربان جاؤں اگر یہ ہاتھ نہ ہوتا تو میری خیر نہ تھی۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حسن قوال نے حضرت خواجہ گنجشکر کیخدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میری لڑکی کی شادی قریب آگئی ہے مجھے کچھ عطا فرمائیں کہ کارِ خیر انجام پائے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے معلوم ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حسن نے عرض کیا کہ آپ کے پاس کس چیز کی کمی ہے۔ یہی اینٹ جو پڑی ہے آپ حکم دیں کہ لے لو۔ یہ سن کر حضرت اقدس نے تھوڑی توقف فرماکر کہا کہ لے لو۔ جونہی اس نے اینٹ کو اٹھایا سونا ہو گئی۔ اس کے بعد قوال نے دوسری طرف دیکھا تو ایک اور اینٹ پڑی تھی اس نے عرض کیا کہ آپ فرمائیں کہ یہ بھی لے لو۔ آپ نے فرمایا اسی پر اکتفا کرو۔ حسن نے عرض کیا کہ بس اب کی بار فرمادیں پھر نہیں کہونگا آپ نے فرمایا لے لو۔ حسن نے اُسے اٹھایا تو وہ بھی سونا بن گئی۔ اسکے بعد اس نے تیسری اینٹ کی طرف دیکھکر عرض کیا کہ حضور اسکے متعلق بھی حکم دیدیں۔ آپنے فرمایا کہ تم نے وعدہ کیا تھا کہ پھر نہیں مانگوں گا۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کا اتنا کہنے میں کیا بگڑتا ہے آپ حکم دیں کہ اٹھالو۔ آپ نے فرمایا اچھا لے لو۔ حسن نے اُسے اٹھایا تو سونا ہوگئی چنانچہ تینوں اینٹوں کو اٹھاکر اپنے گھر چلا گیا۔

غلام نرگس مست تو تاجدار آنند

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ گنجشکر کی اہلیہ محترمہ جو سلطان غیاث الدین بلبن کی دختر نیک اختر تھیں کا اسم مبارک بی بی ہزیرہ بانو تھا جو نہایت پاکباز اور پارسا تھیں۔ آپ کے گھر میں دو خادمہ تھیں ایک کا نام شارو اور دوسری کا نام شکرو تھا۔ یہ دونوں خادمائیں حضرت بی بی ہزیرہ اپنے والد کے گھر سے لائی تھیں اور بی بی حاجہ نے انہیں حضرت اقدس کے حوالہ کر

marfat.com

دیا تھا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت خواجہ گنجشکر اپنے شیخ کے وصال کے بعد دہلی میں مقیم تھے تو ایک دن سلطان غیاث الدین بلبن جسے آپ کے ساتھ کمال عقیدتمندی تھی زیارت کی خاطر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا بندہ خود تو اکثر اوقات آستانہ بوسی کی سعادت حاصل کرتا رہتا ہے لیکن مستورات کا محل سے باہر آنا محال ہے انکی خواہش ہے کہ حضور قدم رنجہ فرما کر وہاں تشریف لے چلیں آپ نے یہ دعوت قبول کر لی اور بادشاہ کے محل میں تشریف لے گئے۔ اور تمام اہل حرم شرف زیارت سے مشرف ہوئیں بادشاہ کی شہزادی ایک طرف کھڑی تھی۔ اتفاقاً آپ کی نظر اس پر پڑ گئی اور کچھ دیر تک دیکھتے رہے۔ آپ نے بادشاہ سے دریافت فرمایا کہ یہ لڑکی کون ہے اس نے عرض کیا کہ یہ آپ کے غلام کی بیٹی ہے۔ یہ سُنکر آپ خاموش رہے اور اٹھ کر واپس چلے گئے۔ بادشاہ دانا تھا اس نے وزیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ حضرت گنجشکر میری دعوت پر یہاں تشریف لائے تھے تمام مستورات نے شرف زیارت حاصل کیا لیکن آپ نے کسی طرف توجہ نہ فرمائی اور میری بیٹی کو دیکھ کر خاموش بیٹھے رہے کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر میری لڑکی کی طرف دیکھا اور دریافت فرمایا کہ یہ کس کی بیٹی ہے میں نے عرض کیا کہ یہ آپ کے غلام کی بیٹی ہے یہ سن کر آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور اسی وقت اٹھ کر چلے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے آپ کی طبع مبارک کا میلان میری بیٹی کی طرف تھا۔ اب مناسب یہ ہے کہ آپ فوراً حضرت اقدس کیخدمت میں حاضر ہو کر میری طرف سے عرض کریں کہ اگر حضور کا فرمان ہو تو یہ بندہ درگاہ اپنی بیٹی کو آپ کی خدمت میں پیش کرے۔ بادشاہ کا حکم ہوتے ہی وزیر فوراً حضرت اقدس کیخدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ بادشاہ نے کہا تھا عرض کر دیا۔ آپ نے بادشاہ کی استدعا قبول فرمائی نیز یہ بھی فرمایا کہ میرے دل میں قطعاً یہ خواہش نہیں تھی کہ شہزادی کیساتھ شادی کر کے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالوں لیکن کیا کروں میرے پروردگار کا متواتر حکم یہ تھا کہ اے فرید میری رضامندی اسی بات میں ہے کہ تم سنت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے نکاح کر لو۔ ناچار میں نے یہ بات قبول کر لی ہے لیکن مجھے یہ اندیشہ تھا کہ خدا تعالیٰ کا حکم کہاں کے لئے ہوتا ہے۔ جب بادشاہ مجھے محل میں لے گیا اور میں

marfat.com

حق تعالیٰ کی طرف متوجہ تھا مجھے اچانک آواز آئی اے فرید سر اُٹھا کر دیکھو۔ جب میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو میری نظر بادشاہ کی لڑکی پر پڑی۔ اسوقت مجھے حکم ہوا کہ تجھے اس لڑکی کے ساتھ عقد نکاح کرنا چاہیئے اسلئے میں بادشاہ کی استدعا قبول کرتا ہوں۔ وزیر حضرت اقدس سے رخصت ہوکر بادشاہ کے پاس پہنچا اور سارا ماجرا بیان کیا یہ حال سُن کر بادشاہ بے حد خوش ہوا اور فوری انتظام کر کے عقد نکاح کر دیا اور شاہانہ ساز و سامان دیکر رخصت کر دیا۔ جب رات ہوئی تو حضرت خواجہ گنجشکرؒ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی منکوحہ کے پاس تشریف لے گئے اور ساز و سامان کی کثرت دیکھ کر فکرمند ہوتے اور کافی دیر تک کھڑے رہے۔ آخر ایک کونے میں خالی جگہ دیکھ کر مصلّے بچھایا اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ حرم محترم نے جب یہ حال دیکھا تو ہاتھ باندھ کر پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ حضرت اقدس ساری رات عبادت میں مشغول رہے۔ جب صبح ہوئی تو آپ گھر سے باہر چلے گئے اور پھر رات کے وقت واپس آئے اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ غرضیکہ تین دن یہی حالت رہی۔ چوتھے روز بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ حضور مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے کہ میری طرف آپ توجہ نہیں فرماتے آپ نے فرمایا کہ درویشوں کی رضا خدا تعالیٰ کی رضا میں ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی رضا چاہتی ہو تو دنیا کا جاہ و جلال ترک کر دو۔ اور فقیرانہ لباس اختیار کر د، خدا تعالیٰ کی عبادت میں مستغرق ہو جاؤ اور یہ مال و متاع راہِ خدا میں دیدو۔ یہ سُنتے ہی بی بی صاحبہ نے سارا مال راہِ خدا میں دیدیا اور گھر میں ذرّہ برابر نہ رکھا۔ یہ دیکھ کر حضرت اقدس بہت خوش ہوئے اور اس مکان سے جو بادشاہ نے اپنی شہزادی کو دیا تھا آپ باہر آئے اور اپنے احباب سے فرمایا کہ میرے اہلِ خانہ کیلئے ایک جوڑہ موٹے کپڑے کا لاؤ۔ شیخ محمود موینہ دوز فوراً اُٹھے اور بازار سے جوڑہ لائے۔ آپنے وہ جوڑہ اپنے حرم کو پہنا دیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اس نے بدستور سابق دوبارہ مال و متاع بھیجا اور آپ کے گھر کو اسی طرح بھر دیا۔ بی بی صاحبہ نے وہ مال بھی راہِ خدا میں صرف کر دیا۔ بادشاہ نے تیسری بار سامان بھیجا تو وہ بھی اسی طرح غربا میں تقسیم کر دیا گیا۔ اب صرف تین خادمائیں رہ گئیں جو بادشاہ نے شہزادی کے ساتھ بھیجی تھیں۔ بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ یہ قدیمی ملازم ہیں مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ انکو نکال دیا جائے اسلئے انکو بادشاہ کے

marfat.com

گھر واپس بھیج دینا بہتر ہے البتہ ان میں سے جتنی خادمائیں آپ پسند فرمائیں خدمت کیلئے اپنے پاس رکھ لیں۔ حضرت اقدس نے ان میں سے صرف دو کو منتخب فرمایا ایک کا نام شارد تھا دوسری کا شکرو۔ باقی سب کو بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ اسکے بعد بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ اب بہتر یہ ہے کہ ہم یہاں سے چلے جائیں کیونکہ بادشاہ کی لڑکی کو کوئی شخص فقر و فاقہ میں دیکھنا پسند نہیں کریگا۔ کسی ایسی جگہ جائیں کہ ہمیں کوئی نہ جانتا ہو اور پھر جی بھر عبادت میں مشغول ہو جائیں[1]۔ حضرت اقدس کو یہ بات بہت پسند آئی اور دارالسلطنت کو خفیہ طور پر ترک کر کے اجودھن چلے گئے اور اپنی جگہ اپنے چھوٹے بھائی شیخ نجیب اللہ الدین متوکل رح کو دہلی میں رہنے کا حکم فرمایا۔ غرضیکہ اس بی بی کے بطن سے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں اور اُن سب کی اولاد کثرت سے موجود ہے سوائے سب سے چھوٹے بیٹے کے جن کا نام عبداللہ تھا اور جن کو خوردسالی میں مفسدین نے شہید کر دیا تھا انکا مزار پاکپتن شریف سے باہر جنوب کی طرف ہے اور حضرت گنجشکر رح کے روضہ اقدس کے قریب ہے۔ آپ عبداللہ بیابانی کے نام سے مشہور ہیں۔ ختم ہوا حضرت کے نکاح اور فرزندان کا ذکر جو صاحب سیرالاقطاب نے بیان کیا ہے۔ لیکن صاحب مراۃ الاسرار جو اس فن میں ثقہ اور معتبر ہے حضرت کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں قرار دیتا ہے۔ جنکا مفصل حال عنقریب آرہا ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار نے حضرت گنجشکر کے عقد نکاح کا واقعہ بھی حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ کی زبانی درج کیا ہے اور یہی صحیح ہے وہ لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ گنجشکر رح نے پاکپتن شریف میں شادی کی آپ کے حرم محترم متعدد تھے جن سے بہت سے بیٹے اور بیٹیاں وجود میں آئیں۔

فقر و فاقہ میں قناعت کا عظیم سبق

آپ کے اہل و عیال ایک مکان میں رہتے تھے جو جامع مسجد کے قریب تھا لیکن آپ خود اکثر مسجد میں مشغول رہتے تھے یا پھر جنگل میں کریر کے درختوں کے نیچے بسر

---

[1] شہزادی کے لئے یہ کسقدر بڑی قربانی ہے۔ جسے انہوں نے حضرت شیخ کی خاطر خوشی سے برداشت کیا۔ یہ بھی حضرت اقدس کی عظمت کا کمال ہے۔

marfat.com

کرتے تھے۔ ابتدائے حال میں آپ اور اہل وعیال جنگل کے پھل مثل پیلو اور ڈیلہ کریر پر قناعت کرتے تھے۔ بلکہ اکثر یہ بھی میسّر نہیں آتا تھا۔ حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت اقدس کے گھر میں ڈیلے ہوتے تھے ہماری عید ہوتی تھی۔[1] ایک دن ایک خادم نے کچھ قرض لیکر حضرت اقدس کے لیئے کھانا تیار کیا۔ جب کھانا آپ کے سامنے لایا گیا تو فرمایا کہ اس سے اصراف کی بو آتی ہے میں نے نہیں کھانا۔ ایک دن آپ کے حرم نے عرض کیا کہ آپکا فلاں بیٹا بھوک کی وجہ سے فوت ہوگیا ہے آپ نے فرمایا اگر تقدیر الٰہی یہی ہے کہ وہ اس جہاں سے سفر کر جائے تو بندہ مسعود کیا کر سکتا ہے۔ اسکی ٹانگ میں رسی ڈالکر باہر پھینک دو۔ سبحان اللہ کیا استقامت ہے اور ہمت کسقدر بلند ہے۔ اسکے بعد بھی جب آپکا عسرت و تنگدستی کا دور ختم ہوا اور آپ کی عظمت و کرامت کا شہرہ آفاق میں بلند ہوا اور ہر طرف سے فتوحات کی بارش ہونے لگی آپ کی تمام آمدنی مجاوروں اور مسافروں کو جاتی تھی۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ صبح سے لیکر ایک پہر رات گئے تک جو شخص آتا تھا آپ کے لنگر خانہ سے قسم قسم کے کھانے کھاتا تھا۔ ہر چاند کی پہلی شب کو لوگ آپ کے پاس اسقدر مٹھائی لاتے تھے کہ انبار لگ جاتے اور نقد رقم بھی کثرت سے پیش کرتے تھے۔ لیکن آپ سب کچھ لوگوں میں بانٹ دیتے تھے اور جو شخص ماہِ نو کی مبارکباد پیش کرنے آتا تھا آپ ہر شخص کو اس کے حسب حال نقد یا شیرینی عطا فرماتے تھے۔ بعض کو دونوں چیزیں بھی ملتی تھیں لیکن آپ بدستور فقر و فاقہ میں مشغول رہے اور قناعت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

آپ کا کھانا

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ صوم دوام (ہمیشہ کا روزہ) رکھتے تھے۔ اور آپ اکثر اوقات شربت سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ خادم پانی کے پیالے میں کشمش کے چند دانے ڈال کر شربت بنا دیتا تھا۔ آپ اسکا نصف یا تیسرا حصّہ حاضرین میں تقسیم کرتے تھے اور باقی

---

[1] حیرت کی بات ہے کہ کریر کا ڈیلہ ایسا پھل ہے جسے بکریاں بھی پسند نہیں کرتیں۔ لیکن حضرت اقدس اور آپکے اصحاب کیلئے ڈیلے کا گھر میں میسّر آجانا عید کا دن تھا۔ اسمیں ہمارے لئے درس حیات ہے۔ نفسانی خواہشات پر غلبہ حاصل کرنے اور قرب و وصال حق حاصل کرنے کیلئے

marfat.com

سے خود روزہ افطار کرتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات اس سے بھی قدرے بچاکر دوسروں کو دیدیتے تھے۔ خوش قسمت تھے وہ لوگ جنکو آپ کا تبرک ملتا تھا۔ اسکے بعد خادم نماز سے پہلے دو روٹی کو گھی لگاکر لے آتا تھا ایک روٹی آپ حاضرین میں تقسیم کرتے تھے اور ایک خود تناول فرماتے تھے۔ بلکہ اسمیں سے بھی کسی اور کو دیتے تھے۔ نماز مغرب کے بعد آپ حق کے ساتھ مشغول ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد دستر خوان لگ جاتا تھا جس پر انواع و اقسام کے کھانے ہوتے تھے لیکن آپ انکو بہت کم ہاتھ لگاتے تھے۔ سوائے ہر روز اسی شربت اور ایک روٹی کے آپ کچھ نہیں کھاتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس اکثر نانِ زنبیل تناول فرماتے تھے (یعنی گداگری سے جو روٹی ملتی تھی اُسی کو زیادہ پسند فرماتے تھے نفس کُشی کی خاطر) افطار کے وقت نانِ زنبیل کے ایک دو ٹکڑے ضرور آپ کے دستر خوان پر ہوتے تھے۔ شروع میں آپ کے اصحاب دن میں دو دفعہ زنبیل گھماتے تھے بعد میں صرف دن کے وقت زنبیل گھماتے تھے اور رات کو کھانا دستر خوان پر لگا کر سب ملکر کھاتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ نے ابتدائے حال میں زنبیل گھمائی ہے۔ اس قسم کے مجاہدات کر کے تو یہ حضرات ان مقامات پر پہنچے ہیں۔ مصرع ۔

ہر تنک حوصلہ شائستہ رسوائی نیست

[ہر دون ہمت رسوائی کی استعداد نہیں رکھتا]

ایک درویش کی حضرت اقدس نے خود خدمت کی

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک درویش صاحب حال جامع مسجد میں آکر ٹھہرا۔ اس درویش کو بھوک ستا رہی تھی۔ حضرت اقدس کو روشن ضمیری سے اس کا حال معلوم ہوگیا۔ چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے لیکن گھر میں تھوڑی سی جوار کے سوا کچھ نہیں تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے جوار کو چکی میں پیس کر روٹی پکائی اور درویش کے سامنے لاکر رکھ دی۔ درویش نے کہا آپ نے جو یہ آٹا پیسا اور روٹی پکائی ہیں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا (یعنی چشم باطن سے) اب جو کچھ

marfat.com

آپ طلب کرنا چاہتے ہیں طلب کریں ۔ آپ کے دل میں جو مقصد تھا وہ حق تعالیٰ کی عنایت سے پورا ہوگیا ۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ وہ نعمت فتح باب تھی[1] جو حضرت گنجشکر کو بہت مجاہدہ ، صبر و تحمل اور تنگدستی کے بعد حاصل ہوئی ۔ حضرت سلطان المشائخ نے یہ بھی فرمایا کہ جب ایک درویش اپنی باطنی نعمت میں سے کسی درویش کو کوئی چیز عطا کرتا ہے تو درویشوں کا یہ اصول ہے کہ وہ بھی اس عطا کرنے والے کو اپنی باطنی دولت میں سے حتی الوسع کچھ خدمت کر دیتے ہیں ۔

حدیث الصلوٰۃ معراج المومنین کی تصدیق حالی

حضرت سلطان المشائخ نے یہ بھی فرمایا کہ

ہمارے احباب میں سے ایک دوست تھا جس کا نام محمد تھا اور حضرت گنجشکرؒ کے بعض اسرار میں محرم راز تھا ۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن وہ جامع مسجد میں خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کے پیچھے بیٹھا تھا اور کچھ دیر کے بعد بے ہوش ہوگیا ۔ بعد میں حضرت اقدس نے اس سے دریافت کیا کہ معلوم ہے یہ حال تم پر کیوں طاری ہوا ۔ فرمایا اس وقت نماز میں مجھے معراج حاصل تھا مجھے بھی اس میں سے حصہ مل گیا ۔ چنانچہ حدیث نبویؐ ہے کہ "الصلوٰۃ معراج المومن" [نماز مومن کی معراج ہے] یہ بات سن کر شہر اجودھن کا قاضی آپکے

اس حدیث کو جانتا تو ہر شخص ہے لیکن اس پر توجہ کوئی نہیں دیتا اور نماز کے ذریعے معراج حاصل کرنے کی کوئی شخص کوشش نہیں کرتا ۔ اِلا ماشاءاللہ ۔ اسکا مطلب ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے اور ہمیں معراج اسلئے نصیب نہیں ہوتا کہ ہم اپنے آپکو مومن کہتے تو ہیں لیکن صحیح معنوں میں مومن نہیں ۔ معراج کا مطلب ہے شہودِ حق جو نماز کا خاصہ ہے اگر نماز میں شہودِ حق نصیب نہیں تو اسبات کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ وہ نماز ہی نہیں جسے ہم نماز سمجھ کر مطمئن ہیں کہ ہم پابندِ صوم و صلوٰۃ ہیں ۔ راہِ حق میں اپنے کئے پر مطمئن ہوکر بیٹھ جانا بڑا حجاب ہے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دو دِن ایک ہی حالت میں بسر کئے وہ محروم ہے یعنی مزید ترقی کی خواہش نہ کی اور قناعت کرلی ۔

[1] فتح باب کے لفظی معنی ہیں دروازہ کا کھلنا ، اور صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اس سے مراد ہر قسم کے حجابات کا دور ہونا اور عالم بطون کا ظہور ہے ۔

marfat.com

ساتھ سختی سے پیش آیا اور حضرت گنجشکرؒ کی جو باتیں اسکی سمجھ سے بالاتر تھیں انکا اُس نے محاسبہ شروع کر دیا لیکن چند روز کے اندر جان و مال سمیت ہلاک ہو گیا۔ اور اُسکے گھر کا کوئی فرد سلامت نہ رہا۔

حضرت سلطان المشائخ کا صبر و تحمل

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کو بھی مرض الموت میں وہی معراج کی حالت نصیب تھی اور اسی میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت اقدس سے رخصت ہو کر دہلی آیا تو وہ خرقہ اور گلیم جو حضرت شیخ سے مجھے ملا تھا پہن کر میں جامع مسجد گیا۔ شرف الدین قیامی نے مجھ سے خرقہ کی کیفیت دریافت کی۔ میں نے بیعت اور حصول خرقہ کا سارا حال انکو سنایا۔ یہ سنکر اس نے حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کے حق میں کچھ نازیبا کلمات کہے اور مجھے بھی بُرا کہا۔ لیکن باوجودیکہ میں جواب دے سکتا تھا میں نے صبر و تحمل سے کام لیا۔ جب میں دوسری بار حضرت کی زیارت کے لئے اجودھن گیا اور وہ ماجرا بیان کیا آپ ہائے ہائے کر کے رونے لگے اور میرے صبر و تحمل پر مجھے شاباش دی۔ مگر غلبۂ حال میں آپ کی زبان مبارک سے الفاظ نکلے "مجھے معلوم ہے شرف الدین گیا"۔ جب میں دہلی واپس آیا تو معلوم ہوا کہ شرف الدین چل بسا تھا۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ یوسف ہانسوی حضرت اقدس کے قدیم احباب میں سے تھے۔ ایک دفعہ وہ اوچ شریف کی طرف سے آئے ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ گنجشکرؒ نے اُن سے دریافت کیا کہ اس سفر میں تم نے کوئی بزرگ بھی دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں فلاں شخص یوں مشغول ہے اور فلاں یوں مقیّد ہے۔ یہ سُنکر حضرت اقدس کو اُن بزرگوں سے ملنے کا شوق ہوا۔ چنانچہ آپ وضو کرنے چلے گئے اور معمول سے زیادہ دیر لگا کر آئے تو یوسف ہانسوی نے دریافت کیا کہ حضور کہاں چلے گئے تھے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ تم نے جن مشائخ کا ذکر کیا تھا میں انکی ملاقات کیلئے چلا گیا تھا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ انہوں نے دُکانداری کر رکھی ہے اور مخلوق کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

marfat.com

سانپ کاٹے کا اثر نہ ہوا ایک دن حضرت اقدس کی انگلی کو سانپ نے کاٹ لیا لیکن آپ نے کوئی علاج نہ کیا۔ اور مشغول بحق رہے۔ غلبۂ مشغولی میں آپ کے جسم مبارک سے پسینہ جاری ہوا اور سانپ کے زہر کا اثر نہ ہوا۔ حضرت سلطان المشائخ کو بھی اجودھن کے سفر میں سانپ نے کاٹ لیا تھا لیکن حضرت اقدس کی نظرِ شفقت سے کوئی نقصان نہ ہوا۔

بادشاہ کی بخشش اور آپ کا استغنا سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب سلطان ناصر الدین ابن شمس الدین التمش نے اوچ اور ملتان کیطرف لشکر کشی کی تو حضرت خواجہ گنجشکر کی زیارت کے لئے اجودھن آیا۔ ملاقات سے واپس جاکر اس نے غیاث الدین بلبن جو اسوقت وزیر تھا اور الف خان کے نام سے مشہور تھا کے ذریعے چار گاؤں کا پروانہ اور زرِ کثیر حضرت اقدس کیخدمت پیش کی۔ آپنے نقد رقم لے کر فقراء میں تقسیم کر دی اور دیہات کا پروانہ یہ کہہ کر رد کر دیا کہ اسکے طالب بہت ہیں ان کو دیدو۔ یہ دیکھ کر الف خان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ چونکہ بادشاہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے حضرت اقدس کی توجہ سے یہ سلطنت مجھے مل جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔ حضرت اقدس نے نورِ باطن سے اسکے دل کی بات معلوم کر لی اور یہ اشعار پڑھے۔ ؎

فریدون فرخ فرشتہ نہ بود ۔۔۔ زعود و عنبر سرشتہ نہ بود
زمراد و دہش یافت نیکوئی ۔۔۔ تو داد دہش کن فریدوں شوی

[فریدون فرخ جو بہت بڑا بادشاہ تھا کوئی فرشتہ نہیں تھا اور نہ ہی مشک و عنبر سے اسکا جسم بنا تھا یعنی عام آدمی تھا۔ لیکن محنت اور سخاوت سے وہ بادشاہ بنا۔ تو بھی محنت اور سخاوت کر بادشاہ بن جائیگا] چنانچہ جب سلطان ناصر الدین لاولد فوت ہوا تو الف خان تخت نشین ہوا اور سلطان غیاث الدین بلبن کے لقب سے مشہور ہوا۔

اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت اقدس کیخدمت میں عرض کیا کہ میرا بادشاہ سے ایک کام ہے میرے لئے سفارش نامہ تحریر فرماویں۔ آپ نے یہ رقعہ لکھا۔

marfat.com

رفعت قضیتہ الی اللہ ثم الیک فان اعطیتہ شیئاً فالمعطی ھو اللہ وانت مشکور و ان لم تعطہ شیئاً فالمانع ہو اللہ وانت المعذور [۱]

[میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے لیکن ظاہری طور پر تمہارے پاس بھیجا ہے اگر تو اسے کوئی عطا کریگا تو حقیقی عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ اور شکریہ تمہارا ادا کیا جائیگا۔ اور اگر تو اسے کچھ نہیں دے گا تو نہ دینے والا اللہ ہے اور تم معذور ہو]

سماع کے متعلق آپکا قول

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے سامنے سماع کی حلت اور حرمت پر بحث ہو رہی تھی کیونکہ اسمیں علماء کا اختلاف ہے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! ایک جل کر خاک ہو گیا ہے اور دوسرا ابھی اختلاف میں ہے۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک درویش نے حضرت گنجشکر کیخدمت میں حاضر ہو کر کچھ طلب کیا۔ آپ نے اُسے کچھ دلا کر رخصت کر دیا۔ جاتے وقت اسکی نظر آپکی کنگھی پر پڑگئی۔ اس نے کہا یا شیخ اگر آپ یہ کنگھی مجھے عنایت کریں تو آپکو بہت برکت حاصل ہوگی، آپ نے فرمایا،

"ترا و برکات ترا در آب غرق کردیم"

[ھم نے تجھے اور تیری برکات کو دریا میں ڈالدیا ہے یعنی اس سے مستغنی ہیں اور پس پشت ڈالدیے ہیں]

جب وہ رخصت ہو کر باہر گیا اور دریا کے کنارہ پر جا کر غسل کرنے لگا تو غرق ہو گیا۔

جو زبان سے نکلا ہو گیا

ایک دن نو درویش آپکی خدمت میں پہنچے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر جانے لگے اور یہ کہا کہ ہم نے سارا جہان دیکھا ہے لیکن کوئی درویش نظر نہیں آیا سوائے جھوٹے دعویداروں کے۔ آپنے فرمایا بیٹھو ھم تمہیں درویش دکھلاتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور جانے لگے۔ آپنے فرمایا آگے جا کر دیکھ لو گے۔ چنانچہ جب وہ اجودھن سے باہر گئے تو باد سموم کیوجہ سے تمام ہلاک ہو گئے۔

---

[۱] سبحان اللہ کسقدر با معنی متوکلانہ اور بے باکانہ کلام ہے۔ اس سے مشائخ عظام کے غنا اور توکل علی اللہ کا سبق ملتا ہے کہ سلاطین سے کس بے باکی سے پیش آتے تھے۔

marfat.com

پروانہ ازاں سوخت کہ باشمع درافتاد   باسوختگان ہر کہ درافتاد برافتاد

[پروانہ اسلئے جل مرا کہ اس نے شمع کے ساتھ بے ادبی کی۔ سچ ہے کہ دِل جلوں سے جو کوئی بے ادبی سے پیش آتا ہے تباہ ہو جاتا ہے]

اسی کتاب میں حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کی ریش مبارک کا ایک بال علیحدہ ہوگیا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اس بال کا تعویذ بنالوں۔ آپ نے اجازت دیدی۔ جب میں دہلی آیا تو جو شخص مجھ سے تعویذ طلب کرتا تھا میں اُسے وہی تعویذ اس شرط پر دیتا تھا کہ مراد پوری ہونے پر مجھے واپس دیا جائے اس سے لوگوں کو بے حد فائدہ ہوا۔ لیکن جو کام ناممکن ہوتا تھا میں جسقدر تلاش کرتا تھا تعویذ نہیں ملتا تھا اس سے مجھے معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ کام نہیں ہونا

سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ کسی نے حضرت سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ آپ حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کے وصال کے وقت موجود تھے آپنے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ ماہ شوال میں حضرت اقدس نے مجھے دہلی روانہ کیا اور آپکا وصال پانچ محرم کو ہوا۔ لیکن رحلت کے وقت آپ نے مجھے یاد ضرور فرمایا اور یہ فرمایا کہ فلاں اسوقت دہلی میں ہے۔ میں بھی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہ کے وصال کے وقت موجود نہیں تھا بلکہ ہانسی میں تھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت گنجشکر قدس سرہٗ کو جو خرقہ خلافت حضرت خواجہ قطب الاقطاب سے حاصل ہوا تھا وہ شیخ بدر الدین اسحاق کے حوالہ کرکے فرمایا کہ یہ امانت مولانا نظام الدین بدایونی کے حوالہ کر دینا۔

وصال پُر ملال

حضرت سلطان المشائخ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب شب پنجم ماہِ محرم کو مرض نے غلبہ کیا تو آپنے نمازِ عشاء جماعت کے ساتھ ادا کی اور اسکے بعد بے ہوش ہوگئے کچھ دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو پوچھا کہ کیا میں نے نمازِ عشا ادا کی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں پڑھ لی ہے آپ نے فرمایا اگر ایک بار اور پڑھ لوں تو کیا مضائقہ ہے۔ اسی طرح آپ نے تین مرتبہ نمازِ عشاء ادا کی۔ اس کے بعد یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کہتے ہوئے آپ نے مشاہدۂ حق میں جان دیدی۔ آپکا وصال

marfat.com

بروز سہ شنبہ پانچ محرم ۶۹۸ھ ہوا۔ دوسری روایت کے مطابق ۶۹۶ھ اور تیسری روایت کے مطابق ۶۹۰ھ میں سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد حکومت میں ہوا۔ سیر الاقطاب میں یہی تیسری روایت بیان کی گئی ہے۔ آپ کی عمر شریف پچانوے سال تھی۔ دوسری روایت کے مطابق ترانوے سال تھی۔ اسمیں سے پینتیس سال وہ تھے جو آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد بسر کیئے۔ آپکا مدفن پاکپتن شریف ہے جو ملتان کے علاقہ میں ہے۔ آپ اپنے حجرۂ عبادت میں دفن ہوئے۔ سیر الاولیا میں لکھا ہے کہ جب آپ نے بیعت کی تو آپکی عمر اسوقت پندرہ یا اٹھارہ سال تھی۔ اور بیعت کے بعد آپ اسّی سال بقید حیات رہے۔ ان دونوں روایتوں میں سے یہ امر یقینی ہو جاتا ہے کہ آپ کی عُمر پچانوے یا اٹھانوے سال تھی۔

حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کے کمالات اسقدر ہیں کہ دائرۂ تحریر سے باہر ہیں۔ اس سے زیادہ کمال کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ جیسے بزرگ آپ کے مُرید تھے۔ جنہوں نے سارے ہندوستان کو نورِ ولایت سے منوّر فرمایا اور ایک جہاں کے لئے باعثِ نجات و ہدایت ہوئے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو سلطان المشائخ کا خطاب عطا فرمایا اور تاجِ خلافت اُن کے سر پر اور انکے مریدین کے سر پر رکھا۔ حضرت سلطان المشائخ کے تصرفات کا یہ عالم ہے کہ کسی شخص کو انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ آپکا شمار حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کے اعاظم خلفا میں ہوتا ہے۔ سیر الاولیا کے مصنف میر سید محمد کرمانی رحؒ نے آپ کے جملہ حالات لکھے ہیں جو اس مختصر کتاب میں بیان نہیں ہو سکتے۔ البتہ اسکے چند اقتباسات اور چند دیگر کتابوں کے منتخبات یہاں درج کیئے جاتے ہیں۔

marfat.com

سُلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء محبوبِ الٰہی ؒ

سلسلۂ نسب

حضرت اقدس کا شجرۂ نسب پدری و مادری تمام مؤرخین کے نزدیک امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے جاملتا ہے روایت ہے کہ حضرت سلطان المشائخ دونوں طرف سے سیّد حسینی ہیں۔ آپ کی نسبت پدری حسب ذیل ہے۔

سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین محمد اولیاء بن خواجہ احمد، بن خواجہ علی البخاری بن سیّد عبداللہ بن سیّد حسین بن سیّد علی بن سیّد احمد بن سیّد ابی عبداللہ بن سیّد علی اصغر بن سیّد جعفر بن امام علی الہادی بن امام محمد جواد بن امام علی الرضا، بن امام موسیٰ کاظم، بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین، بن امام حسین بن امام اوّل امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہم
آپ کا سلسلۂ نسب مادری یہ ہے کہ حضرت خواجہ عرب النجاری جو حضرت سلطان المشائخ کے نانا ہیں۔ خواجہ عرب بخاری کے والد سیّد ابو المفاخر ابن سیّد محمد طاہر ہیں۔ جو حضرت ابو محمد سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں اور سیّد محمد طاہر کے والد وہ سیّد حسین بن سیّد علی ہیں جن کا ذکر آپ کے سلسلۂ نسب پدری میں ہو چکا ہے۔

چنانچہ ان اسناد کی بنا پر حضرت سلطان المشائخ دونوں طرفوں سے سیّد حسینی ہیں اور یہ جو مولانا جامی ؒ نے اپنی کتاب نفحات الانس میں آپکو خالدی لکھا ہے اسکی تحقیق کسی دوسری کتاب سے نہیں ہو سکی۔ ظاہر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کے حالات نسب مولانا جامیؒ تک صیحح طور پر بوجہ بُعد مکانی و زمانی نہیں پہنچے ہوں گے۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کے آباو اجداد شہر بخارا کے رہنے والے تھے جو گنجینۂ علم اور کان حلم ہے آپ کے دادا خواجہ علی اور آپ کے نانا عرب بخاری دونوں بخارا سے لاہور آئے۔ اور وہاں سے بدایوں جاکر سکونت اختیار کی۔ اب دونوں حضرات میں رشتہ داری شروع ہو گئی۔ چنانچہ خواجہ عرب نے اپنی بیٹی بی بی زلیخا جو رابعۂ عصر تھیں کا عقد نکاح حضرت سلطان المشائخ کے والدِ ماجد حضرت خواجہ احمد بن علیؒ سے کر دیا۔ حضرت بی بی زلیخا کا مزار دہلی میں ہے اور زیارت گاہ اور حاجت روا خلائق ہے۔ خواجہ احمد کو جو کمال دیانت و صلاح

marfat.com

سے آراستہ پیراستہ تھے ۔ بادشاہِ وقت نے شہر بدایوں کی قضا تفویض کی ۔ چنانچہ آپ کا مرقد مبارک بھی اُسی شہر میں زیارت گاہِ خلائق ہے ۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ان دو بزرگ ہستیوں کے ذریعے دُرِّ کانِ کرامت و سرمایۂ عشق و محبت حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کو بروز چہار شنبہ بعد طلوعِ آفتاب بتاریخ ستائیس صفر ۶۳۶ھ قصبہ بدایون ہی میں وجود میں لائے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کے روز آپکے مزار مُبارک پر آپکی سالگرہ کی رسم جو آپ کے حینِ حیات سے چلی آرہی ہے اَب بھی منائی جاتی ہے ۔ مزار کو غسل دیا جاتا ہے غسل کے پانی سے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے اَور وہ شفایاب ہو جاتے ہیں ۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخؒ تمام مقاماتِ غوثی ، قطبی اَور فردانیت سے گذر کر مرتبۂ محبوبیت پر پہنچ چکے تھے اَور آپ کے اقوال و افعال تمام مشائخ کے لئے حجت قاطع ہیں [یعنی قطعی حکم رکھتے ہیں]

اسرار السالکین میں روایت ہے کہ حضرت سلطان المشائخ مکان کی اوپر والی منزل پر رہتے تھے ۔ آپ صبح کے وقت نیچے آکر صبح کی نماز ادا کرتے تھے اَور پھر اوپر چلے جاتے تھے ۔ مکان کی چھت میں سوراخ تھا ۔ تمام اصحاب ہر وقت اس سوراخ کی طرف دیکھتے رہتے تھے جب وہ بادشاہِ حُسن اپنا چاند جیسا چہرہ اس سوراخ کے سامنے کرتا تو اصحاب اوپر جاکر آپ کو وضو کراتے تھے اور پوشاک پہنا کر عطر وغیرہ لگاتے تھے اَور پھر نیچے آجاتے تھے ۔ اسکے بعد وہ پھر اُوپر کی جانب دیکھتے رہتے تھے ۔ جب آپ سوراخ سے جھانکتے تو اصحاب اُوپر جاکر آپ کو غسل دیتے تھے اَور عمدہ لباس زیب تن کراتے تھے اَور آنکھوں میں سرمہ لگا کر پلنگ بستر لگاتے تھے اَور جب آپ بستر پر بیٹھ جاتے تھے تو اصحاب پھر نیچے آجاتے تھے ۔ اَور پھر اوپر کی جانب انکی نگاہیں لگی رہتی تھیں ۔ بغیر اجازت اوپر جانے کی کسی کی مجال نہ تھی ۔ ایک دِن آپ کا کلاہ مبارک اس سوراخ سے نیچے گر گیا ۔ اصحاب نے اوپر جاکر دیکھا حضرت اقدس کے تمام اعضا موم کی طرح نرم ہو چکے ہیں ۔ انہوں نے آپ کو اٹھایا ، غسل دیا اَور سفید کپڑے پہنائے ۔ جب حضرت اقدس کی حالت میں افاقہ ہوا تو سب سے پہلے دریافت کیا کہ مجھ سے کتنی نمازیں قضا ہو گئیں ہیں ۔ قضا شدہ نمازیں

marfat.com

ادا کر کے پھر اسی طرح بیٹھ جاتے تھے۔ ایک دن اسی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی جو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہ کے پوتے تھے ملتان سے حضرت اقدس سے ملاقات کی خاطر تشریف لائے انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کے اصحاب سے کہا کہ حضرت محبوب الٰہی کو میری اطلاع کر دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور آج اوپر جانا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ یہ سُنکر انہوں نے فرمایا کہ اچھا تم اُوپر نہیں جاتے تو میں خود جاتا ہوں۔ اصحاب نے عرض کیا کہ بہتر یہی ہے کہ آپ خود اوپر تشریف نہ لے جائیے۔ لیکن انہوں نے اس بات کی پرواہ نہ کی اور اوپر چلے گئے اُوپر جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ حالت تحیر میں بیٹھے ہیں انہوں نے السلام علیکم کہا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور جواب بھی کیسے دے سکتے تھے۔ اسوقت انکو اپنی خبر نہیں تھی۔ حضرت شیخ رکن الدین نے جب یہ حالت دیکھی تو واپس آ گئے اور چلے گئے۔ جب حضرت سلطان المشائخ کی حالت میں افاقہ ہوا تو آپنے اصحاب سے کہا کہ آج مجھے ولایت کی بُو آرہی ہے۔ یہاں کسی ولی اللہ کا گذر ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں حضرت شیخ رکن الدین تشریف لائے تھے لیکن ہمارے اندر منع کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ اسکے بعد جب ایک دفعہ حضرت شیخ رکن الدین کی حضرت سلطان المشائخ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے دریافت کیا کہ اس روز آپ کس حالت میں تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کریں۔ چنانچہ ایک دن مناجات میں شیخ رکن الدین نے عرض کیا کہ خداوندا! اس روز شیخ نظام الدین کس حالت میں تھے فرمان ہوا کہ نظام الدین کی مثل اس نیلگوں آسمان کے نیچے کوئی صوفی نہیں ہے۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا کہ ملکا، بادشاہا اس بات سے میری تسکین نہیں ہوئی۔ جواب ملا کہ وہ مقامِ محبوبی میں ہے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ بات سوائے اسرار السالکین کے کسی اور کتاب میں درج نہیں ہے اور یہ تفصیل غرابت اور ضعف سے بھی خالی نہیں ہے جیسا کہ اصحابِ فہم سے مخفی نہیں۔ البتہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ محبوب بارگاہِ ربانی تھے۔ جیسا کہ حضرت شیخ نصیرالدین اودھی قدس سرہ

marfat.com

کے خلیفہ حضرت میر سید محمد جعفر مکی اپنی کتاب بحر المعانی میں لکھتے ہیں کہ ایک دن یہ فقیر دریائے نیل مصر میں کشتی پر حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے ساتھ سوار تھا کہ حضرت خضرؑ نے فرمایا حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور حضرت شیخ نظام الدین بدایونی مقام محبوبی میں تھے یعنی دونوں حضرات روح احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرب پر تھے۔

مرتبہ محبوبیت کی خوشبو | صاحب سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ جب ولی کامل مراتب قطبیت فردانیت طے کر کے مرتبہ محبوبیت یعنی مرتبہ معشوقی پر پہنچ جاتے ہیں تو انکی ذات پاک اسرار الٰہی کا مظہر بن جاتی ہے اور انکا ارادہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کا ارادہ ہو جاتا ہے اور انکا جسم مبارک سراپا عطریات غیبی سے معطر ہو جاتا ہے اور جو شخص انکے قریب جاتا ہے وہ بھی اس خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے۔ بلکہ انکا پورا گھر عنبر و مشک بن جاتا ہے اور جب وہ قبر میں جاتے ہیں تو قبر بھی معطر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مرتبہ محبوبیت کی یہ علامت آج بھی حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر ظاہر ہے۔ طالب اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ مولانا ظہیر الدین کوتوال دہلی حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسے عود کی خوشبو آنے لگی۔ اس نے خیال کیا کہ شاید حجرے کے اندر عود جل رہا ہے۔ جب خادم نے حجرہ کا دروازہ کھولا تو اندر کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر اُسے حیرت ہوئی تو حضرت اقدس نے اسکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مولانا یہ عود کی خوشبو نہیں ہے یہ اور چیز کی خوشبو ہے ؎

عطار را بگو کہ بہ بند د دکاں را کہ من ز دوست بوئے کشیدہ ام کہ ز مشک و عنبر نیست

[عطار سے کہو کہ اپنی دکان بند کرے کیونکہ مجھے اسکی خوشبو کی ضرورت نہیں ہے میں نے دوست سے خوشبو حاصل کی ہے]

فرد اُسے کہتے ہیں جو ذات حق میں کلی طور پر فنا ہو کر ذات حق کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے یہ مقام عام طور پر مشائخ اس وقت اختیار کرتے ہیں۔ جب خلفا تیار کر کے انکو ہدایت حق کے منصب پر لگا کر خود فارغ ہو جاتے ہیں اور مکمل طور پر ذات حق کے ساتھ ایک ہو جاتے ہیں اور خود نہیں رہتے یعنی فنا کے بعد بقا میں آتے ہی مناصب ہدایت ادا کرتے ہیں اور پھر فارغ ہو کر ذات میں گم ہو جاتے ہیں۔

marfat.com

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت سلطان المشائخ نے اپنی استعمال شدہ گلیم قاضی محی الدین کاشانیؒ کو عنایت فرمائی۔ اس گلیم سے عطر کی خوشبو آتی تھی۔ انہوں نے اُسے سر اور آنکھوں پر رکھا اور گھر لے گئے اور جان کی طرح عزیز رکھا۔ اس سے سارا گھر معطر ہو گیا۔ قاضی صاحب نے خیال کیا کہ شاید یہ خوشبو عارضی ہے۔ جب مدت گزر گئی اور خوشبو میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تو ایک دن آزمائش کے طور پر اسے دھو ڈالا۔ لیکن خوشبو پھر بھی نہ گئی اس سے وہ حیرت زدہ ہوئے اور حضرت اقدس کی خدمت میں جا کر کیفیت بیان کی۔ آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ قاضی صاحب یہ محبت الٰہی کی خوشبو ہے جو محبانِ خُدا کے اندر سرایت کئے ہوئے ہے۔ ؎

ایں بُوئے نہ بوئے بوستان است　　ایں بوئے زکوئے دوستانست

[یہ خوشبو بوستان (باغ) کی نہیں ہے دوستان (دوستوں) کی ہے]

حضرت محبوب الٰہی کے متعلق ایک درویش کا شاندار کشف

راقم الحروف کہتا ہے کہ میرے شیخ حضرت شیخ سوندھا قدس سرہٗ کے اصحاب میں سے ایک فقیر تھا جسے عالمِ ارواح سے کمال نسبت تھی [یعنی کشفِ قبور بہت ہوتا تھا] ایک دِن وہ حضرت سلطان المشائخ کے مزار مقدس کے پاس بیٹھے شغل برزخ البرازخ کر رہے تھے کہ ناگاہ اُسے عالم غیب سے ایک لامحدود اور بے کنار دریا نظر آیا اس دریا میں بیشمار نوری فوارے موجیں مار رہے تھے اور پانی کے فوارے کی طرح ہر فوارے سے نور کے شعلے اوپر اٹھ رہے تھے اور جو شعلہ نکلتا تھا وہ کبھی مرد صاحبِ جمال کی صورت اور کبھی صاحبِ جمال عورت کی صورت متمثل ہو جاتا تھا [یعنی شکل اختیار کر لیتا تھا] اس دریا کے اندر ایک نورانی کشتی تھی جس میں ایک جواہرات سے مرصّع تخت رکھا تھا اس تخت پر ایک نہایت ہی خوبصورت بے ریش نوجوان نورانی شکل میں بیٹھا تھا اس شخص کے سر پر آفتاب کی طرح چمکتا ہوا تاج تھا اور وہ تجلیات الٰہی جو مختلف صورتیں بلکہ فواروں سے نکل رہی تھیں اس تخت نشین محبوب کے گرد جا کر جلوہ گر ہوتی تھیں اور اس فقیر کے حق میں سفارش کرتی تھیں جو مراقبے میں یہ کشف دیکھ رہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ فقیر

marfat.com

تخت کے قریب پہنچ گیا اور اسکی خوشبو سے مست ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد جب افاقہ ہوا تو اس تخت نشین محبوب سے دریافت کیا کہ حضور کا اسم گرامی کیا ہے جواب ملا کہ میرا نام نظام الدین بدایونی ہے اور میں حق تعالیٰ کا محبوب ہوں۔

اس کے بعد اس درویش کو ایک دستار عنایت کی گئی اور حکم ہوا کہ جاؤ تجھے بھی اس ولایت سے بہرہ ور کیا گیا ہے۔ جب وہ درویش مراقبے سے فارغ ہوا تو اسکے لباس اور جسم سے اسقدر اچھی خوشبو آرہی تھی کہ ساری دنیا کی خوشبوئیں اسکے سامنے ذرہ برابر نہیں ہیں۔ بلکہ اس درویش کا پورا جسم خوشبو بن چکا تھا۔ اور یہ خوشبو ہمیشہ اسکے جسم میں در حیات و ممات رہی اور اہل دل حضرات اس کا مشاہدہ کرتے رہے۔

حضرت محبوبِ الٰہی کا سماع شیخ رکن الدین کے ساتھ

کتاب بحر المعانی میں آیا ہے کہ غیاث الدین تغلق بادشاہ کو حضرت سلطان المشائخ کے ساتھ سماع کیوجہ سے عناد ہوا اور ایذا رسانی کے درپے ہوا تو یہ بات ایک سیاح کے ذریعے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی قدس سرہٗ تک پہنچ گئی چونکہ آپ کو حضرت سلطان المشائخ سے بے حد محبت تھی اسکی تاب نہ لا سکے اور فوراً دہلی روانہ ہوگئے۔ تاکہ حضرت سلطان المشائخ کو اس کام سے منع کریں تاکہ آپ کو کوئی نقصان نہ ہو۔ جب مسافت طے کر کے دہلی پہنچے تو پہلا کام یہی کیا کہ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کے پاس تشریف لے گئے اور ماجرا دریافت کیا اس اثنا میں صیامت نامی قوال آنکلا اور قوالی شروع کر دی۔ سماع میں حضرت سلطان المشائخ پر وجد طاری ہوا اور رقص کرنے لگے شیخ رکن الدین نے آپ کا آستین مبارک پکڑ کر بٹھا دیا۔ جب دوسری بار آپ کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے تو انہوں نے آپکا دامن پکڑا اور بٹھا دیا۔ جب تیسری بار آپ نے رقص کیا تو حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہٗ نے نوافل شروع کر دیں۔ سماع کے بعد جب مولانا محمد شاہ امام نے شیخ رکن الدینؒ سے سوال کیا کہ آستین پکڑنے، دامن پکڑنے اور نماز پڑھنے میں کیا راز تھا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اے مولانا پہلی بار جب شیخ نظام الدین وجد کی حالت میں کھڑے ہوئے تو آپکا قدم ساتویں آسمان پر تھا۔ چنانچہ میں نے آپکا آستین

پکڑ کر بٹھا دیا۔ دوسری بار جب آپ اٹھے تو آپکا پاؤں عرشِ معلی کی چھت پر تھا میرا ہاتھ آپ کی آستین تک نہ پہنچا اسلئے میں نے انکا دامن پکڑ کر بٹھا دیا۔ تیسری بار جب اٹھے تو مجھے معلوم نہیں کہاں پہنچ گئے اسلئے میں ناامید ہو کر عالم ناسوت میں مشغول ہو گیا۔

وصال پر سماع کی وصیت

اسرار السالکین میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کے وصال کے وقت حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح دہلی میں تھے۔ ایک دن آپکی عیادت کے لئے تشریف لے گئے آپ نے چاہا کہ نیچے بیٹھ جائیں لیکن حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ چارپائی پر تشریف رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ قطب کی چارپائی پر کون بیٹھ سکتا ہے چنانچہ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ کرسی لاؤ۔ کرسی لائی گئی اور حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہٗ اس پر بیٹھ گئے۔ خیریت دریافت کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کو حیات و ممات میں اختیار ہوتا ہے اگر آپ چند روز مزید اس دنیا میں رک جائیں تو خلق خدا کو بہت فائدہ ہوگا اور جن لوگوں کا سلوک ابتک ناتمام ہے وہ درجہ کمال تک پہنچ جائیں گے۔ آپ نے جواب دیا کہ دوست سے ملنے کا شوق اسقدر غالب ہے کہ ایک گھنٹہ باقی ہے وہ بھی بہت مشکل سے گذر رہا ہے۔ نیز فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر رات عالم معاملہ میں زیارت کرتا ہوں اور آپ فرماتے ہیں کہ اے نظام تمہارے ملنے کا بے حد اشتیاق ہے جلدی آؤ اور ہمارے ہاں آرام کرو۔ یہ سنکر حضرت شیخ رکن الدین اور دیگر حاضرین پر گریہ طاری ہو گیا اور زار زار روئے اس کے بعد شیخ رکن الدین نے کہا کہ کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ مشائخ چشت میں سے ایک بزرگ نے وصیت کی تھی کہ میری موت کے بعد میرے جنازہ پر سماع کرانا اور پھر دفن کر دینا۔ جب انکا وصال ہوا تو ان کے اصحاب نے قوالوں کو بلا کر سماع شروع کرا دیا۔ سماع سنتے ہی وہ بزرگ اٹھ بیٹھے سات دن تک سماع سنتے رہے۔ سات دن کے بعد انہوں نے سماع سننا بند کیا اور مریدین نے انکو دفن کیا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں ان مشائخ کا متبع ہوں۔ میری موت کے بعد بھی قوالوں کو بلا کر جنازے کے قریب سماع کرانا اور بعد میں مجھے دفن کر دینا۔ جب حضرت اقدس کا وصال ہوا تو جنازے

marfat.com

کی امامت حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہٗ نے کی اور نماز کے بعد فرمایا کہ آج مجھے معلوم ہوا کہ مجھے چار سال تک دہلی میں اسی کام کے لئے رکھا گیا تھا کہ حضرت شیخ کی نمازِ جنازہ کی امامت کا شرف حاصل کر دں اسکے بعد اصحاب نے درخواست کی کہ قوالوں کو بلایا جائے لیکن شیخ رکن الدینؒ نے منع فرماتے ہوئے کہا کہ اگر تم قوال بلائیے اور قوالی شروع ہوئی تو بزرگ تو سات روز کے بعد باز آگئے لیکن حضرت سلطان المشائخ قوالی سنتے ہی رقص کرنے لگیں گے اور قیامت تک باز نہیں آئیں گے۔ جس سے جہاں میں فتنہ برپا ہو گا۔ غرضیکہ نماز جنازہ پڑھ کر جنازہ لئے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک عورت اپنے گھر میں بیٹھی گا رہی تھی ۔ اسکی آواز سنتے ہی حضرت اقدس کا ہاتھ کفن سے باہر آگیا یہ دیکھ کر حضرت شیخ رکن الدین دوڑے اور حضرت کو منع کیا اور جب دفن کرنے لگے تو ہاتھ اسی طرح نکلا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ نے عرض کیا کہ حضور آپ کی عظمت کی علامتیں اس سے کہیں زیادہ ظاہر ہیں۔ بہتر ہے کہ حضور ہاتھ ہٹالیں۔ یہ سنتے ہی آپ نے ہاتھ اندر کر لیا۔ اسکے بعد حضرت شیخ رکن الدینؒ نے آپکو قبر میں اُتارا ۔جب آپ قبر سے باہر آئے تو بے ہوش ہو گئے۔ بعد میں جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ بے ہوشی کیوجہ کیا تھی تو آپ نے جواب دیا کہ جب میں نے سلطان المشائخ کو قبر میں اتارا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت موجود تھی اور قبر میں جاتے ہی حضرت رسالت مآبؐ نے ان کو اپنے آغوش میں لے لیا اور مجھے نورِ نبوت کے مشاہدہ کی طاقت نہ رہی جس سے بیہوش ہو گیا

تاریخ ولادت، خلافت و وصال

کتاب سیر الاولیا میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کی ولادت طلوعِ آفتاب کے بعد ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ بتاریخ ستائیس صفر ۶۳۶ھ ہوئی، پندرہ ماہ رجب بروز چہار شنبہ ۶۵۵ھ کو حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سرہٗ سے اجودھن میں شرف بیعت

ؔ ایک روایت میں ہے کہ جب اس عورت نے حضرت محبوب الٰہی کا جنازہ دیکھا تو یہ شعر گانے لگی

اے تماشا گاہِ عالم روئے تو تو کجا بہر تماشا مے روی

[سارے جہان کیلئے تو تیرا رُخِ انور زیارت گاہ ہے تو کس کی زیارت کو جا رہا ہے]

marfat.com

حاصل کیا۔ بروز چہار شنبہ دوماہ ربیع الاوّل ۶۵۶ھ حضرت شیخ نے آپکو مشائخ چشت کا خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور جب آپ کی عمر چورانوے سال آٹھ ماہ کو پہنچی تو بیمار ہوئے اور چالیس روز مرض میں مبتلا رہ کر بروز چہار شنبہ بعد طلوع آفتاب بتاریخ اٹھارہ ماہ ربیع الآخر ۷۲۵ھ جانِ عزیز مشاہدۂ حق میں تسلیم کردی اور موضع غیاث پورہ میں جو دہلی کے نواح میں ہے ظہر کی نماز کے بعد دفن ہوئے۔ تاریخ وصال یہ ہے ؎

نظام دو گیتی شہ ما وطین ۔۔۔ سراج دو عالم شدہ بالیقین

چو تاریخ فوتش بہ جستم زغیب ۔۔۔ ندا داد ہاتف شہنشاہِ دین ۷۲۵

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت سلطان المشائخ کو دفن کیا گیا تو آپ کی وصیت کے مطابق خرقۂ خلافت جو آپکو حضرت شیخ فریدالدین گنجشکرؒ سے ملا تھا بھی آپکے جسم مبارک پر رکھا گیا اور خواجہ گنجشکرؒ سے جو مصلّےٰ آپ کو ملا تھا اُسے مشائخ کے دستور کے مطابق حضرت اقدس کے سر کے نیچے رکھا گیا۔ اکثر مشائخ عظام کا یہی دستور رہا ہے کہ خرقۂ خلافت یا تو اپنے فرزند صالح کو عطا کرتے ہیں یا اپنے ساتھ قبر میں لے جاتے ہیں۔

صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ ان مشائخ میں سے ہیں جو قبر میں بیٹھ کر تصرف کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ کا روضۃ المتبرکہ خلائق کے لئے قبلۂ حاجات ہے۔ یہ ذرہ بے مقدار ۱۰۵۲ھ میں جب اس شاہِ کونین کے آستانہ پر حاضر ہوا تو آنحضرت کی روحانیت کے فیض سے اسقدر نعمتیں اور نوازشیں عطا ہوئیں کہ تحریر سے باہر ہیں۔ سبحان اللہ! آجتک آپکی ولایت کے تصرفات ظاہر ہیں اور قیام قیامت تک جاری رہیں گے اگرچہ شہر دہلی میں کئی ہزار اولیاء کبار آرام فرما ہیں لیکن جب اس فقیر نے عالم معنوی میں نگاہ کی تو سوائے ولایت کے دو خیموں کے نظر کہیں نہ پڑی یعنی ایک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کا مزار مقدس اور دوسرا حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کا۔

حضرت شیخ نصیرالدین بن یحییٰ چراغ دہلیؒ

حضرت سلطان المشائخ کی کرامات میں سے سب سے بڑی کرامت حضرت شیخ نصیرالدین بن یحییٰ اودھی چراغ دہلی قدس سرہٗ ہیں۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ

marfat.com

نصیر الدین محمود قدس سرہٗ کا شمار اکابر اولیاء ہند میں ہوتا ہے۔ آپکی شان بہت بلند، علم بے پایاں اور احوال مستور [پوشیدہ] کے مالک تھے اور ابتدائے سلوک سے لیکر انتہا تک مسلسل ریاضت و مجاہدات میں مشغول رہے۔ تسلیم و رضا میں آپ کا ثانی نہیں تھا۔ آپ حضرت سلطان المشائخ کے بزرگترین خلیفہ ہیں اور آپ کے وصال کے بعد دہلی میں آپ سجادۂ خلافت پر متمکن ہوکر ایک جہان کے لئے منبع رشد و ہدایت بنے رہے۔ اور بے شمار بزرگوں کو آپکے فیضِ صحبت سے مرتبہ تکمیل وارشاد حاصل ہوا۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہٗ کے جدّ امجد شیخ عبد اللطیف یزدی خراسان سے لاہور آکر سکونت پذیر ہوئے۔ لاہور میں آکر آپکے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ رکھا گیا۔ اس کے بعد آپ لاہور سے ترکِ سکونت کرکے اودھ میں قیام پذیر ہوئے اور آپ کے گھر میں شیخ نصیر الدین محمود پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب کتب معتبر کے مطابق حضرت امام حسین ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ لقب ”چراغ دہلی“ کی وجہ بعض سیرت نگاروں نے یہ لکھی ہے کہ ایک دن چند درویش سیر و سیاحت کرتے ہوئے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔ اس اثنا میں حضرت خواجہ نصیر الدین محمود تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آپ نے عرض کیا کہ درویش بیٹھے ہوئے ہیں انکی طرف پشت ہوتی ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا چراغ کے لئے پشت اور منہ نہیں ہے۔ آپ تسلیمات بجا کر بیٹھ گئے۔ اُسی دن آپ کے آگے اور پیچھے کی سمت برابر ہو گئی۔ یعنی سامنے اور پیچھے کی طرف یکساں دیکھ سکتے تھے اور اُسی روز سے آپکا لقب چراغ دہلی ہو گیا۔ ایک اور کتاب میں اس لقب کی وجہ یہ درج کی گئی ہے کہ ایک رات حضرت سلطان المشائخ کے عرس کے موقعہ پر بادشاہِ وقت نے حسد کی بنا پر بازار میں سارا تیل ضبط کرلیا اور حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ نے تمام چراغوں کو پانی سے روشن فرمایا۔ اُسی روز سے آپ کا لقب چراغ دہلی ہو گیا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ نے پچیس سال کی عمر میں مجاہدہ نفس شروع کیا اور ساری عمر سخت ریاضت و مجاہدہ میں گذاری۔

marfat.com

آپ سات سال تک ایک درویش کے ساتھ اس علاقے کے جنگلوں میں مجاہدہ کرتے رہے اور اکثر اوقات آپ سنبھالو اور کریل کے پتوں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اکتالیس سال کی عمر میں آپ اودھ سے دہلی پہنچے اور حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت حاصل کیا۔ اور مدت دراز تک حضرت شیخ کیخدمت میں کمربستہ رہے۔ حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہٗ اپنے شیخ کی محبت میں اسقدر بے اختیار تھے کہ اپنے ارادہ اور اختیار کو بالکل ترک کرکے حضرت شیخ کی ذاتِ بابرکات کے سوا ہر مطلب و مقصد سے فارغ ہو گئے تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت شیخ نصیر الدین کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ سے باریابی نصیب ہوئی [یعنی انکی روحانیت سے] تو فرمان ہوا کہ جو کچھ مانگتے ہو مانگو۔ آپ نے درخواست کی کہ ہمارا پیر قطبِ جہاں بن جائے۔ فرمان ہوا کہ تمہارے پیر کو ہم نے قطب جہان بنایا اور یہ فرمان تین مرتبہ ہوا۔

آپ کا مقام فردِ حقیقت

میر سید محمد جعفر مکیؒ جو حضرت شیخ نصیر الدینؒ کے اکابر خلفائیں سے تھے اپنی کتاب بحر المعانی میں مقام فردیت کے موضوع پر لکھتے ہیں کہ فرد کو دو جہانوں میں سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی اور عرش سے تحت الثریٰ تک کسی کام میں انکا دل نہیں لگتا۔ نیز لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود قدس سرہٗ اٹھائیس سال، تین ماہ اور دو دن قطب مدار کے عہدہ پر فائض رہے ہیں۔ یہ مرتبہ آپ کو غایت تحمل کیوجہ سے عنایت ہوا۔ اس سارے عرصہ میں آپ نے پوری طرح تحمل سے کام لیا اور ہر حال میں متحمل رہے۔ اس مدت کے بعد آپ نے مقام فردانیت میں نزول فرمایا اور مقام فردانیت کے بعد مقام بقا میں رحلت فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے اس مقام کے مناسب ایک حکایت بیان فرمائی کہ فردِ حقیقت شیخ نصیر الدین محمودؒ ۷۵۱ھ میں ٹھٹھہ سے واپس ہوئے۔ جہاں محمد تغلق آپ کو زبردستی لے گیا تھا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں صاحب مقام فردانیت پر مصائب کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ محمد تغلق کو فردِ حقیقت حضرت شیخ نصیر الدین پر مکمل غلبہ رہا۔ لیکن حقیقت میں یار و اغیار کی طرف سے یہ تکالیف و مصائب اس مقام کے اصحاب کیلئے معراج ہوتے ہیں اور حضرت اقدس کو یہ مرتبہ نصیب تھا۔

marfat.com

جب سلطان فیروز شاہ تخت نشین ہوا تو ایک دفعہ وہ حضرت اقدس کو اپنے ہمراہ ہانسی لے گیا۔ جب ہانسی پہنچے تو شیخ قطب الدین منورؒ[1] کو خواہش ہوئی کہ فرد حقیقت حضرت شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہٗ سے ملاقات کیلئے جائیں۔ حضرت اقدس نے انکے پاس پیغام بھیجا کہ آپ تشریف نہ لائیں میں خود آرہا ہوں تاکہ میرے ساتھ بادشاہ بھی آئے اور سعادت حاصل کرے۔ چنانچہ حضرت شیخ نصیر الدینؒ روانہ ہوپڑے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ بھی سوار ہوگیا۔ جب قریب پہنچا تو کسی نے جاکر اطلاع دی کہ بادشاہ آرہا ہے۔ اسوقت حضرت فرد حقیقت شیخ قطب الدین منور کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ہجومِ خلق کیوجہ سے آپ اٹھے اور فرمایا کہ اے برادر مولانا قطب الدین منورؒ اب الوداع۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے لیکن حضرت شیخ قطب الدین منور نے کوئی جواب نہ دیا گویا وداع نہ کیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ راستے میں جب حضرت شیخ نصیر الدین بادشاہ سے ملے بادشاہ نے عرض کیا کہ حضور مجھے معلوم ہوا کہ آپ شیخ منور کی ملاقات کیلئے تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے یہ منت مانی تھی کہ جب دونوں بزرگ ایک ہی سجادہ پر بیٹھے ہوں تو میں زانوئے ادب آپ کے سامنے تہ کرکے بیٹھوں گا۔ چنانچہ بادشاہ آپ کو واپس لے گیا۔ اس کے بعد جب وہاں سے واپس ہونے لگے تو شیخ قطب الدین منور نے فرمایا کہ اے برادر مولانا نصیر الدین اب الوداع ہے۔ یہ بات سُنکر بادشاہ کو تعجب ہوا کہ لفظ 'اب' کا کیا مطلب۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ تمہارے آنے سے پہلے جب میں اُن سے رخصت ہوا اور الوداع کہا تو انہوں نے جواب نہ دیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ انکو معلوم ہوگیا تھا کہ ابھی صحبت باقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مجھے واپس لائے میری دوبارہ اُن سے ملاقات ہوئی اور ملاقات کے بعد جب اُن سے رخصت ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ اب الوداع ہے۔ اس سے بادشاہ کو مزید تعجب ہوا اور کہنے لگا یا حضرت میری سمجھ میں نہیں آیا کہ حضرت شیخ قطب الدین منور کو

---

[1] حضرت شیخ قطب الدین منور شیخ جمال الدین ہانسوی کے پوتے تھے۔ آپ کو حضرت سلطان المشائخ سے خلافت تھی۔ حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے لیکن آپ سے سلسلہ جاری نہیں ہوا اور آپ کے پوتے حضرت شیخ قطب الدین منورؒ نے حضرت محبوب الٰہی سے بیعت کرکے سلسلہ جمالیہ کو سلسلہ نظامیہ سے مبدّل کردیا۔ اسوقت سے حضرت شیخ جمال کی اولاد نظامی کہلاتی ہے

marfat.com

تو روشن ضمیری سے معلوم ہوگیا کہ ابھی ملاقات باقی ہے آپ کو یہ بات کیوں معلوم نہ ہوسکی۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مجھے اسلئے اسکا علم نہ ہوا کہ میں انکی ولایت میں تھا۔ لیکن حضرت اقدس کا جواب بادشاہ کی استعداد کے مطابق تھا۔ حقیقی جواب نہ تھا۔ چنانچہ جب اس فقیر نے [شیخ جعفر مکیؒ] خلوت میں حضرت اقدس سے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزندِ من! اسوقت میں تجلیٔ ذات میں تھا جو مقام فردانیت کا خاصہ ہے۔ مجھے عالم کون و مکاں کا کوئی علم نہ ہوسکتا تھا۔ لیکن میرے بھائی مولانا منور قدس سرہٗ اسوقت تجلی افعالی میں تھے۔ کشف قلوب، کشفِ قالب اور کشف کون و مکان انکے لئے آسان تھا۔

حضرت کا وجد

اخبار الاخیار میں کتاب جوامع الکلم یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت بندہ نواز سیّد محمد گیسو دراز قدس سرہٗ جو حضرت شیخ نصیر الدّین محمودؒ کے محبوب ترین خلفائیں سے ہیں۔ میں روایت ہے کہ ایک خانقاہ میں حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہٗ کو اس شعر پر وجد آگیا۔

جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم کرد کردی قلم بر بے دلاں گفتی نخواہم راند راندی

[اے محبوب تو نے وعدہ کیا تھا کہ عاشقوں پر ظلم نہیں کرونگا لیکن ظلم کیا۔ تو نے وعدہ کیا تھا کہ عاشقوں کو خوار نہیں کرونگا لیکن خوار کیا]۔

مولانا مغیث نے ایک رسالہ لکھا اور اس مجلس کا پورا ذکر اس رسالہ میں درج کیا۔ انکا مقصد یہ تھا کہ یہ شعر حقیقت پر ہرگز محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ظلم وستم سے متعلق خداوند تعالےٰ کا شکوہ کرنا کفر ہے۔

اس قسم کی چیزیں لکھ کر وہ اس رسالے کو مولانا معین الدین عمرانی کے پاس لے گئے۔ انہوں نے رسالہ لیکر حضرت شیخ کے پاس بھیجدیا۔ یہ دیکھ کر حضرت اقدس نے مولانا معین الدّین کو طلب فرمایا اور یہ رسالہ ان کے ہاتھ میں دیا اور کچھ نہ کہا اور دستار دیکر واپس بھیج دیا۔ دوسرے دن محفلِ سماع منعقد ہوئی۔ حضرت شیخ نصیر الدینؒ کو اس رباعی پر وجد آیا اور کھڑے ہوکر رقص فرمایا۔

ما طبل مغانہ دوش بے باک زدیم عالی علمش بر سر افلاک زدیم
از بہر یکے مغبچۂ مے خوارہ صد بار کلاہ توبہ بر خاک زدیم

marfat.com

[گذشتہ رات ہم نے خوب بے باکانہ طریق پر سرود سُنا اَور اسکا جھنڈا آسمان پر گاڑھ دیا۔ ایک ترک نازنین کی خاطر ہم نے سو بار توبہ کی اَور سو بار اُسے توڑ کر خاک میں ملایا]

بہت ذوق و شوق اور اضطراب کے بعد حضرت اقدس چھت پر تشریف لے گئے اور مولانا مغیث کو طلب فرمایا۔ جب مولانا مغیث کو لوگوں نے لاکر حضرت اقدس کے سامنے کھڑا کیا تو آپ نے فرمایا ہاں مولانا تم نے یہ کیا جہالت کی بات کی ہے۔ یہ کہا اَور ان کو واپس بھیج دیا۔ اسکے بعد مولانا پھر نہ آئے۔ اَور تھوڑے عرصے بعد فوت ہو گئے۔

مسلک ملامتیہ میں حکمت

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت میر سید محمد گیسو دراز نے ایک آدمی کو کچھ رقم دے کر فرمایا کہ شراب خرید کر لاؤ۔ جب شراب لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ پیالہ بھر کر دو اس نے پیالہ بھر کر دیا اور آپ نے نوش فرمایا۔ اسی طرح چند پیالے نوش کر لیئے۔ اس کے بعد اس سے فرمایا کہ تم بھی پیو۔ جب اس آدمی نے ایک پیالہ بھر کر پیا تو وہ کہتا ہے خدا گواہ ہے وہ خالص شہد تھی۔ سبحان اللہ کیا حال اَور کیا راز ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری[1] قدس سرہٗ اپنی کتاب معدن المعانی میں لکھتے ہیں کہ جب بعض عارفین کامل کی نظر نہایت سلوک میں اپنی عبادت و تقویٰ پر پڑتی ہے تو عُجبِ عبادت و تقویٰ کے باعث اُن کے شہود میں حجاب پیدا ہو جاتا ہے اَور اکثر اسی مقام پر رک جاتے ہیں۔ لیکن عاشقانِ صادق اَور شاہبازانِ جانباز اپنی عبادت اَور تقویٰ کو بت اَور زنار سمجھ کر اپنے آپ کو اس قسم کی

---

[1] حضرت شیخ شرف الدین منیری قدس سرہ کا تعلق سلسلہ فردوسیہ سے ہے۔ آپکا مزار مبارک شہر بہار (ہندوستان) میں ہے۔ آپکی مشہور کتاب مکتوبات یکصدی و دوصدی ہیں۔ جسمیں تصوف اَور معرفت کے عظیم الشان نکات بیان کئے گئے ہیں۔ آپکی نماز جنازہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رحؒ نے پڑھائی تھی جو غوث وقت تھے اَور حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ اخی سراج الدین کے خلیفہ حضرت شیخ علاؤ الدین کے خلیفہ تھے۔

حضرت شیخ شرف الدین احمد منیری بہاری کا شمار اکابر اولیاء امت میں ہوتا ہے۔ آپ بہت بڑے عبادت گذار اَور صاحبِ ریاضت و مجاہدہ تھے۔ آپ کی کتاب کراچی میں چھپ چکی ہے۔

marfat.com

ملامت مثل شراب اور شاہد بازی وغیرہ میں ڈال دیتے ہیں تاکہ نظرِ عبادت اور تقویٰ سے اٹھ جائے اور خود پسندی جو حجابِ راہ بن گئی تھی معدوم ہو جائے اور مطلوبِ حقیقی تک نظر پہنچ جائے۔ چنانچہ جب عارف کامل اللہ پر توکل کر کے اپنی ساری عمر کی عبادت و اطاعت کو تھوڑے سے حجاب کے سبب غلبۂ عشق میں آکر دریائے معصیت میں پھینک دیتا ہے تو اُدھر حق تعالیٰ کی طرف سے بھی عاشقِ صادق کے اخلاص پر نظرِ شفقت ہوتی ہے۔ اور حقیقتِ اشیاء کو بدل دیا جاتا ہے حتیٰ کہ معصیت عبادت بن جاتی ہے۔ چنانچہ میر سید محمدؒ گیسو درازؒ کے لئے شراب شہد بن گئی۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بھانجوں شیخ زین الدینؒ اور شیخ کمال الدینؒ کو طلب کر کے فرمایا کہ میں نے اپنے احباب میں سے کسی کو سجادگی نہیں دی [1] یہ تمہاری چیز ہے جب مجھے دفن کرو تو یہ میرے شیخ کا خرقہ میرے سینہ پر رکھنا، یہ لکڑی کا پیالہ اینٹ کی جگہ میرے سر کے نیچے رکھنا۔ اس تسبیح کو میری انگلی پر لپیٹ دینا اور اس عصا اور نعلین کو میرے برابر رکھ دینا۔ آخر آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا اور تمام تبرکات آپ کے ساتھ دفن ہوئے۔ حضرت میر سید محمد گیسو درازؒ نے غسل دیا اور جس چارپائی پر غسل دیا گیا اسکی رسیاں نکال کر حضرت گیسو درازؒ نے اپنے گلے میں ڈال دیں اور کہنے لگے کہ ہمارے لئے یہی خرقہ ہے چنانچہ آپ کو جس قدر مقبولیت حاصل ہوئی اسی اخلاص کیوجہ سے ہے۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ یہ فقیر جب دوسری بار دہلی آیا اور جمعرات کا سارا دن اور شبِ جمعہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر بسر کی تو انواع و اقسام کی نعمتوں سے نوازا گیا۔ جب حضرت اقدس کی روحانیت کا حضور حاصل ہوا تو گستاخی کر کے عرض کیا کہ آپ کے اکثر مریدین و خلفاء اہل مقامات و کرامات تھے آپ نے

---

[1] اسکا مطلب یہ نہیں کہ حضرت اقدس نے خلافت بھی کسی کو نہیں دی۔ سجادگی اور خلافت میں فرق ہے۔ سجادہ نشین اسے کہتے ہیں جو حضرت شیخ کے بعد ان کی جگہ پر بیٹھے۔ خلافت کے لئے شیخ کے سجادہ پر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ جہاں بیٹھ جائے وہی مسندِ خلافت ہے۔

marfat.com

کس وجہ سے حضرت سلطان المشائخ کا خرقہ انمیں سے کسی کو عطا نہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک میرے بعض مُرید صاحب کرامت تھے لیکن چونکہ قدرے تعصب ان کے قلوب میں اسوقت موجود تھا دیانت کا تقاضا یہ نہ تھا کہ اپنے پیر دستگیر کا خرقہ کسی ایسے شخص کے حوالہ کرتا جس نے تعصب سے نجات حاصل نہیں کی۔ اسلئے اپنے شیخ کا خرقہ میں اپنے ساتھ لے گیا۔ اَور اپنا خرقہ میں نے بعض مریدین کو دیا ہے تاکہ مشائخ چشت کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن بعد میں جب انکا حجاب تعصب جاتا رہا تو مرتبہ توحید مطلق تک پہنچے اَور حضرت شیخ کی جانب سے مزید توجہات اَور فیضان کے مستحق ہوئے اس قسم کے فوائد بیان فرماکر حضرت اقدس کی روحانیت نے اس فقیر پر ایسی شفقت فرمائی کہ اَور مجھ پر ایسی تجلی ہوئی کہ اس سے پہلے ایسا جمال باکمال کبھی نہ دیکھا تھا۔ سجدۂ شکر بجالایا اَور حضرت اقدس کے تصرف باطنی پر ششدر رہ گیا۔ ایسے شاہبازان طریقت خاک میں چھپے ہوئے ہیں کہ جن کی بدولت کائنات باقی ہے۔

وصال

حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہٗ کا وصال شب جمعہ بتاریخ اٹھارہ ماہ رمضان ۷۵۷ھ سلطان فیروز شاہ کے عہد حکومت میں ہوا اَور شہر دہلی میں اپنے حجرہ کے اندر دفن ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ و حاجت روائے خلائق ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ تھا ذکر حضرت سلطان المشائخ کا جو حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کے فرزند معنوی اور اکمل ترین کرامت تھے۔ آپ کے فرزندان صلبی بھی تھے جو مقتدایان روزگار ہوئے چونکہ وہ بھی حضرت گنجشکرؒ کی بڑی کرامات ہیں۔ ان کا ذکر خیر بھی یہاں مناسب ہے۔ بلکہ حضرت اقدس کی عین رضا اَور خوشنودی کا باعث ہوگا۔

اولاد حضرت گنجشکر

مراۃ الاسرار میں آیا ہے کہ حضرت گنجشکر قدس سرہٗ کے پانچ بیٹے اَور تین بیٹیاں تھیں۔ لیکن پوتے اَور نواسے بہت تھے۔ جو اطراف عالم میں مقیم ہوئے۔ ان کا ذکر صاحب سیر الاولیاء نے کیا ہے۔ اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اسمیں کچھ اجمالاً عرض کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ نصیر الدین بن حضرت گنجشکرؒ

حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہ کے بڑے بیٹے

marfat.com

کا اسم گرامی شیخ نصیر الدین تھا جو صاحب اوصاف حمیدہ اور اخلاق مرضیہ سے متصف تھے آپ زراعت کا کام کر کے لقمۂ حلال مہیا کرتے تھے۔ آپ نے ساری عمر رضائے حق میں بسر فرمائی۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ شیخ نصیر الدینؒ کے چھ بیٹے تھے۔ صاحب مراۃ الاسرار نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خواجہ نصیر الدین حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے متبنیٰ تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ حضرت اقدس کی خادمہ شارو کے بیٹے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی تھی جنکا نام اُم کلثوم تھا اور شیخ نصیر الدین ان کے ہمراہ آئے تھے۔ اور انکی حضرت نے اپنے بیٹے کی طرح تربیت فرمائی اور محبت سے پیش آتے تھے۔ واللہ اعلم۔ انکا مزار قصبہ جاولیانہ میں ہے جو پرگنہ قبولہ میں واقع ہے قبولہ انکا اصل وطن تھا۔ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے والد ماجد اور بڑے بھائی شیخ اعزالدین محمود کے مزار بھی اسی جگہ ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدینؒ

حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے دوسرے بیٹے کا اسم گرامی شیخ شہاب الدین تھا۔ آپکا پیشہ سپاہ گری تھا۔ اسکے علاوہ آپ عالم و فاضل بھی تھے۔ اور اکثر اپنے والد ماجد کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میرے اور شیخ شہاب الدین کے درمیان دوستی تھی۔ ایک دفعہ مجھ سے حضرت گنجشکرؒ قدس سرہٗ کے حق میں بلا ارادہ خطا سرزد ہوگئی تھی جو شیخ شہاب الدینؒ کے ذریعے معاف کرائی گئی۔ شیخ شہاب الدینؒ کے پانچ لڑکے تھے۔ آپ کا مزار حضرت گنجشکرؒ کے روضہ کے متصل غربی جانب ہے۔ پہلے یہ جگہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کیلئے مخصوص کی گئی تھی لیکن شیخ شہاب الدین نے اپنے بھائیوں کی منت وسماجت کر کے یہ مقام اپنے لئے حاصل کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ

حضرت اقدس کے تیسرے فرزند کا اسم گرامی شیخ بدرالدین سلیمان تھا۔ آپ بڑے عالم، متقی، پرہیزگار اور مشائخ کبار کے جملہ اوصاف سے متصف تھے۔ حضرت اقدس کے وصال کے بعد تمام بھائیوںؓ اور مریدین کے اتفاق رائے سے آپ مسند خلافت پر متمکن ہوتے۔ حضرت شیخ بدرالدین سلیمان کو حضرت خواجہ گنجشکرؒ نے اپنی زندگی میں شہر چشت کے سجادہ نشین کا مرید کرایا تھا۔

marfat.com

یہ واقعہ یوں ہے کہ اسوقت شہر چشت (افغانستان) میں جب سجادۂ وقت نے وصال فرمایا تو انکے بیٹے شیخ قطب الدین کی عمر کم تھی۔ بعض مریدین انکو مسند سجادگی پر بٹھانا چاہتے تھے۔ لیکن بعض نے کہا کہ سجادگی کا حق شیخ قطب الدینؒ کے چچا شیخ علی چشتی کو پہنچتا ہے لیکن اسوقت وہ دہلی میں مقیم تھے۔ انکی رضامندی حاصل کرنے کیلئے مشائخ چشت میں سے دو حضرات دہلی روانہ ہوئے۔ ایک کا نام شیخ زور تھا اور دوسرے کا نام شیخ غور۔ دہلی جاتے ہوئے وہ اجودھن پہنچے تو حضرت خواجہ گنجشکرؒ انکو دعوت دیکر اپنے مسکن پر لے آئے اور بڑی ضیافتیں کیں۔ اور اپنے دونوں صاحب زادوں کو یعنی شیخ شہاب الدینؒ اور شیخ بدرالدین سلیمانؒ کو اُن سے بیعت کرایا۔ بعد میں وہ دونوں بزرگ دہلی تشریف لے گئے۔ اور خواجہ علی چشتی سے ماجرا بیان کیا۔ شیخ علیؒ چشت جانے کے لئے رضامند ہو گئے۔ لیکن چونکہ سلطان غیاث الدین بلبن خواجہ علیؒ کا مرید تھا اس نے منت وسماجت کر کے شیخ علیؒ کو روک لیا اور چشت نہ جانے دیا۔ چنانچہ انہوں نے مشائخ چشت کو خط لکھا کہ میں نے جو نعمت اپنے مشائخ اور آباؤ اجداد سے حاصل کی ہے میں نے وہ اپنے برادر زادہ خواجہ قطب الدین کو بخشی اور مسندِ سجادگی انکے سپرد کی۔ چنانچہ خواجہ زور اور خواجہ غور خط لے کر چشت گئے اور خواجہ قطب الدین مشائخ چشت کے اتفاق رائے سے مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور خواجہ علی دہلی رہ گئے۔ آپ کا مقبرہ بھی دہلی میں ہے۔

جب شیخ بدرالدین سلیمانؒ کا وصال ہوا تو آپ کو حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے روضہ متبرکہ کے اندر دفن کیا گیا۔ آپ کے چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ نظام الدینؒ

حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے چوتھے فرزند ارجمند کا اسمِ گرامی شیخ نظام الدین تھا حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ انکو سب بیٹوں سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ وہ گستاخیاں بھی کرتے تو حضرت اقدس برداشت کرتے تھے اور رنجیدہ خاطر نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ تبسم فرما کر چھوڑ دیتے تھے۔ آپکا پیشہ بھی سپاہ گری تھا اور رزقِ حلال کی خاطر ملازمت کرتے تھے۔ آپ شجاعت اور جوانمردی میں بے نظیر تھے۔ نیز آپ صاحبِ کشف وکرامات بھی تھے۔ چنانچہ آپ کی کرامات مشہور ہیں۔ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے وصال کے وقت آپ سلطان غیاث الدین کے ساتھ قصبہ بتیالی گئے ہوئے

marfat.com

تھے۔ انہوں نے وہاں خواب میں دیکھا کہ والدِ ماجد اپنے پاس طلب فرما رہے ہیں چنانچہ بادشاہ سے رخصت لے کر خواجہ نظام الدین اولیا اجودھن پہنچے۔ لیکن اسی رات حضرت شیخ کا وصال ہو چکا تھا۔ رات کے وقت چونکہ قلعہ کے دروازے بند تھے آپ نے رات باہر بسر کی۔ اور اُدھر حضرت خواجہ گنجشکرؒ بار بار فرما رہے تھے کہ نظام الدین آیا لیکن کیا فائدہ کہ ملاقات نہ ہو سکی۔ صبح کے وقت جب قلعہ کا دروازہ کھلا گیا تو دیکھا کہ حضرت اقدس کا جنازہ آرہا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں لے جا رہے ہو۔ بھائیوں نے کہا کہ مقبرۂ شہداء کیطرف لے جا رہے ہیں کیونکہ حضرت اقدس اکثر وہاں جاکر مشغول ہوا کرتے تھے۔ بڑی پُر فیض جگہ ہے۔ وہاں دفن کرنا مناسب ہے۔ خواجہ نظام الدین نے کہا کہ اگر حضرت اقدس کا مقبرہ وہاں ہوا تو تم بے قدر ہو جاؤ گے۔ آپ کی بات سے سب نے اتفاق کیا اور نماز جنازہ وہاں پڑھ کر جنازہ واپس قلعہ کے اندر لے آئے اور حضرت اقدس کے حجرۂ خاص میں دفن کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے وصال کے بعد کفار نے اجودھن پر لشکر کشی کی شیخ نظام الدینؒ نے انکا مقابلہ کیا اور بے شمار کفار کو موت کے گھاٹ اتار کر آخر شہید ہو گئے۔ لیکن آپ کی نعش نہ مل سکی۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ سلطان علاؤالدین کے ہمراہ قلعہ رنتھمبور کے دروازہ پر شہید ہوئے اور آجتک آپ کا مزار وہاں موجود ہے۔ اور خلق خدا وہاں زیارت کیلئے جاتی ہے اور فیض یاب ہوتی ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ یعقوبؒ

حضرت اقدس کے پانچویں فرزند شیخ یعقوب تھے یہ سب سے چھوٹے تھے۔ اور جود و سخا میں مشہور تھے۔ آپ بڑے بزرگ تھے اور صاحبِ کشف و کرامات تھے۔ آپکا طریق ملامتیہ تھا اور آپکا دکھلاوہ خواہ کچھ تھا آپ ہمیشہ حق کے پیوستہ تھے۔ آپکی طبع فیاض تھی اور بڑے صاحبِ مروت تھے۔ آپ اکثر سفر میں رہتے تھے۔ آخر قصبہ امروہہ کے سفر کے دوران آپ کو مردانِ غیب نے لے لیا اور غیب کر دیا۔ آپ کے بھی دو بیٹے تھے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

دخترانِ عالی مقام

حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی بڑی بیٹی کا اسم گرامی بی بی مستورہؒ تھا۔ آپ آخری دم تک در پردۂ عفت و کرامت اور راز رہیں۔ آپکا ع

marfat.com

شیخ عمر الفاروقی سے ہوا تھا۔ آپکا ایک فرزند تھا جس کا اسم گرامی محمد تھا۔ لیکن ایام طفلی میں ہی انکا انتقال ہوگیا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

دوسری دختر نیک اختر کا اسم گرامی بی بی شریفہؒ تھا جو نہایت ہی عبادت گذار اور متقی و پرہیزگار تھیں۔ آپ جوانی ہی میں بیوہ ہوگئی تھیں۔ اور پھر کبھی شادی نہ کی۔ بلکہ مشغول بحق رہیں حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عورت کو خلافت دینا جائز ہوتا تو ہم شریفہ کو خلافت دیتے۔ یہ معلوم نہیں سکا کہ آپ کی نسبت کن کے ساتھ ہوئی تھی۔ صاحب اخبار الاخیار کا خیال ہے کہ آپکا عقد نکاح شاید حضرت خواجہ علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ سے ہوا تھا۔

تیسری دختر کا اسم گرامی بی بی فاطمہؒ تھا۔ آپ کا عقد نکاح حضرت شیخ بدرالدین اسحاقؒ سے ہوا تھا۔ جو صحیح النسب سید اور حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے خلفاء کبار میں سے تھے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک خواجہ محمد دوسرے خواجہ موسیٰ۔ یہ دونوں صاحب زادگان حضرت سلطان المشائخ کے مُرید ہوئے اور آپ کی حسن تربیت سے اعلیٰ مراتب کو پہنچے۔

حضرت شیخ علاؤالدین بن شیخ بدرالدین سلیمان

حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کے تمام پوتوں اور نواسوں میں زیادہ ممتاز تھے

آپ علو درجات، رفعت مقامات، شدت مجاہدات اور ذوق مشاہدات میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ جود و سخا میں مشہور تھے اور طہارت ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے۔ چنانچہ صائم الدہر تھے [یعنی ہمیشہ روزہ رکھتے تھے] ایک پہر رات گئے آپ نماز اور اذکار و مشاغل سے فارغ ہو کر ایک روٹی کو گھی لگا کر تناول فرماتے تھے۔ یہی آپ کا افطار ہوتا تھا۔ حالانکہ دوسرے لوگوں کے لئے انواع و اقسام کے کھانے تیار کراتے تھے۔

ایک دن حضرت خواجہ گنجشکرؒ چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ خواجہ علاؤالدین دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوتے آئے اور چارپائی کا پایہ پکڑ کر کھڑے ہوگئے۔ حضرت خواجہ گنجشکرؒ نے اپنے منہ سے پان نکال کر اُنکے منہ میں دیا اور کرسی [یعنی چوکی] پر بیٹھ کر وضو بنانے لگے خواجہ عیسےٰ نامی درویش جو حضرت اقدس کی خلوت میں خدمت گذاری کرتا تھا وضو کرا رہا تھا۔

marfat.com

خواجہ عیسیٰ نے مصلےٰ سیدھا کیا تاکہ وضو کے بعد حضرت اقدس اس پر نماز پڑھیں۔ لیکن خواجہ علاؤالدین آگے بڑھ کر مصلے پر بیٹھ گئے۔ خواجہ عیسےٰ نے منع کرنا چاہا لیکن حضرت گنجشکرؒ نے فرمایا کچھ نہ کہو بیٹھا رہے۔ ان انفاس کی برکت سے شیخ علاؤالدین قدس سرہٗ دو قرن کے قریب مسندِ خلافت پر متمکن رہے۔ آپ کی عمر سولہ سال کی تھی کہ آپ کے والد حضرت شیخ بدرالدین سلیمان کا وصال ہوگیا۔ چنانچہ آپ اپنے دادا حضرت گنجشکرؒ کے سجادہ نشین ہوئے۔ اور چون۵۴ سال تک حق سجادگی کماحقہٗ ادا کیا۔ چنانچہ آپ کی عظمت و بزرگی کا شہرہ ساری دنیا میں بلند ہوا۔ اور آپ کا شمار اولیائے کبار میں ہونے لگا۔ لیکن آپ نے ساری عمر جامع مسجد سے باہر کبھی پاؤں نہ رکھا۔ اور نہ کسی بادشاہ وغیرہ کے در پر تشریف لے گئے۔ بلکہ اکثر شاہانِ اسلام آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ لیکن آپ اپنے مقام سے ہرگز نہ ہٹتے تھے۔ جو شخص مرید ہونے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا آپ اُسے حضرت گنجشکرؒ کے روضہ متبرکہ میں بھیج دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اسے باباصاحب کے قدموں کی طرف لے جاؤ اور ٹوپی پہنا دو۔ سلطان فیروز شاہ شہنشاہ دہلی آپکے مریدین میں سے تھا۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح جو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے پوتے تھے حضرت شیخ علاؤالدین کا بہت ادب کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ دہلی سے ملتان جا رہے تھے۔ جب اجودھن پہنچے تو حضرت گنجشکرؒ کے روضۂ متبرکہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے۔ اور حاضری کے بعد حضرت شیخ علاؤالدینؒ سے ملاقات کی اور دورانِ گفتگو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ایسی استقامت عطا فرمائی ہے کہ کوئی شخص آپکو اپنے مقام سے نہیں ہلا سکتا۔ لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ دیہات کے رہنے والے لوگ آتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں لے جاتے ہیں۔ مراۃ الاسرار میں روایت ہے کہ خواجہ شمس سراج تاریخ فیروز شاہی میں لکھتا ہے کہ جب غیاث الدین تغلق سلطان علاؤالدین خلجی کیطرف سے حاکم دیپالپور تھا تو ایک دن حضرت شیخ علاؤالدین کی زیارت کے لئے اجودھن آیا۔ سلطان محمد اور سلطان فیروز بھی اسکے ہمراہ تھے۔ حضرت شیخ علاؤالدین نے ساڑھے چار گز کپڑا سلطان تغلق کو دیا ہستائیس گز سلطان محمد کو اور چالیس گز سلطان فیروز کو عطا فرمایا۔ ان تینوں نے کپڑا لے کر سر پر باندھا اور چلے گئے۔ اسوقت شیخ علاؤالدینؒ نے فرمایا کہ یہ تینوں آدمی

marfat.com

بڑے جلیل القدر بادشاہ ہونگے۔ چنانچہ چند ایام میں سلطنت علاؤالدین خلجی کے خاندان سے نکل کر تغلق خاندان کے ہاتھ آگئی اور سلطان غیاث الدین تغلق دہلی کا بادشاہ بن گیا۔ چار سال چند ماہ سلطنت کرنے کے بعد فوت ہوگیا۔ اسکے بعد اسکے بیٹے سلطان محمد ستائیس سال سلطنت کے بعد رحلت کر گیا۔ اس کے بعد سلطان فیروز بن رجب جو سلطان تغلق کا بھتیجا تھا دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اور چالیس سال تک امن وامان کے ساتھ حکومت کرتا رہا۔ وہ بھی شیخ علاؤالدینؒ کا مرید تھا۔ حضرت شیخ علاؤالدین کے کرامات اور کمال بہت ہیں۔ وصال کے بعد آپ کو حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کے روضۂ اقدس کے قریب دفن کیا گیا۔ اور سلطان محمد شاہ تغلق نے جو آپکا مرید و معتقد تھا آپ کے مزار پر عالیشان روضہ تیار کرایا۔ اس نے غلبۂ اعتقاد میں اجودھن، دیپالپور اور کشمیر کے اکثر پہاڑوں پر مزار تیار کرائے اور تبرکاً انکو حضرت شیخ علاؤالدینؒ کی قبر مشہور کیا۔ جو زیارت گاہ خلائق ہیں۔

حضرت مولانا اعزالدینؒ و خواجہ قاضیؒ

یہ دونوں حضرات حضرت شیخ یعقوب ابن شیخ فریدالدین شیخ شکرؒ کے بیٹے تھے۔ اور حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں رہتے تھے۔ شیخ اعزالدین کسی وجہ سے ولایت دیوگر گئے اور وہیں شہادت پائی۔ خواجہ قاضی کا مزار روضۂ سلطان المشائخ کے قریب چبوترۂ یاران میں ہے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

مولانا کمال الدینؒ

مولانا کمال الدین حضرت شیخ نصیرالدین کے بیٹے اور خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کے پوتے تھے۔ آپ سخاوت اور بلند ہمتی میں مشہور تھے۔ یہاں تک کہ سیر و سفر میں بھی آپ کثرت سے طعام ساتھ رکھتے تھے اور غربا و مساکین میں تقسیم کرتے تھے۔ اور یہ برکت آپ کو اسوجہ سے حاصل ہوئی کہ اوائل حال میں آپ حضرت سلطان المشائخ کے لنگر کی دیگیں دھویا کرتے تھے۔ آپ کسی سبب سے علاقہ مالوہ میں تشریف لے گئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

مولانا اعزالدین خواجہ ابراھیمؒ

آپ حضرت خواجہ نظام الدین ابن خواجہ گنجشکرؒ کے فرزند تھے حضرت سلطان المشائخ کے مُرید تھے۔ حضرت اقدس آپکو

marfat.com

بہت چاہتے تھے اور بڑی توجہ سے انکی تربیت فرمائی۔ وفات کے بعد حضرت سلطان المشائخ کے روضہ کے پائنتی کی طرف دفن ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

خلفائے حضرت خواجہ گنجشکرؒ

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے خلفاء کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے ستر ہزار خلفاء تھے۔ آپ کے ملفوظات موسوم بہ جواہر فریدی میں جو پاکپتن شریف میں سجادہ صاحبان کے پاس ہے خلفا کی تعداد پچاس ہزار تین سو بیالیس بتائی ہے۔ اس تفصیل سے کہ دس ہزار روئے زمین پر ہیں۔ اٹھارہ ہزار دریاؤں میں، سات ہزار کوہ قاف میں، پانچ سو بیالیس ہوا میں، چار سو چوتھے آسمان پر، چودہ ہزار ساتویں آسمان پر، اور سات سو عالم غیب میں عنداللہ ہیں۔ اور حق تعالیٰ کے سوا انکو کوئی نہیں جانتا اور دس ہزار خلفاء جو زمین پر ہیں اور جنکے اور حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے درمیان سرِ مو فرق تھا انکے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ علی احمد صابرؒ، حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاءؒ، حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ، حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتیؒ، حضرت شیخ بدالدین سلیمانؒ، حضرت شیخ شہاب الدینؒ، حضرت مولانا بدرالدین اسحاقؒ، حضرت شیخ دھاروؒ، حضرت شیخ زین الدین دمشقیؒ، حضرت شیخ علی شکر ریزؒ، حضرت شیخ علی شکر بارؒ، حضرت شیخ محمد سراجؒ، حضرت شیخ دھنی دیاؒ، حضرت شیخ جمالِ عاشقاں کامل حضرت شیخ نجیب الدین متوکل [جو حضرت اقدس کے چھوٹے بھائی تھے] شیخ عارف سیوستانیؒ، حضرت شیخ زکریا سندھی صدر دیوانہ، حضرت مولانا داؤد بالہیؒ، حضرت شیخ جلال الدینؒ، حضرت شیخ رکن الدینؒ۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ یہ جو صاحب سیر الاقطاب نے حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ کو حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے خلفاء میں شامل کیا ہے، یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ یہ بات محقق ہے کہ انکو حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی صحبت نہیں ملی۔ نیز بی بی فاطمہؒ جو حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی ہمشیرہ تھیں بھی خلفاء کی فہرست میں شامل ہوتیں کیونکہ آپ بڑی عارفہ تھیں اور حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ اور حضرت سلطان المشائخ اکثر انکے پاس جاکر تربیت حاصل کرتے تھے۔ اور حضرت خواجہ گنجشکرؒ بھی بارہا فرما چکے تھے کہ اگر عورتوں کو خلافت دینا جائز

marfat.com

ہوتا تو میں بی بی فاطمہ رحؒ کو خلافت دیتا کیونکہ وہ اس زمانے میں مردوں سے بہتر ہے۔ لیکن عورتوں کو خلافت جائز نہیں۔ بی بی فاطمہؒ کا مزار دہلی میں علاقہ اندپت میں ہے جو بیرون دروازہ مٹیا کوٹ بالمقابل دروازہ قلعہ شیر شاہ ہے۔ اور زیارت گاہِ خلائق ہے۔ مشہور ہے کہ ابدالانِ وقت میں سے ایک ابدال ہمیشہ ان کے مزار پر رہتا ہے اور خدمت گاری کرتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

اللھم صلی علی محمد و الہ و اصحابہ اجمعین

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

---

marfat.com

نور دوم در ذکر حضرت سلطان علاؤالدین علی احمد صابر، حضرت شاہ شمس الدین ترک پانی پتی و حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس اسرارھم،

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابرؒ

آں شیر بیشۂ محویت و فنا، غضنفر بادیۂ لا احصی ثنا، مصداق تخلقوا باخلاق اللہ، متصرف بر تصرفات حضرت اللہ مدرک اسرار من رأنی، ایمن از زخمہ لن ترانی، گوئیندہ اسرار عشق بر منابر، قطب ابدال حضرت شیخ علاؤالدین علی احمد صابر قدس سرہٗ حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سرہٗ کے بھانجے اور محبوب ترین خلیفہ ہیں اور احباب میں سب سے پہلے مرید ہیں۔ صاحبِ اخبار الاخیار کے قول کے مطابق آپ اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے داماد بھی ہیں۔ آپ تمام افراد اور عباد کے سردار ہیں۔ اور طریق تصوف میں آپ کی شان بلند و ہمت قوی تھی۔ غلبۂ استغراق ذات مطلق کی وجہ سے آپ ہمیشہ دنیا سے الگ تھلگ رہے۔ شیخ سعدی شیرازی کا یہ شعر آپ پر پوری طرح صادق آتا ہے ؎

مے صرف وحدت کسے نوش کرد کہ دُنیا و عُقبےٰ فراموش کرد

[جس نے وحدت کا خالص شراب نوش کیا اس نے دنیا اور عقبےٰ کو فراموش کر دیا]

ابتدائے سلوک میں آپ نے اپنے آپ کو اسقدر مجاہدات، ریاضات اور ترک و تجرید میں ڈالا کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ آپ تمام ظاہری و باطنی قیود سے آزاد اور بے نیاز تھے۔ اور افراد کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ نفس قاطع رکھتے تھے یعنی جو کچھ زبان سے نکلتا تھا فوراً ہو کر رہتا تھا۔ آپ قلبِ اسرافیل پر تھے۔ اور آپکی ولایت موسوی تھی۔ صلواۃ اللہ علیہ۔ اور اسی وجہ سے آپ پر شوق و عشق اور غیرت کا غلبہ تھا۔ آپ کے احوال و مقامات حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ سے بہت مشابہت رکھتے۔ صاحبِ لطائف اشرفی نے[1]

---

[1] مجموعۂ ملفوظات حضرت شاہ اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ جو حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ اخی سراج الدین کے خلیفہ کے خلیفہ تھے۔ آپ غوث وقت اور بڑے صاحب تصرف تھے۔ آپ کا مزار کچھوچھہ شریف صوبہ یوپی (ہندوستان) میں ہے۔

marfat.com

فرماتے ہیں کہ شیخ نجم الدین کبریٰ کی ولائیت بھی موسوی تھی۔ اہل تصوف کے نزدیک یہ بات مُسلّم ہے کہ ہر ولی کی ولایت کسی ایک نبی علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوتی ہے۔ حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء وارث ہیں انبیائ کے) سے یہی حقیقت مُراد ہے۔ آپ کی ذات سے تصرفاتِ جلال کا اِسقدر ظہور ہوا کہ مشائخ چشت میں سے کسی سے نہیں ہوا۔ آپ یگانہ روزگار اور بے نظیر وقت تھے۔ سیر الاقطاب کی روایت کے مطابق آپ صحیح النسب سیّد ہیں اور حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی آپ نے بہت خدمت کی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ میرا ظاہری و باطنی علم شیخ نظام الدین بدایونی کو پہنچا ہے اور میرے شیخ کا ظاہری و باطنی علم شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کو مِلا ہے۔ حضرت گنجشکرؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے سینہ کے علم نے شیخ نظام الدین اور میرے قلب کے عِلم نے شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کی ذات میں سرایت کی ہے۔ آپ کو سماع سے بہت رغبت تھی۔ آپ کا وصال بھی حالتِ سماع میں ہوا۔ آپ اوائل حال میں بارہ سال تک لنگر خاص کی تقسیم کرتے رہے اور خود یہ ساری مدت روزہ دار رہے۔ اور کچھ نہ کھایا۔ حتیٰ کہ ایک دِن حضرت گنجشکرؒ نے نورِ ولایت سے معلوم کر کے پوچھا کہ بابا علاؤالدین تم جو لنگر تقسیم کرتے ہو آیا خود بھی کھاتے ہو یا نہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میری کیا مجال ہے کہ حضرت پیر دستگیر کی اجازت کے بغیر ایک دانہ کھاؤں۔ یہ سُنکر آپ نے فرمایا کہ ہمارا علاؤالدین علی احمد صابر ہے۔ اُسی دِن سے آپ کا لقب صابر ہو گیا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ مشائخ چشت سے متواتر یہ روایت چلی آرہی ہے کہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ نے حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ کو تلقین اسم اعظم اور عطائے خلافت دیگر حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ سے پہلے دہلی کیطرف رخصت فرمایا کہ وہاں جاکر سکونت اختیار کریں۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت گنجشکرؒ نے آپکو اختیار دیدیا کہ جہاں چاہیں جاکر سکونت پذیر ہوں۔ حضرت مخدوم صابرؒ نے عرض کیا کہ دہلی میں رہنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت اقدس نے خلافت نامہ عطا کر فرمایا کہ پہلے اسے شیخ جمال الدین ہانسویؒ کو دِکھا دینا اسکے بعد دہلی جانا جب آپ ہانسی پہنچے اور خلافت نامہ حضرت شیخ جمال ہانسوی کو دیا تو استدعا کی کہ یہ کام جلدی کردیں تاکہ میں دہلی روانہ ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا اتنی جلدی کیا ہے دہلی کے صاحبِ ولایت

marfat.com

کو تو بر دبار ہونا چاہیئے۔ لیکن آپ یہاں کچھ دیر بھی نہیں بیٹھ سکتے یہ کام کس طرح چلیگا۔ حضرت مخدوم صابرؒ نے غلبۂ استغنیٰ میں آکر بے باکانہ جواب دیا۔ جس سے شیخ جمال باوجود اپنے جمال کے غیرت بشریت سے متاثر ہوئے اور عنان صبر ہاتھ سے دیتے ہوئے خلافت نامہ کو چاک کر دیا۔

مخدوم صابر جو مظہر جلال تھے یہ بات کس طرح برداشت کر سکتے تھے۔ فوراً آپکی زبان سے یہ کلمات نکلے کہ میں نے آپکا سلسلہ کاٹ دیا ہے اور آپ سے کوئی مشائخ وجود میں نہیں آئینگے۔ آخر یہی ہوا۔ حضرت شیخ جمال کے فرزند عقلمند اور سجادگی کے قابل تھے لیکن اسی اثنا میں وہ دیوانہ ہو گئے اور خلافت کے قابل نہ رہے۔ آپ کے پوتے شیخ برہان الدین آپکے آخر عمر میں ساتھ تھے۔ آپ نے جسقدر چاہا کہ انہیں مرید کر کے خلافت دیں لیکن منہ سے کچھ نہیں نکلتا تھا۔

حالانکہ دوسری بات کہہ رہے تھے۔ لیکن شیخ برہان الدین کے حق میں وصیّت نہیں کر سکتے تھے۔

اسوجہ سے شیخ جمالؒ کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔ اور آپکے وصال کے بعد شیخ برہان الدینؒ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کیخدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ شیخ برہان الدّین کو بھی آخری وقت میں یہی واقعہ پیش آیا۔ لہذا آپ کے فرزند شیخ قطب الدین منوّرؒ نے حضرت سلطان المشائخ کیخدمت میں جا کر بیعت کی جیسا کہ مشائخ کی سوانح حیات میں درج ہے۔

جب حضرت مخدوم صابرؒ ہانسی سے واپس ہو کر حضرت گنجشکرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا تو آپ کو شیخ جمالؒ کی یہ گستاخی پسند نہ آئی۔ اور حضرت مخدوم صابرؒ کے حال پر نظرِ شفقت فرماتے ہوئے فرمایا کہ جس کاغذ کو جمال نے ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے اُسے دوبارہ درست نہیں کیا جا سکتا لیکن تمہیں اس سے بھی بہتر خلافت نامہ لکھ کر دیتا ہوں خاطر جمع رکھو اور فکر مند مت ہو۔ چنانچہ چند یوم میں آپنے اپنے ہاتھ سے خلافت نامہ لکھ کر عنایت فرمایا اور قصبہ کلیرؔ کی طرف روانہ فرمایا جو دامن کوہ میں واقع ہے۔ اسکی آب و ہوا بھی نہایت معتدل تھی۔ اور اسوقت وہ شہر بے حد آباد تھا۔ چنانچہ آپنے حضرت مخدوم کو وہاں کا صاحب ولایت بنایا اور رخصت کر دیا۔ لیکن اس واقعہ کو صاحب سیر الاقطاب نے مختلف طریقے سے بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت مخدوم صابرؒ حضرت خواجہ گنجشکرؒ سے خلافت نامہ حاصل کر کے شیخ جمال کے ہاں ہانسی پہنچے تو خلافت نامہ نکال کر حضرت

marfat.com

شیخ جمال کے ہاتھ میں دیا اَور دہلی جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو وہ رات کا وقت تھا چراغ موجود نہ تھا۔ اس وجہ سے کچھ دیر واقع ہوگئی بعد میں چراغ لایا گیا اَور جب خلافت نامہ کھولا گیا تو اس سے چراغ بُجھ گیا۔ حضرت مخدوم صابرؒ نے پھونک ماری اَور چراغ جل اٹھا۔ یہ دیکھ کر شیخ جمالؒ کو غصہ آیا اَور یہ کہہ کر خلافت نامہ چاک کر دیا کہ آپ کے سانس کی تاب شہر دہلی کیسے لا سکتا ہے ایک آہ سرد نکال کر سارے شہر کو جلا دو گے۔ اس سے حضرت مخدوم نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ آپ نے میرا خلافت نامہ چاک کیا ہے۔ میں نے آپکا سلسلہ چاک کر دیا ہے۔ شیخ جمال نے پوچھا کہ اوّل سے یا آخر سے۔ انہوں نے فرمایا کہ اوّل سے۔ اس کے بعد وہ اٹھ کر حضرت خواجہ گنجشکرؒ قدس سرہٗ کیخدمت میں چلے گئے۔ اَور کیفیت بیان کی۔ حضرت اقدس نے دریافت فرمایا جب شیخ جمال نے خلافت نامہ چاک کیا تو تم نے کیا کہا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میری زبان سے یہ نکلا کہ آپ نے میرا خلافت نامہ چاک کیا ہے میں نے آپ کا سلسلہ چاک کر دیا ہے انہوں نے پُوچھا کہ اول سے یا آخر سے میں نے کہا اوّل سے۔ یہ سنکر حضرت گنجشکرؒ نے فرمایا کہ تیر نشانہ پر جا لگا ہے لیکن خیریت ہوئی کہ تم نے لفظ" اوّل سے" کہدیا اَور آخری سلسلہ سلامت رہ گیا۔ نیز تمہارے سلسلہ میں ایک بزرگ پیدا ہوگا جس کا نام شیخ جلال الدین پانی پتی ہوگا۔ اَور جس کی برکتِ دُعا سے شیخ جمال کا سلسلہ پھر سے جاری ہوگا۔ اس اجمال کی تفصیل حضرت شیخ جلال الدین پانی پتیؒ کے حالات میں آرہی ہے۔ [1]

---

[1] لیکن اکثر ارباب طریقت کا خیال یہ ہے کہ حضرت شیخ علاؤالدین علی احمد صابرؒ اَور حضرت شیخ جمال الدین ہانسویؒ کے مابین جو تلخی کی روایت متاخرین کی کتابوں مثل مراۃ الاسرار، سیر الاقطاب اور اقتباس الانوار میں آئی ہے یہ صیحح نہیں ہے کیونکہ متقدمین کی کتابوں میں اسکا کوئی ذکر نہیں ہے۔ مثلاً سیر الاولیاء جو حضرت سلطان المشائخ کے ایک مرید نے لکھی ہے میں حضرت مخدوم صابر کے ذکر میں یہ واقعہ بیان نہیں کیا گیا۔ نیز کتاب فوائد الفواد جو سیر الاولیا کیطرح مشائخ چشت کے جملہ حالات کا ماخذ ہے اَور حضرت سلطان المشائخ کے مرید شیخ حسن علا سجزی نے تالیف کی ہے اسمیں یہ واقعہ نہیں پایا جاتا۔ کتاب اخبار الاخیار مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ میں مخدوم صابر کے متعلق مختصر سا بیان ہے لیکن اسمیں بھی یہ واقعہ بیان نہیں کیا گیا۔ اسی طرح کتاب سیر العارفین مصنفہ شیخ حامد بن فضل اللہ جمالیؒ مراۃ الاسرار سے پہلے کی کتاب ہے۔ اسمیں بھی یہ ذکر نہیں آیا اگر یہ واقعہ صیحح ہوتا تو حضرت محبوب الٰہی

marfat.com

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے حالات میں حضرت مخدوم صابر کے حالات کم بیان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی زندگی کے زیادہ حالات حضرت شیخ جمال نے قلمبند کئے تھے اسلئے اس تکدر کی وجہ جو اُن کے مابین تھا انہوں نے مخدوم صابرؒ کا اتنا ذکر نہیں کیا جتنا کہ مناسب تھا لیکن حضرت مخدوم صابر کی ولایت اور عظمت کا ثبوت آپ کے مریدین و خلفاء کے وجود مسعود سے

یہ حاشیہ از صفحہ سابقہ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے زمانے میں جو حضرت مخدوم صابرؒ کے بعد کا زمانہ تھا اس کا چرچا ہوتا ۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مخدوم صابرؒ حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کے سب سے پہلے خلیفہ ہیں اور حضرت سلطان المشائخ سے دس پندرہ سال پہلے خلافت حاصل کرکے اجودھن سے کلیر شریف لے جاچکے تھے لیکن شیخ جمال الدین ہانسویؒ حضرت شیخ بدرالدین اسحاق اور حضرت سلطان المشائخ ایک ساتھ حضرت گنجشکرؒ کی خدمت میں تربیت حاصل کر رہے تھے ۔ چنانچہ فوائد الفواد اور سیر الاولیا میں کئی بار حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں، شیخ جمال اور شیخ بدرالدین حضرت شیخ کی خدمت میں موجود تھے جب فلاں فلاں واقع پیش آیا یا حضرت گنجشکر نے فلاں فلاں بات کہی ۔ نیز یہ بات بھی مستند کتابوں میں پائی جاتی ہے کہ حضرت سلطان المشائخ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی عمر کے آخری حصے میں مرید ہوئے اور تقریباً ایک سال خدمت میں رہ کر خلافت حاصل کی ۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ جمالؒ نے بھی حضرت گنجشکرؒ کے آخری حصے میں حضرت سلطان المشائخ کے ہمراہ سلوک طے کیا ۔ لیکن خلافت نامہ چاک کرنے والے واقعہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت شیخ جمال نے حضرت مخدوم صابرؒ سے بہت پہلے خلافت حاصل کی ۔ اور چونکہ سب سے سینئر خلیفہ تھے اسلئے خلافت نامہ پر انکی مہر ثبت کی جاتی تھی ۔ چونکہ سیر الاولیا اور فوائد الفواد جیسی مستند کتابوں میں حضرت سلطان المشائخ اور شیخ جمال ہانسویؒ کا ایک ساتھ سلوک طے کرنا پایا جاتا ہے اسلئے صاف ظاہر ہے کہ مخدوم صابرؒ کو خلافت شیخ جمال سے پہلے ملی تھی نہ کہ بعد میں اور جب پہلے ملی تو شیخ جمال کی مہر ثبت کرانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ نیز سیر الاولیا اور فوائد الفواد میں مخدوم صابرؒ کے حالات کی تفصیل نہ ہونیکی وجہ بھی یہی ہے کہ آپ حضرت سلطان المشائخ کی اجودھن میں آمد سے بہت پہلے خلافت حاصل کرکے کلیر شریف جاچکے تھے اور ان کتابوں کے مصنفین جو حضرت سلطان المشائخ کے اصحاب تھے حضرت مخدوم صابر کے متعلق زیادہ علم نہیں تھا اور نہ ہی حضرت سلطان المشائخ کو آپکی زندگی کے حالات معلوم تھے ۔

marfat.com

ظاہر ہے جن کے سلاسل آجتک شان و شوکت کے ساتھ ہندوستان، ایران، توران، عرب و عجم میں جاری ہیں۔ بلکہ ساری دنیا آپ کے فیض سے مالامال ہے اور اس سلسلہ کی رونق بفضلہٖ تعالےٰ قیامت تک بڑھتی رہے گی۔

غرضیکہ جب حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ سے خلافت حاصل کرکے کلیر پہنچے اور سکونت اختیار فرمائی تو وہاں کے علمائے ظواہر آپ کے خلاف ہوگئے اس وجہ سے کہ آپکا مشرب قلندرانہ تھا، آپ ابدالوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ اور باطنی آرائش میں اسقدر مستغرق تھے کہ ظاہری رسومات کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ [خبردار اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جنکو نہ کسی چیز کا خوف ہے نہ غم]۔ حضرت مخدوم صابر اس آیت کا صحیح نمونہ تھے اور کسی سے خوف نہیں کرتے تھے بلکہ بے باکانہ زندگی بسر فرماتے تھے چنانچہ ہر زمانے میں اکثر قطب ابدال اسی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ مثلاً شیخ شمس الدین تبریزیؒ اور شیخ فخرالدین عراقی وغیرہ کے حالات بھی اسی طرح تھے جسطرح حضرت مخدوم بے باک تھے۔ آپکے اصحاب بھی اسی طرح آزاد اور بیباک تھے۔ یا ممکن ہے کہ جان کر وہ لوگوں کی نظروں میں اپنے آپ کو اسی طرح ظاہر کرتے تھے۔ یا پھر وہ اس وضع قطع کو ظاہر کرنے پر مامور تھے۔ غرضیکہ صوفیائے کرام کو مقام ذوق و شہود میں ایسا حال نصیب ہوتا ہے کہ انکی نظر میں خلقِ خدا کی مدح و قدح کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔ اور جب کوئی صوفی کوتاہ نظری سے خلق کی مدح و قدح کا خیال رکھتا ہے تو اپنے مقام سے گر جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر سالک کے دل میں ذرہ بھر رعایتِ خلق باقی ہے اُس کا مقام معرفتِ حق میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ پس اس باب میں مذہب صوفیائے باصفا کا مسلک یہ ہوتا ہے کہ یہ طائفہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں اور چونکہ معصیت سے پاک ہوتے ہیں اور اُن کے جملہ افعال وحی کے مطابق ہوتے ہیں وہ اپنا ارادہ ترک کر دیتے ہیں۔ اسی طرح صوفیا کرام بھی آیۂ پاک یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ [اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے پورا کرتا ہے] کے تصور میں ذاتِ مطلق میں مستغرق رہتے ہیں اور تمام امور صُوری اور معنوی میں انکا کوئی کام اس مسلک کے خلاف نہیں ہوتا

marfat.com

یہی وجہ ہے کہ اولیا کرام کو معصیت سے محفوظ کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کہ ان حضرات کا ساری کائنات میں صرف حق تعالیٰ ہی مطلوب ہوتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

چو باد صبا در بدر کو بکو　　طلب گار ادیم طلبگار او

[ہم بادِ صبا کی طرح در بدر اور کوچہ بکوچہ پھر رہے ہیں کیونکہ ہم اسکے طلبگار ہیں اور اُسی کے طلب گار ہیں]

پس اس قوم پر اعتراض کرنا حسد اور کم نظری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آمدم برسر مطلب، جب مخدوم علی احمد صابرؒ کی شہرت ہوئی اور چاروں طرف سے خلقت کا اعتقاد بڑھا تو شہر کے علما و مشائخ کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور آپکے اصحاب کو آزار رسانی کے درپے ہو گئے۔ لیکن حضرت اقدس کی عظمت اور ظہور کرامات کے ڈر سے کھل کر مخالفت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مخدوم صابرؒ نماز جمعہ سے پہلے اپنے اصحاب کے ساتھ جامع مسجد میں ممبر کے قریب ایسی جگہ پر بیٹھ گئے جو وہاں کے علما اور مشائخ کے لئے مخصوص تھی۔ جب وہ لوگ مسجد میں پہنچے تو انہوں نے شدت سے مطالبہ کیا کہ جگہ خالی کرو اور دوسری جگہ پر جا کر بیٹھو آپکے اصحاب نے انکسار سے کہا کہ جگہ خالی تھی ہم آکر بیٹھ گئے مہربانی فرما کر ہمیں معذور رکھیں لیکن انہوں نے ایک نہ سنی اور زیادہ سختی سے پیش آنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ ہمارے آبا و اجداد کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہاں کسی کو نہیں بیٹھنے دیں گے۔ جب شور بلند ہوا تو حضرت مخدوم نے سر مراقبہ سے اٹھایا اور فرمایا کہ اس ملک کا صاحب ولایت اس جگہ پر بیٹھنے کا اوروں سے زیادہ مستحق ہے۔ اُن ناعاقبت اندیش لوگوں نے گستاخ ہو کر کہا کہ ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ آپ صاحبِ ولایت ہیں۔ ہمیں اس بات کا ثبوت درکار ہے۔ یہ سنکر مظہر جلال کی غیرت جوش میں آئی اور عجب حال رونما ہوا۔ آپ نے مسجد سے باہر آکر فرمایا کہ ثبوت یہ ہے کہ تم لوگ ابھی ختم ہو جاؤ گے۔ یہ کہنا تھا کہ مسجد گر گئی۔ اور کئی ہزار آدمی اسکے نیچے آکر ہلاک ہو گئے۔ ان میں سے کم و بیش چار سو علما و مشائخ تھے۔ اسکے بعد سارے شہر میں آہ و فغاں کا بازار گرم ہوا۔ اور باقیماندہ لوگ آپ کے پاس آکر معافی کے طلبگار ہوئے۔ آپ نے غلبہ حال میں فرمایا کہ اب اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے اور میری درخواست منظور

marfat.com

ہوگئی ہے کہ اس شہر میں کوئی شخص زندہ نہ بچ جائے اور اسکے بعد ہرگز آباد نہ ہو کیونکہ میرے لیئے یہاں کی ویرانی آبادی سے بہتر ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

منزل غمہائے تو شد سینۂ ویران من لاجرم باشد ہمیشہ گنج در ویرانہ

[میرا ویران دل اے دوست تیرے لیئے بہترین جائے رہائش ہے اسوجہ سے کہ خزانہ ہمیشہ ویرانے میں ہوتا ہے]

چنانچہ آپکی بات کا یہ اثر ہوا کہ اسی سال شہر میں ایک بڑی وبا آئی شہر کے لوگ سب نیست و نابود ہو گئے۔ اور سارا شہر ویران ہوگیا۔ بلکہ آج تک ویران پڑا ہے۔ مسجد کی عمارت کے پتھر بھی آج تک اُسی جگہ پڑے ہیں۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ جب شہر ویران ہوگیا تو حضرت مخدوم صابرؒ اطمینان سے وہاں ریاضت و مجاہدہ کرنے لگے اور پرندے اور جنگلی جانور آپ کے ساتھ مانوس ہو گئے ایک شیر آکر آپ کے دروازے پر پہرہ دیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ آجتک ایک شیر ہر شب جمعہ آپ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر جبین سائی کرتا ہے۔ اور اپنی دُم سے جھاڑو دیتا ہے۔

مراۃ الاسرار میں آیا ہے کہ دہلی کے سلاطین نے بہت کوشش کی کہ کلیر کو دوبارہ آباد کیا جائے لیکن حضرت مخدومؒ کے تصرف سے یہ بات میسّر نہ آئی۔ اس بارے میں آپ کی کرامات اِسقدر ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ دانا کیلئے اشارہ کافی ہے۔ روایت ہے کہ آپکی زندگی کے دوران اطراف و جوانب سے لوگ اس کثرت سے حضرت اقدس کیخدمت میں حاضر ہوکر نیازمندی حاصل کرتے تھے کہ انکی تعداد پہلے سے یعنی شہر کے آباد ہونے کے وقت سے بھی زیادہ تھی۔ حق تعالےٰ نے ان کو ایسا تصرف عطا فرمایا تھا کہ مشائخ وقت حیران تھے۔ اب بھی جب تیرہ ربیع الاوّل کو عرس ہوتا ہے تو گرد و نواح سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے جمع ہو جاتے ہیں اور تین دن تک کھانے پکوا کر لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں ؎

زندہ نہ آنست کہ جانے در دست اوست کہ از عشق نشانے در دست

[زندہ وہ نہیں کہ جس کے اندر جان ہے بلکہ زندہ وہ ہے جس کے دل میں عشق ہے]

روایت ہے کہ حضرت اقدس کے وصال کے بعد جب وہ شہر ویران رہ گیا تو مجاوروں کو بھی وہاں رہنے کی ہمت نہ رہی اور دُور جاکر سکونت اختیار کی۔ اور بلا اجازت وہاں کوئی نہیں

marfat.com

آسکتا تھا۔ اس وجہ سے آپ کا مزار مبارک ضائع ہوگیا اور کفار نے مزار کے نزدیک بتخانہ بنا لیا۔ لیکن چند ایام میں وہ نیست و نابود ہوگیا۔ اور کفار کی آمد و رفت بند ہوگئی۔ اتفاق سے ایک کافر کا وہاں سے گذر ہوا کیا دیکھتا ہے کہ نورانی اور باہیبت قبر پر طیور اور وحوش جمع ہیں اور شیر اپنی دم سے جھاڑو دیتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ یہ مقام ہماری عبادت گاہ تھا۔ اب یہاں یہ قبر ظاہر ہوئی ہے۔ میں ابھی اسے منہدم کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس نیت سے آگے بڑھا اسے دیکھ کر پرندے اور جنگلی جانور دُور ہوگئے۔ جب اس نے مزار مبارک پر پھاوڑہ چلایا تو اچانک ایک سوراخ نظر آیا اس نے سراخ کے اندر جھانک کر دیکھا کہ اندر کیا ہے۔ لیکن جونہی اس نے سر اندر کیا دوبارہ نہ آسکا اور اسی جگہ مرگیا۔ حضرت اقدس نے خواب میں مجاوروں کو حکم دیا کہ فوراً آؤ اور ایک کتا جو میرے مزار پر بے ادبی کیوجہ سے مرا پڑا ہے اسے دور پھینکو۔ صبح ہوتے ہی مجاور لوگ بھاگتے ہوئے کلیئر شریف پہنچے اور اس کافر کی نعش کو اٹھا کر دور کر دیا۔ جب انہوں نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا تو بعینہٖ کتے کی شکل بن چکا تھا۔ اس کے بعد مجاوروں نے واپس آکر آپ کے مزار اقدس کے قریب سکونت اختیار کرلی۔ انہوں نے مزار مبارک کی مرمت کی اور بنا سنوار بیٹھ گئے۔ معتبر راویوں کی روایت کے مطابق شروع میں حضرت اقدس کے مزار مبارک کے نزدیک کوئی شخص نہیں جاسکتا تھا۔ جو شخص بھی ہمت باندھ کر قریب جاتا وہاں سے ایک بجلی نکل کر اُسے جلا دیتی تھی۔

جب قطب عالم حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ زیارت کیخاطر کلیئر شریف گئے تو ابھی ایک کوس دُور تھے کہ بجلی حسب دستور نکل کر پہنچ گئی۔ آپ نے بجلی کو دیکھ کر فوراً عرض کیا کہ عبدالقدوس آپ ہی کا ہے۔ اور زیارت کا بے حد شوق ہے جونہی آپ کی زبان سے یہ کلمات نکلے بجلی گم ہوگئی اور آپ نے آگے بڑھنا شروع کیا۔ جب نصف کوس باقی رہ گیا تو بجلی پھر اُسی زور و شور سے ظاہر ہوگئی۔ آپنے پہلے کی طرح شوق زیارت کا اظہار کیا اور بجلی پھر گم ہوگئی۔ جب آپ روضۂ اقدس کے سامنے پہنچے تو بجلی پھر اسی قوت سے ظاہر ہوئی۔ اور آپ نے پھر وہی کلمات دُہرائے۔ جس سے بجلی گم ہوگئی اور پھر واپس

marfat.com

آئی۔ جب شاہ عبدالقدوسؒ مرقد شریف کے قریب پہنچے تو حضرت مخدوم صابر علیہ رحمہ کی رُوح مبارک قبر سے باہر نکل آئی اور ان کو آغوش میں لے لیا اور کافی لطف و کرم کے بعد فرمایا کہ تم اسوجہ سے ہمارے نزدیک پہنچ سکے ہو کہ ہمارے سلسلے سے تعلق رکھتے ہو۔ کوئی دوسرا ہوتا تو ہرگز یہاں نہ پہنچ سکتا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور ساری خلقت زیارت کے لئے بے چین ہے لیکن اس تجلی کی ہیبت سے کسی کو آنے کی مجال نہیں۔ اگر حضور کرم فرما کر جلال کی تجلی کو غلاف دیکر بند فرما دیں تو خلق خدا حضور اقدس کے فیض سے مالا مال ہوگئی۔ حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تمہاری خاطر ہم نے اپنی ذات کی برق (تجلی) کو عالم لامکان میں بند کر دیا ہے۔ اور صفاتِ جمالیہ کو قدرے ظاہر کر دیا ہے تاکہ تمام عام و خاص یہاں پہنچ سکیں اس وقت سے تمام عام و خاص حضرت اقدس کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ اور فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔ اسکے بعد آپ کے عرس کا سلسلہ بھی جاری ہوگیا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ صاحب سیر الاولیا جس نے حضرت خواجہ گنجشکرؒ کے خُلفائ کے حالات بیان کئے ہیں حضرت مخدوم صابر کے متعلق اسی قدر لکھتے ہیں کہ وہ بہت بڑے درویش اور صاحب نعمت بزرگ تھے۔ انکا نام شیخ صابر تھا اور بڑے ثابت قدم اور صاحبِ تصرف تھے۔ آپ کلیر شریف میں رہتے تھے اور حضرت خواجہ گنجشکرؒ سے وابستہ تھے انکو حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ سے خلافت بھی حاصل تھی۔ دستور تھا کہ جب حضرت خواجہ گنجشکرؒ کسی بزرگ کو خلافت دیکر رخصت فرماتے تھے تو انکو وصیت کرتے تھے اور صاحبِ تصرف بھی کرتے تھے۔ حضرت مخدوم صابرؒ نے رخصت ہوتے وقت عرض کیا کہ میرے لئے کیا حکم ہے۔ حضرت اقدس نے زبان ہندی میں فرمایا کہ اے صابر بھوگھا خواہی کرد (مزے کرد گے) یعنی تمہاری زندگی عیش سے گزرے گی۔ چنانچہ ساری عمر میں عیش کرتے رہے آپ بڑے خوش باش اور کشادہ پیشانی بزرگ تھے۔ صاحب مراۃ الاسرار آگے چل کر لکھتے ہیں کہ مراۃ الاسرار جو سلسلہ عالیہ چشتیہ کی معتبر کتاب اور دستور العمل ہے کی یہ عبارت مجھے بہت پسند آئی ہے کہ اس مختصر کلمہ میں حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ نے آپ کے حق میں اسقدر نعمتیں بھر دی ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ "بھوگ" سے مراد راحت دُنیا و

marfat.com

آخرت ہے تو صحیح ہے، اگر یہ کہیں کہ اس سے مراد تجلیات جلال و جمال ہیں جنکا سالک پر مختلف مظاہر میں ظہور ہوتا ہے تو بھی درست ہے۔ اگر بھوگ سے مُراد قرب و بُعد کی راحت لی جائے جسکا مشاہدہ عارف پر عتاب و خطاب کی صورت میں ہوتا ہے تو بھی صحیح ہے کیونکہ کبھی وہ عتاب کی لذت میں غرق ہوتا ہے اور کبھی شوقِ خطاب میں بصورت برق چمکتا ہے جیساکہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؎

گہ ناز و گہ کرشمہ، و گہ لطف و گہ عتاب
مسکین دِلم چرا نشود زیں ہمہ خراب

[کبھی ناز و کرشمہ سے نوازش ہوتی ہے۔ کبھی لطف و عتاب سے نوازا جاتا ہے۔ میرا مسکین دِل اِن کرشموں سے کیوں نہ تباہ و برباد ہو۔]

لیکن مشائخ عظام کے نزدیک بہترین راحت جو ہے وہ راحت تحیّر ہے۔ جو عارفِ کامل کو ذات احدیّت میں فنا کے وقت نصیب ہوتی ہے یعنی ذات مطلق میں وہ اسقدر محو ہو جاتے ہیں کہ اپنے آپ کو جسقدر تلاش کرتے ہیں نہیں پاتے۔ ان کی حرکات و سکنات نائم یعنی سونے والے کی طرح ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ تحیراً [اے اللہ میرے تحیّر میں برکت دے] یہی وجہ ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ؎

منم تا یک سر و پائے جملہ تحیّر
تحیّر ہم تحیّر در تحیّر[1]

[میں سر سے پاؤں مجسم تحیّر بن چکا ہوں بلکہ تحیّر در تحیّر کی کیفیت ہے]

---

[1] تحیّر سے مراد کمال حیرت ہے جو مقام فنا فی اللہ میں سالک پر طاری ہوتی ہے۔ ذاتِ حق میں اسقدر محو ہو جاتا ہے کہ اپنی بھی خبر نہیں رہتی۔ حیرت کے دو اقسام ہیں۔ حیرت محمودہ اور حیرت مذمومہ، حیرت محمودہ عرفان کا نتیجہ ہے اور حیرت مذمومہ جہل کا۔ تاج محل کو دیکھ کر ایک معمار کا حیرت زدہ ہونا حیرت محمودہ ہے، اور ایک گنوار کا حیران رہ جانا حیرت مذمومہ ہے۔ اسی طرح ذات حق میں عارف کو جو حیرت حاصل ہوتی ہے وہ حیرت محمودہ ہے اور غیر عارف کو جو حیرت ہوتی ہے وہ حیرت مذمومہ ہے۔ امام غزالیؒ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی قدرت کی نیرنگیوں میں غرق ہو کر متحیر ہو جانا انبیاء و اولیاء کا آخری مقام ہے۔ سعدیؒ نے خوب کہا ہے ؎ نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں۔ بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

marfat.com

حضرت مخدوم صابرؒ کے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حضرت شیخ گنجشکرؒ نے اپنے تمام بڑے بڑے خلفا مثل حضرت سلطان المشائخ کو بھی رخصت کے وقت یہی وصیت فرمائی کہ جب دہلی پہنچو تو مجاہدہ کرتے رہو اور جو قرض کہ کسی کو دو واپس نہ لینا۔ حق تعالیٰ تجھے کسی کے قرض کا محتاج نہیں کریگا۔ لیکن حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ سے ایسی ایک بات سے زیادہ کچھ نہ فرمایا کہ "بھوگہا خواہی کرد" [مزے کرو گے] اس وجہ سے کہ مشائخ عظام کے ہاں یہ امر مسلم ہے کہ جب انکا کوئی مرید مرتبہ کمال تک پہنچ جاتا ہے اور اسے ایمان مشاہدہ حقیقی جس سے مراد قربِ حق ہے، حاصل ہو جاتا ہے تو اُسے پھر کوئی وصیت نہیں کرتے کیونکہ اس پر فنائے احدیت جلوہ گر ہو جاتی ہے اور سرِ حق سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اس کے حق میں وصیت کرنا بے فائدہ ہے۔ اور یہ حضرات بے فائدہ باتوں سے اجتناب کرتے ہیں فہم من فہم [سمجھا جو سمجھا] راقم الحروف کے دل میں اس کلمہ سے کہ "اے صابر برد بھوگہا خواہی کرد" یہ معنی آتے ہیں کہ اس سے نسبتِ محبوبیت مُراد ہے کیونکہ بھوگ کا مطلب ہے عیش و عشرت، جو مرتبۂ محبوبیّت کا خاصہ ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت مخدوم صابرؒ کو اس نسبت شریفہ کا آخری مقام حاصل ہو گیا ہو۔

باقی خلفاء کے مقابلہ میں ان کلمات کے ذریعے حضرت مخدومؒ کی ثنا مقصود ہو۔ اگر ان الفاظ (بھوگہا) سے جو صیغہ جمع ہے ہم حضرت مخدوم کا حقیقت محمدیہ اور حقیقت ذات بحت میں حضرت شیخ کے آئینہ کے ذریعے مشاہدۂ دوام سمجھیں تو بھی درست ہے اگر اس سے حضرت مخدومؒ کا حصول کمالاتِ نبوت و فنائے محمد مراد لیا جائے تو بھی صحیح ہے۔

غرضیکہ آخری عمر میں حضرت مخدوم علی احمد صابر قدس سرہٗ نے اپنا خرقۂ خلافت حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ کو عطا فرما کر شہر پانی پت کی طرف رخصت فرمایا اور اس علاقے کا صاحبِ ولایت مقرر فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور وہاں تو شیخ بو علی قلندر قدس سرہٗ موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا فکر مت کرو۔ انکا آخری وقت آچکا ہے۔ اسکی تفصیل حضرت شیخ شمس الدین ترکؒ کے حالات میں آرہی ہے۔

وصال حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ کا وصال بتاریخ تیرہ ربیع الاول ۶۹۰ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۶۶۴ھ میں سلطان جلال الدین خلجی کے عہدِ

marfat.com

حکومت میں ہوا۔ سیر الاقطاب میں آپ کی تاریخ وصال "جان گنجشکر" آئی ہے جو دوسری روایت کے مطابق ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم صابرؒ حضرت سلطان المشائخ کے ہمعصر تھے اور آپ کو حضرت سلطان المشائخ سے بے حد محبت تھی۔ اور حضرت سلطان المشائخ سے چند سال قبل آپکا وصال ہوا۔ آپکا مزار مبارک قصبۂ کلیر شریف میں خلقِ خدا کے لئے قبلۂ حاجات ہے۔ آپ کی ولایت کے تصرفات اسقدر جاری ہیں کہ طالبان و مریدین صادق الاخلاص کو آپ کی روحانیت سے ہر لحظہ فیض مِل رہا ہے۔ اور تمام ظاہری و باطنی امور میں ممد و معاون ہے جیسا کہ اہل بصیرت پر روشن ہے۔

اللھم صلی علی محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

marfat.com

حضرت شمس الدین ترک پانی پتیؒ

سلسلہ نسب آں شمس عوالم امثال بدر منازل حضرت جمال معدن گنجینہ علوم لدنی، پروردۂ لطف رسول مدنی، آئینہ جمال و جلال حقانی، مظہر تمامہ کمال انسانی، صاحب تجرید و ترک قطب ابدال حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سرہٗ حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ کے خلفائے کبار میں سے تھے۔ صاحب سیر الاقطاب کے نزدیک آپ نے حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ سے بھی خلافت حاصل کی تھی۔ آپ بڑے صاحب کرامت، عالی ہمت، شہسوار میدان تجرید و ترک تھے۔ آپ لباس قلندرانہ چرمی پہنتے تھے اور دنیا و عقبیٰ دونوں سے مستغنی تھے۔ آپ ریاضات، مجاہدات اور ذوق تصفیۂ باطن میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ کے تصرف کا یہ عالم تھا کہ تھوڑی سی توجہ سے لوگوں کو مراتب بلند تک پہنچا دیتے تھے اور قہر و لطف جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا تھا فوراً ہو جاتا تھا۔ مشائخ چشتیہ نے تواتر کے ساتھ آپ کا سلسلہ نسب یوں بیان فرمایا ہے کہ شیخ شمس الدین ترکؒ ابن سید احمد بزرگ عبد المومنؒ جو حضرت خواجہ احمد یسویؒ قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے اور خواجہ احمد یسوی کا سلسلہ نسب حضرت محمد حنفیہ بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پت اور اس کے نواحی علاقہ کے صاحبِ ولایت تھے۔ آپ کا وطن ترکستان تھا اور آپ کی سیادت مسلّم تھی۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ ہندوستان آنے سے پہلے اپنے وطن میں ایک مجلس میں بیٹھے تھے۔ مجلس میں اکثر سادات اور اکابرِ شہر بھی موجود تھے ان میں ایک سید بزرگ بھی تھا۔ اس نے آپ سے ازرہِ تمسخر کہا کہ تمہاری سیادت کا کیا ثبوت ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ہم نے متواتر روایت سے اپنے آبا و اجداد سے یہی سُنا ہے کہ ہم سید ہیں اور ہمارے پاس سلسلۂ نسب بھی موجود ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اس چیز کا ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ جب تک مکمل ثبوت نہ ملے ہم کیسے اعتبار کر سکتے ہیں۔ یہ بات سُن کر آپ کو جوش آیا اور ہاشمیت کی غیرت کو جنبش آئی۔ آپ نے فرمایا دوسری باتیں چھوڑ دو اور یہ

marfat.com

جو عام مشہور ہے کہ سیّد کی داڑھی کو آگ نہیں جلاتی اسپر ہمیں عمل کرنا چاہیئے۔ آؤ ہم دونوں آگ میں جاکر دیکھیں کہ کون سیّد ہے اور کون نہیں ہے۔ اس بہتر کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اسکے بعد تنور گرم کیا گیا اور حضرت اقدس بلا خوف اس کے اندر چلے گئے۔ لیکن آگ ٹھنڈی ہوگئی اور آپ کے پیراہن کا ایک دھاگہ بھی نہ جلا۔ نیز آگ سے ایک پانی کا چشمہ جاری ہوا اور آپ نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اسکے بعد اس طعنہ زن سیّد سے کہا کہ آپ بھی تنور کے اندر آ کر دیکھیں۔ مجبور ہو کر وہ شخص تنور کے اندر داخل ہوا تو آگ نے اسے گھیر لیا اور وہ فریاد کرنے لگا۔ آپ نے ہاتھ بڑھا کر اسے باہر نکال لیا۔ اس سیّد نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی تو بہت پشیماں ہوا اور توبہ کی۔ لیکن اس واقعہ سے جب آپ کی شہرت ہوگئی تو ایک رات چپکے سے گھر سے نکلے اور ہندوستان کی طرف چلے آئے۔ حضرت مخدوم صابرؒ کی خدمت میں پہنچکر بیعت کی۔ خلافت کے بعد پانی پت کی ولایت آپ کو تفویض ہوئی اور آپ نے اس علاقے کو اپنے نور ہدایت کے ساتھ منور فرمایا۔

مقصد براری کا مجرب ترین عمل

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر آپ کے نام مبارک کا ایک لاکھ مرتبہ ورد کیا جائے تو ہر مہم یا مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ اگر ایک آدمی یہ کام نہیں کر سکتا تو جتنے آدمی ملکر بیٹھ جائیں اور یہ کام کریں۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو کیا جائے اور پھر ایک لاکھ مرتبہ کہا جائے کہ "یا شمس الدین ترک" اکثر یہ ہوتا ہے کہ ابھی لاکھ ختم بھی نہیں ہوتا کہ اس نام کی برکت سے حق تعالیٰ وہ مشکل آسان دیتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے خاندان میں ہر مشکل اور ہر تکلیف و رنج کے وقت یہی ورد کیا جاتا ہے خصوصاً جب یہ دعاگو اکثر اوقات اپنی حاجت روائی کے لئے پندرہ بیس دفعہ یہ نام پاک لیتا ہے تو مدعا حاصل ہو جاتا ہے اور جس شخص کو دعاگو نے اجازت دی اکثر کام ہو گیا۔ اب بھی دعاگو کی طرف سے ہر عاجز، محتاج اور ضرورتمند کو اجازت عام ہے۔ بشرطیکہ اعتقاد صحیح ہو اور وضو کے ساتھ پڑھے۔ کارساز حقیقی سے امید قوی ہے کہ مقصد پورا ہوگا۔ حضرت اقدس کی نذر نان اور حلوہ ہے جبقدر توفیق ہو۔ ہمارے خاندان میں ہر شادی بیاہ

marfat.com

کے موقعہ پر پہلے آپ کیلئے نذر پیش کی جاتی ہے اس کے بعد کوئی اَور کام کیا جاتا ہے۔

شرفِ بیعت

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سرہٗ سن تمیز کو پہنچے تو آپ کو تحصیل علوم کا شوق دامنگیر ہوا۔ اَور مدت تک آپ ترکستان میں تحصیل علم میں مشغول رہے۔ تحصیل علم عقلی و نقلی کے بعد بھی جب آپ کا مدعا پورا نہ ہوا تو آپ نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر تجرید و تفرید، اختیار کرلی۔ اَور سلوک طریقت پورا کرنے کے شوق میں آپ نے ترکستان چھوڑا اور تلاش شیخ میں ہندوستان تشریف لائے۔ راستے میں اکثر مشائخ ماورالنہر سے ملاقات ہوئی لیکن چونکہ آپ کا مقدر کسی اَور جگہ تھا کسی بزرگ کے ساتھ وابستگی پیدا نہ ہوئی۔ سیر و سیاحت کرتے ہوئے کافی مدّت اَور مشقت کے بعد آپ کلیر شریف پہنچے اَور حضرت مخدوم صابرؒ کے جمال ولایت کا مشاہدہ کرتے ہی آپ علم کو جو حجاب اکبر ہے بھول گھئے حضرت اقدس کے قدموں میں گر گئے اَور شرف بیعت حاصل کیا۔ اسوقت حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ نے آپ کے حق میں فرمایا کہ اے شمس الدین تو میرا فرزند ہے اَور خدا تعالیٰ سے میں نے درخواست کی ہے کہ ہمارا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اَور قیامت تک قائم رہے

خلافت

الغرضیکہ بیعت کے بعد حضرت شیخ شمس الدین ترک پوری ہمت سے حضرت مخدوم صابر کیخدمت میں منہمک ہوگئے اَور ہر لحظہ آپکی نظر کیمیا اثر میں پرورش پاکر روز بروز کسب سلوک میں ترقی کرنے لگے۔ حتیٰ کہ سلوک تمام کرلیا اَور خلافت سے مشرف ہوکر خلق خدا کی ہدایت پر مامور ہوگئے۔ اکثر اوقات آپ سے ایسی کرامات کا ظہور ہوتا تھا کہ جسمیں زندہ ہونا اور مرجانا بھی شامل ہے۔ لیکن غایت بلند پروازی کیوجہ سے آپ نے ان چیزوں کی طرف التفات نہ کیا۔ اسکے بعد حضرت مخدوم صابرؒ نے آپ کو اپنا خرقہ عطا فرمایا اَور اپنے ہاتھ سے خلافت نامہ لکھ کر اُن کے حوالہ کیا اَور اسم اعظم جو مشائخ سے سینہ بسینہ چلا آرہا تھا وہ بھی تلقین فرمایا۔ اس کے بعد وصیت فرمائی کہ جب میں رحلت کرجاؤں تو تین دِن سے زیادہ یہاں نہ رہنا۔ حق تعالیٰ نے تجھے علاقہ پانی پت کی ولایت عطا فرمائی ہے وہاں جاکر سکونت اختیار کرنا اور گم گشتگان بادیہ ضلالت کی ہدایت میں کمربستہ ہوجانا۔ میں ہر جگہ تمہارا ممدو معاون رہونگا۔ حضرت شیخ شمس الدین نے عرض کیا کہ حضور اقدس کی ولایت باقی اَور پائندہ ہے

marfat.com

اس بندہ کا ارادہ یہ تھا کہ باقی عمر آستانہ عالیہ کی جاروب کشی میں صرف کرتا۔ اب آپ کا حکم یہ ہے کہ پانی پت جاؤ۔ لیکن وہاں شیخ شرف الدین بو علی قلندر موجود ہیں معلوم نہیں وہ مجھ سے کسطرح پیش آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ فکر مت کرو انکا وقت آخر کو پہنچ چکا ہے۔ تمہارے وہاں پہنچتے ہی وہ وہاں سے چلے جائینگے اور چند یوم کے بعد اس دُنیا سے رحلت کر جائیں گے۔

سیر الاقطاب کی عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم صابرؒ سے رخصت ہونے کے بعد حضرت شیخ شمس الدین ترک نے سلطان غیاث الدین بلبن کے ہاں فوج میں ملازمت اختیار کر لی اور اپنی ولایت کو دولتمندوں کے بھیس میں پوشیدہ رکھا۔ آپ کی ولایت کے ظاہر ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ سلطان بلبن نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا جو کافی مدت تک جاری رہا۔ ایک رات گرد و باراں کا ایسا طوفان آیا کہ بادشاہ اسلام کے لشکر کے تمام خیمے گر گئے۔ اور تیز بارش ہونے لگی۔ سخت سردی کا موسم تھا اور آگ کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ حتیٰ کہ بادشاہ کے خیمے میں بھی اندھیرا تھا۔ بادشاہ کے خادم نے لوٹا اٹھایا اور ارادہ کیا کہ کہیں سے آگ حاصل کر کے بادشاہ کے وضو کے لئے پانی گرم کرے۔ اس نے دُور سے دیکھا کہ ایک خیمہ میں چراغ روشن ہے۔ وہ خیمہ حضرت شیخ شمس الدین ترکؒ کا تھا۔ جب خادم وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک درویش تلاوت کلام پاک میں مشغول ہے۔ لیکن انکی ہیبت سے خاموش ہو کر ٹھہر گیا حضرت اقدس نے سر اٹھا کر فرمایا کہ اگر آگ درکار ہے تو لے جاؤ۔ چنانچہ اس نے ایک لکڑی کو آگ لگائی اور بادشاہ کے خیمہ کی طرف لے گیا۔ لیکن دل میں سوچتا رہا کہ ماجرا کیا ہے۔ علی الصُّبح اُٹھ کر اس خیمہ کی طرف گیا لیکن اب وہ خالی تھا۔ اس کے بعد وہ تالاب کی طرف گیا کیا دیکھتا ہے کہ وہی درویش تالاب پر بیٹھے وضو کر رہے ہیں۔ خادم چپ چاپ کھڑا رہا۔ جب درویش وضو کر کے اپنے خیمے کی طرف چلے گئے تو خادم نے حسبِ دستور تالاب سے مشک بھری لیکن اس مرتبہ تالاب کا پانی ایسا گرم پایا کہ گویا کسی نے آگ سے گرم کیا ہے۔ باوجودیکہ سخت جاڑے کا موسم تھا اور باقی ہر جگہ پانی جم چکا تھا۔ خادم کو معلوم ہو گیا کہ یہ ساری برکت اس درویش کی ہے۔ خیر پہلے دن تو اس نے یہ راز کسی پر فاش نہ کیا۔ دوسرے دن جب حضرت اقدس کے تالاب پر جانے سے دو تین گھنٹے پہلے جا کر دیکھا تو پانی جم کر برف کی طرح سرد تھا۔ وہاں ایک درخت تھا خادم اسکے پیچھے

marfat.com

چھپ کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت اقدس تشریف لائے اور وضو کر کے نماز ادا کی۔ اسکے بعد جب خادم نے پانی میں ہاتھ ڈالا تو گرم تھا۔ مشک بھر بادشاہ کے خیمہ میں گیا اور جو کچھ دیکھا تھا یعنی پہلی رات کے طوفان کے وقت آپ کے خیمہ میں چراغ روشن ہونا۔ اس سے آگ جلانا وغیرہ سارا ماجرا بادشاہ سے بیان کر دیا۔ دوسری رات تین چار گھڑی شب باقی تھی کہ بادشاہ اٹھا اور تالاب پر جا کر پانی میں ہاتھ ڈالا تو سخت سرد پایا۔ اس کے بعد چپکے سے بیٹھ گیا۔

آپکی دُعا سے قلعہ کا فتح ہونا کچھ دیر کے بعد حضرت شیخ تشریف لائے انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر اپنے خیمہ کی طرف چلے گئے۔ انکے چلے جانے کے بعد بادشاہ نے تالاب پر وضو کیا تو پانی گرم تھا۔ حیرت زدہ ہو کر وہ حضرت اقدس کے خیمہ کی طرف گیا اور دیکھا کہ آپ تلاوتِ قرآن میں مشغول ہیں۔ بادشاہ دست بستہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ تلاوت کے بعد جب آپ نے سر اٹھایا اور دیکھا کہ بادشاہ سامنے کھڑا ہے تو آپ نے اسکی تعظیم کی۔ بادشاہ نے کہا یہ میری سعادت ہے کہ آپ جیسے ولی اللہ میرے عہد میں موجود ہیں۔ اسکے باوجود معلوم نہیں کہ یہ قلعہ کیوں فتح نہیں ہو رہا۔ حضرت اقدس نے جس قدر کوشش کی کہ بادشاہ کو دفع کریں اور آپ اپنے کو چھپا سکیں۔ لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ آخر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فاتحہ پڑھا۔ اسکے بعد بادشاہ سے فرمایا کہ ابھی حملہ کر دو۔ انشاءاللہ تعالیٰ قلعہ فتح ہو جائیگا۔ بادشاہ خوش ہو کر اپنے خیمہ میں آیا اور اسی وقت ہلہ بول دیا۔ حضرت اقدس کی توجہ سے دو گھنٹے کے اندر قلعہ فتح ہو گیا۔ بادشاہ فتحمندی سے خوش ہو کر اپنے مقام پر آیا اور اس نے ارادہ کیا کہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری دوں۔ آپ کو نورِ باطن سے یہ بات معلوم ہو گئی۔ اسلئے آپ اپنا ساز و سامان چھوڑ کر وہاں سے چلے گئے اور حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد آپ کو پانی پت جانے کا حکم مل گیا۔ لیکن حضرت مخدوم کے وصال کے بعد آپکی وصیت کیمطابق صرف تین دن کلیر شریف میں رہے اسکے بعد پانی پت تشریف لے گئے۔ جب پانی پت پہنچے تو رہنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ ناچار ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔[۱]

---

[۱] سبحان اللہ! ملک کے بادشاہ ہیں اور دیوار کے سایہ میں بیٹھ کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ انکسار، ہمت اور جوانمردی صرف خاصان خدا کو حاصل ہوتی ہے۔ نفس کے غلاموں کو کہاں نصیب ہوتی ہے۔

marfat.com

جب حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندرؒ کو اس بات کا علم ہوا تو فوراً سامان باندھ کر اپنے حجرہ سے باہر جانے لگے۔ ایک حلوہ فروش لڑکا آپ کا منظور نظر تھا، اس نے دریافت کیا کہ اس وقت آپ کہاں جا رہے ہیں۔ میں آپ کو نہیں جانے دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ولایت کسی اور کو مل گئی ہے۔ اور مجھے دوسری جگہ پر طلب کیا گیا ہے اور میں یہاں ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکتا حلوہ فروش بچے نے ضد میں آکر کہا کہ مجھے یہاں کے صاحبِ ولایت کو دیکھنے کا شوق ہے دکھا دیجئے۔ اس کے بعد آپ جہاں تشریف لے جائینگے میں بھی ساتھ جاؤنگا۔ جب اس نے بہت اصرار کیا تو حضرت بوعلی قلندرؒ نے فرمایا کہ فلاں محلے میں اس لباس کا ایک شخص قلندرانہ جامۂ چرمی پہنے ہوئے دیوار کے سائے میں بیٹھا ہوا ہے وہاں جاؤ اور دُور سے دیکھ کر واپس آجاؤ۔ لیکن یاد رکھو کہ کوئی گستاخی نہ کرنا۔ جب وہ لڑکا وہاں پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک شاہباز نے دیوار کے سایہ میں بیٹھا ہے اور اس کا نورِ ولایت آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور دو شیر غراں آپ کے دائیں بائیں بیٹھے غرا رہے ہیں۔ لڑکے کو یہ سماں دیکھنے کی طاقت نہ رہی اور سراسیمہ ہو کر حضرت شیخ بوعلی قلندر کی خدمت میں پہنچا اور کہنے لگا کہ واقعی اب یہاں رہنا مشکل ہے۔

کتاب سیر الاقطاب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سرہٗ پانی پت پہنچے تو آپ نے اشارۃً ایک پیالہ دُودھ سے بھر کر شیخ شرف الدین بوعلی قلندر قدس سرہٗ کے پاس بھیجا اسمیں اشارہ یہ تھا کہ یہ شہر میری ولایت سے پُر ہے اور یہاں کسی دوسرے کی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین نے بات سمجھ لی اور اُسی دودھ بھرے پیالے میں ایک گلاب کا پھول ڈالکر واپس بھیج دیا۔ اسمیں اشارہ یہ تھا کہ ہم اس شہر میں اسطرح رہ سکتے ہیں جس طرح یہ پھول پیالے میں سما گیا ہے۔ اور مجھے آپ کی ولایت سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔

ایک اور روایت

ایک اور کتاب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت شیخ شمس الدین ترکؒ نے پانی پت میں سکونت اختیار کر لی تو ایک دن آپکے خادم کا گذر حضرت بوعلی قلندر کے مقام پر ہوا کیا دیکھتا ہے کہ آپ شیر کی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے واپس آکر حضرت شیخ شمس الدین کی خدمت میں ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اب واپس جاؤ اور دیکھو کہ اگر وہ اسی طرح شیر کی شکل میں بیٹھے ہیں تو انکو میرا اسلام دیکر کہنا کہ شیر کی جگہ جنگل ہے۔ خادم

marfat.com

نے واپس جاکر دیکھا کہ آپ اسی طرح شیر کی شکل میں بیٹھے ہیں۔ اس نے حضرت شیخ کا سلام دیکر عرض کیا کہ حضور میرے شیخ نے فرمایا ہے کہ شیر کا مقام جنگل ہوتا ہے۔ یہ سُنکر آپ فوراً وہاں سے اٹھے اَور اُسی شیر کی صُورت میں باکھوٹی کے مقام پر چلے گئے۔ باکھوٹی پانی پت سے مشرق کی جانب ایک جگہ ہے۔ چونکہ آپ شیر کی شکل میں اس مقام پر جا بیٹھے تھے۔ اسلئے اسکا نام باکھوٹی ہوگیا۔ یہ مقام آپ کے قدموں کی برکت سے آجتک زیارت گاہِ خلائق ہے۔ جب شاہ بوعلی قلندر وہاں سکونت اختیار کر لی تو حضرت شیخ شمس الدین نے خادم بھیجکر کہلا بھیجا کہ یہ جگہ بھی ہماری ولایت میں شامل ہے۔ یہ سنکر آپ وہاں سے اٹھے اَور موضع بوڑہ کھیڑہ جو کرنال کے نواح میں ایک قصبہ ہے میں سکونت اختیار کر لی۔ اگرچہ آپ گاہے بگاہے پانی پت تشریف لے آتے تھے لیکن اکثر اوقات بوڑہ کھیڑی میں بسر فرماتے تھے۔

حضرت شاہ بوعلی قلندر کا سلسلہ نسب

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر کا شمار مجاذیب اولیا میں ہوتا ہے۔ روایت ہے کہ آپ شروع میں تیس سال تک مینار دہلی (قطب مینار) کے نیچے بیٹھ کر تحصیل علوم اَور مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے۔ آخر آپ مجذوب ہوگئے اَور جذب و شوق میں اسقدر مستغرق ہوئے کہ دائرہ تکلیف شرعی سے باہر ہوگئے اَور اپنے آباؤ اجداد کے وطن پانی پت چلے گئے۔ چنانچہ آپکے والدین یعنی سالار فخر الدین اَور بی بی حافظہ جمال کے مزارات پانی پت کے شمال کیطرف ابتک موجود ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب، سراج الامت حضرت امام اعظم کوفی قدس سرہٗ تک اسطرح جا پہنچتا ہے کہ حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر ابن سالار فخر الدین زبیر ابن سالار حسن بن سالار عزیز بن ابابکر غازی بن فارس بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم بن داناک بن امام اعظم نعمان ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

سلسلہ طریقت

اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر کی بیعت کسی مشہور بزرگ سے نہیں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ سے بیعت تھے، بعض کا خیال ہے کہ آپ حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ لیکن ان دونوں روائیتوں کی تصدیق نہیں ہوسکی۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ شاہ بوعلی قلندر کا سلسلہ تین واسطوں سے حضرت قطب الدین بختیار تک جاملتا ہے یعنی

marfat.com

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر، حضرت شیخ شہاب الدین عاشقؒ خدا کے مرید و خلیفہ تھے، شیخ شہاب الدین مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ بدرالدین غزنویؒ کے جو خلیفہ تھے حضرت خواجہ قطب الاقطاب قدس سرہٗ کے۔ درحقیقت شیخ شہاب الدین عاشق خدا کو شیخ امام الدین ابدال سے خلافت تھی۔ لیکن حضرت شیخ بدرالدین غزنوی سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ شیخ شہاب الدین عاشق خدا کو حسن پرستی میں درجہ کمال کی رغبت تھی اور عشقِ حقیقی و عشق مجازی میں آپ کا درجہ بہت بلند تھا۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔

شیخ امام الدین ابدال

شیخ امام الدین ابدال نے اگرچہ خرقہ خلافت شیخ بدرالدین غزنویؒ سے حاصل کیا تھا تاہم آپ کو حضرت خواجہ قطب الدینؒ بختیار قدس سرہٗ کی صحبت بھی ملی ہے۔ آپ بڑے بلند ہمت بزرگ تھے اور ہمیشہ گوشہ نشین رہتے تھے۔ شیخ امام الدین ابدال کی عمر دراز تھی اور حضرت سلطان المشائخ کے زمانے تک زندہ رہے۔ آپ نے ۶۸۰ھ میں وصال فرمایا۔

شیخ بدرالدین غزنویؒ

شیخ امام الدینؒ ابدال کے پیر حضرت شیخ بدرالدین غزنویؒ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کے خلفائے اعاظم میں سے تھے۔ آپ نے جب سے حضرت خواجہ قطب الاقطاب سے بیعت کی تادم حیات کبھی ان سے جُدا نہ ہوئے۔ آپ نے سالہا سال حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی خدمت انجام دی۔ آپ اکثر وعظ کیا کرتے تھے اور بڑے حقائق و معارف بیان فرماتے تھے۔ آپ اکثر عشق و محبت کے موضوع پر تقاریر کرتے تھے۔ حضرت خواجہ گنجشکرؒ اکثر انکی مجالس وعظ میں شرکت فرماتے تھے۔ آپکی حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات تھی۔ آپکا مزار دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کی پائنتی میں ہے

بوعلی قلندرؒ کی نسبت اویسیہ

اس احقر راقم الحروف نے بعض ثقہ راویوں سے سُنا ہے کہ حضرت شاہ شرف الدین فرد کامل اور مظہر کل تھے اور آپ کا تفرد کلی (مکمل فرد ہونا) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طفیل تھا کیونکہ آپ کو حضرت امیرالمومنین علیؓ سے بلاواسطہ تربیت حاصل ہوئی تھی۔ جس کی بدولت آپ جمیع کمالات ولایت و خلافت کبریٰ پر فائز ہوئے۔ اسطرح حضرت بوعلی قلندر کی نسبت اویسیہ ہوئی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے مربی تھے۔ اس فقیر راقم الحروف کو ابتدائے سلوک میں جسقدر فیوض و برکات حضرت

marfat.com

بوعلی قلندرؒ سے حاصل ہوئے اگر انکو بیان کیا جائے تو ایک مستقل کتاب وجود میں آجائیگی۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ اگرچہ شیخ جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ نے تمام معنوی کمالات حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سرہٗ سے حاصل کئے اور خرقہ خلافت بھی اُن سے حاصل کیا لیکن آپ کو اکثر ترقی باطن حضرت شاہ بوعلی قلندر کی نظر توجہ سے بھی حاصل ہوئی۔ چنانچہ اسکی تفصیل حضرت شیخ جلال الدین کے حالات میں آرہی ہے۔

حضرت بوعلی قلندرؒ کی نذر

اس کتاب میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت بوعلی قلندرؒ کی نذر گوشت کی یخنی، دہی کی لسی اور باریک روٹی ہے۔ جسقدر ہوسکے احتیاط سے تیار کرے اور فاتحہ پڑھکر حضرت اقدس کی روح کو ایصال ثواب کرے اور لوگوں میں تقسیم کردے جو مراد ہوگی جلدی پوری ہو جائیگی۔ صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں شادی کے موقعہ پر پہلے یہی نذر ادا کرتے ہیں اس کے بعد کوئی اور کام کرتے ہیں۔ وہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ بوعلی قلندر کے مرید اور خلفا بہت تھے۔ اور اکثر شاہان اسلام مثل سلطان جلال الدین خلجی اور علاؤالدین خلجی آپ کے مُرید تھے۔ اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ سلطان علاؤالدین نے چاہا کہ حضرت شاہ بوعلی قلندر کیخدمت میں نیاز ارسال کروں۔ لیکن آپکے رعب وجلال کیوجہ سے کسی خادم سلطانی کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ جاکر نیاز پیش کرے۔ کافی سوچ بچار کے بعد بادشاہ نے حضرت امیر خسروؒ کو اس خدمت پر مامور کیا۔ چنانچہ اس نے پہلے اپنے ایک مقرب دربار کے ذریعے حضرت سلطان المشائخ سے امیر خسروؒ کی رخصت طلب کرائی۔ حضرت سلطان المشائخ نے کافی تامل اور اکراہ کے ساتھ یہ بات قبول فرمائی اور امیر خسرو کو اجازت دیدی اور یہ بھی نصیحت فرمائی کہ جو کچھ حضرت بوعلی قلندر فرمادیں اس پر اعتراض نہ کرنا بلکہ دل وجان سے قبول کرنا۔ جب امیر خسرو بادشاہ کے حکم سے تحفے اور نیاز لیکر پانی پت پہنچے تو خدام نے حضرت بوعلی قلندر کو اس طریقے سے اطلاع کی کہ امیر خسروؒ کو حضرت مولانا نظام الدین نے دہلی سے آپکی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ نے اندر آنے کی اجازت دیدی۔ جب امیر خسرو آپ کیخدمت میں پہنچے، آپ نے ہندی زبان میں دریافت فرمایا کہ "پہیلی گو خسرو" تجھے کہتے ہیں۔ امیر خسرو نے سر زمین پر رکھ کر عرض کیا جی ہاں! بندہ کو اسی لقب سے

marfat.com

یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی پہیلیوں میں سے کچھ سناؤ۔ امیر خسرو نے اپنی ایک غزل پڑھی کہ جس کا مطلع یہ ہے۔

ایکہ گوئی ہیچ مشکل چوں فراق یار نیست ‎ ‎ ‎ ‎ گر امید وصل باشد ہمچناں دشوار نیست

[اے فلاں تو جو یہ کہتا ہے کہ فراق یار سے زیادہ سخت چیز کوئی نہیں ہے اگر امید وصل ہے تو کوئی مشکل نہیں ہے]

اس غزل کا مقطع یہ ہے ؎

چند گویندم برو زنّار بند اے بُت پرست ‎ ‎ ‎ ‎ بر تن خسرو کدامی رگ کہ آں زنّار نیست

[مجھے لوگ بہت کہتے ہیں کہ اے بُت پرست جاؤ اور زنار پہنو، میرا جواب یہ ہے کہ خسرو کے جسم پر کونسی ایسی رگ ہے جو زنار نہیں ہے]

حضرت بوعلی قلندر نے یہ غزل سُنکر فرمایا کہ" اے خسرو تم نے خوش گفتار کہی ہے، خوش رہوگے اور خوش جاؤ گے" یعنی انجام بھی اچھا ہوگا۔ اب درویشوں کا کلام بھی سُنو۔ چنانچہ آپ نے اپنے یہ اشعار پڑھے ؎

دیہیم خسرواں بر نعل اشتر است ‎ ‎ ‎ ‎ خسرو کسے کہ حلقۂ تجرید در براست

سیمرغ وار روئے نہفتم بقافِ عشق ‎ ‎ ‎ ‎ کو عارفے کہ منظر او عرش اکبر است

عقل کل است علم لدنی بہ عارفان ‎ ‎ ‎ ‎ ایں عقل و علم جسمی و رسمی محقر است

درس شرف نہ بود ز الواح ابجدی ‎ ‎ ‎ ‎ لوح جمال دوست مرا و را برابر است

[۱۔ ہم بادشاہوں کے تاج سے اونٹ کے پاؤں کا زنجیر بناتے ہیں یعنی ہمارے نزدیک تخت و تاج کی قدر و منزلت کچھ نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک بادشاہ وہ ہے کہ جس نے ترک و تجرید اختیار کر رکھا ہے۔

۲:۔ ہم نے سیمرغ کی طرح کوہ قاف عشق میں سر چھپا لیا ہے۔ کہاں ہے ایسا عارف کہ جسکی نظر عرش اکبر پر ہے۔

۳:۔ عارفوں کے نزدیک علم لدنی یعنی علم معرفت عقل کل کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ جسمانی عقل و دانش حقیر اور بے وقعت ہے۔

marfat.com

۴؛ شرف الدین نے لوح الف اور با کا علم حاصل نہیں کیا۔ ہمارا علم لوح جمال دوست سے آیا ہُوا ہے۔]

جب حضرت بوعلی قلندر نے امیر خسرو کے سامنے یہ اشعار پڑھے تو آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت بوعلی قلندر نے ہندی زبان میں دریافت فرمایا کہ:۔

"روندا ہَیں کجھ بوجھتدا ہَیں"

یعنی تم رو تو رہے ہو کچھ سمجھے بھی ہو۔ حضرت امیر نے جواب دیا کہ رونا تو اسی بات کا ہے کہ کچھ نہیں سمجھ سکا۔ یہ جواب سنکر حضرت شاہ بوعلی قلندر بہت خوش ہوئے اور لطف وکرم سے نوازا۔ اسکے بعد خادموں کو حکم دیا کہ تین دن کیلئے امیر خسرو کی ضیافت کی جائے۔ تین دن کے بعد آپ نے امیر خسرو کو حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ اور بادشاہ کے لئے تحائف دیکر رخصت فرمایا۔ نیز بادشاہ کیلئے آپ نے یہ دو کلمات تحریر فرمائے:۔

سُلطان علاؤ الدین خلجی کے نام بے باکانہ رقعہ

"علاء خلج خوطہ دہلی مقرر داند کہ بندگان خدا تعالےٰ را زندگانی نیکو کند" [علاء خلج دہلی کے کوتوال کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بندگان خدا تعالیٰ کی خدمت کیا کرے] [1]

کہتے ہیں کہ جب یہ رقعہ سلطان علاؤ الدین کے پاس پہنچا تو بعض اہل غرض لوگوں نے بادشاہ کو بھڑکانے کی خاطر شکایت کی کہ ایک شہنشاہ کی خدمت میں ایک درویش نے یہ ہتک آمیز الفاظ لکھدیئے ہیں۔ سلطان علاؤ الدین نے جواب دیا، اے کم عقلو حضرت بوعلی قلندرؒ نے مجھ پر ہزار مہربانی کی ہے کہ میرے لئے لوگوں کی نگہبانی کی خدمت تو روا رکھی ہے

احترامِ شریعت

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت بوعلی قلندر کی مونچھیں کافی بڑھ گئیں۔ لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ حضرت اقدس سے کچھ کہتا

[1] سبحان اللہ کسقدر استغنیٰ ہے کہ شہنشاہ برصغیر جو افغانستان سمیت برما تک جیسی وسیع سلطنت کا فرمانروا تھا اُسے ایک درویش آدھا نام لیکر اور دہلی کا کوتوال کہہ رہا ہے اور بادشاہ کا جواب بھی قابلِ تحسین ہے کہ شکر ہے کہ انہوں نے میرے ذمہ کچھ خدمت تو لگائی ورنہ منہ مبارک سے کچھ اور نکل جاتا تو ہو کر رہتا۔

marfat.com

قاضی ضیاالدین سنائیؒ جو احترامِ شریعت میں بڑے مستعد تھے نے قینچی لیکر آپ کے بال کاٹ دیئے۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت شاہ بو علی قلندرؒ اپنی موچھوں کے بال یہ کہکر چومتے تھے کہ احترام شریعتِ محمدیؐ میں کاٹے گئے ہیں۔

آپکے مکاتیب و رسالہ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپکے کچھ مکتوبات ہیں جو عشق و محبت، حقائق و معارف، ترکِ دنیا اور طلبِ مولیٰ کے مضمون پر ہیں۔ اور کسی شخص مسمی اختیار الدین کے نام پر ہیں۔ نیز ایک اور رسالہ ہے جو حکمنامہ شیخ شرف الدین کے نام سے مشہور ہے۔ اسکی بھی عوام میں کافی شہرت ہے لیکن یہ لوگوں کا اختراع معلوم ہوتا ہے۔

وصال سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ کا وصال ۱۳ ماہِ رمضان ۷۲۴ھ بمقام بوڈہ کھیڑہ اور قصبہ کرنال میں دفن ہوئے۔ چنانچہ آپ کی قبر مبارک آجتک وہاں بھی موجود ہے۔ لیکن آپ کے رشتہ دار رات کے وقت آپکی نعش نکال کر پانی پت لے آئے۔ اور وہاں دفن کرایا۔ چنانچہ آپ کے فیوض خواہ پانی پت ہو خواہ کرنال یا بوڈہ کھیڑہ اور باکھوٹی سب جگہ یکساں محیط اور جاری ہیں۔ جس مقام پر بھی آپ نے ذرا سا قیام فرمایا سجدہ گاہ خلائق ہوگیا۔ اور زیارت گاہ خاص و عام ہوا اور قیام قیامت تک رہیگا۔ ایک عارف نے خوب کہا ہے ۔

بر زمینیکہ نشانِ کفِ پائے تو بود ۔۔۔ سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود[۱]

پانی پت میں آپ کے روضہ کے اندر ایک اور قبر ہے جو مبارک خان کی قبر کے نام سے مشہور ہے کہتے ہیں کہ مبارک خان آپ کے ایک محبوب مُرید کا نام ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آمدیم برسر مطلب، جب حضرت شاہ شمس الدین ترکؒ نے اپنے پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق پانی پت میں سکونت اختیار کر لی اس علاقے کی ساری خلقت کا آپ کی خدمت میں رجوع ہوا اور سب آپ کے معتقد ہو گئے۔ چنانچہ آپ مدت دراز تک

---

[۱] خواجہ حافظ شیرازی کی اسی غزل کا ایک یہ شعر ہے۔

تا ز میخانہ و مے نام و نشان خواہد بود ۔۔۔ سرِ ما خاکِ رہِ پیر مغاں خواہد بود

marfat.com

مریدین صادق الاعتقاد کی ہدایت میں مشغول رہے اور گم گشتگان بادیہ ضلالت کو راہِ راست پر لاتے رہے۔ ایک دفعہ آپ اپنے حجرہ کے دروازہ پر بیٹھے اپنے اصحاب کے سامنے حقائق و معارف توحید بیان فرما رہے تھے کہ وہاں سے ایک نہایت ہی حسین و جمیل نوجوان شیخ جلال نام ایک شاندار عراقی گھوڑے پر سوار کا گذر ہوا آپ وہاں کے ایک رئیس کے صاحبزادہ تھے۔ جونہی حضرت شیخ کی ان پر نظر پڑی انکے حسن و جمال سے کافی متاثر ہوئے اور اپنے اصحاب سے فرمانے لگے کہ مجھے اپنی نعمت کے آثار اس جوان کی پیشانی پر نظر آرہے ہیں۔ یہ کہنا تھا کہ شیخ جلال کے دل پر بھی آپکے آفتاب ولایت کا پرتو پڑا اور گھوڑے سے اتر کر اپنا سر حضرت اقدس کے قدموں پر رکھ دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے انکا سر اٹھایا اور فرمایا کہ پھر سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ دوبارہ سوار ہو گئے لیکن حضرت اقدس کے تصرف کا یہ اثر ہوا کہ تمام ظاہری و باطنی مقاصد سے انکا مُنہ موڑ کر اپنی جانب جذب کر لیا۔ اور جمال توحید کا شیخ جلال پر ایسا اثر ہوا کہ اپنے تمام مشاغل ترک کر کے اِذَا تَمَّ الفقرُ فھو اللہ [جب فقر تمام ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے] کے میدان میں جست لگائی اور حضرت شیخ کی بیعت سے مشرف ہو گئے۔ حضرت اقدس نے کمال لطف و کرم سے اپنی کلاہِ چرمی اتار کر ان کے سر پر رکھی اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تجھے ہم نے یہ بھی دیا اور وہ بھی سے

آنچہ بصد سال کسے یافتہ ہم نفسے در نفسے یافتہ

[جو نعمت کہ کسی کو سو سال کے بعد ملے ان کو ایک لمحے میں مل گئی]

چنانچہ شیخ جلال حضرت شیخ کی نگاہِ کرم سے تھوڑے عرصے میں مرتبۂ تکمیل و ارشاد کو پہنچ گئے اسکے بعد آپ نے انکو حکم دیا کہ نکاح کر لو کیونکہ عالم باطن میں مجھے تمہاری اولاد سے ہزاروں نفوس نظر آ رہے ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو میری آستین میں جھانک کر دیکھو۔ جب شیخ جلال نے آستین میں دیکھا تو انکی نظر لوح محفوظ پر جا پڑی اور اپنی لاتعداد اولاد کا مشاہدہ کیا۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر لوح محفوظ کا نوشتہ مٹانے کی کوشش کی۔ لیکن حضرت اقدس نے انکا ہاتھ یہ کہہ کر پکڑ لیا کہ تم خدا تعالیٰ کے کام میں دخل دینا چاہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی اولاد تمہاری قسمت میں لکھی ہے تم اُسے کم نہیں کر سکتے۔ شیخ جلالؒ نے سرِ تسلیم خم کر کے

marfat.com

عرض کیا کہ آپکا فرمان بجا ہے لیکن چونکہ بعض اولاد بدکردار ہوگی اس سے میری رسوائی ہو گی۔ حضرت شیخ نے کمال مہربانی سے فرمایا کہ انمیں سے جو نیک ہونگے وہ تیرے ہیں اور جو بد ہونگے وہ میرے ہیں۔ یہ شمس فقیر اسوقت تک بہشت میں قدم نہیں رکھیگا جبتک تمہاری تمام اولاد کو ساتھ نہ لے جائیگا۔ یہ مژدہ جانفزا اسنکر حضرت شیخ جلال نے عقد نکاح کر لیا۔ اس سے آپکے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں وجود میں آئیں۔ انکے اسمائے گرامی یہ ہیں حضرت خواجہ عبد القادرؒ، حضرت خواجہ ابراہیمؒ، حضرت خواجہ شبلیؒ، حضرت خواجہ کریم الدینؒ اور حضرت خواجہ عبد الواحدؒ۔ آخری دو بیٹے لاولد فوت ہوئے۔ باقی تینوں بیٹوں سے لاتعداد اولاد وجود میں آئی اور آجتک پانی پت اور اسکے گرد و نواح میں آباد ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ انکی اولاد کو قیامت تک اپنے سایۂ رحمت میں رکھے۔

کمالات و کرامات

حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ کے کمالات اور کرامات اسقدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ شیخ یوسف پانی پتی حضرت شیخ جلال کی اولاد میں سے تھے۔ ایک دفعہ وہ اپنے احباب کے ساتھ کابل باغ کی سیر کر رہے تھے جو ظہیر الدین بابر بادشاہ نے ابراہیم لودھی بن سکندر لودھی پر فتح پا کر پانی پت میں قائم کیا تھا۔ اس باغ کے اندر ایک باولی بھی بنائی گئی تھی۔ جہاں گرمی کے موسم میں لوگ جا کر غسل کرتے تھے۔ چنانچہ شیخ یوسف اپنے ساتھی بچے باولی میں غسل کر رہے تھے۔ بعد فراغت تمام لوگ گھر چلے گئے لیکن یوسف ایک اور ساتھی کے ساتھ وہاں ٹھہر گئے اور پاس والی مسجد میں سو گئے۔ کچھ دیر کے بعد انکے ساتھی گھر چلے گئے۔ اور وہ اکیلے رہ گئے۔ جب نیند سے بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں پوری مسجد جنات سے بھری پڑی ہے جو ننگے سر اور ننگے پاؤں لڑکوں کی صورت میں ادہر ادھر بھاگ رہے تھے۔ آپ نے لاحول پڑھ کر آنکھیں بند کر لیں کچھ دیر کے بعد آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ جنات کی تعداد پہلے سے بھی زیادہ ہے اور ریچھ اور سور کی شکل میں دائیں بائیں بھاگ رہے ہیں۔ انکی طرف بڑھتے ہیں لیکن کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ آپ نے خوف کی وجہ سے پھر آنکھیں بند کر لیں۔

marfat.com

جب آنکھیں کھولیں تو انکی تعداد میں مزید اضافہ دیکھا اور چاروں طرف سے خوفناک آوازیں آنے لگیں آخر تنگ آکر انہوں نے چادر لپیٹ لی۔ اور منہ کے بل لیٹ کر حضرت شیخ شمس الدین ترک کو یاد کیا اور عرض کی کہ یا شمس الدین ترک دستگیری کیجئے۔ یہ کہنا تھا کہ کسی کے آنے کی آواز سنی۔ معلوم ہوا کہ جنوں کا بادشاہ آرہا ہے اور مجھے کھانا چاہتا ہے۔ اس اثنا میں ان کے کانوں میں آواز آئی کہ شیخ یوسف اٹھو۔ انہوں نے خیال کیا کہ وہی جنوں کا بادشاہ مجھے قتل کرنے کی خاطر اٹھا رہا ہے۔ اب دل میں خیال آیا کہ عاجزی کر کے جان بچالوں۔ اسکے بعد آواز آئی کہ شیخ یوسف اٹھو اور مت ڈرو۔ یہ سن کر انکی جان میں جان آئی اور سر اٹھا کر اوپر دیکھا کہ ایک سفید ریش سفید پوش بزرگ کمیت گھوڑے پر سوار سامنے کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا شیخ یوسف میرے ساتھ آجاؤ۔ لیکن وہ جنات ابتک موجود ہیں۔ شیخ یوسف نے عرض کیا کہ حضور جنات ابتک موجود ہیں۔ اس بزرگ نے ایک غضبناک نگاہ سے جنوں کیطرف دیکھا جس سے وہ سب بھاگ گئے۔ شیخ یوسف اس بزرگ کے ساتھ باغ کے دروازہ سے باہر آئے۔ اسکے بعد انہوں نے شیخ یوسف کو رخصت کر دیا۔ شہر کی جانب دو راستے جاتے تھے انہوں نے فرمایا کہ اس راستے سے جاؤ اور دوسرے راستے سے مت جانا۔ اسکے بعد شیخ یوسف نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں جنہوں نے مجھ پر اسقدر مہربانی فرمائی ہے۔ اس بزرگ نے کہا کہ میں وہی ہوں کہ جسکو تم نے یاد کیا تھا۔ پس انکو یقین ہو گیا تھا کہ وہ حضرت شیخ شمس الدین ترک ہیں۔ جو اس علاقے کے صاحب ولایت ہیں۔ اسکے بعد انہوں نے قدم بوسی کی اور گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن چونکہ بہت پریشانی کی حالت میں تھے اُسی ممنوعہ راستے پر چلنے لگے۔ یہ نہ جانا کہ وہ راستہ کہاں جاتا ہے۔ شہر کے قریب کچھ درخت تھے جب وہاں پہنچے تو پھر وہی جنات آگے گرد و پیش ہو گئے۔ اور آپ کے گرد گھیرا ڈالکر ہلاک کرنے کے درپے ہوئے۔ یہ دیکھ کر آپ بیہوش ہو گئے اور منہ کے بل گر پڑے اس لاشعوری کی حالت میں پھر زبان سے یا شیخ شمس الدین ترک مدد کُن کی آواز نکلی۔ آپکے کان میں آواز آئی کہ اے شیخ یوسف خاطر جمع رکھو۔ اس سے انکو تقویت ہوئی اور اٹھ کر کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شیخ پھر سامنے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں نے منع کیا تھا کہ اس راستے

marfat.com

سے نہ جانا۔ لیکن تم نے پرواہ نہ کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ان بلاؤں نے پریشان کر رکھا تھا اسلئے راستہ بھول گیا۔ آپ نے فرمایا فکر مت کرو اب اٹھو اور گھر چلے جاؤ۔ شہر کے قریب دو کنوئیں تھے۔ حضرت شیخ نے ایک کنوئیں میں ہاتھ ڈالکر پانی کا چلو لیا اور تین دفعہ شیخ یوسف کے منہ پر چھڑکا۔ اسکے بعد رخصت کر دیا اور آپ صحیح سلامت گھر پہنچ گئے۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ میرے پیر طریقت نے ایک دفعہ مجھ سے کہا ایک رات میں آرام کر رہا تھا۔ آدھی رات سے کچھ زیادہ وقت گزر چکا تھا کہ میرا ایک بھائی جو میرے قتل کے درپلے تھا تلوار ہاتھ میں لئے موقعہ غنیمت پاکر میرے سر پر آپہنچا۔ اسوقت میری زبان سے یکایک یہ کلمات نکلے "یا شمس الدین ترک" اسوقت فوراً میرے سامنے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس پر چاندی کی انگوٹھی تھی۔ اس ہاتھ نے میرے دشمن کو گردن سے پکڑ کر دور کر دیا اسکے فوراً بعد میں نے اٹھکر وضو کیا اور شیخ شمس الدین ترکؒ کے مزار کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جب میں نے سر مزار مبارک کی پائنتی میں رکھا تو قبر مبارک سے ایک ہاتھ باہر نکلا اور میرے منہ کے قریب آگیا میں نے اس ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا اور سر اور منہ پر ملتا رہا اور چومتا رہا۔ اس خوشی کے عالم میں دل میں خیال آیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ چراغ روشن ہوتا۔ تاکہ اس ہاتھ مبارک کی زیارت کرتا۔ یہ خیال آتے ہی اس ہاتھ کے ایک ناخن سے روشنی پیدا ہوئی اور میں نے جی بھر کر اس ہاتھ کی زیارت کی اور معلوم ہوا کہ یہ وہی ہاتھ ہے جس نے پہلے میری راہنمائی کی تھی۔ اسکے بعد میں نے پھر ایک بار بوسہ دیا اور شکر بجالایا۔ جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہی انگوٹھی ہے جس نے اس سے پہلے مجھے مصیبت سے بچایا تھا۔ چنانچہ میں نے پھر ہاتھ پر بوسہ دیا اور شکر بجالایا۔ فاتحہ پڑھا اور گھر واپس آیا۔ کسی نے اسکے مناسب حال یہ اشعار کہے ہیں۔

نہ مشاطہ نگارے دست او بست نمودہ دستِ قدرت، قدرتِ دست
یدِ بیضا بدست او رہن است یداللہ فوق ایدیہم ہمین است

[خدایا کس کاریگر نے اس ہاتھ کو بنایا کہ جس سے دستِ قدرت خود قدرتِ دست بن گیا۔ یہ وہ ہاتھ ہے کہ جس کے سامنے یدِ بیضا (موسےؑ کا ہاتھ مرہون ہے اور قرآن

marfat.com

کی آیت ید اللہ فوق ایدیھم (پیغمبرؐ کا ہاتھ نہیں تھا بلکہ خدا کا ہاتھ جو صحابہ کے ہاتھ کے اوپر تھا) بھی یہی ہاتھ ہے۔

سیر الاقطاب میں یہ بھی آیا ہے کہ جب حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سرہٗ ترکستان سے آئے اور اپنے شیخ کے حکم سے قصبہ پانی پت میں اقامت پذیر ہوئے بقیہ عمر تجرید و تفرید میں گذار دی اور شادی نہ کی۔ لیکن ترکستان میں آپ نے شادی کی تھی اور وہاں آپکا ایک فرزند بھی رہ گیا تھا کہ جنکا اسم گرامی سید احمد تھا۔ انکی وجہ سے وہاں سادات کا خاندان قائم رہا۔ انمیں سے ایک صاحب کو میں جانتا ہوں جو سلطان شہاب الدین صاحب قران ثانی شاہ جہاں غازی کے ملازم تھے۔ اور منصب پنج ہزاری پر فائض تھے لیکن انہوں نے اپنے اسلاف کا مسلک ترک نہیں کیا تھا اور خواجہ کہلاتے تھے۔ اسوجہ سے کہ سادات ولایت [ترکستان] کے لوگ خواجہ کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ وہاں جو شخص سادات صحیح النسب میں سے ہے خواجہ کے لقب سے ممتاز ہوتا ہے۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ شیخ شمس الدین ترک قدس سرہٗ نے جو خرقۂ خلافت حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ سے حاصل کیا تھا حضرت شیخ جلال الدینؒ کو عطا فرما کر اپنا خلیفہ جانشین بنایا اور ۱۹ شعبان ۷۱۶ھ اور سیر الاقطاب کی روایت کیمطابق ۱۰ جمادی الثانی ۷۱۶ھ کو وصال فرمایا۔ لیکن پہلی روایت صحیح ہے۔ بہر حال آپکا وصال قصبہ پانی پت میں ہوا جہاں آپکا مزار مبارک خلائق کا قبلہ حاجات ہے۔ لیکن صاحب مراۃ الاسرار جو فن تاریخ میں بہت معتبر ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ شمس الدین ترک کا سن وصال نظر سے نہیں گذرا لیکن آپ حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس سرہٗ کے ہم عصر تھے اور حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہٗ کا وصال سلطان فیروز شاہ کے عہد میں سال ۷۵۷ھ میں ہوا رحمتہ اللہ علیہ۔ **اللھم صلی علی محمد و اٰلہٖ و اصحابہٖ اجمعین** ۔

از رہگذر خاکِ سر کوئے شما بود   ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ

آں غریقِ بحرِ وصال ، آں بیرون از افہام رجال ، آں منزہ از عوارض کیف وکم ، ناظرِ جمال وھو معکم ، ہمگی دلش مصبوغ بہ صبغۃ اللہ ، جملگی روحش مشغوف ، فثم وجہ اللہ جلیس مسند حق الیقین قطب اقلیم ، حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ کا شمار اس طائفہ صوفیاء کے محبین اور محبوبین میں ہوتا ہے ۔ آپ شانِ عظیم ، طبع کریم ، لطفِ عمیم اور حالتِ مستقیم کے مالک تھے ۔ آپ نے اپنے اوپر اسقدر ریاضات ومجاہدات لازم کر رکھے تھے کہ شدتِ بھوک کیوجہ سے آپکا نفس امارہ جسم مبارک سے رخصت ہو چکا تھا لیکن استقامت میں ذرا بھر فرق نہ آیا ۔ آپ کشف وکرامات میں بے نظیر تھے ۔ تربیتِ مریدین میں آپ یدِ طولیٰ رکھتے تھے ۔ چنانچہ آپ ایک نظر سے ساکنانِ ملک ناسوت [دنیا] کو مشاہدہ ملک جبروت ولاہوت سے مشرف کرا کر عالم بے رنگی [ذاتِ بحت] سے آشنا کرا دیتے تھے ۔ آپ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ کے مرید وخلیفہ جانشین ہیں ۔ آپکا اسم شریف خواجہ محمدؒ اور لقب جلال الدین تھا ۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی محمود تھا ۔ اور آپکا سلسلہ نسب امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اسطرح جا ملتا ہے ۔ حضرت شیخ جلال الدین بن خواجہ محمود بن کریم الدین بن خواجہ یعقوب بن جمیل الدین بن خواجہ عیسٰی بن مجد الدین خواجہ اسماعیل بن شرف الدین بن خواجہ محمد بن صدر الدین خواجہ ابا بکر بن صدر الدین خواجہ علی بن شمس الدین خواجہ عثمان بن نجم الدین خواجہ عبیداللہ ، بن شہاب الدین خواجہ عبدالرحمٰن ثانی بن زین الدین خواجہ عبدالعزیز السرخشی بن فخر الدین خواجہ خالد بن ضیاء الدین خواجہ ولید بن قطب الدین خواجہ عبدالعزیز الکبیر بن رکن الدین خواجہ عبدالرحمٰن جو مدینہ منورہ سے گاذرون آئے تھے ، ابن علاؤالدین خواجہ عبداللہ ثانی ابن علم الدین خواجہ عبدالعزیز بن حسام الدین خواجہ عبداللہ کبیر بن امام الدین خواجہ ابن امیر المومنین المتقین ، حبیب الرحمٰن حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ آپ مادر زاد ولی

marfat.com

تھے۔ اور ایام طفلی سے محبت الٰہی اور جذبۂ الٰہی میں مستغرق تھے آپ اکثر صحرا میں جاکر ذکر خدا میں مشغول ہو جاتے تھے۔ آخر کار ذات مطلق میں استغراق آپ پر اسقدر غالب ہوا کہ دوسرے کسی کام کیطرف جا ہی نہیں سکتے تھے۔ لیکن نماز پنجگانہ کے وقت آپکے مریدین آپکو خبردار کر دیتے تھے۔ جب آپ مراقبہ سے سر اٹھاتے تھے جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا فوراً ہو جاتا تھا۔ آپ سماع اکثر سنا کرتے تھے اور مشائخ عظام کا عرس بھی کیا کرتے تھے۔ آپکی مجالس میں علماء و مشائخ کا اجتماع رہتا تھا۔ خلق خدا آپ کی گرویدہ اور ہر قسم کی خدمت کیلئے کمربستہ تھی۔ نیز کسی شخص کو اس بات کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ آپ کے سماع پر اعتراض کرے۔ آپ کی مصنفہ ایک کتاب ہے جسکا نام ہے "زاد الابرار"۔ یہ کتاب حقائق و معارف سے لبریز ہے۔ آپ چالیس برس سفر میں رہے اور کئی بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ نے بے شمار مشائخ کرام اور اولیائے عظام سے نعمت حاصل کی۔ آپ کے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ مخدوم شیخ احمد عبدالحق جیسے شاہباز بلند پرواز آپکے مرید و خلیفہ ہیں۔ حالانکہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ نے دہلی اور اسکے علاقے کے تمام مشائخ کی صحبت اختیار کی لیکن حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہ کے سوا کسی بزرگ سے آپکی مشکل حل نہ ہوئی۔ شیخ جلال الدین کے والد ماجد بڑے دولتمند اور صاحب جاہ و حشمت تھے اور پانی پت میں رہتے تھے۔ شیخ جلال الدینؒ نہایت حسین و جمیل تھے اور لباس فاخرہ زیب تن کرتے تھے۔ اور عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اسکے ساتھ آپ سخی بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ شیخ بوعلی قلندر کے منظور نظر تھے۔ اور ایام طفلی سے انکے درمیان محبت کا رابطہ تھا۔ شیخ بوعلی قلندر روزانہ شیخ جلال سے ملنے کیخاطر ان کے مکان پر جایا کرتے تھے ایک دن شیخ جلال الدین خرمن سے اپنا حصہ لینے کیخاطر زمین پر گئے ہوئے تھے۔ شیخ بوعلی بھی گھوڑے پر سوار ہو کر انکو ملنے وہاں چلے گئے۔ جب شیخ جلال الدین نے انکو دور سے دیکھا اپنے دامن میں غلہ بھر کر لے آئے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ بیٹے یہ کیا کر رہے ہو شیخ جلال الدین نے جواب دیا کہ آپکے گھوڑے کیلئے دانہ لایا ہوں۔ انہوں نے کہا گھوڑے سے پوچھو اگر اسے بھوک لگی ہے تو کھلا دو۔ شیخ جلال نے گھوڑے کیطرف منہ کر کے کہا کہ

marfat.com

تیرے لئے غلہ لایا ہوں کھا ؤ گے ؟ گھوڑے نے جواب دیا کہ میرا پیٹ بھرا ہوا ہے مجھے غلے کی ضرورت نہیں ۔ یہ دیکھ کر شیخ جلال الدین حیران رہ گئے ۔ انکی حیرت دیکھ کر شیخ بوعلی قلندر نے فرمایا کہ حیران کیوں ہوتے ہو ۔ میں نے یہ غلہ تجھے بخشا ہے اور خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تجھے اتنی اولاد نصیب ہو جتنے یہ دانے ہیں ۔ چنانچہ انکی دعا برکت سے حق تعالیٰ نے انکو بہت اولاد عطا فرمائی ۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن شاہ بوعلی قلندرؒ راستے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ شیخ جلال گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے گذرے ۔ جب بوعلی قلندرؒ نے انکو دیکھا تو فرمایا زہے اسپ و زہے سوار [کیسا گھوڑا اور کیسا سوار] یہ سنکر شیخ جلال الدین پر حالت طاری ہوگئی اور گھوڑے سے اُتر آئے اور گریباں چاک کر کے صحرا میں نکل گئے اور مدت تک پھرتے رہے ۔ اُس وقت قطب عالم شیخ جمال الدین ہانسویؒ بقید حیات تھے ۔ انکو غیب سے بشارت ہوئی کہ شیخ جلال الدین پانی پتی آرہے ہیں ۔ ان سے ملو ۔ انکی دعا کی برکت سے تمہارا سلسلہ جاری ہو جائیگا ۔ شیخ جلال الدین ابھی شہر میں نہیں پہنچے تھے کہ شیخ جمالؒ نے خادم سے کہا کہ اُس طرف جاؤ ۔ چند درویش ملیں گے انکو میرا سلام دینا اور یہاں آنے کی دعوت دینا ۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی ۔ چند قدم چلنے کے بعد درویشوں سے ملاقات ہوئی تو اس نے انکو شیخ جمال کا پیغام دیا ۔ درویشوں نے دعوت قبول کی اور اپنا سامان شیخ جلالؒ کے حوالہ کر کے شیخ جمال کے پاس چلے گئے ۔ شیخ جمال کھڑے انتظار کر رہے تھے جب انکو شیخ جلال الدین نظر نہ آئے اور اشارۂ غیب سے انکی جو علامات بتائی گئی تھیں انہوں نے کسی شخص کے اندر نہ دیکھیں تو درویشوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ بھائی جس شخص کی مجھے جستجو تھی وہ تو نظر نہیں آرہا ۔ درویشوں نے جواب دیا کہ ہم سب آگئے ہیں صرف ایک بچہ باقی رہ گیا ہے جسے ہم سامان کی حفاظت کیلئے چھوڑ آئے ہیں ۔ شیخ جمالؒ نے فرمایا کہ مجھے اسی بچے سے کام ہے ۔ چنانچہ شیخ جمال نے انکو کھانا کھلایا اور ایک آدمی کو بھیجا تاکہ شیخ جلال کو لے آئے ۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ جلال آگئے ۔ جب شیخ جمالؒ نے انکو دیکھا تو بہت عزت و تکریم سے پیش آئے اور کھانا پیش کیا ۔ فراغت کے بعد

marfat.com

شیخ جمالؒ نے باقی درویشوں کو آرام کی خاطر دوسرے مقام پر بھیج دیا اور شیخ جلال الدینؒ سے خلوت میں کہا کہ ایک دفعہ میں نے شیخ علی احمد صابر قدس سرہٗ کا خلافت نامہ چاک کر دیا تھا اور انہوں نے میرے سلسلہ کو چاک کر دیا تھا۔ جب یہ بات حضرت خواجہ گنجشکرؒ تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ شیخ جمال کے سلسلہ کو اب کوئی شخص زندہ نہیں کر سکتا سوائے ایک شخص کے کہ جو شیخ صابرؒ کے سلسلہ میں ہوگا اور اسکا نام شیخ جلال الدین پانی پتی ہوگا۔ اگر وہ دعا کرے تو شیخ جمال کا سلسلہ جاری ہو سکتا ہے۔ اب مجھے غیب سے بشارت ہوئی ہے کہ وہ شخص آپ ہیں۔ مہربانی فرما کر دعا کریں تاکہ میرا سلسلہ جاری ہو۔ شیخ جلال الدینؒ نے فوراً وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھ کر دعا کی اور فاتحہ پڑھا۔ اسکے بعد شیخ جمالؒ سے رخصت کے بعد درویشوں کے پاس چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمائی۔ حتیٰ کہ شیخ جمال کے وصال کے بعد شیخ نور الدین کو جو ابھی چھ ماہ کے بچے تھے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کی خدمت میں دہلی لے جایا گیا۔ حضرت سلطان المشائخ نے بچے کو مُرید کیا اور خلعت خاص عطا فرما کر رخصت کر دیا۔ چنانچہ حضرت شیخ جلال الدین کی دُعا اور حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کی عنایت سے شیخ جمال کا سلسلہ پھر سے جاری ہو گیا۔ جب اُن درویشوں نے حضرت شیخ جمالؒ سے رخصت طلب کی تو انہوں نے سب کو رخصت دیدی۔ لیکن شیخ جلال الدینؒ سے فرمایا کہ آپ خدا تعالیٰ کے دوست ہیں اور کمالات کے مالک ہیں آپ کیلئے مناسب نہیں کہ سرگرداں پھرتے رہیں۔ آپ اپنے وطن واپس جائیں وہاں ایک مرد صاحب کمال سے جنکا نام شمس الدین ترکؒ ہے آپ کی ملاقات ہوگی اور آپ کے فتح باب کا انحصار ان پر موقوف ہے۔ اور ان ہی سے آپکو مراد ملے گی۔ اگر مجھے اجازت ہوتی تو ہرگز دریغ نہ کرتا۔ چنانچہ شیخ جلال الدین پانی پت جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ لیکن وہ درویش جنکی شیخ جلال کیوجہ سے خاطر تواضع ہو رہی تھی یہ بات پسند نہیں کرتے تھے کہ آپ سے جدا ہو جائیں۔ بلکہ ان کی صحبت کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھا اور رختِ سفر جو پہلے شیخ جلالؒ سے اٹھواتے تھے اب خود اٹھانے لگے۔ لیکن شیخ جلال نے اُسی وسعتِ مشرب کا مظاہرہ کیا اور اُن سے سامان لیکر خود اُٹھا لیا اور روانہ ہو گئے۔ درویشوں نے دیکھا کہ وہ بوجھ آپ کے سر پر

marfat.com

معلق ہو رہا تھا۔ اس سے وہ بہت حیرت زدہ ہوئے اور پہلے سے بھی زیادہ آپکے معتقد ہو گئے اور سارا سامان زبردستی اُن سے لے لیا۔ یہ کہتے ہوئے کہ آپکے ہمارے ساتھ ہونا ہی ہمارے لئے فخر کی بات ہے بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ساری عمر آپکی خدمت میں گذار دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے آپ لوگوں سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی بلکہ آپ کی صُحبت میں مجھے راحت ملی ہے۔ میں آپ سب سے راضی ہوں اور اب یہ چاہتا ہوں کہ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اپنے وطن کو چلا جاؤں۔ چنانچہ شیخ جمال کی وصیت کے مطابق آپ اُن سے رخصت حاصل کر کے وطن پہنچ گئے۔ لیکن یہ روایت راقم الحروف [مؤلف اقتباس الانوار] کے نزدیک ضعف سے خالی نہیں ہے۔ بلکہ بے بُنیاد ہے۔ جیسا کہ اربابِ رُوحانیت سے مخفی نہیں۔

سیر الاقطاب میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک دفعہ شیخ جلال الدّین پانی پتی مشرق کی جانب سفر کرتے ہُوئے ایک مقام پر پہنچے جہاں لوگ اپنا سامان باندھ کر بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے جب آپنے ایک آدمی سے اسکی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ مالوہ کا حاکم لگان وصول کرنے آیا تھا اور یہ لوگ لگان ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اسلئے مفرور ہو رہے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ اپنے سردار کو بلاؤ۔ جب انکا سردار سامنے آیا تو آپنے اس سے کہا کہ اگر اسقدر زر پیدا ہو جائے کہ تم لوگ لگان بھی ادا کر دو اور کچھ تمہارے لئے بچ بھی جائے تو کیا کہتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ یہ بات ناممکن ہے البتہ دوستانِ خدا کے نزدیک بہت آسان ہے۔ آپنے فرمایا کہ پہلے یہ کام کرو کہ اسؔ گاؤں کو میرے ہاتھ پر فروخت کر دو تاکہ نام میرا ہو اور سکونت تم رکھو۔ رئیس نے یہ بات قبول کر لی۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس جسقدر لوہے کے اوزار ہیں سب یہاں جمع کر دو۔ اور اُپلوں کا ڈھیر لگا کر اسکو آگ لگا دو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپنے فرمایا اچھا اب جاؤ صبح واپس آکر اپنے اوزار واپس لے جانا۔ یہ کہہ کر آپ رات کی تاریکی میں غائب ہو گئے۔ صبح جب لوگ وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے تمام اوزار خالص سونا بن چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے لگان ادا کی اور خوشحال ہو گئے۔ حتیٰ کہ آج تک وہ مالدار ہیں۔

marfat.com

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہ کوہستان میں سیر کر رہے تھے۔ وہاں ایک جوگی کو دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی پر آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے آنحضرت دیر تک اسکے سامنے کھڑے رہے۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو آپ کو سامنے کھڑا ہوا پایا۔ اس نے اپنے کپڑوں میں سے ایک پتھر کا ٹکڑا نکال کر حضرت شیخ جلال کو دیا اور بتایا کہ اسے پارس کہتے ہیں۔ اگر پارس کو لوہے سے لگایا جائے تو لوہا سونا ہو جاتا ہے۔ آپنے اسے لیکر پانی کے چشمے میں پھینک دیا۔ یہ دیکھکر جوگی حیران ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے یہ چیز ہزار کوشش اور محنت سے حاصل کی تھی تم نے اسکی قدر نہیں پہچانی اور اسے ضائع کر دیا۔ میں نے تو آپکے حال پر رحم کیا تھا کہ فقر و فاقہ سے نجات مل جائیگی اب تم یہ کرو کہ ہر حال میں وہ چیز پانی سے تلاش کر کے مجھے واپس دو۔ آپنے فرمایا اے جوگی جب تم نے وہ چیز مجھے بخش دی تو وہ میری ہو گئی۔ اور میں نے جو چاہا کیا۔ جوگی نے جواب دیا کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ تم نے ایسی بے بہا دولت کو میرے سامنے برباد کر دیا۔ لہٰذا جب تک تم وہ چیز واپس نہیں کروگے یہاں سے تمہاری خلاصی ناممکن ہے۔ جب حضرت اقدس نے دیکھا کہ جب تک وہ پتھر اُسے واپس نہیں ملتا زبان درازی سے باز نہیں آئیگا۔ آپنے فرمایا کہ اے کم عقل پانی کے اندر آؤ اور اپنا پتھر اٹھالو۔ اگر اس قسم کے بہت سے پتھر تجھے مِل جائیں تو حرص نہ کرنا۔ جب جوگی نے چشمہ کے اندر قدم رکھا تو اس جیسے بیشمار پتھر پڑے ہیں اور سب سے اُوپر اسکا اپنا پتھر پڑا ہے۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ چنانچہ اس نے اپنا پتھر اٹھالیا لیکن حرص اور لالچ نے اسے مجبور کیا اور ایک اور پتھر اٹھالیا۔ اب وہ اسے چھپانا چاہتا تھا حضرت اقدس نے روشن ضمیری سے معلوم کر لیا اور فرمایا کہ اے کور باطن وعدہ خلافی کر رہا ہے۔ اس سے جوگی پشیمان ہوا اور پانی سے باہر آتے ہی دونوں پتھر حضرت اقدس کے سامنے پھینک دیئے اور سر آپ کے قدموں میں رکھکر کہنے لگا کہ حضور جس علم و معرفت نے آپکو اس چیز سے مستغنی کر دیا ہے مجھے بھی اس سے کچھ عنایت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نعمت اسلام لائے بغیر نہیں مِل سکتی۔ جوگی نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اسکے بعد حضرت شیخ کی تربیت سے بلند مراتب کو پہنچا۔

marfat.com

سیر الاقطاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ جلال الدین نے چالیس سال کے بعد اپنے وطن مالوف میں قیام فرمایا تو ایک دن شیخ بوعلی قلندر کے پاس جاکر راہِ حقیقت کے متعلق معلومات چاہیں کیونکہ ایامِ طفولیت سے آپکا انکے ساتھ اعتقاد و اخلاص تھا۔ شاہ بوعلی قلندرؒ نے فرمایا کہ آپ کی کشائش ایک اور بزرگ کے ہاتھ میں ہے جو یہاں کا صاحبِ ولایت ہوگا۔ اور آجکل اس شہر میں پہنچ جائیگا۔ چنانچہ شیخ جلال الدینؒ اس بزرگ کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ اسوجہ سے کہ شیخ جمالؒ نے بھی یہی بات کہی تھی۔ کچھ عرصے کے بعد جب حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پت تشریف لائے اور سکونت اختیار کی تو شیخ جلال انکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہانتک سیر الاقطاب کا کلام ہے۔ لیکن مراۃ الاسرار میں یہ لکھا ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ حضرت شیخ جلالؒ کے والد بڑے مالدار تھے اور آپ ایامِ طفولیت سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ نیز اس سے پہلے کوئی سفر بھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ ہمیشہ شکار وغیرہ میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دن جب لباس فاخرہ زیبِ تن کیا اور عراقی گھوڑے پر سوار ہوکر حضرت شیخ شمس الدینؒ ترک کی خانقاہ کے قریب گذرے اور ان کی نظر کیمیائے اثر شیخ جلال کے حسن و جمال پر پڑی تو انہوں نے تصرف ولایت سے اپنی طرف جذب کرلیا۔ پس وہ گھوڑے سے اتر کر آئے اپنا سر حضرت شیخ کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اسکے بعد حضرت شیخ کیلئے خدمت میں رہ کر آپ کے فیضِ تربیت سے بلند مراتب کو پہنچے۔ حضرت اقدس نے آپکو اسمِ اعظم کی بھی تلقین فرمائی۔ چنانچہ حضرت شیخ شمس الدین ترکؒ کے وصال کے بعد آپ انکی مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے۔ اور ایک جہان آپ سے فیض یاب ہوا۔ آپکا لنگر اسقدر وسیع تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ ہر روز ایک ہزار آدمی آپکے دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ جس روز ایک ہزار سے کم ہوتے تو خادم لوگ کوچہ و بازار میں جاکر آدمی لے آتے اور انہیں قسم قسم کے کھانے کھلاتے حتیٰ کہ طبق اور سرپوش بھی لوگ ساتھ لے جاتے تھے اور لنگرخانہ میں واپس نہیں کرتے تھے۔ جب آپ شکار کو جاتے تو دس، پندرہ بیس دن شکار میں مصروف رہتے۔

marfat.com

وہاں بھی لنگر کا یہی حال رہتا اور اُسی تعداد میں آدمی آپ کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ حتیٰ کہ آخری عمر تک آپکے جود و کرم کا یہی عالم رہا۔ یہ اسو جہ سے تھا کہ حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سرہٗ نے بیعت کرتے وقت آپ سے فرمایا تھا کہ ایں ہم دادم و آں ہم دادم [میں نے تم کو یہ بھی دیا اور وہ بھی] املاک و اسباب، مال و دولت، اونٹ، گھوڑے وغیرہ بیش در بیش موجود تھے۔ لیکن حضرت کی ذات بابرکات غلبۂ استغراقِ ذات میں ان تمام چیزوں سے مستغنی تھی۔ یہ مال و دولت تو کیا چیز ہے آپکو کون و مکان کی بھی خبر اور پرواہ نہیں تھی مشائخ طریقت کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ نے مشرب قلندریہ اختیار کر رکھا تھا اور موجودات میں سے کسی چیز کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے آپکے کمالات و کرامات اسقدر زیادہ ہیں کہ اس مختصر سی کتاب میں انکی گنجائش نہیں۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ ایک عزیز تھا جسکا نام احمد قلندر تھا۔ جو ترکستان سے آکر تلاش شیخ میں پھر رہا تھا۔ سیر و سیاحت کی حالت میں وہ ہندوستان کے لکھی جنگل میں پہنچا اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اسکے بعد اس نے اطراف و جوانب کے مشائخ کے پاس دعوت نامے لکھے۔ چنانچہ حضرت شیخ جلال الدین بھی اسکی دعوت پر وہاں جا پہنچے۔ جب دسترخوان پر کھانے لگائے گئے تو مہمان یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حرام جانوروں مثل بلی، بندر وغیرہ کے گوشت پکے ہوئے ہیں۔ اسو جہ سے انہوں نے کھانا کھانے سے پرہیز کیا اور حضرت شیخ جلال الدینؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ آپنے فرمایا تم لوگ گھبراتے کیوں ہو۔ خدا تعالیٰ سے یہ عرض کیوں نہیں کرتے کہ الٰہی اس دسترخوان پر جو چیز حرام ہے اسکو یہاں سے دور کر دے۔ جونہی آپنے یہ بات کہی خدا کے حکم سے ہر جانور جسکا گوشت دسترخوان پر موجود تھا زندہ ہو کر جنگل کی طرف بھاگ گیا اور تمام طبق خالی رہ گئے۔ اسکے بعد احمد قلندر نے شیخ جلال الدینؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میری دعوت کا مقصد بھی یہی تھا کہ اس بہانے کسی صاحب دولت بزرگ کی صحبت حاصل ہو اور میں اُس سے عرفان حاصل کروں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپکی ذات پاک کو بندہ کی طرف بھیج دیا۔ اسکے بعد اس نے تمام مشائخ کو عزت و اکرام کے ساتھ رخصت کیا اور حضرت شیخ جلال الدینؒ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ حضرت شیخ نے کچھ عرصہ اسکی تربیت فرما کر مرتبہ تکمیل

marfat.com

تک پہنچایا اَور خلافت دیکر ملتان بھیج دیا اَور خود پانی پت کی طرف چلے گئے۔

حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی کی بیعت

ان ایام میں حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ بھی شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ احمد عبدالحق حضرت شیخ جلال الدینؒ پانی پتی کیخدمت میں حاضر ہوکر بیعت ہوئے تو کلاہ ارادت پہننے کے بعد اُسی جگہ سکونت پذیر ہوگئے اَور حضرت شیخ کیخدمت لازم پکڑلی۔ لیکن چونکہ آپ کے ہاں مال و دولت کی فراوانی تھی اَور حضرت شیخ احمد عبدالحق پر تجرید کا غلبہ تھا۔ آپ کی طبیعت میں ذرا تنفّر پیدا ہوا۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ قطبِ عالم حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ ایک دن شیخ جلال الدینؒ کے ایک مرید نے حضرت شیخ احمد عبدالحق کو گھر پر بُلاکر ضیافت دی۔ طعام کے ساتھ کچھ منشیات بھی تھے۔ جب آپ کی نظر منشیات پر پڑی تو فوراً اُٹھ کر حضرت شیخ جلال الدینؒ کیخدمت میں حاضر ہوئے اَور طاقیہ ارادت [مریدی کی ٹوپی] واپس کرکے جنگل کی طرف نکل گئے۔ لیکن جنگل میں کوئی راستہ نہیں ملتا تھا۔ آخر تنگ آکر ایک درخت کے قریب گئے جہاں دو مردِغیب نمودار ہوئے۔ شیخ عبدالحقؒ نے اُن کے پاس جاکر دریافت کیا کہ راستہ کس طرف ہے۔ انہوں نے جوابدیا کہ راستہ شیخ جلال الدینؒ کے در پر جاکر گم ہوجاتا ہے۔ یہ بات تین مرتبہ کہہ کر وہ انکی نظروں سے گم ہوگئے یہ دیکھ کر انکو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ خداتعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اَور مجھے یہ بتانے آئے ہیں کہ تیری مشکل شیخ جلال الدینؒ کے ہاں حل ہوگی۔ چنانچہ کمال ندامت سے انہوں نے توبہ کی اَور حضرت شیخ کیخدمت میں واپس آگئے۔ واپس آکر کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شیخ جلال الدین وہ طاقیہ ارادت ہاتھ میں لئے دروازہ پر کھڑے انتظار کر رہے ہیں۔ شیخ عبدالحق نے آتے ہی سر قدموں میں رکھدیا آپنے کمال لطف وکرم سے انکا سر اوپر اٹھا کر انکو بغل میں لے لیا اور کلاہِ ولایت انکے سر پر رکھ کر اسرارِ حق سے آشنا کیا۔ اسکے بعد فرمایا کہ بابا عبدالحق آج میرے مہمان ہو۔ اسکے بعد خادم لنگر کو حکم دیا کہ ہر قسم کا کھانا تیار کرو اور اسکے ساتھ ہر قسم کے منشیات بھی رکھ دینا۔ جب خادم نے تمام کھانے اَور منشیات دسترخوان پر لگا

marfat.com

دیئے تو آپنے شیخ عبدالحق اور دوسرے احباب کو دستر خوان پر بلایا اور شیخ عبدالحق کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بابا عبدالحق جس برتن کو تم حضرت احدیت سے جدا اور بعید سمجھو اسکو ہاتھ نہ لگاؤ اور اس سے پرہیز کرو۔ یہ کلمات سنتے ہی حضرت شیخ عبدالحق کی نظر جمال توحید حق پر پڑ گئی اور اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا] کی تجلیات کا آپکے قلب پر فوج در فوج ورود ہونے لگا اور ہر جگہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ کا مشاہدہ ہونے لگا۔ ظہور حق کی تجلیات کی شدت سے مغلوب ہوکر آپ پر گریہ طاری ہوگیا۔ اور مدت تک خانقاہ کے ایک کونے میں پڑے رہے۔ اس عرصے میں ماسوی اللہ کی گرد سے آپکا سینہ پاک ہوگیا ؎

ممکن گرد امکان برفشاند بجز واجب دیگر چیزے نماند

[ممکن یعنی غیر اللہ کی گرد سے آپکا قلب باغ ہوگیا اور ذات واجب الوجود کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ یعنی ممکن بھی واجب نظر آنے لگا اور حادث و قدیم کا فرق مٹ گیا]۔ غرضیکہ ایک دن حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ کمال لطف و کرم سے انکے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بابا عبدالحق کوئی چیز اختیار کرو، ہوش میں آؤ اور کچھ کھاؤ۔ انہوں نے استغراق کی حالت میں سر اوپر اٹھا کر عرض کیا کہ جب تک میں غائب تھا مجھے معلوم نہ تھا کہ کیا کھا رہا ہوں (کہاں سے) کھا رہا ہوں (کیوں) کھا رہا ہوں۔ اب حیران ہوں کہ کیا کس چیز کو لوں اور کس چیز سے پرہیز کروں اور پاک اور ناپاک میں کس طرح فرق کروں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت

[اسکی غیرت نے دو جہانوں میں کوئی غیر نہ چھوڑا۔ یعنی سب کچھ ایک ہوگیا]

سبحان اللہ جو مقام بزرگوں کو تکمیل کے بعد حاصل ہوتا ہے وہ آپ کو ابتدا میں مل گیا۔ بہرحال جب حضرت شیخ جلال الدینؒ نے کھانے کے متعلق بہت اصرار فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ اگر چینہ[1] خود رَو ہوتا ہو تو اسکی روٹی کھائی جا سکتی ہے۔ حضرت

---

[1] چینہ ایک قسم کا اناج ہے جو باجرہ سے بھی زیادہ باریک ہوتا ہے اور اسکے آٹے کی روٹی زیادہ صاف نہیں ہوتی بلکہ میلی ہوتی ہے۔ یہ غرباء و مساکین کی غذا ہے اور خود رَو چینہ تو اور بھی فقراء کیلئے زیادہ افضل ہوتا ہے کیونکہ جنگل کی چیز ہے کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔ اسلئے حرام و حلال کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

marfat.com

شیخ جلالؒ کا بھی یہی دستور تھا کہ مرید ہونے سے پہلے جب آپنے تجرید اختیار کی تو کبھی کبھی صحرا سے خودرَد چینہ سے افطار کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے خادموں سے کہا کہ چینہ کے آٹے کی روٹی تیار کر کے لے آوَ۔ خدام چینہ اَور چاول کی سفید اَور صاف روٹی تیار کر کے لے آئے۔ حضرت شیخ عبدالحق نے عرض کیا کہ یہ تو چاول اَور چینہ کی روٹی ہے خالص چینہ کی نہیں ہے۔ یہ سنکر حضرت اقدس نے فرمایا کہ بابا اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَ یُحِبُّ الْجَمَالَ [اللہ جمیل ہے اَور جمال سے محبت کرتا ہے]۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اَور پاک کو پاک روزی دیتا ہے اَور ناپاک یعنی شرک سے محفوظ رکھتا ہے۔ جو شخص متوکل اَور ہمیشہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ اپنے آپکو اپنے کام کو اَور اپنے حال کو ناپاک سے محفوظ رکھے تاکہ ذاتِ پاک کے سوا سب کچھ ختم ہو جائے۔ اسوقت تم کو معلوم ہو جائیگا اَور دیکھ لوگے کہ دونوں جہانوں میں سوائے ذاتِ حق کے کوئی چیز نہیں ہے۔ جب مرشدِ حق نے یہ ہدایت فرمائی تو انکو اطمینان قلب و تسکین باطن حاصل ہوئی۔ اَور اپنے کام میں ثابت قدم ہو گئے۔ اسکے بعد حضرت شیخ کیخدمت میں رہ کر روحانی تربیت حاصل کی۔ جیساکہ ہمارے خواجگان کا معمول ہے کہ مرید کو ذکر اذکار تلقین کرکے اپنے آپ سے جدا کر دیتے ہیں اَور مجاہدات کراتے ہیں۔ جس طرح حضرت خواجہ گنجشکرؒ حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی حیات میں قصبہ ہانسی میں جاکر مشغول ہوئے اسی طرح حضرت شیخ احمد عبدالحق اپنے شیخ سے رخصت ہوکر قصبہ سنام میں مقیم ہوگئے اَور مختلف قسم کی ریاضات میں مشغول ہوئے۔ جس گھر میں آپ رہتے تھے اسمیں ایک نیک عورت بھی رہتی تھی۔ جسکا نام فاطمہ تھا۔ فاطمہ کو شغل باطن سے اسقدر الفت تھی کہ شیخ عبدالحق رات بھر کی جدوجہد کے بعد اس سے سبقت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ عورت آپکو اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتی تھی۔ وہاں سنام میں ایک دیوانہ بھی رہتا تھا جو مسجد میں پڑا رہتا تھا۔ اور ساری خلقت اسکے ساتھ عجز و نیاز سے پیش آتی تھی۔ حضرت شیخ عبدالحق کو بھی اس مجذوب کے ساتھ کمال محبت پیدا ہوگئی۔ آپ اکثر ان کے پاس جاتے تھے۔ اَور وہ آپکو کھانا کھلاتے تھے اَور فرماتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے خوب کھاؤ۔ ایک دِن خراساں سے ایک دراز قد مجذوب آیا اَور اس سنامی مجذوب سے نہایت

marfat.com

بے باکانہ انداز میں کہنے لگا۔ کہ تم ملک کو خراب کر کے یہاں آ گئے ہو اَب میں تمہارے ملک کو خراب کرتا ہوں۔ دوسرے دِن فاطمہ مذکور نے حضرت شیخ عبدالحقؒ سے کہا کہ رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک حوض میں لوگ مچھلیاں مار رہے ہیں اسکی کیا تعبیر ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے۔ تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ سنام برباد ہو جائیگا اَور میرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ دہلی برباد ہو جائیگا۔ چنانچہ اُن ہی ایام میں لشکر مغل نے آکر ملک کو تہ و بالا کر دیا۔ شیخ عبدالحقؒ نے اس سنامی مجذوب کے پاس جا کر دریافت کیا کہ اَب کیا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہو چکا ہے جاؤ میں نے تمہیں اللہ کے سپرد کیا۔ اسکے بعد حضرت شیخ عبدالحق بداؤن کی طرف چلے گئے۔

امیر تیمور کا حملہ

غرضیکہ یہ حادثہ ۸۰۱ھ میں وقوع پذیر ہوا جب امیر تیمور صاحبِ قران ایک لشکر جرار لیکر محرم (سال مذکور) کی پہلی تاریخ کو دریائے سندھ عبور کر کے لاہور پہنچا اور قتل عام شروع کر دیا اور کثیر تعداد میں لوگوں کو قید کر لیا۔ ماہ ربیع الثانی ۸۰۱ھ میں اس نے فیروز شاہ کے پوتے سلطان محمود پر حملہ کیا اَور فتح یاب ہو کر سلطان محمود کو گجرات کی طرف بھگا دیا۔ امیر تیمور چند ماہ ہندوستان کو تاخت و تاراج کر کے اُسی سال ماہ شعبان میں سمرقند اور بخارا کی جانب چلا گیا اَور سلطان محمود ملو اقبال خان کے مارے جانے کے بعد دوبارہ دہلی کے تخت پر جا بیٹھا۔ نیز حضرت شیخ جلال الدین نے کوہِ شمال سے واپس آکر پانی پت میں سکونت اختیار کر لی۔ شیخ احمد عبدالحق ہندوستان کی زبوں حالی کو دیکھ کر بھکر کی طرف چلے گئے اَور ایک مسجد میں قیام کر لیا۔ آپ روزانہ صحرا سے ایندھن جمع کر کے لے آتے تھے اور جو شخص از خود اسکی قیمت دیدیتا آپ لیکر کھانا خرید کر رکھ دیتے تھے اَور جو شخص وہاں آتا اسکے سامنے رکھ دیتے تھے۔ اگر کوئی مہمان رحیم اَور دانا ہوتا تو انکو بھی کھانے میں شریک کر لیتا تھا ورنہ وہ چپ چاپ بیٹھے کھانے سے محروم رہ جاتے تھے اور ساری رات شغلِ حق میں مشغول رہتے تھے۔ غرضیکہ مدت دراز تک آپ اِسی حالت میں مجاہدہ کرتے رہے جس سے آپ پر عجیب احوال رونما ہوئے۔ ایک دِن استغراق کی حالت میں آپکی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے **واللہ محمد حجاب آمد ورنہ ذاتِ پاک**

marfat.com

حق را حجاب نہ بودے [خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم حجاب بن کر آگئے ورنہ حق تعالیٰ کی ذات پاک کو کوئی حجاب نہ تھا]۔ اسی طرح کے اور شطحیات بھی آپکی زبان مبارک سے نکل جاتے تھے۔ لیکن جب عالمِ صحو [ہوشیاری] میں آتے اور خادم آپ کو بتاتے کہ آپکی زبان سے یہ کلمات نکلے ہیں تو آپ فرماتے کہ نعوذ باللہ میں گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگیا ہوں اور مجھے کفارہ دینا چاہیئے۔ چنانچہ سخت سردی کی موسم میں آپ نصف شب کے وقت دریائے سندھ پر جاکر برف توڑتے تھے اور پانی میں ایک ٹانگ پر کھڑے ہوکر یہ ذکر کرتے تھے کہ دین محمد قائم و دائم ہے۔ سردی کی شدت کیوجہ سے آپکا جسم جابجا پھٹ جاتا تھا اور خون بہنے لگتا تھا۔ صبح کو غسل کرکے آپ فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔ چھ ماہ تک آپ یہ مجاہدہ کرتے رہے حتیٰ کہ حق تعالیٰ نے آپکو تسکین عطا فرمائی۔ حالانکہ صوفیا اہل صفا کی طرح اصطلاح کے مطابق آپکی زبان مبارک سے کوئی خلاف شرع کلمہ نہیں نکلا تھا۔ اسوجہ سے کہ ان حضرات کے نزدیک وجود کے تین مراتب ہیں۔ احدیّت، وحدیّت اور واحدیّت۔ احدیّت سے مراد مرتبہ ذات ہے۔ وحدیت تعینِ اول یعنی مرتبۂ صفات و حقیقت محمدی ہے اور واحدیّت عالم کون و مکان ہے۔ چنانچہ مرتبہ وحدت برزخ اور حجاب ہے۔ احدیّت اور واحدیّت کے درمیان جو ذات احدیّت سے فیض لیتا ہے اور عالم واحدیت کو پہنچاتا ہے۔ پس اگر وحدت جو حقیقت محمدی ہے درمیان میں برزخ اور حائل نہ ہوتی تو اہل کون و مکان بے پردہ ذاتِ حق کا مشاہدہ کرتے۔ اسی وجہ سے آپکی زبان مبارک سے نکلا تھا کہ واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حجاب بن کر آئے ہیں۔ ورنہ ذاتِ حق کے لئے کوئی حجاب نہ تھا۔ لیکن حفظ شریعت کیخاطر آپنے اس قدر مجاہدہ کیا تھا کہ لوگ جو ان رموز سے آگاہ نہیں ہیں گمراہ نہ ہوجائیں۔ اولیا کرام اس قسم کے حفاظت اور احتیاط کو لازمی سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء کو محفوظ اور انبیاء کو معصوم سمجھا جاتا ہے۔ ان باتوں سے اس علاقے میں آپکی بہت شہرت ہوئی اور چاروں طرف خلقت کا ہجوم ہونے لگا۔ اس سے آپ متنفر ہوئے اور وہاں سے کوچ کرکے سیر کرتے ہوئے حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہ کیخدمت میں پانی پت پہنچ گئے چنانچہ حضرت شیخ نے آپکو خلافت عطا فرمائی اور رخصت فرمایا اور رخصتی کے وقت آپنے

marfat.com

فرمایا کہ بابا عبد الحق میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تمہاری بدولت ہمارا سلسلہ جاری ہو اور سارا جہاں تمہارے نورِ معرفت سے منور ہو اور قیامت تک اسکا اثر باقی رہے اور اسکی شان کم نہ ہو۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ تمہاری ولایت کی یہ شان ہے کہ حیات اور ممات میں مجھے اسکی کوئی حد نظر نہیں آتی ۔ تم میری اولاد کی اسیری کیوقت دستگیری کرنا۔ آپنے وصال کیوقت اپنی اولاد کو بھی یہی وصیت فرمائی کہ اسیری کیوقت تمہاری دستگیری کے لیئے شیخ عبد الحق کافی ہے۔ حضرت شیخ جلال الدینؒ کے وصال کے بعد حضرت شیخ عبد الحق قدس سرہٗ ایک مرتبہ پانی پت تشریف لے گئے اور حضرت شیخ کے فرزند اور جانشین کی تربیت فرمائی ۔ آپ فرماتے ہیں کہ افسوس اگر میں نہ آتا تو مخدوم زادہ اسی طرح رہ جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ آجتک حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ کی اولاد حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہٗ کے سلسلہ میں مرید چلی آتی ہے۔ اور حضرت شیخ کی وصیت کیمطابق ظاہری و باطنی نعمتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے۔ حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ حضرت شیخ احمد عبد الحق جیسے شاہبازِ طریقت آپ کے غلام ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے دیگر کرامات اور کمالات بے شمار ہیں۔

کرامات و کمالات

شیخ عبد السمیع پانی پتیؒ سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت شیخ جلال الدینؒ بیٹھے تھے کہ ایک بوڑھی عورت خالی کوزہ ہاتھ میں لیئے پانی لینے جا رہی تھی ۔ جب آپکی نظر اس پر پڑی تو از راہ کرم فرمایا کہ تجھے پانی لا دینے والا کوئی نہیں ہے ۔ اس نے عرض کیا کہ اگر کوئی ہوتا یا میرے پاس اُجرت ہوتی تو یہ کام خود کیوں کرتی ۔ آپنے یہ سنکر اُٹھے اور کوئیں سے کوزہ بھر کر اپنے کندھے پر رکھا اور اس بڑھیا کے گھر پہنچا دیا۔ نیز دعا فرمائی کہ خدا تعالیٰ اس پانی میں برکت دے ۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ اسکے بعد وہ عورت جسقدر پانی خرچ کرتی تھی کوزہ اسی طرح پر رہتا تھا۔ حتیٰ کہ جبتک وہ زندہ رہی اُسے دوسری بار کوزہ بھرنے کی ضرورت نہ ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک کیمیا گر نے حضرت اقدس کے ایک بیٹے کے گھر فقر و فاقہ دیکھ کر کہا کہ مجھ سے کیمیا سیکھ لیں ۔ انہوں نے یہ بات جا کر اپنے والدِ ماجد سے کہدی ۔ آپنے

marfat.com

یہ سنکر فوراً دیوار پر تھوکا جس سے سارا حجرہ سونا بن گیا۔ اسکے بعد حضرت اقدس نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ تم نے میرا کیمیا دیکھ لیا۔ یہ کیمیا سیکھو کہ جہاں تمہارا لعاب دہن گرے گا سونا ہو جائے گا۔ اس کیمیا گری کا کیا فائدہ جو بلائے جان ہے۔

کتاب سیر الاقطاب میں آیا ہے کہ حضرت اقدس نے اگرچہ کئی بار حج کیا تھا تاہم آپ ہر نماز جمعہ مکہ معظمہ جاکر عالم ارواح میں پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ گھر پر لوگ جسقدر تلاش کرتے تھے آپکو نہیں پاتے تھے بلکہ دیر کے بعد آپ نظر آتے تھے۔ ایک دن آپ کے دل میں خیال آیا کہ اگر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت فرماتے تو کبھی نماز جمعہ پانی پت میں اور کبھی مکہ معظمہ میں ادا کرتا۔ چنانچہ جب آپ مکہ معظمہ گئے اور نماز جمعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ شیخ جلال تمہارا کعبہ وہی جگہ ہے جہاں میرے بیٹے سید محمودؒ کا مزار ہے۔ نماز جمعہ وہاں ادا کیا کرو۔ اس روز کے بعد حضرت اقدس ننگے پاؤں حضرت سید محمودؒ کے مزار پر جاتے اور نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ سید محمودؒ کا مزار حضرت شیخ جلال الدین کے روضہ سے قریب تر جنوب مشرق کی طرف شہر کے کنارے پر واقع ہے۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت شیخ جلال الدینؒ اکثر عالم استغراق میں رہتے تھے۔ لیکن آخر عمر میں استغراق بڑھ گیا۔ چنانچہ نماز کے وقت خادم آپکے کندھے پکڑ کر ہلاتے تھے جس سے آپ ہوش میں آتے تھے اور وضو کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ نماز کے بعد پھر استغراق میں چلے جاتے تھے۔ ایک دن آپنے اپنے پانچ بیٹوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان یوں ہوا ہے کہ میں اپنی عمر کا کچھ حصہ اپنے ہمنام حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں کو بخش دوں کیونکہ ان کی عمر تمام ہو چکی ہے۔ تم لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم یہ کسطرح برداشت کر سکتے ہیں کہ حضور کی عمر دوسروں کو نصیب ہو۔ لیکن ایک فرزند نے جنکا اسم گرامی شبلیؒ تھا نے عرض کیا کہ اگر حق تعالیٰ کا فرمان یہی ہے تو دیر نہیں کرنی چاہئے کیونکہ دوست کے حکم کی تعمیل فوراً کرنی چاہیئے۔ یہ بات سنکر حضرت اقدس خوش ہوئے اور تمام بچوں کو رخصت کر کے خود استغراق میں چلے گئے۔ لیکن آپکے بڑے بیٹے جنکا اسم گرامی شیخ

marfat.com

عبدالقادر تھا بیٹھے رہے۔ جب حضرت اقدس ہوش میں آئے اور بڑے بیٹے کو دیکھا تو فرمایا کہ جب تم یہاں ہو تو میرے ہمراہ چلو۔ چنانچہ دونوں باپ بیٹا روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دور جاکر آپنے فرمایا کہ قدم میرے قدموں پر رکھو اور آنکھیں بند کرو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا آنکھیں کھولو۔ جب آنکھیں کھولیں تو اپنے آپکو دہلی میں پایا۔ اسوجہ سے کہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ اس وقت دہلی میں تھے۔ جب حضرت شیخ جلال الدینؒ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے تو اسوقت آپ حالت نزع میں تھے۔

سلطان فیروز شاہ جو حضرت مخدوم جہانیاں کا مرید تھا وضو کیخاطر باہر گیا ہوا تھا۔ حضرت شیخ جلال الدین نے مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کے سرہانے کے پاس جاکر سلام علیکم کہا۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں اور سلام کا جواب دیا۔ آپنے انکو بغلگیر کر کے فرمایا کہ اٹھو۔ جب وہ اُٹھ بیٹھے تو آپ نے فرمایا کہ وضو کرو اور دوگانہ نماز ادا کرو۔ جب انہوں نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا تو حضرت شیخ جلال الدین کی دست ہاتھ اٹھا کر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کیا یعنی دس سال مزید طلب کئے۔ یہ دیکھ کر حضرت اقدس نے بھی ہاتھ اٹھائے۔ اسکے بعد سلام کر کے باہر آگئے۔ اور جس طریقے سے دہلی پہنچے تھے اُسی طرح واپس پانی پت پہنچ گئے۔ اسکے بعد حضرت مخدوم جہانیاں کو صحت کامل ہوگئی گویا کہ بیمار ہی نہیں تھے۔

جب سلطان فیروز شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو دوڑتا ہوا حضرت مخدوم جہانیاں کیخدمت میں حاضر ہوا اور کیفیت دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ برادرم شیخ جلال الدین نے پانی پت سے آکر میرے لئے دعا کی ہے اور اپنی عمر سے چند سال مجھے بخشے ہیں۔ جس کی وجہ سے مجھے صحت ہو گئی ہے اور وہ اپنے وطن واپس چلے گئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری سلطنت میں اس قسم کے بزرگ موجود ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے اجازت لیکر حضرت شیخ جلال الدینؒ کی زیارت کیلئے پانی پت کا سفر اختیار کیا۔ جب شرف باریابی ہوا تو بادشاہ نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو بندہ ایک بات پوچھے۔ آپ نے فرمایا پوچھو۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ کیا آپنے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ خدائے عزوجل کا ان سر کی آنکھوں سے دیکھنا شریعت میں جائز نہیں ہے۔ لیکن میں نے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا عکس دیکھا ہے۔ یہ بات سنکر بادشاہ بہت

marfat.com

خوش ہوا اور نذرِ کثیر از قسمِ نقد و اجناس حضرت شیخ کی خدمت میں پیش کئے۔ لیکن آپ نے کوئی چیز قبول نہ فرمائی۔ اسکے بعد بادشاہ نے وہ نذر و نیاز آپکے فرزند کو پیش کی جو حد درجہ فقر کی زندگی بسر کر رہے تھے اور ہمیشہ گنگوں اور بہروں کیطرح خاموش رہتے تھے۔ انہوں نے اشارہ سے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے اور کس کام آتی ہے۔ لوگوں نے اشاروں سے بتایا کہ اس سے بھوکے لوگوں کے پیٹ بھرتے ہیں اور ننگوں کو کپڑا ملتا ہے۔ مخدوم زادہ نے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ہمارے کام کی چیز نہیں ہے۔ جس نے جان دی ہے اور پیٹ اور منہ دیا ہے وہ بے منّت و احسان خلقت کو روزی بھی دے رہا ہے۔ ہمیں کسی اور کی بخشش کی ضرورت نہیں ہے۔ آخر تنگ آکر بادشاہ نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ ان چیزوں کو حضرت شیخ جلال الدینؒ کے در پر جا کر نچھاور کر دو۔ چنانچہ موسمِ برسات میں آجتک لوگوں کو وہاں سے سکے ملتے ہیں۔ اسکے بعد بادشاہ حضرت شیخ سے رخصت لیکر دہلی چلا گیا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ سلطان فیروز شاہ اور اسکے بھانجے فتح خان کے درمیان یہ عہد و پیماں ہو چکا تھا کہ ہم میں سے جو شخص پہلے فوت ہو جائے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نشان جو حضرت مخدوم جہانیاں عرب سے دہلی لائے تھے قبر میں اسکے سینہ پر رکھا جائیگا۔ چنانچہ جب فتح خان نے حضرت مخدوم جہانیاں کی شفایابی کا واقعہ سنا تو حضرت شیخ جلال الدین سے دعا منگوانے کیخاطر گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا پانی پت کیطرف روانہ ہو گیا۔ شام کیوقت وہاں پہنچ کر گھوڑا حضرت اقدس کی خانقاہ میں باندھ کر جب اندر گیا تو حضرت اقدس اپنے حجرہ میں مشغول تھے اور شیخ زینا جو آپکے خلفائیں سے تھے حجرے کے دروازے پر کھڑے کونڈی ہاتھ میں لئے مست ہاتھی کی طرح جھوم رہے تھے جب فتح خان نے حجرہ کے دروازے پر پہنچ کر اندر جانا چاہا تو شیخ زینا نے کہا کہ اے بچے کہاں جا رہے ہو۔ کیا تمہیں سلامت رہنا پسند نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ سلامت اندر جاؤنگا اور سلامت واپس آؤنگا۔ شیخ زینا نے کہا اگر تم سلامت آئے تو میرے کپڑے پھاڑ دینا ورنہ میں تمہارے کپڑے پھاڑ ونگا۔ چونکہ فتح خان خود اسی بات کا طلبگار تھا اور اسی لئے آیا تھا دلیرانہ طور پر حجرے کے اندر چلا گیا۔ اندر جا کر دیکھا کہ حضرت اقدس

marfat.com

حالت استغراق میں ہیں۔ ہاتھ باندھ کر ایک کونے میں کھڑا ہو گیا۔ اور بغیر اسکے کہ کوئی شخص آپ کو اطلاع کرتا آپکی زبانِ مبارک سے یہ لفظ نکلا کہ "برو بگیر" [جاؤ لے جاؤ] یہ سنکر فتح خان نے خوش ہو کر زمین بوسی کی اور باہر آگیا۔ شیخ زینا کو اسی طرح مست کھڑا دیکھ کر کہنے لگا کہ دیکھو کسطرح صحیح وسلامت باہر آگیا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے بچہ اتیر نشانہ پر بیٹھ چکا ہے دہلی تک سلامت نہیں پہنچو گے۔ فتح خان نے کہا میری بھی دل وجان سے یہی آرزو ہے کہ تفاول [فال نکالنا] کیخاطر میں یہاں آیا تھا۔ الحمد للہ کہ مجھے دوبارہ بشارت مل گئی ہے۔ چنانچہ نہایت تازگی اور شگفتگی کی حالت میں گھوڑے پر سوار ہو کر دہلی کیطرف روانہ ہوا۔ جب دہلی کے قریب پہنچا تو نیند نے غلبہ کیا اور گھوڑے سے اتر کر ایک درخت کے نیچے چادر تان کر سو گیا۔ اور سوتے ہی جاں بحق ہو گیا۔ جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو اس نے وعدہ پورا کیا اور فتح خان کو دفن کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نشان جو پتھر پر تھا انکی قبر پر سینے کے برابر نصب کر دیا۔ چنانچہ آجتک وہ نقش قدم وہاں موجود ہے اور زیارت گاہ بلکہ سجدہ گاہ خلائق ہے۔ اور قیامت تک رہیگا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

بر زمینیکہ نشان کف پائے تو بود　　سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

[اے دوست جس زمین پر کہ تیرے قدم کا نشان لگ گیا قیامت تک اہل اللہ وہاں سجدہ کرتے رہینگے] اور اس زیارت گاہ کے اکثر مجاور اہل صلاح اور فقیر دوست رہے ہیں۔

سیر الاقطاب میں یہ بھی آیا ہے کہ جب حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کو حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ کی دعا سے حیات نو حاصل ہوئی تو کچھ عرصہ کے بعد فرطِ شوق ومحبت میں حضرت شیخ کی ملاقات کیلئے پانی پت پہنچے۔ چنانچہ ملاقات حاصل ہوئی اور کافی عرصہ وہاں مقیم رہے۔ آپ نے وہاں ایک چلہ بھی کیا۔ اور حضرت شیخ جلال الدینؒ سے بے انداز نعمت حاصل کی۔ مخدوم جہانیاں کا حجرہ حضرت بو علی قلندر کے روضہ کے سامنے آجتک موجود ہے اور ہر شخص جانتا ہے۔ لیکن راقم الحروف [مولف اقتباس الانوار] کہتا ہے کہ مخدوم جہانیاں اور شیخ جلال الدین کی ملاقات کا قصہ اور مخدوم جہانیاں کا فیض حاصل کرنا اور فتح خان کا واقعہ سیر الاقطاب کے سوا کسی اور کتاب میں نظروں سے

marfat.com

نہیں گذرا۔ بلکہ یہ بات غلط اور بے بنیاد ہے۔ اسوجہ سے کہ حضرت شیخ جلال الدینؒ سلطان فیروزشاہ کے پوتے سلطان محمود کے ہم عصر تھے اور حضرت مخدوم جہانیاں سلطان فیروزشاہ کے ہم عصر تھے۔ اس لحاظ سے دونوں حضرات کے عہد میں کافی تفاوت ہے ان کی ملاقات کسطرح ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ حضرت شیخ جلال الدینؒ فیروزشاہ اور اس کے بیٹے سلطان محمد اور اسکے پوتے سلطان محمود تینوں کے عہد حکومت میں قید حیات میں تھے تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ سلطان محمود بن سلطان محمد کے ہمعصر تھے۔ اور یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم[1]۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ

بہر حال حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ نے ساری دنیا کی سیر کی تھی اور تمام مشائخ وقت سے نعمت و خلافت حاصل کی تھی۔ آخر عمر میں آپ اوچ شریف تشریف لے گئے جو آپکا آبائی وطن ہے اور اسی جگہ ۱۰ ذالحجہ اور دوسری روایت کیمطابق دس ماہ مذکور بروز چہار شنبہ عید قربان کے دن ۷۸۵ھ میں سلطان فیروزشاہ تغلق کے عہد

---

[1] حضرت مخدوم جہانیاںؒ اور حضرت جلال الدین کا ہمعصر ہونا بعید از قیاس نہیں جبکہ کتاب ہذا میں حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی کی عمر ایک سو ستر سال سے زائد بتائی گئی ہے۔ یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ اور حضرت مخدوم صابرؒ پیر بھائی اور ہمعصر تھے۔ حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ اور حضرت صابرؒ کے خلیفہ حضرت شیخ شمس الدین ترک بھی ہمعصر تھے چنانچہ حضرت شیخ نصیر الدین کے خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں اور حضرت شمس الدین ترک کے خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتیؒ بھی ہمعصر ہونے چاہئیں۔ باقی رہا بادشاہوں کے عہد حکومت سے اندازہ لگانا یہ کوئی صحیح اندازہ نہیں ہے کیونکہ بادشاہوں کے دور جلدی بدلتے رہتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی نے جن کی عمر ایک سو ستر سال تھی۔ تینوں بادشاہوں کا عہد حکومت دیکھا ہو۔ جس طرح حضرت امیر خسروؒ نے چھوٹی عمر کے باوجود سات بادشاہوں کے دور دیکھے بلکہ ان سب کے وزیر رہے۔

marfat.com

حکومت میں آپکا وصال ہوا اور آپ وہیں اوچ شریف[1] میں دفن ہوئے۔ جہاں آپکا مزار قبلۂ حاجات خلائق ہے۔ آپکی عمر شریف ہفتاد و ہشت [اٹھتر] سال تھی۔ آپکی ولادت باسعادت شب برات ماہ شعبان المبارک ۷۰۷ھ میں واقع ہوئی حضرت اقدس کا سلسلۂ نسب حضرت سید جعفر مرتضٰے ابن امام علی نقی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ آپ اپنے والد سید احمد کبیر قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ اور حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح بن شیخ صدرالدین بن شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس اسرارہم سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں آپ شروع سے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کے مرید و خلیفہ تھے۔

آپکے دادا حضرۃ سید جلال الدین گلِ سرخ حضرۃ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے مرید خلیفہ تھے۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کو تمام چہاردہ سلاسل اور ایک گروہ کے مشائخ کی صحبت نصیب ہوئی اور تیس سے زیادہ مشائخ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

آخر آپ نے حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں خلافت حاصل کی۔ اور بیشمار ظاہری و باطنی نعمتوں سے نوازے گئے۔ اس سے آپکو اسقدر تمکین اور جمعیت حاصل ہوئی کہ بعد میں دیگر مشائخ کی صحبت کی ضرورت نہ رہی۔ اسکے بعد آپ ہدایت خلق میں مشغول ہوگئے اور ایک جہاں آپ سے فیض یاب ہوا۔ اس راقم الحروف نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں پر نسبت قادریہ غالب تھی۔ چنانچہ یہی نسبت قادریہ ہمارے شیخ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کو حضرت شیخ درویش کے ذریعے حضرت مخدوم جہانیاں سے حاصل ہوئی تھی دراصل مشائخ قادریہ کے ذریعہ حضرت مخدوم جہانیاں

---

[1] ضلع بہاولپور کی تحصیل احمد پور شرقیہ میں اوچ شریف ایک قدیم شہر ہے جو قدامت میں ملتان، لاہور اور دہلی کے برابر بتایا جاتا ہے۔ احمد پور شرقیہ سے تیرہ میل کے فاصلہ پر بجانب غرب دریائے ستلج سے آٹھ میل دور واقع ہے۔ سلاطین تغلق کے زمانے میں اوچ شریف میں ایک بہت بڑی درسگاہ تھی۔ جہاں عالم اسلام کے اکابر علماء و مشائخ درس دیا کرتے تھے۔ شہر اوچ شریف تین خطوں پر مشتمل ہے۔ ایک خطہ کا نام اوچ بخاری ہے جو مخادیم بخاری سہروردیہ کا مدفن ہے۔ دوم اوچ گیلانی جو مشائخ قادریہ کا مرکز تھا۔ سوم اوچ مغلاں جہاں حضرت شیخ جمال درویش خنداں روئے کا مزار ہے۔ ملتان کی طرح اوچ میں بھی بڑے جلیل القدر مشائخ سلف کے مزار ہیں۔ لیکن اب یہ چھوٹا سا شہر بن کے رہ گیا ہے۔

marfat.com

کو حاصل ہوئی۔ اور یہ سلسلہ مشائخ قادریہ حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے جاملتا ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے کرامات وکمالات اسقدر زیادہ ہیں کہ اس مختصر کتاب میں انکی گنجائش نہیں ہے۔

کتاب سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتیؒ کے چالیس خلفائے کامل تھے۔ آپ کے خلیفہ اوّل واکمل حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ ہیں۔

حضرت شیخ بہرامؒ

جن سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کو بڑی استقامت حاصل ہوئی آپکا ذکر اسکے فوراً بعد آرہا ہے۔ آپ کے دوسرے خلیفہ حضرت شیخ بہرامؒ ہیں جنکا مزار قصبہ بیڈولی میں ہے۔ پہلے آپ حضرت شیخ کی اجازت سے قصبہ برناوہ میں رہتے تھے۔ جب دریائے جمنا کا رُخ پنڈولی کی طرف ہوا تو لوگوں نے خوف زدہ ہوکر حضرت شیخ جلال الدینؒ کیخدمت میں عرض کیا کہ حضور وہاں تشریف لے چلیں تاکہ آپکے قدموں کی برکت سے دریا سے امان ملے۔ حضرت اقدس شیخ بہرام کو خط لکھ کر یہ معاملہ انکے سپرد کر دیا اور فرمایا یہ فقیر وہاں جاسکتا ہے۔ تم برناوہ چلو اور شیخ بہرام کو لے جاکر وہیں اسکی سکونت کراؤ۔ تم کو اس مصیبت سے نجات حاصل ہوگی۔ چنانچہ ان لوگوں نے وہ خط شیخ بہرام کو دیا۔ شیخ بہرام نے خط پڑھتے ہی فوراً پنڈولی کیطرف روانہ ہوگئے۔ اور دریا کے کنارے پہنچ کر اپنا عصا زمین میں نصب کر دیا۔ جس سے دریا چند دنوں کے اندر دو میل دُور چلا گیا۔ اور آجتک اسی مقام سے آگے نہیں بڑھا۔ یہ دیکھ کر ساکنان پنڈولی دل وجان سے حضرت شیخ بہرام کے گرویدہ ہوگئے۔ شیخ بہرام کو بھی وہ جگہ پسند آگئی۔ ساری عمر وہاں گذار کر واصل باللہ ہوئے اور وہیں آپکا مزار مبارک حاجت روائے خلائق ہے۔ اس علاقے میں جو شخص بیمار ہوکر لاعلاج ہوجاتا ہے تو لوگ اُسے حضرت شیخ بہرام کے مزار پر لے جاتے ہیں اور خانقاہ کے کوئیں میں چند یوم غسل دیتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شفا ہوجاتی ہے۔

حضرت شیخ نظام سنامیؒ

آپ کے تیسرے خلیفہ کا اسم گرامی حضرت شیخ نظام الدین ہے، جو قصبہ سنام میں دفن ہیں۔ انہوں نے حضرت شیخ جلال الدینؒ کیخدمت میں تیس سال رہ کر فیض حاصل کیا۔ اور خلافت کے بعد آپکو سنام جانیکا

marfat.com

حکم ملا - آپ حضرت شیخ جلال الدینؒ کی زندگی میں فوت ہوئے - آپکے مزار مقدس پر ایک مدت تک ایک شعلہ نور مانند چراغ روشن رہا - اور ہر شخص نے اسکا مشاہدہ کیا - ایک دفعہ جب حضرت شیخ جلال الدینؒ کسی تقریب کے سلسلہ میں وہاں تشریف لے گئے اور قبر پر فاتحہ پڑھا اور شعلہ نور کا مشاہدہ فرمایا تو شیخ نظام کی روح سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے شیخ نظام الدین تمہارے کمال میں کوئی شک نہیں ہے - مگر بہتر یہ ہے کہ یہ نور جو تمہاری قبر پر ظاہر ہے قبر کے اندر ہونا چاہئے اور خلق خدا سے پوشیدہ ہونا چاہیئے تاکہ ادب شریعت بحال رہے اگر نور کا ہمیشہ ظاہر ہونا ضروری ہوتا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر بھی ہوتا - یہ بات کہتے ہی وہ نور قبر کے اندر چلا گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا -

حضرت خواجہ عبد القادرؒ

آپ کے اور خلیفہ آپ کے فرزند کلاں حضرت خواجہ عبد القادر ہیں - جنکا مزار حضرت سید محمودؒ کے روضہ کے متصل ہے آپکے دیگر فرزند خواجہ ابراہیمؒ ہیں جو آپکے روضہ کے اندر بائیں جانب دفن ہیں - آپ کے اور فرزند حضرت خواجہ شبلیؒ ہیں جو حضرت اقدس کے روضہ میں دائیں جانب دفن ہیں - آپکے اور فرزند خواجہ کریم الدین ہیں جو اپنے بڑے بھائی خواجہ عبد القادر کے مزار کے متصل دفن ہیں - آپکے اور فرزند حضرت خواجہ عبد الواحدؒ ہیں - حضرت شیخ کے روضہ سے باہر دروازہ کے پاس دفن ہیں -

حضرت شیخ زیناؒ

آپکے اور خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ زیناؒ ہیں - جن کے دادا حضرت شیخ جلال الدینؒ کے دادا کے ہمراہ گازرون سے آئے تھے اور باغبانی کرتے تھے - آپکا مزار قصبہ اندری میں ہے -

حضرت شیخ احمد قلندرؒ

آپ کے اور خلیفہ حضرت شیخ احمد قلندر ہیں - جن کا مزار قلعہ ملتان کی پشت پر ہے -

حضرت شیخ شہاب الدینؒ

آپ کے خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین ہیں - جن کا مزار قصبہ جھنجانہ میں ہے -

حضرت شیخ موسیٰ بہاریؒ

آپکے ایک خلیفہ حضرت شیخ موسیٰ بہاری ہیں - جنکا مزار

marfat.com

بہار میں ہے۔

حضرت قاضی اولیاؒ آپ کے دیگر خلیفہ حضرت قاضی محمد اولیاؒ ہیں۔ جنکا مزار سلطان پور میں ہے جو کرنال کے مضافات میں ہے۔

حضرت قاضی شعیبؒ آپ کے ایک خلیفہ قاضی شعیبؒ ہیں۔ جو قاضی محمد اولیاؒ کے پوتے ہیں اور مزار سونی پت میں ہے۔ انکی اولاد آجتک حضرت شیخ جلال الدینؒ کے سلسلہ میں مُرید چلی آرہی ہے۔

حضرت شیخ حسنؒ آپ کے ایک خلیفہ حضرت شیخ حسنؒ ہیں۔ جو پرگنہ بیانہ میں قصبہ بہرہ میں مدفون ہیں۔

حضرت شیخ عبدالصمد سنامیؒ آپ کے خلیفہ حضرت شیخ عبدالصمد سنامیؒ ہیں۔ آپکے سجادگان اب تک موجود ہیں۔ آپ حضرت شیخ جلال الدین کے ملفوظات کے جامع ہیں۔ مزار آپکا قصبہ سنام میں ہے۔

حضرت سید محمودؒ آپ کے اور خلیفہ حضرت شیخ سید محمود ہیں۔ جن کا مزار حضرت شاہ بوعلی قلندرؒ کے روضہ سے شمال کی جانب واقع ہے۔

حضرت شیخ کنیباؒ آپ کا مزار شہر کے مشرق کیطرف نزدیک محل رانی ہے۔ جو شخص آپ کے مزار سے کوئی اینٹ اٹھا کر لے جاتا ہے اسکی مراد فوراً حاصل ہو جاتی ہے۔ اور بعد میں اُس اینٹ کے ہموزن شیرینی لاکر تقسیم کرتا ہے اور پھر اینٹ کو جہاں سے اٹھایا تھا وہاں رکھدیتا ہے۔ انکے علاوہ تین خلفا کے مزارات شہر پانی پت کے اندر محلہ قضات میں ہیں۔ اِن حضرات کے علاوہ راقم الحروف کو آپکے دیگر خلفائے کے اسمائے گرامی کہیں سے معلوم نہیں ہوسکے۔

وصال مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ جلال الدینؒ کا وصال بتاریخ ۱۶ ربیع الاول کو وقوع پذیر ہوا۔ لیکن سن وصال کہیں نظر نہیں آیا لیکن آپ سلطان محمود بادشاہ دہلی کے ہمعصر تھے۔ سلطان محمود ابن سلطان فیروز شاہ بیس سال اور دو ماہ حکومت کر کے بتاریخ پنجم ماہ ذیقعد ۸۱۵ھ فوت ہوا۔ حضرت شیخ جلال

marfat.com

الدین کا مزار مبارک پانی پت میں حاجت روائے خلائق ہے۔ آپ کی عمر شریف ایک سو ستر سال سے زیادہ تھی۔ سیر الاقطاب میں آپکا سن وصال ۷۶۵ھ اور تاریخ وصال "شاہ ولایت" ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے جو مراۃ الاسرار میں لکھا ہے۔

اللھم صلی علی محمدؐ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

ذکر حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے فرزند حضرت شیخ عارف احمد عبدالحق اور آپکے پوتے حضرت شیخ محمد عارف احمد عبدالحق رحمہم اللہ

حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ

آن صاحب جذبات جلال و نفحات جمال، غواص بحر معانی، خورشید ولایت، غرق شہود ذات مطلق قطب ابدال مخدوم شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ سر حلقہ دُرد کشان بادۂ توحید تھے۔ آپ شان عظیم، حال قوی، ہمت بلند اور نفس قاطع رکھتے تھے۔ قہر سے ہو یا لطف سے آپکے خیال میں جو کچھ گذرتا تھا فوراً ہو جاتا تھا۔ آپ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتیؒ کے محبوب ترین مرید و خلیفہ تھے۔ آپنے اسقدر سخت ریاضات و مجاہدات کئے اور تجرید و تفرید میں ایسا مضبوط قدم رکھا کہ طبقۂ صوفیا میں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔ حتی کہ آپ چھ ماہ قبر میں بند رہ کر شغل حق میں مشغول رہے۔ اور حق تعالی کیطرف سے خطاب عبدالحق سنکر دوبارہ زندگی میں آئے۔ اور براہِ راست بطریق الہام ہدایت خلق پر مامور ہوئے۔ اسکے بعد آپ ہر وقت مشاہدۂ جمال میں مستغرق اور محظوظ رہتے تھے اور مراقبے سے نہیں اٹھتے تھے۔ سوائے پنجگانہ نماز، تہجد وغیرہ کے یا تربیت مریدین اور مخلص دوستوں کی ملاقات کیوقت۔ آپکے ہاں دستور یہ تھا کہ جب نماز کا وقت آتا یا کوئی دوست ملنے کیلئے آتا تو خادم تین مرتبہ اسم حق حق حق باواز بلند کہتے تھے۔ اس پر آپ آنکھ کھول کر وجہ دریافت فرماتے تھے۔ کہتے ہیں پہلی دفعہ حق کی آواز سن کر آپ عالم لاہوت سے عالم جبروت میں آتے، دوسری آواز سنکر عالمِ جبروت سے عالمِ ملکوت میں آتے اور تیسری آواز سنکر آپ عالمِ ملکوت سے عالمِ ناسوت [دنیا] کیطرف آتے تھے۔ بعد فراغت آپ پھر فنائے احدیت میں مستغرق ہو جاتے۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ بار بار آوازِ حق کیوجہ

marfat.com

سے عالمِ لاہوت سے عالمِ ناسوت آنے میں یہ راز ہے کہ حضرت اقدس کا مربّی اور مبدا الفت اسمِ اعظم "حق" تھا۔ اور آپکو تجلّی ذات اسی اسم پاک کی صورت میں حاصل ہوئی تھی۔ لہٰذا جب اس اسم کی آواز جسم ناسوتی سے سنتے تنزیہہ مطلق سے نکل کر درجہ بدرجہ مظاہر تشبیہ کی تفصیل میں نزول فرماتے تھے۔ اسی طرح آپ نوبت بہ نوبت یا ایک دم نزول سے عروج کیطرف چلے جاتے تھے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ ہے۔ جو حضرت شیخ عبدالحق جیسے اکابر اولیاء کرام کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ غرضیکہ حضرت اقدس کو ذاتِ مطلق میں اسقدر استغراق حاصل تھا کہ جب آپ نماز جمعہ یا دوسرے کاموں کی طرف متوجہ ہوتے تھے تو خادم آگے چلتے ہوئے حق حق حق کی آواز دیتا تھا۔ اور آپ اسکے پیچھے چلتے جاتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے خادم خاموش ہو جاتا تو آپ متحیّر ہو کر کھڑے ہو جاتے اور دائیں بائیں آگے پیچھے کی خبر نہ ہوتی تھی۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

من مستِ الستم کہ از خود خبرے نہ   جز کوئے خرابات دگر سو گذرے نہ

[میں روزِ الست سے مست ہوں مجھے اپنی خبر تک نہیں ہے۔ میخانہ کے کوچہ کے سوا ہمارا گذر اور کہیں بھی نہیں ہوتا۔]

شیخ عبدالرحمن چشتیؒ جو کتاب مراۃ الاسرار اور اورادِ چشتیہ کے مصنف ہیں اورادِ چشتیہ میں لکھتے ہیں کہ اسمِ حق حضرت مخدوم احمد عبدالحق اور آپکے مریدین کی زبان پر اسقدر جاری تھا کہ ہر سانس کے اندر باہر جاتے وقت ذکر اسم حق میں مشغول رہتے تھے۔ اور جو قدم زمین پر رکھتے تھے ذکرِ حق کیساتھ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ السلام علیکم اور وعلیکم السّلام کی بجائے اور الحمدللہ کی بجائے بھی اسم مبارک کا استعمال جاری رکھتے تھے۔ اور ہر کارِ خیر مثل نماز، تکبیر، اذان وغیرہ کے اوّل و آخر بھی تین بار اسم حق باآواز بلند کہتے تھے۔ دنیاوی امور مثل خرید و فروخت وغیرہ میں بھی وہ ہر وقت اسم حق میں مستغرق رہتے تھے۔ چنانچہ آج تک یہ سنت حضرت اقدس کے مُریدین میں جاری ہے اور اجازتِ عام ہو کر رہ گئی ہے آپکے مریدین کی یہی علامت ہے اور اسی وجہ سے وہ حقانی یا حق گو کہلاتے ہیں یہ وہ قوم ہے جسکا کہنا ہے، حق ہے، سننا حق ہے، دیکھنا حق ہے اور تمام افعال و احوال حق ہیں۔

marfat.com

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب عارف کی رُوح دریائے توحید میں غوطہ لگاتی ہے اور انانیت کم ہوتی ہے، زبان پر حق حق جاری ہو جاتا ہے۔ حقیقت توحید کا مشاہدہ ہوتا ہے اور اٹھارہ ہزار عالم کی اشیاء کی حقیقت کو ایک وجودِ حق سمجھتا ہے اور آوازِ حق کیوجہ سے حقیقتِ حق کو پہنچتا ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار یہ بھی لکھتے ہیں کہ اہل اللہ کو آج بھی آپ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی قبر میں سے حق کی آواز سنائی دیتی ہے اور طالبِ صادق کو اب بھی قبر سے تلقین ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ فقیر کمال شوق وطلب میں قصبہ ردولی گیا۔ اور مزار مبارک کی زیارت سے مشرف ہوا اور تین دن تک طاعت اور مشغولی رہا، تیسرے روز بعد تہجد آوازِ حق سے مشرف ہوا۔ یہ آواز میں نے ظاہری وباطنی کانوں سے سُنی اور بے حد محظوظ ہوا۔ صبح کیوقت حضرت اقدس کے سجادہ نشین شیخ حمیدالدین نے اِس فقیر کے مسکن پر آکر فرمایا کہ الحمدللہ آپ آوازِ حق سے مشرف ہوگئے۔ یہ سنکر اس فقیر کو تعجب ہوا کہ کیا خوب ہے حضرت شیخ کی ولایت کی کہ حیات وممات میں فرق نہیں ہے اسکے بعد اس فقیر پر ذوق وشوق کا غلبہ ہوا اور بے قرار ہوگیا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ جب غلبہ زیادہ ہوا حضرت اقدس نے کمال شفقت سے عالم معاملہ میں کلاہِ خاص اس فقیر کے سر پر رکھا اور اسم حق کی حقیقت سے آگاہ فرمایا۔

شغل دائرہ حق

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تصوّر میں شغل دائرہِ حقی[1] جو آنحضرت کا خاص شغل ہے میں مداومت کرے تو نور دل چاند کیطرح نمایاں ہوتا ہے۔ جب اس سے بھی زیادہ کوشش کرے تو نورِ روح آفتاب کی شکل میں روشن ہوتا ہے۔ اگر اس سے بھی زیادہ مداومت کرے تو لاتعداد آفتاب اسکے ہر بن موے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور طالب کے عقل وہوش گم ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ

---

[1] عام طور پر شغل دائرہِ حقی کا تصور یوں کیا جاتا ہے کہ لطیفۂ سِرّ [جو لطیفہ قلب اور لطیفہ روح کے درمیان وسطِ سینہ میں ہے] کے گرد نقش حق یعنی گول دائرہ سفید نور کی شکل میں قائم ہو جاتا ہے اور تصور یا خیال میں اسم حق حق اس لطیفۂ سِرّ سے کہا جاتا ہے نہ کہ زبان سے۔ اسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ سارے جسم میں ذکرِ حق جاری ہو جاتا ہے اور تمام لطائف پر انوارِ حق برستے ہیں۔

marfat.com

جب مداومت مکمل ہوجاتی ہے تو سالک کا اپنا وجود بلکہ ساری کائنات کا وجود گم ہوجاتا ہے۔ اور نور الانوار جو نورِ ذات لاکیف ہے طلوع ہوتا ہے۔ نسبت تشبیہی کو اسکو نیچے کے مقامات پر حاصل تھی نسبت تنزیہی میں تبدیل ہوجاتی ہے اور بے اختیار اسکی زبان حال پر جآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ جاری ہوجاتا ہے۔ اور پھر اس قسم کے اشعار گاتا ہے

وجودِ محض مطلق را بہر جا ہر زماں دیدم — بہر کوئے بہر سوئے، بہر مظہر عیاں دیدم

[میں نے وجودِ مطلق کا ہر جگہ اور ہر وقت میں مشاہدہ کیا اور ہر کوچہ و بازار اور ہر چیز میں اسے ظاہر دیکھا]

شروع میں یہ دائرہ حقی نوری اندر باہر، دائیں بائیں، اوپر نیچے ہر جگہ مشہود ہوتا ہے آدمی اسی دائرہ کو حق سمجھتا ہے۔ لیکن یہ دائرہ حق نہیں بلکہ ظہور حق ہے نوری لباس میں۔

شغل دائرہ حقی کا طریقہ

اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں جہاں کوئی آواز نہ آئے بیٹھ کر اسم حق کو گول دائرہ کی شکل میں برنگ زریا نقرہ یا نیلگوں اپنے دل کے اندر تصور کرے۔ اس پر اسقدر مداومت کرے کہ حق ظاہر ہو جائے اور خلق مخفی۔

مراۃ الاسرار میں یہ بھی لکھا ہے کہ سلسلۂ پاک خواجگان چشت میں حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ کے بعد اس قسم کا دائمی استغراق اور دائرہ وجودِ مطلق اور نقطۂ ذات کا مشاہدہ دائمی جو حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ کو حاصل تھا اس سے زیادہ کسی بزرگ کو حاصل نہیں ہوا۔

لطائف اشرفیؔ میں حضرت خواجہ گنجشکرؒ سے روایت درج ہے کہ تمام انبیاء اور اخص اولیاء مقام تحیر میں تھے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کا ورد رکھا اَللّٰھُمَّ زِدْنِی تَحَیُّرًا [یا اللہ میری حیرت میں اضافہ فرما]۔ چنانچہ یہ مرتبہ خاص صاحب قَابَ قَوْسَیْن کا اَوْ اَدْنیٰ کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ [مجھے حق تعالیٰ کے ساتھ ایسا مقام قرب حاصل ہوتا ہے کہ جہاں کسی

---

۲ لطائف اشرفی حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے

marfat.com

ملک مقرّب اور نہ کِسی نبی مرسل کی رسائی ہوتی ہے]

معلوم رہے کہ حدیث العلماٗ ورثۃ الانبیاٗ سے یہی مقام مُراد ہے۔ جسے اکثر صوفیاٗ کرام مقام نہیں بلکہ احوال کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ چیز وہبی ہے نہ کہ کسبی [یعنی کوشش سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے]۔ کیونکہ صاحب کشف المحجوب اور دیگر صوفیاٗ اہلِ صفا کے نزدیک جو کچھ کوشش سے حاصل ہو اُسے مقامات کہتے ہیں اور جو چیز وہبی یعنی فیض باری تعالےٰ ہو اُسے احوال کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسلئے لازماً حضرت خاتم الانبیاٗ صلواۃ اللہ علیہ کی وراثت جو عالم کثرت میں مشاہدہ احدیّت سے عبارت ہے عین مواہب ہے نہ کہ مکاسب۔

سلسلۂ نسب

حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحقؒ کا سلسلۂ نسب چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمرؓ پر منتہیٰ ہوتا ہے۔ حضرت اقدس کے دادا شیخ داؤدؔ قدس سرہٗ ہلاکو خان کے حادثہ کے دوران خاندان کے چند افراد کیساتھ بچ کر بلخ پہنچے اَور بلخ سے ہندوستان آئے۔ یہ سلطان علاؤالدین خلجی کا زمانہ تھا۔ اس نے انکی وجہ معاش کیلئے حکومت صوبہ اودھ میں تنخواہ مقرر کردی۔ چنانچہ آپنے اودھ کے قریب قصبہ ردولی میں سکونت اختیار کرلی۔ حضرت شیخ داؤدؒ بڑے عظیم القدر انسان تھے اَور حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ آپکی روحانی تربیت بھی حضرت چراغ دہلوی نے فرمائی۔ لیکن آپ اپنے جمال ولایت کو ظاہری شان وشوکت میں پوشیدہ رکھتے تھے۔ آپکا مزار مبارک قصبہ ردولی کے جنوب کی طرف نہایت غریبانہ انداز میں واقع ہے اَور اَب تک ظاہر نہیں ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرۃ شیخ داؤدؒ کے ایک فرزند تھے جنکا اسم گرامی عمرؒ تھا۔ آپ بڑے بابرکت اور مشائخ سیرت وصورت انسان تھے جو بڑے متقی و پرہیزگار تھے۔ آپکا مزار اپنے والد کے مزار کے قریب ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ عمرؒ کے دو فرزند تھے۔ ایک شیخ تقی الدین جو بڑے عالم فاضل تھے اَور ردولی سے ترک سکونت کرکے دہلی میں مقیم ہوگئے تھے۔ دوسرے قطب ولایت معدن صدق وہدایت حضرت شیخ احمد عبدالحق ہیں جنکے کمالات کی شہرت مشرق سے مغرب تک پہنچ گئی اَور آپکا مرتبہ عرش عظیم سے بڑھ کر فنائے احدیّت پر جا پہنچا۔ مَنْ سَعَدَ سَعِدَ فِی بَطْنِ اُمِّہٖ [جو سعید ہوا وہ ماں کے پیٹ میں سعید ہوا]

maarfat.com

سے یہی مراد ہے۔ وَ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ [اولیا اللہ وہ لوگ ہیں جنکو نہ کوئی خوف ہے نہ غم] سے حضرت اقدس کی ذات با برکات مُراد ہے۔

والدہ کی محبت پر حق کی محبت کو ترجیح حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ اپنی کتاب انوار العیون میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ سات سال کی عمر میں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ اُٹھکر نمازِ تہجد ادا کرتے تھے۔ ایک دن والدہ صاحبہ نے شفقتِ مادری کیوجہ سے فرمایا کہ بابا احمدؒ تمہارے والد بھی ولی اللہ تھے۔ لیکن ابھی تک خدا تعالیٰ کے فرائض بھی تم پر لازم نہیں ہوئے اَور تم نے بلوغ سے پہلے نوافل میں اتنی محنت شروع کر دی ہے۔ چونکہ آپ محبتِ الٰہی میں بے اختیار تھے اَور اسم الٰہی الباری جو انبیا اور اولیاء کے قلوب کی زینت ہے آپکا معمول تھا۔ والدہ کی اسبات کو امر باطن کے خلاف سمجھ کر جواب دیا کہ یہ ماں نہیں ہے راہ زن ہے جو اپنا کام تو کر رہی ہے لیکن مجھے کارِ حق سے باز رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ پس غایت شوق و اشتیاق میں مست ہوکر آپ گھر سے باہر نکلے اَور سفر پر روانہ ہوگئے۔ اسکے بعد حدیث پاک بی یَسْمَعُ وَبِی یُبْصِرُ وَبِی یَنْطِق کے مطابق ذکرِ حق آپکی زبان پر جاری ہوگیا اَور ہر جگہ طلب صادق کی راہنمائی میں چشم باطن سے جمال حق کا مشاہدہ ہونے لگا۔ اَور ہر چیز سے جاھدُوا فی سبیل اللہ[۱] کے نغمات آپکو گوش دل میں سنائی دینے لگے۔

دہلی میں غلط تعلیم پر آپکو وحشت پس آپ توکل و تجرید کی بدولت طویل سفر طے کرکے اپنے بھائی شیخ تقی الدینؒ کے پاس دہلی پہنچ گئے۔

---

[۱] یہاں آیہ پاک وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا [جو لوگ ہماری طلب میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم انکو اپنی ذات کیطرف راہیں دکھاتے ہیں] کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب آپ طلب حق میں گھر بار، خویش اقارب چھوڑکر نکل کھڑے ہوئے تو حسب وعدہ حق تعالیٰ کیطرف سے قربِ حق کی راہیں آپکے لئے کشادہ ہوگئیں۔ یہاں لفظ فِیْنَا سے صوفیا کرام نے پرواز فی ذات حق مراد لی ہے۔ یعنی فنا فی اللہ میں ترقی۔

marfat.com

شیخ تقی الدین ایک دانشور تھے۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق کا خیال تھا کہ شاید بھائی علمِ معرفت کی تعلیم دلائینگے لیکن معاملہ اسکے برعکس نکلا۔ انہوں نے آپکے لئے ظاہری تعلیم کا انتظام کردیا۔ لیکن آپکو باطنی تعلیم کا شوق دامنگیر تھا۔ اسوجہ سے دونوں بھائیوں کے درمیان صحبت راست نہ آئی۔ ایک دِن شیخ تقی الدین پریشان ہوکر آپکو علمائے دہلی کے پاس لے گئے اس خیال سے کہ آپکو راہ راست پر لائیں۔ علمائے نے اپنی سمجھ کے مطابق آپکو کتاب پیش کی تعلیم شروع کردی۔ جب استاد نے علمِ صرف کی تعلیم کے وقت آپکو ضَرَبَ ضَرَبَا کی تعلیم دی تو آپ نے فرمایا کہ طلبِ حق کا ضرب ضربا [یعنی مارنے اور مارے جانے] کا کیا تعلق ہے۔ مجھے تو آپ ایسا علم بتائیں کہ جس سے ذاتِ حق کی معرفت حاصل ہو کیونکہ مجھے اسکے سوا اور کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ اس سے علما حیران ہوئے اور آپ کی طلبِ صادق پر رقت کا اظہار کرتے ہوئے اور اسے بہانہ بناکر آپ کو رخصت کردیا۔ نیز انہوں نے شیخ تقی الدین کو مشورہ دیا کہ چونکہ بچے کا معاملہ کچھ اور ہے اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ ہم اور آپ اسمیں کوئی دخل نہیں دے سکتے۔

ایک شاہزادہ سے عشق

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ دہلی میں قیام کے دوران آپکو شاہزادہ سے عشق ہوگیا اور محرمانہ صحبتیں ہونے لگیں اور آپ جمال مطلق کا مشاہدہ صورت مقیدمیں کرنے لگے۔ اسوجہ سے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ [مجاز زینہ ہے حقیقت کا] لیکن بمصداق "السکون علی قلب الاولیا حرام" [اولیا کے قلب پر سکون حرام ہے] آپ چند یوم اس حالت میں بسر کرکے دہلی سے چلے گئے اور جس جگہ کسی عارف کا نام سنتے وہاں جاکر دردِ دل کی دوا طلب کرتے رہے۔ لیکن آپکے مطلوب حقیقی کا پتہ کوئی نہ بتا سکا۔ آخر پھرتے پھراتے آپ پانی پت پہنچے اور قطب العارفین حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ کیخدمت میں حاضر ہوکر نعمت دوجہاں حاصل کی اور خرقہ خلافت مشائخ چشت سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ اسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے

بنگال کا سفر اور حضرت شیخ نور قطب عالمؒ سے ملاقات

غرضیکہ حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ نے آپکو اپنا خلیفہ جانشین مقرر فرماکر اپنے فرزندان کی تربیت

marfat.com

بھی آپ کے سپرد فرمائی اور راہی ملک بقا ہوئے۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ ولایت بنگال کی طرف تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت شیخ نور قطب عالم مسند ارشاد پر بمقام پنڈوہ متمکن تھے۔ جب آپ قصبۂ مذکور میں پہنچے تو اپنے آپ کو چھپانے کیخاطر کوتوال کے مکان پر قیام فرمایا۔ ایک دن نہر کے کنارے خوش کھڑے تھے کہ دل میں حضرت شیخ نور قطب عالمؒ کے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن چونکہ مشائخ کیخدمت میں خالی ہاتھ جانا اچھا نہیں آپ نے نہر کے کنارے سے کچھ سبزہ توڑا اور حضرت شیخ نور قطب عالم کیخدمت میں جاکر پیش کیا اور فرمایا کہ "مابا صفا است" حضرت شیخ نے بھی جواب دیا کہ "ما باعوان است"۔ اسکے بعد دونوں بزرگوں کے درمیان کوئی بات نہ ہوئی اور ایک ساعت خاموش بیٹھے رہے۔ اس سے حضرت شیخ عبدالحق قدرے افسردہ خاطر ہو کر باہر چلے گئے۔ اور غایت سوز و درد اور عشق و محبت اور طلب حق میں بے قرار ہو کر اپنے آپ کو کہنے لگے کہ اے احمد تو نے ساری عمر برباد کر دی ہے۔ تو نے سارے جہان میں سفر کیا ہے اور طلب حق میں جگہ جگہ کی خاک چھانی ہے لیکن پھر بھی مقصود کو نہیں پہنچے اور محبان حق میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ملا جو محبوب حقیقی کا پتہ بتائے۔ تو نے بے جا وقت صرف کیا ہے۔ اور نفس پروری کرتے رہے ہو۔ اب، اپنے وطن واپس جاؤ اور اس بات سے فارغ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ سبحان اللہ! اسقدر بلند ہمتی ہے کہ باوجودیکہ اپنے شیخ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتیؒ قدس سرہ سے دولت فیض بخش حاصل کر کے بادۂ توحید نوش کر چکے ہیں اور سلوک کے تمام منازل و مقامات طے کر چکے ہیں لیکن پھر بھی حوصلہ اس قدر بلند ہے اور طلب اسقدر تیز ہے کہ ہر لحظہ ھل من مزید کے نعرے مار رہے ہیں اور کسی مقام پر اکتفا نہیں کرتے کسی نے خوب کہا ہے ؎

قدح چہ سیر کند آتش بلند مرا ۔۔۔ سبو سبو خم خم دہ دل لوند مرا[۱]

[پیالوں سے میری آتش عشق کہاں ٹھنڈی ہوتی ہے مجھے تو صراحی اور خم بھر بھر کر پلاؤ تاکہ دل کی آگ بجھے]

---

[۱] اس کیفیت کے مناسب حال یہ شعر بہت سوز دل ہے ؎ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

ردولی شریف میں ورود آخر وہاں سے روانہ ہوکر آپ اپنے وطن ردولی شریف کیطرف روانہ ہوئے۔ جب راستے میں شہر بہار میں پہنچے تو وہاں دو مجذوبان صاحبِ ولایت سے ملاقات ہوئی۔ ایک کو سلطان علاالدین کہتے تھے اور وہ برہنہ رہتے تھے اور دوسرے لنگوٹی باندھتے تھے۔ پہلے سلطان علاؤالدین سے ملاقات ہوئی۔ انکے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ سامنے آتے ہی وہ حضرت اقدسؒ بغلگیر ہوئے اور کہنے لگے کہ بابا احمد معلوم نہیں لوگ دیگ پکا کر کھانے کیوقت اُسے کیوں چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے مجذوب نے بھی آپ سے بغلگیر ہو کر یہی بات کہی۔ یہ سنکر آپکو خیال آیا کہ مردانِ حق تو مجھے بشارت دے رہے ہیں کہ مقصودِ مطلق کو پہنچ جاؤ گے۔ اس سے آپ کی آتشِ عشق میں اضافہ ہوا اور وہاں سے روانہ ہو کر شہر اودھ میں پہنچے اور دل میں کہنے لگے کہ اے احمد تجھے بزرگانِ وقت سے مطلوبِ مطلق کا نشان نہیں ملا۔ شاید اہلِ قبور کیطرف سے کوئی آگاہی مل جائے۔ چنانچہ آپ کئی سال شہر شہر اور دشت و بیابان کی سیر کرتے رہے اور بیقراری کی حالت میں آہ و نالہ کرتے ہوئے یا ہادی یا ہادی کا مسلسل ورد کرتے رہے۔

آپکا زندہ در گور ہونا کچھ عرصے کے بعد جب آپکو اہلِ قبور سے نسبت پیدا ہو گئی اور مراد حاصل ہوئی تو دل میں کہنے لگے کہ احمد اہلِ قبور سے

ہمہ عمر با تو زدیم و نرفت رنج خمار ما　　چہ قیامتے کہ نمے رسی ز کنار ما بکنار ما

[اے دوست ہم نے ساری عمر تیرے شراب عشق کے پیالے نوش کئے ہیں لیکن پھر بھی شوق پورا نہیں ہوا۔ کیا غضب ہے کہ تو میری بغل میں ہے اور پھر بھی میری آتش عشق ٹھنڈی نہیں ہوتی] اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت خواجہ غلام فریدؒ فرماتے ہیں ؎

توڑیں جو دریا نوش ہن　　پر جوش تھی خاموش ہن

اسرار دے سرپوش ہن　　صامت رہن مارن نہ بک

[اگر عشق الٰہی کے پیالے نہیں، صراحی نہیں، خم نہیں، ندی نالے نہیں دریا کے دریا نوش کر رہے ہیں لیکن کمال ضبط، وسعت ظرف کا یہ عالم ہے کہ قلب کے اندر عشق موجیں مار رہا ہے اور بظاہر یہ حضرات خاموش ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

marfat.com

کی صحبت کیلئے ہم جنس ہونا ضروری ہے اسلئے تو بھی مر جا اور مُردوں کیطرح قبر میں دفن ہو جا۔ چنانچہ غایت شوق میں آپ نے اپنے ہاتھ سے قبر تیار کی اور اسکے اندر جاکر خادموں سے فرمایا کہ اسے بند کردو۔ چنانچہ آپ قبر میں دفن ہو کر علائق عالم سے فارغ ہو گئے۔ حق کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ آپ چھ ماہ تک قبر میں بند رہے اور عالمِ باطن سے آپ پر جسقدر واردات اور تجلیات کا نزول ہوتا تھا آپ اسکی طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ اس خیال سے کہ اس قسم کی واردات قابل پرستیدن نہیں احمد بگذر و بگذار۔ آخر رفتہ رفتہ آپ ایک سمندر کے کنارے پہنچے جو کیفیت اور کمیت سے پاک تھا۔ آواز آئی کہ فاعلم انه لا إله الا انا یعنی اچھی طرح سمجھ لو کہ میری وہ شان ہے کہ میرے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ یہ ایک مژدۂ جانفزا تھا جو آپ نے بے حرف، بے صوت اور بے زبان سنا اور ظاہری موت سے آپکو مطلوب مطلق تک رسائی حاصل ہو گئی یہ وہ راز ہے جو قلم سے بیان نہیں ہو سکتا۔ فھم من فھم۔

چھ ماہ بعد قبر کا خود بخود کھلنا

چھ ماہ کیبعد قبر خود بخود کھل گئی اور جسقدر جان کہ بچ چکی تھی خادموں نے لحاف میں لیکر باہر نکالا۔ اس سے سارے جہاں میں شور برپا ہوا اور چاروں طرف سے لوگ کھنچ کھنچ کر شرف نیازمندی حاصل کرنے لگے۔ اسکے بعد آپ مسندِ رشد و ارشاد پر متمکن ہو کر تربیت مریدین میں مشغول ہو گئے۔ اور گم گشتگان بادیۂ خلافت کو راہِ ہدایت دکھانے لگے۔ چنانچہ آپکے حسن تربیت سے بہت لوگ درجہ کمال کو پہنچے۔ ان میں سے ایک آپکے فرزند شیخ احمد عارف تھے۔ جنکا ذکر اسکے بعد آرہا ہے۔ آپکے دوسرے خلفاء شیخ مخلص اور شیخ بختیار تھے جنکا قصہ تو بہت طویل ہے لیکن مختصراً یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

شیخ بختیارؒ

آپکے مریدان اور خادمان خاص میں سے ایک شیخ بختیارؒ تھے جو آپ کے محرمِ راز اور واقف احوال تھے اور سفر و حضر میں آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے اور آپکے مقرب اور نعمت پروردہ تھے۔ شروع میں وہ ایک سوداگر کے غلام تھے۔ جو جواہرات کی تجارت کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ سوداگر کے ساتھ

marfat.com

تجارت کی غرض سے قصبہ ردولی آئے۔ جب انکی نظر حضرت شیخ کے جمال پر پڑی تو معتقد ہو گئے اور صبح و شام حاضرِ خدمت ہوکر سامنے کھڑے رہتے تھے۔ چھ ماہ تک یہی حالت رہی۔ لیکن حضرت شیخ نے انکی طرف ذرہ بھر التفات نہ فرمایا اور یہ بھی نہ پوچھا کہ کون ہو، اور کہاں سے آئے ہو اور کس کام کیلئے آئے ہو۔ ایک دِن شیخ بختیار کے دِل میں خیال آیا کہ آپ ہیں تو درویش کامل اور واصل بحق لیکن بے نیاز بہت ہیں۔ ان سے کوئی مقصد پورا نہیں ہوگا۔ شیخ بختیار کے دِل کے خیال سے آگاہ ہوکر آپ نے فوراً فرمایا کہ تم کون ہو۔ یہ سنتے ہی شیخ بختیار ایک دریائے بے کنار میں جا پڑے اور اپنے آپ سے بے خبر ہو گئے۔ آپکی نگاہ زمین و آسمان کو پار کر گئی اور مدہوشی کے عالم میں باہر چلے گئے۔ اور اپنے آپ کو بہار کے جنگل میں پایا۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو ایک لکڑی ہاتھ میں لیکر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرابِ وحدت کی مستی میں گستاخ ہوکر کہا کہ اے احمد اسقدر دولت کے مالک ہو لیکن بندگانِ خدا کو محروم کر رکھا ہے۔ حضرت اقدس نے انکو بہت سمجھایا اور فرمایا کہ ہوش کرو لیکن ان پر محویت اور استغراق اسقدر غالب تھا کہ کوئی بات نہیں سنتے تھے۔ اور گستاخانہ کلام سے باز نہیں آتے تھے یہ دیکھکر حضرت شیخ نے انکو ٹھنڈا پانی پلایا جس سے وہ عالم ہوشیاری میں آ گئے۔ اسکے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ بختیار اپنے آقا کے پاس جاؤ اسکی رضا طلب کرو اور اسی کے کام میں لگ جاؤ۔ بختیار نے سر زمین پر رکھا اور جونپور چلے گئے جہاں انکا آقا رہتا تھا۔ جب آقا نے آپکا یہ حال دیکھا تو فوراً آزاد کر دیا۔ جب سے حضرت شیخ کی ایک نظر شیخ بختیار پر پڑی تھی انکے دِل میں آتش عشق کے شعلے بلند ہو گئے تھے اور نار اللہ الموقدۃ کی آگ دل میں موجزن ہو گئی تھی۔ یہ دیکھ کر انکے دِل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ آگ مجھے جلا کر خاک کر دیگی انکو یہ معلوم نہ تھا کہ یہی جل کر فنا ہو جانا مطلوب اصلی ہے۔ غرضیکہ جب آتشِ عشق کے شعلے بلند ہوتے تھے تو آپ اپنے شیخ حضرت احمد عبد الحقؒ کا نام لے لیتے تھے۔ جس سے افاقہ محسوس ہوتا تھا۔ اور تمکین حاصل ہوتی تھی۔ کچھ دیر کے بعد آتشِ عشق کا پھر سے غلبہ ہوتا اور وہ اپنے شیخ کا نام

marfat.com

لیکر سکون حاصل کرتے ۔ غرضیکہ بہت دیر تک آپکی یہی حالت رہی ۔ جب انکو یقین ہو گیا کہ یہ آگ میرا جسم جلا کر خاک کر دیگی تو کہتے ہیں کہ حضرت شیخ شرف الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت نے حضرت شیخ احمد عبد الحق کیخدمت میں شیخ بختیار کی سفارش فرمائی اور کہا کہ اے شیخ احمد آپکا جو مقام ہے اُسے کوئی شخص نہیں پہچان سکتا لیکن بیچارہ بختیار جو آپکی محبت میں بے اختیار ہے آپکے مقام جلال کی تاب نہیں لا سکتا۔ اگر آپنے اسکی خبرگیری نہ فرمائی تو اس آگ میں جو آپکو اور دیگر اولیاء کرام کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ بے کینہ سے وراثتاً ملی ہے بیچارہ بختیار جل کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جائیگا۔ بہتر یہ ہے کہ اب آپ تجلی جمال سے اسکی تربیت فرمائیں جو اسکی استعداد کے مطابق ہے ۔ چنانچہ حضرت مخدوم احمد عبد الحق نے جسطرح ایک نظر سے انکو نورِ ذاتِ لاتعین سے روشناس کرایا تھا ایک نظر سے انکو نورِ صفات کا مشاہدہ کرایا اور جلالِ ذات جو انکی طاقت سے باہر تھا سے نکال کر انکو جمال انوار صفات میں لے آئے جس سے انکو تسکین ہوئی اور جب اپنی ہستی کا احساس ہونے لگا تو گھر بار سے دل برداشتہ ہو کر حضرت شیخ کیخدمت میں ردولی شریف پہنچ گئے۔ انکو دیکھتے ہی حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر ہمارے پاس رہنا چاہتے ہو تو تجھے بیوی کو ترک کرنا پڑیگا۔ شیخ بختیار نے فوراً عرض کیا کہ مجھے منظور ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ رسول اور خدا کو ترک کرنا پڑیگا۔ انہوں نے جواب دیا کہ منظور ہے۔ جب حضرت شیخ نے دیکھا کہ شیخ بختیارؒ نے نقوش کثرت کو دل سے نکال دیا ہے اور اپنے آپکو دریائے فنا میں پھینک دیا ہے اور میدانِ ارادت میں مستحکم ہو گئے ہیں تو فوراً اپنا اصلی جمال اور اپنی صورت احمدی کا انکو جلوہ دکھایا جس سے شیخ بختیار سَو جان سے آپ پر فریفتہ ہو گئے اور جان لیا کہ آیۂ کریمہ فاتبعونی یحببکم اللہ کے مصداق قابلِ تقلید حضرت شیخ کی ذات پاک ہے۔ اور رسول اور خدا بھی وہی ہے اور غیر کا وجود تک نہیں ہے۔ جب شیخ بختیار کے قلب میں یہ حالت پیدا ہوئی تو مقصود حقیقی تک رسائی ہو گئی اور عالم کامل اور واصل بن گئے۔

ایک دِن حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بختیار میں چاہتا ہوں کہ

marfat.com

خانقاہ کے صحن میں ایک کنواں تیار کیا جائے۔ یہ سنتے ہی شیخ بختیار نے پھاوڑہ اٹھایا اور کھودنا شروع کر دیا۔ جب پانی نکل آیا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ بختیار باہر سے مٹی لا کر اس کنویں کو بھر دو اور کنویں کی مٹی سے ایک چبوترہ تیار کر لو۔ شیخ بختیار نے باہر سے مٹی لا کر اس کنویں کو پُر کر دیا اور کنویں کی مٹی سے چبوترہ بنا دیا اور یہ بھی نہ پوچھا کہ حضور کنواں کِس لئے کھدوایا تھا اور کِس لئے بند کرایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

توشۂ شیخ احمد عبدالحقؒ آمدم برسر مطلب۔ جب حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ قبر سے باہر آئے تو حاجتمند لوگ روٹی کو گھی سے تر کر کے اور اس پر کچھ شکر رکھ کر حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ آپ اس میں سے قدرے تناول فرماتے تھے اور باقی حاضرین مجلس میں تقسیم کر دیتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص ہمارا توشہ ہماری اجازت کے بغیر کھائیگا جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ یہ سنت آجتک جاری ہے اور حضرت اقدس کے جانشینوں اور مریدین کی اجازت کے بغیر کوئی شخص نانِ توشہ نہیں کھاتا۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق کا توشہ نذر کرنے سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ بہت مجرب ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مقصد حاصل ہونے سے پہلے نذر ادا کی جائے اگر بعد میں دی جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

توشہ دینے کا طریقہ توشہ تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پانچ پاؤ آرد گندم، پانچ چھٹانک سفید شکر، پانچ چھٹانک روغن زرد [گھی]۔ کمال احتیاط کیساتھ رائج الوقت اوزان کے مطابق لایا جائے اور باوضو ہو کر پاک و صاف جگہ پر روٹی پکائی جائے اور گھی سے تر کر کے اس پر شکر رکھی جائے اور پھر حضرت شیخ کی روح مبارک کیلئے فاتحہ پڑھا جائے۔ اگر حضرت شیخ کی اولاد موجود ہو انکے بغیر کسی کو نہ کھانے دیا جائے ورنہ آپکے سلسلہ کے مریدین جو نماز گذار ہوں کو کھلایا جائے۔ اگر مریدین بھی نہ ہوں تو ہر وہ شخص جو پابند نماز ہے کھا سکتا ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت اقدس اپنی زندگی میں مریدین خانقاہ کے سوا کسی کو کھانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ لیکن آپ کے وصال کے بعد آپکے فرزند ارجمند شیخ قطب وقت حضرت شیخ عارف قدس سرہ نے

marfat.com

عام اجازت دیدی تھی اَور فرمادیا کہ اگر کوئی شخص توشہ کسی دور دراز مقام پر تیار کرتا ہے تو ہمارے خاندان کے مریدین کو کھلا سکتا ہے اَور یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی مسکین اور درویش کو دیدے۔ اسکی حاجت پوری ہوجائیگی۔ انشا اللہ تعالیٰ۔

قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مریض ہے اَور زندگی کی امید باقی نہیں رہی تو لبقدر استطاعت ایک، دو، تین یا زیادہ گائے لاکر حضرت اقدس کے سجادہ نشین کے حوالہ کرے یا حضرت اقدس کی خانقاہ کے مریدین و فقرائیں تقسیم کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس مرض سے شفا پائیگا اَور حیات نو حاصل کریگا۔ بہتر یہ ہے کہ یہ نذر پہلے پیش کرے لیکن طاقت نہیں ہے تو صدق دل سے اقرار کرے کہ صحت کے بعد ادا کرونگا۔ اگر حصول صحت کے بعد ادا نہیں کریگا تو خوف عظیم ہے کہ مبادا قہر و بلا نازل ہو جس سے نجات مشکل ہوگی۔

حل مشکلات کا دوسرا طریقہ

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت اقدس کے نام کی تسبیح حل مشکلات کیلئے کبریت احمر کا اثر رکھتی ہے چاہیئے کہ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ باوضو ہو کر ایک چلہ میں اسطرح کہے اَغِثْنِیْ وَ اَمْدِدْنِیْ یَا شیخ احمد عبدالحق ہفتہ نہیں گزریگا کہ حضرت اقدس کی ظاہری و باطنی توجہ سے مشکل سے مشکل مہم آسان ہوجائیگی۔

باز آدیم بر سر مطلب

اہل دنیا سگ آند

جس زمانے میں حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ اودھ میں رہتے تھے آپکے ہاں ایک کتیا رہتی تھی۔ جب آپ قبر سے باہر آئے تو کتیا نے بچے دیئے۔ اسکے چھ دن بعد آپنے طعام پکوایا اَور شہر کے تمام چھوٹوں اور بڑوں کو دعوت دے کر کھانا کھلایا۔ تین چار روز کے بعد شیخ جمال گوجرہ نے عرض کیا کہ شادی پر آپنے مجھے کیوں نہیں یاد فرمایا۔ آپنے کمال جوہر شناسی کی بنا پر فرمایا کہ کتوں کی شادی تھی میں نے کتوں کو بلایا تھا۔ آپکا شمار تو آدمیوں میں ہے آپکو کیسے بلاتا۔

شیخ جمال گوجرہ رح

یہ شیخ جمال گوجرہ جو شیخ اولیا بھی کہلاتے ہیں شیخ مظفر بلخی کے خلیفہ ہیں۔ اَور آپ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ کے

marfat.com

خلیفہ ہیں۔ جنکا سلسلہ پانچ واسطوں سے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ تک جاملتا ہے شیخ جمال گوجرہ کو حضرت مخدوم احمد عبدالحق قدس سرہٗ سے فیض ملا ہے۔ آپکا مزار اودھ میں آجتک خلقت کی زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ شیخ کبیر جائنگ ملامتی مخدوم شیخ بھیکہؒ کے خلیفہ تھے۔ اور شیخ بھیکہ شیخ جمال گوجرہؒ کے خلیفہ تھے۔ شیخ بھیکہ کا مزار شہر اودھ سے چار کوس دور موضع ٹھہری میں واقع ہے۔ شیخ جمال گوجرہ سلسلہ کبرویہ فردوسیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

شیخ کبیر جائنگؒ

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ کبیر نے شروع میں مخدوم شیخ تقی بن رمضان جائنگ سہروردی کے مرید ہوئے جنکا مزار قصبہ جھونسی میں ہے جو الہ آباد سے متصل ہے۔ اسکے بعد وہ راما نند بیراگی کی صحبت میں چلے گئے اور کافی ریاضت ومجاہدہ کے بعد جب ان پر توحید کا غلبہ ہوا تو ظاہری آداب چھوڑ کر بے پردہ کلام کرنے لگے۔ یہ دیکھکر علمائے ظاہر نے اُنپر کفر کا فتوٰی لگایا لیکن عرفا اہل باطن انکو بے ریا موحد کہتے ہیں۔ آپکا مسلک رندانہ ملامتیہ تھا۔ آخر انہوں نے خرقہ خلافت سلسلہ فردوسیہ میں حضرت مخدوم بھیکہ سے حاصل کیا۔ شیخ کبیر کا طریق صلح کل تھا۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ شیخ کبیر اگرچہ نساج [روئی دھننے والے] تھے لیکن زبان ہندی میں توحید کے موضوع پر انہوں نے بہت شعر کہے ہیں۔ مسلمان آپکو مسلمان اور کافر آپکو کافر کہتے تھے۔ لیکن آپ دونوں سے آزاد تھے۔ حالت نزاع میں مسلمانوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آیا ہم آپکو دفن کریں، آپنے جواب دیا کہ اگر مجھے پاسکو تو، کافروں نے کہا کہ ہم آپکو جلائینگے۔ آپنے جواب دیا کہ اگر مجھے پاسکو تو۔ چنانچہ آپ نے حجرہ کا دروازہ بند کر دیا اور رحلت کر گئے۔ جب دروازہ کھولا گیا تو چند پھولوں کے سوا وہاں کچھ نہ تھا۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ شیخ کبیر کو اہل اسلام نے وفات کے بعد قصبہ مگہر میں دفن کر دیا کہتے ہیں ایک دفعہ انہوں نے اپنے لئے ایک روٹی پکائی جسے کتا لے گیا۔ آپ گھی اٹھا کر کتے کے پیچھے دوڑے اور کہنے لگے کہ گھی لگا کر کھاؤ۔ یہ دیکھکر لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ تم خراب ہو گئے۔ آپنے فرمایا کہ ہاں جسطرح تانبا اکسیر کیساتھ ملکر خراب ہو

marfat.com

جاتا ہے میں بھی حق تعالیٰ کے ساتھ ملکر خراب ہوگیا ہوں۔ آپکا مزار قصبہ کھیر میں ہے اور زیارت گاہ خلائق ہے۔ کھیر گورکھپور کے نواح میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ کمال بن شیخ کبیر رحمۃ

شیخ کمال بن شیخ کبیر ملامتی نے اپنے والد سے تربیت حاصل کی اور ملامتیہ مشرب رکھتے تھے۔ بلکہ وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ بیباک تھے۔ باپ کی وفات کے بعد وہ گجرات چلے گئے۔ وہاں حضرت شاہ محبوب عالم اُن سے عزت واحترام سے پیش آئے۔ جس سے انکی شہرت میں اضافہ ہوا۔ شیخ کمال کا مزار احمد آباد میں ہے۔

دیوار کا چلنا

مراۃ الاسرار میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت شیخ احمد عبدالحق حجرہ کی دیوار بنا رہے تھے خود دیوار پر بیٹھے تھے اور مرید کام کر رہے تھے۔ اس اثنا میں شیخ جمال گوجرہ ایک گھوڑی پر سوار ہو کر وہاں تیزی سے پہنچے۔ اور کہنے لگے کہ آیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ دیوار چلنے لگے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ کیا مشکل ہے یہ کہنا تھا کہ دیوار چل پڑی۔ آپنے فرمایا جمال آؤ۔ لیکن شیخ جمال کی گھوڑی وہیں رُک گئی۔ شیخ جمال نے جتنے تازیانے لگائے گھوڑی اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھی۔ اس سے شیخ جمال بہت نادم ہوئے اور معذرت طلب کی تاکہ سلامت رہیں۔

شیخ فتح اللہ کی خانقاہ میں ورود

ایک دن حضرت شیخ احمد عبدالحق حضرت شیخ فتح اللہ کی خانقاہ میں چلے گئے اور بچوں کی سی حرکات کرنے لگے اس سے آپکا اشارہ اسبات کیطرف تھا کہ مشائخیت کے اسباب کی قید میں بند ہو کر بیٹھ جانا بچوں کا کام ہے۔ فنائے مطلق اختیار کرنی چاہئے یہ دیکھ کر شیخ فتح اللہ حیران ہوئے اور اُن سے کوئی جواب نہ بن آیا۔

شیخ زین الدین اودھی رحمۃ کیخدمت میں ورود

اسی طرح آپ ایکدن حضرت شیخ زین الدین اودھی رحمۃ کے ہاں چلے گئے۔ لیکن دربان نے اندر نہ جانے دیا۔ دوسرے دن آپ نے چند پتھر ایک خوانچہ میں جمع کرلئے اور سر پر اٹھا کر شیخ زین الدین کے پاس لے گئے لیکن تحائف سمجھ کر دربان نے نہ روکا۔ اندر جا کر

marfat.com

آپنے پتھروں سے بھرا ہوا خوانچہ حضرت شیخ کے سامنے رکھدیا۔ یہ دیکھکر وہ حیران ہوئے تو آپنے فرمایا جبتک یہ نذرانہ ساتھ نہ لاتا دربان مجھے اندر نہیں آنے دیتا تھا۔ اس سے شیخ نادم ہوئے۔ اسکے بعد آپنے شیخ زین الدین سے دس ہزار روپیے قرض حسنہ کے طور پر طلب کئے لیکن انہوں نے جوابدیا کہ ہم فقیر آدمی ہیں ہمارے پاس کچھ نہیں ہے یہ سنکر آپکی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ میرے لئے کچھ نہیں ہے تو تجھ سے وصول کیا جائیگا چنانچہ چند روز کے بعد شیخ زین الدین کا انتقال ہوگیا اور قاضی رضی حاکم اودھ نے شیخ کے بھتیجوں کو قید کر کے سارا مال واسباب ضبط کرلیا۔

قاضی کے گستاخ لڑکے نے سزا پائی

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ حالتِ جلال میں بیٹھے تھے کہ قاضی رضی کا قاضی بڈھ[رحمۃ اللہ علیہ] جوانی کی مستی اور دنیا کے غرور میں سرشار ہوکر آیا اور سوال کیا کہ سُنا ہے آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ کا دیدار کراتے ہیں۔ آپنے پوچھا کہ دیدار کرو گے؟ اس نے کہا ہاں کرونگا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک بوقلمون [گرگھٹ] سامنے بیٹھا رنگ بدل رہا ہے۔ آپنے فرمایا دیکھو۔ لیکن وہ بدقسمت آپکا اشارہ نہ سمجھ سکا۔ اور کہنے لگا کہ دیکھو شیخ نے بوقلمون کا نام حق رکھدیا ہے۔ یہ کیسا درویش ہے۔ اسکے بعد اس نے حضرت شیخ کے گلے میں کپڑا ڈالکر گھسیٹنا شروع کیا۔ لیکن حضرت اقدس اور مُریدین حق حق حق کہتے رہے۔ کچھ دیر کے بعد قاضی رضی الدین حضرت شیخ کی خدمت میں اپنے بیٹے کا جنازہ لے آیا اور عرض کیا یہی میری ایک آنکھ ہے اسے زندہ کیا جائے۔ آپنے فرمایا اب تیر نشانہ پر بیٹھ چکا ہے اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ غرضیکہ اس قسم کی کرامات سے آپکے گرد لوگوں کا ہجوم ہوگیا۔ لیکن حضرت اقدس مال واسباب، مشیخیت اور کثرت خلق سے متنفر تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "الشہرت آفت" ترضھا کل و الخمولۃ راحۃ لایرضاھا احدا [شہرت ایک آفت ہے جسے لوگ پسند کرتے ہیں اور گمنامی ایک راحت ہے جسے کوئی پسند نہیں کرتا] اے احد ایسی جگہ پر جاکر رہو جہاں تیرا کوئی نام لیوا نہ ہو۔

marfat.com

ردولی میں واپسی چنانچہ آپ شہر اودھ سے ترک سکونت کر کے بمقام ردولی تشریف لے گئے۔ جو آپ کے آباد اجداد کا مسکن تھا۔ وہاں جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ اہلِ خانہ میں سے کوئی شخص زندہ نہیں ہے سوائے دائی حیات کے جس نے ایام طفولیت میں حضرت اقدس کو اپنا دودھ پلایا تھا۔ وہ بھی سو سالہ ضعیفہ ہو چکی تھی۔ اور بینائی بھی ختم ہو چکی ہے۔ حضرت اقدس نے کمال حق شناسی کیوجہ سے جاتے ہی اپنا سر اسکے قدموں میں رکھدیا اور فرمایا کہ میں آپکا بیٹا احمد ہوں اور صرف آپکی خدمت گیری کیلئے یہاں آیا ہوں۔ دائی حیات حیران ہوئی کہ پچاس سال کے بعد احمد کہاں سے آگیا ہے۔ چنانچہ شفقت معنوی کیوجہ سے انکی چھاتی سے دودھ بہنے لگا۔ انہوں نے حضرت شیخ کو گلے سے لگایا اور گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت شیخ پر بھی گریہ طاری ہوا اور تسلی دیکر بعد میں انکی خدمت اور رضاجوئی پر کمربستہ ہو گئے۔

ایک دن دائی حیات نے کہا کہ ایک بات ہے اگر اجازت ہو تو کہوں۔ آپنے فرمایا اچھا۔ انہوں نے کہا آپ میری خاطر کسی سے شادی کر لیں۔ آپ نے فرمایا میرے اندر اسکی استعداد نہیں ہے۔ مجھ میں تین عیب ہیں۔ ایک یہ کہ فقیر ہوں، دوسرے دیوانہ ہوں، تیسرے بوڑھا ہوں۔ پھر یہ کہ ایک درویش کیلئے یہ مناسب نہیں کہ ولایت درویشی میں کسی اور چیز کا دخل ہو۔ اس وجہ سے کہ یہ ولایت حضرت شیخ صلاح مرحوم سے ابتک دور نہیں ہوئی۔ اگر شادی کر لوں تو کہاں رہوں۔ غرضیکہ آپنے اس قسم کے کئی عذر پیش کئے۔ لیکن دائی حیات نے ایک نہ سُنی۔ چنانچہ مجبور ہو کر آپ حضرت شیخ صلاح سہروردیؒ کے مزار پر پہنچے اور کمال نیازمندی سے بشارت کے طلبگار ہوئے۔ آپکی قبر سے آواز آئی کہ حوض میں جاکر دیکھو۔ جب آپ حوض مذکور کے اندر داخل ہوئے تو وہاں سے ایک چارپائی کی رسّی اور ایک گھڑا برآمد ہوا۔ اس سے آپکو یہ اشارہ ملا کہ یہ رسی جائے نماز ہے اور گھڑا برائے طہارت ہے۔ چنانچہ آپکو وہاں رہنے کی اجازت مل گئی یعنی وہاں کی ولایت آپکو مل گئی۔ اس بشارت سے دائی حیات کو بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے حضرت اقدس کے رشتہ داروں میں آپکا عقد نکاح کرادیا۔ اس منکوحہ

marfat.com

سے حضرت اقدس کے ہاں تین بیٹے اور چار بیٹیاں وجود میں آئیں اور جو بیٹا پیدا ہوتا تھا اسکی زبان پر حق حق حق جاری ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ فرماتے تھے کہ احمد [یعنی خود حضرت اقدس نے] شہرت اختیار نہیں کی یہ بچہ چاہتا ہے کہ دنیا میں میری شہرت ہو اسلئے زندہ رہنے کے قابل نہیں ہے۔ اسکے چند روز بعد وہ بچہ مرجاتا اور حضرت اقدس اپنے ہاتھ سے اُسے دفن کردیتے تھے۔ حتیٰ کہ تینوں بیٹے اسی طرح چل بسے ایک دن رشتہ داروں کا ایک بچہ آپکے گھر آیا۔ اسے دیکھکر اہل خانہ کے دِل میں اپنے بیٹوں کی یاد تازہ ہوگئی اور دل سے ایک درد بھری آہ نکل گئی۔ اسوقت حضرت اقدس اوپر کی منزل پر مشغول بیٹھے تھے۔ روشن ضمیری سے اہلیہ محترمہ کی حالت کا علم ہوا تو نیچے آکر دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے۔ انہوں نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ میرے دِل کی بات آپ سے مخفی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ایک بیٹا آنے والا ہے لیکن ابھی خام ہے۔ اسوقت مجھے ایک سفر درپیش ہے۔ شیخ بدرالدین ساکن قصبہ راپری جو حضرت شیخ صدرالدین حکیم چشتی کے خلیفہ ہیں اس دنیا سے رحلت کرگئے ہیں۔ انہوں نے اپنی نعمت میرے حوالہ کی ہے اور اپنے بیٹے شیخ نصیرالدین شیر کی تربیت کا کام بھی میرے ذمہ لگایا ہے تاکہ وہ نعمت اسکے حوالہ کروں۔ اس اثنا میں اپنے آنے والے بیٹے کو بھی پختہ کرلونگا تاکہ تیرے حوالہ کیا جائے بشرطیکہ تم اس بات پر رضامند ہو۔

اس سفر کے بعد جب حضرت اقدس ردولی واپس تشریف لائے تو جو وعدہ فرمایا تھا پورا کیا اور کچھ عرصہ کے بعد شیخ عارف وجود میں آئے لیکن پیدائش کیوقت لفظ حق حق زبان پر نہ لائے۔ اور عام بچوں کی طرح روتے ہوئے پیدا ہوئے۔ یہ دیکھکر آپنے فرمایا کہ یہ بچہ زندہ رہنے اور تربیت حاصل کرنے کے قابل ہے۔ شیخ نصیرالدین کی تربیت کا مفصل ذکر بعد میں آرہا ہے۔ غرضیکہ اسوقت کے بعد حضرت اقدس نے ردولی شریف میں قیام کرلیا۔ خداتعالیٰ آپکی اولاد کو تاقیام قیامت آباؤ اجداد کی مسند پر قائم رکھے۔

حجرۂ جلالی وجمالی حضرت اقدس کی مشغولی کیلئے دو حجرے تھے ایک جلالی، دوسرا

marfat.com

جمالی۔ جلالی حجرہ مکان کی چھت پر تھا اور جمالی تہ خانہ میں تھا۔ جب آپ پر مظہر جلال کی تجلی ہوتی تھی اور غیرت جوش مارتی تھی تو آپ حجرہ جلالی میں تشریف لے جاتے تھے جس سے خویش و اقارب اور مریدین اور عامۃ الناس میں خوف و اضطراب پیدا ہوجاتا تھا۔ اور جس پر غصہ آتا تھا فوراً ہلاک ہوجاتا تھا۔ سبحان اللہ! عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ جس پر نگاہ لطف ہوجاتی فوراً بلند درجات پر پہنچ جاتا اور مراد پالیتا۔ اور جس پر نگاہِ قہر گرتی آناً فاناً ختم ہوجاتا تھا۔ اسقدر قاطع اور زود اثر توجہ بہت کم دیکھنے میں آئی ہے جو بھی آپنے ردولی شریف میں قیام فرمایا آپ وہاں کے صاحبِ ولایت ہوگئے اسکے بعد کسی درویش کو وہاں آنے کی مجال نہ تھی۔ اگر کوئی شخص نادانستہ طور پر وہاں جا نکلتا تو اسکی حالت سلب ہوجاتی تھی۔ ایک دفعہ شیخ سعد اللہ کیسہ دار کنتوری نے مسعود اولیاً کو خلافت دیکر قصبہ رسولی کی جانب روانہ کیا اور خبردار کیا کہ راستے میں شیخ احمد عبدالحق رہتے ہیں۔ اُن سے بچ کر جانا۔ انہوں نے اپنے پیر کی نصیحت پر عمل نہ کیا اور بلا دب ہوکر قصبہ ردولی میں وارد ہوئے۔ اس سے حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کی غیرت کو جوش آیا۔ حجرہ سے باہر آکر شیخ مسعود پر ایک تیز نگاہ ڈالی جس سے انکی حالت سلب ہوگئی۔ اور عام لوگوں سے بھی حالت بدتر ہوگئی۔ ناچار بصد عجز و نیاز حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپنے انکی حالت پر رحم فرمایا اور اپنی دستار مبارک انکے سر پر رکھ کر نظرِ شفقت سے دیکھا جس سے کھوئی ہوئی دولت انکو واپس مِل گئی۔ اور وہاں سے روانہ ہوکر قصبہ رسولی میں سکونت پذیر ہوگئے۔ چنانچہ آجتک انکی اولاد وہاں موجود ہے اور آپکا مزار بھی زیارت گاہِ خلق ہے۔

اسی طرح حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اکثر قصبہ سبودھی جاتے ہوئے ردولی سے گذرتے تھے۔ لیکن جب حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ ردولی میں قیام پذیر ہوئے تو حضرت میر اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے انکو منع کردیا کہ خبردار ردولی کی طرف ہرگز نہ جانا۔ چنانچہ وہ ردولی سے دائیں بائیں ہوکر گذر جاتے تھے۔ شہر کے اندر نہیں جاتے تھے۔ میر سید اشرف جہانگیر

marfat.com

قدس سرہ کے ایک اور خلیفہ شیخ سماالدینؒ قصبہ ردولی میں رہتے تھے اور آپکا مزار بھی وہیں ہے۔

رسول اللہ صلعم کی زیارت

ایک دفعہ شیخ سماالدین کے ایک مرید نے حضرت شیخ احمد عبدالحق کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا جو حالت کہ میرے پیر کی خانقاہ میں ہے اس بناپر میں آپکے سلسلہ میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ آپنے فرمایا کہ ٹوپی بدل ڈالو۔ اس سے شیخ سماالدینؒ کے مریدوں نے اس آدمی کو بہت پیٹا کہ تم مرتد ہوگئے ہو۔ بہر حال وہ حضرت اقدس کے سلسلہ میں آگیا۔ کچھ عرصہ کے اس نے عرض کیا کہ حضور مجھے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق دامنگیر ہے اگر اجازت ہو تو میں عرب تشریف جاکر زیارت کردں۔ آپنے فرمایا ہم اکٹھے چلینگے۔ ایک دن جب اس نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج آخر شب میں آؤنگا اور تجھے ساتھ لے لونگا۔ اس آدمی کا گھر قصبہ اسوہو میں تھا۔ حضرت اقدس نے آخر شب وہاں سے قریب ایک جنگل میں جاکر باآواز بلند حق حق حق کہنا شروع کیا۔ آواز سنکر وہ باہر نکل آیا اور حضرت کے پیچھے روانہ ہوگیا۔ اس نے دیکھا کہ تین بزرگ آگے چل رہے ہیں۔ ایک حضرت شیخ فریدالدین گنجشکر قدس سرہٗ تھے دوسرے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اور تیسرے حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ۔ صبح کے وقت جب اجودھیا پہنچے تو جمال جہاں آرائے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوا۔ حضرت اقدس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈالدیا۔ اور عرض کیا کہ اس بیچارے کو قدم بوسی کی آرزو تھی لیکن پہنچنا مشکل تھا۔ اسکے بعد اس نے اردگرد دیکھا تو کچھ نہیں تھا۔ حیران ہوکر حضرت اقدس کی خانقاہ میں گیا۔ حضرت شیخ نے دیکھتے ہی پوچھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے ہوئی تو اس نے سر زمین پر رکھ کر سارا حال بیان کیا۔

شیخ زکریا کی گستاخی اور وفات

مراۃ الاسرار میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ ردولی کی جامع مسجد میں جمعہ کے دن حضرت شیخ احمد عبدالحق اور حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ شیخ زکریا بن مخدوم شیخ سلطان

marfat.com

اکٹھے بیٹھے تھے۔ حضرت اقدس کی عادت تھی کہ اکثر اوقات آنکھیں بند کر کے مشاہدۂ جمال حق میں مستغرق ہو جاتے تھے۔ اسوقت شیخ زکریا باآواز بلند تلاوت قرآن کر رہے تھے۔ حضرت اقدس نے سر اٹھا کر فرمایا کہ آہستہ پڑھیں۔ اور پھر مراقبہ میں چلے گئے۔ شیخ زکریا نے خیال کیا کہ شاید آپ پر نیند کا غلبہ ہو رہا ہے۔ ایک دو مرتبہ پوچھا کیا آپکو نیند آرہی ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپکے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر ہوشیار کرنا چاہا۔ اس سے آپکو غصہ آیا اور فرمایا یہاں کون سو سکتا ہے۔ چنانچہ نماز سے فارغ ہو کر جب گھر کو روانہ ہوئے تو شیخ زکریا کے پاؤں لڑکھڑانے لگے اور خادم کے کندھے پر ہاتھ رکھکر گھر تک پہنچے۔ اسکے بعد ایسے بیمار ہوئے کہ دوسرا جمعہ نصیب نہ ہوا اور پہلے فوت ہو گئے۔

ایک شخص کی بےادبی اور سزائے موت

مراۃ الاسرار میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن حاکم ردولی کے ملازم حضرت اقدس کی خانقاہ سے ایک چارپائی زبردستی اٹھا کر لے گئے۔ ان دنوں حضرت میر سید قطب مجذوب جو واصلان حق میں سے تھے بھی ردولی شریف میں رہتے تھے اور اکثر اوقات شراب نوشی میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن انہوں نے شراب کا پیالہ بھر کر میاں خضر کو دیا کہ برادرم حضرت شیخ احمد عبدالحق کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ بزنم [یعنی لگاؤں]۔ میاں خضر پیالہ ہاتھ میں لئے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن خوف کے مارے بول نہیں سکتا تھا حضرت اقدس نے صفائے باطن سے معلوم کر لیا اور فرمایا کہ میاں خضر آگے آؤ۔ اس نے آگے بڑھ کر پیالہ آپکو پیش کیا۔ آپ نے لے کر پی لیا۔ اور فرمایا کہ جاؤ سنز ورت نہیں ہے۔ اسکے ایک دو گھنٹے بعد ردولی میں شور برپا ہوا اور اس ظالم کا جنازہ نکالا گیا۔

حاکم ردولی کی گستاخی اور سزا

ایک دفعہ ملک ذکو نے جو حاکم ردولی تھا کسی وجہ سے حضرت اقدس کے داماد شیخ فرید کو قید کر دیا۔ حضرت اقدس اسکی خاطر حاکم کے پاس تشریف لے گئے۔ لیکن اس بدبخت نے کوئی توجہ نہ کی بلکہ زیادہ آزار پہنچانا شروع کیا۔ حضرت اقدس نے خانقاہ میں واپس جا کر حجرۂ جلالی میں قیام فرمایا اور جوش غیرت کیساتھ مشغول ہو گئے۔ آپ ساری رات وہاں رہے۔ صبح

marfat.com

کیوقت شیخ بختیار جیسے مریدین نے عرض کیا کہ آپ حجرہ کا دروازہ کیوں نہیں کھولتے۔ آپنے فرمایا آج ماتم ہے۔ دوپہر کیوقت آپنے دروازہ کھولا اور اپنے ایک محرم راز شیخ برہان سے فرمایا کہ جاؤ دیکھو اس حرام خور کا جنازہ آرہا ہے۔ اس نے باہر جاکر دیکھا تو ملک ذکو کا جنازہ آرہا تھا۔ حضرت اقدس نے بھی باہر آکر اسکی نماز جنازہ پڑھی۔ اس قسم کی کرامات کیوجہ سے لوگ آپکو شیخ قتال کہا کرتے تھے۔

حملہ آور کی تباہی

ایک دن آپ حجرۂ جلالی میں مشغول تھے کہ ناگاہ شور برپا ہوا کہ موضع نالہ کا زمیندار دہجا کر نامی ایک لشکر لیکر ردولی پر حملہ آور ہو رہا ہے حضرت اقدس نے عصا ہاتھ میں لیکر حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ شہر کے شمال کی جانب ایک بڑا باغ تھا آپ نے ایک درخت پر عصا مارنا شروع کیا۔ اور فرمایا کہ ہم نے دہجا کا سر کاٹ دیا ہے۔ اب وہ ردولی کیطرف نہیں آسکتا۔ اسوقت برکھ کے حکمران رائے کہرلسہ سے اسکی مڈبھیڑ ہوئی جسمیں وہ مارا گیا۔ رائے کہرلسہ نے اسکا سر کاٹ کر ردولی بھیج دیا اور جسم جلا دیا۔ اُسی روز سے گرد ونواح کے زمینداروں نے آجتک جب کبھی ردولی پر حملہ کیا ہے ہمیشہ شکست کھائی ہے۔

ایک دِن آپ جنگل کی سیر کرتے ہوئے موضع بہرلہ پہنچ گئے۔

سلطان ابراہیم شرقی کی نیازمندی اور آپ کا استغنا

اس زمانے میں بہرلہ کافروں سے بھرا پڑا تھا۔ حضرت اقدس نے وہاں جاکر نماز کی اذان دی تو کفار جمع ہو گئے اور آپکو تکلیف دینا چاہا لیکن اسبات پر قادر نہ ہو سکے اسوقت بہرلہ کا زمیندار فوت ہو چکا تھا اور اسکی جگہ اسکی بیوی دیدی رانی حکومت کر رہی تھی۔ وہ بڑی عقلمند عورت تھی اس نے حضرت اقدس کیخدمت میں جاکر نیازمندی سے عرض کیا کہ حضور نے یہاں نماز کی اذان دی ہے۔ مجھے اور میرے بیٹوں کیلئے جو حکم ہو ہم حاضر ہیں۔ آپنے فرمایا کہ ہم نے تجھے اور تیرے بیٹوں کو موضع گواہ اور تہلواہ دیا ہے۔ جب تک وہاں رہینگے کہ قید نہ ہونگے۔ چند ایام کیبعد سلطان ابراہیم شرقی نے دریا خان بدخشی کو موضع بہرلہ میں بھیج کر وہاں اسلام کے احکام

marfat.com

جاری کئے اور دیدی رانی وہاں سے نکل کر موضع مذکورہ میں جابسے اور آجتک انکو وہاں کسی نے قید نہیں کیا۔ ایک دفعہ جب سلطان ابراہیم شرقی کسی تقریب کیخاطر پرگنہ رسوتی گیا اور قاضی رضی الدین حاکم اودھ نے انکے سامنے حضرت اقدس کے کمالات کا ذکر کیا تو بادشاہ نے کچھ نقدی، پرگنہ ردولی کے چار مواضعات اور گرد و نواح میں ایک ہزار بیگھہ زمین کا پروانہ لکھ کر حضرت اقدس کے لنگر کیلئے قاضی مذکور کے ذریعے ارسال کیا۔ اور نیازمندانہ سلام کہلا بھیجا۔ لیکن آپ نے کوئی چیز قبول نہ کی اور قاضی رضی سے فرمایا کہ شاید سلطان ابراہیم رزاقی کرنا چاہتا ہے۔ رزاق مطلق حق تعالیٰ ہے۔

ذوق سماع

آپکا ذوق سماع بڑھا ہوا تھا۔ ایک حالت سماع میں آپنے خادمہ سے فرمایا کہ گھر میں جو کچھ ہے لاکر قوالوں کو دیدو۔ اس نے عرض کیا گھر میں کوئی چیز نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے وہی خادمہ قوالوں کو بخش دی۔

آپکی دیگ میں برکت

ایک دن غلبۂ حال میں آپنے یہ شعر پڑھا ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

[اگر ساری کائنات ختم ہوجائے تب بھی مقربان بارگاہ کا چراغ روشن رہیگا یا اگر ساری دنیا میں طوفان آجائے تب بھی مقربان بارگاہ کا چراغ روشن رہیگا]۔ شعر پڑھ کر آپنے فرمایا کہ جسطرح گازردن میں خواجہ ابواسحاق گازرونی کا چراغ جل رہا ہے اور قیامت تک جلتا رہیگا اسی طرح میں بھی کھانا تیار کرونگا اور لوگ ہمیشہ کھاتے رہینگے چنانچہ آپنے اس علاقے میں جہاں لوگ کثرت سے رہتے تھے ایک دیگ پکوائی اور شارع عام میں رکھدی جو شخص آتا تھا خوب سیر ہوکر کھاتا تھا لیکن دیگ میں کوئی کمی نہیں آتی تھی۔ تین دن کے بعد آپنے اپنے آپ سے کہا کہ اے احمد جہان میں شور برپا ہوجائیگا کہ احمد ایسا شیخ ہے **والشھرۃ آفۃ ترضھا کل والخمولۃ راحۃ لایرضھا احد** [شہرت ایسی آفت ہے کہ ہر شخص اسے پسند کرتا ہے اور گمنامی ایسی راحت ہے کہ اُسے کوئی نہیں پسند کرتا]۔ رزاق مطلق حق تعالیٰ عزوجل ہے اور وہی اپنے بندوں کا پالنے والا ہے تم درمیان سے ہٹ جاؤ۔ اور اپنے آپکو الگ کرلو۔ نام و

marfat.com

نشان کو ترک کر کے بے نشانی اختیار کرو۔ چنانچہ آپ نے فوراً دیگ وہاں سے اٹھوالی اور زمین پر مار کر اُسے توڑ دیا۔

شیخ منصور کے متعلق آپکی رائے

آپ فرماتے ہیں کہ منصور بچہ تھا۔ اپنے آپ سے باہر ہوگیا اور راز فاش کر دیا۔ بعض مردانِ خدا ایسے ہیں کہ دریا نوش کر جاتے ہیں اور آواز نہیں نکالتے۔

شیخ نظامی کے متعلق آپکی رائے

ایک دِن فرمایا کہ نظامی بچہ تھا اسلئے یہ شعر کہہ دیا

صحبت نیکاں ز جہاں دور گشت　　خوان عسل خانہ زنبور گشت

[نیکوں کے وجود سے دنیا خالی ہوگئی ہے اور شہد کا چھتہ بھڑوں کا گھر بن گیا ہے]

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت جسطرح صحابہ کرام کو حاصل تھی اب بھی اہلِ حال اور محبانِ ذوالجلال کو حاصل ہے۔

حضرت اقدس کمال بصیرت کی بنا پر تمام بزرگان دین کے مقامات کا تعین فرماتے تھے کہ فلاں درویش اس مقام تک پہنچ گیا تھا اور فلاں اس مقام تک، نیز آپ ہر بزرگ کے مقامات و منازل تفصیلاً بیان فرمایا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے آپکو اسقدر وسیع تصرف اور مقام بلند عطا فرمایا تھا کہ تحریر سے باہر ہے۔ آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنی جان کے آپ مالک ہیں اور ملک الموت ہماری اجازت کے بغیر ہماری جان قبض نہیں کر سکے گا۔ موت میرے اختیار میں ہے اگر چاہوں تو مر جاؤں اور چاہوں تو ابد الآباد تک اسی حالت میں زندہ رہ جاؤں۔ یا اپنی مرضی سے چپکے چپکے چلا جاؤں اور کسی کو خبر تک نہو۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں دہند　　کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

[اے دوست تیرے کوچے میں عاشق اسطرح جان دیتے ہیں کہ ملک الموت کو بھی خبر نہیں ہوتی]

وفات کیبعد زندہ ہوگئے

مراۃ الاسرار میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس اپنے چند مریدین کیساتھ سفر میں تھے۔ جنگل

marfat.com

میں آپنے ایک درخت دیکھا جو بہت ہی سرسبز اَور شاداب نظر آرہا تھا اَور اسکے نیچے صاف وشفاف صحن تھا۔ آپکو وہ جگہ پسند آئی اَور وہیں قیام فرماکر ذاتِ حق میں مشغول ہو گئے اَور ایسے مستغرق ہوئے کہ روح مبارک قفسِ عنصری سے جدا ہوکر ملکِ بقامیں پہنچ گئی۔ یہ دیکھ کر مریدین بے حد پریشان ہوئے اَور آپس میں کہنے لگے کہ لوگ خیال کریں گے کہ سفر میں آپکو فتوحات بہت ملی ہونگی مریدین نے مال و دولت کیخاطر انکو قتل کر دیا ہے حضرت اقدس کو انکے اضطراب کا علم ہوگیا اَور اپنی اصلی حالت میں واپس آکر فرمایا کہ مجھے یہ مقام پسند آیا تھا اسلئے یہاں رہنا چاہا لیکن جب تم لوگوں نے اسقدر بے طاقتی کا مظاہرہ کیا تو چند یوم اَور اس دنیا میں رہ جائینگے۔ چنانچہ وہاں سے روانہ ہوکر آپ اپنے گھر پہنچ گئے۔

اپنی مرضی سے مرنا، مرضی سے جینا

یاد رہے کہ حق تعالیٰ نے آپکو ایسا قوی تصرف اَور قربِ تام عطا فرمایا تھا کہ آپ ہر وقت مقامِ قرب وعزت میں مستغرق رہتے تھے۔ ذاتِ احدیت میں آپکا مقام اسقدر قوی تھا کہ اگر کوئی آپکا خادم چاہتا کہ اس دنیا سے چلا جائے تو آپ سے اجازت طلب کرتا تھا اگر اجازت مل جاتی تو رحلت کر جاتا ورنہ اُسے زندہ رہنا پڑتا۔ چنانچہ قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس حنفی قدس سرہٗ انوار العیون میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کا ایک خاص مرید تھا جسکا نام مخلص تھا۔ حضرت شیخ کے حسن تربیت سے وہ مرتبہ تکمیل تک پہنچ چکے تھے اَور عالمِ معنوی ان پر اس زور سے متجلی ہوچکا تھا کہ اس جہانِ کثیف میں رہنا انکے لئے دوبھر ہوگیا تھا۔ ایک دِن انہوں نے حضرت اقدس سے عرض کیا کہ میرا یہ جامہ (جسم) کہنہ ہوچکا ہے اگر اجازت ہو تو اس جہانِ فانی سے چلا جاؤں۔ آپنے کمال مہربانی سے فرمایا کہ چند یوم صبر کرو ہم تمہارے ساتھ چلینگے۔ مخلص کو معلوم ہوگیا کہ حضرت اقدس اجازت نہیں دینگے۔ چونکہ انکا دل دنیا سے سخت متنفر ہوچکا تھا اپنے لڑکے بہرام سے کہا کہ میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہونا چاہتا ہوں جب میں مرجاؤں تو فوراً میری تجہیز وتکفین کرکے دفن کر دینا اَور پھر حضرت شیخ کو اطلاع

marfat.com

دینا۔ اس وصیت کو ہرگز نہ بھولنا۔ بہرام حیران تھا کہ میرا باپ کیا کہہ رہا ہے۔ اسکے بعد مخلص نے چادر منہ پر ڈالی اور جان حق تعالیٰ کو سونپ دی۔ اس سے بہرام بہت پریشان ہوا اور حضرت اقدس کیخدمت میں جاکر ماجرا بیان کر دیا۔ آپنے سر مراقبہ سے اٹھایا اور فرمایا کہ مخلص نے ہماری مرضی کے خلاف عمل کیا ہے یہ کہکر اٹھے انکے جنازہ کے قریب جاکر بلند آواز سے مخلص مخلص پکارنا شروع کیا۔ آپنے چالیس پچاس بار مخلص مخلص کہا ہوگا کہ وہ زندہ ہوکر اٹھ بیٹھے اور آپکے قدموں میں گر گئے۔ اسکے بعد اپنے دونوں ہاتھ سینہ پر رکھ رہے تھے اور ادب کیوجہ سے خاموش کھڑے تھے۔ حضرت اقدس نے انکو نئی جان بخشی اور خانقاہ میں واپس لے آئے۔ اسکے بعد مخلص اپنے گھر گئے اور بیٹے سے کہنے لگے کہ تم نے میری وصیت پر عمل نہیں کیا اور دفن سے پہلے حضرت شیخ کو اطلاع کر دی۔ اب تم حضرت اقدس کیخدمت میں جاؤ اور نہایت عجز و انکسار سے عرض کرو کہ مجھے اب اس دنیا میں رہنے کی طاقت نہیں ہے۔ بہرام نے جاکر معروضہ پیش کیا۔ آپنے فرمایا کہ اپنے والد سے کہو کہ چند روز اور صبر کرلو ہم دونوں اکٹھے جائینگے۔ نیز فرمایا تمہارا باپ جب بھی اس دنیا سے کوچ کرنا چاہے مجھے اطلاع کر دے میں وہاں پہنچ جاؤنگا۔ بہرام نے باپ کے پاس جاکر حضرت اقدس کا پیغام دیا انہوں نے کہا کہ میرے پیر دستگیر کیخدمت میں جاکر عرض کرو کہ اب آنے اور جانے کا وقت نہیں رہا اب تو صرف جانے کا کام ہے۔ جب بہرام نے حضرت اقدس کیخدمت میں یہ معروضہ پیش کیا تو آپنے فرمایا کہ اپنے باپ سے کہو کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو پیش کرو مخلص نے جو پروردۂ اخلاص تھے جوابدیا کہ اب بندہ کو اپنے پیر دستگیر کی مہربانی سے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے۔ سوائے اس بات کے کہ اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں حضرت اقدس نے کمال مہربانی سے اجازت دیدی اور فرمایا کہ اس سے کہو کہ اگر تمہاری مرضی یہی ہے تو جا سکتے ہو۔ بہرام سے یہ مژدۂ جانفزا سنتے ہی انہوں نے اِذَا تم الفقر کی چادر منہ پر ڈالی اور جاں بحق ہو گئے، ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلون من دار الی دار [یقیناً اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک مکان سے

marfat.com

دوسرے مکان میں منتقل ہو جاتے ہیں] کا اشارہ اسی کی طرف ہے۔ فھم من فھم

مرید کو دفن کر کے تربیت دینا اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ مخلص کے دو لڑکے بہرام اور شمس الدین جو حضرت شیخ کے تربیت یافتہ تھے۔ ایک مرتبہ سیر کرتے ہوئے قصبہ راپری میں پہنچ گئے اور شیخ نصیر الدین شیخ بدر الدین چشتی کے ہاں جا کر ٹھہرے۔ شیخ نصیر الدین کے چھوٹے بھائی شیخ قدوۃ الدین عرصہ سے حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہٗ سے بیعت ہونے کے خواہشمند تھے چونکہ بہرام اور شمس الدین حضرت اقدس کے مرید تھے شیخ قدوۃ الدین نے اُن سے اپنے دِل کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے طلب صادق دیکھکر از راہِ کرم شیخ قدوۃ الدین کو ایک چیز بتائی جس سے انکا حال دگرگوں ہوگیا اور ترک و تجرید اختیار کر کے ردولی شریف کیطرف روانہ ہو گئے۔ جب حضرت اقدس کیخدمت میں حاضر ہوئے تو چونکہ آپ حکیم حاذق تھے آپنے انکی طرف التفات نہ کیا بلکہ زدوکوب کر کے خانقاہ سے باہر نکال دیا۔ آپکا دستور تھا کہ جبتک کوئی شخص ایک مدت تک پانی بھرنے اور ایندھن جمع کرنیکی خدمت جیسے مجاہدات نہیں کرتا اُسے مرید نہیں بناتے تھے۔ باوجودیکہ کہ شیخ قدوۃ الدین نرم و نازک اور ملوک صورت تھے انہوں نے سالہا سال یہ خدمت انجام دی اور سر نیاز آستانہ عالیہ سے نہ ہٹایا۔ ایک دِن حضرت اقدس نے انکے صدق و اخلاص کو دیکھ کر مشرف بیعت سے مشرف فرمایا اور تربیت شروع کردی۔ یہانتک کہ قبر کھود کر انکو دفن کر دیا اور قبر پر بوریا ڈالکر خود اس بوریا پر بیٹھ گئے۔ پندرہ روز تک وہ قبر میں رہے اور حضرت اقدس قبر پر بیٹھے ولایت باطن سے تربیت اور پرورش فرماتے رہے پندرہ دن کے بعد قبر سے نکال کر انکو خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور وطن کیطرف رخصت کر کے فرمایا کہ ہم نے تجھے قصبہ برنا وہ دیا ہے۔ اس قسم کی تربیت و تکمیل کسی ولی اللہ کے حالات میں نہیں دیکھی گئی۔

ایک ہی نظر سے کام بن گیا اس کتاب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک دفعہ آپ مراقبہ لی مع اللہ میں سرنگوں ہو کر بیٹھے تھے کہ میر سیّد کبیر بیعت کی نیت سے دست بستہ

marfat.com

ہو کر آپکے سامنے کھڑے ہوگئے۔ چونکہ انکی بخشائش کا وقت پہنچ چکا تھا حضرت اقدس نے سر اٹھا کر سید کبیر پر ایک ایسی نظرِ کرم ڈالی کہ نظر پڑتے ہی انکے اندر جذبِ الٰہی موجزن ہوا اور وہ واصلان و مجذوبان حق میں سے ہوگئے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

ازاثرِ یک جہتے گشتہ مست ہم بت و ہم بتگر و ہم بت پرست

[ایک ہی نظر سے بت، بت گر اور بت پرست سب مست ہوگئے]

آپکی اس نگاہ کرم کا یہ اثر ہوا کہ سید کبیر ہمیشہ بادۂ توحید میں مست رہے اور اسی حالت میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ آپکا مزار حضرت شیخ کے روضۂ اقدس کے غرب میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہمارے دائرہ میں قدم رکھیگا آتشِ دوزخ اس پر حرام ہو جائیگی۔ صوفیائے کرام کے نزدیک دائرہ سے مراد انکا مشرب ہے اور آتشِ دوزخ سے مراد شرک و فراق ہے[1]۔ یعنی جو شخص حلقۂ ارادت میں داخل ہوتا ہے [مرید ہوتا ہے] شرک و فراق سے نجات پاتا ہے۔ اور یقیناً واصلانِ حق پر شرک و فراق حرام ہے۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ شاید دائرہ سے مُراد حضرت اقدس کا جمال با کمال ہے اور آتش دوزخ سے مراد صفات بشریت۔ یعنی جو شخص ہمارے برزخِ جمال[2] میں فانی ہو جاتا ہے بشریت کی دوزخ سے نجات پاتا ہے۔ بشر نہیں رہتا اور ملک یعنی فرشتہ بن جاتا بلکہ خدا جانتا ہے کیا بن جاتا ہے اسوقت انکی زبان پہ یہ الفاظ صادق

---

[1] شرک و فراق کو مترادف قرار دینے سے آپکا مطلب یہ ہے کہ جو شخص فراق میں ہے یعنی واصل باللہ نہیں وہ شرک یعنی کثرتِ وجود میں مبتلا ہے۔ جب کثرت سے نجات حاصل کر کے مقام وحدت میں پہنچا شرک سے نکل کر مقام وصل پر فائز ہوا۔

[2] برزخ جمال میں فانی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقام فنا فی الشیخ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ برزخ سے مراد حضرت شیخ کی روحانیت ہے۔

marfat.com

آتے ہیں اِنِّی لستُ کاحدکُم[1] [میں تم میں سے کسی کی مانند نہیں ہوں] یا ممکن ہے دائرہ سے مراد دائرہ حقی ہو[2]۔ اور آتش سے مراد متقیدات میں شہود مطلق ہو۔ یعنی جو شخص میرے خاص شغل دائرہ حق میں مشغول ہو گا تو تعینات میں مشاہدہ حق کرنے کی بجائے اُسے تنزیہہ اور ذات لاتعین [احدیت] میں فنا حاصل ہو گی۔

حضرت اقدس یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے کبوتر کو کوئی باز شکار نہیں بنا سکتا یعنی میرے مرید کو کسی شخص کا تصرف نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اعتقاد سے گر سکتا ہے۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے میرے مرید پر نفس و شیطان کا غلبہ نہیں ہو سکتا۔ یا اسکا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرے مرید کا لقمہ تجلیات صوریہ مثالیہ نہیں بلکہ اسکی نظر اس سے بلند جاتی ہے۔ اور مطمع نظر جمال لاتعین ہے

حضرت اقدس یہ بھی فرمایا کرتے تھے چتر شاہی ہمارے بچوں کے سر پر ہے۔

حضرات صوفیائے کے نزدیک مبتدی مرید کو طفل کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور تاجِ شاہی سے مراد تاج کشف وکرامات ہے مطلب یہ کہ بعض درویش کشف وکرامات پر فخر کرتے ہیں اور یہ چیز ہمارے بچوں کو یعنی مبتدی مریدین کو حاصل ہے۔ جب مبتدی کا یہ حال ہے تو منتہی کا کیا مقام ہو گا۔ اسوجہ سے کہ ہمارے مشائخ چشت نے درویشی کے پندرہ درجے مقرر فرمائے ہیں۔ انمیں سے پانچواں درجہ کشف وکرامات کا ہے جو عالم جبروت میں سالک پر رونما ہوتے ہیں اور اکثر لوگ اسی مقام پہ رہ جاتے ہیں۔ لیکن جب عارف بارہ دیگر منازل طے کرتا ہے تو مرتبہ لاہوت پر پہنچ جاتا ہے۔ اس مقام پر کشف وکرامات کی ذرا بھر خواہش نہیں رہتی۔ یہ مقام تسلیم ورضا کا ہے جہاں سالک منتہی فنائے احدیت میں غرق ہو جاتا ہے اور جسقدر اپنے آپکو یا اپنی مراد کو طلب کرتا ہے نہیں پا سکتا۔ چنانچہ جس چیز میں تصرف کرتا ہے۔ ارادہ حق کے ساتھ کرتا ہے۔ نہ کہ اپنی

---

[1] یہ حدیث شریف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو صوم دوام سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر کام میں میرا اتباع نہ کرو تم میں سے کوئی میری طرح نہیں ہے۔ [2] دائرہ حقی ایک شغل کا نام ہے جو اکثر لطیفہ سِر پر کیا جاتا ہے ایک نورانی گول دائرہ کی شکل میں۔

marfat.com

خواہش سے۔ شعر ؎

تو زخود گم شو وصال این است وبس　　　تو مباش اصلا کمال این است وبس

[تو اپنے آپ سے گم ہو جا وصال یہی ہے اور بس۔ تو بالکل ختم ہو جا کمال یہی ہے اور بس]
منتہیٰ کا ذات مطلق میں یہ استغراق مشاہدۂ حق الحق ہے۔ حضرت اقدس اور آپکے فرزندان و مریدین کامل کا استغراق دوام اسی مقام سے ہے جس سے اوپر کوئی مقام نہیں ؎۔ وھو الان کما کان لا تغیر فی ذاتہٖ وصفاتہٖ بحدوث الاکوان [وہ اب بھی اسی طرح ہے جسطرح پہلے تھا اور اسکی ذات وصفات میں اشیائے کائنات کے تغیر و تبدل سے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی] بیت

؎ چو قطرہ غرق دریا شد چہ باشد　　　وجود قطرہ جز دریا نباشد

[جب قطرہ دریا میں گم ہو گیا تو اسکا وجود کہاں ہے قطرہ کا وجود سوائے دریا کے کچھ نہیں]
راقم الحروف کا خیال ہے کہ حضرت اقدس کے کلام یعنی تاج شاہی ہمارے بچوں کے سر پر ہے کا مطلب یہ ہے کہ طفل سے مراد وہ سالک ہے کہ جسکی استعداد، استعداد محمدیؐ میں تبدیل نہیں ہوئی اور اس پر مرتبہ لاہوت کا انکشاف اسکی اپنی استعداد کے مطابق ہوا ہے۔ یعنی بعض عارفین جو اپنی استعداد کے مطابق کشف عالم لاہوت کرتے ہیں اسبات پر فخر کرتے ہیں اور اپنے آپکو عارف کامل سمجھتے ہیں وہ درحقیقت

ایک لحاظ سے فنائے احدیت آخری مقام ہے اور یہی حضرت بایزید بسطامیؒ کا مشرب ہے لیکن حضرت جنید بغدادیؒ کے نزدیک مقام فنا سے آگے مقام بقا باللہ ہے جسکا دوسرا نام عبدیت یا عبودیت ہے اور مقام دوئی یا کثرت میں واپس آنے کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عارفین فرماتے ہیں النہایت و رجوعٌ الی البدایت۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر فنا ذاتی کو بھی آخری مقام قرار دیا جائے تو یہ بھی اصطلاحاً صحیح ہے۔ حقیقتہً نہیں کیونکہ حقیقت میں سالک کیلئے کوئی آخری مقام نہیں جب ذات حق کی کوئی انتہا نہیں تو آخری منزل کا تعین کیسے کیا جا سکتا ہے لیکن جہانتک ایک عارف کی رسائی ہو سکتی ہے عام اصطلاح میں وہ اسکی آخری منزل کہلاتی ہے حقیقت میں ذات کی کوئی حد ہے نہ کوئی آخری منزل ؎ نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں　　بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

marfat.com

ہمارے نزدیک طفلان ہیں اَور مبتدی ہیں۔ ہمارے طریق میں منتہی وہ ہے جسے عالم لاہوت کا انکشاف استعداد محمدی کے مطابق ہوتا ہے یعنی جب اسکی اپنی استعداد استعداد محمدی میں مبدّل ہوجاتی ہے۔ ایسے عارف کے مقام کے کیا ٹھکانے اَور کون اسکی ہمسری کرسکتا ہے۔ حقیقت میں صاحب تکمیل وارشاد یہی مردانِ خُدا ہوتے ہیں اَور آیہ کریمہ "یوم تبدل الارض" ان ہی کا طغرائے امتیاز ہے اَور کمالات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصف ہونا اسی کا نام ہے[1]۔

غرضیکہ جب حضرت اقدس کی عمر ایک سو بیس[12] سال ہوگئی تو آپ نے اہل خانہ سے کہا کہ کئی مرتبہ حق تعالیٰ کیطرف سے طلبی کے پیغامات موصول ہوئے ہیں کہ اے احمد کب تک اس خاکدان فانی میں رہوگے۔ عالم علوی کی طرف آؤ۔ لیکن میں نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ اس جہان میں میرا مال ومتاع ایک بیٹا ہے جبتک اسکی شادی نہیں دیکھ لیتا اس دنیا سے نہیں جاؤنگا۔ اَب مجھے شرم آرہی ہے اسلئے بیٹے عارف کی جلدی شادی کرو کیونکہ اَب میرے لئے اسکے علاوہ دنیا میں رہنے کا کوئی کام نہیں چنانچہ چند ایّام کے اندر انکی شادی ہوگئی اور تربیت باطنی کے بعد انکو خلافت عطا کرکے اپنا جانشین بنایا اَور اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اسکی تفصیل حضرت

---

[1] مندرجہ بالا عبارت کا مطلب شاید یہ ہے کہ جبتک سالک کو مقام فنا فی الرسول حاصل نہیں ہوتا اَور جبتک وحدت یعنی حقیقت محمدی کے برزخ کے ذریعے ذاتِ حق میں پرواز نہیں کرتا اَور اپنی ذاتی استعداد پر اکتفا کرتا ہے اسے ذات لاتعین میں فنائے تامہ حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی مقام عبدیت میں رسوخ حاصل ہوتا ہے جو خاصہ ہے مقامِ محمدی کا۔ بالفاظِ دیگر جسطرح بعض مشاغل تصورِ شیخ کے ساتھ یعنی برزخ شیخ یا شیخ کی روحانیت میں فانی ہو کر کئے جاتے ہیں تو شیخ کی استعداد کو بروئے کار لاکر زیادہ ترقی کرتے ہیں اسی طرح برزخ رسُولؐ میں بیٹھ کر جو مراقبۂ ذات لا تعیّن کیا جاتا ہے وہاں بھی استعداد محمدی کی بدولت ذاتِ بحت میں زیادہ سے زیادہ ترقی حاصل ہوتی ہے۔ کِسی نے خوب کہا ہے ؎

مورِ بیچارہ خواست کہ بکعبہ برسد   پنجہ در پائے کبوتر زد و برسید   [چیونٹی نے چاہا کہ کعبۃ اللہ کی زیارت کرے اس نے کبوتر کا پاؤں پکڑا اَور پہنچ گئی]

marfat.com

شیخ عارف قدس سرہٗ کے حالات میں آ رہی ہے۔

اصحابِ قبور کا تصرّف

صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کے تصرفات حیات و ممات میں یکساں ہیں۔ اگرچہ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اولیاء کرام کو قبر میں چالیس (دن) کے بعد تصرفات نہیں رہتے اسوجہ سے کہ مرتبۂ ولایت صُوری سے ولایت معنوی کیطرف چلے جاتے ہیں۔ پس اعلیٰ سے ادنیٰ کیطرف آتے۔ لیکن مولانا جامیؒ نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ چار اولیاء اللہ قبر میں بیٹھ کر زندوں کی طرح تصرف کر رہے ہیں۔ ایک حضرت شیخ معروف کرخیؒ دوسرے حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی، تیسرے شیخ عقیل بلخیؒ، چوتھے شیخ حیات ہرانیؒ۔ نیز کتاب تکمیل میں بھی لکھا ہے کہ فلاں فلاں اولیاء و شہداء قبر میں زندوں کیطرح تصرف کرتے ہیں۔ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ جس طرح مذکورہ بالا اولیائے کرام اپنے دائرۂ ولایت میں تصرف کرتے ہیں۔ ملک ہندوستان میں حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین حسن سجزی اجمیریؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ حضرت شیخ فرید الدین گنجشکرؒ اور حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء قبروں میں بیٹھے تصرف کر رہے ہیں۔ نیز اس کاتب حروف نے بعض ثقات سے سُنا ہے کہ حضرت شیخ شرف الدین پانی پتیؒ کا تصرف بھی حیات و ممات میں یکساں ہے چنانچہ آپکی روحانیت نے مدت کے بعد شیخ عبدالقادر ساکن پانی پت کی تربیت فرمائی اور مرتبہ تکمیل و ارشاد تک پہنچایا۔ جبکہ مشہور ہے اسی طرح قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ اور حضرت شیخ نظام الدین بلخیؒ کا تصرف بھی حیات و ممات میں یکساں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حکم عام ہے اور بعض اولیاء کا تصرف ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ نے حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی روحانیت سے آپکے وصال کے پچاس سال بعد فیضان حاصل کیا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

marfat.com

صاحب مراۃ الاسرار نے بھی لکھا ہے کہ اس فقیر نے تقریباً دو سو سال کے بعد حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہٗ سے تربیت حاصل کی۔ یہاں تک کہ اب بھی جب کبھی کوئی ظاہری یا باطنی مشکل پیش آتی ہے تو عین بیداری میں حضرت شیخ کو اپنے حال پر متوجہ اور ممد پاتا ہوں۔ حضرت شیخ احمد عبد الحق کے کمالات اور کرامات اسقدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں

وصال حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہٗ کا وصال پندرہ جمادی الثانی ۸۳۷ھ کو سلطان ابراہیم شرقی کے عہد میں ہوا۔ تاریخ وصال یہ ہے

حضرت مخدوم قطب ابدال حق　　چوں حجاب ہستی خود کردہ شق
بہر تاریخش ندا آمد از غیب　　عارفِ حق احمد عبد الحق بحق ۸۳۷

حضرت اقدس کا مزار مبارک قصبہ متبرکہ ردولی شریف میں حاجت روا و مشکل کشائے خلق ہے۔

رحمتہ اللہ علیہ، اللھم صلی علی محمد و آلہ واصحابہ اجمعین ○

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

marfat.com

حضرت مخدوم شیخ عارف قدس سرہٗ

آں مدرّس مسائل عشق و عرفان، محدّثِ حقائق وجد و بیمان، قبلۂ طالبانِ وصل و شہود، فارغ از قید مشیخیت و نمود، لسان حق کا ترجمان معارف، قطبِ دوران، شیخ المشائخ حضرت مخدوم شیخ عارف قدس سرہٗ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کے فرزند و خلیفہ جانشین تھے۔ آپ فقر و غنا میں بے ہمتا اور ریاضت و مجاہدات میں یکتا تھے۔ آپ نہایت ہی بلند ہمت اور اعلیٰ مقامات رکھتے تھے تربیت مریدین میں آپ یگانۂ روزگار تھے۔ چنانچہ ایک ہی توجہ سے طالبانِ حق کو بُعد و حرمان کے مقام سے نکالکر مرتبۂ وصل و عرفان پر پہنچا دیتے تھے۔ توحید کے اسرار و رموز بیان کرنے میں آپ یدِ طولےٰ رکھتے تھے۔ کشف و کرامات میں آپ معجزاتِ محمدی اور متابعت احکام شریعت میں روش احمدی پر قائم تھے۔ آپ جملہ صفات حسنہ سے آراستہ اور حُسنِ خلق سے پیراستہ تھے۔ میدان طریقت میں آپکی روش حجت اور مقبول ہر فرقہ ہے۔ قطب العالم حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ انوارالعیون میں فرماتے ہیں کہ جس طریقہ سے لوگ حضرت شیخ عارف قدس سرہٗ کے پاس آتے تھے وہ یہی سمجھتے تھے کہ آپ ہمارے مشرب پر ہیں اور جو شخص ایک دفعہ حضرت اقدس سے ملاقات کر لیتا تھا یہ کہتا تھا کہ حضرت شیخ عارف رحؒ کو جسقدر محبت اور شفقت مجھ سے ہے کسی سے نہ ہوگی۔ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس فقیر نے ساری عمر میں کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ حضرت شیخ عارف کو مجھ سے محبت نہیں یا مجھ پر توجہ نہیں فرماتے اور یہ آپ کی ولایت کا کمال ہے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اور کیا کمال ہے۔ شہود جمال حمدیت میں غایت استغراق اور فنائے جلال احدیت میں غایت استہلاک محویت کیوجہ سے عالم کثرت کا وجود آپکی نظروں میں ختم ہو چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ

marfat.com

ہر جگہ مشاہدہ حق کرتے تھے، آپکا طریق صلح کل تھا اور خلق خدا سے محبت و شفقت سے پیش آتے تھے۔ بلکہ خلق عظیم کے مظہر تھے جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

العلم حجاب الاکبر کے مختلف معانی

حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رح نے انوار العیون میں یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت احمد عبد الحق قدس سرہٗ کے اہل خانہ ہمیشہ اس خیال سے مغموم رہتے تھے کہ کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا چنانچہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ تم خاطر جمع کرو۔ میرے پاس ایک فرزند ہے جو تمہیں دیا جائیگا۔ لیکن فی الحال وہ پُختہ نہیں ہوا۔ میں سفر پر جا رہا ہوں اُسے پختہ کر کے لاؤنگا اور تمہارے حوالے کرونگا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم اسے کچھ نہ کہنا، اور سب کام اسکی مرضی کے مطابق کرنا۔ اہل خانہ نے یہ بات قبول کر لی اور کچھ عرصے کے بعد حضرت اقدس کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا جنکا اسم گرامی شیخ عارف رح رکھا گیا۔ وہ عارف ربانی، محقق حقانی اور شیخ کامل و مکمل تھے۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت شیخ عارف کی تعلیم شروع ہوئی تو حضرت اقدس نے معلم سے فرمایا کہ اپنے علم میں سے بچے کو کوئی چیز تعلیم نہ کرنا کیونکہ العلم حجاب الاکبر [علم سب سے بڑا حجاب ہے] ۔ میں یہ علم خود تعلیم کرونگا۔ آپکا کام صرف ادب سکھانا ہے۔ راقم الحروف کا خیال یہ ہے کہ حضرت اقدس نے معلم کو یہ حکم دیا کہ تم بچے کا دوئی اور کثرتِ وجود جسمیں کہ تم خود گرفتار ہو نہ دینا بلکہ میں چونکہ حق تعالیٰ کا مظہر اتم ہوں بلکہ عین ذاتِ حق ہوں اُسے فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ تمام مراتب طے کراؤنگا۔ اور یہ جو صوفیا نے فرمایا ہے کہ العلم حجاب الاکبر اسکے کئی معانی ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ غیر اور غیریت کا تصور حجاب اکبر ہے خواہ انفسی ہو خواہ آفاقی، دوسرے یہ کہ عارف اور معروف کے درمیان عرفان بھی حجاب ہے۔ جسے ہٹانے کی ضرورت ہے تاکہ یکتائی کے سوا کچھ باقی نہ رہے تیسرا مطلب یہ ہے کہ برزخ شیخ کو شیخ کا علم بشریت سمجھنا اور انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کا غیر تصور کرنا یہی حجابِ اکبر ہے۔ جو سدِّ راہ بن جاتا ہے۔ جب یہ علم درمیان میں سے اٹھ جاتا ہے اور بشریت شیخ نظر سے گم ہو جاتی ہے یہانتک کہ اسکو رسول بلکہ خدا سمجھتا ہے یہی حجابِ اکبر سے نجات ہے۔ اسکا اور مطلب یہ ہے کہ علم ظاہر جسے علماء حاصل کرتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں حجابِ اکبر اور راہِ حق میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ معاصی یعنی گناہوں کے پردے حجابِ اصغر کہلاتے ہیں۔ اِسوجہ سے کہ سالک انکو برا سمجھتا ہے اور جو چیز بری اور مکروہ ہے اسکا ترک کرنا آسان ہوتا ہے لیکن علم چونکہ بہتر اور شریف تر چیز ہے اسکا ترک کرنا مشکل ہو جاتا ہے اسلئے وہ حجاب اکبر ہے اور اُسے ترک کئے بغیر وصالِ حق میسّر نہیں آتا۔ اس قول کے دیگر مطالب بھی ہیں جنکی اس مختصر سی کتاب میں گنجائش نہیں ہے

شادی مبارکبادی

انوار العیون میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک دِن حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اہلِ خانہ سے فرمایا کہ اس فقیر نے بارگاہ حق تعالیٰ میں بہت گستاخی کی ہے کہ چند مرتبہ میرا بلاوا آیا ہے لیکن میں نے ہمیشہ یہی جواب دیا ہے کہ جب تک اپنے بیٹے کی خوشی نہیں دیکھ لونگا نہیں آؤنگا لہٰذا اسے کھوری کی والدہ جلد کرو اور اسکی شادی کا انتظام کر لو۔ یاد رہے کہ حضرت اقدس کے فرزند کا نام عارف تھا لیکن پیار کیوجہ سے آپ انکو کھوری کہا کرتے تھے چنانچہ آپنے سید موسےٰ کے خلیفہ شیخ نور الدین سے جو آپکے بیحد معتقد تھے فرمایا کہ اپنی لڑکی کا عقد نکاح میرے لڑکے عارف سے کر دو۔ انہوں نے یہ دعوت فوراً قبول کر لی۔ آپ اپنے مریدین کو لیکر شیخ نور الدین کے مکان پر تشریف لے گئے تاکہ اُسی دِن شادی سے فارغ ہو جائیں۔ جب انکے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو انہوں نے اندر جا کر اپنی اہلیہ سے ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے بھی اس بات کو قبول کر لیا۔ لیکن جب یہ خبر شیخ نور الدین کے خسر قاضی شمس تک پہنچی تو چونکہ وہ بڑے آدمی تھے انہوں نے قبول نہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ہمیں درویشوں سے کیا مناسبت خصوصاً ایسا درویش جسکے ایک رخسار پر آتش ہے اور دوسرے پر آب [شاید اس سے مراد

marfat.com

حضرت شیخ کی صفت جلال و جمال ہے یا غربت و تونگری]۔ جب حضرت شیخ کو فراست باطنی سے معلوم ہوا کہ قاضی شمس کو شادی سے انکار ہے تو یہاں آنا پسند نہیں کرتا آپکی غیرت جوش میں آئی اور ایک نظر جلال قاضی شمس کیطرف ڈالی۔ نگاہِ جلال پڑتے ہی قاضی شمس کے پیٹ سے خون جاری ہو گیا۔ اور لوگ انکو اٹھا کر حضرت اقدس کیخدمت میں لے آئے۔ حضرت اقدس نے شیخ بخشیا زلحساتھ مشورہ کرنے کے بعد اتنی مہلت عطا فرمائی کہ شادی ہو جائے۔ غرضیکہ شیخ نورالدین نے اپنی اہلیہ سے مشورہ کر کے اپنی بیٹی کی نسبت حضرت شیخ عارف سے کر دی۔ اور چند روز کی مہلت طلب کی تاکہ سامان مہیا کریں۔ انہوں نے مہلت طلبی کیصورت یہ بتائی کہ چند لڑکیوں کو بنا سنوار کر حضرت شیخ کیخدمت میں روانہ کر کے یہ کہلا بھیجا کہ اگر چند روز کی فرصت مل جائے تو ہم لوگ سرود بجالیں گی اور خوشی کر لیں گی۔ حضرت اقدس نے از راہِ کرم انکی درخواست قبول کر لی اور چھ ماہ کی مہلت دیدی چنانچہ قاضی شمس کو بھی بیماری سے صحت حاصل ہو گئی لیکن جب شادی ہو گئی تو اسے دوبارہ خون جاری ہو گیا۔ انکے رشتہ دار دوبارہ انکو حضرت اقدس کیخدمت میں لے آئے۔ لیکن آپنے فرمایا کہ تیر نشانہ پر بیٹھ چکا ہے اور اسکا کام تمام ہو چکا ہے۔ چنانچہ چند ایام کے بعد قاضی شمس کا انتقال ہو گیا۔

حضرت شیخ عارف کے گھر میں دو لڑکیاں اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ بیٹے کا اسم گرامی شیخ محمد رکھا گیا۔ بڑی بیٹی کا عقد نکاح ایک شریف سید زادے سے ہوا دوسری بیٹی کا عقد نکاح حضرت شیخ احمد عبدالحق کی روحانیت کی طرف سے بشارت کے مطابق حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ سے ہوا جسکا مفصل حال اپنی جگہ پر آرہا ہے۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ نے اپنے بیٹے شیخ عارف کی تربیت کمال شفقت سے فرمائی اور مرتبہ تکمیل و ارشاد تک پہنچا دیا نیز آپکو اسم اعظم بھی تعلیم کیا جو سینہ بسینہ مشائخ عظام سے آپکو پہنچا تھا۔ آپکے

marfat.com

وصال کے بعد حضرت شیخ کی مسند پر متمکن ہوئے اور ایک جہان نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپنے پچاس سال مسندِ خلافت پر بیٹھ کر حقِ سجادگی ادا کیا اور مشائخ کی امانت اپنے بیٹے شیخ محمد کو سپرد کر کے پردہ پوشی کر لی۔ لیکن آپکے وصال کا سن نظر سے نہیں گذرا۔ آپکے کرامات اسقدر زیادہ ہیں کہ اس مختصر کتاب میں انکی گنجائش نہیں ہے لیکن آپکی ان کرامات کی بنا پر بزرگی بیان کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ مشائخ عظام کے نزدیک کشف و کرامات مردود ہیں۔ انکے نزدیک جو چیز مقبول ہے وہ ہے عشق اور استقامت یعنی بقا باللہ۔ اور یہی وہ چیز ہے جو آپکے سلسلۂ عالیہ کا خاصہ ہے۔ آپکے کمالات کی حقیقت تک کون پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ آپکے کمالات حدِ عقل و فہم سے باہر ہیں۔ آپکے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حضرت قطب العالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی جیسے شاہباز آپکے حسنِ تربیت سے وجود میں آئے۔ ایسے شاہباز کہ جنکا ٹھکانہ لی مع اللہ سے کم نہ تھا۔ آپکی ولایت کی شہرت مشرق سے مغرب تک پھیل گئی اس سے زیادہ کیا کرامت ہو سکتی ہے نیز حضرت شیخ پیارا بھی حضرت شیخ عارف کے خلیفہ تھے۔ اگرچہ آپکی بیعت حضرت شیخ احمد عبدالحق سے تھی۔ آپکا مزار حضرت اقدس کے روضہ کے ساتھ ہے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کو بھی شیخ پیارا کی صحبت ملی ہے چنانچہ حضرت شیخ رکن الدین ابن شاہ عبدالقدوس گنگوہی لطائف قدوسیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ جب جذبۂ باطن اور غلبۂ عشق کیوجہ سے ظاہری تعلیم ترک کر کے اپنے آبا و اجدائی وطن ردولی شریف سے باہر آئے تو ایک بزرگ سامنے آئے اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ آپنے جواب دیا کہ طلبِ خدا میں جا رہا ہوں۔ بزرگ نے فرمایا حضرت شیخ احمد عبدالحق کے در پر جاؤ۔ تمہیں خدا اسی جگہ ملیگا۔ چنانچہ آپ واپس ہو کر حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی خانقاہ میں آئے اور دیکھا کہ شیخ پیارا جو حضرت شیخ کے فرزند حضرت شیخ عارف کے خادم تھے وہاں بیٹھے حضرت مسعود بک رح کا دیوان پڑھ رہے ہیں۔

marfat.com

انہوں نے جب حضرت اقدس کو دیکھا تو دیوان بند کر دیا۔ کیونکہ آپکے سامنے معود بک کا دیوان پڑھنا مناسب نہ سمجھا۔ اسوجہ سے کہ آپکے اباد اجداد علمائے شرع اور مفتیٔ وقت تھے۔ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی نے روشن ضمیری سے معلوم کر کے فرمایا کہ میں اسی توحید کا طالب بن کر آیا ہوں۔ مجھ سے کیوں چھپاتے ہو۔ جب شیخ پیارا کو حقیقت حال معلوم ہوگئی تو آپکے ساتھ مراسم قائم کر لئے اور دونوں بزرگوں کے درمیان صحبتیں ہاۓ طرمانہ ہونے لگیں۔ لیکن حضرت شاہ عبدالقدوس رحؒ کی باطنی تربیت حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی روحانیت سے ہوئی اگرچہ زندگی میں ظاہری صحبت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ لیکن باطنی طور پر بہت فیض حاصل کیا۔ یہانتک کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق کی روحانیت آپکے سامنے ہر وقت ظاہر رہتی تھی۔ اور تربیت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپکو حضرت شیخ احمد عبدالحق سے اِسقدر قوی تعلق پیدا ہوگیا تھا کہ آپ لکھتے ہیں کہ ویرانوں، بیابانوں اور قبرستانوں میں جب میں تن تنہا ہوتا تھا تو تہجد کیوقت حضرت شیخ احمد عبدالحق کی رُوحانیت حاضر ہوکر بلند آواز سے حق حق حق کہہ کر مجھے بیدار کرتی تھی اور مجھ سے نماز تہجد کبھی قضا نہیں ہوتی تھی۔ بیشک السعید من سعد فی بطن امہ [سعید وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں سعید ہوا] اللھم صلی علی محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ بیت

از رہگذرِ خاکِ سرِ کُوے شما بود   ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

حضرت شیخ محمدؒ ابن شیخ عارف ردولوی قدس سرہٗ

آں پیشوائے جمیع اہلِ کمال، آں سیراب از ترشحات ذوق و حال، نور محض در ظلم جسمانی، آئین صحو و سکر ربانی، گم گشتہ در بحرِ ذات سرمد، قطب دائرہ وجود، شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ اپنے والدِ ماجد حضرت شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کے خلیفہ جانشین تھے۔ آپ بادہ نوشان توحید کے سر حلقہ، اور دُرد کشان مشرب تجرید و تفرید کے سر دفتر تھے۔ آپ فقر و فنا اور کشف و صفا میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ اسقدر بلند ہمت تھے کہ ذاتِ مطلق کے مشاہدہ کے بغیر ایک لمحہ نہیں رہ سکتے تھے۔ آپ ہر وقت استغراق ذات مطلق میں غرق رہتے تھے۔ اور عالم کون و مکان سے ہمیشہ آنکھیں بند رکھتے تھے۔ آپ اپنے اسم مبارک "محمد" کیطرح ہر شخص کے نزدیک محمود و محمد تھے۔ آپکے لئے یہی شرف کافی ہے کہ آپکا اسم گرامی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی پر تھا اور حضرت رسالت پناہ کے مشرب ہی سے بہرہ یاب تھے۔ بلکہ اپنے آپکو حضور خواجہ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں محو و مستغرق کر دیا تھا حتیٰ کہ اپنے وجود سے بھی بے خبر ہو چکے تھے۔ اور محمد ہی باقی تھے۔ آپکے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ قطب العالم حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی بن شیخ اسمٰعیل الحنفی قدس سرہٗ جیسے شاہباز بلند پرواز عالم لاہوت باوجودیکہ آپنے حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ کی روحانیت سے باطنی تربیت حاصل کر کے تمام کمالات ولایت حاصل کر لئے تھے۔ آپکو خرقۂ خلافت حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ سے حاصل ہوا اس سے زیادہ کمال اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت شیخ شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی بیعت کا واقعہ

حضرت شیخ رکن الدین فرزند ارجمند حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ لطائف

marfat.com

قدوسی میں لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کی بیعت کا واقعہ یوں ہے کہ چونکہ میرے والد بزرگوار باطنی طور پر حضرت شیخ احمد عبدالحق سے فیضیاب ہو چکے تھے آپ کو حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق قدس اسراہم کیطرف زیادہ التفات نہ تھا اسلئے کسی اَور جگہ جا کر ظاہری بیعت کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جب یہ خطرہ آپ کے دِل میں پیدا ہوتا تھا تو حضرت شیخ احمد عبدالحق کی روحانیت سامنے ظاہر ہو جاتی تھی اَور فرماتی تھی کہ تم ہمارے ہو دوسری جگہ مت جاؤ۔ اس پر میرے والد خاموش ہو جاتے تھے۔ جب اس معاملہ میں کافی دیر ہوگئی تو میرے والد کے دِل میں خیال آیا کہ بیشک میں انکا ہوں لیکن ظاہری بیعت تو ضروری ہے جب یہ خطرہ آپ کے دل پر غالب آگیا تو حضرت احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی روحانیت نے ظاہری جسم اختیار کر کے فرمایا کہ ابھی تمہارے دِل میں شبہ باقی ہے اَور ہمیں مردہ سمجھتے ہو۔ کسی جگہ مت جاؤ۔ تم ہمارے ہو۔ اگر ظاہر بیعت کی خواہش ہے تو میرے پوتے شیخ محمد سے بیعت کر لو۔ اسکے بعد میرے والد نے حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ سے بیعت کر لی۔ حضرت شیخ محمد اگرچہ عمر رسیدہ تھے لیکن میرے والد کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔

رسم کتخدائی اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ میرے والد بزرگوار کا ارادہ یہ تھا کہ شادی نہ کی جائے۔ اَور عیال و اطفال کی قید سے آزاد رہنا چاہیئے۔ لیکن چونکہ تقدیر میں آپکا متاہل ہونا لکھا جا چکا تھا آپکے شیخ حضرت محمدؒ نے کوشش کر کے آپکا عقد نکاح اپنی ہمشیرہ سے کر دیا اور ہمشیرہ کو انکے سپرد کر دیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ حضرت شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق کی دو صاحبزادیاں تھیں۔ بڑی لڑکی کی شادی ایک سیّد زادہ سے ہوئی تھی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے دوسری بیٹی کے متعلق حضرت شیخ عارف کے اہل خانہ کی یہ خواہش تھی کہ کسی ایسے بزرگ سے انکی شادی ہو جسکا اشارہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی طرف سے ہو جائے۔ کچھ عرصے کے بعد لڑکی کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ

marfat.com

عبد القدوسؒ سماع کر رہے ہیں اور آپکا پاؤں ٹوٹ گیا ہے عین اسوقت حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہ کی روحانیت ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ اس لڑکے کو اپنے آغوش میں لے لو اور اسکی پرورش کرو۔ خواب سے بیدار ہو کر یہ تعبیر نکالی کہ پاشکستہ سے یہ مراد ہے کہ یہ لڑکا درویش کامل ہوگا اور غیر حق کے دروازہ پر نہیں جائیگا۔ اور آغوش میں لینے اور پرورش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کر دو۔ اسکے بعد شادی کی تیاری ہوگئی۔ اُن دنوں میرے والد بزرگوار کا دستور یہ تھا کہ حضرت پیر دستگیر کے گھر کے تمام افراد کے کپڑے لاکر ہر جمعہ کے دن دھونے جایا کرتے تھے ایک دن حسب دستور کپڑے دھونے گئے ہوئے تھے کہ حضرت پیر شیخ محمد قدس سرہٗ کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ وہاں معمول یہ تھا کہ اس خاندان میں جو بچہ پیدا ہوتا تھا میرے والد اسکے کان میں اذان دیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے مریم نام ایک خادمہ کے ذریعے میرے والد ماجد کو بلوا بھیجا۔ اس خادمہ نے راستے میں شادی کا ذکر چھیڑ دیا۔ لیکن چونکہ آپ شادی سے اجتناب کرتے تھے اسکی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ جب اپنے شیخ کے گھر آکر بچے کے کان میں اذان دی اور حضرت شیخ محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی شادی کی قیل و قال شروع کر دی۔ میرے والد نے عرض کیا کہ حضور ہم آپکے ہاتھ میں ایک مٹی کے ڈھیلہ کی مانند ہیں خواہ توڑ دیں خواہ رکھیں۔ حضرت شیخ محمد نے فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ کی تقدیر میں شادی کرنا لکھا ہے تو اس سے بہتر اور کونسی جگہ ہوگی کہ یہ لڑکی تمہارے پیر کی بہن ہے شیخ عارف کی بیٹی ہے اور قطب العالم حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہٗ کی پوتی ہے۔ یہ سنکر میرے والد ماجد خاموش ہوگئے۔ چونکہ نوشتۂ ازل تھا عقد نکاح ہوگیا۔ جب کار خیر کا وقت آیا اور نوشاہی پوشاک زیب تن کرنے کا وقت آیا تو آپ اپنے پیر کے گھر میں جھاڑو دے رہے تھے اور پانی بھر رہے تھے۔ وہاں سے لوگوں نے انکو لیجا کر غسل کرایا اور پوشاک پہنائی۔ اسکے بعد انکو اندرون خانہ لے گئے اور عورتوں نے حسب دستور ہندی کی یہ چیز گانا شروع کی۔

marfat.com

گھونگٹ راکھو ل دھنباشہ دیکھا مورے ہندی اس گھونگٹ رے کار نے شرباتم ورے

یہ سنکر میرے والد بزرگوار پر حال طاری ہوگیا اور جوش و خروش کے عالم میں تڑپتے ہوئے تخت عروسی سے نیچے جا پڑے اور نوشہی لباس پارہ پارہ ہوگیا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

طاقیم کہ با غیر خدا جفت نہ کردیم زوجیت شہوات ہوا را دشناسیم

میرے والد ماجد کی یہ حالت دیکھ کر لوگوں نے لڑکی کے والد کو ملامت کرنا شروع کیا کہ تم نے جان بوجھ کر اپنی لڑکی اس دیوانے کے حوالہ کر دی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نوشتۂ ازل یہی تھا۔ کیا کیا جاسکتا ہے۔

شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی خلافت

لطائف قدوسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب آخر عمر میں حضرت شیخ محمد قدس سرہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے شیخ اولیاء عرف بڈھ کو یاد فرمایا وہ اس زمانے میں میرے والد ماجد کے ہاں شاہ آباد میں باطنی تربیت حاصل کر رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ شاہ آباد گئے ہوئے ہیں۔ اُسوقت حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی روحانیت نے فرمایا کہ اپنے بیٹے بڈھ کو جلدی ردولی میں طلب کرد۔ چنانچہ انہوں نے باطنی حکم کے ذریعے اپنے بیٹے کو فوراً ردولی میں بلا لیا۔ اسوقت شیخ محمد قدس سرہٗ حالت نزع میں تھے۔ کچھ وقت کیلئے ذاتِ احدیت میں مستغرق و بے خود ہو جاتے تھے۔ جب عالم ہوشیاری میں آتے تو کہتے سبحان اللہ میں نے سمجھ لیا، میں نے سمجھ لیا۔ میرے والد بزرگوار نے دریافت کیا کہ کیا سمجھ لیا فرمایا توحید مطلق کو سمجھ لیا۔ جب روح پرواز کرنے لگی تو استغراق کا غلبہ ہوا۔ میرے والد بزرگوار نے عرض کیا کہ یہ وقت مردانِ خدا کی ہوشیاری کا وقت ہے۔ آپ نے فرمایا میری طرف سے بے فکر ہو جاؤ۔ اِسوقت ذاتِ حق کے سوا میرے سینہ میں کوئی چیز نہیں سما سکتی۔ اسکے بعد اٹھ بیٹھے اور ذوق و شوق کی حالت میں خرقۂ خلافت اور ساری امانت خواجگان چشت مع اسم اعظم جو اپنے والد حضرت شیخ عارف قدس سرہٗ

marfat.com

سے حاصل کی تھی کمال مہربانی سے میرے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی حنفی قدس سرہٗ کے حوالہ کردی۔ جو کچھ وصیت کرنا تھی کی اور اپنا خلیفہ جانشین مقرر فرمایا۔ اسکے بعد میرے والد ماجد نے عرض کیا کہ حضور اقدس کے رحلت کر جانے کے بعد یہ بندہ غریب ہو جائیگا۔ میرے اندر حضور کی ذات بابرکات سے جدائی کی طاقت نہیں ہے۔ اس پر حضرت شیخ نے کمال لطف سے فرمایا کہ بابا تجھے کیا غم ہے تو اولیائے حق میں سے اور ہمارا مقام تمہارا مقام ہے۔ تم جہاں کہیں ہوگے میں تمہارے ساتھ ہونگا۔ اور میں نے اپنے بیٹے شیخ بڈھ کی تربیت کا کام تمہارے سپرد کیا ہے۔ جب تم اپنے وطن جانا چاہو تو میرے بیٹے کو اسرار و رموز باطنی سے آگاہ کر کے مشائخ عظام کی نعمت اس کے حوالہ کرنا اور اپنا نائب بنا کر میری جگہ پر بٹھا دینا۔ جب حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ اپنی وصیت تمام کر چکے تو نہایت خوشی و خرمی کی حالت میں عالم بقا کی جانب رحلت کر گئے۔ میرے والد حضرت شیخ عبدالقدوسؒ اپنے مخدوم زادہ شیخ بڈھ کو نعمت باطن سپرد کر کے اپنی نیابت میں حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ کی مسند پر بٹھایا اور انکا قائم مقام سجادہ مقرر کر کے چند روز کے اندر اپنے وطن تشریف لے گئے اور تربیت مریدین میں مشغول ہو گئے۔ یہ ہے جو کچھ لطائف قدسی کے ایک معتبر نسخہ میں دیکھا ہے۔

اس کتاب کے اکثر نسخوں میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ نے اپنی موجودگی میں خود مشائخ چشتیہ کی امانت مع سجادگی اپنے فرزند شیخ بڈھ کے حوالہ فرمائی اور پھر وصال فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وصال حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ کا سن وفات کسی جگہ نظر نہیں آیا۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم اولیا عرف بڈھ اپنے والد شیخ محمد قدس سرہٗ کے وصال کے بعد مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور بڑے باکمال بزرگ ہوتے ہیں۔ صاحب مراۃ الاسرار نے بھی کہا ہے کہ مخدومی شیخ عبدالرحمٰن قدوائی جنکی عمر قریب ایک سو سال تھی اور بلا واسطہ شیخ مخدوم بڈھ کے مرید تھے انہوں نے

marfat.com

اس فقیر سے کہا کہ ایک رات شیخ بڈھ اپنے اہلِ خانہ کے ہمراہ سوتے تھے۔ جب اہلِ خانہ بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں شیخ بڈھ بستر پر سو رہے ہیں اور انکی ایک صورت مصلیٰ پر کھڑی نماز پڑھ رہی ہے۔ اس سے اُن پر خوف طاری ہوا اور چلانے لگیں جب شیخ بڈھ بیدار ہوتے تو وہی ایک صورت رہ گئی۔ اسکے بعد انہوں نے اپنے اہلِ خانہ کو آئندہ راز فاش کرنے سے منع فرمایا۔ بات یہ ہے کہ تکمیل کے بعد ایک مثالی صورت حاصل ہو جاتی ہے جسے صوفیا رکرام وجودِ مکتسب کہتے ہیں

اقسامِ برزخ

صاحب مراۃ الاسرار دیوان امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے کہ رُوح بغیر جسم نہیں رہ سکتی جب جسدِ عنصری محلول فیہ سے جدا ہوتی ہے تو اسے عظیم برزخ میں جسم مثالی ابدی مل جاتا ہے جسے بدن مکتسب کہتے ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ط نیز شیخ ابن عربیؒ اپنی کتاب فتوحات مکی کے اکیسویں باب میں فرماتے ہیں کہ وہ برزخ جہاں روح جسم خاکی سے جدا ہو کر جاتا ہے اس برزخ سے علیحدہ ہے جو روح اور جسم کے درمیان ہوتا ہے اور جسے غیب مجالی کہتے ہیں اور دوسرے برزخ کو غیب امکانی کہتے ہیں۔ جو لوگ غیب امکانی کا مشاہدہ کرتے ہیں اور آنے والے واقعات سے آگاہ ہوتے ہیں، بہت ہیں لیکن جو لوگ غیب مجالی کا مشاہدہ کرتے ہیں اور احوال موتیٰ سے آگاہ ہوتے ہیں تھوڑے ہیں۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو سالک عالم ملکوت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے مرنے کے بعد حق تعالیٰ اسے ایک جسمِ مثالی عطا کرتے ہیں جو اس خاکی جسم کے ہم شکل ہوتا ہے۔ یہ جسم مثالی اسلئے اُسے ملتا ہے کہ اُسکی روح اس جسم کے مرکب پر سوار ہو کر ملاءِ اعلیٰ میں ارواحِ قدسیہ کے ساتھ میل جول کر سکے۔ جب ایک سالک عالم جبروت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو موت کے بعد اُسے ایک ہیکل نورانی [نورانی جسم] عطا فرماتے ہیں اور اس مقام کے سالک، کو مرنے کے بعد وہی قدرت ہوتی ہے جو جسم خاکی کے ساتھ ظاہری حیات کیوقت ہوتی ہے۔

marfat.com

لیکن سالک مرتبہ ملکوت کو یہ قدرت حاصل نہیں ہوتی۔ جب سالک مقام لاہوت سے واصل ہوجاتا ہے تو موت اور حیات اسکے لئے یکساں ہوجاتی ہے اُسے اسبات کا اختیار ہوتا ہے کہ جس شکل و صورت میں چاہے ظاہر ہوسکتا ہے اور ایک ہی لمحہ میں خواہ حیات ہے یا ممات اگر چاہے تو ایک سو مقام ہو بلکہ ہزار مقام پر یا اِس سے بھی زیادہ مقام پر ظاہر ہوسکتا ہے اور لوگوں سے باتیں کرسکتا ہے یہ ایک راز ہے جسے ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ فہم من فہم۔

شیخ پیرؒ

غرضیکہ شیخ بڈھ قدس سرہٗ کے کشف و کرامات بہت ہیں جنکی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے آپنے آخر عمر میں مشائخ چشت کی امانت اپنے بڑے بیٹے شیخ پیر کے حوالہ فرمائی اور پردہ پوشی کرلی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ منصورؒ

شیخ بڈھؒ نے ایک خرقۂ خلافت اپنے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ منصورؒ کو بھی عطا فرمایا۔ یہ شیخ منصور بڑے باکمال بزرگ تھے۔ آپ اکثر سفر میں رہتے تھے اور اکثر مشائخ وقت مثل حضرت شیخ جلال تھانیسری قدس سرہٗ وغیرہ کی صحبت حاصل کی تھی۔ آپ بڑے صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ اور تربیت مریدین میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت شیخ عالم ابن منصورؒ

صاحب مراۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عالمؒ بن شیخ منصورؒ جو اپنے والدِ ماجد کے سجادہ نشین تھے۔ میں نے بارہا انکا شرفِ زیارت حاصل کیا ہے۔ آخر عمر میں آپ عالمِ ارواح یا شغل معنوی میں مشغول رہتے تھے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ عبدالرحمن قدوائی

حضرت شیخ عبدالرحمٰن قدوائی حضرت شیخ بڈھ کے مرید تھے لیکن تربیت ارشاد حضرت شیخ منصور سے حاصل کی اور مقام تکمیل کو پہنچے تھے۔ اس فقیر کو حضرت شیخ عبدالرحمن قدوائی سے خاص محرمیت حاصل تھی اور آپ کی محبت سے بہت فیضیاب ہوا ہے۔ بڑے باکمال عارف اور جہاں دیدہ بزرگ تھے جو ہمیشہ فقر و

marfat.com

گمنامی کی حالت میں رہتے تھے اور مردانہ وار اس جہان سے رخصت ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ

کمالات حضرت مخدوم پیر بن شیخ بڈھ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مخدوم پیر بن شیخ بڈھ رحمتہ اللہ علیہ بڑے باکمال درویش تھے اور اپنے والد ماجد کی جگہ سجادہ نشین ہوئے۔ آپ اکثر اوقات اشغال باطن میں مشغول رہتے تھے آپکا حال بے حد قوی اور معاملہ صادق تھا۔

حضرت شیخ ابو محمد صوفی

صاحب مراۃ الاسرار نے یہ بھی لکھا ہے کہ حقائق آگاہ حضرت شیخ محمد ابو محمد صوفی جو پیر سو سالہ تھے اور اکثر اولیا کرام سے فیضیاب ہو چکے تھے حضرت شیخ پیر کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ اور اس فقیر سے فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی میں حضرت شیخ پیر کیخدمت میں حاضر ہوا انہیں سکر الٰہی میں مست دیکھا۔ کثرت مشاہدہ سے آپکی آنکھیں اسقدر سرخ ہوتی تھیں کہ انپر نظر کرنا ممکن نہ تھا۔ لیکن اسکے باوجود آپ بڑے خوش خلق اور متواضع تھے۔ آخر عمر میں انہوں نے خواجگان چشت رح کی امانت اپنے بیٹے شیخ قطب الدین کے سپرد کی اور واصل بحق ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ قطب الدین

اپنے والد شیخ پیر رح کے وصال کے بعد حضرت شیخ قطب الدین مسند نشین ہوئے۔ آپ بڑے عبادت گذار اور مرد مجاہد تھے اور سلوک کی تمام منازل طے کر کے مسلک تجرید میں گامزن ہوئے۔ آپ زیارت حرمین شریفین کیلئے تشریف لے گئے۔ اور اکثر مقامات کی سیر اور اولیائے وقت کی صحبت سے مستفیض ہونے کے بعد وطن واپس آکر تربیت مریدین میں مشغول ہو گئے تھے۔ شیخ معروف و مجذوب صاحب حال جو قصبہ پانی پت میں رہتے تھے آپکے مرید تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت شیخ قطب الدین کلیر تشریف لے گئے۔ اور حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ کی روح پاک سے فیض حاصل کیا۔ آخر حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اب تمہارا اجل قریب آگیا ہے اپنے گھر جاؤ۔ اور اپنی ہڈیوں کو اپنے آباو اجداد کے پہلو میں رکھو آپنے عرض

marfat.com

کیا کہ حضور میرے آباد اجداد کی عمریں تو بہت دراز تھیں مجھ سے کیا تقصیر ہوئی ہے کہ پچاس ساٹھ سال کی عمر میں جارہا ہوں۔ فرمایا کہ تم نے اپنی عمر کے بیس سال رحمت کو دیئے ہیں اب جاؤ اور مشائخ عظام کی امانت کو امانت دار کے سپرد کرد۔ امانتدار سے مراد آپکے فرزند ارجمند حضرت شیخ حمیدؒ ہیں۔

اپنی عمر سے بیس سال رحمت خان کو عطا کرنیکا واقعہ

بیس سال عمر رحمت خان کو عطا کرنیکا واقعہ یوں ہے کہ رحمت خان بادشاہ جلال الدین اکبر کے جلیل القدر امرائیں سے تھا۔ اور حضرت شیخ قطب الدّین کا مرید تھا۔ ایک دفعہ سخت بیمار ہوگیا۔ حضرت شیخ عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ بہت تکلیف میں مبتلا ہے اسکی حالت دیکھ کر حضرت اقدس کو رحم آیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ میں نے اپنی عمر میں سے بیس سال تجھے دیئے۔ حضرت اقدس کی دعا حق تعالیٰ نے قبول فرمائی اور رحمت خان صحت یاب ہوگیا۔ حضرت شیخ قطب الدّین یہ بات بھول چکے تھے جب مخدوم صابرؒ نے آپکو یہ بات یاد دلائی تو عرض کیا کہ اب میری عمر میں سے کتنے دن باقی ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ تجھے تین ماہ کی مہلت ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت شیخ قطب الدّین فوراً اپنے گھر پہنچے اور خرقۂ خلافت اور مشائخ چشت کی امانت اپنے فرزند شیخ حمید الدّین کے سُپرد کی۔ اور تین ماہ کیبعد واصل بحق ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مخدُوم حمید الدّین

حضرت مخدوم حمید الدّینؒ بن شیخ قطب الدّین جمیع کمالات انسانی سے آراستہ اور ظاہری و باطنی علوم سے پیراستہ تھے۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ مخدومی شیخ عبد الرحمن قدوائی نے تواتر سے فرمایا ہے کہ حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری ساتویں پشت میں ایک ایسا مرد آئیگا جو ہماری مانند ہوگا۔ چنانچہ بعینہٖ یہی ہوا۔ شیخ قطب الدّینؒ کے وصال کے تیسرے روز آپ خرقۂ خلافت زیب تن کرکے مسندِ نشین ہوئے۔ جب لوگوں نے حاضرِ خدمت ہوکر بیعت کی درخواست کی تو فرمایا

marfat.com

کردستو! میں نے ابھی اپنے آپکو نہیں پہچانا دوسرے کو کسطرح لے سکتا ہوں اسلام کی بنیاد دیانت ہے اور یہ دیانت سے بعید ہے کہ میں اسلام کی جرأت کرلوں۔ چنانچہ ریاضت ومجاہدہ کے میدان میں آپکا پہلا قدم یہ تھا کہ والد ماجد کے تیسرے فاتحہ کےبعد خلوت خانہ میں داخل ہوئے اور ایک کامل ایک سال تک باہر قدم نہ رکھا۔ قلتِ طعام کیوجہ سے آپکے اندر اسقدر باطنی لطافت پیدا ہو چکی تھی کہ جب کبھی گوشت یا مرغن غذا پیش کیجاتی تو آپ بے قرار ہو جاتے تھے۔ اور عالم ارواح اور عالم مثال سے اسقدر الفت ہوگئی تھی کہ اہل دنیا کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے اپنے جد بزرگوار حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کے قدم بہ قدم سلوک تمام کیا اور عالمِ بالا کیطرف سے ہدایت خلق کے لئے مامور ہوئے لیکن ریاضت اور عبادت وتلاوت کلام پاک جو آپنے روز اول سے اپنے اوپر لازم کیا تھا لبِ گور تک ترک نہ ہو سکا۔ آخر عمر میں آپکو قرآن حکیم حفظ ہو گیا تھا اور اکثر تفسیر زاہدی کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔

صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں ایک دن اس فقیر نے عرض کیا حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق رح نے چھ ماہ تک قبر میں خلوت اختیار فرمائی اور آپکے تمام آباواجداد بھی جو حضرت شیخ کی مسند پر متمکن ہوئے پہلے چھ ماہ خلوت نشین ہوتے تھے لیکن آپکی خلوت ایک سال تھی اس کا کیا سبب ہے۔ آپنے جواب دیا کہ وہ حضرات اہل صفا اور میں بہت کثیف تھا۔ اسلئے ایک سال تک خلوت نشین رہا۔ آپکا مشرب عشق ومستی ذوق وشوق تھا اور عجز وانکسار تھا۔ آپ ہمیشہ حقائق ومعارف بیان فرمایا کرتے تھے اپنے مشائخ عظام کے نقشِ قدم پر آپکو ذوق سماع بھی بہت تھا۔ اور خوش الحان قوال ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ابتدا میں محافل سماع میں دیوانِ مغربی، دیوانِ حافظ اور حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر کا کلام سنا کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ وجد بھی کیا کرتے تھے۔ آپ بڑے سخی تھے اور جسقدر فتوحات حاصل ہوتی تھیں اس سے زیادہ خرچ کر ڈالتے تھے۔ کشف قلوب وکشفِ قبور آپکو بدرجۂ غایت حاصل تھا

صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ اس فقیر نے بھی ایک خلوت حضرت اقدس

marfat.com

کے زیر سایہ اختیار کی تھی اور کمال لطف و کرم سے آپ ہر روز اس گنہگار کی جائے خلوت میں تشریف لاتے تھے اور عالم ملکوت، جبروت اور لاہوت سے جو کچھ اس فقیر پر منکشف ہوتا تھا اور جسقدر سیر مقامات معاحوال حاصل ہوتی تھی بندہ تمام حضرت اقدس کے سامنے عرض کرتا تھا آپ اپنے وقت کے قطب تھے اور یہ بات اس فقیر کو حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ نے بطریق باطن بتائی تھی۔ جب یہ گنہگار اس خلوت سے فارغ ہوا تو حضرت اقدس نے خرقہ خلافت اور خواجگانِ چشت کی امانت اس فقیر کو عطا فرمائی اور اس فقیر کے حال پر بے حد توجہ اور بے پایاں نوازش فرمائی اور زبان مبارک پر یہ کلمات لائے کہ یہ سب کچھ ہم نے اپنے جدامجد حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کے باطنی حکم سے دیا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کا سلسلہ تجھ سے روشن ہوگا۔ اور خواجگان چشت کی ولایت اسوقت تمہارے حوالہ کی گئی ہے، تجھے مبارک ہو اور اپنے گھر میں بیٹھ کر خدا کے حکم سے یہ دولت تقسیم کرتے رہو۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر کس زبان سے ادا ہو سکتا ہے۔ حضرت شیخ حمیدالدین قدس سرہٗ کا وصال بادشاہ جہانگیر بن اکبر کے عہد حکومت میں بتاریخ دو جمادی الاول ۱۰۳۲ھ ہوا۔ اور ردولی شریف میں اپنے جدِ امجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ یہ فقیر راقم الحروف [شیخ محمد اکرم مصنف اقتباس الانوار] کہتا ہے کہ کتاب مراۃ الاسرار کے مصنف شیخ عبدالرحمن چشتی ساکن انبٹھ کا سلسلہ بیعت و خلافت حضرت شیخ حمید قطب کے ذریعہ حضرت مخدوم علاؤالدین صابر قدس سرہٗ تک جا پہنچتا ہے اور آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام عباس ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ بیت

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

اقتباس چہارم

در ذکر

احوال حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی الحنفی ، حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری ، حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری بلخی ، حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی ، حضرت شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ گنگوہی ، حضرت شیخ داؤد گنگوہی ، حضرت شیخ سوندھا بن شیخ عبد المومن سفیدونی اور حضرت شیخ اللہ بخش براسوی جد ّیدر کاتب الحروف اور حضرت شیخ محمد علی بن اللہ بخش براسوی جو کاتب الحروف کے والدین قدس اسرارہم۔

یہ اقتباس بھی تین انوار پر مشتمل ہے۔

نور اول : در ذکر حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ ، شیخ جلال الدین تھانیسری اور حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری بلخیؒ

حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی الحنفیؒ

ساقی خمخانہ اسرار ، سرشار بادہ بے خمار ، شاہد بزم الانسان سری ، ہادی ساکنان بحری و بری ، غزالِ صحرائے الوہیت ، شہباز اقلیم ہویت ، آشنائے رموز و کنایات معراج ، سلطان ملک بقا ، قطب العالم بیدل ، محو توحید ، حضرت شیخ عبد القدوس بن شیخ اسمٰعیل قدس سرہٗ کا شمار عارفان روزگار اور واصلان صاحب اسرار میں ہوتا ہے آپ نہایت عالی ہمت ، بلند مقام اور صاحب کرامات عالیشان تھے۔ آپ عشق و سماع میں ممتاز تھے۔ اور تمام مشائخ آپکے کمالات پر متفق ہیں۔ تربیت مریدین میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ چنانچہ تھوڑی سی توجہ سے آپ ساکنان عالم ظلمات و ناسوت کو مرتبہ اطلاق و لاہوت سے واصل کر دیتے تھے۔ آپ ابتدائے سے آخر وقت تک آپ اسم گرامی [عبد قدوس][1] کے بمقتضائے قیودات کثرت سے منزہ و مقدس تھے

[1] قدوس اسم الٰہی ہے جسکے معنی ہیں پاک کرنیوالا۔ اس اسم مبارک کے طفیل آپ تقیدات کثرت سے پاک و منزہ تھے

marfat.com

اَور وجود کونی [جسدِ خاکی] سے خلاصی حاصل کر کے دائماً مشاہدۂ انوار مقدس و معائنہ فنا ر احدیت میں مستغرق تھے اور دوست کے مقام ہمرنگی میں یک رنگ ہوکر غیر اَور غیریّت سے اسقدر فارغ ہو چکے تھے کہ آپکے لوحِ دِل پر غیر کا خطرہ سماتا تھا اَور نہ زبان مبارک پر کثرت کا نام آتا تھا۔ ریاضات و مجاہدات میں آپ بایزید دہر اور فرید عصر تھے۔ بلکہ آپکے احوال و مقامات اسقدر ارفع و اعلیٰ تھے کہ کسی اَور سے نسبت دینا بھی صحیح نہیں ہے۔ جس مقام پر کہ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی سالکین کو دس سال میں پہنچاتے تھے، حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ کی توجہ سے تین چار سال بلکہ چند یوم میں حاصل ہو جاتا تھا۔ اَور جو ولایت کہ حضرت حق تعالیٰ نے آپکو عطا فرمائی تھی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے لیکر آج تک بہت کم حضرات کو مِلی ہے۔ اس حد تک کہ آپکے دھوبی اَور سائیس وغیرہ بھی صاحبِ ولایت تھے۔ جیسا کہ عام مشہور ہے۔ حضرت اقدس کی ذات بابرکات کے اندر شان اذاتم الفقر فھو اللہ [جب فقر تمام کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے] جلوہ گر تھی۔ عارف مرتبہ گمنامی مولانا عبد الرحمٰن جامی نے مناسبِ حال فرمایا ہے

رفت او زمیان ہمیں خدا ماند خدا   الفقر اذاتم ھو اللہ این است

[وہ خود درمیان سے غیب ہوگیا اَور باقی خدا رہ گیا اسوجہ سے کہ جب فقر نہایت کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے]

حضرت اقدس کی نسبت اویسیہ

حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ کی نسبت اویسی تھی۔ کیونکہ آپ کی تربیت باطنی طور پر حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہٗ کی روحانیت پاک سے ہوئی تھی اور اسکے بعد ظاہری طور پر آپنے حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبد الحق قدس اسرارہم سے بیعت کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ علاوہ ازیں آپکو دوسرے مشائخ عظام سے بھی خلافت مِلی تھی۔ چنانچہ آپکے فرزند ارجمند حضرت شیخ رکن الدین رح لطائف قدوسی میں فرماتے ہیں کہ حضرت قطب العالم و الد بزرگوارِ من شیخ عبد القدوس

marfat.com

گنگوہی الحنفی کو ہر سلسلہ سے خلافت ملی تھی۔

خلافت سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں آپکو خلافت اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ المشائخ شیخ محمد بن شیخ عارف قدس سرہٗ سے ملی تھی۔

خلافت سلسلہ چشتیہ نظامیہ آپکو سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں خلافت حضرت شیخ درویش بن قاسم اودھیؒ سے حاصل ہوئی تھی۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں دوسری خلافت آپکو حضرت میاں شیخ بن حکیم اودھی سے بھی ملی تھی۔

خلافت سلسلہ عالیہ سہروردیہ و قادریہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ شہابیہ اور قادریہ میں بھی آپکو حضرت شیخ درویش بن شیخ قاسم اودھیؒ سے خلافت حاصل تھی۔[۱۰]

ان تمام سلاسل کا ذکر راقم الحروف کے پیر و مرشد حضرت شیخ سوندھا قدس سرہٗ کے حالات میں آرہا ہے۔

سلسلۂ نسب حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا سلسلۂ نسب حضرت امام ابو حنیفہ قدس سرہٗ سے جاملتا ہے اور سراج الملت حضرت امام ابو حنیفہ بادشاہ نوشیرواں کسریٰ کی اولاد میں سے تھے، دوسری روایت کے مطابق آپ نوشیرواں کے بھائی کیلوانگ کی اولاد میں سے تھے۔

حضرت شیخ صفی الدین حنفیؒ مراۃ الاسرار میں آیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کے جدّ امجد حضرت مخدوم شیخ صفی الدین حنفی تھے۔ جو حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے اکابر خلفا میں سے تھے۔ اگرچہ شیخ صفی الدینؒ امام ابو حنیفہ کی اولاد میں سے تھے لیکن علم و ثقاہت اور کمالاتِ معنوی کے اعتبار سے آپ ابو حنیفہ ثانی تھے۔ چنانچہ آپکے کمالات کا مشاہدہ آپکی تصانیف میں کیا جاسکتا ہے۔ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ ملک ہندوستان میں اگر میں نے کسی کو فنونِ غرائب اور فنونِ عجائب سے

marfat.com

مزین دیکھا ہے تو وہ برادر شیخ صفی الدین حنفی ہیں۔ آپکے مرید ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک رات حضرت خضرؑ نے آپکی ایک کتاب کو دیکھ کر فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے بہت ورق سیاہ کیئے ہیں اب ورق سفید کرنے کا وقت آگیا ہے اور صحیفہ دِل کو انوارِ جاوید سے روشن کرو۔ اس بات نے آپکے دل میں گھر کر لیا اور ایسی حالت طاری ہوئی کہ بے اختیار ہو کر بیعت کی درخواست کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں تجھے بشارت دیتا ہوں کہ ایک ایسا جوان مرد کہ جسکے انوارِ ولایت اور آثارِ ہدایت سے سارا جہاں پُر ہے آجکل تمہارے اسی قصبہ میں آنیوالا ہے۔ چنانچہ چند ایام میں میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ قصبہ ردولی میں تشریف لائے اور جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ حضرت شیخ صفی الدین جو اس سعادت کے منتظر تھے حاضر خدمت ہوئے انکو دیکھ کر حضرت شیخ نے فرمایا برادرم صفی الدین تم صفائے قلب لائے ہو اب آؤ اور نعمت حاصل کرو۔ اسکے بعد فرمایا کہ جب حق تعالیٰ چاہتے ہیں کہ کسی کو اپنے قرب سے سرفراز فرمادیں تو حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعے اسکو اشارہ کر دیتے ہیں۔ یہ بات سنکر حضرت شیخ صفی الدین کے دِل میں انکے متعلق اعتقاد اور بھی زیادہ قوی ہوا۔ اور اُسی وقت مرید ہو گئے۔ حضرت شیخ نے تھوڑی سی مصری اٹھا کر ان کے منہ میں ڈالی اور دعا کی کہ حصول نور الانوار مبارک ہو۔ میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ تمہاری اولاد سے علم نہ جائے۔ چنانچہ حضرت شیخ نے انکی تکمیل و تربیت کیلئے چالیس دِن وہاں قیام فرمایا۔ اس سے انکو حضرت شیخ کے سامنے ایک چلہ کرنے کا موقع بھی مِل گیا۔ اس دوران میں آپنے انکو سلوک الی اللہ کے حقائق و معارف سے بھی آگاہ فرمایا اور آخر خرقہ خلافت سے مشرف فرما کر دولت ازلی و ابدی سے مالامال کیا اس وقت حضرت شیخ صفی الدین کے فرزند شیخ اسمٰعیل کی عمر چالیس دِن تھی۔ شیخ صفی الدین نے بچے کو اٹھا کر حضرت شیخ جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے قدموں میں ڈال دیا حضرت شیخ نے فرمایا میں نے اسکو بھی قبول کیا۔ اور یہ ہمارا مرید ہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانی حضرت شیخ صفی الدین کو ردولی شریف میں مسندِ خلافت پر بٹھا کر ادھر تشریف لے گئے۔ غرضیکہ حضرت شیخ صفی الدین قدس سرہٗ بڑے باکمال بزرگ تھے۔ اور اپنے بیٹے حضرت شیخ اسمٰعیل کو مسندِ خلافت پر متمکن کر کے

marfat.com

عالم بقا کی طرف رحلت کر گئے اور قصبہ ردولی میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ اسمٰعیل بن شیخ صفی الدینؒ کی حضرت شیخ احمد عبد الحقؒ سے ملاقات

مراۃ الاسرار میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہٗ ظاہر و باطنی سفر کے بعد قصبہ ردولی شریف میں تشریف لائے اور مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپکا شہرۂ آفاق میں بلند ہوا تو حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ کے والد ماجد حضرت شیخ اسمٰعیلؒ بن شیخ صفی الدینؒ نے آپکی خدمت میں حاضر ہوکر تربیت کی درخواست کی۔ تو حضرت شیخ احمد عبد الحقؒ نے فرمایا کہ تمہارے لئے شیخ صفی الدین کی تربیت کافی ہے۔ لیکن تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو سفید نوری ہوگا اور ہماری نعمت اسکو ملیگی۔ اگرچہ حضرت شیخ صفی الدینؒ کے تمام بیٹے دولت علم و فضل سے مالامال تھے لیکن وہ نعمت جسکا وعدہ حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہٗ نے فرمایا تھا حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہیؒ کو نصیب ہوئی۔

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ کی ولادت حضرت شیخ احمد عبد الحقؒ کے وصال کے بعد ہوئی۔ جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو حضرت شیخ عارف بن مخدوم احمد عبد الحق بھی وصال فرما چکے تھے۔ چونکہ حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے ہم عمر تھے اسلئے انکا اعتقاد حضرت شیخ محمد پر نہیں جمتا تھا۔ اور آپکے دل میں حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس سرہ کی محبت غالب تھی۔ اسوجہ سے انہوں نے حضرت اقدس کے روضہ مبارک کی جاروب کشی اختیار کرلی۔ ایک رات کتاب کافیہ ہاتھ میں لئے حضرت اقدس کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے تو مزار مبارک سے حق حق کی آواز آنے لگی۔ اس سے آپ بیخود ہوکر گر پڑے۔ اور اس بیخودی کی حالت میں نعمتِ ازلی و ابدی نصیب ہوئی۔ اسکے بعد فرمان ہوا کہ اپنے دل کی تختی کو العلم حجاب الاکبر [علم سب سے بڑا حجاب ہے] سے سیاہ مت کرو اور اصلی کام میں مشغول ہو جاؤ۔ اس روز سے آپ حضرت شیخ کے محرم راز ہو گئے کتاب

marfat.com

کا پڑھنا ترک کر دیا۔ اور پوری ہمت شغلِ باطن میں صرف کر دی۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق کی باطنی تربیت کے ساتھ آپکو حضرت شیخ پیارہ کی ظاہری صحبت بھی نصیب ہوئی اور حقائق و معارف سے آگاہی حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق کی روحانیت آپکی طرف اس حد تک متوجہ تھی کہ ہمیشہ آخر شب آپکو بیدار کر کے نماز تہجد کا حکم دیا جاتا تھا۔ اگر کسی وقت آپ اپنے والدین کے گھر جاتے یا کسی اور کام میں مشغول ہوتے تو فوراً حق حق حق کی آواز آپکے کانوں میں آنا شروع ہو جاتی تھی جس سے متنبہ ہوکر آپ حضرت اقدس کے آستانہ پر حاضر ہو جاتے تھے اور شغل اصلی میں مشغول ہو جاتے تھے۔

آواز حق حق کی راہنمائی

حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی انوار العیون میں فرماتے ہیں کہ اسم حق کی آواز حضرت شیخ احمد عبدالحق کے تمام مریدین کو خانقاہ معلی میں عالم غیب سے سنائی دیتی ہے اور ہر شخص کو یہ مشاہدہ ہوتا تھا۔ اس حد تک کہ ایک رات یہ فقیر اپنی والدہ کے پاس چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک۔ حق حق حق کی آواز غربی جانب سے آنا شروع ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد یہ آواز شمال مغرب سے آنے لگی۔ آواز سنکر یہ فقیر صحن میں کھڑا ہو گیا اسوقت والدہ صاحبہ اور دوسرے لوگ بھی بیدار تھے۔ کچھ دیر کے بعد پھر آواز حق حق حق شمال کیطرف سے آنا شروع ہوئی اور تمام لوگوں نے سُنی۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن گھر کے نزدیک کسی کو نہ پایا۔ یہ تقریباً آدھی رات کا وقت تھا۔ میں نے والدہ صاحبہ سے عرض کیا مجھے معاف کیجئے میرا کام میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ مجھے خدا کے سپرد کر دیں کیونکہ حضرت شیخ احمد عبدالحق کی ولایت مجھے کسی اور کام میں مشغول نہیں ہونے دیتی۔ اسکے بعد میری والدہ نے مجھے رضا و رغبت سے راہ حق میں چلنے کی اجازت دیدی۔ اسوقت سے میرا قدم راہ حق میں مضبوط ہو گیا۔

حضرت شیخ رکن الدین ابن شیخ عبدالقدوس گنگوہی لطائف میں فرماتے ہیں کہ جب میرے والد بزرگوار نے اپنے دادا شیخ صفی الدین کے چچازاد بھائی حضرت شیخ

marfat.com

فخر الدین قدس کے متعلق سنا کہ انہوں نے پچاس سال تک پانی نہ پیا تو آپنے بھی پانی پینا ترک کر دیا۔ اس زمانے میں آپ مدرسہ میں قرآن مجید پڑھتے تھے۔ جب بارہ دن گذر گئے اور پانی کا ایک قطرہ تک حلق میں نہ گیا تو سارا جسم زرد ہو گیا۔ بڑے بھائی نے پوچھا کہ کس وجہ سے تمہارا رنگ زرد ہو رہا ہے تو آپنے کوئی جواب دیا اس خوف سے کہ راز فاش نہ ہو جائے آپنے پانی پینا شروع کر دیا۔

حضرت شیخ فخر الدین

حضرت شیخ فخر الدین کا واقعہ یوں ہے کہ آپ اپنے حجرہ کے اندر کسی کو نہیں آنے دیتے تھے۔ جو شخص ملنے آتا تھا آپ حجرہ سے باہر آکر ملاقات کرتے تھے۔ ایک دن شہر ردولی کا حاکم ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ حضرت مخدوم قاضی صفی بھی اسکے ہمراہ تھے۔ لیکن شیخ فخر الدین نے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا اور اندر سے کہہ دیا کہ مجھے فراغت نہیں ہے۔

پچاس سال تک پانی نہ پیا

مخدوم صفی الدینؒ نے مصروفیت کا سبب دریافت کرنے کی کوشش کی لیکن شیخ فخر الدینؒ کچھ نہیں بتاتے تھے جب بہت اصرار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پیاس کی حرارت شدت پر ہے مخدوم صفی الدینؒ نے کہا کہ پانی موجود ہے۔ اور ماہ رمضان بھی نہیں آپ پانی کیوں نہیں پی لیتے۔ فرمایا کہ جس زمانے میں میں جونپور میں آپکے ساتھ پڑھتا تھا اسوقت سے لیکر آجتک پانی نہیں پیا۔ جسکی وجہ سے بعض اوقات اسقدر پیاس کا غلبہ ہوتا ہے کہ اگر دریا پر منہ رکھوں تو خشک ہو جائیگا اور ساری دنیا میں پانی ختم ہو جائیگا جس سے ساری امت محمدیہ ہلاک ہو جائیگی۔ اسوجہ سے میں اپنی ساری حرارت کو خود جذب کر رہا ہوں۔ جب حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ عرصہ پچاس سال سے آپنے پانی نہیں پیا تھا۔ لیکن جب۔ یہ راز فاش ہو گیا تو آپ۔ خلق سے غائب ہو گئے

بچپن کی نیک عادات

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت قطب العالم شاہ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ کی بچپن میں یہ عادت تھی کہ مسجد میں جاکر تمام نمازیوں کے جوتے سیدھے کرتے تھے تاکہ ہر شخص آسانی سے

marfat.com

جوتا پہن سکے۔ نیز آپکی یہ عادت تھی اوّل وقت پر مسجد جاکر صف اوّل میں بیٹھ جاتے تھے جب نمازی جمع ہونا شروع ہوتے تو آپ ہر شخص کو اپنے آپ سے پہلے جگہ دیتے تھے اور خود پیچھے ہٹتے جاتے تھے حتیٰ کہ آخری صف میں پہنچ جاتے۔ اس کام میں آپکی غرض مخالفت وخواری نفس تھی۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت قطب العالم نے تعلیم ترک کر دی تو آپکے والد ماجد شیخ اسماعیل قید حیات میں نہیں تھے۔ آپکی والدہ ماجدہ روتی ہوئی اپنے بھائی قاضی دانیال کے پاس تشریف لے گئیں اور شکایت کی کہ آپکے بھانجے نے تعلیم ترک کر دی ہے اُسے سمجھائیں تاکہ تعلیم جاری رکھے۔ قاضی مذکور نے آپ کو طلب کر کے پوچھا کہ تعلیم کیوں چھوڑ دی ہے میں تجھے سزا دونگا۔ آپنے جواب دیا کہ الخیر لا یوخر۔ اتفاقاً اسوقت وہاں سے کچھ گانے والی عورتیں گاتے بجاتے وہاں سے گذریں۔ گانے بجانے کی آواز سنکر حضرت شاہ عبد القدوسؒ پر حالت طاری ہوگئی اور رقص کرنے لگے۔ جب قاضی صاحب نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنی بہن سے کہنے لگے کہ آپ فکر نہ کریں آپکے بیٹے کی حالت اچھی ہے۔ انشاء اللہ سب سے زیادہ نیک ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ علمائے ظاہر و باطن کے مرجع و مقتدا ہوئے۔

اس زمانے میں مخدوم شیخ خواجگی سدہوری قصبہ سدھورہ میں رہتے تھے۔ آپ حضرت شیخ صدؒ ہا کے خلیفہ تھے، آپ حضرت شیخ شمس الدین اودھیؒ کے خلیفہ اور آپ حضرت پیر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے اکابر خلفا میں سے تھے۔
حضرت شیخ قطب العالم شاہ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ شیخ خواجگی کے زہد و تقویٰ کے مشتاق تھے اور اکثر ان کے پاس سدھورہ جایا کرتے تھے۔ ایک دِن آپ نے شیخ خواجگی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے علم حاصل نہیں کیا ہے بالخصوص مجھے علم اصول سے واقفیت نہیں ہے کیا کروں۔ شیخ خواجگیؒ نے فرمایا جاؤ اور شغل باطنی میں مشغول ہو جاؤ اسکو چہ میں تمام اصول فروع اور تمام فروع اصول ہے کوئی مشکل پیش نہیں آئیگی۔ چنانچہ بعینہٖ یہی ہوا۔ آپکے زمانہ میں جس عالم متبحر کو کوئی اشکال پیش

marfat.com

آتا آپکی طرف رجوع کر کے حل کراتا تھا۔ آپنے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی کتاب عوارف المعارف کی عربی شرح اس انداز سے لکھی ہے کہ آج تک کسی شخص نے ایسی شرح نہیں لکھی ہوگی۔ نیز قصبہ ردولی جو علماء وفضلا کا مرکز تھا چند ایسے برہنہ اندام مجذوب رہتے تھے جو بڑے صاحبِ کرامات تھے وہ بھی حضرت اقدس کی طرف متوجہ ہونے کے بعد لوگوں کو بشارت دیتے رہتے تھے۔

ایک مجذوب سے ملاقات

روایت ہے کہ ملک یونس دیوانہ حق تعالیٰ کا یگانہ تھا اور بالکل برہنہ اندام رہتا تھا وہ صاحبِ کشف و کرامات بھی تھا۔ جب حضرت قطب العالم کے سامنے آتا تو یا زاہد یا زاہد کہہ کر پکارتا اور کہتا تھا کہ آپ اسطرح اپنا اصلی مصلیٰ بچھائیں جسطرح سلطان ابراہیم ادھم قدس سرہٗ نے بچھایا تھا۔ کہتے ہیں کہ سلطان ابراہیم ادھمؒ ہوا میں مصلّےٰ بچھایا کرتے تھے۔ جب ملک یونس دیوانہ حضرت اقدس کو دیکھتا تو یہ شعر پڑھتا تھا ۔

گر روز نیابی تو ز غوغائے عرب　　　شب محرم عاشقان است شہاس طلب

[اگر تجھے دن کیوقت عرب کا ذوق وشوق حاصل نہ ہو تو راتوں میں طلب کر کیونکہ رات عاشقوں کی محرمِ راز ہے] ایک دِن وہ دیوانہ راستے میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ حضرت قطب العالم نے جب اُسے اس حالت میں دیکھا تو کنارہ کش ہو کر دوسری طرف چلے گئے۔ دیوانہ شراب کا پیالہ ہاتھ میں لئے دوڑا اور کہنے لگا

صوفی نشود صافی تا در نکشد جامے

[صوفی اسوقت تک صاف نہیں ہوتا جب تک جام نوش نہ کرے]

جب حضرت اقدس نے دیکھا کہ کنارہ کشی سے کوئی فائدہ نہیں ہوا تو آپنے جام ہاتھ میں لیکر منہ کے قریب کیا اور پھر نیچے گرا دیا۔ شاید شراب کے چند قطرے آپکے حلق میں پہنچے ہونگے آپنے فرمایا کہ اس شراب میں شراب کا مزہ نہیں تھا بلکہ چند قطرات سے مجھ پر بہت کمالات ظاہر ہوئے ہیں۔

marfat.com

دوسرے مجذوب سے ملاقات ایک اَور مجذوب جو ردولی میں رہتا تھا میاں تاجن کے نام سے مشہور تھا اور ان کی حضرت قطب العالم سے خلوت میں ملاقات ہوتی تھی تو ہوشیاری سے کلام کرتا تھا گویا اسکے دیوانگی لاحق نہیں ہے۔ لیکن جب دوسرں سے بات کرتا تھا تو دیوانہ بن جاتا تھا اَور مختلف کمالات کی باتیں کرتا تھا۔ ایک دِن قطب العالمؒ نے اس سے دریافت کیا کہ تمہاری یہ حالت کیسے ہوئی۔ اس نے جوابدیا کہ رات خواجہ خضر علیہ السلام نے آکر کہا کہ دریائے عشق موجزن ہوتا ہے۔ اسوقت سے میری یہ حالت ہوگئی ہے جو وقت یہ مجذوب حضرت اقدس کو دیکھتا تھا رکوع کی حالت میں ہوکر ہندی زبان میں کہتا تھا کہ "ہوں گھوڑی تیری"۔

علاقہ ردولی میں ایک اَور مجذوب رہتا تھا جسکا نام بھیکا تھا۔ ایکدن حضرت اقدس ایک اَور صوفی کے ساتھ جارہے تھے کہ بھیکا سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے حضرت اقدس کو بشارت دی کہ آپ بڑے باکمال بزرگ ہونگے اَور دوسرے صوفی کو چمڑے کا تکیہ اٹھا کر مارا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت اقدس کمالات کو پہنچے اَور وہ صوفی راہِ تصوف سے ہٹ کر خوار ہوا۔

حضرت شیخ رکن الدینؒ لطائف قدسی میں فرماتے ہیں کہ حضرت قطب العالم ابتدائے حال میں بہت سخت ریاضت ومجاہدہ کرتے تھے یہانتک کہ آپ چلّے بھی بغیر خورد ونوش کئے کرتے تھے۔ اس سے آپکے قلب میں اسقدر جوش پیدا ہوا کہ جسم سے خون جاری ہوگیا اَور آپکے سانس سے بعض اوقات بُھنے گوشت کی اَور بعض اوقات مشک وعطر کی خوشبو آتی تھی۔ دراصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سوختہ قلب کا یہ اثر تھا جو حضرت قطب العالم پر ہو رہا تھا۔ آپکی حالت پر یہ مصرعہ صادق آتا تھا ع

[تا نسوزی بر نیاید بوئے عود

[جبتک تو جلیگا نہیں تیرے اندر سے عود کی خوشبو نہیں آئیگی]

اس باطنی حرارت کا یہ اثر ہوا کہ آپکے سر کی چوٹی سے آگ جیسا دھواں نکلتا تھا جب

marfat.com

آپکے شیخ حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ نے یہ حالت دیکھی اور خوف پیدا ہوا کہ یہ جوان جلکر مر جائے گا تو آپنے چند محرم راز اشخاص کو حکم دیا کہ ان کے سر پر پانی ڈالا کریں۔ چنانچہ وہ لوگ رات کے رکھے ہوئے ٹھنڈے پانی کے کئی گھڑے آپکے سر پر ڈالتے تھے حالانکہ وہ سردی کا موسم ہوتا تھا اور برف گر رہی ہوتی تھی۔ لیکن آپ پر سردی کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ جیسے کوئی گرم پانی گرم توے پر ڈال رہا ہے۔ بس یہی اثر ہوتا تھا۔ جب پانی بہت ڈالا جاتا تھا تو معمولی سی سردی محسوس ہوتی تھی۔ اس سے آپکی جان بچ گئی ورنہ آپ ہلاک ہو جاتے۔

حضرت اقدس کو ابتدائے حال میں لوگوں سے بے اجتناب تھا۔ اگرچہ آپ نے ظاہرہ طور پر شادی کر لی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے لیکن باطنی طور پر آپ سارے جہان سے علیحدہ اور بے تعلق رہتے تھے۔ ترک دنیا کا یہ عالم تھا کہ آپنے اپنی آبائی واجدادی ملکیت سے بھی کنارہ کشی کر لی تھی۔ اور فقر و فاقہ کی حالت میں ریاضت مجاہدہ میں مستغرق رہتے تھے۔ آپکے بڑے بیٹے شیخ حمید الدین اسوقت کم عمر بچے تھے انکو بھی دو تین فاقوں کے بعد کھانا ملتا تھا۔ انکو جب بھوک لگتی تو والدہ سے کھانا طلب کرتے تھے۔ والدہ کہتی تھیں کہ باپ سے طلب کرو۔ باپ کے پاس جاکر کہتے تھے کہ سخت بھوک لگی ہے لیکن وہ جسقدر بھوک کی فریاد کرتے تھے حضرت اقدس بالکل توجہ نہیں فرماتے تھے۔ جب فریاد حد سے زیادہ ہوتی تو آپ فرماتے تھے کہ اے فرزند انشاءاللہ تعالیٰ ہمیں بہشت میں نہایت لذیذ کھانے ملیں گے اس سے مایوس ہوکر وہ والدہ کے پاس جاتے اور کہتے کہ والد صاحب نے کھانے کیلئے بہشت کا وعدہ دیا ہے۔ بہشت کہاں ہے اور ہم لوگ کب جائینگے۔ یہ سنکر والدہ پر گریہ طاری ہو جاتا اور فرماتیں کہ آج ہماری یہ حالت ہے معلوم نہیں کل کیا پیش آئیگا نیز حضرت اقدس نے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے اسقدر کنارہ کشی اختیار کر رکھی تھی کہ جب انکے ہاں کوئی شادی مراد کی تقریب ہوتی تو حضرت اقدس کے گھر کھانا بھی نہیں بھیجتے تھے۔ جب کوئی یاد دلاتا تو کہتے تھے کہ کیا ہوا ہم بھول گئے تھے

marfat.com

غرضیکہ خلق خدا سے آپنے اسقدر قطع تعلق کر رکھا تھا کہ خویش واقارب بھی بھول گئے تھے۔

خدمت شیخ

آپ اپنے پیر دستگیر کے گھر کیلئے پانی بھرنے، ایندھن جمع کرنے جھاڑو دینے اور دیگر خدمات میں اِسقدر منہمک رہتے تھے کہ کھانا کھانے کی فرصت تک نہ ملتی تھی۔ اور حضرت پیر دستگیر شیخ محمد قدس سرہٗ خدمت گذاری کے درمیان اپنے ہاتھ سے انکے منہ میں لقمے دیدیتے تھے۔ ان کاموں کے بعد آپ سارا دِن گل کاری کرتے رہتے تھے۔ جمعہ کا دِن اہل خانہ کے کپڑے دھونے کیلئے مقرر تھا اور سارا دِن اس کام میں صرف ہوجاتا تھا۔ غرضیکہ ہر کام کیلئے وقت مقرر تھا حتیٰ کہ بیت الخلا جانے کیلئے بھی وقت مقرر تھا۔ اس ساری پابندی کا مقصد صرف ایک تھا وہ یہ کہ غفلت نہ ہو اور وقت ضائع نہ ہونے پائے۔

حضرت اقدس کا لباس

ایک دِن حضرت اقدس کے پہننے کیلئے کوئی کپڑا نہیں تھا آپکے بڑے بھائی حضرت شیخ عبدالملک عرف میاں شیخ نے آپکو ایک قیمتی کپڑا پہنایا۔ اچھا کپڑا جب میلا ہوجاتا ہے تو بہت بدنما لگتا ہے آپنے خیال کیا اگر اسے دھو دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ آپنے اپنے شیخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا تو کوئی جواب نہ ملا۔ دوسری بار عرض کیا حضرت شیخ پھر بھی خاموش رہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ شیطان نے میرے دِل میں تیسری بار عرض کرنیکا وسوسہ ڈالا حالانکہ مشائخ عظام میں تیسری بار عرض کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ غرضیکہ جب تیسری بار اجازت طلب کی تو حضرت شیخ نے سخت غصہ کی حالت میں فرمایا کہ تجھے اس قیمتی کپڑے نے خراب کر دیا ہے۔ تمہارا نفس موٹا ہوگیا ہے اور تم ہوا و ہوس کے غلام بن گئے ہو۔ غرضیکہ حضرت شیخ نے بیحد زجر و توبیخ کی۔ جس کیوجہ سے آپنے وہ کپڑا کبھی نہ پہنا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت قطب العالم قدس سرہٗ کے فرزند شیخ رکن الدینؒ کی پیدائش کیوقت تک آپکے پہننے کا کوئی کپڑا نہیں تھا اور ہمیشہ مرقعہ [گدڑی] زیب تن کیا کرتے تھے۔ اور سر کی ٹوپی بھی اُسی قسم کی ہوا کرتی تھی جسطرح نماز،

marfat.com

روزہ، وِرد، اوراد، وظائف، ذکر اذکار آپکا معمول تھا اُسی طرح آپ اپنے کپڑوں پر بھی ہر روز نیا پیوند لگاتے تھے۔ آپکی عادت تھی روزانہ کوچہ و بازار سے چیتھڑے چن چن کر انکو پاک کرتے تھے اور اپنی گدڑی پر پیوند کر دیتے تھے۔ آپکا وہی خرقۂ مبارک آجتک موجود ہے۔

گدڑی کی مضرت

جب کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت اقدس کا اعتقاد حضرت شیخ خواجگی سد بُوری کے ساتھ بدرجۂ کمال تھا۔ اور کبھی کبھی انکی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب شیخ خواجگی نے حضرت کا وہی لباس [گدڑی] دیکھا تو فرمایا کہ بعض سالکین گدڑی پوشی کیوجہ سے نفسانیت اور ریا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسکی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص انکو اس لباس سے منع کرے تو انکو اسقدر ناگوار گذرتا ہے کہ گویا اُسے کوئی تلوار سے قتل کر رہا ہے چنانچہ حضرت اقدس نے اُسی روز سے عہد کر لیا کہ اگر کپڑا میسر آگیا تو گدڑی ترک کر دونگا۔ اسکے بعد آپکے دوستوں نے آپس میں چندہ کر کے آپکے لئے دس گز کپڑا خرید کر پیش کیا اور آپ نے پیراہن بنوا لیا لیکن جب وہ پیراہن پرانا ہوا تو آپنے پھر وہی گدڑی پہن لی۔ اسوجہ سے کہ آپ پر فقر کا غلبہ تھا اور پیراہن کا کپڑا حاصل کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ حضرت اقدس کے اہل خانہ کا ایک سنہری ہار تھا جو والد کی طرف سے ملا تھا۔ اس ہار کو انہوں نے اپنے شیخ حمید الدین کی شادی کیلئے مخصوص کر کے چھپا رکھا تھا۔ تاکہ حضرت اقدس اٹھا کر کسی کو نہ دیدیں۔ چونکہ حضرت اقدس غایت تجرید و تفرید کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور سونا چاندی سے نفرت تھی۔ ایک دن آپ نے شیخ خواجگیؒ سے یہ ماجرا بیان کر دیا اور کہا کہ میں اسقدر سونا رکھنا پسند نہیں کرتا لیکن حمید الدین کی والدہ راضی نہیں ہوتی کیا کیا جائے۔ شیخ خواجگی نے فرمایا کہ یہ خیال دِل سے نکال دو اور اس بیچاری کو پریشان مت کرو۔ اس سونے کا تمہارے ساتھ کیا تعلق ہے۔ تجرید و تفرید آپ پر واجب ہے آپکی بیوی کے لئے ضروری نہیں ہے۔

marfat.com

آپ کا تقویٰ حضرت اقدس اِسقدر سخت ریاضت اَور مجاہدہ کرتے تھے کہ نہ قلم سے لکھا جاسکتا ہے اَور نہ کوئی کان اسکے سننے کی طاقت رکھتا ہے۔ آپکے حجرہ مبارک میں اکثر سانپ رہا کرتے تھے لیکن آپکو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے۔ آپکے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ بے نماز قصابوں کے ہاتھ کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے اور مشکوک طعام اَور لباس سے اجتناب فرمایا کرتے تھے۔ آپ غسل اَور وضو کیلئے کنویں کا پانی استعمال نہیں کرتے تھے اَور شہر سے دُور ایک تالاب کا پانی استعمال فرماتے تھے۔

ریاضت و مجاہدہ ابتدائے حال میں آپ فرائض اَور سنن مؤکدہ کے علاوہ روزانہ آٹھ سو رکعت نفل ادا کیا کرتے تھے۔ چار سو رات کے وقت اَور چار سو دن کے وقت حتیٰ کہ آپکے زانوں مبارک کے قریب کا کپڑا کثرت استعمال سے پھٹ گیا تھا۔ موسم سرما میں جب برف باری ہوتی تھی تو آپکے پاؤں اور ٹانگیں پھٹ جاتی تھیں اور اُسی حالت میں آپ کھڑے نماز ادا کرتے تھے۔ جب دل میں آگ کی خواہش پیدا ہوتی تو آپ نفس کو تسلّی دیتے کہ اتنی رکعت کے بعد تیری خواہش پوری کرونگا۔ اسی طرح رات گذر جاتی تھی۔ بعض معتقد لوگ آپکے پیچھے آگ جلا کر رکھدیتے تھے لیکن آپ یادِ خدا میں اسقدر منہمک ہوتے تھے کہ سردی گرمی کی خبر نہ ہوتی تھی۔

نوافل میں مراقبہ نوافل میں آپکی یہ عادت تھی کہ فاتحہ اَور سورت پڑھنے کے بعد آپ شغل باطن میں مشغول ہو جاتے تھے اَور ایک سانس میں دس بارہ دفعہ ذکر خفی کر لیتے تھے۔ بعض اوقات نوافل میں فاتحہ اَور سورت کے بعد دس دس بارہ بارہ سانس میں ذکر خفی کرتے تھے اَور پھر رکوع میں جاتے تھے تسبیح کے بعد رکوع میں بھی آپ کئی کئی سانس میں ذکر خفی کر لیتے تھے اسی طرح سجدہ اَور قومہ میں بھی آپ کئی سانس بند کر کے ذکر خفی کرتے تھے۔ اسطرح آپ نماز نفل میں بھی شغل باطن میں مشغول رہ سکتے تھے اَور یہ طریقہ عین صلوٰۃ التسبیح کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث میں مروی ہے۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے

marfat.com

تھے کہ بعض اوقات ہم پوری رات اسی طرح دوگانہ ہائے نفل ادا کرتے تھے اور چند دوگانوں میں رات ختم ہوجاتی تھی۔ آپ ذکر جہری بھی کثرت سے کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ نمازِ عشاء کے بعد ذکر جہری شروع ہوتا تھا اور ساری رات اسی ذکر میں گذر جاتی تھی۔ حتیٰ کہ صبح صادق ہوجاتی تھی اور یار دوست جو ذکر جہری میں مشغول ہوتے تھے موافقت نہیں کرسکتے تھے غرضیکہ سالہا سال یہی دستور جاری رہا

اشغال و مراقبات

آپ اکثر اشغال و مراقبات توحید و فنا اور شغل سوا میں مشغول رہتے تھے جو حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحقؒ کا خاص معمول تھا مراقبات میں آپکے استغراق کا یہ عالم تھا کہ کھڑے کھڑے ایک پہر یا اس سے بھی زیادہ گذر جاتا تھا اور آپکو دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوتی تھی۔ محویت کی حالت میں آپکا سر مبارک اسقدر جھک جاتا تھا کہ گویا رکوع کر رہے ہیں۔ مستی اور بیخودی کا حال یہ تھا کہ جب آپ کا گذر راستے میں ہوتا تو لوگ ڈر کے مارے ہٹ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسا نہ ہو آپکی زبان سے ہمارے حق میں کوئی سخت کلمہ نکل جائے کئی سال تک آپکی یہی حالت رہی۔ اسکے بعد افاقہ ہوا۔ اور مرتبہ تکمیل و ارشاد پر پہنچ کر آپ سالکین کی تربیت میں مصروف ہوگئے۔

روایت ہے کہ جب رات ہوتی تھی تو حضرت اقدس کو ایسی فرحت ہوتی تھی جسطرح عام لوگ دن ہونے کیوقت محسوس کرتے ہیں۔ اور کاروبار میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ حضرت اقدس رات ہوتے ہی خوش و خرم ہوکر یادِ خدا میں مشغول ہوجاتے تھے۔ اور ساری رات لمحہ بھر نیند نہیں کرتے تھے۔

صلواۃ معکوس

آپ کئی سال تک خواجگانِ چشت کی متابعت میں رات بھر نمازِ معکوس میں مشغول رہے۔ نمازِ عشاء کے بعد آپ کسی سے کہہ کر اپنے آپکو الٹا لٹکوا لیتے تھے اور صبح کیوقت فارغ ہوکر نمازِ فجر ادا کرتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نمازِ معکوس ادا کر رہا تھا کہ سلطان الاذکر وارد ہوگیا۔ میرا ظاہری وجود محو ہوگیا اور اپنی ہستی کے شعور کے سوا کسی چیز کا شعور نہ رہا اسکے بعد اپنی ہستی کا شعور بھی ختم ہوگیا اور مقام فنا الفنا حاصل ہوا اور بقا باللہ تک نوبت پہنچ گئی۔ اسکے بعد افاقہ ہوا تو ایک بزرگ نے غیب سے ظاہر ہوکر فرمایا کہ مبارکباد

marfat.com

کہ اِسوقت تم واصل باللہ ہو گئے تھے ۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے ۔

سلطان الاذکار کا غلبہ

حضرت اقدس پر ابتدائے حال میں سلطان الاذکار کا اسقدر غلبہ ہوتا تھا کہ آپ سمجھتے تھے کہ میری عقل جاتی رہیگی اور جنوں پیدا ہو جائیگا ۔ آپ پر سلطان ذکر کا اسقدر غلبہ ہوتا تھا کہ ساعت بہ ساعت لحظہ بہ لحظہ پے در پے اسکا ورود ہوتا تھا ۔ جس سے سخت محویّت اور بیخودی کی حالت طاری رہتی تھی اور ذرہ برابر فرصت نہیں ہوتی تھی ۔ یاد رہے کہ سلطان الذکر ایک غیبی واردات اور ایک خاص حالت ہے جو حضرت قطب العالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کا خاص مشرب تھا ۔ جتنے اولیا کرام ہو گذرے ہیں معلوم نہیں انکی حالت کیسی تھی لیکن رسالہ مکیہ میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ذاکر پر ذکر کیوجہ سے ایک عظیم غلبہ ہوتا ہے لیکن وہ غلبہ ظاہر نہیں ہوتا بوجہ ذاکر کی قوت کے ۔ جب افاقہ ہوتا ہے تو سالک محویت کے عالم میں اپنی ہستی سے بے خبر ہو جاتا ہے جسطرح نیند کیوقت ۔ سلطان الذکر ایک نور ہے جو سالک پر اوپر یا آگے یا پیچھے کی طرف وارد ہوتا ہے جس سے اسکو جنبش ہوتی ہے اور زبردست قوت ظاہر ہوتی ہے جو سالک کے ذکر پر مداومت کے لحاظ سے کم و بیش ہوتی ہے ۔ غرضیکہ سلطان ذکر میں غلبۂ عظیم اور ہیبت سخت جس سے جسدِ خاکی کی کثافت دور ہوتی ہے اور انوار کا زبردست حملہ ہوتا ہے اور سورۂ **اذا زلزلت الارض زلزالھا** ..... کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس فقیر نے اپنے مشائخ سے جو کچھ سینہ بہ سینہ حاصل کیا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب سالک پر سلطان ذکر وارد ہوتا ہے تو جسد خاکی پر حملہ آور ہوتا ہے اور آناً فاناً لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور اُسے بے خود اور محو کر دیتا ہے اور سُورۂ **اذا زلزلت الارض** ..... کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے اور سالک پر محویت طاری ہوتی ہے تو شروع میں اسکے قلب کے انوار مثل شمع یا مشعل یا ستارہ ، ماہتاب ، برق و سحاب اور امر د صبیح وغیرہ اور انوارِ روح مثل ایک آفتاب کے اور اسکے بعد کئی آفتاب ، آسمان اور آئینہ ہا کی طرف

marfat.com

بصورت جبال (پہاڑ) اور سرخ انوار کی بارش وغیرہ کی طرح اسکے وجود میں ظاہر ہوتے ہیں اس حالت میں سالک اٹھارہ ہزار جہانوں کو اپنے وجود کے اندر مختلف صورتوں میں مشاہدہ کرتا ہے اور روح، قلب اور دیگر لطائف پر انوار جلوہ گر ہوتے ہیں، یہ ہے سورۃ اِذا زلزلت الارض ... کی کیفیت۔ اور یہ عالم ملکوت کا مرتبہ ہے۔ جب سالک ان تجلیات کا اپنے اندر مشاہدہ کرتا ہے اور ان انوارِ حق کو اپنے قلب میں دیکھتا ہے تو بے اختیار اسکی زبان سے نکلتا ہے کہ یہ کیا جمال ہے اور کیا کمال ہے، کیا استعداد ہے اور کیا وسعت ہے۔ میرے جسم کے اندر اٹھارہ ہزار عالم موجود ہیں اور جب اپنے وجود پر لرزہ کو دیکھتا ہے تو تعجب میں آ کر کہتا ہے کہ یہ کیا حالت ہے جو مجھ پر طاری ہے اور میرے جسم میں یہ زلزلے کس وجہ سے آ رہے ہیں وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا [اور کہتا تھا کہ یہ کیا ہو گیا ہے] جب سالک اِن جذبات الٰہیہ کے زلزلہ کیوجہ سے صفاتِ بشریہ سے بری ہوتا ہے اور صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے اور اسکی استعداد حق تعالیٰ کی استعداد سے مبدل ہو جاتی ہے تو یَوْمَ تبدل الارض [ایک زمین دوسری زمین سے مبدّل ہو جائیگی] کی حالت پیدا ہوتی ہے، اسکے قلب اور روح پر معارفِ الٰہیہ اور علوم لدنّیہ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ فنائے ذاتی کے تصرفات کیوجہ سے اسکی بشریت معدوم ہو جاتی ہے۔ رح صور سے اسکو مختلف اقسام کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، جیسے بجلی کی کڑک وغیرہ، اس سے سالک کو قیامت کبریٰ پیش آتی ہے اور تصرفات و تعینات روح بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ اسوقت اس کے قلب پر الہامات ذاتیہ و صفاتیہ کا ظہور ہوتا ہے اور ہر ساعت اسپر حقائق و معارف غیبیہ کا انکشاف شروع ہو جاتا ہے۔ اور سالک کا قلب لوح محفوظ بن جاتا ہے جس پر تمام امور کا اظہار ہوتا ہے جسطرح انبیاء علیہم السلام پر وحی کا نزول ہوتا ہے اُسی طرح سالک کے دل پر الہام ذاتی وارد ہوتا ہے اور علوم اولین و آخرین اس پر منکشف ہوتے ہیں۔ اسوقت سالک کا ہر بنِ مو لئے اور جسم کا ہر ذرہ روح بن جاتا ہے اور اس سے کلام کرتا ہے تمام اسرارِ ذات و رموزِ صفات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ

marfat.com

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاہِہِمْ وَ تُکَلِّمُنَا اَیْدِیْہِمْ وَتَشْہَدُ اَرْجُلُہُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ [آج ہم نے اُنکے منہ پر مہر لگادی ہے اور ہم اسکے ہاتھوں سے بات کرائینگے اور اسکے پاؤں شہادت دینگے ان اعمال کی جو وہ کرتے ہیں] یعنی آج ہم سالکین کے قلوب پر حقائق و معارف ذاتیہ اِلقا کرتے ہیں۔ بلکہ سالکین باقی نہیں ہوتے ہم ہوتے ہیں۔ اسلئے کلام غیر اور بے معنی سے انکے منہ پر مہر سکوت لگ جاتی ہے اسوجہ سے کہ انکے قلوب ہمیشہ میری ذات کے الہامات و شہودات میں مستغرق اور متوجہ رہتے ہیں اور انبیاء اپنے ان اعضائے کلام کے ذریعے مجھ سے بے واسطہ کلام کرتے ہیں اور اپنی استعداد کیمطابق میری تجلیات طلب کرتے ہیں اور انکے تمام اعضاء اپنی جد وجہد اور اشتیاق کے مطابق ہمارے حضور میں گواہی دیتے ہیں اور درحقیقت انکے اعضاء کا یہ اختیار [یعنی کلام کرنا] حقائق انبیاء کی بنا پر ہے جو نفس الامر میں میری ذات وصفات ہیں۔ آیۂ کریمہ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی لَھَا سے یہی حقیقت مراد ہے۔ یا اس سے یہ مراد ہے کہ سالک کے قلب کی حقیقت جسے روح مسافر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جب معکوسیت سے راستی کیطرف آتی ہے بیشمار صور تہائے مثالیہ سے متمثل ہوکر مختلف اعضاء سے ظاہر ہوتی ہے اور حقیقت وجود کہ جسکی تلاوت پر ہر شخص پہ فرض عین ہے اپر منکشف ہوتی ہے یا اس آیت سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ اندام مقیم [جسد خاکی] جو نمونہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے اور مقام سفلی میں مقید ہے اگرچہ خود صراطِ مستقیم ہے لیکن بوجہ تقیید ناسوتی اس سے منحرف ہوکر تقیید سے رہائی حاصل کرتا ہے اور اطلاق کے رنگ میں آتا ہے یعنی تشبیہ سے تنزیہہ کیطرف آتا ہے تو امواج تجلیات ذات درپیش ہوتے ہیں۔ اسکے بعد حکم الٰہی سے خلق کی ہدایت ارشاد کیلئے اُسے خلقت کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اسوقت اسکی صورت آیۂ اِذَا رَاَدَوْ ذِکْرُ اللّٰہِ کا مصداق بن جاتی ہے۔ جس سے طالبین کو اختیار ذات حاصل ہوتا ہے۔ اسوجہ سے کہ حق تعالیٰ نے اُسے اپنے علم ذاتی سے بھر دیا ہے۔ یا اسکے

marfat.com

معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ جب سالک کے عین ثابتہ[1] کی زین تقید سے رہائی حاصل کر کے اطلاق کا رنگ اختیار کرتی ہے تو تجلیات ذات کا محل بنتی ہے۔ لیکن سالک اس سے تنزل کر کے مقام عبدیت پر آتا ہے[2]۔ اپنے جسم کے ہر عضو کو عین ثابتہ کے احوال سے بھرا ہوا پاتا ہے[3]۔ چنانچہ اسکے اعضائیں سے ہر عضو اُسے اسکے مشہود اطلاقی سے خبر دیتا ہے۔ اسوقت سالک کا پورا جسم بمہ جان اور چشم و گوش، یعنی سمع و بصر بن جاتا ہے اور یہ جو واقعہ ہے کہ ایک دفعہ دو آدمی ایک بزرگ کے پاس کوئی سوال حل کرانے کیلئے گئے۔ لیکن وہ بزرگ چونکہ سوئے ہوئے تھے، دونوں واپس آنے لگے تو اس بزرگ کے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی بولنے لگی اور انکے سوال کا جواب دیدیا یہ بات اسی مقام کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اسی آیت سے مناسبت رکھتی ہے یہ مرتبۂ جبروت ہے۔ جب سالک کے جسم کے تمام اجزا اپنی استعداد کے مطابق یا انہیں سے ہر جزو اپنی انفرادی استعداد کے مطابق شہود اطلاق ذات میں غوطہ لگاتا ہے حتی کہ نقطۂ اصل الاصل تک عروج کرتا ہے اور جسم کا ہر جزو مبدائے تعین تک عروج کرتا ہے اور فنائے محمدی حاصل ہوتی ہے۔ اور اپنی حیثیت کے مطابق مشاہدۂ ذاتی کی بدولت ہر خبر سے باخبر ہوتا ہے۔ آیۂ یَوْمَئِذٍ یَصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لیُرُوا اعمالھم سے یہی مراد ہے۔ یعنی جب جسد انسانی کا ہر جزو استعداد کلی حاصل کر کے تقید جسمی سے آزاد ہوتا ہے اور شہود تجلیات لاکیف سے بہرہ ور ہوتا ہے تو شغل باطن کا اکتساب کرتا ہے اور اگرچہ تمام اجزا کا یہ شہود مجموعی طور پر ہوتا ہے لیکن شہود جمال کا حصول اُسے جزو بجزو حاصل ہوتا ہے چنانچہ آیۂ

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

سے یہی مراد ہے یا پوری آیۂ یومئذ یصدر الناس ... ذرۃ شرا یرہ کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جب سالکین شہود ذات مطلق میں فنا ہو کر درجات میں ترقی کرتے

---

[1] اعین ثابتہ یا اعیان ثابتہ سے مراد اشیا اور تعینات کا وہ نقشہ ہے جو خلقت سے پہلے حق تعالیٰ کے ذہن یا علم میں تھا۔ [2] یعنی سفر نزول کیبعد مقام دوئی اور کثرت پر واپس آتا ہے جسکا دوسرا نام بقا باللہ ہے۔ [3] یعنی صفاتِ حق سے متصف ہوتا ہے اور یہ صفات اسکے ہر عضو سے ظاہر ہوتے ہیں

marfat.com

ہیں۔ تو انمیں سے ہر ایک زبان حال سے اپنے مرتبہ و مقام کے مطابق شہود ذات میں امتیاز طلب کرتا ہے تاکہ منصب خاص سے منسوب ہو اور اپنے مجاہدہ کا ثمرہ حاصل کرے۔ پس انمیں سے ہر شخص ذاتِ احدیت میں فنا کیخاطر ریاضت و مجاہدہ کرتا ہے اگرچہ وہ فنا صرف ایک لمحہ کیلئے کیوں نہو۔ اور پھر وہ شخص اپنی فنا کی گہرائی کیمطابق مقام بقا اور منزلت و منصب خاص سے مشرف ہوتا ہے تو ان اشخاص کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق مقام محبوبیت یا قطبیت کبریٰ یا قطبِ مدار کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور جو شخص کسب شرک کرتا ہے اور غفلت میں مبتلا رہتا ہے تو اسکی جزا دوزخ ہے۔ جس سے مراد فراق اور ذات و صفات کے وصال سے محرومی ہے۔ آمدیم بر سرِ مطلب۔

جاننا چاہیئے کہ سلطان الاذکار کے وارد ہونے کا وقت نیند اور بیداری کے درمیان ہے کہ جسوقت اسکے ظاہری حواس کمزور ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ شغل غالب آجاتا ہے تو نیند اور بیداری یکساں ہو جاتی ہے اور عین بیداری میں آناً فاناً وارد ہو جاتا ہے۔ ابتدائے حال میں سلطان ذکر سے ہیبت اور خوف کمال درجہ کا ہوتا ہے۔ لیکن کثرتِ ورود کیوجہ سے اسکی دہشت کم ہو جاتی ہے اور طالبِ حق بے چینی سے اسکا منتظر رہتا ہے۔ اس حالت میں دنیا و مافیھا کا شعور ختم ہو جاتا ہے لیکن اپنی خودی کا شعور باقی رہتا ہے اور جانتا ہے کہ مجھ پر یہ حالت طاری ہے بعض اوقات یہ شعور بھی نہیں رہتا۔ اور محو در محو اور غرق در غرق ہوتا ہے یہ مقام فنا الفنا ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس حالت کی نشاندہی کیگئی ہے صحیح بخاری میں آیا ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضؓ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابدیا کہ بعض اوقات مجھ پر وحی آواز جرس یا بانگ درا کی صورت میں آتی ہے اور اس قسم کی وحی سخت اور دشوار ہوتی ہے مجھ پر۔ اسکے بعد وہ آواز مجھ سے کٹ جاتی ہے حالانکہ میں اسکی طرف بیحد متوجہ ہوتا ہوں۔ بعض اوقات

marfat.com

فرشتہ ظاہری صورت میں میرے سامنے آتا ہے۔ مجھ سے بات کرتا ہے اور میں وہ بات یاد رکھ لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے وہ سخت سردی کا موسم تھا لیکن آپ فارغ ہوئے تو پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس حالت میں باطنی حرارت جوش میں آتی ہے جس کے مقابلہ میں ظاہری سردی ماند پڑ جاتی ہے گرمی محسوس ہوتی ہے اور بدن سے پسینہ جاری ہو جاتا ہے۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ اَشَدُّ عَلَیَّ [مجھ پر دشوار گذرتی ہے] برحق ہے لیکن اہل اللہ کے سوا اس بات کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس حالت میں جو کلام نازل ہوتا ہے اسکا نام وحی ہے لیکن اولیاء اللہ کے ساتھ جب یہ معاملہ ہوتا ہے تو وہ الہام کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

سلطان ذکر کا طریقہ

سلطان ذکر کا طریقہ جو عام و خواص بلکہ خواص اور اخص کیلئے مفید ہوتا ہے یہ ہے کہ جب سالک اپنے شیخ کامل سے مکمل ذکر کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور اسمیں مشغول ہو جاتا ہے تو دل کی حرکت حیوانی حرکت ذکر میں مبدل ہو جاتی ہے اور گوشت کا ٹکڑا یعنی دل ذکر کی حرکت سے متحرک ہوتا ہے اور صدائے ذکر بھی اسکے ساتھ ملکر سارے جسم کے اندر سرایت کرتی ہے اور سارا جسم ذکر سے بھر جاتا ہے۔ جسطرح کہ گنبد سے آواز گونج اٹھتی ہے ذکر کی یہ آواز ذاکر کے کانوں میں پہنچ کر بے حد مرغوب بن جاتی ہے اور دوام ذکر سے ذکر کا غلبہ بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ آواز جرس سنائی دیتی ہے۔ بعض اوقات دوسری قسم کی آواز بھی سنائی دیتی ہے۔ جب اسکا غلبہ حد سے بڑھ جاتا ہے تو سلطان ذکر بن جاتا ہے۔ اور بجلی کی کڑک کی طرح آواز سنائی دیتی ہے جس سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور ذاکر پر محویت اور بے شعوری طاری ہو جاتی ہے اس حالت میں کبھی کبھی انوار مثل برق، ستارہ، ماہ و آفتاب وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں لیکن سالک کو انکی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے اسوجہ سے کہ مقصد اعلیٰ نور اللہ ہے

marfat.com

غرضیکہ سلطان ذکر کی کیفیت بیان کرنا بہت دشوار ہے اسوجہ سے عالم غیب بیان میں نہیں آسکتا۔ لیکن اسکی علامت یہ ہے کہ طالب صادق پر ذوق وشوق طاری ہوتا ہے اور وجد وجہد کرتا ہے جس سے اسکو مشاہدہ اور معائنہ حاصل ہوتا ہے۔ اسکی مثال یوں ہے کہ جیسے ہیبت ناک آندھی ہو جس سے درخت کے پتے جھڑ جائیں بلکہ خود درخت بھی جڑوں تک ہل جائیں اور تہ وبالا ہو جائے۔ سلطان ذکر ذاکر کے جسم میں یہی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ اور چونکہ بجلی کی سی کڑک کانوں میں سنائی دیتی ہے جس سے اسقدر خوف اور ہیبت پیدا ہوتی ہے کہ گویا اس کے سر پر آسمان گر گیا ہے۔ اس سے اسکے سارے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے لیکن یہ آواز چونکہ خارج از وجود ہوتی ہے اس سے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن سلطان ذکر چونکہ جسم کے اندر ہوتا ہے آدمی کے جسم کو ہلا دیتا ہے جس سے اسکی ساری کثافت دور ہو جاتی ہے۔

سلطان ذکر کی دوسری مثال

یا سلطان ذکر کی دوسری کیفیت یوں ہوتی ہے کہ جیسے ایک کمزور آدمی دریا کے سیلاب عظیم میں مبتلا ہو جاتا ہے اور طوفان کی تیزی اور تندی کیوجہ سے وہ باہر نہیں نکل سکتا۔ پانی کے زور کیوجہ سے خوفناک آواز پیدا ہوتی ہے اور اسکے سارے وجود کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے جس سے اسکی ہلاکت یقینی ہو جاتی ہے چنانچہ سلطان ذکر بھی ذاکر کے اندر یہی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ شروع میں سلطان ذکر کا محل سالک کا دل ہوتا ہے۔ اسکے بعد ذکر کا غلبہ اسکے گوشت و پوست و استخوان و مغز اور تمام اجزا جسم میں ظاہر ہوتا ہے اور سنائی دیتا ہے جسطرح کہ شروع میں یہ آواز دل سے سنائی دیتی ہے۔

اس ذکر کی ابتدا تشبیہ اور انتہا تنزیہہ ہے۔ اور سالک پر اسکے غلبے کی علامت یہ ہے کہ ذکر کی آواز دل بلکہ تمام اجزائے جسم سے سنائی دیتی ہے۔ جب مداومت ذکر سے یہ آواز مستقل ہو جاتی ہے تو سالک ہر وقت اس آواز کی طرف پوری توجہ سے

marfat.com

متوجہ رہتا ہے اور یہ مراقبہ تمام مراقبوں سے افضل واعلیٰ ہے اگر خدا نصیب کرے
یہ مراقبہ اکثر آواز ہی آواز ہوتا ہے اور آواز بھی بے حرف اور بے صورت ہوتی
ہے۔ لیکن یہ وہ کلام ہے جس سے تمام علوم معلوم ہوتے ہیں۔ اور تمام تجلیات
عیاں ہوتی ہیں جب اس آواز میں تجلیات کے مطابق ترقی ہوتی ہے
تو بے حرف وصوت آواز میں مخارج وحروف پیدا ہوتے ہیں باوجودیکہ یہ آواز
اپنی اصل حالت پر برقرار رہتی ہے۔

پس اس کلام کو اُسی آواز پر قیاس کرنا چاہیئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن کے شروع
میں الم فرمایا۔ یہ آواز حرف وصوت سے معراجب مخارج کے قالب میں آئی
حرف ہوگئی۔ چنانچہ الف سے مراد خلق ہے لام سے مراد وسط ہے اور میم کا اشارہ
شفقت کیطرف ہے یعنی لب یا ہونٹ، یعنی وہ آواز مستقیم نا متناہی جو مخارج
کے قالب میں آکر ذالک الکتاب لاریب فیہ ہوگئی۔ پس حروف ظاہر
اور آواز باطن ہے۔ حروف کا انکار آواز کا انکار ہے۔ اور کتاب کی ہدایت یکساں
ہے یعنی یومنون بالغیب [یعنی غیب پر ایمان لانے والے ہیں] ۔ اور انہوں
نے غیب کو پالیا ہے اور اس غیب پر ایمان صادق لائے ہیں۔ اگر نعوذ باللہ!
کوئی شخص اس ظاہر کو دیکھے اور تجلیات سے بے بہرہ ہو تو کتاب اللہ کی حقیقت
سے بے بہرہ رہتا ہے۔ لیکن جو شخص ان تجلیات سے آگاہ ہوتا ہے، وحی کی حقیقت
کو پہچانتا ہے وہ مومن صادق ہوتا ہے۔

غارِ حرا میں آنحضرت ؐ کا اسی آواز کو سننا

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا
میں اسی آواز کو سنتے تھے تو اسقدر محظوظ
ہوتے تھے کہ بیان سے باہر ہے اس آواز کی لذت آپکے تمام جسم کو محیط ہو جاتی تھی
کچھ عرصہ کے بعد کیفیت شنید کیفیت دید میں تبدیل ہوگئی اور صورت جبرائیلؑ رونما
ہوئی۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خوف اور لرزہ طاری ہوا اور اسی حالت
میں حضرت بی بی خدیجہ رضؓ کے پاس تشریف لائے۔ جیسا کہ مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ

marfat.com

علیہ وسلم نے اسی آواز سے کلام اللہ حاصل کیا۔ آپ جب اس آواز کیطرف متوجہ ہوتے تھے کلام اللہ ظاہر ہوتا تھا۔ لیکن اس سے آپکو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ یہانتک کہ جب آپ اونٹ پر سوار ہوتے اور وحی نازل ہوتی تو اونٹ کھڑا نہیں ہوسکتا تھا بلکہ بیٹھ جاتا تھا۔ اگر وحی کی حالت میں حضرتؐ کا سر اپنے کسی اصحاب کی ران پر ہوتا تو ران ٹوٹنے لگتی تھی۔

غرضیکہ مراقبہ آواز اسقدر اہم ہے کہ اگر سالک اسپر مداومت کرے تو جسم خاکی سے نجات حاصل کرلیتا ہے۔ کبھی کبھی اسکا سارا جسم گوش بن جاتا ہے یعنی بال بال سے آواز سنتا ہے۔ بعض اوقات اسکا جسم ہمہ تن چشم بن جاتا ہے اور بال بال سے دیکھتا ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے تو اسکے ہاتھ جواب دیتے ہیں۔ بسا اوقات روح کی کپڑے کی طرح جسم کو علیحدہ پڑا ہوا دیکھتا ہے اس حالت کو خلع بدن کہتے ہیں۔ [خلع بمعنی علیحدہ ہونا]۔ لیکن یہ مراتب بغیر محنت حاصل نہیں ہوتے۔ ان مراتب کے حصول کیلئے چند چیزوں کی ضرورت ہے اوّل ہمت، دوم استعداد سوم درازیٔ عمر۔ جب تک ان چیزوں میں کوشش نہیں کرتا مراتب حاصل نہیں ہوتے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے بعد منصب نبوت پر فائض ہوئے اور یہ ایک عظیم راز ہے جسے خدا نصیب کرے۔

دید و شنید میں اختلاف

اسبات میں صوفیا کرام کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ پہلے شنید حاصل ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے دید حاصل ہوتی ہے۔ اسکے بعد شنید۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ پہلے مرید پر کشف ہوتا ہے جسے تجلی برق کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جسمیں یہ نور متواتر برق کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جسقدر خیال یعنی مراقبہ کی پختگی زیادہ ہوتی ہے نور ظاہر تر اور قائم تر ہوتا ہے۔ اس سے رفتہ رفتہ ذکر میں قوت آتی ہے۔ حتیٰ کہ سلطان ذکر کا ورود ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک سلطان ذکر یہ ہے کہ ہر چیز سے ذکر سنتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک وہی صورت رعد و

marfat.com

برق ہوتی ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ بعض پر ذکر سِر منکشف ہوتا ہے! اور محققین یہ کہتے ہیں کہ پہلے شنید حاصل ہوتی ہے پھر دید۔ نیز ان محققین کے مابین بھی قدرے اختلاف ہے۔ انمیں سے بعض کہتے ہیں کہ پہلے رعد کی آواز سِر میں یعنی خفی میں پیدا ہوتی اسکے بعد رفتہ رفتہ چکی کی آواز معلوم ہوتی ہے اور ریاضت کی صفائی کے بعد یہ آواز بھڑ کی بھنبھناہٹ کی طرح سنائی دیتی ہے۔ جوں جوں آواز زیادہ ہوتی ہے ذکر نازک تر ہوتا ہے۔ محققین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ طالب پہلے بھنبھناہٹ، چکی، توپخانہ، شہنائی اور طنبور وغیرہ کی سی آواز سنتا ہے ریاضت کی صفائی کے بعد بجلی کی کڑک سنائی دیتی ہے اور اس آواز کو ذکرِ سِر، ذکر روح اور سلطان ذکر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ نیز اس آواز کی ہیئت کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آواز اَنْتَ [تو] ہے اور بعض اسے اَنَا [میں] کے نام سے موسوم کرتے اکثر اسے ھُوَ [وہ] کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور بعض الست بربکم کہتے ہیں۔ بات یہ کہ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق مطلب بیان کرتا ہے۔ اس کاتبِ حروف کا خیال یہ ہے کہ یہ آواز بذاتِ خود کسی حرف سے متعین نہیں ہے یہ فقط کلام ہے۔ اور یہ اختلاف تغیّر محض ہے۔ واللہ اعلم۔ یاد رہے کہ یہ بیان ادنیٰ سلطان ذکر کا ہے۔ اعلیٰ و اکمل صورت تحریر میں نہیں آسکتی۔ اب ہم اپنے مقصود کی طرف آتے ہیں۔

آپکو دُنیا داروں سے بدبُو آتی تھی

حضرت شیخ رکن الدین ابن حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی لطائف قدسی میں لکھتے ہیں کہ ابتدائے حال میں جب کبھی حضرت اقدس پر حالتِ وجد طاری ہوتی تھی تو آپ کوہ و بیابان میں نکل جاتے تھے۔ مریدین اور معتقدین آپکے پیچھے پیچھے جاتے تھے لیکن کسی کی بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ جب دو تین دن کے بعد حال میں افاقہ ہوتا تو مریدین التماس کر کے واپس لے آتے تھے۔

جب رد ولی شریف کا داروغہ قاضی محمود تھانیسری حضرت اقدس کی خدمت میں ملاقات کیلئے حاضر ہوتا تھا تو آپ اہلِ دنیا سے اسقدر متنفر تھے کہ گھر سے بھاگ

marfat.com

کر ویرانے میں چلے جاتے تھے۔ اہل دنیا سے اختلاط کو آپ زہر قاتل سمجھتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان لوگوں سے بدبو آتی ہے۔ اسلئے مجبوراً بھاگ جاتا ہوں۔ ایک دفعہ آپ بیابان میں چلے گئے اور اسقدر محویت طاری رہی کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی اور کھانے پینے کے بغیر رہے۔

گھر جلتا چھوڑ کر چلے گئے

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت اقدس کسی تقریب کے سلسلہ میں اپنے والد کے گھر گئے ہوئے تھے۔ آپ نے وہاں تین دن قیام فرمایا تو حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ نے باطنی طور پر آپ سے فرمایا کہ ہم نے تمہارے گھر کو آگ لگادی ہے تو اب تک گھر نہیں چھوڑتا۔ اس کشف میں حضرت شیخ نے آپ کو اشارہ فرمایا کہ بھیکن درزی کے گھر چلے جاؤ۔ جب حضرت اقدس بیدار ہوئے تو دیکھا کہ گھر کو آگ لگی ہوئی ہے اور جل رہا ہے۔ آپ نے حمائل اٹھائی اور چلائے۔ گھر اسی طرح جلتا رہا۔ جب آگ بجھ گئی تو لوگوں نے آپکو تلاش کرنا شروع کیا۔ آخر بھیکن درزی کے گھر ایک حجرہ میں بیٹھا مشغول پایا۔ بھیکن درزی بھی اس کوچہ کا محرم راز تھا ایک دفعہ جب ان پر نور حق کی تجلی ہوئی تو اسکا اثر مدت تک رہا اور کپڑے کاٹنے میں اکثر غلطی ہو جاتی تھی۔ پیراہن کی بجائے پاجامہ اور پاجامہ کی بجائے پیراہن بنا دیتے تھے۔

ریاضت و مجاہدہ

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت اقدس صوم وصال[1] رکھتے تھے۔ آپ اسقدر سخت ریاضت و مجاہدہ کرتے تھے جو طاقت بشری سے باہر ہے۔ نیز کئی کئی چلے متواتر کیا کرتے تھے اور چلوں کے دوران آپ پانی ہرگز نہیں پیتے تھے۔

جسطرح حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ چھ ماہ تک قبر میں رہے تھے انکی مطابقت میں حضرت اقدس چھ ماہ تک انبلی کے درخت کے سوراخ میں خلوت گزیں رہے۔ وہ درخت ابتک شہر ردولی شریف کے جنوب کیطرف موجود

---

[1] صوم وصال سے مراد مسلسل روزہ رکھنا ہے بغیر افطاری وسحری

marfat.com

ہے۔ یہ درخت اندر سے کھوکھلا ہے اور اسکا سوراخ ایک چھوٹے سے حجرہ کیطرح ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ اس فقیر کی خواہش تھی کہ چلہ اس درخت کے اندر کر لوں۔ لیکن میرے مرشد حضرت شیخ قطب الدینؒ نے فرمایا کہ اس سے شہرت ہو گی اور خلق خدا جمع ہو کر پریشان کریگی۔

مراۃ الاسرار میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کے باطنی حکم کے مطابق آپکے پوتے حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اسکے چند روز بعد باطنی اشارہ کے مطابق اپنی ہمشیرہ صاحبہ کا عقد نکاح بھی آپکے ساتھ کر دیا۔ لیکن حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ اس معتبر اور بزرگ نسبت کے باوجود اپنے شیخ کے گھر کی تمام خدمات انجام دیا کرتے تھے۔ جنگل سے ایندھن جمع کر کے لاتے تھے اور گل کاری بھی کرتے تھے۔ اسکا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

جبرائیلؑ کا کتاب پیش کرنا

لطائف قدسی میں لکھا ہے کہ حضرت قطب العالم فرماتے ہیں کہ ابتدائے حال میں میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں اور انہوں نے ایک کتاب میرے سامنے رکھدی ہے۔ یہ دیکھکر میں نے دِل میں کہا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جبرائیل علیہ السلام کا کسی پر کتاب نازل کرنا جائز نہیں ہے۔ ممکن ہے یہ شیطان کا فریب ہو۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور جبرائیلؑ آپکے ساتھ کلام کر رہے ہیں اور عین خواب کی حالت میں میرے دِل میں یہ خیال ڈالا گیا کہ شیطان کی کیا مجال ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمکلام ہو۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر عرض کیا جبرائیلؑ نے مجھے کتاب دی ہے کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کتاب میری متابعت ہے اسپر

marfat.com

قائم ہو جاوئے۔ اس کشف کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت قطب العالم بدرجۂ کمال متبع شریعت تھے۔ اور احکام ظاہری و باطنی کی بجا آوری میں خود ہوں تو دوسرے لوگ ذرہ بھر تجاوز گوارا نہیں فرماتے تھے۔ اگر کسی شخص سے کوئی خلاف شریعت حرکت آپکے علم میں آجاتی تو آپ اس سے بیزار ہو جاتے تھے۔ اور اسے اپنے نزدیک نہیں آنے دیتے تھے۔ اگرچہ آپکی خدمت میں ہر قسم کے لوگ آتے تھے لیکن آپ پر کسی کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ ہر شخص آپسے اثر لیکر جاتا تھا اور صراطِ مستقیم کیطرف رجوع کرتا تھا۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ خلوت میں شغل باطن میں مشغول تھے کہ ایک امیر نظام الملک نامی ملاقات کی خاطر حاضر ہوا آپ اس سے غم آخرت اور خوف خاتمہ پر گفتگو فرما رہے تھے۔ اس نے کہا ایمان اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جب کوئی معمولی سا آدمی بھی کسی کو کوئی چیز عطا کرتا ہے تو واپس نہیں لیتا۔ خداوند کریم ہے کسطرح اپنا عطیہ واپس لے گا۔ اسلئے خوف خاتمہ نہیں ہونا چاہیئے۔ حضرت اقدس نے جوابدیا کہ اے عزیز غم آخرت فرض ہے یا نہیں؟ اس نے کہا فرض ہے۔ آپنے فرمایا اسلئے رونے کا مقام ہے۔ آپ کی اسبات کا اسپر اتنا اثر ہوا کہ اسپر گریہ طاری ہوگیا۔ اسکا دِل جو سنگدلی کیوجہ سے خوفِ خاتمہ سے خالی تھا فوراً نرم ہو گیا اور خوف خدا اور فکر خاتمہ میں کاربند ہوگیا۔

سماع میں شدید محویت

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت قطب العالم ردولی شریف میں سماع سن رہے تھے کہ آپکا وجد و حال کا غلبہ ہوگیا اور اسقدر محویت طاری ہوئی اور تشبیہہ اور تنزیہہ کی کیفیات اس قدر تیز ہوئیں کہ آپ بے جان ہوکر گر پڑے۔ یہ دیکھکر قوال ڈر کے مارے بھاگ گئے۔ مشائخ وقت میں سے ایک بزرگ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ سوختۂ آتش کا آتش سے علاج کرنا چاہیئے۔ چنانچہ قوالوں کو دوبارہ بلایا گیا اور قوالی شروع ہوئی۔ اس نے کافی دیر بعد آپکی جان میں جان

marfat.com

آئی۔ اس قسم کی محویت محافل سماع میں آپ پر اکثر طاری ہو جاتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی روح پرواز کرتی ہے لیکن قوال لوگ بھی مردم شناس ہوتے تھے فوراً مضمون بدل دیتے تھے۔ جس سے آپکی طبیعت بحال ہو جاتی تھی۔ کاتب حروف کہتا ہے کہ ہمارے پیر و مرشد قطب افراد حضرت شیخ سوندہا قدس سرہٗ کی حالت بھی بعینہٖ حضرت قطب العالم کی سی تھی آپ پر اکثر اوقات وجد و سماع میں عالم تنزیہہ و اطلاق طاری ہو جاتا تھا۔ اور محویت اور محض بے کیفی کی حالت طاری رہتی تھی۔ آپ بھی جب سماع میں بے جان ہو جاتے تھے قوالی کے مضامین تبدیل کرنے سے افاقہ ہوتا تھا۔

آپکی نظر کرم سے سودخوار کا حسنِ خاتمہ

لطائف قدسی میں یہ بھی منقول ہے کہ قصبہ بہریلہ میں ایک شخص جو سودخواری میں بہت شہرت رکھتا تھا لیکن حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کا خدمتگار تھا۔ وہ قضائے الٰہی سے فوت ہوا تو دن بہت گرم تھا۔ اور سورج سر پر تھا۔ آپ اسکی نماز جنازہ میں شریک ہوئے تو دیکھا کہ اسکا رخ قبلہ شریف سے ہٹا ہوا ہے اور اسکے اعضا لکڑی کیطرح سخت ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا نماز جنازہ ذرا ٹھہر کر پڑھینگے۔ نیز فرمایا کہ یہ شخص ہمارے خادموں میں سے تھا اسکی خدمت گذاری ضائع نہ جائے۔ یہ کہہ کر آپنے اسکی پیشانی پر اپنے ہاتھ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا۔ اس سے مشائخ کی ولایت نے اسکی دستگیری کی اور اسکا جسم فوراً نرم ہو گیا اور رخ خود بخود قبلہ شریف کی جانب ہو گیا۔ اس چیز کا تمام حاضرین نے مشاہدہ کیا۔

غیب سے شعر کا دوسرا مصرعہ وارد ہوا

ایکدفعہ حضرت اقدس کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ فارسی زبان میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا واقع منظوم ابیات میں مخزن اسرار کی بحر کے وزن پر بیان کیا جائے۔ چنانچہ آپنے کلام کہنا شروع کر دیا۔ شب معراج کی مدحت میں ایک مصرعہ یہ تھا ؎

marfat.com

لیلت اسریٰ کہ ز معراج اوست

لیکن دوسرا مصرعہ ذہن میں نہیں آرہا تھا۔ تہجد کے وقت آپ دوسرے مصرعہ کی تلاش میں تھے کہ یکایک غیب سے آواز آئی کہ لکھو ؎

لیلت اسریٰ کہ ز معراج اوست — نور خداوند جہاں تاج اوست

مشائخ عظام اور سرورِ کائنات کے حکم سے مسند نشینی

ہمارے مشائخ عظام نے تواتر سے یہ لکھا ہے کہ حضرت قطب العالم فرمایا کرتے تھے کہ میرا ارادہ تھا کہ خلقت کو چھوڑ کر باقی تمام عمر کوہ و بیابان میں گذار دونگا۔ لیکن مشائخ کبار نے جو اسوقت موجود تھے کوشش کر کے مجھے خرقۂ خلافت عطا فرمایا تاکہ مسند پر بیٹھ کر خلق خدا کی ہدایت کا کام جاری کیا جاسکے۔ خصوصاً حضرت شیخ احمد عبدالحق، حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا، حضرت خواجہ گنجشکر اور دیگر مشائخ قدس اسرارہم کی روحانیت نے حاضر ہو کر کوشش فرمائی تاکہ یہ درویش اپنے مشائخ کی مسند پر بیٹھ کر ہدایت کا خلق کا فریضہ سر انجام دے۔ علاوہ ازیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے بھی سجادہ پر بیٹھ کر خلقت کی راہبری کا حکم دیا۔ اسکے بعد آپکے لئے سجادہ نشین ہونے اور خلق خدا کو ہدایت دینے کے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔ اور مشائخ عظام کی مسند پر بیٹھکر طالبان خدا کی تربیت میں مشغول ہو گئے۔ جن مشائخ عظام سے آپکو خلافت ملی انکا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ردولی سے شاہ آباد اور وہاں گنگوہ میں قیام

مراۃ الاسرار میں منقول ہے کہ جب حضرت اقدس نے حضرت مخدوم احمد عبدالحق سے باطنی طریق پر تربیت حاصل کر لی تو آپ نے باطنی طریق پر فرمایا کہ ہم نے تجھے ولایت بالادست [شمالی ہند] دی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس چند روز کے اندر ۸۹۶ھ یعنی سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کے عہد کے ابتدائی حصے میں عمر خان کاسی جو سلطان سکندر کا درباری اور حضرت اقدس کا عقیدتمند تھا کی استدعا پر ردولی شریف

سے ترک سکونت کر کے بمقام شاہ آباد جو دہلی کے مضافات میں ہے قیام پذیر ہو گئے اور تیس سال تک یعنی سلطان سکندر اور سلطان ابراہیم لودھی کے عہد حکومت تک آپ شاہ آباد میں مسند خلافت و رشد و ہدایت پر متمکن رہے حتیٰ کہ جب ظہیر الدین بابر بادشاہ ولایتِ توران سے لشکر کشی کر کے توپخانہ کے ساتھ ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور بہت جد و جہد کے بعد سلطان ابراہیم بن سکندر لودھی کو پانی پت کے میدان میں قتل کر دیا اور تمام ملک ہند اپنے تصرف میں لے آیا تو افغان قوم کی کثرتِ آمد و رفت سے قصبہ شاہ آباد ویران ہو گیا۔ یہ دیکھکر حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس حنفی قدس سرہٗ قصبہ گنگوہ تشریف لے گئے۔ اور اسی جگہ سکونت اختیار کر لی۔ وہاں جاکر آپکی شہرت پہلے سے بھی زیادہ ہوئی اور آپکے کمالات و کرامات کا شہرہ سارے ہندوستان میں بلند ہوا اور ایک جہان آپسے فیضیاب ہوا۔

جوگی کا سات سو چیلوں سمیت مسلمان ہونا

فقیر کاتب حروف نے بعض ثقات سے سنا ہے کہ جس جگہ حضرت اقدس نے گنگوہ میں قیام فرمایا وہاں ایک جوگی رہتا تھا جو صاحب استدراج تھا۔ ایک دن حضرت اقدس کا گذر جوگی کے مسکن پر ہوا تو چونکہ وہ جگہ خوشنما تھی آپکو پسند آئی۔ آپکے دل میں خیال آیا کہ یہ جگہ ہمارے رہنے کیلئے بہت مناسب ہے۔ جب آپ قریب پہنچے تو دیکھا کہ گرد کے چیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپنے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارا گرو کہاں ہے۔ انہوں نے جوابدیا کہ جس زمین پر ہم بیٹھے ہیں ایک سال سے ہمارا گرو اسکے نیچے تہ خانہ میں باطنی شغل حبس دم میں مشغول ہے اور تہ خانہ کے دروازے چن دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ وہاں پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہوا کیلئے صرف ایک سوراخ رکھا گیا ہے۔ حضرت اقدس نے سوراخ سے جھانک کر دیکھا کہ جوگی اپنے فکر میں غرق ہے یہ دیکھکر آپنے اطلاقِ ذات کیطرف توجہ فرمائی جسکی وجہ سے آپکا جسم ایسا لطیف ہوا کہ اس سوراخ سے تہ خانہ کے اندر چلے گئے۔ آپکے اندر جانے سے جوگی کی حالت میں افاقہ ہوا اور اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک آدمی سامنے بیٹھا ہوا نظر آیا

marfat.com

اس نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کس طرح یہاں آئے ہو۔ حضرت اقدس نے جواب دیا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور خدا کی قدرت سے یہاں پہنچا ہوں۔ جوگی کو معلوم ہو گیا کہ یہ صاحب کمال آدمی ہیں۔ اسکے بعد حضرت اقدس نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ تم نے اپنے کام کو کہاں تک پہنچایا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اگر چاہوں فوراً پانی بن سکتا ہوں یہ کہکر وہ پانی بن گیا۔ حضرت اقدس نے کپڑے کا ایک حصہ اس پانی میں تر کر لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جوگی اپنی اصلی صورت میں آگیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا اب میں تمہارے سامنے پانی بنتا ہوں۔ میرے پانی سے کپڑا تر کر لینا۔ میں نے بھی تمہارے پانی سے کپڑا تر کر رکھا ہے۔ اس سے تجھے خدا کی قدرت معلوم ہو جائیگی۔ اسکے بعد حضرت اقدس پانی بن گئے۔ اور جوگی نے کپڑا تر کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ جب حضرت اقدس دوبارہ آدمی کی شکل میں ظاہر ہوئے تو جوگی سے فرمایا کہ اب اس کپڑے کو سونگھو جو میں نے تمہارے پانی میں تر کیا تھا۔ جوگی نے اپنے پانی والا کپڑا سونگھا تو اسقدر بدبو آئی کہ اسکا دماغ پراگندہ ہو گیا۔ اسکے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ اب اس کپڑے کو سونگھو جو میرے پانی سے تم نے تر کیا تھا۔ جب اس نے اس کپڑے کو سونگھا تو اسقدر خوشبو تھی کسی عطر اور عنبر میں اس نے نہ دیکھی تھی۔ اس سے جوگی از سر تا پا معطر ہو گیا اور حضرت اقدس کا بیحد معتقد ہو گیا۔ اسکے بعد اس نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ میں بھی اپنے فن میں کامل اور آپ بھی اپنے فن میں کامل ہیں لیکن یہ خوشبو اور بدبو کا فرق کس وجہ سے ہو گیا ہے۔ آپنے جواب دیا کہ یہ فرق اسوجہ سے ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور تم مسلمان نہیں ہو۔ جوگی نے کہا اچھا آپ مجھے اسلام سے آگاہ کریں تاکہ میں بھی آپکی طرح ہو جاؤں۔ چنانچہ آپنے اسے اسلام سے آگاہ فرمایا اور وہ فی الفور مسلمان ہو کر حضرت اقدس کا مرید ہو گیا۔ اسکے بعد اس جوگی نے تہ خانہ سے باہر آکر اپنے چیلوں کو جنکی تعداد کم و بیش سات سو تھی اسلام سے مشرف کیا اور سب کے سب حضرت اقدس کے مرید ہو گئے۔ حضرت اقدس نے اس جوگی کی تربیت فرمائی اور تھوڑے عرصہ میں مرتبہ کمال اور تکمیل پر پہنچا دیا۔ اسکے بعد آپنے اُسے خلافت

marfat.com

دیکر ایک علاقے کا صاحب ولایت مقرر فرمایا اور تمام چیلوں کی تربیت پر مامور فرمایا اور خود بمع جمیع اہل و عیال اس جوگی کی اقامت گاہ میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ آجتک وہ جگہ موضع ہے اور حضرت اقدس کی اولاد وہاں سکونت پذیر ہے۔ وہ مقام گنگوہ کے متصل سرائے شیخ عبد القدوسؒ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت شیخ رکن الدینؒ لطائف قدسی میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت قطب العالم شاہ آباد میں قیام پذیر ہوتے ہمارے بڑے بھائی شیخ حمید الدین کی عمر دس گیارہ سال تھی۔ قیام کے ایک سال بعد پانچ جمادی الاول ۸۹۷ھ کو اس فقیر کا تولد ہوا شیخ حمید الدینؒ کے سوا ہم سب بھائیوں کا تولد شاہ آباد ہی میں ہوا اور شیخ حمید الدین ردولی شریف میں پیدا ہوئے۔

ستر حال کے باوجود کرامات کا ظہور

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت قطب العالم قدس سرہٗ اپنے آپکو چھپانے میں کمال درجہ کا اہتمام کرتے تھے۔ تاہم آپ سے کرامات کا ظہور بہت ہوا ہے۔ آپ اگرچہ صاحب نفس [یعنی صاحب کرامت] تھے لیکن اپنی خواہش سے آپ نے کبھی کوئی کرامت نہیں دکھائی تھی ہاں البتہ جب بعض طالبین اور مخلصین کا شوق بڑھانے کیلئے کچھ ظاہر فرمادیتے تھے یا بلا ارادہ خود بخود کوئی چیز ظاہر ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دن آپ ردولی شریف میں ایک دیوار کے سائے میں تشریف رکھتے تھے کہ وہ دیوار آپ پر گر گئی۔ لیکن وہ خود ریزہ ریزہ ہوگئی اور حضرت شیخ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ اسی طرح ایک دفعہ آپ شاہ آباد میں ایک بالاخانہ میں چوکی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ بائیں طرف سے ایک بڑی دیوار بالاخانہ پر گر پڑی جس سے وہ چوکی جسپر آپ بیٹھے ہوئے تھے لوٹ گئی۔ آپکے چوبی نعلین [کھڑانویں] اور عصا جو تکیہ دوش تھا بھی ٹوٹ گیا لیکن آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

حضرت شیخ کی نگاہ باطن

لطائف قدسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن اس فقیر [مولانا رکن الدینؒ] کے دل میں اس

marfat.com

کوچہ کی طلب پیدا ہوئی۔لیکن اسوقت تک حضرت اقدس نے کچھ تلقین نہیں فرمایا تھا۔ دِل میں خیال پیدا ہوا کہ وقت ضائع ہو رہا ہے مجھے وظائف میں مشغول ہونا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے کتب خانہ سے اوراد کی ایک کتاب اٹھائی اور اوراد کے مطابق نماز اشراق اَور چاشت پڑھی۔ لیکن جب حضرت شیخ کیخدمت میں حاضر ہوا تو آپنے فوراً فرمایا کہ فی الحال کوئی وظیفہ وغیرہ نہ کرو۔ میں خود بتاؤنگا۔ یہ دیکھکر میرے دِل میں ہیبت پیدا ہوئی کہ نور باطن سے آپکو سب کچھ معلوم ہے۔لیکن اپنے آپ کو چھپانے کی خاطر خاموش رہتے ہیں۔

کرامت سے چھوٹا شہتیر بڑا ہوگیا

لطائف قدسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت اقدس کے حجرہ کی تعمیر کیلئے ملک مبارک خضر آبادی نے جو آپکے راسخ العقیدہ مرید تھے شہتیر چرواکر بھیجے اَور وہاں کے حاکم نے جو آپ کا مرید تھا تمام معماروں کو جمع کر کے حکم دیا کہ فوراً حجرہ تعمیر کیا جائے۔لیکن اتفاق سے وہ شہتیر چھوٹے ثابت ہوئے اَور معماروں نے جتنی کوشش کی راست نہیں آتے تھے آخر انہوں نے جواب دیدیا کہ جبتک نئے شہتیر نہیں آتے حجرہ نہیں بن سکتا۔جب یہ خبر حضرت اقدس تک پہنچی تو فرمایا کہ ہم درویش آدمی ہیں ایک مرید نے یہ شہتیر بھیجے ہیں ہم دوسرے شہتیر کہاں سے لائیں۔ ہاں جب خدا تعالیٰ کی قدرت سے لکڑی جنگل میں لمبی ہوسکتی ہے تو اسکی قدرت سے یہاں بھی لمبی ہوسکتی ہے۔ اسکے بعد آپنے موقع پر جاکر اپنے عصا سے شہتیر کو ناپا اَور فرمایا کہ اٹھا کر دیوار پر رکھو۔ جب معماروں نے اسے دیوار پر رکھا تو خدا کی قدرت سے لکڑی اسقدر دراز ہوئی کہ دیوار سے باہر تک نمایاں ہوگئی۔ یہ حجرہ شاہ آباد میں تھا اَور مغلوں کے حملوں میں ٹوٹ پھوٹ گیا۔

مولانا رکن الدین رح نے لطائف قدسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا چندن اس فقیر کے استاد اَور حضرت شیخ کے مخلص مرید تھے۔ آپ بڑے صوفی منش درویش تھے ایک دِن کپڑے دھونے کی غرض سے نہر آپ کندی پر چلے گئے اَور ایسی جگہ تلاش

marfat.com

کمر رہے تھے کہ جہاں کوئی شخص نہ ہوتا کہ کپڑے دھوسکیں۔ اچانک وہاں ایک خوبصورت عورت نظر آئی۔ یہ دیکھ کر انکے دِل میں نفسانیت کا غلبہ ہوا کہ عورت اکیلی ہے اور مقام بھی خلوت کا ہے۔ دِل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدس عصا ہاتھ میں لئے عین دریا میں پانی پر کھڑے ہیں۔ مولانا چندن نے جب حضرت اقدس کو دیکھا تو شرمندہ ہوئے اور سر نگوں کر لیا۔ جب کپڑے دھو کر واپس آئے اور حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت اقدس نے تبسم سے فرمایا کہ فکر مت کرو مشائخ محافظِ وقت ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا قول ہے **ولقد همت به وهم بها لولا ان راے برهان ربه** اسبات کی شہادت دے رہا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دِن ایک شخص حضرت اقدس کے سامنے بیٹھا تھا آپ نے حکایت شروع کی، کہ ایک آدمی ہمارے قتل کے درپے ہوگیا تھا۔ اور سات ماہ تک ہمارے پیچھے پھرتا رہا۔ ہم نے اس سے پیچھا چھڑانے کی جتنی کوشش کی وہ باز نہیں آتا تھا۔ آخر ایک دِن ہم اس آدمی کو جنگل میں لے گئے جہاں اور کوئی نہیں تھا ہم نے تجدید وضو کی اور دوگانہ ادا کر کے اس سے کہا کہ تجھے خدا کا خوف نہیں آتا یہ کہنا تھا کہ اچانک ایک خوفناک صورت نظر آئی۔ جونہی آپکی زبان سے یہ الفاظ نکلے اس سامنے بیٹھے آدمی نے فوراً پوچھا کہ اس صورت کا سر تھا یا بغیر سر تھی۔ اس سوال پر حضرت اقدس خاموش ہو گئے اور پھر کوئی بات نہ کی۔ افسوس کہ اگر وہ شخص سوال نہ کرتا اور خاموش رہتا تو حضرت اقدس اسرار الٰہی بیان فرماتے۔

مالیخولیا کا غیبی علاج

ایکدفعہ آپکا ایک مخلص مرید بھولا سفید باف [جولاہا] مالیخولیا کے مرض میں مبتلا ہوگیا۔ اسکے رشتہ داروں نے اسے چارپائی پر سلا کر رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔ بھولا مذکور نے اسی حالت میں حضرت قطب العالم اور حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کو دیکھا کہ آکر انہوں نے رسیاں کھول دی ہیں۔ اس اثنا میں دو قلندر آئے اور انہوں نے اُسے دوبارہ رسیوں سے باندھ دیا۔ لیکن حضرت قطب العالم نے شفاعت فرمائی اور انہیں باندھنے سے

marfat.com

باز رکھا۔ اسکے بعد اُن دو قلندروں نے کہا کہ ہم مریض کی پیشانی کو داغ کرتے ہیں حضرت اقدس نے فرمایا کہ آگ ہمارے مریدین کے نزدیک نہیں آتی ۔ جب قلندروں نے اصرار کیا کہ اس مرض کیلئے داغ کی ضرورت ہے تو آپنے فرمایا اچھا اسکے پاؤں کی انگلی کو جو انگوٹھے سے متصل ہے داغ دو۔ چنانچہ انہوں نے اسی جگہ کو داغ دیا۔ نیز حضرت اقدس نے اسی حالت میں اسکو ایک تعویذ عطا فرمایا اور بعض واقعات کی اطلاع بھی دی کہ یوں یوں ہوگا۔ بھولا مذکور نے جب وہ تعویذ سر سے باندھا تو اسے ہوش آگیا اور کیا دیکھتا ہے کہ تمام رسیاں کھلی پڑی ہیں بیماری رفع ہوگئی ہے اور تعویذ سر سے بندھا ہوا ہے لیکن خط غیر معروف تھا اور پڑھا نہیں جاتا تھا۔ البتہ جن امور کی حضرت اقدس نے اطلاع دی تھی وہ اُسی طرح وقوع پذیر ہو چکے تھے اور پاؤں کی انگلی پر داغ موجود تھا۔ اسکے بعد بھولا کا بھائی راجی شاہ آباد میں حضرت اقدس کا شکریہ ادا کرنے کیخاطر حاضر ہوا آپنے اسے دیکھتے ہی تبسم فرمایا کہ الحمد للہ بھولا اچھا ہوگیا ہے۔ راجی نے اپنا سر زمین پر رکھکر عرض کیا کہ حضور اقدس کی مہربانی سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔

سلب مرض

ایکدفعہ حضرت اقدس کا ایک خادم خاص صوفی جعفر بیمار ہوگیا بیماری یہ تھی کہ جسم میں آگ سی لگ رہی تھی اور ہر وقت اسکے منہ سے یہ آواز نکلتی تھی کہ ہائے جل گیا۔ گرمی کا یہ حال تھا جو شخص اسکے پاس بیٹھتا تھا اسے بھی اسکے جسم سے گرمی محسوس ہوتی تھی۔ اسوجہ سے کوئی شخص اسکے قریب نہیں جا سکتا تھا۔ غرضیکہ اسکی موت صاف نظر آرہی تھی۔ جب حضرت اقدس کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ کئی سال وہ ہمارے ساتھ رہا ہے اور ہم سے کبھی جدا نہیں ہوا کیا خوب ہو اگر وہ بچ جائے۔ چنانچہ آپنے پانی منگوا کر اسپر دم کیا اور کہلا بھیجا کہ پی لے۔ پانی کا پینا تھا کہ بیماری رخصت ہوگئی۔ اسکے بعد صوفی جعفر نے خواب میں دیکھا کہ دو خوفناک قلندر اسکے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور پکڑ کر کہیں لے جانا چاہتے ہیں۔ میاں جعفر حضرت اقدس کی پناہ لے رہا ہے اور آپ سختی سے قلندروں کو تنبیہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم لوگ چلے جاؤ میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کر کے اُسے

marfat.com

لے لیا ہے۔ تم کیا چاہتے ہو اسکے بعد انہوں نے اسکا تعاقب چھوڑ دیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص شیخ بھورا گاذر [دھوبی] شراب پیتا تھا اور ہمیشہ مخمور رہتا تھا۔ ناگاہ عنایت حق دامنگیر ہوئی اور اسکے دِل میں پیر کی خواہش پیدا ہوئی۔ راستے میں ایک آدمی ملا اس نے کہا کہ پیر کی تلاش کیلئے کہاں جا رہے تمہارا پیر شیخ عبدالقدوس شاہ آباد میں ہے۔ شیخ بھورا فوراً شاہ آباد پہنچا اور شرف بعیت حاصل کر کے عرض پرداز ہوا کہ حضور شراب عزق ہوں۔ آپنے فرمایا بہتری ہوگی۔ یہ کہنا تھا کہ یکایک اُسے شراب سے نفرت ہوگئی۔ اور بالکل ترک کر دیا۔ اسکے بعد اسکے دل میں مکہ معظمہ کی زیارت کی خواہش پیدا ہوئی اور حضرت اقدس سے سفر کی اجازت طلب کی۔ آپنے فرمایا کہ جاؤ مقصد وہیں حاصل ہوگا۔ حضرت اقدس کے ان الفاظ کا اثر یہ ہوا کہ چند سالوں میں شیخ بھورا مقام ولایت پر پہنچ گئے۔ چنانچہ شیخ بھورا مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔

کیا مشائخ چشت کرامات سے اجتناب کرتے تھے؟

اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشائخ چشت کشف و کرامات میں حصہ لیتے تھے اگر مشائخ عظام کرامات سے پرہیز فرماتے تو حضرت قطب العالم سے جو انکے نقش قدم پر چلتے تھے کرامات کا کیسے ظہور ہوتا۔ لیکن صاحب مراۃ الاسرار حضرت شاہ نور قطب عالم بنگالی قدس سرہٗ سے جو حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ کے خلیفہ تھے یوں روایت کرتے ہیں کہ "مشائخ ما نفس نمے رانند" [ہمارے مشائخ کرامات نہیں دکھاتے تھے]۔ جو حاجتمند آتا تھا آپ فاتحہ پڑھ دیتے تھے لیکن کرامت نہیں دکھاتے تھے۔

---

(۱) "نفس راندن" کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ زبان سے نکلے ہو جائے۔ لیکن مشائخ چشت اس چیز سے اسلئے اجتناب کرتے تھے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے جو دعا کرتے تھے قبول ہوتی تھی۔ فرق یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے نکلے ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقام عروج یعنی فنا میں ہیں اور جو بزرگ صرف دعا سے کام لیتے ہیں وہ مقام نزول یا عبدیت اور بقا باللہ میں ہوتے ہیں جو حضور سرورِ کائنات

(بقیہ اگلے صفحہ پر ...)

marfat.com

اور یہ صرف یہ مصرع پڑھ دیتے تھے ؏

قفل مہمات را فاتحہ آمد کلید

[مشکلات حل کرنے کے لئے کنجی "دعا" ہے]

کرامات دیگر حضرت شیخ رکن الدین رحؒ نے لطائف قدسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ آوارہ عورت نے شیخ بھورا پر ناحق تہمت لگائی جسکی وجہ سے وہ قید ہو گئے اور قید خانہ میں یہ دستور تھا کہ لوہا گرم کرکے قیدی کے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ جب قید خانہ کے حاکم نے لوہا گرم کرایا تو شیخ بھوراؒ نے حضرت قطب العالم کو یاد کیا۔ یاد کرنا تھا کہ حضرت اقدس قید خانہ میں پہنچ گئے۔ اور فرمایا کہ فکر مت کرو خیر ہو گی۔ حضرت اقدس کو دیکھکر شیخ بھورا کی ہمت بلند ہو گئی۔ جب اس ظالم نے لوہا گرم اور سرخ کر لیا تو شیخ بھورا کے ہاتھ پر رکھنے کیلئے آگ سے باہر نکالا۔ خدا کی قدرت سے وہ لوہا آگ سے نکلتے ہی ایسا سرد ہو گیا کہ گویا آگ میں گیا ہی نہیں تھا۔ یہ صورت حال دیکھکر حاکم شرمندہ اور بے بس ہو گیا۔

کرامت دیگر لطائف قدسی میں یہ بھی منقول ہے کہ علاقہ اودھ میں ردولی شریف کے قریب موضع مہودہ میں ایک درویش ولی خدا جنکا نام شیخ بہاؤالدین تھا مشغول تھے۔ حضرت قطب العالم کے بھانجے شیخ بوڈھن کا کسی تقریب کے سلسلہ میں موضع مہودہ میں جانے کا اتفاق ہوا تو دیکھا کہ صبح ہو گئی ہے لیکن شیخ بہاؤالدین کے حجرہ میں چراغ جل رہا ہے۔ اس خیال سے صبح ہو چکی ہے اور چراغ جل رہا ہے۔ شاید شیخ سو گئے ہیں۔ اندر جا کر انہوں نے چراغ بجھانا چاہا۔ انکا اندر جانا تھا کہ شیخ بہاؤالدین غضبناک ہوئے اور چراغ اٹھا کر زمین پر مارنے والے تھے تاکہ شیخ بوڈھن ہلاک ہو جائیں کہ حضرت قطب العالم جو اسوقت گنگوہ میں تھے فوراً موقع پر موجود ہوئے حالانکہ دونوں مقامات کا درمیانی فاصلہ تین سو ساٹھ کوس سے بھی زیادہ ہے اور شیخ

صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص مقام ہے اور اس مقام کا خاصہ عجز و انکسار ہے اور اہل کے نزدیک امر مسلمہ ہے کہ عروج کی نسبت نزول زیادہ بلند مقام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر اولیا جنکا مقام عبدیت اور بقا سے ملے ظہور کرامت کم ہوتا ہے اور کم درجہ کے بزرگان سے ظہور کرامات زیادہ ہوتا ہے۔

marfat.com

بہاؤالدین سے کہا کہ یہ میرا فرزند ہے اسے معاف کیجئے۔ درویش نے کہا مردان خدا کا نکلا ہوا تیر معلوم نہیں کہاں گرتا ہے یہ کہنا تھا کہ یکایک شیخ عمر صوفی جو پرگنہ ردولی کا چوہدری تھا کی مثالی صورت ظاہر ہوئی اور اس درویش نے حضرت قطب العالم کے اشارہ سے چراغ اٹھا کر اس صورت پر مارا۔ چنانچہ چند یوم کے اندر شیخ عمر مذکور مغلوں کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔

قیدی کی رہائی لطائف قدسی میں یہ بھی منقول ہے کہ شیخ بہاؤالدین ابن شیخ بہشتی جو حضرت مخدوم العالم شیخ جمال الدین ہانسوی قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے مخلص مرید تھے۔ انکو ظالموں نے ناحق قید کر دیا تھا اور قید خانہ کے دروازہ کو قفل لگا کر در پر پہرہ لگا دیا تھا۔ اس حالت میں شیخ بہاؤالدین نے حضرت قطب العالم کو یاد کیا۔ صبح صادق کا وقت تھا انہوں نے نیم بیداری کی حالت میں یہ دیکھا کہ حضرت قطب العالم کا تخت ایک جماعت کثیر کے ساتھ ہوا میں آرہا ہے اور یہ فقیر رکن الدین شیخ بہاؤالدین کے پاس آکر کہتا ہے کہ قطب العالم کا تخت تمہاری مدد کیلئے پہنچ چکا ہے تم اٹھو اور تخت کے ہمراہ ہو جاؤ۔ شیخ بہاؤالدین کہتا ہے کہ مجھے ظالموں نے قید کر کے پہرہ لگا دیا ہے میں کسطرح آسکتا ہوں۔ اسکے بعد فقیر رکن الدین کہتا ہے کہ حضرت قطب العالم کی مدد پہنچ چکی ہے اٹھو۔ یہ کشف دیکھکر شیخ بہاؤالدین ہوشیار ہوگئے اور دروازے کے پاس جا کر قفل کو ہلایا جس سے قفل کھل کر زمین پر جا پڑا اور دروازہ کھول شیخ بہاؤالدین پہرہ داروں کو یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ میں شیخ بہاؤالدین ہوں میں جا رہا ہوں اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی میرے ساتھ ہیں۔ پہرہ دار جو چست و چوبند کھڑے تھے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ معلوم نہیں کیا ہے کوئی چیز سایہ کیطرح جا رہی ہے۔ لیکن کوئی شخص اٹھکر اسکے پیچھے نہیں جاتا۔ غرضیکہ اس طریق پر حضرت قطب العالم کی مدد سے انہوں نے ظالم کے پنجے سے رہائی حاصل کی۔

شیخ خضر عرف شیخ خان روایت ہے کہ شیخ خضر عرف شیخ خان جو حضرت قطب

marfat.com

العالم کے خلیفہ بزرگ تھے شروع میں جب طلب حق میں شاہ آباد آئے اور حضرت اقدس کی
سے شرف بیعت حاصل کیا تو آپکے حکم سے ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہوگئے۔ کچھ عرصہ
کے بعد ان پر شغل باطن کا اسقدر غلبہ ہوا کہ انوار واسرار نمودار ہوئے اور سخت استغراق
اور محویت کی حالت طاری ہوگئی۔ ایک دن فجر کی نماز کے بعد ان پر استغراق کا ایسا غلبہ
ہوا کہ مجمع عام میں دیوار پر نظر جما کر عالم حیرت میں کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے جسقدر آواز
دی انہوں نے کچھ جواب نہ دیا کیونکہ ان کو اس جہان کی خبر تک نہ تھی۔ لیکن جب حضرت
قطب العالم نے آواز دی تو تندی سے جوابدیا کہ آپ بھی دوسرے لوگوں کیطرح ہو
گئے ہیں حالانکہ شیخ خان نہایت حلیم الطبع تھے اور یہ ممکن نہ تھا کہ ہوشیاری کی حالت
میں وہ حضرت شیخ سے اس قسم کا خطاب کرتے۔ لیکن اس حالت میں وہ خود نہیں
حق تعالیٰ انکی زبان پر بول رہا تھا۔ جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درخت کی طرف سے
حق تعالیٰ کا خطاب ہوا یَا مُوسیٰ اِنِّیْٓ انا اللّٰہ رب العلمین [اے موسےٰ
میں اللہ ہوں رب العلمین] اسکے بعد حضرت قطب العالم نے فرمایا اب میں تیرا
کہا مانونگا۔ اُسی وقت ایک قوال حاضر آیا۔ اس نے قوالی کی جس سے حضرت اقدس
پر عجیب حالت طاری ہوگئی۔ اِس سے شیخ خان کی حالت میں قدرے افاقہ ہوا اور
مجلس میں دست بستہ ہو کر کھڑے ہوگئے۔ حضرت قطب العالم نے عین وجد کی حالت
میں شیخ خان کا ہاتھ پکڑ کر دعا کی کہ خداوندا اسے سلامت رکھ اور خلق کا دستگیر بنا۔ جب
شیخ خان ہوشیاری کی حالت میں آئے تو کہنے لگے کہ مجھے یہ مشاہدہ ہوا کہ قطب العالم کے
وجود سے ایک نور طالع ہوا جس سے تمام مجلس، جماعت خانہ بلکہ آسمان تک روشن ہو
گئے۔ نیز شیخ خان نے کہا کہ یہ جو حضرت اقدس نے میرے لئے دعا کی تھی اسکی مقبولیت
کا ثمرہ مجھے مل گیا۔ جب شیخ خان سے پوچھا کہ کیا آپنے حضرت اقدس سے ایسا گستاخانہ
کلام کیا تھا یاد ہے یا نہیں۔ انہوں نے جوابدیا کہ میری کیا مجال ہے کہ ایسی بات کہتا۔
مجھے اسکی کوئی خبر نہیں۔ یہ سنکر حضرت قطب العالم خوش ہوئے اور فرمایا الحمد للہ کہ دوست
نے مجھ سے اسکی زبان سے یہ خطاب فرمایا اور وہ درمیان میں نہیں تھا دوست بول رہا

marfat.com

تھا۔ نیز روایت ہے کہ ایک رات شیخ خان اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے کہ وہاں سے دیوار کا پردہ اٹھ گیا اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت قطب العالم اپنے مقام پر بیٹھے کوئی ایک کتاب پڑھ رہے ہیں۔ صبح کے بعد جب وہ حضرت اقدس کیخدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ آج رات آپکو بہت تکلیف ہوئی ساری رات آپ چراغ سامنے رکھکر مطالعہ میں مصروف رہے۔ آپنے فرمایا ہم ساری رات سوئے رہے لیکن تم نے میری روحانیت کو دیکھا ہوگا۔ یاد رہے کہ اولیا حق اگرچہ بظاہر نیند میں ہوتے ہیں کہ درحقیقت وہ نیند نہیں ہوتی اور اہل کشف کی نظر میں وہ اسی حقیقت میں نظر آتے ہیں نہ کہ ظاہری صورت میں۔ اسوجہ سے وہ عالم حقیقت میں ہوتے ہیں۔ نوم العلما عبادۃ [علما یعنی اولیا کی نیند عبادت ہوتی ہے] سے یہی مراد ہے۔ یہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا اسوجہ سے کہ یہ درحقیقت نیند نہیں ہوتی اور یہ چیز اگرچہ خاصہ انبیاء ہے پھر بھی اولیاکرام کی متابعت میں اولیاکرام بھی اس دولت میں شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت قطب عالم کے خلیفہ شیخ خان کو جب یہ مرتبہ حاصل ہوا اور انکی نیند بیداری بن گئی تو اس خیال سے وضو تازہ نہیں کرتے تھے بلکہ اسی سابقہ وضو سے نماز پڑھتے تھے۔ لیکن جب حضرت اقدس کے خادم شیخ جعفر صوفی نے حضرت اقدس کیخدمت میں یہ بات پہنچائی تو آپنے انکو بلاکر ارشاد فرمایا کہ یہ حکم خاصۂ انبیاء ہے۔ اگرچہ اولیاء کو بھی اس دولت سے حصہ ملتا ہے لیکن انکو وضو کرنا چاہیئے اور انبیاء علیہم السلام کے خاص حکم میں قدم نہیں رکھنا چاہیئے۔

ایک دفعہ شیخ خان خلوت میں ریاضت و مجاہدہ کر رہے تھے اور شغل حق میں مشغول تھے کہ سپاہی نے آکر ادھر ادھر کے حالات بیان کرنا شروع کیئے کہ فلاں مقام پر فلاں بزرگ رہتے تھے اور فلاں مقام پر فلاں شخص صاحب خدمت ہے یہ باتیں سنکر شیخ خان کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ بزرگان جہان کی زیارت کرنی چاہیئے ان وساوس کیوجہ سے شیخ خان کے شغل باطن میں نقصان واقع ہوا۔ علاوہ ازیں شیخ خان کی والدہ نے بھی شفقت مادری کیوجہ سے معمول سے کچھ زیادہ کھانا انکے افطار کیلئے

marfat.com

تیار کیا۔ حضرت اقدس صاحب فراست تھے آپکو نور باطن سے معلوم ہوگیا۔ فرمایا کہ فلاں فلاں شخص کیوجہ سے تمہارے شغل میں نقصان ہوا ہے۔ یہ شیخ خان نے اس بات کا اقرار کیا کہ واقعی یہ خیالات میرے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ اس نقصان کا ازالہ کرنے کیلئے انہوں نے سفر و سیاحت کا ارادہ کیا اور حضرت اقدس سے اجازت طلب کی۔ آپنے سوچا کہ اگر میں رخصت نہیں دیتا تو یہ بلا اجازت چلا جائیگا اور عاق ہو جائیگا اگر یہاں رہتا ہے تو خیال فاسد سے اسکے شغل میں فرق آتا ہے۔ اسوجہ سے آپنے انکو اجازت دیدی۔ اور فرمایا کہ جہان کا تماشہ دیکھکر واپس آجاؤ۔ جب اجازت مل گئی تو شیخ سفر پر روانہ ہو گئے اور جہاں جہاں پہنچے علماؔ و مشائخ سے ملاقات کی لیکن حضرت قطب العالم کے برابر کسی کو نہ دیکھا اور جس جس جگہ سے حضرت اقدس کیخدمت میں عریضہ تحریر کیا اسمیں یہی لکھا کہ ڈھول کی آواز دور سے اچھی لگتی ہے۔ اور حضرت اقدس کی خانقاہ کی خاکروبی سے مجھے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ سفر کے دوران یہ شیخ خان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی پہنچے اور حج اور زیارت روضہ حضرت رسالتؐ پناہ سے مشرف ہوئے اسکے بعد گجرات پہنچے جہاں انکی ملاقات اپنے خالہ زاد بھائی سید محمد مہدی سے ہوئی سید محمد نے کہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور عمر کیوں برباد کر رہے ہیں۔ آپکو شغل حق میں مشغول رہنا چاہیئے۔ جب شیخ خان نے شغل کی درخواست کی تو انہوں نے پاس انفاس بتایا۔ یہ شیخ خان جنہوں نے حضرت قطب العالم کی صحبت حاصل کی ہوئی تھی اور کشف انوار و اسرار حاصل تھا کہنے لگے کہ یہ شغل تو بچوں کیلئے ہے۔ مردان خدا کا کام اس سے بہت بلند ہوتا ہے۔ یہ سنکر سید محمد نے حیران ہوکر پوچھا کہ آپ کِسکی صحبت میں رہے ہیں۔ یہ شیخ خان نے جوابدیا کہ قطب العالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ کیخدمت میں زندگی بسر کی ہے۔ غرضیکہ شیخ خان کو سید محمد مہدی کا مقام بہت ادنیٰ معلوم ہوا اور آخر کار نادم ہوکر حضرت اقدس کیخدمت میں واپس آگئے اور مجاہدہ اور شغل باطن میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ قرب حق میں پہنچے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

مقام فنافی الرسول کے علامات | روایت ہے کہ شیخ خان فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ

marfat.com

میں نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پالکی میں سوار ہیں اور تمام اولیاء اللہ آپکے ہمرکاب ہیں اس فقیر نے جب ہجوم دیکھا ایک طرف ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پالکی کھڑی کی اور تبسم فرمایا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے عرض کیا کہ یا نبی ص میں تیرے قربان جاؤں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دامن کوہ میں پہنچے تو ایک آدمی نے آکر پیغام دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھر اور ایک گھوڑا تجھے عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ اس فقیر نے اس مقام پر جاکر رہائش اختیار کر لی۔ وہاں کچھ بدمعاش رہتے تھے میں نے انکو وہاں سے نکال دیا۔ جب بیدار ہوا تو سارا گھر خوشبو سے معطر تھا۔ جب یہ واقعہ حضرت اقدس سے بیان کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ تجھے ابتدائے فنافی الرسول مبارک ہو۔ حضرت قطب عالم کا ایک اور مرید تھا جنکا نام شیخ عبدالرحمن تھا۔ ایکدن وہ مراقب تھے کہ عالم بیخودی طاری ہو گیا اور ایسا معلوم ہوا کہ اس مراقبہ میں نہایت تند و تیز آندھی چل رہی ہے اور ایک فنا سے دوسری فنا میں جا رہے ہیں۔ جب اس مرید نے حضرت اقدس کیخدمت میں یہ واقعہ بیان فرمایا تو آپنے وہی جواب دیا کہ ابتدائے فنافی الرسول تجھے مبارک ہو۔ یہ شیخ خان اور شیخ عبدالرحمٰن حضرت قطب العالم کے مریدان خاص میں سے تھے۔ حضرت اقدس نے ان دونوں حضرات کے نام چند مکتوبات پر حقائق بھی تحریر فرمائے۔ [جو مکتوبات قدوسیہ میں موجود ہیں] لیکن انکو یہاں نقل کرنا باعث طوالت ہوگا۔ اس فقیر راقم الحروف نے ثقہ راویوں سے سنا ہے کہ ایکدفعہ حضرت قطب العالم دہلی میں قیام پذیر تھے۔ اس زمانے میں شیخ عبدالستار سہارنپوری بھی حضرت اقدس کیخدمت میں مقیم تھے اور خادم خاص اور محرم راز تھے۔ شیخ عبدالستار کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی خواہش دامنگیر ہوئی۔ ایکدن حضرت اقدس اپنے حجرہ میں مشغول بحق اور ذات میں مستغرق تھے اور شیخ عبدالستار دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے تاکہ کوئی شخص اندر نہ جانے پائے۔ اسوقت اچانک حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور شیخ عبدالستار سے کہا کہ اپنے شیخ کو میرا سلام کہو۔ انہوں نے اندر جاکر سلام عرض کیا۔ حضرت قطب العالم چونکہ اسوقت شہود حق میں غرق تھے خضر

marfat.com

علیہ السلام کی پرواہ نہ کی۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ یہ دیکھکر خضر علیہ السلام ملاقات سے مایوس ہو گئے اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ پھر آونگا۔ جب حضرت اقدس فارغ ہو کر حجرہ سے باہر تشریف لائے تو شیخ عبدالستار نے عرض کیا کہ فلاں فلاں حلیہ کا ایک شخص آپ کی ملاقات کیلئے آیا تھا۔ ہم نے آپکو اطلاع دی لیکن آپنے کوئی جواب نہ دیا۔ آپنے فرمایا کہ خضر علیہ السلام کو میری ملاقات کا وعدہ تھا شاید وہی آئے ہونگے۔ یہ سنکر شیخ عبدالستار نے کہا کہ افسوس ہے کہ خضر علیہ السلام جیسے نبی آپکی ملاقات کیلئے آئیں اور آپ حجرہ سے باہر نہ آئیں اور اُن سے ملاقات نہ کریں۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ خضر علیہ السلام چلے گئے اور واپس آجائینگے لیکن وہ قرب جو مجھے حق تعالیٰ کے ساتھ تھا کیسے واپس آسکتا تھا یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ خضر علیہ السلام پہنچ گئے۔ حضرت قطب العالم انکے استقبال کیلئے دوڑے اور شرف ملاقات حاصل کیا۔ کافی دیر تک محرمانہ صحبت کے بعد خضر علیہ السلام نے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو آپنے فرمایا کہ شیخ عبدالستار کو آپ سے ملاقات کی بہت خواہش تھی۔ چنانچہ خضر علیہ السلام نے انکی طرف توجہ فرمائی جس کے بعد گاہے گاہے انکو خضر علیہ السلام کی ملاقات نصیب ہو جاتی تھی۔

خلق خدا سے فرار

شیخ رکن الدین نے لطائف قدسی میں یہ بھی فرمایا ہے کہ جب حضرت قطب العالم شاہ آباد میں سکونت پذیر تھے تو میرے بڑے بھائی شیخ حمید الدین کی عمر چودہ پندرہ سال تھی۔ اسوقت آپکو خلق خدا سے ایسی نفرت تھی کہ آپ شیخ حمید الدین کو خرقہ خلافت پہنا کر خود کوہ و بیاباں کیطرف روانہ ہو گئے۔ جب موضع بتورہ میں پہنچے تو آپکے فرزندان کے پیچھے عمر خان سروری جو آپکا مرید خاص تھا حضرت اقدس کو واپس لانے کیلئے بھیجا۔ جب حضرت اقدس نے دیکھا کہ اہل دنیا آرہے ہیں فرمایا کہ ان لوگوں کو یہاں سے ہٹادو ورنہ میری جان نکل جائے گی۔ یا پھر انکو نقصان پہنچے گا۔ اسوقت اتفاق سے سعید خان نزدیک پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ حضرت اقدس کی حالت متغیر ہو گئی ہے آنکھوں میں سیاہی کی جگہ سفیدی نے لے لی ہے اور آپ بیخود ہو گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر اہل دنیا ہٹ گئے ورنہ وہ یا حضرت

marfat.com

اقدس ہلاک ہو جاتے یا نقصان پہنچتا۔ غرضیکہ رات بھر حضرت اقدس اسی موضع تور ۃ میں رہے۔ اور آپکی زبان مبارک سے کلمات شطحیات[۱] نکلتے رہے جن سے بعض قابلِ فہم اور بعض ناقابل فہم تھے۔ دوسرے روز جب آپکی حالت میں افاقہ ہوا تو آپ گھر تشریف لے گئے۔

حضرت اقدس کا مختلف مقامات پر نظر آنا

نیز روایت ہے کہ بعض لوگ حضرت قطب العالم کو مختلف مقامات پر دیکھتے تھے۔

ایک حاجی نے مکہ معظمہ سے واپس آکر کہا کہ میں نے حضرت اقدس کو خانہ کعبہ میں دیکھا ہے۔ ایک حاجی کی ملاقات حضرت اقدس کے ایک مرید شیخ بھوراگاذر سے ہوئی تو دریافت کیا کہ کس کے مرید ہو۔ شیخ بھوراگاذر نے جواب دیا کہ میں حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس قدس سرہٗ کا مرید ہوں۔ حاجی نے کہا کہ میں نے آپکو خانۂ کعبہ میں دیکھا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عارف حق کا قدم قدم حق ہوتا ہے[۲]۔ لہذا انکے نزدیک تمام مقامات برابر ہیں۔ ہر جگہ ظاہر ہو سکتے ہیں حالانکہ وہ ایک جگہ پر بیٹھے رہتے ہیں۔ جو حضرات عالمِ قدرت میں پہنچ جاتے ہیں انکے لئے کوئی چیز مشکل نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں علم قرأت سکھانا

نیز آپکے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ ایک دفعہ آپکو قرآن مجید کے حروف صحیح طور پر نکالنے اور قرأت سے پڑھنے کا شوق دامنگیر ہوا۔ آپ نے دو مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

۱؎ شطحیات جمع ہے شطح کی جسکے معنی ہیں وہ کلمات جو بظاہر خلاف شریعت نظر آئیں لیکن حقیقت میں خلاف شرع نہ ہوں مثلاً شیخ منصور حلاج کا نعرہ "انا الحق"، شیخ بایزید بسطامی کے کلمات "سبحانی ما اعظم شانی [میں پاک ہوں اور میری شان بلند ہے] اور حضرت جنید بغدادی کا نعرہ لیس فی جبتی سوی اللہ [میرے جبہ کے اندر اللہ کے سوا کوئی نہیں] اگرچہ یہ کلمات ظاہر میں حضرات کو غیر شرعی دکھائی دیتے ہیں اولیائے اللہ اُن سے جو مفہوم لیتے ہیں وہ ہرگز شریعت کے خلاف نہیں۔

۲؎ بمصداق حدیث بی یسمع و بی یبصر و بی یمشی

marfat.com

خواب میں زیارت کی۔ ایک دفعہ یہ دیکھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو زانو بیٹھا ہوں دو اور شخص قرآن مجید پڑھ رہے ہیں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اِسطرح قرآن نہ پڑھو۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قرآن پڑھکر سنایا۔ دوسری مرتبہ میں نے یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک میرے منہ میں دیکر قرآن مجید پڑھا رہے ہیں۔ اسکے بعد حضرت اقدس کو شیخ سلیمان سندوی کی تلاوت آپکو پسند آئی تو آپنے اُن سے سند حاصل کی حالانکہ شیخ سلیمان علم قرآت سے واقف نہ تھے اور محض تجوید حروف اور مخارج ایک استاد کامل سے پڑھ چکے تھے۔ حضرت اقدس کو علم قرآت اسقدر تھا کہ آپنے فن قرات پر ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام **فوائد القرآن** ہے۔ شیخ سلیمان سے علم معرفت و توحید حضرت اقدس سے حاصل کیا تھا۔ حضرت اقدس نے شیخ سلیمان کو نسخہ حوض حیات بھی تعلیم فرمایا تھا جس سے انکی صورت ہوا میں ظاہر ہوتی تھی۔ شیخ سلیمان نے حضرت اقدس سے علمِ معرفت کی چند چیزیں دریافت کرکے ایک رسالہ بھی تصنیف کیا جس کا نام رسالہ قدسی ہے جو کافی شہرت رکھتا ہے۔

حضرت سلطان المشائخ کی آپ پر خاص توجہ

جب حضرت اقدس مشائخ کی زیارت کیلئے دہلی گئے ہوئے تھے ملک دلاور نامی آپکا ایک خدمتگار آپکے لئے گندم کا آٹا پیس رہا تھا کہ اسپر غنودگی طاری ہوئی کیا دیکھتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین بدایونی قدس سرہ کی روحانیت ظاہر ہوئی ہے اور چکی کا دستہ اپنے ہاتھ میں لیکر چکی چلائی اور فرمایا کہ کیا کر رہے ہو بیدار ہو جاؤ اور آٹا جلدی نکالو حضرت قطب العالم کو بھوک لگی ہے اس سے ملک دلاور فوراً بیدار ہوا اور دیکھا کہ چکی گھوم رہی ہے۔

آپکا بدخواہ خود خراب ہوا

روایت ہے کہ عمر خان سرانی کی بیٹی بی بی اسلام خاتون حضرت اقدس کی مریدہ تھیں اور انکو شغل باطن میں کافی عبور تھا۔ ان پر ذکر کا اسقدر غلبہ تھا کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ میرے تمام اعضا سے اللہ اللہ

marfat.com

کی آواز آتی ہے حتیٰ کہ پاؤں سے بھی ذکر کی آواز آتی ہے اور میں پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتی۔ اسکے دو بھائی تھے جنکا نام ہیبت خان اور سعید خان تھا ایک زمانے میں ان دونوں بھائیوں کو حضرت قطب العالم سے بہت کدورت پیدا ہوگئی۔ یہ لوگ جونپور میں رہتے تھے اور سلطان سکندر کے مقرب تھے۔ انہوں نے ارادہ کرلیا کہ اسدفعہ جب شاہ آباد جائینگے تو شیخ عبدالقدوس کو وہاں سے نکال دینگے۔ جب یہ بات حضرت اقدس تک پہنچی تو فرمایا کہ دیکھا جائیگا کہ کس کو نکالا جاتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد سلطان سکندر کو سردارنیوں پر غصہ آیا اور اپنے ملک سے نکال دیا اور انہوں نے گجرات میں جا کر پناہ لی۔ بی بی اسلام خاتون کہا کرتی تھی کہ میرے بھائیوں کو میرے شیخ کی بد دعا لگی ہے کیونکہ جسے میرے شیخ بد دعا دیں وہ تباہ ہو جاتا ہے۔

ایکدفعہ رات کے وقت حضرت قطب العالم کے پیٹ میں درد کا عارضہ ہوا۔ آپکا ایک خادم صدو نامی آپکے پیٹ کو گرمارہا تھا اور آپ سوئے ہوئے تھے صدو کیا دیکھتا ہے کہ نور کا شعلہ آپکے قدموں سے اور ایک شعلہ آپکی پیشانی مبارک سے نکلا اور پھر دونوں شعلے جمع ہوگئے اور ساری خانقاہ میں پھیل گئے اور کچھ عرصہ کے بعد گم ہوگئے۔ اس پر حضرت اقدس فوراً بیدار ہوئے اور صدو سے پوچھا کہ تم نے کوئی چیز دیکھی ہے اس نے جواب دیا کہ جی ہاں! میرے بادشاہ دیکھا ہے حضرت اقدس نے کمال انکسار اور عجز سے فرمایا کہ وہ نور تمہارا ہوگا اسکے بعد مرض سے بھی شفا ہوگئی۔

نماز جمعہ میں رقص و مستی شیخ رکن الدین رح نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایکدفعہ دہلی کی جامع مسجد کا خطیب جو ہمارے سپرد تھا موجود نہ تھا۔ اسلئے میں نے خطبہ پڑھا جو حضرت قطب العالم کا تیار کردہ تھا۔ حضرت اقدس خود بھی موجود تھے۔ اس اثنا میں اس فقیر پر رقت طاری ہوئی یہ دیکھکر حضرت اقدس پر حال طاری ہوگیا۔ اور ایک دردناک نعرہ لگایا۔ اسکے بعد جلدی نماز جمعہ اور سنتیں اسی سکر و مستی کی حالت میں ادا کیں۔ اسوقت شیخ احمد بھی جو بی بی اولیاء کے نواسے تھے موجود تھے اور دو قوال بھی انکے ہمراہ تھے۔ حضرت اقدس نے شیخ احمد کو گلے سے لگایا اور سوز

marfat.com

گداز کے عالم میں مستانہ کلام فرماتے رہے۔ یہ دیکھ کر قوالوں نے قوالی شروع کر دی جس سے خوب سماں پیدا ہوا۔ حضرت قطب العالم مست اور مدہوش ہو کر جامع مسجد سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔ دہلی کے بازار بغدادی دروازہ کے سامنے سے ہوتے ہوئے اور رقص کرتے ہوئے اس میدان کے قریب پہنچے جہاں سرائے عبدالصمد جونپوری ہے۔ لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا۔ شیخ عبدالصمد گھر سے باہر آئے اور حضرت اقدس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی خانقاہ میں لے گئے جہاں اور قوال بھی پہنچ گئے اور مجلس میں خوب جوش و خروش پیدا ہوا اور نہایت ہی بلند حالت پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ عشاء تک محفل سماع جاری رہی۔ اسکے بعد حضرت اقدس نے جوش میں آکر فرمایا کہ منصور حلاج کو نادانوں نے تختۂ دار پر لٹکایا اگر میں اسوقت موجود ہوتا تو انکو قتل نہ ہونے دیتا۔ شیخ عبدالصمد نے کہا کہ اسوقت مجتہدِ وقت امام ابو یوسف تھے۔ شیخ منصور کو انکے فتویٰ کے مطابق دار پر چڑھایا گیا حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ ہم اُسی کی بات کر رہے ہیں۔ شیخ عبدالصمد نے ظاہر شریعت کو ترجیح دینے کیخاطر کہا کہ جب شیخ منصور کو دار پر چڑھایا گیا تو انکے وجود سے جو قطرۂ خون زمین پر گرتا تھا نقش اسم پاک اللہ بن جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر لوگ امام یوسف کے پاس گئے اور احتجاج کیا کہ آپنے ایسے بزرگ کو ناحق قتل کرا دیا ہے۔ امام یوسف نے دوات اٹھا کر الٹا دی اور جتنے سیاہی کے قطرے زمین پر گرے نقش اسم مبارک اللہ بن گئے۔ اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا کہ ہم بھی حق پر ہیں نہ کہ باطل پر۔ یہ سنکر حضرت قطب العالم جوش میں آئے اور فرمایا کہ شیخ منصور کو قتل کرنے کی دلیل اگر یہی سیاہی ہے تو یہ سیاہی جماد محض ہے [یعنی بے جان چیز ہے] اور حق بات کر رہی ہے لیکن انسان جو خلاصۂ موجودات ہے اور خلیفۂ حق ہے اگر حق بات کہے تو کونسی قباحت ہے شیخ عبدالصمد سمجھدار درویش تھے انہوں نے حضرت اقدس کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا۔ اور خاموش ہو گئے۔

اس کتاب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس کے سامنے مرغی کا

marfat.com

سالن رکھا گیا آپنے لقمہ اٹھا کر پھر رکھدیا اور فرمایا کہ کھانا واپس لے جاؤ۔ جب وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرغی اچھی طرح ذبح نہیں کی گئی ہے۔ بعد میں جب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت اقدس کا کشف صحیح تھا۔

روایت ہے کہ ابراہیم سفید باف حضرت قطب العالم کے مرید تھے اور درویش وقت تھے۔ جب انکا انتقال ہوا تو حضرت اقدس نماز جنازہ کیلئے تشریف لے گئے آپنے فرمایا کہ اس میت کا مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سا مرتبہ ہے اور اس نام کیوجہ سے آپ انکی عزت کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس کو کشف احوال موتے ہوتا تھا لیکن ظاہر نہیں فرماتے تھے۔

کشف قبور کی اعلیٰ صورت صاحب سیر الاقطاب اپنے شیخ کے ملفوظات موسومہ جواہر اعلیٰ میں لکھتے ہیں کہ میرے شیخ جو حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ کی اولاد اور کاملین روزگار میں سے تھے فرماتے ہیں کہ برسات کے موسم میں ایک رات میں شاہ شرف الدین بوعلی قلندرؒ کے مزار کے طواف کیلئے گیا۔ جب روضۂ مبارک کے اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت بوعلی قلندر اپنی قبر سے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور قبر کے سرہانے کیطرف ایک خوبصورت آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھکر مجھ پر ہیبت طاری ہوئی اور خاموش ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اسکے بعد اس آدمی نے مجھے پکڑ کر شاہ بوعلی قلندر کے قدموں میں پھینک دیا اور فرمایا کہ یہ میرے پیر زادہ ہیں۔ اس واقعہ سے مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ بزرگ نظروں سے غیب ہو گئے اور میں فاتحہ پڑھ کر چلا گیا۔ اسکے سات سال بعد میں نے اس نورانی چہرے والے بزرگ کو کرنال میں دیکھا اور پہچان لیا کہ آپ شیخ المشائخ حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی الحنفی ہیں۔

حضرت اقدس کا گرفتار ہونا سیر الاقطاب کے مصنف نے اپنی شیخ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ جب ابراہیم لودھی ابن سلطان سکندر لودھی کو مغل بادشاہ بابر کے ہاتھوں شکست ہوئی اور پانی پت میں مارا

marfat.com

گیا۔ تو ابراہیم کا لشکر کمزور ہو گیا اور مغلوں نے اکثر مشائخ اور علمأ و فضلا کو گرفتار کر لیا۔
میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کو بھی ایک مغل نے حراست میں لے لیا اور حضرت اقدس سر پر بوجھ اٹھائے اسکے گھوڑے کے آگے چل رہے ہیں۔
یہ دیکھکر میرے دل میں خیال آیا کہ کتنے بڑے بزرگ ہیں اور عام وقت میں متقدمین کی ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن آج اپنے آپکو مغلوں سے بھی نہیں بچا سکتے۔ حضرت اقدس کو میرے دل کی بات معلوم ہو گئی اور میری طرف دیکھکر فرمایا کہ میرے پیرزادے! انبیأ علیہم السلام بھی مصیبت میں مبتلا رہے ہیں میں بیچارہ کون ہوں ؎

ہر کس کہ دریں جہاں بیامد او گشت بنکبتے گرفتار

[جو شخص پیدا ہوا ہے مصیبت میں گرفتار رہا ہے]

بعد میں جب میں نے اچھی طرح دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بوجھ حضرت اقدس کے سر سے اوپر ہوا میں معلق ہو کر چلتے کیطرح جا رہا تھا

تفویض مرتبہ قطبیت کبریٰ حضرت شیخ رکن الدین لطائف قدسی میں لکھتے ہیں کہ حضرت قطب العالم نے ابراہیم لودھی کی شکست سے ایک سال پہلے شاہ آباد سے ترک سکونت کر کے گنگوہ میں رہائش اختیار کی تو آپکے ہمراہ آپکے اصحاب، مریدین اور معتقد بھی شامل تھے۔ قضائے الٰہی جس سرائے میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے اسکو آگ لگ گئی آگ کیساتھ ہوا بھی تیز ہو گئی اور بہت سے آدمی جل کر مر گئے۔ آپکے مریدین کا بہت سا سامان بھی جل کر راکھ ہو گیا یہانتک کہ حضرت قطب العالم کا رومال اور تسبیح بھی جل گئے۔ نیز آپکی قبا کی آستین بھی جل گئی۔ لیکن آپکی ذات کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ لیکن آپ اس واقعہ سے متفکر اور پریشان بہت تھے۔ اُسی رات فرمان ہوا کہ ان آلام و مصائب کی فکر مت کرو ہم نے تجھے مرتبۂ قطبیت کبریٰ عطا کیا ہے اور قطب الاقطاب اور محبوبان عالم کی فہرست میں شامل کیا ہے۔
اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت قطب العالم پر محفل سماع میں

marfat.com

وجد طاری ہوتا تو آپ پر ایسی حالت طاری ہوتی کہ اسکا ادراک ناممکن ہے۔ نیز حالتِ کیف و مستی میں حضرت اقدس کی زبان سے کلمات شطحیات بھی سرزد ہوتے تھے۔ ایکدن آپنے مستی کی حالت میں فرمایا کہ ہم اگر چاہیں تو عرش کو فرش پر پھینک دیں۔ حالتِ وجدی میں کبھی آپ یہ فرماتے تھے کہ ہم نے اپنا خیمہ بہشت میں نصب کرلیا ہے۔ ہم سب کو بہشت میں لے جائینگے۔ کبھی آپ فرماتے تھے کہ چتر شاہی بر سر طفلان ما است [تاج شاہی ہمارے بچوں کے سر پر ہے]۔ بعض اوقات آپ فرماتے تھے کہ دوستو! پردہ اٹھ چکا ہے اور جبرائیل فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہوا ہے کہ تم بخشے جا چکے ہو۔ کبھی آپ فرماتے تھے کہ میں نے اس سلسلۂ چشتیہ کو دوسرا رنگ بخشا ہے۔

حضرت اقدس کی نسبت اعتدال

راقم الحروف [مؤلف کتاب اقتباس الانوار] کہتا ہے کہ ہمارے شیخ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ دونوں صفاتِ جلال و جمال میں پرورش پاکر جامع صفتین ہوگئے تھے اور آپ میں جلال و جمال کا اعتدال تھا۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ خصوصاً حضرت سلطان علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں صفت جلال کا غلبہ تھا۔ جب حضرت قطب العالم کے جمال نے ظہور کیا تو سلسلہ چشتیہ کے جلال میں اعتدال آگیا اور آپکی معتدل تربیت سے ہر مستعد سالک جو سعید ازلی ہوتا اپنے صدق کے مطابق ذات بے رنگ کے مشاہدہ میں واصل ہو جاتا تھا۔ اسلئے آپکا فرمان صحیح ہے کہ میں نے سلسلہ چشتیہ کو دوسرا رنگ بخشا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس کی ذات وجود اکبر تھی۔

اقسام منتہی

اسوجہ سے کہ وجودِ منتہی جو مقام نہایت کو پہنچ چکا ہے دو اقسام پر ہے کبیر اور اکبر۔ قسم اول نادر ہے۔ اگر ہزار ہزار سال اور قرنوں کے بعد وجود میں آئیں تب بھی انکا وجود غنیمت ہوتا ہے۔ قطب مدار اور قیوم عالم کا شمار اسی قسم میں ہوتا ہے۔ دوسری قسم بھی نادر ہے اور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر قیامت تک اس قسم کے حضرات معدودے چند ہوئے ہیں مثل حضرت سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ، حضرت خواجہ

marfat.com

قطب الدین بختیار اوشیؒ، شیخ الاسلام حضرت فریدالدین گنجشکرؒ، حضرت شیخ نظام الدین بدایونیؒ، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ وغیرہم۔ درحقیقت جمال وجلال کا اعتدال سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں مخصوص تھا اگر کسی اَور کو یہ اعتدال نصیب ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور وراثت میں ہوا۔ اور جس کے اندر یہ اعتدال ہو وہ وجود اکبر ہے۔ سلسلہ چشتیہ کے اکثر مشائخ میں جلال غالب تھا اور اس نسبت اعتدال کا ظہور تام [مکمل ظہور] جو نبوت سے مخفی چلا آرہا تھا حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کے وجود میں ظاہر ہوا۔ اور جس بزرگ میں یہ نسبت اعتدال نہ ہو وہ اس مرید کیلئے ہادی ہوسکتا ہے جسکی استعداد اس بزرگ سے مناسبت رکھتی ہے۔ دوسروں کو ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور وہ بزرگ جو یہ نسبت رکھتا ہے ہادیٔ مطلق ہوتا ہے خواہ کوئی ان سے مناسبت رکھے یا نہ رکھے ہر شخص ان سے مستفیض ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی مقبولیت کی وجہ یہی نسبت تھی جو دوسرے انبیاء علیہم السلام سے ممیز تھی۔ اسی طرح جس ولی اللہ میں یہ نسبت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں انکا فیض عام ہوتا ہے اور خلق کثیر اور جم غفیر انکے نور تربیت سے منور ہوتے ہیں اور اگر چاہیں تو ایک نظر مبارک سے تمام جہان کو ولی اَور قطب بنادیں۔ اس نسبت کا حامل مظہر فیض اقدس ہے جو اگر توجہ کریں تو بے استعداد والوں کو بااستعداد بنادیں کسی نے خوب کہا ہے ؎

داد او را قابلیت شرط نیست ‏ ‏ ‏ بلکہ شرط قابلیت داد اوست

[اسکی بخشش وعطا کیلئے قابلیت شرط نہیں ہے بلکہ خود قابلیت بھی اسی کی داد یعنی بخشش ہے]

چنانچہ حضرت قطب العالم کے فیض عام کیوجہ آپکی یہی نسبت ہے۔ پس حضرت اقدس کا وجود کبریت احمر[1] اور روشن چراغ ہے۔ فہم من فہم [سمجھا جس نے سمجھا]

---

[1] کبریت احمر کے لفظی معنی ہیں سرخ گندھک جو بہت کم یاب ہے۔ لیکن مل جائے تو کیمیا ہے۔ اصطلاحاً کبریت احمر سے مراد نظر کیمیا اثر ہے۔

marfat.com

معراج کی بلندیوں سے واپس آنے کیلئے نبوت کی طاقت ضروری ہے

شیخ رکن الدینؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن مستی کے عالم میں حضرت اقدس کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے :۔

"محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم در مقام قاب قوسین رفت و باز گردید واللہ ما باز نہ گردیم زیرا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عہدہ دار و لنگر دار بود باز گردید و ما جان باختہ و جہاں تاختہ باز نگردیم۔"

[حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج قاب قوسین او ادنی جیسے بلند ترین مقام پر پہنچنے کے بعد اسوجہ سے واپس تشریف لائے کہ منصب نبوت کی ذمہ داری آپ پر تھی اور لنگر دار یعنی خلق خدا کو فیض عام دینے والے تھے۔ لیکن ہم جیا جاں باختہ [یعنی جو جاں پر کھیل چکا ہے] اور جہاں تاختہ [جس نے سب کچھ تج دیا ہے] اگر ان بلندیوں پر جاتا تو ہرگز واپس نہ آسکتا۔ اسوجہ سے کہ ان بلندیوں سے واپس آنے کیلئے نبوت کی طاقت ضروری ہے] ظاہر ہے کہ عہدہ دار اور لنگر دار سے مراد عہدۂ نبوت اور تبلیغ رسالت ہے اسوجہ سے کہ سارے جہان کی دعوت اور ہدایت کا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سُپرد تھا۔

آپ کا مقام لاتعین

اسکے بعد اسی سرمستی کی حالت میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں کہاں ہوں جس مقام پر تمام تعینات ختم ہو جاتے ہیں اور علم وصفات سے منزہ اور مصفا ہے اُسے لاکیف اور لاتعین کہتے ہیں اور ہم تمام تعینات سے گذر کر محض بے تعینی میں واصل ہو چکے ہیں۔ پس ذات حق تعالیٰ جو مشہود ہے اور علم و جمیع تعینات سے پاک ہے وہاں علم کی کہاں گنجائش ہوتی ہے کما لا یخفی علی من وصل مقامنا [جیسا کہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہو جو ہمارے مقام پر پہنچ چکے ہیں]

روایت ہے کہ ایکدن محفل سماع میں آپؒ وجد طاری ہو گیا جب عصر کا اوّل وقت ہوا تو آپ نے اٹھکر وضو کیا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھکر پھر وجد کرنے لگے۔ جب افاقہ

marfat.com

ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب محرم راز سے فرمایا کہ عین حالت وجد میں مجھے حکم ہوا کہ مصلّے پر آؤ۔ اسی وقت مجھے افاقہ ہوا اور عصر کی نماز پڑھ لی۔ جب نماز سے فراغت ہوئی تو پھر وہی بے خودی طاری ہوگئی اور اس جہان سے بے خبر ہوگیا۔ نیز ایک دن عالم سکر میں حضرت اقدس کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ ایک دفعہ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ حضرت حق سبحانہٗ سے کلام کر رہے تھے تو ہم بھی وہاں موجود تھے۔ ایک دن ایک ملتانی قوال نے حضرت اقدس کے سامنے قوالی کی۔ جس سے آپ پر کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ نے قوال سے فرمایا کہ ہم نے تجھے عرش دیا، کرسی دی۔

اثباتِ وحدت الوجود

شیخ رکن الدین فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے بھائی شیخ علی نے حضرت اقدس کے سامنے کوئی چیز پڑھی تو آپ پر وجد طاری ہوگیا اور عین حالت وجد میں شیخ علی کو گلے لگا کر فرمایا کہ شاہ شاہانی۔ الغرض عالم استغراق میں حضرت اقدس اس قسم کے اسرار و رموز بیان فرماتے تھے اور پھر کہتے تھے کہ میں نہیں کہتا میری زبان پر حق تعالیٰ کہتا ہے۔ شیخ رکن الدین فرماتے ہیں کہ ایک دن گنگوہ میں حضرت اقدس نے نماز فجر سے فارغ ہو کر سکر و مستی کی حالت میں جماعت سے مسئلہ وحدت الوجود بیان کرنے لگے۔ میرے بھائی شیخ حمید، شیخ احمد اور یہ فقیر ہم تینوں موجود تھے۔ اس فقیر کے دل میں اشکال پیدا ہوا اور حضرت اقدس سے عرض کیا کہ مسئلہ وحدت الوجود نہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ اصحاب کبار سے صریحاً منقول ہے۔ نیز صاحبِ[1] مذہب نے بھی وحدت الوجود کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ اب اگر ہم یہ مسئلہ بیان کریں اور یہ اعتقاد دل میں رکھیں تو ممکن ہے آخرت میں نقصان ہو اور موجب مواخذہ ہو۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اگرچہ یہ مسئلہ صریحاً منقول نہیں ہے اس وجہ سے کہ اس زمانے راز داری بہت تھی۔ لیکن ارشادات اور دلائل بہت پائے جاتے ہیں۔ اور بعض مقامات پر صراحت بھی آچکی ہے لیکن اس چیز کو علمائے ظاہر متشابہات کہتے ہیں اور اسکی ظاہر کے اعتبار سے تاویل کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ تبع تابعین کے زمانے

---

[1] صاحب مذہب سے مراد پیغمبر اسلام یا امام وقت مثل ابو حنیفہ رہ، شافعی، مالک احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہم ہے۔

marfat.com

میں ظاہر ہوگیا اَور یہ وقت تیسری صدی کا تھا۔ جب مشائخ عظام مقتدایان اَور مجتہدان وقت تھے اَور تمام علمائے ظاہر کا رجوع انکی طرف تھا۔ پس انکے قول وفعل پر کلی اعتماد ہونا چاہیئے۔ نیز اسبات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ امام اعظم، امام شافعی امام احمد حنبل و امام مالک، امام محمد و امام ابویوسف اَور دیگر ائمہ مجتہدین جو اہل سنت وجماعت اور پیشوایانِ دین تھے کے زمانے میں ہر طرف مشائخ عظام اور قائلان وحدت الوجود اس مسئلہ کے متعلق دم مارتے تھے اور تصریح بیان کر رہے تھے۔ اگر یہ مسئلہ خلافِ دین اور باطل ہوتا تو ائمہ اہل سنت وجماعت پر لازم تھا کہ خاموش نہ رہتے بلکہ اسکی تردید کرتے اسوجہ سے الساکت عن الحق شیطان [حق بات میں خاموشی اختیار کرنے

[redacted]

حاضر اور ہے، مسئلۂ مجنون اور ہے، مسئلۂ معتوہ اور ہے، مسئلۂ عقیل اور ہوشیار کا اس پر قیاس کرنا چاہیئے۔ اسی وجہ سے مسئلۂ شریعت ظاہر اور ہے اور مسئلۂ طریقت و حقیقت اور ہے چنانچہ کلمہ طیبہ کے معنی جب لا معبود الا اللہ کئے جاتے ہیں تو یہ مسئلۂ شریعت ہے۔ جب اس سے لا مقصود الا اللہ مراد ہو تو یہ مسئلۂ طریقت ہے اور اگر لا موجود الا اللہ کے معنی لئے جائیں تو یہ مسئلۂ حقیقت ہے۔ یاد رہے کہ یہ اختلاف محققین کا اختلاف ہے اور اسکی بنیاد اور قدم کے اختلاف پر ہے۔ ایک فرقہ جو کثرت وجود کا قائل ہے ذات حق تعالیٰ کو حضرت الوجود ماورا الوجود کہتے ہیں جو مدرک عقل نہیں ہے اور وجود کو ذات حق کی صفت قرار دیتے ہیں فلا ینفک الوجود عنہ تعالیٰ و ابداً [اور وجود اس سے کبھی علیحدہ نہیں ہو سکتا] دوسرا فرقہ جو وحدت وجود کا قائل ہے ذات حق سبحانہ تعالیٰ کو عین الوجود مطلق قرار دیتے ہیں [یعنی صفت وجود کو ذات کا عین سمجھتے ہیں] کیونکہ موجودیت میں اعلیٰ مرتبہ وجود مطلق کا ہے اور وہی واجب الوجود ہے ولکل من الفریقین دلائل و براہین تعرف کلھا فی محلھا [دونوں فریقوں کے اپنے اپنے دلائل و براہین ہیں جو اپنے اپنے محل اور موقعہ پر صحیح ہیں] غرضیکہ ہم تینوں بھائیوں نے علم ظاہر کے مطابق بحث کی تو مقدمہ طویل ہو گیا اور نماز فجر سے آخر چاشت تک بحث جاری رہی۔ اسکے بعد مجلس برخاست ہو گئی۔ حضرت اقدس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید میرے بیٹے علم معرفت سے ابھی بے خبر ہیں اور مسئلہ وحدت الوجود کے منکر ہیں۔ چنانچہ آپنے کہدیا کہ میں ایسے بیٹوں کے ساتھ نہیں رہ سکتا انکا دین اور مشرب اور ہے یہ کہکر جوش میں آئے اور اٹھکر چلدیئے۔ لیکن کسی کی کیا مجال کہ آپکو جانے سے منع کرے۔ آخر جب نصف کوس فاصلہ طے کر چکے تو گھوڑا پیش کیا گیا۔ آپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تھانیسر کا رخ کیا اور فرمایا شیخ جلال کو دیکھتے ہیں اسکا کیا مشرب اور مذہب ہے اور کس دین و آئین پر ہے اگر وہ بھی ہمارے مذہب پر نہیں ہے تو اسکو بھی ترک کر دینگے۔ الغرض قصبۂ لکھنوتی سے بھی آگے چلے گئے اور آپکے تمام بیٹے، مریدین اور گنگوہ اور لکھنوتی کے عوام پیچھے پیچھے جا رہے تھے لیکن کسی کی مجال نہیں تھی کہ دم مارے۔ ہم دریائے جمنا کے گھاٹ والے ملاحوں کو کہلا بھیجا کہ

marfat.com

کشتیاں چھپادیں تاکہ اس بہانے حضرت اقدس واپس آجائیں۔ آخرشاہ اسلام کو جو گنگوہ کا داروغہ اور حضرت اقدس کا مخلص مرید تھا جب اس بات کی خبر ہوئی تو گھوڑا دوڑا کر آپہنچا حضرت اقدس اسکے ساتھ شفقت سے پیش آئے تھے۔ اس نے آتے ہی حضرت اقدس کے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لیے اور عرض کیا کہ حضور کا گھر سے چلے جانا چھوٹی بات نہیں ہے۔ جونہی یہ خبر ہمایوں بادشاہ تک پہنچے گی وہ یہ سمجھے گا کہ داروغہ سے کوئی بے ادبی ہوئی ہے۔ جس سے اسکو رنج پہنچے گا اور ہمیں قتل کر دیگا۔ چونکہ آخر کار ہمیں نے مرنا ہے بہتر یہی ہے کہ حضور خود مجھے مار ڈالیں۔ یہ سنکر حضرت قطب العالم کا جوش قدرے ٹھنڈا ہوا اور امیر شاہ اسلام حضرت اقدس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر گنگوہ کی طرف لے گیا۔ لیکن گھر پر پہنچ کر ہم تمام بیٹے اجنبیوں کی طرح رہ رہے تھے آپ فرماتے تھے کہ انکا مشرب و مذہب اور ہے اور ہمارا مذہب اور ہے۔ انکے پیچھے نماز بھی جائز نہیں ہے۔ جب یہ خبر حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ تک پہنچی جو حضرت اقدس کے خلیفہ اکبر تھے تو انہوں نے گنگوہ میں آکر قدم بوس ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ نے سختی سے منع کر دیا اور فرمایا کہ اسی جگہ پر رہو اور مجھے بتادو کہ تمہارا دین اور مشرب کیا ہے۔ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ نے وہ آیات قرآن اور کلماتِ مشائخ عظام پیش کئے جن سے مسئلہ وحدت الوجود ثابت ہوتا ہے۔ یہ دیکھکر حضرت اقدس بہت خوش ہوئے انکو گلے لگالیا اور کلمات توحید بیان فرمانے لگے۔ موقعہ غنیمت دیکھ کر میرے بھائی شیخ علیؒ نے توحید [وحدتُ الوجود] کے اشعار خوش الحانی سے پڑھے اور مجلس میں خوب کیفیت طاری ہوئی لیکن ہم دو بھائی اسی طرح مہجور رہے آخر دو دن کے بعد حضرت اقدس نے ہم پر بھی شفقت فرمائی اور گلے لگا کر نعمت عشقِ توحید سے نوازا۔ اسکے بعد ہم تینوں بھائیوں نے حق المقدور وحدتُ الوجود پر رسالے لکھے۔ چنانچہ راقم الحروف مجملاً یہ اسرار توحید وجود و شہود بیان کرتا ہے۔

توحیدِ وجودی

جب سالک پر نور قلب اور نور روح کی تجلی ہوتی ہے تو اُسے وصل بالتلبیس حاصل ہوتا ہے۔ وصل بالتلبیس سے مُراد

marfat.com

شہودِ انوار جمالیہ و جلالیہ وجوبیہ ہے جبکہ محبت کے غلبہ میں نظر اشیائے کونیہ عدمیہ کی طرف ہو۔ یہ توحید وجودی ہے۔

توحید شہودی لیکن جب انوار جمالیہ، جلالیہ وجوبیہ کے شہود کے ساتھ نظر اشیائے کونیہ پر نہ ہو بلکہ خیال میں ہو تو اسے توحیدِ شہودی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

اقسام صوفیہ اہل توحید صوفیۂ اہل توحید کی بر سبیل اطلاق تین قسمیں ہیں اوّل عینیہ، دوم عدمیہ، سوم ظلیہ۔

فرقہ عینیہ صوفیائے عینیہ جنکو صوفیہ خرقہ بھی کہتے ہیں وہ ہیں جنکے نزدیک عالم موجود ہے اپنی اصلی ہستی میں فی نفسہا یعنی حق تعالیٰ نے پہلے اعیان کیصورت میں تجلّی فرمائی اسکے بعد آثار و احکام [یعنی اشیاء] کی صورت میں ظہور فرمایا۔ چنانچہ موجود تمام مراتب میں [یعنی تمام مراحل میں] وہی ذات مقدس ہے۔ ان مظاہر میں اپنی حقیقت اور ظہور کے مطابق مثل نور محسوس جو مختلف اقسام و الوان [جمع لون بمعنی رنگ] کے شیشوں سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ شیشے اس نور کیلئے حجاب بن جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ نور ہر شیشے کے اپنے اپنے رنگ کے مطابق نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں اس نور کی نہ کوئی شکل ہے نہ رنگ ہے نہ لطافت ہے نہ کثافت۔ وہ نورِ واحد ہے جس میں کثرت نہیں۔ لیکن اس نور کے لباس یعنی شکل اور رنگ مختلف اور متعدد ہیں اب تعین کے اعتبار سے اس نور کو ان مظاہر پر انکی حیثیت کے مطابق حکم لگایا جاتا ہے اور یہ غیریت اعتباریہ ہے۔ اگر حقیقت کی رُو سے حکم لگایا جائے تو وہ عینیت ہے اور تمام تکالیف و احکام شرعی مثل راحت و عذاب تعینات پر لازم آتے ہیں نہ کہ حقیقت پر۔ اسوجہ سے کہ جو چیز ظاہری صورت یعنی اسکے طول و عرض اور رنگ و شکل پر لازم آتی ہے وہ حقیقی وجود پر لازم نہیں آتی۔ لہٰذا اشیاء کا حسن و قبح اعتباری ہے حقیقی نہیں ہے اسوجہ سے کہ گناہ کا برا ہونا امتناعی حکم کے باعث ہے اور ہر چیز اس وجہ سے بری کہلاتی ہے کہ دیکھنے والے کی طبعیت کو اچھی محسوس نہیں ہوتی لہٰذا جو چیز

marfat.com

اس دنیا میں ہے دراصل حسن ہے اسوجہ سے صورت حسن حق سبحانہٗ ہے

فرقہ عدمیہ فرقہ عدمیہ جنکو صوفیہ حکما کہتے ہیں کے نزدیک عالم معدوم مطلق اور لاشئی محض ہے۔ انکے نزدیک فی ذاتہٖ جہان کا کوئی وجود نہیں جہان کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کمال سے پیدا کیا ہے جسکا وجود وہمی ہے [یعنی خیالی اور اعتباری ہے] اور حقیقت میں وجود ایک ہے اور منزہ ہے لوث تشبیہ سے۔

فرقہ ظلیہ فرقہ ظلیہ جنکو صوفیائے سینہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کے نزدیک عالم کا فی نفسہٖ کوئی وجود نہیں ہے بلکہ اشیائے عالم حق تعالیٰ کے حقائق کے ظلال [جمع ظل بمعنی سایہ] ہیں۔ ان حقائق کو اسمائے الٰہیہ کہتے ہیں۔ چنانچہ فرقہ ظلیہ کے نزدیک دو وجود ہیں۔ ایک اصلی دوسرا ظلی اور تمام احکام بھی وجود ظلی پر صادر ہوتے ہیں۔ یہ حضرات اس آیت سے اپنا موقف ثابت کرتے ہیں اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کیف مد الظل [کیا تم نے اپنے رب کیطرف نہیں دیکھتے کہ اس نے کس طرح سایہ گستری کی ہے]۔

یاد رہے کہ وجود اصلی شکل و صورت سے پاک ہے اور وجود ظلی کی شکل و صورت ہے مثلاً روئی وجود حقیقی ہے لیکن جامہ، دستار، پیراہن، تکیہ، لحاف وغیرہ کا وجود ظلی ہے۔ اسوجہ سے ان سب کا وجود روئی سے قائم ہے۔ اسی طرح آگ کا وجود حقیقی ہے اور اس سے جو چراغ جلائے جاتے ہیں انکا وجود ظلی ہے۔ انسان کا سانس اگر ایک لمبی آواز کی صورت میں ہے وجود اصلی ہے جسمیں حروف ظاہر نہیں ہیں لیکن جب حلق اور زبان سے حروف نکالے جاتے ہیں تو ان حروف کے وجود کو وجود ظلی کہتے ہیں۔ اسی طرح انسان کا روح وجود اصلی ہے لیکن دست و پا، چشم گوش، شکم و سینہ وجود ظلی ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک روح مخفی چیز کا نام ہے جیسے دہی اور پنیر میں دودھ کا مخفی ہونا۔ اور دودھ میں خون کا مخفی ہونا۔ یعنی تجلی حق روح میں اور روح بدن میں۔

اسی طرح لفظ ضرباً مصدر ہے جو وجود اصلی ہے اور ضارب جو اسم فاعل ہے مضروب جو اسم مفعول ہے ضَرَبَ جو ماضی ہے اور یَضْرِبُ جو مضارع سب وجود ظلی ہیں جو

marfat.com

مصدر کے تبدل و تغیر سے مشتق ہیں۔

محجوب، موحد اور محقق

پس جو شخص کثرت کو دیکھتا ہے اور اشیاء کے مشاہدہ میں ذات و صفات و افعال الٰہی ملحوظ نہیں رکھتا اور غیر حق کو نافع اور نقصان رساں سمجھتا ہے وہ محجوب ہے خواہ وہ عابد و زاہد و عالم و فاضل کیوں نہ ہو۔ جو شخص وحدت کو دیکھتا ہے اور غیر حق کو نافع و نقصان رساں نہیں سمجھتا اور شہود وحدت کے غلبہ میں پھول اور کانٹے اور محدود اور لامحدود میں فرق نہیں کرتا وہ موحد مقلد رہے۔ اور جو شخص وحدت کو کثرت میں دیکھتا ہے یعنی دونوں کا ملاحظہ کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ذات بے حد ہے صفات بے حد ہیں افعال بے حد ہیں اور یہ سمجھتا ہے کہ واجب الوجود تمام نقائص مثل اکل و شرب و مرض سے پاک ہے اور ممکن الوجود میں یہ تمام نقائص موجود ہیں محدود کو محدود اور لامحدود کو لامحدود جانتا ہے اور نیک و بد تمیز کرتا ہے وہ محقق ہے۔

وجود حقیقی اور وجود ظلی میں فرق کے وجوہات

وجود اصلی اور وجود ظلی میں فرق کی چند وجوہات ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ وجود اصلی مستغنی اور وجود ظلی محتاج ہے۔ دوم یہ کہ وجود اصلی قدیم ہے اور وجود ظلی حادث ہے۔ سوم یہ کہ وجود اصلی باقی ہے اور وجود ظلی فانی ہے۔ اسی وجہ سے کہ ذات لباس بھی تبدیل کرتی ہے۔ چہارم یہ کہ وجود اصلی لامحدود اور وجود ظلی محدود ہے۔ نیز ذات باری تعالیٰ کی صفات کُلّی لامحدود ہیں۔ وَخلاف ذالك فی الممکن مثاله البحر والحباب [اور وجود اصلی اور ممکن میں وہی فرق ہے جو سمندر اور حباب میں ہے] پنجم یہ کہ وجود اصلی کھانے پینے، پہننے، بیماری، نیند تولد و تولید سے پاک ہے لیکن وجود ظلی میں یہ سب عوارض موجود ہیں۔ ششم یہ کہ وجود اصلی بغیر کان سنتا ہے بغیر آنکھ دیکھتا ہے اور بغیر زبان کلام فرماتا ہے یعنی آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سے پاک ہے لیکن وجود ظلی میں یہ سب چیزیں ہیں۔ ہفتم یہ کہ وجود اصلی شکل و صورت معینہ سے پاک ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جسم و جوہر، زمان و مکان سے بالاتر ہے اور زمین

marfat.com

آسمان، انسان وحیوان، درخت اَور پہاڑ، فرشتہ اَور جن کی صورت سے منزہ اَور پاک ہے۔ لیکن وجود ظلّی میں یہ سب چیزیں ہیں۔ لہٰذا جو شخص واجب الوجود اور ممکن الوجود میں یہ ساتھ فرق نہیں کرتا کافر ہو جاتا ہے۔ بعض علما کہتے ہیں کہ کھانا پینا اَور ماں باپ، بیوی بچوں سے میل ملاپ رکھنا بمنزلہ حباب ہیں اور سمندر ان سے پاک و منزہ ہے۔ لیکن حباب بھی تو سمندر کی طاقت سے پیدا ہوتے ہیں پس اس حساب سے سمندر نے ان حباب ہائے کی صورت میں ظہور کر کے کھانے پینے، سونے اَور جماع کی لذت میں جلوے دکھائے ہیں۔ لیکن وہ جو محجوب ہیں [یعنی محروم ہیں] اس حقیقت سے غافل ہیں۔ اَور عارفین اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔

فافهم فانه دقیق [یہ بات بہت دقیق ہے اچھی طرح سمجھ لو]۔

ایک بڑے عالم کو وحدت الوجود کا قائل کر کے مرید بنا لیا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ میراں سیّد احمد کو جو ملتان کے جیّد علمائیں سے تھے سلطان سکندر کے عہد حضرت قطب العالمؒ سے ملاقات کا موقعہ ملا اور چند ماہ صحبت جاری رہی۔ اس دوران میں روزانہ اسی مسئلہ وحدت الوجود پر بحث جاری رہتی تھی۔ اَور طرفین کے دلائل ختم نہیں ہوتے تھے۔ ایکدن سیّد احمد نے مولانا حسام الدین دانشمند وزاہد، متقی کا ایک خواب بطور حجت حضرت اقدس کے سامنے پیش کیا۔ مولانا حسام الدین نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کیطرف سے منہ پھیرے ہوئے ہیں ہم انکا منہ قبلہ کی طرف کر رہے ہیں۔ بیداری کے بعد حیران ہوئے کہ یہ کیا خواب ہے۔ آخر اس خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ وحدت الوجود کے ایک قائل اور کامل بزرگ کیساتھ مولانا حسام الدین کی ملاقات ہوئی اَور بحث شروع ہو گئی۔ مولانا حسام الدین نے اس بزرگ کو کثرت وجود کا قائل کر لیا اَور تائب کرایا جب حضرت قطب العالمؒ نے بات سنی تو فرمایا کہ اگر مولانا حسام الدین کی اس فقیر کے ساتھ ملاقات ہوئی ہوتی تو عارف موحد بنا دیتا [یعنی وحدت الوجود کا قائل کر دیتا]

marfat.com

اور دوئی کے شرک سے نکال کر اسے توحید کی یک رنگی میں پہنچا دیتا۔ سید احمد نے کہا یا حضرت للہ فی اللہ اس قسم کی باتیں نہ کریں کیونکہ ان سے دین ختم ہوتا ہے اور احکام دنیا و آخرت بیکار ہوتے ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا للہ فی اللہ وحدت وجود کہنے سے باز آجاؤ کیونکہ اس سے عرفان حقیقی سے محرومی لازمی آتی ہے۔ حالانکہ اس جہان کے اور انسان کے ظہور کی غرض و غایت ہی عرفان ہے۔ غرضیکہ جب پانچ چھ ماہ اس موضوع پر بحث ہوتی رہی تو حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے وحدت الوجود کا مسئلہ سید احمد کی سمجھ میں آگیا اور انہوں نے حضرت اقدس کا موقف تسلیم کرلیا اسکے بعد مرید ہوئے اور مرتبہ کمال کو پہنچے۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ موسم سرما میں حضرت اقدس کرسی پر بیٹھے ننگے سر وضو کر رہے تھے۔ اور جب حسب معمول وضو کے دوران کئی مرتبہ اپنی جگہ سے اٹھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ گھر کے لوگوں نے عرض کیا کہ آپکے سر پر برف پڑ رہی ہے اگر اجازت ہو کرسی چھت کے نیچے رکھ دی جائے،

"سرما بہ سرما نمے رسد"

[سردی ہمارے سر کو نہیں لگتی]

چنانچہ آپکی عمر کے آخری سال جب سردی جوبن پر تھی تو آپ باریک پیراہن زیب تن کر کے دیر تک باہر رہتے تھے۔ اہل خانہ نے عرض کیا کہ کوئی گرم کپڑا اوڑھ لینا چاہیئے۔ یعنی ضعف غالب ہے آپنے جوابدیا کہ سردی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ سبحان اللہ! کیا حرارت باطنی و آتش روحانی ہے کہ سردی و گرمی کی خبر تک نہیں ہے اور اس عالم ناسوت کے اثرات بے اثر ہیں۔

میاں کمال اعوان سے منقول ہے کہ موضع بنجاری سے اطلاع موصول ہوئی کہ وہاں لوگ غارت ہو رہے ہیں۔ اس علاقے میں نہیں جانا چاہیئے۔ میں نے اُن ہی ایام میں بیداری کی حالت میں دیکھا کہ قطب العالم حضرت شیخ عبد القدوس اپنے پورے جسم کے ساتھ ظاہر ہوئے ہیں [حالانکہ آپکا وصال ہو چکا تھا] اور ہمارے

marfat.com

ساتھ گھوڑے کی باگ پکڑ کر تین کوس تک ہمارے آگے چلتے رہے اور ہم پر سایہ گستر رہے جب رات ہوتی تھی تو ہمارے ساتھ منزل کرتے تھے۔ جب دن ہوتا تو ہمارے ساتھ روانہ ہوجاتے۔ یہ معاملہ تین دِن تک جاری رہا جب منزل مقصود تک پہنچے تو نظروں کے سامنے غائب ہوگئے۔

لوگ زمین کا پانی روکتے ہیں مردانِ خدا آسمان کا پانی روکتے ہیں

لطائف قدسی میں آیا ہے کہ ایک سال برسات کا بہت زور تھا۔ لکھنوتی کے لوگوں نے اپنی فصلوں کو بچانے کیلئے ایک بڑے تالاب کے مخرج پر ایک بند بنا دیا جسکی وجہ سے پانی کا اخراج بند ہوگیا اور پانی جمع ہوگیا۔ جس سے تالاب کے نواحی مکان گرنے لگے۔ حکام کو جسقدر کہا گیا کہ بند توڑ دیا جائے انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی بلکہ بند کو زیادہ مضبوط کر دیا اور علی الاعلان کہہ دیا کہ جس نے بند توڑا اسکو پھانسی دیدی جائیگی۔ جب یہ خبر حضرت قطب العالمؒ کو ہوئی تو آپنے فرمایا کہ اگر یہ لوگ بند نہیں توڑتے تو میں حق تعالیٰ سے درخواست کرونگا کہ بارش بند کردے۔ یہ فرمانا تھا کہ بارش فوراً بند ہوگئی اور خشک سالی شروع ہوگئی جس سے مکانات بچ گئے۔ دوسرے سال جب برسات کا موسم آیا تو چونکہ بند اُسی طرح موجود تھا بادل گھر کر آگئے لیکن بارش نہ ہوئی۔ چنانچہ زمیندار لوگوں نے جمع ہوکر عرض کیا کہ بارش کیلئے دعا فرمادیں۔ آپنے جواب دیا کہ جبتک تم لوگ بند نہیں توڑ دگے بارش نہیں ہوگی۔ جونہی انہوں نے بند توڑا برسات شروع ہوگئی لیکن جب پانی کی فراوانی سے فصل پھر خراب ہونے لگی تو لوگوں نے دوبارہ بند تعمیر کرنا چاہا تو گنگوہ کے مغل حکام نے انکو کہلا بھیجا کہ تم لوگ زمین پر بند لگانا چاہتے ہو اِسجگہ ایسے مردانِ خدا موجود ہیں جو آسمان میں بند لگا سکتے ہیں۔ اسکے بعد انہوں نے یہ حرکت کبھی نہ کی۔

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت قطب العالم صائم الدہر تھے۔ [یعنی ہمیشہ روزہ رکھتے تھے] اور آپکے فرزند مولانا رکن الدین کہتے ہیں کہ اس فقیر

marfat.com

کو جہانتک یاد ہے آپنے چالیس سال تک کچھ نہ کھایا سوائے ان چند ایام کے
جن میں روزہ رکھنا منع ہے۔ یعنی دو دِن عیدین کے اور تین دِن عید اضحےٰ کے
بعد کے۔ جب کھانے کیوقت حضرت اقدس اسرار و معارف بیان فرماتے تھے
تو یہ یاد نہیں رہتا تھا کہ کتنا کھایا ہے۔ آپ جسقدر کھاتے جاتے تھے پر نہیں ہوتے
تھے۔ یہ دیکھ کر بعض لوگ آپ پر بسیار خوری کا گمان کرتے تھے۔ چنانچہ آپ لوگوں
کا یہ وسوسہ ظاہر فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ یار لوگ کہتے ہیں کہ بہت کھاتا ہے
لیکن مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ کیا کھا رہا ہوں۔ اور کسقدر کھایا ہے۔ لیکن بعض اوقات
آپ چند لقموں پر اکتفا کر لیتے تھے۔ سال سنہ ۹۴۲ھ میں جب حضرت اقدس نے
لوگوں سے ملنا اور کھانا ترک کر دیا تھا تو تینتالیس دِن تک آپنے مطلقاً کچھ نہ کھایا
اور کھانے کی بو تک نہ سونگھی۔ لیکن نماز اور عبادت کی قوت برقرار رہی۔ جب کھانا
کھانے کیلئے کہا جاتا تو آپ فرماتے کہ ہماری قوت اور قیام کا انحصار کھانے پر نہیں ہے
تم اسباب کی فکر نہ کرو ہمارے لئے کھانا اور نہ کھانا برابر ہے۔ دو تین مرتبہ آپنے
اتنا بھی فرمایا کہ بہشت میں گیا ہوا تھا وہاں کچھ کھا لیا تھا۔ جب آپسے پوچھا گیا کہ وہ
کیا چیز تھی جو آپنے بہشت میں کھائی تو فرمایا اس کی مانند دنیا میں کوئی چیز نہیں
جسکی مثال دی جا سکے۔ سبحان اللہ! کیا حال اور کیا اسرار ہیں کہ مقام ابیت عند
ربی یطعمنی ویسقینی [میں رات اپنے رب کے ساتھ بسر کرتا ہوں
وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے] حدیث۔ آپکا ٹھکانہ تھا۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت قطب العالمؒ کی عمر بہت دراز تھی سلطان
بہلول لودھی کے زمانے سے لیکر آپ نصیر الدین محمد ہمایوں کے عہد تک مسند
ارشاد پر متمکن رہے اور سلاطین وقت اخلاص اور نیازمندی سے پیش آتے تھے
چنانچہ بادشاہوں کے پاس آپنے جو خطوط تحریر فرمائے انکی نقول ابتک موجود ہیں۔
اس کتاب میں بھی لکھا ہے کہ علامہ ابوالفضل نے تذکرۃ الاولیاء ہند میں لکھا ہے کہ
نصیر الدین ہمایوں بادشاہ نے علم حقائق و معارف حضرت شیخ عبدالقدوس حنفیؒ کے

marfat.com

فیض صحبت سے حاصل کیا اور اس فن میں وہ ممتاز تھا۔

حضرت شیخ رکن الدین لطائف قدسی میں فرماتے ہیں کہ حضرت قطب العالمؒ نے وصال سے تین سال پہلے خاموشی اختیار کرلی تھی اور کسی شخص کے ساتھ بات نہیں فرماتے تھے۔ اور ہر وقت فنا احدیت میں مستغرق رہتے تھے اور یہی وہ نسبت استغراق ہے جو حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ کی تھی۔ ایک دن میں نے اور میرے بھائی شیخ احمد نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں آپ کے سکوت [خاموشی] کا سبب معلوم نہیں ہوا۔ حضور بیان فرمادیں تاکہ ہمیں بھی اس سے حظ [لطف] حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا کہ بابا ہم ذکر حق میں اسقدر دل لگایا کہ اب تمام وجود دربار ذکر بن گیا ہے۔ اور ہر زبان بحر فنا موج مارتی ہے۔ اور غرق کرتی ہے اس عالم شہادت [ناسوتی دنیا] کو میرے سامنے سے ہٹا دیا جاتا ہے اور مجھے دوسرے جہان میں لے جایا جاتا ہے۔ اور پھر اس جہان میں واپس نہیں آنے دیتے لیکن اس محویت اور بیخودی کے باوجود آداب شریعت اور ارکان دین میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ حسب معمول وضو کرتے تھے اور نماز ادا کرتے تھے۔ لیکن محویت اور استغراق کا بھی کمال تھا۔ جب نماز کا وقت آتا یا کوئی ملنے والا آتا تو خادم باواز بلند حق حق کہتا تھا جس سے آپ عالم صحو [ہوشیاری] میں آجاتے تھے۔ ایک دن آپ کھڑے تھے اور قدم مبارک لڑکھڑا رہے تھے جب اس فقیر نے تکیہ دیکر سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ،

"موجہائے دریائے فنا ساعۃً فساعۃً مے آیند بہوش آمدن نمے دہند"

[بحر فنا کی موجیں لحظہ بلحظہ آرہی ہیں اور ہوش میں نہیں آنے دیتیں]

سبحان اللہ! کیا کمال ہے اور کیا حال ہے۔

وصال اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ بروز دوشنبہ پندرہ ماہ جمادی الاخریٰ ۹۲۴ھ کو حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کا عرس تھا اور اسی روز حضرت قطب العالمؒ کو تپ لرزیدہ ہوگیا۔ چار دن بخار رہا۔ پانچویں دن جو جمعہ کا دن تھا آپکو افاقہ ہوا اور نماز

marfat.com

جمعہ ادا کی۔ نماز کے بعد پھر بخار ہو گیا اور مزید چار دن بخار رہا۔ آخر بروز سہ شنبہ بوقت چاشت بتاریخ ۲۲ ماہ جمادی الآخر ۹۴۴ھ آپ نے مشاہدہ دوست میں جان تسلیم کر دی۔ مراۃ الاسرار اور اخبار الاخیار میں آپکی تاریخ وصال ۹۴۵ھ بتائی گئی ہے لیکن پہلی روایت صحیح ہے۔ آپکی عمر چراسی سال تھی جس میں سے سنتیس۳۷ سال ردولی شریف میں رہ کر کسب کمال فرمایا پینتیس۳۵ سال شاہ آباد میں، اور چودہ سال گنگوہ شریف میں لبسر فرما کر رشد و ہدایت خلق کے فرائض انجام دیئے۔ آپکا مزار مبارک گنگوہ شریف صاحب رواو لپشت پناہ خلق ہے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

روایت ہے کہ حضرت اقدس نے مرض الموت میں عبادت میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ باوجودیکہ محویت واستغراق کمال پر تھا۔ آخری رات آپنے ستر مرتبہ وضو کیا اور نماز تحیتہ الوضو ادا کی۔ آخر جب جان پاؤں مبارک سے نکل چکی تھی تو آپنے اشارے سے وضو کیا اور وضو کے بعد نماز کی نیت کی اور اشارے سے رکوع و سجود کرتے رہے اس اثنا میں آپ پر محویت کا غلبہ ہوا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ کے وصال پر ملال سارے جہاں میں اندھیرا چھا گیا۔ آپ کے فرزند حضرت شیخ رکن الدین فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس کو غسل کے بعد کفن پہنایا گیا تو اس فقیر نے آپکے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ دل میں حرکت تھی اور ذکر جاری تھا جیسا کہ بوقت حیات تھا۔ حدیث اِنَّ اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلون من دار الی دار [تحقیق اللہ کے دوست مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں] سے یہی مُراد ہے۔

حضرت اقدس کی اہلیہ محترمہ رابعہ عصر تھیں

شیخ رکن الدینؒ نے لطائف قدسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہماری والدہ ماجدہ بھی اولیاء اللہ میں سے تھیں۔ آپ قرآن مجید کے دو سپارے روزانہ تلاوت کرتی تھیں۔ مسائل شریعت سے واقف تھیں اور ہمیشہ مطالعہ کتب میں مصروف رہتی تھیں۔ نماز اشراق، چاشت، تہجد آپ سے کبھی فوت نہ ہوئی تھیں۔ وضو

marfat.com

کرتے وقت آپ دنیا کی بات نہیں کرتی تھیں اور فرض، سنت، نوافل پوری طرح ادا کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں آپ شغل باطن میں بھی مشغول رہتی تھیں اور صاحبہ کشف و کرامات تھیں۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتی تھیں بعینہٖ وہی ہوتا تھا۔ ایک رات شاہ آباد میں تہجد کے بعد آپ مصلے پر بیٹھی تھیں کہ حجاب اٹھ گیا اور عین بیداری میں دیکھا کہ خراسان سے آتش سوزاں آرہی ہے اور ہر خشک وتر کو جلا رہی ہے۔ علی الصبح آپ نے تمام بیٹوں کو یہ معاملہ بتادیا اور فرمایا کہ کوئی بلا نازل ہونے والی ہے۔ اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ آخر یہ بلا مغلوں کے حملے کی صورت میں ظاہر ہوئی جس سے سارا ملک تاخت وتاراج ہوگیا۔ اس رابعہ عصر کا مزار گنگوہ شریف میں زیارت گاہِ خلق ہے۔ رحمتہ اللہ علیہا۔

اولاد امجاد اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ کی اولاد بہت تھی۔ آپکے تمام فرزند عالم، عارف، عابد زاہد اور مشائخ تھے۔ لیکن انمیں سے حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہٗ زیادہ متبرک اور مشرب کمال درویشی سے موصوف تھے۔ اور ہمیشہ اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ صاحب سیر الاقطاب فرماتے ہیں کہ حضرت قطب العالم کے تمام بیٹے ولی کامل اور عالم و فاضل تھے۔ علی الخصوص آپکے بڑے بیٹے اور جانشین حضرت شیخ حمید دوسرے بیٹے حضرت شیخ رکن الدینؒ اور حضرت شیخ احمدؒ قطب وقت اور عارف روزگار تھے۔ لیکن ان سب میں حضرت شیخ رکن الدین کشف و کرامات کے میدان میں بڑھے ہوئے تھے چنانچہ قطب العالم نے بارہا فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ نے مجھ سے قیامت کے دن دریافت فرمایا کہ دنیا سے ہماری درگاہ میں کیا لائے ہو تو ایک ہاتھ سے شیخ جلال الدین تھانیسری اور دوسرے ہاتھ سے شیخ رکن الدین کو لیکر عرض کرونگا انکو لایا ہوں۔

حضرت شیخ رکن الدینؒ یہ وہی شیخ رکن الدین ہیں کہ جنکے وصال کے چند سال بعد جب کسی وجہ سے آپکی مرقد مبارک کو کھولا گیا تو صندوق میں سوائے داڑھی کے چند بالوں کے کچھ نہ تھا جو آثار بشریت موجود تھے۔

marfat.com

اس فقیر نے ثقات سے سُنا ہے کہ ایک دِن حضرت قطب العالم کی خانقاہ میں مجلس سماع منعقد ہوئی تو حضرت شیخ رکن الدین پر وجد طاری ہوگیا۔ جب آپ مرتبہ شہود اور تنزیہہ پر پہنچے تو صفات کثرت سے مجرد ہو کر آپ عین وجد کی حالت میں لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے اور دیر تک لوگوں کے سامنے صرف آپ کا پیراہن رقص کرتا ہوا نظر آرہا تھا باقی کچھ نظر نہ آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اُسوقت حضرت قطب العالم نے اذان دی جس سے انہوں نے عالم غیب سے عالم شہادت کی طرف رجوع کیا۔ اور لوگوں کو نظر آنے لگے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ عین رقص کی حالت میں ہوا میں پرواز کر گئے اور آسمان کیطرف اسقدر اوپر تشریف لے گئے کہ نظروں سے غائب ہو گئے۔ بہرحال نور ذاتِ معشوق نور ذات عاشق پر اسقدر غالب آیا کہ عاشق کو اپنے جمال و جلال کے جلوؤں کے اندر مخفی کر دیا بلکہ اسوقت شیخ رکن الدینؒ عین نورِ ذات ہو گئے تھے۔ فہم من فہم۔ چنانچہ جسطرح حضرت قطب العالم کے مکتوبات میں سے ہر مکتوب بحرِ ذات بے کنار کے اسرار و معارف کا گنجینہ ہے اسی طرح حضرت شیخ رکن الدین کی تصنیف مجمع البحرین بھی حقائق و معارف ذات و صفات کا مجموعہ ہے۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے والدِ ماجد حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی کی بیعت اگرچہ حضرت قطب العالم کیساتھ تھی لیکن آپ نے تربیت حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری اور حضرت شیخ رکن الدین سے حاصل کی۔ حضرت شیخ رکن الدین کا وصال یکم ماہ شوال عین عید فطر کے دِن ہوا اور قصبہ گنگوہ ہی میں اپنے والد ماجد کے آستانہ میں مدفون ہوئے۔ آپکا سن وصال تا حال نظروں سے نہیں گذرا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ عزیز اللہؒ

حضرت شیخ رکن الدین کے وصال کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ المشائخ شیخ عزیز اللہ قدس سرہٗ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ حضرت شیخ عزیز اللہ اسقدر باکمال بزرگ تھے کہ جو شخص آپکا خرقہ پہنتا تھا پہنتے ہی فوراً صاحبِ حال ہو جاتا تھا۔ مراۃ الاسرار میں لکھا

marfat.com

ہے کہ حضرت قطب العالم قدس سرہٗ کے حسن تربیت سے اسقدر خلفائم رتبہ کمال کو پہنچکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے کہ شمار سے باہر ہیں۔ انمیں سے چند حضرات کا ذکر یہاں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری فاروقیؒ

حضرت قطب العالم کے خلیفہ اوّل و اعظم حضرت شیخ جلال الدین محمود الفاروقی تھانیسری قدس سرہٗ ہیں کہ جنکا وجود اس سلسلہ عالیہ میں بلاتفاوت وجبت عین وجود حضرت اقدس تھا۔ آپکا مفصل ذکر بعد میں آرہا ہے۔

حضرت شیخ عبد الغفور اعظم پوریؒ

آپکے دوسرے خلیفہ حضرت شیخ عبد الغفور اعظم پوری تھے۔ اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آنحضرتؐ نے انکو یہ درود شریف تلقین فرمایا اللّٰھم صلی علی محمد و آلہٖ بعدد اسمائک الحسنیٰ۔ آپکے کوچہ طریقت میں آنے کا واقعہ یہ ہے کہ آپ کا پیشہ ملازمت تھا اور ہمیشہ سپاہ گری کرتے تھے۔ ایک دن بازار میں کھڑے تھے جب حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ امنیریؒ کے مکتوبات کا ایک جزو کسی کے ہاتھ میں دیکھا تو اس سے لیکر مطالعہ کیا اور اسمیں ترک دنیا اور اسکی مذمت کا ذکر تھا۔ پڑھتے ہی آپکے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہی اور سارا مال و اسباب راہ حق میں دیکر خلوت نشین ہوگئے اور یاد خدا میں مشغول ہوئے ایک رات آخر شب آپ خلوت میں بیٹھے تھے کہ سامنے کی دیوار پھٹ گئی اور وہاں سے ایک سوار نمودار ہوا جس نے آپسے کہا "السلام علیکم یا سراج العارفین" یہ کہکر دوسری طرف یعنی مشرق کی دیوار سے نکل گیا۔ اسی طرح چالیس ابدال مقابل کی دیوار سے آئے اور سلام کر کے مشرق کی دیوار سے نکل گئے۔ آخری آدمی نے کہا کہ آپ کیوں بیٹھے ہیں اٹھیں اور مرد خدا کا دامن پکڑیں۔ کیونکہ یہ کام خود بخود نہیں ہوتا۔ اُسی روز سے آپکو کے دل میں آگاہی پیدا ہوئی اور دوسرے دن باہر نکل تلاش شیخ میں جا بجا پھرنے لگے۔ حضرت قطب العالم کو کشف باطن سے اسبات کا علم ہوگیا

marfat.com

اور ایک خط لکھکر ایک درویش کو دیا کہ فلاں مقام پر اس حلیہ کا ایک شخص تلاش شیخ میں پھر رہا ہے یہ خط اسکو پہنچادو۔ اور اُسے ہمارے پاس لے آؤ۔ درویش خط لیکر اس علاقے میں گیا اور انکو تلاش کر کے خط دیدیا۔ انہوں نے جب خط کو دیکھا تو پہلا شعر یہ تھا ؎

چنگ در حضرتِ خدا زدہٗ   آنچہ او نیست پشت پا زدہٗ

[تم نے خدا کے دامن میں ہاتھ ڈالا ہے اور غیر اللہ پر لات ماری ہے]

یہ شعر پڑھتے ہی انکی حالت دگر گوں ہوگئی اور فی الفور گنگوہ پہنچ کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔ کچھ عرصہ تعلیم و تربیت دینے کے بعد حضرت اقدس نے انکو خلافت عطا فرمائی اور اپنے وطن اعظم پور بھیج دیا۔ رخصت کرتے وقت حضرت اقدس نے انکو یہ بھی وصیت فرمائی کہ نعمت باطن کا ایک حصہ تجھے ایک مجذوب سے ملنا ہے جو فرقہ ملامتیہ سے تعلق رکھتا ہے وہ قصبہ ہتناور میں رہتے ہیں وہاں جاکر لے لینا۔ جب شیخ عبدالغفور گھر پہنچے تو حضرت شیخ کے فرمان کے مطابق ہتناور گئے اور اس مجذوب کو دیکھا کہ شراب کی صراحی ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں۔ انکے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص خلاف شرع کام کر رہا ہے مجھے کیا نعمت دیگا۔ چنانچہ وہاں سے واپس ہوکر ایک مسجد میں گئے اور جاکر سو گئے۔ دل میں ارادہ یہ تھا کہ نماز کے بعد واپس اعظم پور چلا جاؤنگا۔ اتفاقاً نیند کی حالت میں انکو احتلام ہوگیا اور غسل کیخاطر غسلخانہ میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر گھڑا شراب سے پُر ہے۔ اسکے بعد وہ دوسری مساجد میں گئے اور ہر جگہ پانی کے مٹکوں کو شراب سے بھرا ہوا پایا۔ اسکے بعد وہ دریائے گنگا پر گئے وہاں بھی شراب کے سوا کچھ نہ پایا اسکے بعد اب انکو یقین ہوگیا کہ یہ اس مجذوب کا تصرف ہے۔ ناچار اپنے وساوس سے تائب ہوکر انکی خدمت میں واپس پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھتے ہی شیخ عبدالغفور سے فرمایا کہ اگرچہ ہم لوگ ملامتی ہیں لیکن تم عالم ہو تمہیں حدیث نبوی ظن المومنین خیراً [مومن کا گمان نیک ہونا چاہیے] پر عمل کرنا چاہیے۔ اور ہر شخص پر نیک گمان

marfat.com

کرنا چاہیئے۔ تمہیں یاد نہیں کہ تمہارے پیر دستگیر کا فرمان کیا تھا۔ شیخ عبدالغفور نے عجز و انکسار سے عرض کیا کہ مجھ سے خطا ہوگئی ہے معاف فرما دیں۔ مجذوب نے ان پر رحم کیا اور وہ نعمت جو انکے پاس امانت تھی انکے سپرد کردی۔ اسکے بعد شیخ عبدالغفور اعظم پور جاکر تربیت مریدین میں مشغول ہوگئے۔ اور انکے حسن تربیت سے بہت لوگ مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔ چنانچہ آپکے خلفائیں سے ایک میر سید علاؤ الدین ساکن کتنہ تھے۔ انکو جب دفن کیا گیا تو قبر سے تین مرتبہ اسم پاک اللہ اللہ اللہ کی آواز آئی اور آسمان سے ایک شعلۂ نور اتر کر قبر میں غائب ہوگیا۔ حضرت شیخ عبدالغفور کے فرزند شیخ ابو اسحاق اور حضرت شیخ احمد سراج العارفین بھی کاملین روزگار میں سے تھے۔

دیگر خلفاء حضرت قطب عالم قدس سرہٗ کے چوتھے خلیفہ حضرت شیخ عبدالعزیز کراکوئی ہیں۔ پانچویں خلیفہ حضرت شیخ عبدالستار سہارنپوری، چھٹے خلیفہ حضرت شیخ عبدالاحد ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے والد ماجد تھے۔ ساتویں خلیفہ میر سید رفیع الدین اکبر آبادی، آٹھویں خلیفہ شیخ عبدالرحمٰن تھے جنکے نام حضرت قطب العالم کے کئی خطوط مکتوبات قدوسیہ میں موجود ہیں۔ انکے علاوہ آپکے اور خلفائے صاحب کمال بھی بہت تھے جنکے اسمائے گرامی مکتوبات میں پائے جاتے ہیں۔ اس فقیر نے ایک کتاب کے حاشیہ پر لکھا دیکھا ہے کہ حضرت قطب العالم کے پانچ ہزار خلفائے کامل و مکمل تھے۔ رحمتہ اللہ علیہم۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود — ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

**

marfat.com

حضرت شیخ جلال الدین محمود فاروقی تھانیسریؒ

آں سر حلقۂ دُرد کشان جامِ وصال، از انوار بریز و مالا مال، مرد میدان جاہدو فی اللہ قتیل صمصام اقتلوا فی سبیل اللہ، آں بنور کتاب و سنت مؤیّد، آں ناظر جمال مطلق در مقید متحقق در مقام ذوق و شہود، قطب حقیقت حضرت شیخ جلال الدین ابن شیخ محمود قدس سرہٗ جمال اہل طریقت و کمال اہل حقیقت تھے۔ اور سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود [انکی پیشانی میں سجدوں کے اثرات ظاہر ہیں] کا نور آپ کی پیشانی میں ہر شخص کو نظر آتا تھا۔

یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ [اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں] میں سے دونوں مقامات کا سہرا آپکے سر تھا۔ اور آپکے رُخ انور پر جلوہ گر تھا۔ آپ مجذوبانِ[1] سالک میں سے تھے۔ بلکہ جذب و سلوک دونوں سے گذر کر اقلیم باطن میں جُنیدِ وقت اور شبلیٔ دہر تھے۔ بلکہ ان سے بھی برتر تھے۔ غرضیکہ آپکا مقام وہ تھا کہ کسی دوسرے سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ آپکے کمالات کی دلیل آپکی اپنی ذات ستودہ صفات کافی ہے نسبت عاشقی کا یہ عالم تھا کہ اگر وہ متشکل ہوتی تو آپکی صورت میں ظہور کرتی اور نسبت معشوقی کا یہ حال تھا کہ اگر وہ غیب ہویت کے پردوں سے باہر آکر کوئی صورت اختیار کرتی وہ آپکے آئینہ روح پر فتوح کے سوا کسی جگہ متجلی نہ ہوتی۔ آپ اسبات سے بلند و بالاتر ہیں کہ آپکو کشف و کرامات سے نسبت دی جائے یا آپکے احوال و مقامات کی تعریف کی جائے

---

[1] درویش دو قسم کے ہوتے ہیں ایک مجذوب سالک، دوسرے سالک مجذوب، مجذوب سالک وہ ہوتے ہیں جنکو پہلے جذبۂ الٰہی اپنی آغوش میں لیتا ہے اور مست و بیخود ہو جاتے ہیں اور پھر سلوک تمام کرتے ہیں۔ سالک مجذوب انکو کہتے ہیں جو پہلے مجاہدات و ریاضات کرتے ہیں اور پھر اُن پر جذب طاری ہوتا ہے۔

marfat.com

خواجہ حافظ شیرازی کا یہ مصرع آپکے حق میں صادق آتا ہے ع

باٰب و رنگ وخال وخط چہ حاجت روئے زیبارا[1]

[دوست کے حسین وجمیل چہرے کو زیب و زینت کی حاجت نہیں]

آپکی نظر جلال فنابخش مریدین اور طالبین کے حق میں اکسیر معرفت تھی جس سے ایک لحظہ سالک کو جلوہ جمال حق نظر آتا تھا۔ اور عالم ناسوت سے نکل کر فضائے لاہوت میں پرداز کرتا تھا۔ ریاضت و مجاہدات میں بایزید بسطامی سے بھی بڑھکر تھے اور ہر لمحہ اور ہر لحظہ عشق وتفرید وہ قدم بڑھ چڑھ کر رکھتے تھے۔ آپ حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ کے محبوب ترین خلیفہ تھے۔ اٹھارہ سال میں آپکا مجاہدہ مشاہدہ میں مبدل ہوگیا اور فتح باب حقیقی حاصل ہوئی۔ اور حضرت قطب العالم کے تمام احوال واستغراق آپکو ورثہ میں ملے۔ آپکا اصل وطن بلخ تھا۔ اور تھانیسر میں قیام پذیر تھے۔ آپکا سلسلہ نسب پدری ومادری حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے آپکے والد ماجد کا اسم گرامی قاضی محمود تھا۔ آپنے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا اور سترہ سال میں اکثر علوم کی تحصیل تمام کر کے فتوے لکھتے تھے۔ روز اول سے آخر تک آپ صاحب استقامت رہے۔ ایک دن بیمار ہوئے اور خادم سے دوا طلب کی۔ جب خادم نے دوا تیار کر کے پیش کی تو آپنے تناول فرمانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ شریعت کا حکم یاد آگیا کہ چارپائی پر دوائی کھانا ممنوع ہے چنانچہ آپ چارپائی سے فرش پر بیٹھے اور دوائی تناول فرمائی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپکے دل میں شریعت کا کسقدر احترام تھا کہ تھوڑی دوائی بھی حکم شریعت کیخلاف نہ کھائی۔ غرضیکہ متاخرین

---

[1] پورا شعر یہ ہے ؎

زعشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است
باٰب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا

اقبال نے اس پر یوں تضمین لگائی ہے ؎

سماں الفقر و فخری کا رہا شان امارت میں
باٰب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا

یہ بھی شاید اقبال کی تضمین ہے ؎

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی
باٰب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا

marfat.com

یں مشائخ کبار میں سے کوئی شخص مشکل سے آپکی طرح ہوگا۔ بلکہ آپ سے بزرگتر بھی کوئی نہ ہوگا۔ آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔

بیعت ہونے کا واقعہ

آپکے حضرت قطب العالم سے بیعت ہونے کا واقعہ جو ہم نے مشائخ سے سُنا ہے یوں ہے کہ تھانیسر کے کچھ جولاہے حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کے مرید تھے اور حضرت اقدس بعض اوقات سیر و تفریح کیخاطر تھانیسر تشریف لایا کرتے تھے اور اُن مریدین کے ہاں قیام فرماتے تھے۔ ایکدفعہ جب آپ تھانیسر تشریف لے گئے تو شیخ جلال الدین کو اسکی اطلاع ہوئی اسوقت وہ تھانیسر کے اکابر علماء اور اجل فضلا میں سے تھے اور طلباء کے درس و تدریس میں مشغول تھے۔ لیکن سماع سے سخت نفرت تھی۔ جب وہ جولاہے پنجگانہ نماز کیلئے مسجد میں جاتے تھے تو شیخ جلال الدین اُن سے کہتے تھے کہ ہم نے سُنا ہے کہ تمہارا پیر آیا ہوا ہے اور رقص و سماع جیسی بدعات کا مرتکب ہے میرا خیال ہے اگر اُن سے ان غیر شرع حرکات کیوجہ دریافت کروں۔ خیر فی الحال جب تم لوگ اپنے رقاص پیر کے پاس جاؤ تو میرا سلام کہنا۔ چنانچہ انہوں نے گھر آکر سلام پہنچایا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جب تم لوگ نماز کیلئے دوسری بار جاؤ تو شیخ جلال سے کہنا کہ ہمارا پیر رقص کرتا ہے اور رقص کراتا بھی ہے۔ الغرض ایکدن جب حضرت قطب العالم شغل باطن میں مصروف بیٹھے تھے تو غیب سے ہاتف نے آواز دی اور فرمان ہوا کہ ہم نے جلال تجھے بخشا ہے۔ اسکے مدرسہ میں جاؤ اور اُسے مرید بنا کر ہمارے جمال سے آشنا کرو۔ حضرت قطب العالم فوراً اٹھکر شیخ جلال کے مدرسہ میں پہنچے اور دیکھا کہ بہت سے طالبعلم حلقہ باندھے انکے گرد بیٹھے ہیں۔ کتابوں کا ڈھیر انکے سامنے پڑا ہے اور وہ درس میں مشغول ہیں۔ حضرت اقدس سلام کرکے مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ جب شیخ جلال درس سے فارغ ہوئے اور ظاہری علم کے طالب رخصت ہوکر اپنے گھر چلے گئے تو وہ وقت آگیا جب انکا تختۂ دل ظاہری نقوش سے پاک ہوکر تجلیات ذات و صفات کی جلوہ گاہ بنے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت

marfat.com

شیخ کے پاس جاکر اپنے حواس ظاہری و باطنی کو جمع کیا اور پوچھا کہ میاں فقیر کہاں سے آئے ہو۔ چونکہ حضرت اقدس کو معلوم تھا کہ انکے تعینات ختم ہونے اور نور ذات سے واصل ہونے کا وقت آگیا ہے زبان ناطق بحق اور ترجمان اسرار مطلق سے فرمایا کہ میں وہی رقص کرنیوالا فقیر ہوں۔ یہ کہہ کر آپنے نظرِ حق بین سے ایک ایسی شوق انگیز اور کثرت سوز نگاہ ڈالی کہ جس سے نار جلال کے شعلے بھڑک اٹھے اور تمام کتب علوم ظاہری اور نقوش غیر و غیریت جو شیخ جلال کے دل میں تھے سب جل کر نیست و نابود ہو گئے انکی حالت دگرگوں ہوگئی اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور یہ کتابیں بہت اچھی اور نایاب ہیں انکا جل جانا بہت المناک ہے آپ نے فرمایا کہ یہ آتش جو تم دیکھ رہے ہو نارِ حامیہ اور شرار ذات ہے اور یہ کتابیں عالم صفات ہیں۔ انکو باقی نہیں رہنا چاہیئے بلکہ جل جانا چاہیئے۔ بات یہ ہے کہ تم ابھی عالم کثرت کے حروف سیاہ میں پھنسے ہوئے ہو اور ابتک نور توحید وحدت تمہارے دِل میں مسلط نہیں ہوا۔ یہ بات کہی اور شیخ جلال کے دِل کیطرف تصرف قوی اور توجہ باطنی سے متوجہ ہوئے۔ جس سے فوراً شیخ جلال کی نظر میں جلال وحدت حقیقی جلوہ گر ہوا۔ اور ظلمت کثرت انکے آئینہ دل سے صاف ہوگئی۔ جب انہوں نے حضرت قطب العالم کی ذات میں جمال حق کا مشاہدہ کیا اور بے اختیار ہوکر بعیت سے مشرف ہوئے اور بعیت۔ کے ظاہری و باطنی لوازم بجالائے۔ حضرت شیخ نے کلاہِ چار ترکی اپنے سر مبارک سے اتار کر انکے سر پر رکھی جس سے وہ تعلقات قلبیہ، نفسیہ اور حسیہ سے فارغ ہوئے

تلقین اذکار و مشاغل اور انکے اثرات

حضرت اقدس نے انکو شغل نفی اثبات تلقین فرمایا اور خلوتِ تام اور مجاہدہ دوام کا حکم دیا۔ چنانچہ شیخ جلال الدینؒ نے اپنے پیر دستگیر کے حکم کے مطابق شب و روز ذکر نفی و اثبات بہ طریق خفی و جلی حبس دم کے ساتھ اور بغیر حبس دم پر کمر بستہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے صوتِ مستقیم [صوت سرمدی یا ذکر اللہ]

marfat.com

آپکے دماغ میں تیزی سے پیدا ہوئی اَور رفتہ رفتہ اس آواز سے آپکے جسم پر لرزہ اَور بیہوشی طاری ہوگئی جو ظہورِ الہاماتِ ذاتیہ و صفاتیہ کی ابتدا ہے۔ کچھ عرصہ تک یہ حالت مخفی طور پر پیش آتی رہی اسکے بعد اس ظہور پیا پے اور متواتر ہونے لگا اَور قدرے بیخودی طاری ہونے لگی جب انہوں نے حضرت شیخؒ سے یہ ماجرا بیان کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اَور فرمایا ہمارے مشرب کے احباب دو تین سال میں اس نعمت عظمٰی سے سرفراز ہوتے تھے۔ لیکن تم نے دیر لگا دی ہے۔ خیر اگرچہ دیر ہے آہو در چنگِ شیر ہے۔ بڑی دیگ دیر سے پکتی ہے۔ خوش اَور خرم رہو۔ فکر بالکل نہ کرو اور دلیر بن کے رہو۔ کیونکہ اس صورت کے بعد اس شغل کا عظیم غلبہ ہوگا اَور یہ آواز متجسم ہوجائے گی اَور وَنُفِخَ فِی الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَمَن فِی الاَرضِ [اَور صور پھونکا جائیگا جس سے جو کچھ آسمانوں اَور زمین میں بے خود ہوجائیگا] کی حالت پیدا ہوجاتی ہے جس سے سالک کون و مکان سے باہر نکل جاتا ہے [یعنی زمان و مکان کی قید سے رہائی پاکر عالم قدس میں پہنچ جاتا ہے] اَور ایسا محو اَور مستغرق ہوتا ہے کہ اپنے وجود سے بالکل بے خبر [اَور پاک] ہو جاتا ہے۔ اس فقیر پر جب یہ حالت طاری ہوئی تو جنگلوں میں نکل گیا تھا۔ لیکن یاد رہے کہ یہ مریدین کی ابتدائی حالت ہوتی ہے اَور جب شیرِ ولایت مشائخ کے پستان سے نکل کر مریدین کی پرورش کرتا ہے تو شنیدہ دیدہ بلکہ عین شہود و نمود بن جاتا ہے۔ جب شیخ جلال الدینؒ نے اپنے پیر روشن ضمیر سے یہ بشارت دلپذیر سنی تو مجاہدات و ریاضات تیز تر کر دیئے حتیٰ کہ اس صوتِ مستقیم کا غلبہ ہوا اَور آپکی نیند جاتی رہی اَور آپ کے سینہ میں ذکر اس شدت سے جاری ہوا کہ نیند میں بھی جاری رہتا تھا۔ اسوقت آپ پر حقیقت ذکر کا راز منکشف ہوا۔ اسکے بعد بجلی کی سی کڑک سنائی دینے لگی اور اس برقی آواز کا آپکے دماغ پر اسقدر اثر ہوتا تھا کہ محویت اَور بیخودی طاری ہوجاتی تھی۔ کچھ عرصے کے بعد بجلی کی اس آواز جسکی خاصیت محویت اَور بیخودی ہے کا آپ پر اس کثرت سے درود ہونے لگا کہ تھوڑی دیر میں سترہ بار یا کم و بیش آپکے دماغ پر گرنے لگی جس سے محویت در محویت پیدا ہوتی رہی۔ اس سے

marfat.com

آپکے جسم میں اسقدر درد پیدا ہوا کہ گویا سب اعضاء الگ الگ ہو گئے ہیں اور وہ حالت پہاڑ کیطرح آپ پر بوجھل ہو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد افاقہ ہو جاتا تھا جس سے ذوق و فرحت میسر ہوتی تھی لیکن تھکان دیر تک رہتی تھی۔ چنانچہ آپنے یہ کیفیت بھی حضرت قطب العالم سے بیان کی اور یہ بھی عرض کیا کہ اب قدرے نیند بھی آجاتی ہے اور شدت حال میں کچھ کمی بھی واقع ہوئی ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا یہ غیبی دودھ ہے جو شیخ کے پستانِ ولایت سے نکل کر طفلانِ صادق اور عاشقانِ واثق کو اس طریقے سے ملتا ہے اور بتدریج انکی پرورش ہوتی ہے اگر اسکا ورود یکبارگی ہو طالب کا وجود جعلہ دکاً کے بمصداق پارہ پارہ ہو جلئے اور خرّ موسیٰ صعقا کا عمل جاری ہو جائے اب تجھے یہ تین چیزیں لازم پکڑنی چاہییں اوّل دوام، دوم خلوہ معدہ از طعام اگر طعام خشک ہو تو زیادہ بہتر ہے سوم شغل باطن بمع جمیع آداب و شرائط بالخصوص مخالفتِ نفس جیسا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے حال میں غارِ حرا میں جاکر مشغول رہتے تھے حتیٰ کہ جبرائیل علیہ السلام آکر آپکو جھنجوڑتے تھے اور چلے جاتے تھے اسکے بعد آپ پختہ روزگار اور حاجب وحی ہوئے۔ روایت ہے کہ بعض اوقات نزول وحی کے وقت آپ بیخود ہو کر گر پڑتے تھے۔ یہ بیخودی تجھے مبارک ہو۔ اپنے کام میں لگے رہو اور ارحم الراحمین اپنا کام کریگا۔ اور تجھے بلند مرتبہ پر پہنچا دیگا۔ حضرت شیخ سے یہ مژدہ جانفزا سُن کر شیخ جلال الدینؒ کے دل میں جہاد کا جذبہ اور بھی مضبوط ہوا

شغل سہ پایہ اور شغل بہو نکم کی تلقین

اسکے بعد حضرت قطب العالم نے آپکو شغل بہونکم اور شغل سہ پایہ[1] تلقین فرمایا۔ کچھ عرصے کے بعد آپنے حضرت قطب العالم کی خدمت

---

[1] شغل سہ پایہ دراصل سلسلہ عالیہ قادریہ کا شغل ہے اور دائرہ قادریہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ شغل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو تعلیم فرمایا تھا اور انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو تعلیم فرمایا۔ اسی طرح شغل سرگوشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کو تعلیم فرمایا اور آپنے حضرت غوث الاعظم کو تعلیم فرمایا۔ یہ شغل سہ پایہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ تین اسمائے الٰہیہ اللہ سمیع، اللہ بصیر، اللہ علیم کی ضربیں لطائف پر لگائی جاتی ہیں جن سے لطائف زندہ ہو کر ذاکر ہو جاتے ہیں اور پورا گھر نورانی ہو جاتا ہے بے حد موثر شغل ہے اور برزخ شیخ میں کیا جاتا ہے۔

marfat.com

میں عرض کیا کہ ابتک " اِذَا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان مالها " کی کیفیت جاری ہے لیکن ابات کا یقین نہیں کہ یومئذٍ تحدث اخبارها باَنَّ ربک اوحی لها کا وقت آیا ہے یا نہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ جب وہ حالت قائم ہے تو تحدث اخبارها بان ربك اوحی لها کے جمال انوار کی کیفیت بھی قائم ہے کیونکہ یہ چیز اگرچہ مخفی ہے لیکن روشن بھی ہے اور عشق اور دیگر جوشندہ کبھی مخفی نہیں رہتے بلکہ جھاگ منہ سے نکل ہی آتی ہے۔ تمام کام میں لگے رہو جب وقت آئیگا وہ کیفیت خود بخود بتا دیگی کہ کیا ہے۔ جب حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ نے یہ بشارت سُنی تو انکی ہمت بلند ہوتی اور مجاہدات کو تیز تر کر دیا حتیٰ کہ اس چیز کا مشاہدہ ہوگیا سبحان اللہ!

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ حضرت قطب العالم کے اصحاب میں ممتاز تھے اور آپکے کمالات انبیاء علیہم السلام کے مشابہ تھے۔ آپکے کسی پیر بھائی کی یہ حالت نہیں تھی۔

حضرت شیخ عبدالرحمن کا ایک خط حضرت قطب العالم کی خدمت میں

البتہ حضرت شیخ عبدالرحمنؒ بھی حضرت قطب العالم کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں شیخ عبدالرحمنؒ نے ایک خط لکھا جسمیں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک رات تہجد کے بعد نیم بیداری کی حالت میں بیٹھا تھا کہ غیب سے گوش جان میں ہاتف کی یہ آواز سنائی دی " تم اسی جگہ بیٹھے رہو حال تمہارے استقبال کیلئے آتا ہے اور تجھ سے دوری کو دور کرتا ہے " میرے دل میں خیال آیا کہ شاید مجھ سے حال کو سلب کر لیا گیا ہے۔ اس وسواس کے آتے ہی آواز آئی کہ تجھ سے کوئی حال نہیں گیا اور کشائش کا دروازہ تم پر بند نہیں ہوا۔ دو رات بعد سلطان ذکر کا ورود ہوا اور آیہ اِنَّ الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها [جب بادشاہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تاخت و تاراج کر ڈالتے ہیں] کے مطابق میرے وجود کو تاخت و تاراج کر ڈالا اور آیہ وجعلوا اعزة اهلها اذله [اور لوگوں

marfat.com

کی عزت کو ذلت میں تبدیل کر دیتے ہیں] کے مطابق میرا نفس مغلوب ہوا اور مجھے تصفیہ قلب نصیب ہوا۔ اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آسمان پھٹ گیا ہے اور بجلی کی سی آواز میرے گوشِ جان میں آئی۔ اسوقت آسمان سے ایک گرز نازل ہوا جسکی وجہ سے بے پناہ شور و شغب برپا ہوا اور میرے گرد و پیش اور بالائے سر معلق ہوگیا۔ اس آواز کی ہیبت سے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا، میں دم بخود ہو کر بیٹھ رہا اور اس خنجر حال کے سامنے سر تسلیم خم کرلیا۔ اپنے آپ سے بھی بے خبر ہوگیا اور فنا سے گذر فنا الفنا[۱] میں جا پہنچا۔ جب اپنی خودی پر کھیل گیا تو نئی جان اور نئی روح پائی۔ اور اس شعر کو اپنے حال پر صادق پایا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را   ہر زماں از غیب جان دیگر است

[جو لوگ دوست کے خنجر کے سامنے جان تسلیم کر لیتے ہیں انکو غیب سے ہر لحظہ نئی جان ملتی ہے]

دوسری رات حسب وعدہ اس چیز کو اپنے وجود میں ظاہر دیکھا اور سارے وجود سے وہ آواز نکلنے لگی جسکی وجہ میرا گوشت و پوست و دل پگھلنے لگا۔ چونکہ یہ حال مجھ پر سخت دشوار تھا لہٰذا میں کوشش کرکے اس سے باہر آیا۔ لیکن جب مقام صحو [ہوشیاری] میں آیا تو بہت رنجیدہ خاطر ہوا کہ کیوں اپنے آپکو اس جہان سے علیحدہ کیا۔ اور اپنے آپکو اس حال کے سپرد کیوں نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات درویش کو واردات میں بھی اختیار ہوتا ہے۔

دوسری واردات

اس خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک اور رات یہ فقیر اپنے حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہی زلزلہ [سلطان ذکر] وارد ہوا اور تیز و تند ہوا چلنے لگی۔ اسکے ساتھ بجلی کی گرج پُر زور پڑتی تھی اور در و دیوار ہلنے لگے۔ نیز طاق میں جو کتابیں پڑی تھیں انکے اوراق بھی اڑنے لگے۔ اور میں انکو چننے لگا۔ اسبات سے بھی ڈر رہا تھا کہ ہوا قبلہ کی جانب سے آرہی تھی اور بڑی شدت سے اس فقیر کے سر سے گذر رہی

۱؎ فنا اور فنا الفنا میں یہ فرق ہے کہ فنا میں فنا کا احساس و شعور رہتا ہے لیکن فنا الفنار میں یہ شعور بھی نہیں رہتا کہ میں فنا ہو چکا ہوں۔

marfat.com

تھی۔ سبحان اللہ! کس قوت سے ہوا چل رہی تھی اور میرے وجود کو کس طرح جھنجھوڑ رہی تھی جسکی وجہ سے یہ فقیر زمین پر غلطاں و پیچاں تھا اور انعام الم کا مزہ چکھ رہا تھا در اصل وہ ہوا نہ تھی بلکہ فضا میں بالکل سکوت تھا۔ نہ کوئی ابر تھا نہ بجلی اور نہ بجلی کی آواز۔ لیکن یہ معاملہ صرف فقیر کے وجود میں تھا جسکی وجہ سے یہ فقیر بیخود اور بے جان ہو رہا تھا۔ یہ معاملہ سال بھر جاری رہا اور کئی کئی دن کے بعد اسکا ورود ہوتا تھا۔ بعض اوقات ایک دو ماہ کے بعد یہ واردات ہوتی تھیں۔ حتیٰ کہ اب ان واردات اور واقعات کا طور طریقہ بدل گیا ہے اور دوسرا طریقہ جاری ہوا ہے ؎

مژدۂ گل مے دہد دیگر نسیم نو بہار　　بلبلاں را ہر سحر قیل و قال دیگر است

[اب دوسری نسیم نو بہار پھولوں کی خوشخبری دے رہی ہے اور اب بلبلیں دوسرے نغمات گا رہی ہیں]

اب اس فقیر کو اندیشہ لاحق ہوا ہے کہ مبادا اس نئے طریق کے واردات کا وجود کہیں استدراج[1] نہ ہو۔ یا ممکن ہے مکر شیطان ہو کیونکہ میرا ظاہر باطن کے مطابق نہیں ہے [یعنی ظاہر میں نیک اور باطن میں نیک نہیں ہوں] اور نہ ہی مجھ سے کوئی ریاضت و مجاہدہ ہو سکتا ہے [یہ کسر نفسی ہے حالانکہ آپ بڑے مرتاض تھے] ان واقعات کی اصل کیا ہے؟

حضرت قطب العالم کا جواب اس خط کا حضرت قطب العالم قدس سرہٗ نے یوں جواب دیا کہ تحقیق انبیا علیہم السلام کو حاصل ہے اور اولیا کے حصے میں خون دل نوش کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور مومن اور مرید صادق سے خطا نہیں ہوتی اور حق تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ڈرتے رہنا چاہیئے کیونکہ خوف حقیقت کی دلیل ہے۔ اگر واردات غیب کی وجہ سے فخر پیدا ہوا اور نفسانیت کا غلبہ ہو تو یہی استدراج، مکر و سحر ہے۔ اس سے انبیا علیہم السلام سے خائف رکھتے

---

[1] استدراج ان خوارق عادات یا کرامات کو کہتے ہیں جو غیر مسلم جوگیوں وغیرہ سے سرزد ہوتے ہیں جن سے سالک کی صحیح راہنمائی نہیں ہوتی کیونکہ کلمہ طیبہ اور شرع متبرکہ کی برکات سے خالی ہوتے ہیں۔

marfat.com

ہیں اور آہ و نالہ کرتے رہے ہیں حالانکہ وہ اصحاب تحقیق تھے اور انکی تحقیق میں کسی شک شبہ کی گنجائش نہیں۔ جب انبیا کا حال ہے تو دوسروں کی کیا مجال۔

حضرت قطب العالم کے ایک اور مرید شیخ عبدالشکورؒ کے واردات

حضرت قطب العالم کے ایک اور مرید حضرت شیخ عبدالشکورؒ کے احوال بھی حضرت شیخ جلال الدین کیطرح تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ جلال الدین نے اپنے ایک خط میں جو انہوں نے حضرت قطب العالم کو لکھا شیخ عبدالشکور کے احوال اسطرح بیان کئے ہیں کہ شیخ عبدالشکور کی حالت یہ ہے کہ تھوڑی رات گئے انکے جسم سے ایسی آواز نکلتی ہے کہ جو دائرہ تحریر سے باہر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سور اور گیدڑ چاروں طرف سے آوازیں نکال رہے ہیں۔ اور شور و غل مچا رہے ہیں یہ آواز انکے جسم سے نکلتی ہے۔ بعض اوقات یہ آواز اسم اعظم کی آواز ہوتی ہے اور بعض اوقات اس سے مختلف ہوتی ہے اس سے ذوق شوق پیدا ہوتا ہے اور منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے ہیں۔

در ہر طرف شور ہمیں یار یار — در کوچہ و بازار ہمیں یار یار

برادر بلا ھمیں یار یار — در تیغ بلا نیز ہمیں یار یار

[ہر طرف یہی شور ہے کہ اے دوست اے دوست، اور ہر کوچہ و بازار میں یہی آواز ہے اے دوست اے دوست! تختہ دار سے بھی یہی آواز آتی ہے کہ اے دوست اے دوست اور تیغ جفا کے نیچے بھی یہی آواز ہے کہ اے دوست اے دوست]

حضرت شیخ جلال الدینؒ کی واردات

اس خط میں حضرت شیخ جلال الدینؒ اپنی حالت یوں بیان کرتے ہیں کہ آج رات میں نے اٹھ کر وضو کیا، دوگانہ نماز کا ادا کیا تھا کہ دل میں جنبش اور آواز اسم اعظم پیدا ہوئی۔ اسکے علاوہ دوسرے قسم کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ یہ واردات دیر تک رہیں اسکے بعد نماز تہجد ادا کر کے بیٹھ گیا۔ جب نیند کا غلبہ ہوا تو ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے دھکہ دیکر بیدار کر دیا ہے۔ اسی طرح تیس چالیس مرتبہ جب نیند نے غلبہ کیا تو کسی نے دھکہ لگا کر بیدار کر دیا جس سے دل کو از سر نو جنبش ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور حالت فرد

marfat.com

حضرت اقدس کا جواب حضرت قطب العالم نے جواب میں یہ لکھا کہ یہ سب ذکر کے ابتدائے حال کی کیفیت ہے اگرچہ یہ حالت پسندیدہ ہے۔ حق تعالیٰ سے پھر بھی بُعد ہے۔ اصل بات واصل بحق ہونا ہے۔ مردانہ وار رہنا چاہئیے اور مردانہ وار جد وجہد کرنی چاہئیے۔ تاکہ کام مرتبۂ سِرّ سے گذر کر مرتبہ روح تک پہنچ جائے اور فنائے مطلق حاصل ہو۔ اور وصالِ حق میسر آئے۔ اور جس چیز نے تمکو بیدار کیا وہ ولایت شیخ تھی جو مرید صادق کو بیدار کرتی ہے اور اُسکا وقت ضائع نہیں ہونے دیتی تاکہ شریعت مستقیم ہو جائے اور کام میں خلل اور خرابی واقع نہ ہو۔

ایک دفعہ یہ فقیر ابتدائے حال میں تاریک خلوت میں تھا تو حضرت شیخ مخدوم احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی روحانیت مجھے بیدار کردیتی تھی اور فرمان ہوتا تھا کہ وقت تہجد ہے اٹھو۔ چنانچہ میں اٹھکر نماز پڑھتا تھا۔ اور کوئی وقت ضائع نہیں ہوتا تھا۔

شیخ عبدالرحمٰن کا ایک اور کشف شیخ عبدالرحمٰن کا دوسرا واقعہ بھی شیخ جلال الدینؒ کے واقعات کے مشابہ ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت قطب العالم کیخدمت میں ایک اور خط لکھا کہ ایک دن یہ فقیر میاں الٰہ دیہ کی شرح کا مطالعہ کر رہا تھا۔ مضمون مشکل تھا اور سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ یکایک ان حروف میں جنبش پیدا ہوئی اور انمیں سے آواز نکلنے لگی وہ آواز میرے گوش جان میں پہنچی اور عبارت کا پورا مفہوم میری سمجھ میں آگیا اور حروف کا جنبش میں آنا میں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ وہ آواز گویا بے آواز تھی اور آواز کی تیزی اور اسکی جنبش کی تیزی بیان سے باہر ہے۔ سبحان اللہ! کاملین کے واقعات کیسے پُراسرار ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس کا جواب اس خط کے جواب میں حضرت اقدس نے یہ تحریر فرمایا کہ کہ اہلِ غیب جب حروف پر غور کرتے ہیں تو ان حروف کو جنبش دی جاتی ہے اور سامنے سے اٹھالیا جاتا ہے تاکہ حرف متوہم الوجود (وہ حروف جنکے متعلق وہم تھا) متنزل ہوتے ہیں اور معاملہ عالمِ غیب میں پہنچ جاتا ہے وَالسَّمٰوٰتُ

marfat.com

آیہ اِذا زلزلت الارض ..... گواہی دے رہی ہے تاکہ یہ دولت ہاتھ آئے۔ جب حروف کونی [عالم ناسوت سے تعلق رکھنے والا] سے گذر کر اسکی ہیبت روح و جان میں واصل ہوتی ہے بلکہ زیادہ بلند جاتی ہے وہ آواز بنکر سنائی دیتی ہے۔ عارف اسوقت مکمل گوش بلکہ گوش جان بن جاتا ہے۔ اسکا نام صوت خفی یا ہمس [آہٹ] ہے۔ ابتک یہ آواز کونی [اس دنیا سے تعلق رکھنے والی] ہوتی ہے۔ جب عالم قدس میں رسائی ہوتی ہے۔ تو بے حرف اور بے آواز بات ہوتی ہے اور اسکی سرعت کن فیکون کے جہان کی سرعت ہوتی ہے جو عالم قدرت ہے اور عالم حکمت[1] سے برتر ہے۔

شیخ منور کا واقعہ

شیخ منور لکھنو کے صوفی عالم کا واقعہ بھی حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ کے واقعہ کے مشابہ ہے۔ انہوں نے یہ واقعہ حضرت قطب العالم کے ایک خط میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بعض اوقات یہ بندہ اپنی صورت کو بعینہٖ پیر دستگیر کی صورت دیکھتا ہے۔

حضرت اقدس کا جواب

حضرت شیخ نے جواب میں لکھا کہ یہ دولت حجابی ہے تجلیات احدیت وانوار صمدیت کی۔ اس مقام میں حضرت صدیق اکبرؓ اسقدر بلند چلے گئے تھے کہ اول سے لیکر آخر تک کوئی ولی اللہ انکی گرد تک نہیں پہنچ سکتا۔ عالم باطن میں صدیق اکبر کی صورت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بن چکی تھی۔ بلکہ وہ اپنی صورت سے گذر کر اپنے پیر [نبی علیہ السلام] کی صورت میں ظاہر ہوئے اور اپنے پیر کے ساتھ ایک ہو گئے تھے۔ صدیق اکبر شب معراج محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام قاب قوسین او ادنیٰ میں ایک ہی صورت اور ایک حقیقت میں تھے۔ حضرت قطب العالم کے دوسرے مریدین کے واقعات

---

[1] عالم حکمت سے مراد ہماری یہی ناسوتی دنیا ہے جس میں علت و معلول [CAUSE & EFFECT] کا قانون چلتا ہے۔ لیکن عالم قدس عالم قدرت کہلاتا ہے جہاں کسی کام کیلئے علت یا سبب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہوتا ہے فوراً بلا سبب اور بلا وجہ پورا ہو جاتا ہے۔

marfat.com

اسقدر ہیں کہ اس مختصر کتاب میں انکی گنجائش نہیں ہے۔

ہمہ دانی میں ہیچمدانی کا شکوہ

آمدم برسرِ مطلب۔ جب حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ نے ہمت سے کام لیا تو شغل سہ پایہ کو پوری شرائط و اہتمام سے انجام دیا یعنی ایک سانس میں دو سو بار اسم ذات [اسم اللہ] کا ذکر اسطرح کرتے تھے کہ اپنے شیخ کے برزخ میں اکر نو بار اللہ اللہ کہتے اور تسبیح کا ایک دانہ پھیرتے تھے بعض کہتے ہیں کہ ایک سانس میں تین سو یا چار سو بار ذکر اسم ذات کرتے تھے۔ یاد رہے کہ شغل سہ پایہ کا ایک سانس میں دو سو بار تک پہنچانا سالک کیلئے سلطان ذکر ہے غرضیکہ جب حضرت شیخ جلال الدین نے مجاہدہ کیا تو اسماء و صفات الٰہی کی تجلیات ان پر جلوہ گر ہوئیں۔ لیکن چونکہ آپکی ہمت بلند تھی ہر وقت ھل من مزید کا نعرہ لگاتے تھے اور تجلی ذاتؒ کے شہود کے سوا کسی اور چیز پر اکتفا نہیں فرماتے تھے۔ لیکن جب آپنے طویل مجاہدہ کے بعد بھی مقصود کو نہ پایا [یعنی آپکی طبیعت سیر نہ ہوئی] تو غلبہ شوق اور عشق میں بے اختیار ہو کر حضرت شیخ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے معلوم یوں ہوتا ہے کہ اس بیچارے کے نصیب محرومی کے سوا کچھ نہیں اور حضرت اقدس کے کمال میں کوئی کمی نہیں ہے لیکن کیا کروں یہ محرومی ازلی وہ قابلیت نہیں رکھتا۔ اگر حکم ہو تو بندہ درس و تدریس میں عمر گذار دے اسوجہ سے کہ اگر حقیقت تک نہ پہنچ سکوں تو مجاز تو ہاتھ سے نہ جائے۔

حضرت شیخ کا جواب باصواب

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ نے جواب میں لکھا کہ شیخ جلال تم اس تھوڑے سے مجاہدہ میں ملول

۱؎ برزخ شیخ میں ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سالک تصور میں اپنے آپ کو اپنے شیخ کی صورت میں دیکھتا ہے۔ یہاں اختصار کی خاطر مصنف نے ان تین لطائف کا نام نہیں لیا جن کے اندر ذکر اسم ذات کیا جاتا ہے اور اسوجہ شغل سہ پایہ کہلاتا ہے۔

۲؎ عالم اسماء و صفات جسے عالم جبروت کہتے ہیں چونکہ کشف و کرامات کا زور ہوتا ہے آپ کشف و کرامات سے بے نیاز ہو کر بحر ذات میں غواصی کرتے تھے۔ یہ عارفین بلند مقام کا مشرب ہے کہ کشف و کرامات سے منہ موڑ کر ذات میں منہمک رہتے ہیں اسلئے عرفاء کا قول ہے کہ سالک کو طالب ذات ہونا چاہئے نہ کہ طالب صفات

marfat.com

[غمگین] ہو گئے۔ حالانکہ تمہاری یہ ساری مدت کی ریاضت میرے ایک شبانہ روز کے مجاہدے کے برابر بھی نہیں ہے۔ انشاءاللہ ہمت کرو اور چھ ماہ کبھی ایک ایسی خلوت کرلو جسکا دروازہ خشت وگارا سے بند کردو۔ جلدی مقصد حاصل ہو جائیگا۔

تعمیل ارشاد و مشاہدہ

یہ سنکر شیخ جلال الدینؒ کے دل میں جوش پیدا ہوا اور حضرت شیخ کے فرمان کے مطابق اپنی خلوت گاہ کا دروازہ اینٹوں سے چنوا کر بند کر دیا۔ یہانتک کہ ایک سوراخ تک نہ چھوڑا۔ اسکے بعد آپ شغل باطن میں پوری طرح منہمک ہو گئے۔ جب اسطرح رات دن گذر گئے اور مجاہدہ کی سختی محسوس ہونے لگی تو حق تعالیٰ کی عنایت نے ساتھ دیا اور ساتویں شب کا ایک پہر باقی تھا کہ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام حجابات مکانی وجسمانی اٹھ گئے اور نور سرخ غایت سرخی ولطافت میں جلوہ گر ہوا۔ اسکے بعد وہ نور ایک صاحب جمال اَمرد [نوجوان] کی صورت میں ظاہر ہوا اور آپکے جسم کے اندر سرایت کر کے غیب ہو گیا۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ آپکا جسم وسیع ہو گیا یہانتک کہ آسمان سے زمین تک ساری فضا آپکے وجود سے پر ہو گئی اور ایک ہاتھ مشرق اور ایک مغرب تک پہنچ گیا۔ کچھ دیر کے بعد بحر نور ذات بہ صفت بیرنگی آپکی باطنی آنکھوں سے سامنے موجزن ہوئی اور آپکو قبضے میں لیکر معراج حقیقی کہ مقام حضرت بے کیف ہے پہنچا دیا۔ چنانچہ آپ جسد عنصری [ظاہری جسم] سولہ دن میت کیطرح اس خلوت گاہ میں پڑا رہا۔ آپکو اپنے وجود کی کچھ خبر باقی نہ رہی۔ آپ مقام تنزیہہ میں اسقدر پرواز کر گئے کہ تشبیہہ کی خبر نہ رہی۔ ستر ہویں دن کچھ افاقہ ہوا تو آپ نے اندر سے آواز دی کہ کوئی ہے۔ خادم نے جو مصلحتاً وہاں موجود رہتا تھا جواب دیا کہ بندہ حاضر ہے۔ فرمایا حجرہ کا دروازہ توڑ دو اور قلم دوات لاؤ۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی۔ آپنے قلم لیکر حضرت شیخ کیخدمت میں عریضہ تحریر کیا۔ حضرت اقدس نے جواب میں لکھا کہ اب خلوت سے باہر آؤ اور فوراً میرے پاس پہنچ جاؤ کیونکہ تمہارا کام اتمام کو پہنچ چکا ہے۔ خط کے ملتے ہی آپ خلوت سے باہر آئے اور حضرت شیخ کیخدمت میں حاضر ہوئے ساری کیفیت بیان کی۔ یہ حال سُنکر حضرت اقدس

marfat.com

بہت خوش ہوئے اور اسی وقت اپنے مشائخ عظام کی نعمت بمعہ تلقین اسم اعظم آپکے سپرد کی اور خرقہ خلافت عطا فرماکر اپنا نائب مطلق اور خلیفہ برحق مقرر فرمایا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب شیخ جلال الدینؒ نے اپنی اس آخری خلوت کا حال حضرت قطب العالم کو سنایا تو آپ سنتے ہی بے ہوش ہو گئے، جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ پھر کہو۔ جب انہوں نے دوبارہ بیان کیا تو آپ پر دوبارہ محویت طاری ہو گئی۔ اسی طرح تین مرتبہ یہی حالت وقوع پذیر ہوئی۔

آزمائش کی ایک روایت

بعض کہتے ہیں کہ حضرت شیخ جلال الدین حضرت قطب العالم کی سرائے میں مدت تک مجاہدہ کرتے رہے آخر ایک دن حضرت شیخ کی اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ شیخ جلال نے اپنے آپکو آتش مجاہدہ میں جلا دیا ہے اب اس قابل ہو گیا ہے کہ آپ انہیں خلافت عطا فرمادیں۔ حضرت شیخ نے جواب دیا کہ ابتک اسکے اندر انانیت کی بو باقی ہے۔ میں کل تجھے اسکی حقیقت دکھاؤنگا۔ دوسرے دن حضرت اقدس نے بھنگن کو حکم دیا کہ آج نجاست کی ٹوکری شیخ جلال پر گرادو۔ اور آپ اپنی اہلیہ کے ساتھ چھپ کر دیکھتے رہے۔ جب بھنگن نے نجاست کی ٹوکری شیخ جلال پر پھینکی تو اسکی طرف دیکھکر کہنے لگے کہ اگر پیر کا گھر نہ ہوتا تو تجھے اچھی طرح سمجھ لیتا۔ یہ سن کر حضرت اقدس نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ دیکھا زنار انانیت ابتک اسکے گلے میں ہے۔ جو شخص اسطرح خود نمائی کرتا ہے وہ مشائخ عظام کی امانت کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے۔ لیکن جب شیخ جلال الدین کی ہستی کی بالکل بیخ نکل گئی تو ایک دن حضرت اقدس نے اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ اب شیخ جلال الدین مشائخ عظام کی امانت و خلافت کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہوا ہے۔ چنانچہ کل میں تجھے اسکا ثبوت دکھادونگا۔ آپ نے بھنگن کو دوبارہ حکم دیا کہ پہلے کی طرح نجاست کی ٹوکری انکے سر پر ڈالدو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ لیکن آپ انوار ذات میں اسقدر غرق تھے کہ نجاست کی خبر تک نہ ہوئی۔ جب شیخ جلال الدین کمال نیستی کو پہنچ گئے تو حضرت شیخ نے آپکو خلافت کبریٰ عطا فرمائی اور مریدین کی تربیت کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آپکے حسن تربیت سے بہت لوگ مرتبہ کمال و

marfat.com

تکمیل کو پہنچے اور ایک جہان آپکے فیض سے بہرہ مند ہوا۔ آپکے خلفاء کی تعداد کثیر تھی جو اطرافِ عالم میں پہنچکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے۔

صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ کو استغراق دوام حاصل تھا۔ لیکن اسکے باوجود آپ ذوق سماع، عبادات و اوراد اور آدابِ شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ اور کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔ آپ اسی سال کی طویل مدت تک روزانہ ایک ختم قرآن کرتے تھے چنانچہ آپکے کمالات اظہر من الشمس ہیں

اکبر بادشاہ کا سوال اور آپکا جواب

مراۃ الاسرار میں اقبال نامۂ جہانگیری سے منقول ہے کہ جب جلال الدین اکبر بادشاہ نے بروز دوشنبہ دوم محرم ۹۸۹ھ کو اپنے بھائی مرزا محمد حکیم کی بغاوت فرو کرنے کیلئے صوبہ پنجاب کیطرف لشکر کشی کی اور قصبۂ تھانیسر میں قیام کیا۔ بادشاہ حقائق آگاہ حضرت قطب الاقطاب شیخ جلال الدینؒ کی خانقاہ میں حاضر ہوا خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد بادشاہ نے حقائق و معارف کی گفتگو شروع کی۔ حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ جو بحر اسرار و رموز تھے نے جوش میں آکر ایسے حقائق و معارف بیان فرمائے کہ بادشاہ اپنی انانیت اور خودی کو ترک کر کے فقر و درویشی اختیار کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ دوران گفتگو میں بادشاہ نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے جو واحد حقیقی ہے اپنی وحدت کے باوجود کسطرح متعدد مظاہر میں ظہور فرمایا ہے۔ حضرت اقدس نے بادشاہ کے سامنے مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آفتاب کی وحدت میں کسی کو کوئی شک نہیں ہے لیکن جب پانی کے بیشمار برتن بھر کر آفتاب کے سامنے رکھے جاتے ہیں تو ہر برتن میں آفتاب ظہور پذیر ہوتا ہے اور پھر اس کثرت سے ظہور کے باوجود آفتاب کی وحدت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

آفتابِ در ہزاراں آبگینہ تافتہ — پس برنگِ ہر یکے تابِ عیاں انداختہ

جملہ یک نور است اما رنگہائے مختلف — اختلافے درمیانِ این و آں انداختہ

[آفتابِ وحدت ہزاروں آبگینوں پر جلوہ گر ہے جس سے ہر آبگینہ میں علیحدہ آب و تاب ہے

marfat.com

اصل میں وہی ایک نور ہے جس کے مختلف رنگوں کیوجہ تمام اشیاء مختلف نظر آتی ہیں]۔
اس مثال کے بعد فرمایا کہ جب مخلوق [یعنی آفتاب] کا یہ حال ہے کہ مظاہر کثرت کے باوجود اسکی وحدت میں فرق نہیں آتا تو آفتاب کے خالق کی قدرت لازماً اس سے زیادہ قوی و برتر ہونی چاہیئے۔

بادشاہ کا دوسرا سوال اور اسکا جواب

آخر میں بادشاہ کے اشارہ پر ابوالفضل نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ دردِ عشق کی دوا کیا ہے اور منزلِ مقصود کی نزدیک ترین راہ کیا ہے۔ یہ سنکر حضرت اقدس پر گریہ طاری ہوا اور نوک مژہ سے چہرہ مبارک پر جواب لکھدیا۔ اسکے بعد یہ شعر پڑھا۔

آہ ز استغنائے دلبر آہ آہ   جز تعظم نیست بر کوئین راہ

[آہ دوست کس قدر بے پرواہ ہے۔ اس کوچہ میں سوائے نیاز کے اور کوئی راستہ نہیں ہے]
یہ سنکر بادشاہ پر بھی گریہ طاری ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے بھی فقیر بنا دیجئے مجھے اس بادشاہی کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ پہلے اپنے جیسا کوئی بادشاہ اپنی جگہ پر بٹھاؤ اور پھر اس کام کیطرف آؤ۔ نیز فرمایا کہ آپکے عدل کا ایک گھنٹہ عابد اور فقیر کی ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ آپکی درویشی یہی ہے کہ عدل و انصاف سے کام لیں اور خلق خدا کو نفع پہنچائیں۔ اور خود بھی یاد خدا میں مشغول رہیں کیونکہ سلطنت ذکر خدا سے مانع نہیں ہے۔ اسکے بعد بادشاہ اجازت لیکر اپنے کیمپ میں آیا۔

فیضی کا سوال اور حضرت کا جواب

بعد میں ابوالفضل کا بھائی فیضی حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسوقت حضرت اقدس پالکی میں بیٹھ کر نوح علیہ السلام کے پوتے حضرت سالار اسحاق کی مزار جو تھانیسر کے نواح میں ہے کی زیارت کیلئے جا رہے تھے۔ آپ اسکی خاطر پالکی سے اتر کر خانقاہ میں تشریف لے گئے۔ بیٹھتے ہی فیضی نے سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے سواری کیلئے جانوروں کو پیدا کیا اور ان پر سوار ہونے کا حکم دیا ہے نہ کہ انسان پر سوار ہونے کا۔ حق تعالیٰ کا حکم یہ ہے وعلیھا وعلی الفلک تحملون [ان پر اور کشتی پر تم سوار ہوتے ہو] لیکن آپ اس قدر

marfat.com

عارف ہتقی و پرہیزگار ہونے کے باوجود افسوس ہے کہ انسان پر سوار ہوتے ہیں اور پالکی میں سفر کرتے ہیں۔ لیکن گھوڑے پر سوار نہیں ہوتے۔ حضرت اقدس نے جواب دیا کہ تعجب ہے کہ تم اس علم و فضل کے باوجود اب تک یہ بات نہیں سمجھ سکے کہ بعض آدمی جانوروں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے حق میں فرمایا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل سبیلا [وہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر] یہ بات سنکر فیضی شرمندہ ہوا اور جب تک بیٹھا رہا پھر کوئی بات نہ کی اور خاموش بیٹھا رہا۔ آخر رخصت ہوکر اپنے مقام پر چلا گیا۔

بیربل کا سوال اور جواب

حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ پر استغنائے ذاتی اسقدر جلوہ گر تھی کہ ایک دفعہ بیربل جو اکبر بادشاہ کے مقربین میں تھا حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت اقدس اسکی طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے لیکن جب بیربل حضرت شیخ محمد غوث گوالیاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے اس کے راستے میں فرش بچھایا اور فرش کے کنارے تک استقبال کیلئے تشریف لے گئے بیربل نے اُن سے دریافت کیا کہ جب تمام اولیاء اللہ کمالاتِ باطنیہ میں برابر ہیں تو کیا وجہ ہے کہ میں حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے میری طرف بالکل التفات نہ کیا۔ لیکن آپکے گھر آیا تو آپنے میری اسقدر تعظیم و تکریم فرمائی ہے۔ حضرت شیخ محمد غوثؒ نے فرمایا برادرم! شیخ جلال الدین غایت شہود ذاتی تک پہنچ گئے ہیں اور دنیا و اہلِ دنیا کی انکے نزدیک کوئی قدر نہیں ہے وہ آپ جیسوں کی کب پرواہ کرتے ہیں جبکہ شاہ و گدا انکے نزدیک ایک ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارے دل میں اب تک دنیا کے بعض علائق باقی ہیں۔ اسوجہ سے میں آپکی تعظیم کرتا ہوں۔ یہ جواب سنکر بیربل بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یا حضرت آپنے حق بات فرمائی ہے۔

حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے ملاقات اور سوال و جواب

روایت ہے کہ ایکدفعہ حضرت شاہ کمال قادریؒ ابتدائے حال میں حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے باطنی کمالات کو پہچانہ

marfat.com

لباس میں چھپا رکھا تھا۔ حضرت اقدس نے انکو اس لباس میں دیکھکر دریافت فرمایا کہ تمہارے بادشاہ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر آپکو بادشاہ کا حال دریافت کرنا مطلوب ہے تو کسی خادم کو شاہراہ پر بٹھا دیں تاکہ آنے جانے والے بادشاہ کا حال پوچھ کر آپکو بتاتا رہے ایک دردمند درویش حضور کی خدمت میں اسلئے حاضر ہوا ہے کہ فیض حاصل کرے اور آپ اس سے بادشاہ کا حال دریافت فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس اُن سے خلق و تواضع سے پیش آئے اور سمجھ گئے کہ یہ مرد عارفانِ حق میں سے ہے۔ اسکے بعد آپنے چند اسرار کی باتیں کہہ کر فرمایا کہ آپکا مقام قصبہ کیتھل ہے۔ وہاں جاکر قیام کریں۔ چنانچہ حضرت شاہ کمال[1] وہاں سے رخصت ہوکر کیتھل پہنچے اور اسی جگہ وصال فرمایا اور دفن ہوئے۔ جہاں آپکا مزار فیض بخش و زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت اقدس کا رقص اور روحانیت رسول اللہؐ کا موجود ہونا

اس فقیر نے اپنے مشائخ سے نقل تواتر سے سنا ہے کہ دوسری بار جب حضرت شیخ کمال اپنے خلفا صاحب حال سمیت حضرت شیخ جلال الدینؒ کی زیارت کیلئے تھانیسر تشریف لائے تو اُسوقت حضرت شیخ محفل سماع میں رقص کر رہے تھے اور ساری مجلس دست بستہ کھڑی تھی۔ حضرت شاہ کمال نے مجلس میں داخل ہوتے ہی دست بستہ ہوکر حضرت شیخ کے پیچھے پیچھے پھرنا شروع کیا۔ اُنکے اصحاب نے عرض کیا کہ حضور اپنے کمالات کے باوجود کس وجہ سے اُنکے پیچھے گردش فرما رہے ہیں۔ شاہ کمال نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ روحانیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی تعظیم کیلئے طرح انکے ہمراہ گردش کر رہی ہے۔ پس میں کون ہوں جو گردش نہ کروں۔

یہ خبر بھی تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ جب حضرت شیخ جلال الدینؒ پر سماع میں وجد طاری ہوتا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مجلس میں موجود ہو جاتی اور انکو فیوض و برکات سے نوازتی تھی۔ جسکی وجہ سے آپ سر حلقۂ اقطاب، افراد اور محبوبان ہو گئے۔

---

[1] غالباً یہ وہی شاہ کمال کیتھلی ہیں جو بعد میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے استاد ہوئے۔

marfat.com

ایک نظر سے کام بن گیا لیکن مر گیا

طبقات حسامیہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ کا ایک مرید تھا کہ جسکو تجلی ذاتی کا بے حد اشتیاق تھا۔ اور اسکے حصول کیلئے ریاضات و مجاہدات اور اربعین [چلہ کشی] میں مشغول تھا۔ لیکن وہ حالت اُنپر مکشوف نہیں ہوتی تھی۔ ایک دِن اسکے دِل میں خیال آیا کہ اِس زمانے میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ جیسا کوئی عارف نہیں ہے جنکی ایک نظر سے ایک کتا بھی صاحب حال ہوگیا۔ اسکے دِل میں یہ خطرہ آتے ہی حضرت شیخ جلال الدین اس سے آگاہ ہوگئے۔ اور اسکی طرف ایک ایسی عاشقانہ نظر ڈالی کہ اسی وقت تجلی ذاتی اس پر منکشف ہوگئی۔ لیکن اسکے فوراً بعد وہ شخص مر گیا اسوجہ سے کہ اسکے اندر ابتک تجلّی ذاتی کیلئے قوت بِرداشت نہ پیدا ہوئی تھی۔ اور اسی وجہ سے حضرت اقدس ابتک توقف فرما رہے تھے۔

شاہ قمیص کی فیضیابی

اس فقیر نے بعض لوگوں سے سُنا ہے کہ حضرت شاہ قمیصؒ سیر کرتے ہوئے حضرت شیخ جلال الدینؒ کیخدمت میں جا پہنچے اور آپکے ہاں ایک چلہ بھی کیا۔ اسکے بعد حضرت اقدس سے اجازت لیکر بمقام سادھو پورہ قیام پذیر ہوئے اور وہاں پوری نشوونما حاصل کر کے خلق خدا کو فیض پہنچایا۔ آپکا مزار آج تک مرجع خلائق ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

غلبہ استغراق

اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ جب شیخ جلال الدینؒ کا بیٹا فوت ہوا تو آپنے کافی عرصہ تک سماع ترک کر دیا۔ اسوجہ سے کہ اسکی موت کا درد حق تعالیٰ کی محبت کے دردکے ساتھ مخلوط نہ ہوجائے اور شرک کا ارتکاب نہ ہو۔ آخر عمر میں حضرت اقدس پر استغراق کا اسقدر غلبہ ہوگیا تھا کہ آپکے کان میں تین بار بلند آواز سے حق حق حق کہا جاتا تھا جس سے آپ عالم ہوشیاری میں آتے تھے اور نماز وغیرہ کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ جب ان مشاغل سے فارغ ہوتے تھے تو پھر عالم احدیّت ذات میں مستغرق ہوجاتے تھے۔ حتیٰ کہ لبِ گور تک یہی حالت رہی۔

حضرت اقدس کی تصانیف و بیان اسرار و رموز

حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ

marfat.com

کے مکتوبات بھی آپکے شیخ کے مکتوبات کیطرح حقائق و معارف کا خزانہ ہیں۔ آپکی تصانیف کا بھی یہی حال ہے اسرار و رموز سے برریز ہیں۔ بالخصوص آپکی کتاب "ارشاد الطالبین" طالب حق کیلئے دستور العمل ہے۔ اسمیں سے چند اقتباسات تبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں

ذکرِ معنوی یعنی ذکرِ ذات یا ذکر مشاہدہ

آپ فرماتے ہیں کہ جب سالک اذکار جہریہ، صُوریہ، خفیہ اور سرّیہ سے بفضل پروردگار ترقی کر کے مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے تو مقام ذکر معنوی و حقیقی پیش آتا ہے۔ جمال مذکور [جمال حق] حاصل ہوتا ہے۔ اس ذکر کو ذکر سرّ، ذکرِ روح، ذکرِ ذات، ذکر مشاہدہ و ذکرِ تجلی بھی کہتے ہیں۔ اس ذکر حقیقی معنوی میں حواس خمسہ معطل ہو جاتے ہیں۔

تعطیل حواس کی دو صُورتیں

تعطیل حواس کی دو صورتیں ہیں یا یہ ہوتا ہے کہ حس کو کسی چیز کا ادراک نہیں ہوتا اور غیبوبیت [بے خودی] طاری ہو جاتی جیسے نیند کی حالت میں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حسِ ظاہر و باطن سے کسی چیز کو محسوس نہیں کرتی اور کوئی چیز اسکے لئے حاضر نہیں ہوتی جیسے جانوروں کی حالت ہوتی ہے۔ [یعنی چیزوں کو دیکھتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں کہ کیا ہو رہا ہے] اور وَھُوَ معکم کے بمصداق سالک جو کچھ دیکھتا ہے یا سنتا ہے اللہ سے سنتا ہے اور جو کچھ جانتا ہے اللہ سے جانتا ہے۔ اسکی نظر فی البدیہہ بغیر استدلال نقاش پر پڑتی ہے جسکے نور کی تجلی میں نقش کم نظر آتا ہے۔ مرتبہ اول میں نظر معرفت صنع سے صانع [یعنی خلق سے خالق] کیطرف جاتی ہے اسوجہ سے کوئی مخلوق خالق کے بغیر وجود میں نہیں آتی۔ مَا رَایت شیئاً الا و رایت اللہ فیہ [میں نے کوئی چیز نہ دیکھی جسکے اندر اللہ کو نہ دیکھا] کا اسی مقام کیطرف اشارہ ہے۔ مرتبہ دوم میں نظر معرفت صانع سے صنع [خالق سے مخلوق] کیطرف آتی ہے۔ ما رائت شیئا الا رائت اللہ قبلہ [میں نے کوئی چیز نہ دیکھی بجز اسکے کہ اس سے پہلے اللہ کو دیکھا] سے یہی مقام مُراد ہے۔ مرتبہ سوم یہ ہے کہ سب کچھ صانع ہے اور صنع کا وجود ہی نہیں۔ یہاں پہنچکر مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ [جس نے اپنے نفس کو پہچانا وہ اپنے رب کو پہچانتا ہے]

marfat.com

کاراز منکشف ہوتا ہے اور الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شیئ محیط۔ [کیا کسے اسکی زیارت میں شک ہے خبردار وہ ہر چیز کو محیط ہے یعنی ہر چیز اسمیں شامل ہے] کا جمال اپر ظاہر ہوتا ہے اور وھو معکم اینما کنتم [اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو] کے بمصداق دوست کے جمال کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

در ہر چہ بدیدیم ندیدیم بجز دوست — معلوم چنیں شد کہ کسے نیست مگر اوست

کہ جہاں صورت است و معنی اوست — ور بہ معنی نظر کنی ہمہ اوست

[جس چیز میں ہم نے نظر کی دوست کے سوا کچھ نہ دیکھا اس سے معلوم ہوا کہ دوست کے سوا کسی چیز کا وجود نہیں ہے۔ یہ جہاں صورت ہے اور اسکا معنی وہی ہے اور معنی میں نظر کرو تو ہمہ اوست یعنی سب کچھ وہی ہے]

آدابِ مشائخ نقل تواتر سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جبتک حضرت شیخ جلال الدینؒ اپنے شیخ حضرت قطب العالم کیخدمت میں شاہ آباد یا گنگوہ شریف میں رہے شہر سے باہر دو کوس جاکر قضائے حاجت کرتے تھے اور معذوری کے سوا کبھی شیخ کے شہر میں بول براز نہ کیا۔ مشائخ کی اولاد پاک نہاد کا احترام اس درجہ کا تھا کہ ایکدفعہ جب حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنجشکر قدس سرہٗ کے خاندان کے ایک رکن اجودھن [پاکپتن] سے دہلی جارہے تھے اور تھانیسر سے گذر ہوا اور جب تھانیسر تین منزل دور رہ گیا تو حضرت قطب العالم شاہ عبد القدوس گنگوہیؒ کی روحانیت نے حضرت شیخ جلال الدینؒ سے عالم معاملہ میں فرمایا کہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی اولاد میں سے ایک خراباتی مشرب رند مخمور آرہا ہے اور حضرت گنجشکرؒ کی روحانیت انکے ساتھ ہے اور ہم سے کہہ رہی ہے کہ دیکھیں تمہارے سجادہ نشین شیخ جلال میرے فرزند کی تعظیم کرتے ہیں یا نہیں۔ لہذا اگر تجھے میری عزت مشائخ عظام کے سامنے برقرار رکھنا منظور ہے تو انکی عزت و تکریم میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑنا اور آداب ضیافت پوری طرح بجالانا۔ انکے حال پر نظر نہ کرنا بلکہ میری طرف اور حضرت گنجشکرؒ کی روحانیت کیطرف

marfat.com

نظر کرنا۔ اور کما حقہٗ خدمت بجالانا۔ جب حضرت شیخ جلال الدین بیدار ہوئے تو فوراً اٹھے اور ایک کوس دور جاکر انکی انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب شام ہوئی تو گھر واپس آ گئے۔ اسی طرح تین دِن متواتر جاتے رہے۔ تیسرے دِن حضرت گنجشکرؒ کے فرزند ہاتھی پر سوار اس حالت میں نظر آئے کہ انکی ایک طرف حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی روحانیت تھی اور دوسری طرف حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی۔ انکو دیکھتے ہی آپنے دوڑ کر قدمبوسی کی اور ہاتھی کے پاؤں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا۔ اسکے بعد رکاب تھامے ہوئے اس صاحب زادہ کو اپنے گھر لے آئے۔ وہ صاحبزادہ مست شراب تھے اور ازراہ مہربانی اپنا تر آلودہ رومال شیخ جلال الدینؒ کو عطا فرمایا۔ آپ نے فوراً رومال لیکر اپنے سر پر باندھا اور انکو تھانیسر لے آئے۔ اپنی بڑی حویلی میں انکے قیام کا انتظام کیا اور تمام ضروری اشیا مہیا کر کے اُن سے اجازت لی اور اپنی خانقاہ میں تشریف لائے۔ حضرت اقدس کے بعض اصحاب نے کہا کہ یہ صاحبزادے اگرچہ پیرزادے ہیں لیکن فسق و فجور میں مبتلا ہیں حضور والا چونکہ حجت مشائخ ہیں آپکے لئے یہ مناسب تھا کہ اس شرابی کے سامنے اسطرح پیش آئیں۔ آپنے فرمایا کہ میری نظر ان پر نہ تھی۔ بلکہ حضرت خواجہ گنجشکرؒ اور حضرت قطب العالمؒ کی روحانیت پر تھی جو انکے ہمراہ تھے۔ اور حضرت گنجشکرؒ کی روحانیت نے میرے پیر کی رُوحانیت سے فرمایا کہ دیکھیں کسطرح شیخ جلال میرے بیٹے کی تعظیم بجالاتا ہے اسلئے حضرت قطب العالم کی روحانیت نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اس صاجزادہؒ کی کما حقہٗ تعظیم کی تو میری عزت میرے مشائخ کے سامنے برقرار رہیگی۔ چنانچہ میں نے حضرت گنجشکر اور اپنے پیر کی تعظیم کی ہے جس سے حضرت خواجہ گنجشکرؒ کی روحانیت میرے پیر سے خوش ہوئی اور میرے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ یاد رہے کہ اس فقیر کے تمام پیر اپنے شیوخ اور انکی اولاد کی تعظیم میں خوب اہتمام فرماتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب حضرت قطب العالم قدس سرہٗ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ کے مزار کی زیارت کیلئے پانی پت جاتے تو جونہی شہر نظر آتا آپ پاپیادہ ہو جاتے تھے اور حضرت شیخ کی اولاد کے پاؤں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ پانی پت

marfat.com

کے افغان [پٹھان] جو حضرت قطب العالم کے مرید تھے حضرت اقدس سے کہتے تھے کہ ہم نے آپ سے اسلئے بیعت کی ہے کہ ہمیں حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی کی اولاد جو ہماری ہموطن ہے کی تعظیم نہ کرنی پڑے جب آپ ان حضرات کا اسقدر ادب کرتے ہیں ہمارے لئے بھی انکا ادب لازم ہوگیا ہے اور جس چیز سے ہم بھاگے تھے اسی میں مبتلا ہوئے ہیں یہ سنکر حضرت قطب العالم نے جوابدیا کہ افغانان جاہل ترین قوم ہے اور قبطی قوم ہے جو فرعون کی قوم تھی۔ انکی مریدی کا چنداں اعتبار نہیں۔ پیر سے انحراف کرنا اور مردود ہونا اس گمراہ قوم کا دین وایمان ہے۔ چنانچہ شاہ آباد میں کئی افغان اسوجہ سے مجھ سے منحرف ہوگئے اور مرتد ہوگئے کہ انکے سردار کی ہمشیرہ نے ہم سے نام خدا سیکھا تھا اور کبھی کبھی مسائل دریافت کرنے کیخاطر ہمارے پاس آیا کرتی تھی۔ اب اگر تم لوگ بھی مجھ سے منحرف ہوتے ہو اور مردود ہوتے ہو تو تمہیں اختیار ہے میں تمہاری مریدی کیخاطر اپنے مشائخ کی اولاد کا ادب بجالانے میں کوتاہی نہیں کرونگا۔ یہ جواب سنکر وہ افغان بدکیش بہت شرمندہ اور لاجواب ہوئے۔ مرشدان دین کو یاد رہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک کسی افغان نے اپنے پیر کے ساتھ وفا نہیں کی۔ سوائے اس جاہل پیر کے کہ جو انکی اپنی قوم سے ہوتا ہے البتہ ان میں بعض اچھے اور با اعتقاد لوگ بھی ہیں چنانچہ اس فقیر کے افغان مریدوں میں بعض نیک سرشت اور راسخ العقیدہ لوگ بھی ہیں لیکن شاذ و نادر غرضیکہ کوئی شخص انکی مریدی پر اعتماد نہ کرے اور نہ انکی فضیلت وصلاحیت کی امید رکھے کیونکہ یہ قوم جن فطرت ہے اور انکے فاضل اور صالح لوگ بھی جن عالموں کی طرح ہیں اور انکی شرارت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ پس میری نصیحت کو دل میں جگہ دیکر اس گمراہ قوم کے مکر سے ڈرتے رہو کیونکہ پہلے یہ لوگ مرید ہوتے ہیں اور پھر پیر پر بیہودہ تہمتیں لگاتے ہیں۔ نعوذ باللہ من شرورھم ومن سیئات اعمالہم من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ [خدا ہمیں انکے شر اور برے کاموں سے محفوظ رکھے۔ جسکو اللہ ہدایت دے اسکو کوئی گمراہ نہیں کر

marfat.com

سکتا اور جسکو اللہ گمراہ کرے اسکو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا]۔

وصال | صاحب طبقات حسامیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قطب الاقطاب شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ کی نزع کی حالت طویل ہوئی اور قلق وبے آرامی زیادہ ہوئی تو آپکے ایک خلیفہ نے دریافت کیا کہ معلوم نہیں اسوقت آپکی ذات بابرکات پر کیا گذر رہی ہے حضرت اقدس نے جواب میں یہ شعر پڑھا ؎

قومے ز وجود خویش فانی   رفتہ ز حرف در معانی

[ہم ایسی قوم [طبقہ] ہیں جو اپنے وجود سے خالی ہو چکی ہے اور حرف سے گذر کر معنی تک پہنچ چکی ہے یعنی ظاہر سے نکل کر باطن میں پہنچ چکی ہے]۔ اسکے بعد آپنے اپنے مشائخ کی امانت بمع اسم اعظم اور خرقۂ خلافت حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہٗ کو عطا فرمائی اور شاداں وخنداں جان شہودِ دوست میں دیدی۔ آپکا وصال بتاریخ چودہ ماہ ذی الحجہ ۹۸۹ھ ہوا۔ آپکی تاریخ وفات یہ ہے "سرِّ دفتر اولیا"۔ لیکن اس تاریخ میں تین سال کی زیادتی ہے جسکا کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت اقدس کی عمر پچانوے سال تھی۔ آپکا مزار مبارک تھانیسر میں زیارت گاہ وحاجت روائے خلق ہے۔

خلفاء | حضرت اقدس کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے جنکا بیان اس مختصر کتاب میں نہیں ہو سکتا۔ اُن سے بعض کا ذکر یہاں درج کیا جاتا ہے۔

آپکے خلیفۂ اوّل واعظم حضرت شیخ نظام الدین بلخی ابن عبد الشکور الفاروقی تھانیسری ہیں جن کے نام نامی سے سلسلہ عالیہ قدوسیہ مشہور ہے اور آجتک آپکے وجود سے جاری ہے اور ایک جہان کی آپکی ظاہری وباطنی تربیّت سے مطلوب حقیقی تک رسائی ہوئی آپکے دوسرے خلیفہ آپ کے بڑے بھائی شیخ عبد الشکورؒ ہیں جو حضرت شیخ نظام الدین کے والد ماجد تھے۔ تیسرے خلیفہ قاضی سالم کیرانویؒ، چوتھے حضرت شیخ موسیٰ، پانچویں حضرت شیخ عیسیٰ تھے جو اپنے وقت کے موسیٰ اور عیسیٰ تھے۔ آپکے چھٹے خلیفہ میر سید فاضل ساکن توہانہ جنکو حضرت میر خطاب کہکر پکارا کرتے تھے اور بیشک آپ جامع کمالات ظاہری وباطنی تھے۔ رحمتہ اللہ علیہم۔ اللھم صلی علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

از رہگذر خاک سر کوئے شما بود   ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

marfat.com

حضرت شیخ نظام الدین بلخیؒ فاروقی تھانیسریؒ

آن نسیم صبح وصال، آن قیم مقام رجال، مخصوص بعنایت رسول عربی، متصرف ولایت شرقی وغربی، متعلم مکتب خانہ ام الکتاب، معلم مدرسہ یہدی اللّٰہ من اناب، بدانش ملک شریعت را انتظام، قطب دائرہ کائنات شیخ مشائخ حضرت نظام الدین قدس سرہٗ بحر اسرار و معدنِ حقائق و معارف تھے۔ آپ عشق کامل، شوق وافر، وجدِ صادق، حال قوی اور ہمت بلند میں مشہور تھے۔ اس قسم کے تصرفات ظاہری و باطنی جو آپکو حاصل تھے انبیاء علیہم السلام کے بعد کسی کو کم حاصل ہونگے۔ آپکے اقوال وافعال تمام اولیاءؒ و اقطاب کیلئے حجت قاطع اور برہان ساطع [روشن] ہیں۔ آپ ریاضات مجاہدات اور کشف وکرامات میں عجوبۂ روزگار اور تکمیل وارشاد یگانۂ عصر تھے۔ چنانچہ آپکی ایک نظر سے طالب صادق کا کام بن جاتا تھا اور تھوڑی سی توجہ سے سالک مستعد کو جمال حضر لاکیف نصیب ہوجاتا تھا۔ آپکا مذہب حنفی اور مشرب چشتی تھا۔ آپ فاروقی النسب تھے اور قطب الاقطاب حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ کے برادر زادہ داماد، مرید، خلیفہ و جانشین تھے اور انکے وصال کے بعد انکی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے آپکے والد کا اسم گرامی حضرت شیخ عبدالشکور تھا اور مسکن تھانیسر تھا۔ آپکے والد ماجد کو بھی حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ سے خلافت تھی۔ چشمۂ علم لدنی حضرت شیخ نظام الدینؒ کے قلب میں اسقدر موجزن تھا کہ ہر وقت آپکی زبان مبارک سے حقائق و معارف نکلتے تھے۔

تصانیف اگرچہ آپنے علم ظاہری جو قیل وقال کے نام سے مشہور ہے کسی ظاہری استاد سے نہیں پڑھا تھا لیکن دفتر وعندہ ام الکتاب اور مکتب ادّبنی ربی [میرے رب نے مجھے تعلیم و تربیت دی] میں سے ایسے علوم و نکات آپ بیان فرماتے تھے کہ جنکا احاطہ قلم الٰہی کے بغیر ناممکن ہے اور آپکی تصانیف مثل شرح لمعات، مکی و مدنی، رسالۂ حقیقہ در بیان ہفت بواطن، جو دِ قرآن، ریاض القدس، تفسیر قرآن

marfat.com

[آخری دو پارے] وغیرہ میں سے ہر ایک مشکوٰۃ شریف اور مصباح ولایت کے معارف کا خزانہ ہے۔

آپکے اور ابن عربی کے معارف میں فرق

آپ سے اِسقدر حقائق و معارف کا اظہار ہوا کہ اگر شیخ محی الدین ابن عربی آپکے وقت میں ہوتے تو سکوت و عجز کے سوا انکو چارہ نہ ہوتا۔ اور آپکے کلام معجز نظام کے آفتاب کے سامنے ستاروں کیطرح انکے نکات گم ہو جاتے۔ البتہ حضرت شیخ نظام الدینؒ اور شیخ ابن عربیؒ کے بیان کردہ حقائق و معارف میں بہت بڑا فرق ہے۔ اسوجہ سے حضرت اقدس کے حقائق و معارف کمالات نبوّت کی پیداوار ہیں اور حضرت ابن عربی کے حقائق و معارف کمالات ولایت کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس کے معارف اصل ہیں اور حضرت ابن عربی کے معارف ظِل و فرع ہیں۔ فہم من فہم۔

شرح لمعات مکی و مدنی

اس فقیر نے تواتر سے اپنے مشائخ کی زبانی سنا ہے کہ جب حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ مکہ معظمہ اور مدینہ کی زیارت کیلئے گئے تو لمعات کی ایک شرح مکہ معظمہ میں لکھی جسکا نام شرح مکی رکھا اور دوسری مدینہ منورہ میں تصنیف کی جسکا نام آپنے شرح مدنی رکھا۔ ان دونوں شرحین کے لکھتے وقت آپ خلوت نشین ہوتے تھے اور خلوت خانہ کے دروازہ پر خادم بٹھا دیتے تھے تاکہ کوئی شخص اندر نہ آسکے۔ اُسوقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت تشریف لاکر آپکو لمعات تعلیم کرتی تھی اور اسکے اسرار و رموز کی وضاحت کرتی تھی۔ چنانچہ آپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ حقائق و معارف جمع کرکے دو کتابیں تالیف فرمائیں۔ کہتے ہیں کہ لمعات میں ایک سطر ایسی تھی کہ جسکی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص اشارہ فرمایا اور حضرت شیخ نظام الدینؒ نے اسکے گرد آبِ زر سے حلقہ لگا دیا۔ وہ لمعات آجتک حضرت اقدس کے خاندان میں موجود ہیں۔ اور اس فقیر نے بھی آپکی بعض کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ آپکے ایک مرید کہتے ہیں کہ حضرت شیخ نظام الدینؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح امی تھے اور زبانِ مبارک

marfat.com

سے جو حقائق و معارف سرزد ہوتے تھے۔ مریدین و خلفاء انکو لکھ لیتے تھے اور کتابیں مرتب کرتے تھے۔ معنی میں آپکو استغراق تھا کہ حرف نہیں پہچان سکتے تھے۔ جب مریدین آپکے سامنے آپ ہی کے بیان کردہ اسرار و رموز پڑھ کر سناتے تھے تو آپ کاغذ انکے ہاتھ سے لیکر انگلی سے اشارہ سے فرماتے تھے کہ اس سطر سے اس سطر تک قلمزن کردو اور باقی پڑھو۔ جب مریدین بقیہ کلام پڑھتے تو اول سے آخر تک عبارت میں پورا ربط ہوتا تھا اور قلم زدہ عبارت بے ربط معلوم ہوتی تھی۔ آپ بڑے صاحب ذوق تھے اور جو شخص آپکے ساتھ محفل سماع میں شریک ہوتا اُسے اپنی استعداد کے مطابق فیض ملتا تھا۔ بلکہ عروج[1] کے زمانہ میں حضرت اقدس پر مشاہدۂ ذات میں ایسی حالت طاری ہوتی تھی کہ جو شخص آپکا منظور نظر ہو جاتا تھا ابتدائی مراحل میں شہود ذات سے فیضیاب ہو جاتا تھا اسوجہ سے حضرت اقدس لوگوں میں "شیخ ولی تراش" کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ اس لقب کیوجہ یہ تھی کہ جب آپکی روح کے تعین کا قطرہ کثرت کی قید سے نکل کر اطلاق ذات اور وحدت میں گم ہو جاتا تھا تو حضرت اقدس اپنی حقیقت کو کل اور اصل اور حقائق عالم کو ظل و فرع محسوس کرتے تھے جو آپکی ذات سے قائم ہوں جب آپ مقید کو گم کر کے مطلق و بے نشان ہو جاتے تو ان الفاظ سے ملقب ہوتے تھے۔ جس دن سے آپ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کی خدمت میں حاضر ہو کر ذکر نفی و اثبات اور اسم ذات میں مشغول ہوئے روز بروز حجابات[2] ظلمانی و نورانی جس سے مراد تعینات روحیہ و جسدیہ ہیں آپکی نظروں کے سامنے سے اٹھنے لگے اور انواع و اقسام کے انوار آپکے قلب پر وارد ہونے لگے۔

۱۔ عروج کا زمانہ وسط سلوک کا زمانہ ہوتا ہے جب سالک بحر ذات میں غواصی کرتا ہے اور شہود ذات ذات سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

۲۔ حجابات کے تین اقسام ہیں اول حجابات ظلمانی جو معصیت کیوجہ سے بندہ اور مولا کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔ دوم حجابات نورانی جو کشف و کرامات کیوجہ سے حائل ہو جاتے ہیں۔ سوم حجابات کیفی جو قرب حق کی لذت کیوجہ پیدا ہوتے ہیں کیونکہ سالک جب لذت کا طالب ہوتا ہے تو اخلاص کم ہو جاتا اور پردہ حائل ہو جاتا ہے۔ بہت نزاکت کا مقام ہے۔

marfat.com

مجاہدہ میں مشاہدہ

لیکن چونکہ حضرت اقدس بہت عالی ہمت اور سینہ مبارک اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کے مصداق ارض اللہ واسعۃ وسیع وعریض ہو چکا تھا۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ مَا طَغٰی کے مطابق آپ اِن چیزوں کیطرف متوجہ نہ ہوئے اور ہر آن و ہر لحظہ مرتبہ لاتعین ولاکیف کے متلاشی رہے اور کشف و کرامات سے خوش نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ ایکدن آپنے اپنے پیر دستگیر کیخدمت میں عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی متابعت میں حجرہ کا دروازہ چنواکر چھ ماہ کی خلوت اختیار کروں تاکہ یا اسکے اندر مر جاؤں یا مطلوب حقیقی کو حاصل کروں۔ جیسا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے فرمایا ہے ؎

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید یا تن رسد بجانان یا جاں ز تن بر آید

[جبتک میری مراد حاصل نہ ہوگی جدوجہد سے باز نہ آؤنگا اسمیں خواہ میری جان چلی جائے یا جانان مل جائے] یہ سنکر حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ بہت خوش ہوئے اور شاباش دیکر فرمایا کہ طالب کا کام یہی ہونا چاہئے۔ چنانچہ آپنے انکو شغل ہو نکم اور شغل سہ پایہ تلقین فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اس خلوت میں یہی شغل کرتے رہو۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ نو بار اسم ذات [اللہ] کا ذکر کرکے تسبیح کا ایک دانہ پھیرو اور اسی طرح ایک سانس میں زیادہ نہ ہوسکے تو کم از کم دو سو بار ذکر کرو۔ اسکے بعد آپنے خلوت میں داخل ہوکر اسکا دروازہ چنوا دیا اور رات دن اسی شغل میں مشغول ہوگئے۔ رفتہ رفتہ آپنے تین سو تک پہنچادیا۔ دوسری روایت یہ کہ ایک سانس میں چار سو تک پہنچادیا۔ خلوت میں جانے سے قبل آپنے حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ سے دریافت کیا کہ خلوت میں میری نماز باجماعت فوت ہو جائیگی۔ حضرت اقدس نے جوابدیا کہ ہر فرض نماز کے وقت تکبیر کہہ کر نماز پڑھا یا کرو جماعت میسر آجائیگی۔ چنانچہ جب آپ تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے تو ملائکہ آدمیوں کی شکل اختیار کرکے آپکی اقتدا کرتے تھے۔ اور سلام کیوقت آپ انکو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے تھے۔ اسکے بعد نظر سے غیب ہو جاتے تھے۔ اس مجاہدہ میں ایک ماہ کے بعد آپکی یہ حالت ہوگئی کہ گویا آپکا صحرائے لامکان کا پتہ دیتا ہے اور

marfat.com

وہ صحرا نورِ سُرخ سے پُر تھا اور اسکی سرخی نہایت گہری تھی۔ اسکے بعد اس نورِ سرخ لامحدود میں سے چودہ سالہ خوبصورت بے ریش نوجوان [اَمْرَد] ملیح و صبیح جلوہ گر ہوا۔ اسکے سر پر لمبی سیاہ زلفیں تھیں۔ وہ نوجوان آتے ہی آپکے دائیں شانہ پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ تجھے کس نے حکم دیا ہے کہ اس مجاہدے میں پڑکر اپنی جان گنوائے میں نے یا تمہارے شیخ نے؟ وہ نوجوان کیا تھا رَاَیتُ رَبّی علٰی صورۃِ امردِ شاب [میں نے شب معراج اپنے رب کو ایک نوجوان لڑکے کی صورت میں دیکھا] کا پیکر تھا۔ نیز حسن و جمال کا وہ پیکر تھا کہ جس کے جلووں کی تاب نہ لاکر حضرت اقدس گیارہ دِن بیخودی کے عالم میں اس معنوی معراج کا لطف اٹھاتے رہے۔ آپکے اس مشاہدہ میں تین دِن کے بعد اَمْرد کی صورت نورِ لاتعین اور لاکیف میں مبدّل ہوگئی۔ یہ حالت ایکدن تک قائم رہی اِسکے بعد آپ ذاتِ لاکیف میں داخل ہوئے اور عالم بے رنگی و اطلاق یک رنگ ہوکر محبوبِ حقیقی سے ہم آغوش ہوگئے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

من مستِ مئے عشقم ہشیار نخواہم شد　　　خفتہ بر معشوقم بیدار نخواہم شد

[میں شراب عشق میں مست ہوں ہوشیاری مجھے ناپسند ہے۔ میں محبوب سے ہمکنار ہوں اس نیند سے بیدار نہیں ہونگا] جب پندرہ دِن کے بعد افاقہ ہوا تو آپنے خادم سے کہا کہ میرے پیر دستگیر کو حجرہ کے دروازہ پر لے آؤ۔ خادم اس پیغام رسانی کیخاطر ہر وقت موجود رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے جاکر پیغام دیا اور حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ تشریف لے آئے۔ جب آپنے سارا ماجرا حضرت شیخ کیخدمت میں عرض کیا تو سنتے ہی حضرت اقدس پر بیخودی طاری ہوگئی اور ایک پہر یہی حالت رہی جب افاقہ ہوا تو دریافت کیا کہ شیخ نظام الدین تیرے ربنے تیرے کندھے پر سوار ہوکر کیا بات کہی تھی پھر کہو۔ جب آپنے پھر اس بات کو دہرایا تو حضرت شیخ بے ہوش ہوگئے ایک پہر کے بعد ہوش میں آکر پھر بے ہوش ہوگئے۔ غرضیکہ تین مرتبہ یہی ہوا۔ اسکے بعد حضرت شیخ نظام الدین کو خلوت سے باہر نکالکر فرمایا کہ تمہارا کام بن گیا ہے اور تم شہودِ حضرت لاکیف میں واصل ہوکر منتہائے عرفان کو پہنچ گئے ہو۔ اب تجھے خلو

marfat.com

کی ضرورت نہیں ہے۔ اسکے بعد مشائخ کی امانت و نعمت مع اسم اعظم و خرقۂ خلافت انکے سپرد کیا اور اپنی نیابت مطلق پر تعینات فرما کر مریدین کی تربیت پر مامور فرمایا چنانچہ جسطرح آپ کی تربیت ہوئی تھی آپ نے حسن اہتمام سے مریدین کی تربیت فرمائی اور بیشمار طالبان حق کو مرتبۂ تکمیل و ارشاد تک پہنچایا اور وہ لوگ ہر شہر ہر مقام اور ہر قصبہ میں پہنچکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے انکا مختصر تذکرہ حضرت اقدس کے ذکر کے ضمن میں بیان کیا جائیگا۔

یاد رہے کہ امرد کی صورت میں تجلی حضرت اقدس کا ابتدائی مشاہدہ تھا اور آخری مشاہدہ لاتعین اور بے رنگی تھا۔ نیز حق تعالیٰ کا امرد کی صورت میں نظر آنا معمولی بات نہیں ہے۔ یہ وہ مشاہدہ ہے کہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ کو اس پر ناز ہے اور فرماتے ہیں کہ رایت اللّٰہ علی صورۃ امرد۔ اس قول کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ بے ریش نوجوانوں کی صورت میں جمال حق کا مشاہدہ کرتے تھے دوسرا یہ کہ حق تعالیٰ نے امرد کی صورت میں متشکل ہو کر اپنا مشاہدہ کرایا۔ اس آخری معنی کے اثبات میں صاحب مراۃ الاسرار ایک حکایت بیان کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کے فرزند سلطان ولدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ شمس الدین تبریزیؒ کی ایک بیوی تھی جنکا نام کیمیا خاتون تھا۔ ایکدن اُن سے ناراض ہو کر شمس تبریز باغ کیطرف چلے گئے۔ مولانا روم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جاؤ کیمیا کو لے آؤ۔ مولانا شمس الدین کو اُن سے عظیم لگاؤ ہے۔ یہ کہکر مولانا رُوم خود شاہ شمس تبریز کی تلاش میں باغ کیطرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ شاہ شمس تبریز ایک خیمہ میں بیٹھے کیمیا خاتون سے باتیں کر رہے ہیں دست بازی کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر مولانائے رُوم حیران ہو کر واپس مڑنے لگے تاکہ انکے ذوق میں مخل نہ ہوں لیکن شاہ شمس تبریز نے آواز دی کہ اندر آجاؤ۔ جب اندر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ شاہ شمس کے سوا خیمہ میں کوئی نہیں ہے۔ اُن سے دریافت کیا کہ کیمیا کہاں چلی گئی ہیں۔ شاہ شمس الدین تبریز نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ کی مجھ سے اسقدر محبت ہے کہ جس صورت

marfat.com

میں چاہوں مجھے دیدار کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ اسوقت وہ کیمیا کیصورت میں آئے ہوئے تھے۔ شاید حضرت بایزید بسطامی کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔

حدیث "اوّل ماخلق اللہ القلم" کے معنی

ایکدن کسی نے حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ سے دریافت کیا کہ اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ [اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا حدیث] کے کیا معنی ہیں۔ آپنے اشارۃً جواب دیا کہ ایک دِن مولانائے روم قدس سرہٗ حدیث اوّل ماخلق اللہ القلم" کے اسرار و رموز یوں بیان فرما رہے تھے کہ ایکدن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رضوان الصفائے کے اسرار حضرت علی کرم اللہ وجہ کے سامنے خلوت میں بیان فرمائے اور وصیت فرمائی کہ یہ اسرار و رموز عظیم کسی نامحرم کے سامنے بیان نہ کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس دِن تحمل کیا لیکن اسکے بعد بیقرار ہوگئے حتیٰ کہ سانس بند ہونے لگا۔ آخر بیخود ہوکر صحرا کیطرف نکل گئے۔ وہاں ایک کنواں تھا۔ آپنے سر نیچے کر کے ایک ایک کر کے وہ تمام اسرار بیان کرنا شروع کئے۔ غایت استغراق میں آپکے منہ سے جھاگ بہہ رہی تھی اور آبِ دہن اور جھاگ کنویں میں گر رہی تھی۔ اسکے بعد آپکی حالت میں افاقہ ہوا اور سکون میسر ہوا۔ چند دنوں کے بعد اس کنویں پر ایک نے کا پودا اُگ آیا اور روز بروز بڑا ہونے لگا۔ شاید ایک چرواہا اس راز سے واقف ہوگیا تھا۔ چنانچہ اس نے وہ نے [بانسری کا پودا] کاٹ لیا اور اسکے اندر سوراخ نکال کر بانسری بنالی۔ اس بانسری کو وہ شب و روز بجاتا تھا اور شبانی کرتا تھا۔ حتیٰ کہ قبائل میں وہ بہترین نے نواز مشہور ہوگیا۔ انسان تو بجائے خود حیوان بھی اسکے نغمات سنکر مست ہو جاتے اور بعض مر جاتے تھے۔ اسکا سارے عرب میں چرچا ہوا اور لوگ نغمات سنکر مست اور بے خود ہو جاتے تھے۔ جب یہ بات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ چرواہے کو بلایا جائے۔ جب چرواہا حاضر خدمت ہوکر بانسری بجائی تو صحابہ کرام سنکر مدہوش ہوگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نغمات ان اسرار و رموز کی شرح ہیں جو میں نے علیؓ کو خلوت میں بتلائے

marfat.com

تھے۔ اسی طرح اہل صفا میں سے کوئی شخص البانہ ہوگا جو اخوان الصفا کے اسرار و رموز نے میں سنکر مست نہ ہوا سو جہ ہے کہ الایمان کلہٗ ذوق و شوق [ایمان ذوق و مستی کا نام ہے]

آہ دردت را ندارم محرمے — چوں علی آہے کنم در قعرِ چاہ
چہ بجوشد نَے بہ روید از لبش — نَے بنالد رازِ من گردد تباہ

[افسوس اے محبوب تیرا درد کس سے بیان کروں کوئی محرم راز ہی نہیں ملتا۔ علی کیطرح کوئیں کے اندر دل کی آگ نکالتا ہوں۔ جس سے کنویں میں جوش آتا ہے اور اسکے اندر نَے پیدا ہوتی ہے۔ جب نَے گریہ کرتی ہے تو میرا راز فاش ہو جاتا ہے]

آیاتِ قرآن سے حبسِ دم کا ثبوت

روایت ہے کہ ایک دفعہ آپکے ایک محرم راز مرید نے آپ سے سورۃ وَالنّازعات کی ابتدائی آیات کے عارفانہ معانی دریافت کیے تو آپنے فرمایا ان آیات سے کیفیاتِ حبسِ دم نکالی جاتی ہیں اور انکے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ بسینہ ہمیں پہنچے ہیں۔ والنازعات کا مطلب ہے قسم ہے دم یا سانس کھینچنے والوں کی۔ غرقاً کے معنی ہیں سختی اور قوت سے سانس کھینچنا۔ یعنی قسم ہے انکی جو ہر سانس میں ھو کہہ کر نیچے سے اوپر لے جاتے ہیں[1]۔ والناشطات نشطاً کے معنی ہیں قسم ہے سانس باہر لانے والوں کی جو نرمی سے سانس پکڑ کر آہستہ آہستہ منہ سے نکالتے ہیں تاکہ جو گرمی حبسِ دم سے پیدا ہو آہستہ آہستہ خارج ہو[2]۔ وَالسّابحات سبحاً کا مطلب یہ ہے کہ قسم ہے حبسِ دم کرنیوالوں کی جو حق تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اللہ اللہ کہہ کر سبحاً کا مطلب ہے تیزی سے یعنی تیزی سے اسلئے اللہ اللہ کرتے ہیں تاکہ ذکر میں ترقی

---

[1] نازعات کے معنی مفسرین نے بھی گھسیٹ کر یا سختی سے نکالنے کے لئے ہیں اور غرقاً کے معنی غوطہ لگا کر کئے ہیں لیکن علمائے ظاہر نے اس سے مراد وہ فرشتے لئے ہیں جو کافر کا دم سختی سے نکالتے ہیں [2] ناشطات سے مراد مفسرین نے نکالنا اور کھولنا لی ہے اور نشطاً کے معنی بھی آسانی کیلئے ہیں علمائے ظاہر آن وہ فرشتے مراد لیتے ہیں جو نیک آدمی کی روح آسانی سے نکالتے ہیں لیکن عرفاء اس سے سانس باہر نکالنا مراد لیتے ہیں [3] مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر حبسِ دم کے بعد سانس ایکدم پورا کھول دیا جائے تو دانتوں کے گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

marfat.com

کریں اور پانچ سو سے ہزار تک پہنچا دیں۔ فالسّٰبقات سبقًا[1] کا مطلب ہے اس عمل یعنی حبسِ دم سے وہ سبقت حاصل کرنا چاہیئے یعنی روحانی ترقی کے خواہشمند ہیں تاکہ سجین سے نکل کر علیین تک پہنچ جائیں[2]۔ فالمدبرات امرًا کا مطلب ہے قسم ہے انکی جو تدبیر یا [جد وجہد] کرتے ہیں تاکہ قرب الی اللہ کے حصول کا کام بخوبی انجام کو پہنچے لیکن اسمیں بھی ایک نکتہ ہے مطلب یہ ہے کہ عروجِ دم [یعنی سانس کا اوپر لطیفہ خفی و اخفیٰ میں لے جانا] مسافر ہے [یعنی ترقی پذیر ہے] اور تدبیر سے مراد یہ کام ہے کہ سانس کھینچنے کے بعد سینہ میں مضبوط کیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ گردن کو تین بار ہلایا جاتا ہے تاکہ دِل کو گرمی پہنچے اور گرمی سے کھل جلنے اور حرارتِ غریزی باہر نکلے اور گرمی حبس دم باہم ملکر دِل نیلوفر کو کھول دے جس سے دل مقیم چل پڑے۔ اس کام کو تدبیر کہتے ہیں اور جو شخص اس کام کو بخوبی انجام دیتا ہے السابقون اولئك المقربون میں سے ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اگرچہ دم مسافر [یعنی نیچے سے اوپر سفر کرنیوالا سانس] نیچے سے عروج کر کے علیین میں پہنچتا ہے لیکن سجین[2] جو درمیان میں حائل ہے اس سے خلاصی ضروری ہے لہٰذا دم مسافر پر پورا بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دم مقیم کے اوپر جانے اور دم مسافر بننے کا راستہ شمس الیمنی [ناک کا دایاں سوراخ] اور قمر الیسری [ناک کا بایاں سوراخ] کے ذریعے ہے۔ لیکن دم مسافر کے نیچے آنے اور دم مقیم بننے کا راستہ سلطان العروق [ناف یعنی لطیفہ نفس] ہے۔ چنانچہ فالمدبرات امرًا سے مراد دم مقیم کی تدبیر ہے جو سلطان العروق [نفس] ہے پر منتج ہوتا ہے۔ سجین بھی اسی کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سجین [نفس] سے خلاصی پائے اسوجہ سے کہ مسافر کیلئے سجین جس سے مراد مقفل ہے راست نہیں آتا۔ لیکن ہر شخص کا معاملہ اسکے حوصلہ کے مطابق علیحدہ ہوتا ہے۔

---

۱ مفسرین نے سابحات سے مراد تیرنے والے [فرشتے] لئے ہیں اور سبحًا کے معنی مفسرین نے بھی تیزی کے کئے ہیں۔ علمائے ظاہر اس آیت کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ وہ فرشتے جو نیکوں کی روح لیکر آسمان کی طرف تیزی سے لے اڑ جاتے ہیں۔

۲ سجین سے مراد مقفل

marfat.com

نیز منقول ہے کہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے تمام مریدین اور خلفا کو حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہٗ کے سپرد فرما دیا تھا چنانچہ ہر شخص اپنے واقعات حضرت اقدس کے سامنے پیش کرتا تھا اور آپ مناسب طریقہ پر انکے مسائل حل فرمایا کرتے تھے اگر اتفاقاً کوئی واقعات حضرت شیخ جلال الدین خود سن لیتے تب بھی آپ حضرت شیخ نظام الدین کو بلاکر وہ معاملہ اُن سے حل کراتے تھے لیکن ایک مرید ایسا تھا جسکو حضرت شیخ نظام الدینؒ سے تعصب تھا۔ ایکدفعہ وہ سیدھا حضرت شیخ جلال الدین کیخدمت میں جاکر اپنا حال بیان کر رہا تھا کہ اتفاقاً حضرت شیخ نظام الدین بھی وہاں پہنچ گئے۔ چنانچہ اس مرید نے حضرت شیخ جلال الدینؒ کے سامنے اپنی سیر سلوک کی کیفیت بیان کی جو مقام جبروت تک تھی۔ اسکے بعد حضرت شیخ نظام الدینؒ نے دریافت کیا کہ اس سے آگے کی بات کرو کہ کیا دیکھا یہاں پہنچکر کیوں ٹھہر گئے سو اس مرید نے کہا کہ سالک کیلئے اس مقام سے اوپر جانا ممکن نہیں ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ تجھے وہ مقام حاصل نہیں ہے۔ سالک کی رسائی اس سے اوپر ہو سکتی ہے۔ اسپر حضرت شیخ جلال الدینؒ نے فرمایا کہ شیخ نظام صحیح کہہ رہے ہیں کیونکہ وہ اس مقام پر جو کہ تنزیہہ محض ہے پہنچ چکے ہیں اور تم نہیں پہنچے اسلئے اسکا انکار کر رہے ہو۔

ترکِ وطن حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ کے تھانیسر سے ترک سکونت کرکے بلخ جانے کا سبب جو مشائخ عظام نے تواتر کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جب حضرت اقدس کی ولایت کا ظہور ہوا اور آپکے کمالات کا اطراف عالم میں چرچا ہوا تو نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ آپکا بیحد معتقد ہو گیا اور جب جہانگیر کے بیٹے سلطان خسرو نے بیس ماہ ذی الحجہ ۱۰۱۴ھ کو جو جہانگیر کی تخت نشینی کا پہلا سال تھا عَلَمِ بغاوت بلند کیا اور اکبر آباد کیطرف فرار کرتے ہوئے تھانیسر سے گذرا تو حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ کیخدمت میں حاضر ہوا اسپر بعض مفسدین نے بادشاہ کے پاس جاکر شکایت کی کہ حضرت اقدس نے اسکو سلطنت کی خوشخبری دی ہے اسوجہ سے جہانگیر بادشاہ جو دراصل کفر والحاد کیطرف مائل تھا اور تمام اولیا کرام سے صدق دل سے پیش

marfat.com

نہیں آتا تھا اپنی بدبختی کی بنا پر حضرت اقدس سے بھی منحرف ہوگیا بلکہ آپ سے ناراض ہو گیا اسوجہ سے حضرت اقدس کو باہر جانا پڑا۔ لیکن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کیطرح حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ کے ترکِ وطن کا اصل سبب بلخ کے لوگوں کی ہدایت و تکمیل تھا اسوجہ سے کہ وہاں کے لوگ طویل مسافت کیوجہ سے حضرت اقدس کے فیضان سے محروم تھے۔ چنانچہ آپ تھانیسر سے روانہ ہوکر پہلے مکہ معظمہ پہنچے اور حج بیت اللہ ادا کیا اسکے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوکر زیارتِ روضۂ اطہر سے مشرف ہوئے۔ ان دونوں متبرک مقامات پر آپنے کافی عرصہ تک قیام فرمایا اور اسی قیام کے دوران لمعات کی دونوں شرحیں تصنیف فرمائیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے اسکے بعد بلخ تشریف لیگئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ حجاز مقدس کے سفر کے بعد آپ تھانیسر تشریف لے گئے اور جہانگیر کی ناراضگی کیوجہ سے بلخ تشریف لے گئے۔ بہرحال تھانیسر سے بلخ کے سفر کے دوران ان دونوں مقامات کے درمیانی علاقے کے لوگ کثرت سے آپکی ذاتِ بابرکات سے مستفیض ہوئے اور قریب سات سو مریدین مرتبہ ارشاد و تکمیل کو پہنچے۔ جن میں سے ہر ایک کو حضرت اقدس نے خلافت دیکر اپنے اپنے علاقے میں ہدایت خلق پر مامور فرمایا۔

ایک کرامت

غرضیکہ جس روز حضرت اقدس بلخ میں داخل ہوئے وہاں کے بادشاہ کیطرف سے ایک سرکاری ملازم آپکی خدمت گذاری کیلئے مقرر کیا گیا راستے میں جب اس ملازم کو اتفاق سے حضرت اقدس کے فرزند کے گھوڑے کا دھکا لگا تو چونکہ وہ مستِ شراب اور مخمور تھا اس نے صاحبزادہ کی پیٹھ پر چابک مارا جس سے صاحبزادہ کو غصہ لگا۔ اور حضرت شیخ کیخدمت میں جاکر عرض کیا کہ حضور آپکا تحمل ہمیں ہندوستان سے بلخ لایا ہے اور معلوم نہیں یہاں سے کہاں لے جائیگا۔ جب حضرت اقدس نے ماجرا دریافت کیا اور چابک کا حال سنا تو آپکو جلال آگیا اور فرمایا کہ اس ملازم کی گردن کیوں نہیں ٹوٹتی۔ یہ کہنا تھا کہ اسکا گھوڑا بدک گیا اور ملازم کو نیچے گرا دیا جس سے اسکی گردن ٹوٹ گئی اور مرگیا۔ اس واقعہ سے آپکی شہرت بڑھ گئی اور اردگرد کے علاقے

marfat.com

لوگ حاضرِ خدمت ہو کر بیعت سے مشرف ہونے لگے حتیٰ کہ ماوراء النہر کے لوگ بھی کثرت سے آکر بیعت ہوئے اور آپکے حسن تربیت سے مرتبۂ تکمیل وارشاد کو پہنچے۔ اور خلافت سے مشرف ہو کر ہدایت خلق پر مامور ہوئے۔ غرضیکہ بلخ میں حضرت اقدس کی بے حد عزت و تکریم ہوئی حالانکہ آپنے ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن آپکے علم لدنی کے فیض کا یہ عالم تھا کہ آپ ایسے حقائق و معارف بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے عُلماء کو بھی انکار کی مجال نہ تھی۔

جب آپ کی ولایت کا شہرہ بلند ہوا اور بلخ کا بادشاہ امام قلی خان ازبک اور دوسری روایت کے مطابق نذر محمد خان آپکا مرید ہوا اور ہفتہ میں ایک بار حاضرِ خدمت ہو کر شرفِ باریابی حاصل کرنے لگا تو شہر کے بعض عُلما کے دِل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ چنانچہ انہوں نے چند مسخروں کو جمع کر کے مال و دولت کی لالچ دی اور اس بات پر آمادہ کیا کہ حضرت اقدس کیخدمت میں جاکر ایسی حرکت کریں جس سے آپکی خِفت ہو اور لوگ بدظن ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ تجویز نکالی کہ اپنے سردار کو مُردوں کیطرح چارپائی پر لٹا کر حضرت اقدس کی خانقاہ میں لے گئے اور یہ سکیم بنائی کہ جب حضرت اقدس جنازہ کی امامت کی نیت باندھیں تو وہ چارپائی سے اٹھکر آپکا مذاق اڑائے تاکہ آپکی خفت ہو۔ جب وہ لوگ جنازہ اٹھا کر حضرت کی خانقاہ میں پہنچے اور عرض کیا کہ شہر کے علماء میں سے کوئی شخص ہمارے پیشہ سے نفرت کیوجہ سے ہمارے سردار کا جنازہ نہیں پڑھاتا آپکے خلق کی ہم نے بہت تعریف سنی ہے آپ مہربانی فرما کر اسکا جنازہ پڑھائیں یا اپنے کسی مرید کو حکم دیں کہ جنازہ پڑھادے عند اللہ اجر عظیم ہوگا۔ حضرت اقدس کو روشن ضمیری سے انکی شرارت کا علم ہوگیا اور فرمایا کہ میرے سوا اسکا جنازہ کوئی نہیں پڑھا سکتا۔ میں خود اسکا جنازہ پڑھاؤنگا۔ یہ سنکر مسخرے خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ حضور ہماری خواہش بھی یہی تھی کہ آپ خود جنازہ پڑھاتے تاکہ متوفی کو نجات ابدی اور سعادتِ سرمدی حاصل ہو۔ اسکے بعد حضرت اقدس باہر تشریف لائے اور نمازِ جنازہ کی نیت باندھی۔ اللہ اکبر کہنا تھا کہ انکے سردار کی روح نکل گئی اور وہ مردہ ہو کر رہ گیا۔ لیکن وہ

marfat.com

منتظر ہے ابھی انتظار کر رہے تھے کہ ہمارا سردار کب اٹھتا ہے اور کسطرح حضرت اقدس کا مذاق اڑاتا ہے تاکہ ہمیں مال و دولت کے ڈھیر مل جائیں۔ نیز اسکو اشارے بھی کر رہے تھے کہ نمازِ جنازہ ہو چکی ہے اٹھو اور اپنا کام کرو لیکن وہ بدبخت تو کسی اور جگہ پہنچ چکا تھا انکے اشاروں کو کیا سمجھتا۔ آخر حضرت نے فرمایا اسکو اٹھاؤ اور جا کر دفن کر دو۔ جب انہوں نے اسکے منہ سے چادر اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ فی الواقع مُردہ ہے۔ اب وہ بیحد نادم ہوئے اور حضرت اقدس کیخدمت میں واویلا کیا اور قدموں میں گر کر عرض کرنے لگے کہ چند حاسد لوگوں کے کہنے پر ہم نے یہ حرکت کی تھی ہم بے کسوں کے حالِ زار پر رحم فرماویں۔ ہماری خطا معاف فرماویں اور اسکو زندگی بخشیں کیونکہ وہ ہمارا سردار تھا اور ہماری روزی اُسی کے دم سے تھی۔ اسکی موت سے ہم سب برباد ہو جائینگے۔ حضرت شیخ نے جواب دیا کہ اب تیر نشانے پر بیٹھ چکا ہے اور تم لوگوں کو اپنی حرکت کی سزا مل چکی ہے۔ اب اسکا علاج سوائے دفن کے کوئی نہیں ہے چنانچہ انہوں نے مایوس ہو کر اسے دفن کر دیا اور روتے ہوئے گھروں کو چلے گئے۔ اس کے بعد اُن حاسد علماء کو بھی بہت ندامت حاصل ہوئی۔ مخفی نہ رہے کہ چونکہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہٗ کی ذات بابرکات جامع کمالات نبوی تھی۔ جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمسخر کرنیوالے کفار کیفر کردار کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ فرمان ہوا اللہ یستھزءُ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون اور اس معجزہ کے ظہور کے بعد بمصداق آیہ پاک یدخلون فی دین اللہ افواجاً خلق خدا فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگی۔ بعینہٖ حضرت شیخ کی اس کرامت سے وہاں کے لوگ پہلے سے بھی زیادہ حضرت شیخ کے معتقد ہو گئے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرفِ بیعت حاصل کرنے لگے۔ اس سے حاسدین کے دِل میں بھی آتشِ حسد کے شعلے پہلے سے بھی زیادہ بھڑکنے لگے۔ آخر انہوں نے ایک جادوگر کو زرِ کثیر دیکر اس بات پر آمادہ کیا کہ حضرت اقدس کو جادو کے ذریعے جان سے مار دے۔ جب جادوگر نے اپنا کام شروع کیا تو حضرت اقدس کو اسکا علم ہو گیا اور اپنے بڑے بیٹے شیخ محمد سعید سے فرمایا کہ اس

marfat.com

جادوگر کے پاس جاکر کہو کہ اس حرکت سے باز آجائے۔ جب انہوں نے جادوگر کے پاس جاکر حضرت اقدس کا پیغام تو اس نے ہنس کر کہا کہ وہ تو اپنے آپکو بڑا شیخ سمجھتے ہیں اب کیوں گھبرا رہے ہیں۔ شیخ محمد سعید نے والد ماجد کے پاس جاکر عرض کیا کہ جادوگر یہ کہتا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا اسکے پاس دوبارہ جاؤ اور وہی پیغام دو غرضیکہ حضرت اقدس نے تین دن اپنے بیٹے کو جادوگر کے پاس بھیجا اور اپنی حرکت سے باز آنے کو کہا لیکن ہر مرتبہ وہ یہی جواب دیتا رہا۔ چوتھے دن حضرت اقدس نے شیخ محمد سعید سے فرمایا کہ جادوگر کے گھر جاکر دیکھو اسکا کیا حال ہے۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور اسکے گھر جاکر دیکھا کہ وہ فوت ہوگیا ہے اور لوگ اسکی تجہیز وتکفین میں مصروف ہیں۔ انہوں نے واپس آکر حضرت اقدس کیخدمت میں ماجرا بیان کیا اور راز معلوم کرنا چاہا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ جب اس نے مجھ پر جادو شروع کیا تو اسکا اثر یوں ظاہر ہوا کہ پہلی رات میں نے عالم معاملہ میں دیکھا کہ بہشت میں ایک خوبصورت محل تیار ہو رہا ہے۔ میں نے محل تعمیر کرنے والوں سے پوچھا کہ یہ محل کس کے واسطے تیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپکے لئے۔ آپ فلاں شخص کے جادو کی وجہ سے یہاں آئینگے۔ نیز انہوں نے مجھے اس جادوگر کا پتہ نشان بھی بتایا۔ میں نے تین دن تک یہی حال دیکھا اور تجھے اس کے پاس بھیجتا رہا تاکہ وہ اس کام سے باز آئے۔ لیکن میرے بطون کی تلوار نے اپنا کام کیا اور اسکا سر کاٹ کر رکھدیا۔ اس وجہ سے کہ جو شخص کسی عارف کو ضرر پہنچانا چاہتا ہے وہ خود ہلاک ہوتا ہے اور عارف کامل جو حق تعالیٰ کے اسماء و صفات سے متصف ہو چکا ہے بالکل محفوظ رہتا ہے۔ چنانچہ تیسری رات جب میں بہشت پہنچا تو محل کے تعمیر کنندگان سے کہا کہ اب میرے دل میں اس محل کی خواہش نہیں ہے اور میں یہاں نہیں آؤں گا کیونکہ مجھے باغات اور محلات کا شوق نہیں ہے۔ میں ذات حق کا طالب ہوں۔ میں اپنے وقت پر بہشت میں آؤنگا۔ اور یہ قصر جنت میں نے اس جادوگر کو بخشا۔ وہ کل یہاں آئیگا۔ اسلئے میں نے تجھ سے کہا جاکر دیکھو اس جادوگر کا کیا حال ہے۔ آیا میرے بطون کی تلوار نے اُسے قتل کر دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مر چکا ہوگا۔ لیکن حضرت

marfat.com

اقدس کی اس کرامت کے بعد علماء کے حسد کی آگ اور بھی تیز ہوگئی اور روز بروز زیادہ ہونے لگی

حاسدین کی بغاوت اور حضرت شیخ کی کرامت

آخر نوبت احتساب تک پہنچ گئی اور ان لوگوں نے بادشاہ کو درخواست دی کہ شیخ نظام الدین کو جمعہ نماز جامع مسجد میں ادا کرنی چاہیئے جہاں بادشاہ سلامت نماز ادا کرتے ہیں۔ جب بادشاہ حسب معمول حضرت اقدس کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا تو اس نے یہ عرض بھی کر دیا کہ اس بندہ کی خواہش ہے کہ حضور آئندہ نماز جمعہ ہمارے ساتھ جامع مسجد میں ادا کریں تاکہ نمازیوں کی نماز قبول ہو اور حاسدین کی زبان بھی بند ہو جائے اسوجہ سے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز جمعہ صرف جامع مسجد میں جائز ہے۔ جہاں بادشاہ کا ہونا ضروری ہے۔ باقی شہر کی کسی مسجد میں جائز نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لوگ آپکی نماز جمعہ جو جامع مسجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں ادا کی گئی ہو جائز نہیں سمجھتے۔ حالانکہ حقیقی نماز حضور والا کی ہوتی ہے جہاں بھی ادا فرمادی۔ لہٰذا اگر کرم فرما کر نماز جمعہ کیلئے بادشاہی مسجد میں تشریف لایا کریں تو بڑا احسان ہوگا۔ نیز حاسدین کی شکایت بھی ختم ہو جائیگی۔ حضرت اقدس نے بادشاہ کو جواب دیا کہ میں نماز جمعہ بادشاہی مسجد میں اسلئے نہیں ادا کرتا کہ آپکا پیش امام رافضی ہے۔ بادشاہ نے حضرت اقدس کا یہ جواب علماء کو سنایا اور کہا کہ حضرت شیخ کے جامع مسجد میں نہ آنے کا سبب یہ ہے۔ یہ سنکر حاسدین نے کہا کہ یک نہ شد دو شد، ایک تو وہ جامع مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آتے دوسرے ہمارے متقی اور پرہیزگار امام پر جو تیس سال سے یہاں نماز پڑھا رہے ہیں رفض کی تہمت بھی لگاتے ہیں۔ یہ بات سنکر امام مسجد بھی آگ بگولا ہوگیا۔ آخر امام مسجد اور علماء حاسدین اور مسجد کے دیگر مقتدی لوگوں نے جنکی تعداد تقریباً بارہ ہزار تھی سب نے متفق ہوکر بادشاہ سے مطالبہ کیا کہ اگر آپکے پیر شیخ نظام الدین پیش امام کو رافضی ثابت کر سکتے ہیں تو درست ورنہ ہم تم دونوں کو قتل کر دینگے۔ کیونکہ توران و عرب میں یہی دستور ہے جب وہاں کے لوگ بادشاہ سے رنجیدہ خاطر ہوتے ہیں تو اسے قتل کر دیتے ہیں یا قید کرکے کسی اور شخص کو تخت پر بٹھا دیتے ہیں۔ یہ سنکر بادشاہ ڈر گیا اور دوسرے دن حضرت اقدس کیخدمت میں آئے

marfat.com

سارا ماجرا بیان کیا اور کہنے لگا کہ آپکی اب بات سے کہ پیش امام رافضی ہے دس بارہ ہزار آدمیوں نے متفق ہو کر ہمارے خلاف کاروائی کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے اب معاملہ میرے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ حضرت اقدس کو اور مجھے نقصان پہنچائیں یا قتل کر دیں۔ اب آپ ایسی کرامت دکھائیں کہ امام کا رفض ثابت ہو جائے ابھی بادشاہ یہ بات کر رہا تھا کہ وہی امام دس ہزار آدمی لیکر اس حالت میں وہاں پہنچ گیا کہ اس کے بھائی کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اور انکا ارادہ یہ تھا کہ اگر حضرت شیخ نے پیش امام کو رافضی ثابت نہ کیا تو آپکو اُسی جگہ قتل کر دینگے۔ پیش امام نے آتے ہی سختی سے کہا کہ اگر آپ میرا رفض ثابت نہیں کر سکتے تو ابھی ہم تمہیں اور بادشاہ کو قتل کر دینگے۔ یہ سنکر حضرت اقدس نے فوراً مراقبہ کیا۔ اور کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت یہاں موجود تھی اور مجھے حکم دیا کہ ان لوگوں سے کہو کہ پیش امام کے موزے نکالیں۔ اور ان موزوں کے دونوں تلوؤں کو دیکھیں حقیقت حال معلوم ہو جائیگی۔ یہ بات سنتے ہی لوگوں نے پیش امام کے موزے نکال لیے اور کیا دیکھتے ہیں کہ موزوں کے تلوں پر شیخین [حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمرؓ] کے اسمائے گرامی لکھے ہوئے ہیں۔ جب لوگوں نے یہ حال دیکھا تو بادشاہ کے حکم دیئے بغیر امام اور اسکے بھائی کو اسی جگہ قتل کر دیا۔ اور علمائے حاسدین سمیت تمام لوگ دل و جان سے حضرت اقدس کے مرید ہو گئے۔ بلکہ بلخ کا سارا ملک آپکا حلقہ بگوش ہو گیا اور حسد و مخالفت کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو گیا۔

علمِ کیمیا کو ٹھکرا کر علمِ توحید عطا کیا

روایت ہے کہ بلخ میں ایک درویش رہتے تھے جنکی عمر سو سال تھی اور خلوت سے باہر انہوں نے کبھی قدم نہیں رکھا تھا۔ وہ درویش علوم کیمیا اور ریمیا وغیرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے جب انکے انتقال کا وقت قریب آیا تو حضرت شیخ نظام الدینؒ کی خدمت میں ایک خادم کے ذریعے کہلا بھیجا کہ اگر آپ یہاں قدم رنجہ فرمادیں تو میں آپکو نعمت عظمٰی دونگا۔ دوسرا کوئی شخص اس قابل نہیں ہے کہ یہ نعمت حاصل کر سکے۔ حضرت اقدس نے خادم سے پوچھا

marfat.com

کہ آیا تمہارے شیخ ان علوم کے علاوہ دوسرے علوم بھی جانتے ہیں جو سالکین راہ طریقت کا مطلوب ہیں۔ خادم نے جوابدیا کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ ہمارے شیخ تمام علوم کے جامع ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مجھے تمہاری بات کا اعتبار نہیں ہے واپس جاکر اپنے شیخ سے دریافت کرو کہ اگر آپکو علم توحید ہے تو درست ورنہ دوسرے علوم بیکار ہیں۔ اسلئے وقت کو غنیمت سمجھیں اور مرنے سے پہلے میرے پاس آؤ اور علمِ توحید حاصل کرکے دوئی سے نجات حاصل کرو اور یک رنگی میں پہنچکر اس جہان سے مومن و موحد بن کر جاؤ۔ جب خادم نے جاکر حضرت اقدس کا پیغام دیا تو چونکہ وہ طالب صادق تھا فوراً کہلا بھیجا کہ میں اور کسی علم کو نہیں جانتا اور نہ علمِ توحید سے واقف ہوں۔ چنانچہ وہ حضرت کی خدمت میں آیا۔ آپنے اُسے دو تین گھنٹوں میں نور توحید ذاتی سے مشرف فرمایا اور رخصت کردیا بعض کہتے ہیں اس شیخ نے بھی اپنی طرف سے وہ علوم حضرت اقدس کو بطور تحفہ و ہدیہ پیش کئے اور آپ نے قبول فرمالئے۔ لیکن روایت اول زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

مُردہ زندہ ہوگیا

اِس فقیر نے تواتر سے اپنے مشائخ عظام سے سنا ہے کہ کہ ایکدفعہ حضرت اقدس کا گذر ایک بیابان سے ہوا اور وہاں ایک مردہ پڑا پایا۔ جب آپنے اسکے حالات پر نظر ڈالی اور ام الکتاب [لوحِ محفوظ] کو بھی دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی اسکی عمر کے تیس سال باقی ہیں۔ چنانچہ آپنے اُسے مخاطب کرکے فرمایا قم باذن اللہ [اللہ کے حکم سے اٹھو] یہ کہنا تھا کہ مُردہ اسی وقت زندہ ہو گیا اور اٹھ بیٹھا۔ حضرت اقدس نے اُسے اپنے پاس رکھا اور تربیت دیکر مرتبہ کمال کو پہنچایا اور ہدایت خلق پر مامور فرمایا۔ انکی وجہ سے ہزاروں لوگ منزل مقصود کو پہنچے

چرواہے کو ولایت دیکر مقتدائے علما کردیا

روایت ہے کہ ایک دفعہ بلخ کے نواح میں ایک چرواہا رہتا تھا جو حضرت اقدس کے کمالات کی شہرت سنکر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کس لئے آئے ہو۔ اس نے جوابدیا کہ حضور کی توجہ سے بہت لوگ مرتبہ ولایت کو پہنچ چکے ہیں۔ میری بھی خواہش ہے کہ یہ مقام حاصل ہو۔ حضرت اقدس نے اُسے ذکر نفی اثبات و اسم ذات بطریق جہر

marfat.com

تلقین فرمایا اَور اسپر ہمیشہ کاربند رہنے کی وصیت فرمائی۔ اس نے حکم کی تعمیل کی اَور سات سال تک ریاضت و مجاہدہ کیا جس سے اسکے باطنی کان کھل گئے اَور حیوانات کا کلام سننے اَور سمجھنے لگا۔ نیز ملائک بھی اُسے نظر آنے لگے۔ اسکے بعد آپنے ذکرِ جہری بند کرادیا اَور حبسِ دم کے ساتھ نفی اثبات[۱] کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے مزید ایک سال تک حبسِ دم کے ساتھ نفی اثبات کیا۔ ایک دِن شغل سے فارغ ہوکر وہ مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ ایک نہایت سُرخ نور دیکھا جو اسکے دانتوں کے جبڑوں سے نکلکر بجلی کیطرح چمک رہا تھا اسکے بعد وہ نور پھیل گیا۔ یہانتک کہ وہ نور کائنات کے تمام ذرات میں طاری و ساری ہوکر اسپر محیط ہوگیا۔ اسکے بعد وہ نور ایک نہایت ہی حسینہ و جمیلہ عورت کی شکل میں ظاہر ہوکر اس پر جلوہ گر ہوا۔ یہ مشاہدہ کرتے ہی وہ بیہوش ہوگیا اَور سات روز محویت اَور بیخودی کے عالم میں مستغرق رہا۔ اسکے بعد اُسے افاقہ ہوا۔ اسکے چودہ دن بعد وہ شغل باطن میں مشغول تھا کہ اس پر نورِ بےخودی جلوہ گر ہوا اَور نو دِن تک مدہوش رہا جب اس نے حضرت اقدس کیخدمت میں یہ واقعات بیان کئے تو آپ بہت خوش ہوئے اَور فرمایا کہ تمہارا مطلب حاصل ہوگیا ہے۔ اسکے بعد اُسے خرقۂ خلافت عطا کیا اور اپنے وطن بھیجکر وہاں کا صاحبِ ولایت مقرر فرمایا اَور عارف باللہ نام رکھا۔ جب وہ وہاں پہنچا اَور لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ نظام الدینؒ نے ایک چرواہے کو خرقہ خلافت دیکر اس علاقے کا صاحبِ ولایت مقرر فرمایا ہے اَور عارف باللہ نام رکھا ہے تو وہاں کے علماء جمع ہوکر انکے پاس آئے تاکہ دیکھیں کہ صاحبِ ولایت کیسا ہے اَور اس کے علم و عرفان کا امتحان لیا جائے کہ کہاں تک ہے۔ چنانچہ علماء نے انکے پاس جا کر علمی مسائل پر گفتگو شروع کردی اَور اُن سے مشکل سوال کئے۔ چونکہ وہ اُمّی تھے ان کے سوالات کے جوابات نہ دے سکے۔ یہ دیکھکر عُلماء نے کہا کہ آپنے یہی عرفان اَور ولایت حاصل کی ہے کہ مسائل شریعت بھی اچھی طرح نہیں جانتے۔ غرضیکہ ان لوگوں نے آپکا

---

[۱] نفی اثبات سے مراد ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔ لَآ اِلٰہَ کو نفی اور اِلَّا اللّٰہ کو اثبات کہا جاتا ہے۔ ذکر اسم ذات سے مراد ذکر اسم پاک اللہ اللہ ہے۔

marfat.com

کافی مذاق اڑایا۔ جب وہاں کے با اثر علما نے آپکے ساتھ یہ سلوک کیا تو عام لوگوں نے بھی آپ کی کوئی پرواہ نہ کی۔ یہ حالت دیکھکر وہ حضرت شیخ نظام الدینؒ کیخدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا آپنے انکو کشف ارواح کا شغل تلقین فرمایا اور حکم دیا کہ خلوت میں بیٹھ کر یہ شغل کرو اس سے سراج امت حضرت امام ابوحنیفہؒ کی روحانیت پہنچ جائے گی اور آئیندہ جسوقت تم انکی روح کیطرف متوجہ ہوگے انکو موجود پاؤگے اُن سے جتنے علمی مسائل دریافت کروگے انکا حل بتادینگے۔ اسکے بعد جب کوئی عالم کوئی مسئلہ لیکر آئے تو حضرت امام صاحب کی روح سے دریافت کرکے اسکو جواب دیدیا کرو۔ چنانچہ انہوں نے اس شغل پر عمل کیا جس سے حضرت امام ابوحنیفہ کی روحانیت ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ میں حاضر ہوں جسوقت میری طرف متوجہ ہوگے میں پہنچ جاؤنگا اور جو مسئلہ دریافت کروگے اسکا جواب بتادونگا۔ جب انہوں نے معاملہ حضرت شیخ نظام الدینؒ سے عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ اب جاؤ وہاں کے تمام علما تمہارے کفش بردار [جوتا اٹھانیوالے] ہوجائینگے چنانچہ حضرت شیخ سے رخصت ہوکر جب وہ اپنے وطن پہنچے تو علما دوبارہ آپکے گرد ہوگئے اور امتحان کیخاطر علمی مسائل دریافت کرنے لگے۔ اب چونکہ وہ بحرِ علوم بن چکے تھے۔ انکے ایک ایک سوال کے سات سات جواب دینے لگے۔ وہ لوگ جو سوال کرتے تھے آپ امام ابوحنیفہ کی روح سے پوچھکر جواب دیدیتے تھے۔ جب علمائے نے یہ حالت دیکھی تو سب انکے مرید ہوگئے۔ اسکے بعد اس علاقے کے لوگ بھی رفتہ رفتہ مرید ہوگئے اور آپسے فیض حاصل کرکے کافی لوگ مرتبہ تکمیل وارشاد کو پہنچے۔

شغل جبرائیلیہ کی تلقین بعض کہتے ہیں کہ عارف باللہ جب علما کے سوالات سے عاجز آکر حضرت شیخ کیخدمت میں پہنچے اور کیفیت بیان کی تو حضرت اقدس نے انکو شغل جبرائیلیہ تلقین کرکے فرمایا کہ اس شغل کے ذریعے ملائک جبرائیلیہ آکر تمہارے دل میں علوم القا کرینگے اور وہ لوگ جو مسئلہ کہ تم سے دریافت کرینگے انکا حل ملائکہ تمہارے قلب پر القا کردینگے۔ فکر مت کرو تمام لوگ تمہارے ان غیبی علوم کو دیکھ کر معتقد اور مرید ہوجائینگے۔ چنانچہ وہاں سے رخصت ہوکر شیخ عارف باللہ اپنے وطن

marfat.com

پہنچے اور اپنے گھر میں بیٹھ کر چند روز وہ شغل کرتے رہے۔ جب ملائک نے آکر وہ علوم آپکے دل پر القا کیئے تو آپ خلوت سے باہر آئے۔ جب علما کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ وہ اپنے پیر سے ہو کر واپس آ گئے ہیں تو انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ اب جا کر دیکھنا چاہیئے کہ وہ کیا کمال اور علوم حاصل کر کے آئے ہیں اور ہمارے مسائل کا کیا جواب لائے ہیں۔ چنانچہ جب انہوں نے شیخ عارف باللہ کے پاس جا کر اپنے مسائل بیان کیئے تو آپ نے ایک ایک سوال کے کئی جواب دیدیئے اور انکے مشکل سے مشکل سوال حل کر دیئے۔ آپکی یہ کرامت دیکھ کر سب علما معتقد اور مرید ہو گئے اور عارف باللہ ہوئے۔

اس فقیر نے ثقہ راویوں سے سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین بلخیؒ اور حضرت شیخ نظام الدین نارنولیؒ ہم عصر تھے اور ایک دوسرے سے انکی ملاقات بھی ہوئی ہے نیز یہ بھی سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین بلخیؒ حضرت شیخ نظام الدین نارنولیؒ کو نیم مسلمان کہتے تھے۔ شاید آپکا مطلب تھا کہ اسوقت تک حضرت شیخ نارنولیؒ کو ذاتِ حق مشاہدہ تجلیات صوری اور تمثلات نوری میں ہوا ہو گا اور کشف حضرت لاکیف [لاتعین] تک رسائی نہ ہوئی ہو گی اور یقیناً یہ کشف انکو آخری عمر میں ہوا ہو گا۔ یاد رہے کہ حضرت شیخ نظام نارنولی قدس سرہ حضرت خواجہ خانوں گوالیاریؒ کے اعظم خلفائیں سے تھے جنکا سلسلہ طریقت چند واسطوں سے حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی تک جا پہنچتا ہے۔ آپ شانِ عظیم اور مقامِ بلند کے مالک تھے اور تربیت مریدین میں یدِ طولےٰ رکھتے تھے چنانچہ مشہور ہے کہ آپکے ایک ہزار چار سو خلفائے باکمال تھے۔ ایک دفعہ آپ پر حضرت عین القضات ہمدانی کی سی حالت طاری ہو گئی اور آپکی زبان سے یہ بات نکلی کہ قیامت تک ہمارے بچوں میں سے ایک مردِ عارف اور صاحبِ حال پیدا ہوتا رہیگا۔ بعینہٖ اسی طرح ہوا جیسا کہ فرمایا تھا۔ آپکے فرزندان میں سے جہانگیر بادشاہ کے عہد میں حضرت محمد صادق بڑے صاحبِ حال اور صاحبِ کمال بزرگ پیدا ہوئے اور اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ نظام نارنولیؒ کے پیر حضرت خواجہ خانون قدس سرہ نے آخر عمر میں ضعیفی کیوجہ سے ترکِ تعظیم اختیار کر لی تھی اور تعظیم کیلئے اٹھنا بند کر دیا تھا

marfat.com

اس وجہ سے کہ ایک تو آپ ضعیفی کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتے تھے دوسرے یہ کہ ہر کس و ناکس کے سامنے اٹھنا درویشوں کے شایاں حال نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابتک آپکے مریدین میں ترکِ تعظیم کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ حضرت شیخ نظام نارنولی رح کے کمالات اسقدر ہیں کہ دائرۂ تحریر سے باہر ہیں۔

یاد رہے کہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی نے سالہا سال بلخ میں مسندِ خلافت پر متمکن ہو کر ایک جہان کو نورِ ہدایت سے منور فرمایا اور اپنی زندگی میں امانتِ مشائخ مع اسم اعظم و خرقۂ خلافت حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کے پوتے حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی قدس سرہٗ کے حوالہ کرکے قصبۂ گنگوہ کیطرف رخصت فرمایا اسکے بعد دوسرے لوگوں کو فیض تربیت سے مستفیض کرکے اس جہان سے پردہ پوشی فرمائی۔

وصال حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہٗ کا وصال بتاریخ اٹھائیس رجب بروز جمعہ ۱۰۳۵ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۱۰۳۶ھ میں ہوا۔ آپکا مزار مبارک بلخ میں حاجت روا اور پشت پناہ خلائق ہے۔

اولاد آپ کثیر الاولاد تھے۔ اور آپکے تمام بیٹے بزرگ و صالح تھے۔ سب سے بڑے بیٹے شیخ محمد سعیدؒ اور اُنکے بھائی شیخ عبدالحق رح دونوں کسی تقریب کے سلسلے میں بلخ سے ہندوستان آئے حضرت شیخ محمد سعیدؒ نے اپنے آبائی شہر تھانیسر میں اقامت اختیار کرلی۔ چنانچہ آپکی اولاد آجتک وہاں موجود ہے۔ آپکا مزار بھی تھانیسر میں ہے۔ حضرت عبدالحق نے کرنال میں سکونت اختیار کی۔ آپکا مزار بھی کرنال میں ہے۔ اور آپ کی اولاد آجتک وہاں موجود ہے۔ حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ کی باقی اولاد بلخ میں مقیم رہی اور آجتک وہاں روضہ اقدس کے قربِ جوار میں سکونت پذیر ہے۔

خلفاء حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہٗ کے خلفا کی تعداد بہت زیادہ ہے انمیں سے بعض کے مزارات ہندوستان میں ہیں جن کے حالات اپنے مقام پر بیان ہو رہے ہیں اور بعض کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ حضرت اقدس کے خلیفۂ اول

marfat.com

واعظم اور جانشین مطلق حضرت شیخ ابوسعید گنگوہیؒ ہیں جکا حال اپنے مقام پر آرہا ہے آپکے دوسرے خلیفہ مرد میدان دین قدوۃ المحققین حضرت شیخ حسین بھوریؒ ہیں۔ اگرچہ شیخ حسین بھوریؒ کی بیعت حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ سے تھی لیکن تربیت و خلافت آپ کو حضرت شیخ نظام الدین بلخیؒ سے حاصل ہوئی۔

ذات احدیت میں کب فنا حاصل ہوتی ہے

روایت ہے کہ ایکدفعہ قطب العالم و محبوب بنی آدم، محو ذات حق حضرت شیخ محمد صادق الحنفی گنگوہی قدس سرہٗ نے حضرت شیخ حسین بھوری سے پوچھا کہ آپکو ذاتِ احدیت میں فنا کب میسر آتی ہے آپنے جوابدیا کہ جب نماز کی نیت باندھ کر تکبیر تحریمہ کہتا ہوں تو میں باقی نہیں رہتا اور الصلوۃ معراج المومنین کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اس کے بعد حضرت شیخ حسینؒ نے حضرت شیخ محمد صادق گنگوہیؒ سے دریافت کیا کہ آپ کو محویت ذات لاکیف کب حاصل ہوتی ہے۔ انہوں نے جوابدیا کہ جب نغمہ سرود جو فاذا نفخ فی الصور فصعق من فی السموت ومن الارض [جب صور پھونکا جائیگا تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے محو و بے خود ہو جائیگا] کا نمونہ ہے میرے کانوں میں پہنچتا ہے تو صادق نہیں رہتا خدا ہوتا ہے چنانچہ محویت، فنا، دید و شہود و معراج عروج کا قصہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔

شیخ ولی محمد نارنولیؒ

شیخ ولی محمد نارنولیؒ جو اکبر آباد میں رہتے تھے حضرت شیخ حسین بھوریؒ کے اکمل خلفاء میں سے تھے۔ شیخ حسینؒ کا مزار ابھوہر میں حاجت روائے خلق ہے۔

حضرت شیخ پائندہ بنوریؒ

حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس کے تیسرے خلیفہ قطبِ وقت حضرت شیخ پائندہ بنوریؒ ہیں جو مستِ جام توحید و محو شراب تفرید تھے۔ آپ کی سکونت قصبۂ بنور میں تھی۔ جو شہر سہرند سے چودہ پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ ابتدائے حال میں آپنے شدید ریاضت و مجاہدہ کیا۔ اسکے بعد آپکا مجاہدہ مشاہدہ میں مبدّل ہوا۔ روایت ہے کہ شدید مجاہدہ کے بعد آپ

marfat.com

پر شغل باطن کے آثار و تصرفات ظاہر ہونے لگے۔ اُن دنوں آپ ذکر نفی و اثبات بعض اوقات بطریق جہری اور بعض اوقات بطریق خفی کرتے تھے۔

ذکر سے شہر کے دروازے کھل جاتے تھے

رات کے وقت آپ جب یہ شغل کرتے تھے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے تھے تو شہر کے تمام گھروں میں قفل اور زنجیر لوٹ جاتے تھے اور گھروں کے دروازے کھل جاتے تھے اور صبح تک کھلے رہتے تھے۔ جب شہر کے باشندوں پر یہ راز کھلا تو انہوں نے تھانیسر جاکر حضرت شیخ نظام الدین کیخدمت میں کیفیت بیان کی اور عرض کیا کہ اگر یہی چیز کچھ عرصہ تک جاری رہی تو شہر ویران ہو جائیگا اور چور اور راہزن کچھ نہیں چھوڑینگے۔ اگر آپ کا فرمان ہو تو ہم وہاں سے نقل مکانی کر کے کسی اور جگہ چلے جائیں۔ یا شیخ پاینده کو حکم دیں کہ رات کے وقت صحرا میں جاکر ذکر کیا کریں۔ چنانچہ حضرت اقدس نے شیخ پائندہ کو کہلا بھیجا کہ آیندہ صحرا میں جاکر ذکر کیا کرو۔

ذکر سے درخت بھی گرنے لگے

اس کے بعد آپ ایک باغ میں جاکر ذکر کرتے تھے۔ لیکن جب لَآ اِلٰہَ کہتے تھے تو تمام درخت زمین پر گر پڑتے تھے اور جب اِلَّا اللّٰہ کہتے تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ چند ایام میں درختوں کے پتے جھڑ گئے اور شاخیں خشک ہو گئیں۔ یہ دیکھکر باغبان حیران تھا کہ کیا وجہ ہے۔ باغ کو روزانہ پانی دیتا ہوں لیکن پھر بھی درخت خشک ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے اسبات کا کھوج نکالنے کیلئے باغ میں ڈیرہ ڈال دیا۔ نصف شب کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ تمام درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر کھڑے ہو جاتے ہیں کافی دیکھ بھال کے بعد معلوم ہوا کہ درختوں کا گرنا اور اٹھنا اور پتوں اور شاخوں کا خشک ہونا شیخ بنوری کے ذکر کیوجہ سے ہے۔ چنانچہ باغبان بھی حضرت شیخ نظام الدین تھانیسریؒ کیخدمت میں شکایت لیکر جا پہنچا۔ حضرت اقدس نے شیخ پائندہ بنوری کو کہلا بھیجا کہ ایسی جگہ پر بیٹھ کر ذکر کرو جہاں کسی کا نقصان نہ ہو۔

روایت ہے کہ حضرت شیخ پائندہ کے گھر میں فقر و فاقہ بہت تھا اور گھر کے لوگ

marfat.com

بہت تنگی میں زندگی بسر کر رہے تھے ۔ ایک دن آپکی خانقاہ میں ایک کیمیا گر کا گذر ہوا جب اُسے حضرت اقدس کے فقر و فاقہ کا علم ہوا تو خلوت میں اس نے آپکو ڈبیا جو اکسیر اعظم سے پُر تھا دکھا کر کہا کہ میں یہ آپ کی نذر کرتا ہوں آپکی سات پشت تک کافی ہے اگر اس اکسیر سے ذرا بھر پگھلے ہوئے تانبے میں ڈالا جائے تو خالص سونا بن جاتا ہے ۔
حضرت شیخ پائندہؒ نے فرمایا کہ اس اکسیر کو طاق میں رکھدو ضرورت کے وقت استعمال کرونگا ۔ کیمیا گر اکسیر طاق میں رکھ کر چلا گیا اور سات سال کے بعد جب اسکا دوبارہ قصبہ بنور میں گذر ہوا تو اسکے دل میں خیال آیا کہ جاکر دیکھنا چاہیئے شیخ پائندہ کس شان و شوکت سے زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ جب وہ خانقاہ میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ پہلے سے بھی زیادہ غریب ہیں ۔ چنانچہ اس نے عرض کیا کہ یا شیخ آپنے بھی کمال کیا ہے کہ ایسی دولت کو جو آپکی سات پشت تک کافی تھی آپنے سال سالوں میں ختم کر ڈالا ہے ۔ عجیب فضول خرچ واقع ہوئے ہیں ۔ حضرت اقدس نے جوابدیا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم نے مجھے کونسا اکسیر دیا تھا ۔ اس نے کہا کہ میں نے آپکو بہت سا اکسیر دیا تھا اور آپ نے حکم دیا تھا کہ طاق میں رکھدو ۔ آپنے فرمایا اچھا طاق میں دیکھو ۔ جب کیمیا گر نے طاق میں دیکھا تو پورا اکسیر ویسے کا ویسا پڑا تھا ۔ یہ دیکھ کر اس نے شیخ پائندہ سے کہا کہ افسوس کہ آپ نے اس نعمت کی قدر نہیں پہچانی اور اسے ضائع کر دیا ہے ۔ یہ سنکر حضرت اقدس اٹھے اور اُسے صحرا میں لے گئے اس کے بعد ایک ڈھیلہ اٹھا کر پیشاب کی ایک طرف چلے گئے ۔ جب فارغ ہوئے تو اس پیشاب آلودہ ڈھیلے کو زمین پر مار کر کیمیا گر سے کہا کہ دیکھو ۔ جب اس نے اسطرف نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ساری زمین اور درخت خالص سونا بن گئے ہیں ۔ یہ دیکھ کر وہ حضرت شیخ کے قدموں پر گر گیا ۔ اسکے بعد وہ مرید ہو گیا ۔ حضرت اقدس نے کہا جس شخص کے پاس یہ اکسیر ہے وہ تمہاری اکسیر کو کیا کریگا ۔ اسکے بعد آپنے اسپر اپنی توجہ فرمائی کہ تھوڑے عرصے میں واصل باللہ ہو گیا ۔
حضرت شیخ پائندہ کا مزار مبارک بنور میں فیض بخش و مشکل کشائے خلق ہے ۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید اللہ بخش لاہوری

حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہٗ کے چوتھے

marfat.com

خلیفہ غوث زماں حضرت سید اللہ بخش لاہوریؒ قدس سرہٗ ہیں۔ آپکے آباؤ اجداد کا وطن شہر بھکر تھا۔ آپ بہت بڑے عارف باللہ تھے عاشق و واصل باللہ تھے۔ آپکے مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ ہفتے میں مٹھی بھر اناج کھاتے تھے۔ آپنے جب سے خلوت میں قدم رکھا ساری عمر اس سے باہر نہیں گئے۔ آپکے اصحاب اور لاہور کے اکثر لوگ آپ کو "مرد خدابین" اور "خدانما" کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ جب حضرت شیخ آدم بنوریؒ کو جو حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے اکمل خلفائیں سے تھے ابات کا علم ہوا تو انہوں نے بنور سے حضرت شیخ اللہ بخش کیخدمت میں ایک خط لکھ کر اپنے خادم کے ذریعے لاہور ارسال کیا۔ خط میں یہ لکھا تھا کہ میں نے سُنا ہے کہ لوگ آپکو خدابین اور خدانما کہتے ہیں۔ کیا یہ آپکی مرضی کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر آپ کی مرضی کے مطابق ہے تو اس عقیدے سے توبہ کرو کیونکہ جو شخص دنیا میں رویت باری تعالیٰ کا قائل ہے وہ ملحد اور زندیق ہے۔ خط پڑھ کر حضرت سید اللہ بخشؒ نے خط لانیوالے خادم کو طلب کر کے فرمایا کہ اگر شیخ آدم رویت [زیارت] سے محروم ہے تو تم اس دولت سے محروم نہ رہو کیونکہ تم نے اتنی مسافت طے کر کے میرے پاس خط لانے کی تکلیف اٹھائی ہے۔ یہ کہکر آپ نے فرمایا دیکھو! یہ فرمانا تھا کہ خادم مرتبہ رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہوگیا اور بیخود ہو کر گر پڑا۔ دوپہر تک محویت و بے خودی کی حالت میں پڑا رہا جب افاقہ ہوا تو حضرت شیخ اللہ بخش کیخدمت میں عرض کیا کہ اب میں بقیہ عمر آپکی خدمت گذاری میں بسر کرونگا۔ شیخ آدم بنوری کیخدمت میں نہیں جاؤنگا۔ مجھے قبول فرمایئے اور اپنی خدمت میں رہنے دیجئے۔ حضرت سید اللہ بخش نے فرمایا کہ ایک بار حضرت آدم بنوری کیخدمت میں جاؤ۔ میں تم کو انکے خط کا جواب بنا کر بھیج رہا ہوں۔ تم وہاں جاکر انکو یہ مسئلہ سمجھاؤ اور پھر میرے پاس واپس آؤ یہ گھر تمہارا گھر ہے۔ تاکہ پھر وہ رویت سے انکار نہ کریں۔ چنانچہ حکم کی تعمیل میں وہ شیخ آدم بنوری کے پاس گیا اور انکو خلوت میں لیکر حقیقت رویت سے آگاہ کیا اور مرتبہ علم الیقین تک پہنچا دیا۔ اسکے بعد شیخ آدم بنوری کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ حضرت شیخ اللہ بخش کیخدمت میں جاکر مرتبہ عین الیقین

marfat.com

اور شہود حاصل کریں۔ لیکن چونکہ وہ خود شیخ وقت تھے مشیخیت نے انکو وہاں نہ جانے دیا اور اسطرح وہ اس رویت جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم رہے۔

رویت کا مطلب

یاد رہے کہ صوفیائے محققین کے نزدیک رویت سے مُراد مشاہدۂ ذات بحت ہے مرشد کے آئینہ جمال میں۔ جسطرح کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئینہ جمال محمدی میں ذاتِ حق کا مشاہدہ کرتے تھے۔ اور اولیائے اولین و آخرین میں سے کوئی شخص رویت باری تعالیٰ کا منکر نہیں ہوا سوائے شیخ آدم بنوری کے تا وقتیکہ رویت کی حقیقت کا انکو علم نہ ہوا۔ اور جب علم ہو گیا تو جذبہ مشیخیت نے انکو اجازت نہ دی کہ لاہور جاکر یہ سعادت حاصل کریں۔ غرضیکہ انبیا و اولیا میں سے کسی شخص کو ذات باری تعالیٰ کے اس دنیا میں ظاہری و باطنی آنکھوں کے ساتھ مشاہدہ میں شک و اختلاف نہیں ہے اور تمام کاملین رویت کے قائل ہیں اور جو کوئی انکار کرتا ہے وہی منکر ہے۔ ذاتِ حق جب ہر چیز پر قادر ہے تو اپنا مشاہدہ کرانے میں کیوں قادر نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر علمائے اہل سنت و جماعت نے خوب بے پردہ باتیں کی ہیں البتہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ذات محض کیسے دیکھی جاسکتی ہے کیونکہ نور بحت [خالص] و صرف ولاتعین جب تک متعین نہ ہو اور پردۂ لطافت میں جلوہ گر نہ ہو اُسے نہیں دیکھا جاسکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ بات صحیح ہے کہ بے رنگی صرف [محض بے رنگی] رویت اور شہود میں نہیں آسکتی جبتک کہ اپنے آپکو کسی مظہر میں دکھائے اور یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ آخرت میں رویت حاصل ہوگی اس دنیا میں نہیں ہو سکتی اسکی کوئی اصل نہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ اپنے آپکو ہر طور اور ہر جگہ دکھلانے کی قدرت رکھتا ہے اور جس شخص کو اس دنیا میں رویت حق میسر نہیں ہے آخرت میں بھی حاصل نہیں ہوگی آیہ کریمہ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ [جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے یعنی رویت حق سے محروم ہے آخرت میں بھی اندھا ہوگا] کا اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ اور علمائے اہل سنت و جماعت نے اس حدیث کے بارے میں جو اختلاف کیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ

marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس سوال کے جواب میں کہ ھل رأیت ربک [کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا] فرمایا کہ نورٌ انی اراہ [وہ نور ہے اُسے میں نے دیکھا ہے] بعض لوگ لفظ "اراہ" پر ہمزہ زائد کرنے کے بعد یہ معنی نکالتے ہیں کہ وہ نور ہے میں اسکو کیسے دیکھتا۔ یہ اثبات کی دلیل نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویت حاصل نہیں ہوئی بلکہ اس حدیث کی قرأتِ اوّل کا مطلب یہ ہے کہ میں نے ذات حق کو نور کے پردہ میں دیکھا۔ اگر قرأت ثانی کے مطابق معنی کئے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ ذات بحت کو بے تعین اور بے تلبس کیسے دیکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ دیکھنے میں نہیں آتی یہ اختلاف عبارت کا نہیں ہے بلکہ یہ اعجاز نبویؐ ہے کہ ایک حدیث میں دو مسئلے بیان فرما دیئے ہیں۔ اور آیۂ کریمہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرہ یعنی اس روز اپنے رب کا جمال دیکھ کر انکے منہ تروتازہ ہونگے۔ اس آیت سے رویت ثابت ہے یعنی تعین ربوبیت میں دیکھا جاسکتا ہے اور آیۂ کریمہ لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو لطیف الخبیر کا مطلب ہے ذات لاتعین کی رویت ناممکن ہے۔ یعنی مرتبۂ اطلاق اور لاکیف میں آنکھیں اسکو نہیں دیکھ سکتیں۔ لیکن وہ سبکو دیکھتا ہے اور وہ لغایت لاکیف اور بے رنگ ہے۔ اس آیہ میں لفظ ھُوَ واقع ہوا ہے جسکا مطلب ھویت یعنی ذات بحت، لاتعین کو دیکھنا محال ہے

اقسام رویت

رویت کی پانچ اقسام ہیں۔ اوّل خواب میں دل کی آنکھوں سے دیکھنا۔ دوم بیداری میں سر کی آنکھوں سے [ظاہری جسمانی آنکھوں] سے دیکھنا۔ سوم خواب اور بیداری کے درمیان کی حالت میں دیکھنا جیسے بے خودیٔ خاص کہا جاتا ہے۔ چہارم ایک خاص تعین میں دیکھنا پنجم ذاتِ واحد کو اشیائے عالم کی کثرت میں دیکھنا اور یہ رویت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت ہے۔ جبکہ وہ خود نہیں تھے بلکہ دیکھنے والا اور جسکو دیکھا ایک ہوچکے تھے اور انکے لئے خواب و بیداری و بے خودی برابر تھی اور ظاہری و باطنی آنکھیں ایک ہوگئی تھیں۔ اور کمال مرتبۂ رویت عینیت ہے اور اس رویت کیلئے دنیا و آخرت کی قید نہیں ہے ہر جگہ اور ہر وقت میسّر ہے۔ فہم من فہم۔

marfat.com

حضرت شیخ آدم بنوریؒ

چونکہ حضرت شیخ اللہ بخش لاہوری کے تذکرہ میں شیخ آدم بنوری کا نام آگیا ہے اسلیئے انکے حالات بھی مختصراً بیان کیے جاتے ہیں یاد رہے کہ حضرت شیخ آدم بنوری اتباع سنت اور دفع بدعت میں مشہور تھے فقراء کو اغنیاء پر ترجیح دیتے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپکا مشرب تھا آپ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے اکابر خلفائیں سے تھے لیکن آپکی باطنی نسبت کو شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کی نسبت پر فوقیت تام تھی۔ شیخ آدم بنوریؒ تربیت مریدین میں بے نظیر تھے۔ تھوڑی سی توجہ سے طالبان حق کو لطائف ستہ میں سے ہر لطیفہ میں مرتبہ فنا تک پہنچا دیتے تھے۔ اور آپکی صورت دیکھتے ہی طالبان حق کو ذکر قلبی حاصل ہو جاتا تھا۔ اس فقیر کو بھی بلا واسطہ [براہ راست] لطائف ستہ کی تعلیم آپکی روحانیت سے حاصل ہوئی ہے۔ شیخ آدم بنوریؒ کے خلفا ایک سو کے قریب ہیں اور مریدین کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ آپکا وطن روہ [پہاڑ یا روہی تھا]۔ آپ کسی وجہ سے روہ سے ترک سکونت کر کے بنور جاکر مقیم ہوئے۔ اور پھر وہاں سے چند لوگوں کے ساتھ لاہور تشریف لے گئے۔ جب بادشاہ وقت صاحب قرآن محمد شاہجہان کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اپنے وزیر اعظم سعد اللہ خان اور مخدوم الملک مُلا عبد الحکیم سیالکوٹی کو انکے پاس بھیجا۔ جب یہ دونوں اکابر شیخ آدم بنوری کی خدمت میں پہنچے تو آپنے انکی پرواہ نہ کی۔ ملا عبد الحکیم نے شیخ سے کہا کہ درویشوں کیلئے تکبر اچھا نہیں ہے شیخ نے فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ آپکو یاد نہیں ہے کہ التکبر مع المتکبرین صدقۃ [متکبرین کے سامنے تکبر سے پیش آنا صدقہ ہے] اسوجہ سے ملا عبد الحکیم اور سعد اللہ خان حضرت اقدس سے رنجیدہ ہو کر چلے گئے اور بادشاہ کی خدمت میں جاکر کہا کہ شیخ آدم کے ساتھ افغانوں کا اجتماع ہے اگر وہ چاہیں تو سلطنت میں بدامنی پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ سنکر بادشاہ کا مزاج شیخ آدم سے متغیر ہو گیا۔ اور ملک سے بدر کر دیا۔ آپ وہاں سے روانہ ہو کر پہلے اپنے وطن پہنچے اسکے بعد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ گئے اور زیارت روضہ اقدس سے مشرف

marfat.com

ہوئے۔ وہاں انکی بہت مقبولیت ہوئی۔ آخر ۱۰۵۲ھ میں بتاریخ تیرہ شوال مدینہ منورہ میں وفات پائی اور امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کے قریب دفن ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے گنبد مبارک کا سایہ انکی قبر پر پڑتا ہے۔

سید اللہ بخش کی قطب مدار سے ملاقات

روایت ہے کہ سید اللہ بخش لاہوری قدس سرہ ابتدائے حال میں حق تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ آپکے دوستوں میں سے کسی کی مجھے زیارت نصیب ہو۔ ایک دن چاشت کے وقت آرام کر رہے تھے کہ خواب میں حق تعالیٰ نے انکے دل میں یہ بات ڈالی کہ تمہارا دیرینہ مطلوب تمہارے دروازے پر کھڑا ہے۔ اٹھو اور اس سے ملاقات کرو۔ جب وہ دروازے پر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چرم پوشؒ درویش کھڑا ہے اور ایک گھنٹی میں رسی ڈالکر ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔ وہ درویش نے انکو دیکھتے ہی صحرا کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور میر سید اللہ بخش انکے پیچھے روانہ ہو گئے۔ جب صحرا میں پہنچے تو درویش نے دریافت کیا کہ تم کس لئے میرے پیچھے آرہے ہو اور تمہارا کیا مطلب ہے۔ میر سید اللہ بخش نے کہا کہ میرا عرض یہ ہے کہ آپنے اس کمال کے باوجود یہ لباس کیوں اختیار کر رکھا ہے۔ درویش نے کہا کہ میرے محبوب کی مرضی یہی ہے کہ میں اپنے جمال باطن کو اس لباس میں چھپا رکھوں۔ حالانکہ میں زمانے کا قطب مدار ہوں۔ تمام ریاضات کا مقصد یہ ہے کہ آدمی رضائے حق کے حصول کی کوشش کرے۔ اور اپنی ہستی کو گم کردے۔ اسکے بعد انہوں نے سید اللہ بخش کو شغل مصباح الاسرا تلقین کیا اور انکو رخصت کرکے اُسی وقت گم ہو گئے۔

آیات کے معانی کا جلوہ گر ہونا

روایت ہے کہ جب سید اللہ بخشؒ تلاوت قرآن مجید کرتے تھے تو ہر آیت کے معانی آپ پر متجلی ہو کر کئی صورتوں میں جلوہ گر ہوتے تھے۔ اسوجہ سے آپ دروازہ بند کرکے تلاوت کرتے تھے۔ تاکہ حال مخفی رہے۔ آپکا مزار لاہور میں حاجت روائے خلق ہے۔

marfat.com

شیخ محمد مرزا رح

شیخ محمد مرزا جنکا روضہ سرہند میں ہے میر سید اللہ بخش کے اکمل خلفائیں سے ہیں۔ شیخ محمد مرزا بڑے باکمال درویش تھے جب سے انہوں نے اپنے شیخ کے حکم کے مطابق خلوت اختیار کی ساری عمر ایک قدم باہر نہ رکھا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

شیخ عبدالکریم لاہوری رح

حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری ثمہ بلخی قدس سرہٗ کے پانچویں خلیفہ حضرت شیخ عبدالکریم لاہوری قدس سرہٗ ہیں جنہوں نے فصوص الحکم کی شرح بزبان فارسی معتبر اور اعلیٰ لکھی ہے۔ آپ نے اذکار، اشغال اور اسرار پر بڑے شاندار اور عجیب رسائل بھی تحریر فرمائے ہیں سلسلہ قدوسیہ کے اذکار و مشاغل پر مشتمل ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام مصباح العارفین ہے اسکے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ آج تمام کمالات ولایت و نبوت کا جامع ولی اللہ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی الحنفی کے سلسلے کے سوا کہیں نہیں ہے۔ اور اس سلسلہ عالیہ کی شان وشوکت [غلغلہ] قیامت تک افزوں وزیادہ ہوتی رہیگی شیخ عبدالکریم کا مزار لاہور میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ اللہ داد لاہوری رح اور حضرت شیخ دوست محمد صوفی لاہوری رح

حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہ کے چھٹے اور ساتویں خلفاء حضرت شیخ اللہ داد لاہوری رح اور حضرت شیخ دوست محمد صوفی لاہوری رح ہیں۔ ان دونوں حضرات کے حسن تربیت سے بے شمار طالبان حق مرتبہ تکمیل و ہدایت کو پہنچے جنکے ذریعے مزید خلفاء وجود میں آئے اور ہدایت خلق میں مشغول رہے۔ ان دونوں حضرات کے مزارات لاہور میں زیارت گاہ خلائق ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہما۔

حضرت شیخ مصطفٰے رح

آپ کے آٹھویں خلیفہ حضرت شیخ مصطفٰے ہیں۔ جن کا مسکن و مدفن معلوم نہیں ہوسکا۔

حضرت شیخ عبدالفتاح رح

آپکے ناویں خلیفہ حضرت شیخ عبدالفتاح ہیں جو اندری کے رہنے والے تھے۔

marfat.com

حضرت شیخ عبدالرحمٰن کشمیریؒ

حضرت اقدس کے دسویں خلیفہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن کشمیریؒ تھے جنکا مسکن لاہور تھا۔

حضرت شیخ سید قاسم برہانپوریؒ

حضرت شیخ نظام الدین کے گیارھویں خلیفہ حضرت سید قاسم برہان پوریؒ ہیں۔

حضرت قاضی عبدالحیؒ

آپکے بارھویں خلیفہ حضرت قاضی عبدالحی ابن قاضی سالم کیرانوی تھے۔

حضرت شیخ محمد صادقؒ

آپکے تیرھویں خلیفہ حضرت شیخ محمد صادق برہانپوری تھے۔

حضرت شیخ فتحیؒ

چودھویں خلیفہ حضرت شیخ فتحی تھے اور شیخ اسمٰعیل اکبرآبادی حضرت شیخ فتحیؒ کے خلفا اعاظم میں سے تھے۔ حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہ کے خلفا کی تعداد اسقدر زیادہ ہے کہ اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں کہ انکا ذکر کیا جائے۔ غرضیکہ ہندوستان کا کوئی شہر اور قصبہ ایسا نہ ہوگا جہاں آپکے خلفائ یا خلفائ کے خلفا آسودہ اور متصرف نہ ہوں۔ یہانتک کہ عربستان اور توران میں آپکے خلفا پہنچ چکے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

اللھم صل علی محمدٍ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد — از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود

marfat.com

نور دوئم

در ذکر مجمل از احوال قطب الاقطاب حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی الحنفی و محبوب حق حضرت شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ گنگوہی، و قطب دائرہ وجود حضرت شیخ داؤد بن حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی و فرد حقیقت و مرد میدان معرفت حضرت شیخ سوندھا سفید دنی قدس اللہ اسرارہم۔

حضرت شیخ ابو سعید گنگوہیؒ

آں روح جسم ولایت، شمع قصر ہدایت، مملو از رشحات کمال، ناطق بلسان احوال فارغ از گفتگوئے اغیار، دُرِ فضائے شہود دوست طیار، ہر دم از بلند ہمتی ہمدم نعرہ ھل من مزید قطب ارشاد شیخ المشائخ و اولیا حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ کیا تھے ملک اَوادنیٰ پر پرواز کرنے والے شاہباز اور اقلیم ثُمَّ دَنیٰ میں نشیمن رکھنے والے ہمائے بلند پرواز تھے۔ آپ بڑے بلند ہمت تھے اور آپکا تصرف نہایت قوی تھا۔ آپ فقر و فنا میں یگانۂ روزگار اور عشق و صفا میں بے نظیر زماں تھے۔ وقت کے تمام علماء و مشائخ آپکے معتقد اور حلقہ بگوش تھے۔ اپنے مشائخ عظام کی طرح آپ کشف و کرامات کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے۔ بلکہ آپکے مریدین و خلفاء کو کشف و کرامات سے سخت نفرت تھی۔ حقائق توحید اور دقائق تجرید و تفرید کے بیان کرنے میں آپ بے نظیر تھے۔ اور آپکا جمال باکمال کشاں کشاں ہر شخص کو آپکے پاس لے آتا تھا۔ طالبان حق کیلئے آپ کی نظر ایسی کیمیا اثر رکھتی تھی کہ جس شخص پر آپکی نظر شفقت ہو جاتی تھی آپکا والہ و شیدا بن جاتا تھا اور جو شخص آپکی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہوتا فوراً اپنی بےخودی سے بے خبر ہو جاتا تھا آپکی ذات بابرکات ایسا وجود اکبر اور فیض اقدس تھی اور ایک ہی توجہ سے طالبان حق کو اسقدر فیض پہنچاتے تھے کہ انکو جمال نحن اقرب الیہ من حبل الورید کا مشاہدہ ہو جاتا تھا۔

marfat.com

ایک ہی نظر سے کام بن گیا روایت ہے کہ ایک کم ہمت سالک طلب حق میں سفر کر رہا تھا۔ جس جگہ کسی عارف کامل کا نام سنتا تھا اسکے پاس جاکر عرضداشت پیش کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ مجھے اسی وقت خدا سے ملا دو۔ ہر بزرگ اسکو یہی جواب دیتا تھا کہ ہمارے پاس کچھ عرصہ رہ کر ریاضت کرو مجاہدہ کرو قرب حق حاصل ہوگا۔ لیکن وہ کسی کی بات قبول نہیں کرتا تھا۔ اور یہی رٹ لگائے جاتا تھا کہ مجھے اسی وقت بغیر ریاضت و مجاہدہ واصل باللہ کردو۔ غرضیکہ وہ آدمی شہر بشہر اور ملک بملک پھرتا ہوا گنگوہ شریف پہنچا۔ جب اس نے حضرت شیخ ابوسعیدؒ کا نام سُنا تو آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسوقت آپ مرتبہ اطلاق اور بے رنگی [فنا] میں غرق کھڑے تھے۔ اور ایک لکڑی آپکے ہاتھ میں تھی۔ اس طالب کم ہمت نے آپکے قریب جاکر کہا کہ میں طالب خدا ہوں مجھے بغیر ریاضت و مجاہدہ شہود ذاتِ بے کیف سے مشرف کریں۔ میں نے جس بزرگ کے پاس جاکر یہ عرض کیا تو اس نے یہی جواب دیا کہ کچھ عرصہ میرے پاس رہ کر مجاہدہ کرو مقصد حاصل ہوجائے گا۔ لیکن مجھے کوئی ایسا صاحب تصرف درویش نہیں ملا کہ ایک ہی نظر میں مجھے مطلوب سے ملا دے۔ یہ سنکر حضرت شیخ نے ابوسعید قدس سرہٗ نے جلال میں آکر فرمایا کہ میں تجھے تین ضربوں سے خدا تک پہنچا دونگا۔ چنانچہ وہ لکڑی جو آپ کے ہاتھ میں تھی آپ نے اسکے قلب پر ماری تو اس پر عالم ملکوت ظاہر ہوگیا۔ جب دوسری ضرب لگائی تو عالمِ جبروت منکشوف ہوگیا، جب تیسری ضرب لگائی حضرت لاکیف کا شہود حاصل ہوگیا۔ جسکی وجہ سے وہ بیخود ہوکر گر پڑا۔ نَو دن کے بعد جب وہ ہوش میں آیا تو حضرت اقدس نے آپکو سلوک کی تعلیم دی تاکہ اسکا وہ حال مقام بن جائے [یعنی دائمی ہوجائے] چنانچہ اس نے ایک سال حضرت اقدس کیخدمت میں رہ کر ریاضت و مجاہدہ کیا اور جس مقام کو اس نے حضرت شیخ کے نورِ ولایت سے اجمالاً طے کیا تھا اب اُسے تفصیلاً اسکی سیر کرائی گئی اور خلافت دیکر رخصت کر دیا گیا۔ اسی طرح کثرت سے لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی قدس سرہٗ حضرت قطب العالم

marfat.com

یشیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ کے پوتے تھے اَور آپکی والدہ ماجدہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کی دخترِ نیک اختر تھیں۔ آپنے اپنے جمال حال کو کچھ عرصہ سپاہ گری کے لباس میں چھپائے رکھا۔ لیکن جب غلبۂ حال میں اضافہ ہوا اَور محبوبِ حقیقی کے جلوے بڑھ گئے تو آپ ترک و تجرید اختیار کر کے حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ کیخدمت میں حاضر ہوئے اور مرید ہو گئے۔ لیکن چونکہ حضرت اقدس اسوقت ضعیف ہوکر فنائے احدیّت میں دائماً مستغرق ہو چکے تھے اَور اس ظاہری جہان سے بے خبر تھے۔ آپنے اس کارخانۂ مشیخیت کو حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہٗ کے سپرد کیا۔ چنانچہ آپنے انکو ذکر نفی و اثبات اَور اسم ذات تلقین فرما کر اسکی مداومت کا حکم فرمایا حضرت شیخ ابوسعیدؒ حضرت شیخ کے حکم کے مطابق شب و روز ذکر جہری میں منہمک رہے۔ اَور آخر عالم ملکوت و جبروت کے انوار جلوہ گر ہونے لگے۔ چونکہ آپ بلند ہمت تھے لہٰذا ہر وقت مازاغ البصر وماطغیٰ کے مصداق جمال دوست کی طلب میں مستغرق رہنے لگے۔ آپنے اِن انوار کی طرف توجہ نہ کی۔ ھل من مزید کے نعرے بلند کرتے رہے۔ اَور ذات لاکیف کے طلب گار رہے۔

اقسامِ انوار یاد رہے کہ انوار کے تین اقسام ہیں۔ اگر وہ نورِ جلال ہے تو آفتاب یا سونا یا آتش کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر وہ نورِ جمال ہے تو چاند یا چاندی یا پانی کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے اگر وہ نورِ ذات بے کیف و منزہ از صفات ہے تو بمصداق آیۂ کریمہ یھدی اللّٰہ بنورہٖ من یشاء [اللہ اپنے نور کے ذریعے جسے چاہے اپنی طرف بلاتا ہے] اولیاء کرام کے سوا کوئی شخص اس سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ اَور وہ ایسا نور ہے کہ جب آدمی نیند میں ہوتا ہے یا آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتا تو اسمیں غرق ہو جاتا ہے لیکن نہ اسکو ظاہری آنکھ دیکھ سکتی ہے نہ کان سن سکتے ہیں نہ زبان بیان کر سکتی ہے چنانچہ سالک ہر وقت اس نور میں غرق رہتا ہے اَور حواس ظاہری کا محتاج نہیں ہوتا۔ بلکہ اُسکے تمام قوائے باصرہ، سامعہ، ذائقہ، لامسہ یکرنگ ہو جاتے ہیں۔ اس نور کو نورِ ذات کہتے ہیں۔ اَور یہی وہ نورِ ذات ہے کہ جسکے طلب گار حضر

marfat.com

شیخ ابوسعید گنگوہی قدس سرہٗ تھے اور ابھی تک وہاں تک رسائی حاصل نہیں ہوئی تھی حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور بلخ کے لوگوں کی خواہشات کیوجہ سے حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری قدس سرہٗ کو بلخ جانا پڑا۔ جب ہجرت کر کے آپ بلخ پہنچے اور وہاں سکونت اختیار کرلی تو حضرت شیخ ابوسعید آتش فراق میں شب و روز بیقرار ہونے لگے۔ حتیٰ کہ آپ ذکر و شغل بھی بھول گئے اور انوار و ظلمت سے بے خبر ہوکر کوہ و دشت میں پھرتے رہے۔ ایک رات آپ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوسؒ کے مزار مبارک پر درد مفارقت میں بیٹھے رو رہے تھے کہ قبر سے حضرت قطب العالم نکل آئے اور فرمایا کہ اے ابوسعید! اگر تمہیں خدا کی طلب ہے تو شیخ نظام الدین کے پاس بلخ جاؤ کیونکہ وہ خدا کو وہیں لے گئے ہیں یعنی ہماری نسبت کے حامل اسوقت وہی ہیں اور وہ بلخ میں ہیں۔ اور یہ نسبت بھی انکے ساتھ بلخ میں ہے۔ غرضیکہ حضرت شیخ ابوسعید تین رات حضرت شیخ کے روضہ میں بیٹھے رہے اور ہر رات یہی آواز سنتے رہے۔ تیسری رات جب دو گھڑی رات باقی تھی تو حضرت قطب العالم کی روحانیت ایک نہایت ہی حسین و جمیل آدمی کی شکل میں ظاہر ہوئی لیکن شیخ ابوسعیدؒ یہ معلوم نہ کرسکے کہ وہ کون ہیں۔ اسکے بعد حضرت قطب العالم کی روحانیت نے آپ سے فرمایا کہ کیوں بیٹھے ہو اٹھو اور اگر تمہیں بلخ کا راستہ معلوم نہیں ہے تو چلو میں تمہارے ساتھ جاکر تمہیں شیخ نظام الدین کے حوالہ کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے شیخ ابوسعید کا ہاتھ پکڑا اور گھوڑے پر سوار کر کے بلخ کی طرف روانہ ہوگئے۔ دو دن تک آپ انکے ساتھ شریک سفر رہے۔ جب منزل قریب آ جاتی تو حضرت شیخ آگے بڑھکر رہائش کیلئے اچھی جگہ تلاش کر لیتے تھے اور خود گم ہو جاتے تھے۔ جب شیخ ابوسعید اس جگہ قیام فرماتے تو آپکے لئے عمدہ فرش، بہترین مکان دلکش عمارت، باغ باغیچے اور چشمہ ہائے آب خوش خلق لوگ اور لذیذ کھانے کا انتظام ہو جاتا تھا۔ اور ساری رات آرام سے بسر کرتے تھے۔ اور تمام لوگ آپکی خدمت کیلئے کمر بستہ رہتے تھے۔ علی الصبح آپ دوسری منزل کی طرف روانہ ہو جاتے تھے

marfat.com

غرضیکہ سارا راستہ اسی طرح طے ہوا۔ جب بلخ تین کوس دور رہ گیا تو حضرت قطب العالم کی رُوحانیت نے جو سارا راستہ آپکے ساتھ رہی حضرت شیخ نظام الدینؒ سے فرمایا! کہ میرا بیٹا ابوسعید طلب حق میں تمہارے پاس آیا ہے ہماری امانت اسکے سپرد کر دینا اور اسکی تربیّت میں ایسی کوشش کرنا کہ ہمارا حق ادا ہو جائے۔ لیکن اسکی طبعیت میں قدرے انانیّت باقی ہے اسکو ایسی ریاضت کراؤ کہ اسکا نفس ذلیل وخوار ہو جائے تاکہ مطلوب حقیقی تک رسائی ہو سکے۔ اسکی اتنی عزت نہ کرنا کہ انانیّت وتکبر زیادہ ہو اور مقصد سے محروم ہو جائے۔ اسوجہ سے کہ اس کوچہ میں عجز وانکسار سے کام بنتا ہے۔ لیکن فی الحال اتنا کام کرو کہ اسکے استقبال کے لئے باہر چلے جاؤ اور اُسے عزت واکرام کے ساتھ لے جاؤ۔ تین دن تک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کے مطابق اسکی ضیافت کرو اسکے بعد جسطرح میں نے کہا ہے عمل کرو۔ چنانچہ حضرت شیخ نظام الدّین حضرت قطب العالم کے حکم کے مطابق باہر تشریف لے گئے اور انکو تعظیم کے ساتھ اپنی خانقاہ میں لے آئے۔ آپکے لئے عمدہ فرش اور جگہ کا انتظام کیا گیا اور تین دن تک ضیافت ہوتی رہی۔ روایت ہے کہ جب حضرت شیخ ابوسعید کی حضرت شیخ نظام الدین سے ملاقات ہوئی تو حضرت قطب العالم کی روحانیت انکی نظروں سے غائب ہوگئی۔ چوتھے دن حضرت شیخ حضرت شیخ ابوسعید کو خلوت میں لے گئے اور حضرت قطب العالم کی روحانیت سے جو فرمان ہوا تھا سب انکے سامنے بیان کر دیا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص جو آپکا ہاتھ پکڑ کر یہاں لے آیا ہے اور جس نے سفر میں آپکے لئے عمدہ مکان اور کھانے وغیرہ کا انتظام کیا وہ آپکے دادا حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ تھے۔ اسکے بعد حضرت شیخ نظام الدین نے انکو شغل ہونکم اور شغلِ سہ پایہ تلقین فرمایا اور شغل سہ پایہ پر خاص زور دیا۔ یہ فرمایا کہ آپکا کام اسی شغل سے بن جائیگا۔ رات دن یہی شغل کرو اور دوسرے کسی شغل کی طرف توجہ نہ کرو۔ کہتے ہیں حضرت شیخ ابوسعیدؒ ۱۲ سال تک رات دن یہی شغل کیا

marfat.com

اور فتح نصیب ہوئی یعنی ذات لاکیف کا شہود حاصل ہوا۔ اس حالت میں جب آپ
پر تجلیات صوری اور مثالی کا ظہور ہوتا تو آپ انکی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے بلکہ
مقام قلندری کے جویان تھے جو فوق الوصل ہے [یعنی وصل سے اوپر ہے]
جیسا کہ کسی عارف نے کہا ہے ؎

قلندر آنکہ فوق الوصل جوید

[قلندر وہ ہے جو مقام وصل سے بھی اوپر کے مقام کا متلاشی ہے]

اس بارہ سال کے عرصہ میں حضرت شیخ ابو سعید سوائے اس جھاگ کے
جو آپکے منہ میں بھر جاتی تھی اور کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ بارہ سال کے بعد آپ
نے حضرت شیخ کی خدمت میں حقیقت حال بیان کی اور یہ عرض کیا کہ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ حصول ذات میرے نصیب میں نہیں ہے۔ حضور نے جو شغل تعلیم
فرمایا اس احقر نے اسپر حتی الوسع عمل کیا اب جو فرمان ہو بندہ بجالانے کو تیار ہے

روایت ہے کہ حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ نے شغل سہ پایہ کو ایک
سانس میں تین یا چار سو بار تک پہنچا دیا تھا اور اسمیں نو دفعہ ذکر اسم ذات کرنے
کے بعد ایک تسبیح کا دانہ گراتے تھے۔ اور یہ چیز عاشقان جانباز کیلئے مشکل نہیں
ہے۔ خصوصاً حضرت شیخ ابو سعیدؒ جیسے عاشق کے لئے جنکا جسم روح اور روح
عین نور بن چکا تھا کیونکہ بہت سے بزرگان نے شغل حبس دم اسطرح کیا ہے کہ
ساری رات میں صرف چار دفعہ سانس لیتے تھے اور بعض حضرات تو رات بھر
میں ایک سانس لیتے تھے۔ نقل ہے کہ اخوند ملا شاہ [بدخشی] قدس سرہٗ جو حضرت
میاں میر لاہوری قدس سرہٗ کے اکمل خلفائیں سے تھے نماز عشاء کے بعد حبس
دم کرتے تھے [یعنی پہلا سانس لیتے تھے] اور صبح کی نماز کے وقت وہ سانس
چھوڑتے تھے۔ خواہ رات بڑی ہو یا چھوٹی اور آپ پندرہ سال تک یہی شغل
کرتے رہے۔ لیکن حضرت شاہ ابو سعیدؒ تو سالکین کے سردار تھے آپکے کے لئے
رات بھر ایک سانس لینا اور اس ایک سانس میں چار سو مرتبہ اسم ذات کا ذکر کرکے

marfat.com

شغلِ سہ پایہ میں مشغول ہونا کیا مشکل تھا۔ بلکہ آپ مجاہدات میں اسقدر بلند مقام پر پہنچ گئے تھے کہ اگر ساری عمر میں ایک سانس لیتے تو انکے لئے کوئی مشکل نہ تھا ساری رات حبسِ دم کر کے شغلِ سہ پایہ میں گذار دینے کا کام تو آپکے مریدین اور مریدین کے مریدین بھی کر سکتے تھے۔

حصولِ خلافت و ولایتِ کبریٰ

غرضیکہ جب حضرت شیخ ابو سعید گنگوہیؒ نے حضرت شیخ کے سامنے بیان کیا کہ اسقدر ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی فتح یاب نہیں ہو رہا تو آپ نے فرمایا کہ حصولِ مقصد میں تمہاری ناکامی کیوجہ تمہارے اعمال و اشغال ہیں جس سے تمہارے اندر عجب [پندار یا تکبر] پیدا ہو گیا ہے۔ اب تمہارے درد کی دوا یہ ہے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرو۔ حضرت شیخ کے بیٹوں نے شکار کیلئے چند کُتے رکھے ہوئے تھے آپ نے حضرت شیخ ابو سعید کو ان کتوں کی خدمت پر مامور کر دیا تاکہ اس ذلت کیوجہ سے نفس کی انانیت اور مجاہدات و عبادات کا غرور دفع ہو۔ جب کافی عرصہ تک انہوں نے کتوں کی خدمت بجالائی تو آپکی طبیعت میں کافی فرق آگیا اور نفس کا غلبہ کم ہو گیا۔ ایک دن خوب بارش ہوئی اور کوچہ و بازار اور صحرا کیچڑ سے بھر گئے۔ اسوقت حضرت شیخ ابو سعید کتوں کی رسیاں ہاتھ میں تھامے جا رہے تھے کہ کتوں کی نظر دوسرے کتوں پر پڑی اور اُنپر حملہ آور ہو کر بڑی تیزی اور تندی سے دوڑ پڑے جسکی وجہ سے حضرت شیخ ابو سعید زمین پر گر پڑے لیکن چونکہ آپنے رسیوں کو ہاتھ میں مضبوط پکڑا ہوا تھا کافی دور تک کتے آپکو پانی اور کیچڑ میں گھسیٹتے رہے جس سے آپکا جسم اور کپڑے گندے ہو گئے۔ اسوقت آپکے دل میں خیال آیا کہ خداوندا! تیرا ایک بندہ شیخ نظام الدین ہے کہ ساری خلقت انکے پاؤں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنا رہی ہے اور دوسری طرف میں ہوں کہ اسقدر ذلیل و خوار ہوں۔ اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ عنایتِ حق شامل ہوئی اور نورِ سرخ کا ایک ستون عرش سے تحت الثریٰ تک آپ پر جلوہ گر ہوا۔

marfat.com

اسکے بعد وہ نور اطراف عالم میں پھیل گیا اور پھر ایک لطیف نورانی شکل میں متمثل [متشکل] ہوکر آپ سے یوں مخاطب ہوا کہ موسیٰ عمؑ نے سوال رَبِّ اَرِنِی کر کے میرے دیدار کی درخواست کی تھی لیکن وہ تیغ لن ترانی سے مجروح ہوا۔ اور محمد مصطفےٰ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے شب معراج مجھے دیکھ کر اِنِّی اَرَاہُ [میں اُسے یعنی خدا کو دیکھا] کا اقرار کیا۔ لیکن تجھے یہ دولت مفت میں مل گئی ہے اسے غنیمت سمجھو اور غم مت کھاؤ۔ جب حضرت شیخ ابو سعیدؒ کیلئے یہ خارزار گل وگلزار میں تبدیل ہو گیا تو حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ نے جو اسوقت گھر کی چھت پر بیٹھے تماشا دیکھ رہے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ دیکھو میرے پیرزادہ کو کس عمل سے وصول الی اللہ حاصل ہوا ہے اور کس طرح خارستان میں اُسکا گل مقصود کھل کر اُسے عزت دو جہانی حاصل ہوئی ہے چنانچہ آپ نے چند آدمیوں کو بھیجا کہ آپکو اس کیچڑ اور پانی سے نکال کر خانقاہ میں لے آئیں اور چارپائی پر لٹا دیں۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ جب حضرت شیخ ابو سعید کو افاقہ ہوا تو آپ نے ساری روئیداد حضرت شیخ کے سامنے بیان کی۔ یہ سُن کر حضرت اقدس بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ولایت محمدی کی ابتدا جو ابتدائے عالم لاہوت ہے تجھے مبارک ہو۔ لیکن ولایت محمدی کی انتہا جو مقام لاہوت کی انتہا ہے ابھی بہت دور ہے۔ فی الحال اِن کتوں کی خدمت جاری رکھو اور شغل سہ پایہ بھی حسب معمول کرتے رہو۔ چنانچہ آپ عرصہ دراز تک اسمیں مشغول رہے اور مجاہدات کرتے رہے۔ لیکن جب ان معمولات میں آپکو لذت محسوس ہونے لگی تو آگے ترقی کا راستہ بند ہو گیا۔ آپ جسقدر کوشش کرتے تھے وہ مقام کہ جسکی طرف حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا تھا حاصل نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرضداشت پیش کی تو

سلوک الی اللہ میں اس قسم کی رکاوٹ کو "حجاب" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یعنی جب سالک طالب لذت ہو جاتا اور طالب مولا نہیں رہتا۔ اس سے پہلے دو قسم کے حجابات راستے میں حائل ہوتے ہیں اور "حجاب نوری" تو کشف و کرامات سے حائل ہو جاتے ہیں۔

marfat.com

آپ نے فرمایا کہ اب تمہاری بیماری کا علاج یہ ہے کہ تمام ریاضت و مجاہدہ چھوڑ دو اور خوب کھاؤ پیو اور آرام کرو اگر دوست نے ریاضت و مجاہدہ پر رحم نہیں فرمایا اور مطلوب حقیقی جو مقامات ولایت محمدی کی انتہا ہے تک رسائی نہیں ہوتی تو شاید تمہاری سستی اور کاہلی پر نظر کرکے تمہارے لئے دروازہ کھول دے۔ چنانچہ شیخ ابوسعیدؒ نے ریاضت و مجاہدہ ترک کر دیا اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے لگے۔ آپ کافی عرصہ تک اسی حال میں رہے۔ آخر ایک رات جب آپ سوئے ہوئے تھے تو کسی شخص نے نہایت سریلی آواز میں کچھ گانا شروع کیا اسکا آپ پر ایسا اثر ہوا کہ آپ بے خودی میں غرق ہوگئے اور اس بے خودی کی حالت میں انوارِ ذات میں سے آپکے دل پر ایسا نور چمکا کہ "جمال لی مع اللہ وقت" آپ پر جلوہ گر ہوا۔ اسکے بعد وہ آدمی نظروں سے غائب ہوگیا۔ جب قدرے افاقہ ہوا تو آپ نے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کی کہ خداوندا مالکا! یہ حالت بعدہٗ مجھے کس طرح حاصل ہو سکتی ہے فرمان ہوا کہ جب تیرا انتقال ہوگا جب محبوب حقیقی سے موت کا یہ اشارہ پایا تو آپ اٹھے اور شد و مد اور تحت و فوق کے ساتھ شغل سہ پایہ میں مشغول ہوگئے ۱؎ اور اس بات کا مصمم ارادہ کرلیا کہ سانس ہرگز نہیں بدلا جائیگا خواہ موت کیوں نہ آجائے [یعنی مرتے دم تک حبسِ دم کے ساتھ یہ شغل جاری رکھونگا] چنانچہ جب ایک پہر اس طریقے سے گذر گیا تو عالم اطلاق [ذاتِ بحت] کا نور آپ پر چمکا جس نے آپ کی ہستی کو تاخت و تاراج کر ڈالا اور لی مع اللہ وقت کا راز آپ پر ظاہر ہوا۔ پس مقید [شیخ کا تعین انسانی] ذات مطلق میں مبدل ہوا اور عبد کی جگہ رب نے لے لی جیسا کہ دیوانۂ حق و قطب وقت حضرت شیخ مسعود بک قدس سرہٗ نے فرمایا ہے

رفت ز مسعود بک جملہ صفات بشر چونکہ ہمہ ذات بود باز ہمان ذات شد

۱؎ یاد رہے کہ شغل سہ پایہ کرتے وقت یہ شعر ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے

برزخ و ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق مے نماید طالباں را کل یوم ذوق و شوق

یعنی اس شغل کے وقت برزخ یا تصورِ شیخ ہو اور ذات و صفاتِ الٰہی سے سالک اپنے آپکو متصف کرلے تو ہر لحظہ نیا ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔ غرضیکہ شغل سہ پایہ میں برزخ شیخ اور ذات و صفات میں فنا کا تصور قائم کیا جاتا ہے۔

marfat.com

[مسعود بیگ جملہ صفات بشری سے آزاد ہوا چونکہ پہلے بھی وہ ذات تھا وہ پھر ذات ہوگیا]
یعنی پہلے وہ نظریہ وحدت الوجود کے مطابق ذات حق سے علیحدہ نہ تھا اب وہ عرفانی طور پر درحقیقت ذات حق میں گم ہوگیا] جب حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہ پر اطلاق کا غلبہ ہوا اور قید بشری سے نجات ملی اور لاشعوری کیفیت طاری ہوئی تو آپ نے جو سانس روک رکھا تھا وہ بے اختیاری سے نکل گیا اور ایسا دھکہ لگا کہ جس سے آپکا پہلو پھٹ گیا اور سارا پیٹ خون سے بھر گیا۔ یہ بھی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ایک قسم کا شق صدر[1] تھا۔ جس سے لوازمات بشری سے آپ بالکل آزاد ہوگئے اور معراج معنوی متحقق ہوگیا۔ اس سے حضرت اقدس آٹھ پہر مغلوب الحال رہے۔ تیسری رات آپکو قدرے افاقہ ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ پہلو میں سوراخ ہو چکا ہے اور سارا پیٹ خون سے بھرا ہوا ہے۔ اس پر آپ حق تعالیٰ کا شکر بجالائے کہ الحمد للہ میرا پہلو راہ دوست میں پھٹ گیا ہے اور جان دوست پر فدا ہوگئی ہے۔ جب آپ نے حق تعالیٰ کا اسطرح شکر ادا کیا تو ادھر حق تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ (براہ راست) فرمان ہوا کہ اے ابوسعید چونکہ تم نے اپنی جان میری خاطر قربان کر دی ہے اب ہم تجھے ازسر نو زندہ کرتے ہیں اور تجھے صحت عطا کرتے ہیں یہ میری طرف سے دوا ہے منہ کھولو اور دوا کھاؤ۔ جب انہوں نے منہ کھولا تو غیب سے ایک ہاتھ برآمد ہوا اور آپکے منہ میں دوائی ڈالکر غیب ہوگیا۔ جب آپ نے دوائی کھائی تو ساری تکلیف جاتی رہی اور صحیح وسلامت ہوگئے۔ اسکے بعد حق تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوا کہ کچھ عرصہ مرغی کا گوشت کھاؤ تاکہ باقی کمی پوری ہو جائے اور صحت کامل حاصل ہو۔ چنانچہ آپ نے چند یوم مرغی کا گوشت استعمال کیا جس سے پوری طرح صحت یاب ہوگئے آپکے کمالات کا اسی بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خالق کائنات کیساتھ آپ کی کیا نسبت تھی۔ جب آپنے یہ حالات من وعن اپنے شیخ علیہ رحمۃ کی خدمت میں

---

[1] شق صدر سے وہ واقعہ مراد ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرشتے نے سینہ مبارک چاک کیا اور بشری آلائش سے پاک کیا۔

marfat.com

عرض کئے تو آپ نے فرمایا کہ ابھی کچھ کسر باقی رہ گئی ہے اور کمالات نبوی میں سے کچھ حصہ ابھی تم نے طے کرنا ہے۔ پس مدام مزید مجاہدہ کرو تا کہ سیر نزولی[1] کی حقیقت تم پر جلوہ گر ہو جائے جیسا کہ تم نے سیر عروجی طے کی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ نے آپکو مراقبہ ہوا [شغل ٹکٹکی] کرنے کا حکم فرمایا۔ جب اس مراقبہ میں آپ شب و روز مشغول ہوئے تو آپکے جسم نے روح کی صفت اختیار کر لی بلکہ عین نور تنزیہی ہو گئے ایکدفعہ نصف شب کے وقت آپ اس مراقبہ میں مشغول تھے کہ اچانک بے خودی کی حالت طاری ہو گئی۔ اسوقت آپ کو ایسا معلوم ہوا کہ ایک بڑا مور جسکا پورا وجود نور سرخ کا تھا ملک احدیت سے پرواز کر کے آپکے ہاتھ پر بیٹھ گیا اور کہا کہ میں ہوں احمدؐ بلا میم۔ اسکے بعد اس مور کی دائیں آنکھ سے ایک نوری صورت نور سفید کے گھوڑے پر سوار اور بائیں آنکھ سے ایک نورانی شکل سیاہ و سفید گھوڑے پر سوار ہو کر باہر آئی اسوقت آپکو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ پہلی صورت ذات پاک حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دوسری آپکے مرشد کی حقیقت ہے۔ وہاں آپ نے ایک محل دیکھا جو یاقوت احمر سے بنا ہوا ہے اور اس کی شعائیں آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہیں۔ اس محل کے دو دروازے تھے۔ ایک شریعت کا دوسرا طریقت کا۔ اسکے بعد وہ دونوں صورتیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور آپ کے مرشد پاک کی صورت آپ کو طریقت کے دروازہ کے ذریعے محل کے اندر لے گئیں۔ اس محل کے اندر ایک تخت تھا جو نور سرخ سے بنا ہوا تھا اور اسکی شعائیں چاروں طرف پھیل رہی تھیں۔ چنانچہ آپکو اس تخت پر بٹھایا گیا۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ کے شیخ نے آپکو ایسی خلعت خلافت نبوی زیب تن کرائی جو اللہ نور السموٰت

---

[1] سیر نزولی سے مراد فنا فی اللہ کے بعد سیر من اللہ کے ذریعے مقام دوئی یا کثرت میں واپس آکر منصب خلافت کا انجام دینا ہے۔ یہ مقام عبدیت ہے جو خاصہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اس مقام پر سالک سکر و استغراق سے نکل کر صحو اور ہوشیاری میں واپس آتا ہے اور تمام فرائض زندگی ادا کرتا ہے یہ تکمیل بشریت ہے اور بلند ترین مقام ہے۔

marfat.com

والارض کے نقوش سے منقش تھی۔ اسکے بعد عالمِ ارواح کی تمام روحوں نے آپ کو مبارک باد دی۔ اسکے بعد آپ کی دائیں آنکھ کے سامنے شکلِ آفتاب بائیں آنکھ کے سامنے شکل ماہتاب۔ اور سامنے کی جانب کئی شمعیں ظاہر ہوئیں۔ جس سے آپکے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کیا صورتیں ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے روشن ضمیری سے آپکی دل کی بات معلوم کرکے فرمایا کہ شکل آفتاب شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ گنگوہی ہے جو تمہارا خلیفہ جانشین ہوگا اور شکل ماہتاب شیخ ابراہیم رام پوری ہے جو خلافت سے مشرف ہوگا۔ اور مختلف شمعوں کی صورتیں تمہارے دوسرے خلفا اور مریدین ہیں۔ جب حضرت شیخ ابوسعیدؒ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے یہ بشارت ملی تو سجدۂ شکر میں گر گئے۔ اسکے بعد آپکے مرشد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تاج ولایت محمدیہ لیکر آپکے سر پر رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت حاصل کرکے آپکو محل کے دروازۂ شریعت کے ذریعے باہر لائے۔ اسکے بعد حضرت لاکیف [ذات احدیت] اور نور بےشکل و بےمثال نے پردۂ غیب سے ظاہر ہوکر بحیثیت اصالت آپ پر ایسی جلوہ گری کی کہ آپ کے ہوش جاتے رہے اور بارہ دن آپکا جسم مبارک مردہ بےجان کی طرح پڑا رہا۔ اگر حضرت شیخ اہل خانقاہ کو پہلے سے آگاہ نہ کرتے تو وہ لوگ آپکو مردہ سمجھ کر دفن کر دیتے۔ جب بارہ دن کے بعد آپکو افاقہ ہوا تو آپ نے حضرت شیخ کیخدمت میں ماجرا بیان کیا۔ اس عجیب و غریب واقعہ سے جو دراصل تجلی ذاتی تھی اور فصل و وصل سے منزہ تھی حضرت شیخ پر محویت طاری ہوگئی اور تشبیہہ سے تنزیہہ سے پیوست ہو گئے اگرچہ تین پہر کے بعد حضرت شیخ کو کچھ افاقہ ہوا تاہم یہ حالت تین دن تک طاری رہی۔ جب پوری طرح آپ عین سے علم [عین الیقین سے علم الیقین] کی طرف آئے تو حضرت شیخ ابوسعیدؒ پر نوازشات کی بارش کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ طاؤس نوری [نور کا مور] جو تم نے دیکھا تھا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مطلقہ کی صورت تھی اور وہ شکل جو مور کی دائیں آنکھ سے ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوتِ مطلقہ کی

marfat.com

صورت تھی۔ اور وہ شکل جو آپکی بائیں آنکھ سے ظاہر ہوئی وہ دوسرے اولیا اور انبیار کی ولایت مطلقہ کی حقیقت تھی جو آپکو دکھائی گئی۔ اور وہ محل جو تم نے دیکھا قصر عشق تھا اور دروازۂ طریقت کے ذریعے اندر جانے کا مطلب یہ تھا کہ مشہودِ ذاتی میں تمہارا عروج یا بالفاظ دیگر تمہارا شہودِ عروجی بطریق جذب تھا جو خاصۂ ولایت انبیا ہے اور اس محل سے دروازۂ شریعت کے ذریعے باہر آنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا شہودِ نزولی کمالات نبوئی سے وابستہ ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق تجھے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع مشائخ کی جو خلافت و نیابت عنایت ہوئی ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تجھے خلافت کبریٰ عطا ہوئی ہے اسکے بعد حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ نے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت میں اپنی طرف سے بھی مشائخ عظام کی امانت مع خرقۂ خلافت دائم اعظم آپکے حوالہ کیا اور نائب کل بنایا اور جانشین مطلق مقرر فرمایا اور گنگوہ بھیج دیا جو آپکا آبا و اجدائی وطن تھا۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوسعید کو حضرت شیخ حمید الدینؒ سے بھی خلافت تھی جو حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہ کی ساتویں پشت میں تھے۔

غرضیکہ حضرت شیخ ابوسعید اپنے پیر حضرت شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہٗ سے نعمت دوجہانی حاصل کرکے بلخ سے گنگوہ تشریف لائے اور حضرت شیخ کے حکم کے مطابق مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ لیکن اپنے آپکو چھپانے کی خاطر آپ کتان [اعلیٰ کپڑا] کا لباس زیبِ تن فرماتے تھے اور لوگوں کی ہدایت کی طرف کم متوجہ ہوتے تھے۔

حضرت شیخ محمد صادقؒ کا مرید ہونا

اس زمانے میں حضرت شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ گنگوہیؒ کی عمر چودہ پندرہ سال تھی اور بڑے حسین وجمیل تھے۔ ایکدن انکا گذر حضرت شیخ ابوسعید کی خانقاہ میں ہوا آپکو دیکھتے ہی حضرت شیخ نے فرمایا کہ مجھے اپنی نعمت کے آثار اس بچے

marfat.com

کی پیشانی میں نظر آرہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ایک نظر سے انکا دِل مسخر کرلیا اور وہ کمال عجز و نیاز کے ساتھ بیعت سے مشرف ہوگئے۔ حضرت شیخ کے حسن تربیت سے قلیل مدت میں مرتبہ تکمیل وارشاد کو پہنچ کر آپ ہدایت خلق میں مشغول ہوگئے اسکی تفصیل اپنی جگہ پر آرہی ہے۔

جب حضرت شیخ محمد صادقؒ کو یہ کمالات حاصل ہوئے تو آپکی ولایت کا شہرہ اطراف عالم میں بلند ہوا اور طالبان راہ حقیقت ہر طرف سے آستانۂ عالیہ پر حاضر ہونے لگے۔ خلق کثیر آپکے فیض سے بہرہ مند ہوئی اور ایک جہان آپکا گرویدہ ہوگیا۔ کافی لوگ مرتبہ تکمیل وارشاد تک پہنچے۔ چنانچہ آپکے بعض خلفاء کے اسمائے گرامی کتاب ہذا میں بیان کئے جائینگے۔

مجاہدات کا ادنیٰ نمونہ اس فقیر نے اپنے مشائخ سے بطریق تواتر سُنا ہے کہ ایکدفعہ کسی شخص نے حضرت قطب الاقطاب شیخ ابوسعید قدس سرہ سے دریافت کیا کہ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس حنفیؒ نے کس قسم کا ریاضت ومجاہدہ کیا۔ آپ نے جوابدیا کہ جب سردی کا موسم آئے تو اُسوقت دریافت کرنا میں تجھے جواب شافی دونگا اور حضرت اقدس کے مجاہدات کا نمونہ دکھاؤں گا۔ جب سردی کا موسم آیا تو اس شخص نے آپکی خدمت میں یاد دہانی کرائی۔ آپ نے فرمایا کہ چالیس مٹکے پانی سے بھر کر ہوا میں رکھو۔ لوگوں نے حکم کی تعمیل کی۔ دوسرے روز آپنے سائل کو طلب کیا اور فرمایا کہ دو تین آدمی جمع ہوکر کھڑے ہوجاؤ جب میرے سر کی چوٹی سے دھواں نکلنا شروع ہو تو پانی کے پیالے بھر بھر کر میرے سر پر ڈالتے رہنا اس کے بعد حضرت اقدس نے شغل حبس دم کرکے سانس کو ام الدماغ [سر کی چوٹی] میں بند کر دیا۔ اور مراقبہ اطلاق اور ذات بے کیف میں چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد آپکے سر سے بلکہ سارے جسم سے سرخی مائل سیاہ رنگ کا دھواں نکلنا شروع ہوا جس سے آپکا سارا جسم شعلۂ آتش بن گیا۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں نے آپکے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا حالانکہ سردی سخت تھی ہوا تیز اور برف جم رہی تھی۔ جب آپ کے

marfat.com

جسم پر پانی گرتا تھا تو آپکے باطن کی حرارت اسقدر تیز تھی کہ جونہی پانی آپ پر گرتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جلتے ہوئے توے پر پانی پڑ رہا ہے آن کی آن میں پانی خشک ہو جاتا اور زمین پر ایک قطرہ بھی نہیں گرتا تھا۔ اسی طرح چالیس مٹکے آپ کے سر پر گرائے گئے اور انکا سارا پانی آپ کے جسم پر جذب ہو گیا۔ اسکے بعد آپ نے سانس باہر نکالا اور سر اٹھا کر فرمایا کہ حضرت قطب العالم کی ایک ادنیٰ ریاضت یہ ہے جو تم نے دیکھی اعلیٰ ریاضت تو بیان میں نہیں آسکتی۔

ایک عجیب و غریب مشاہدہ

احقر راقم الحروف نے مشائخ سے یہ روایت بھی تواتر کے ساتھ سُنی ہے کہ ایک دن حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہٗ غسل فرما رہے تھے اور حضرت شیخ محمد صادق آپکے سر پر پانی ڈال رہے تھے۔ عین اسی وقت حضرت شیخ محمد صادق کو ایک مشاہدہ ہوا وہ یہ تھا کہ حضرت شیخ ابوسعید کے جسم سے پانی کا جو قطرہ گرتا تھا ایک حسین و جمیل امرد [بے ریش] نوجوان کی صورت اختیار کر لیتا تھا اور آسمان کیطرف پرواز کر جاتا تھا۔ حتیٰ کہ انکی نظر سے غائب ہو جاتا تھا۔ حضرت شیخ محمد صادق نے حضرت شیخ سے اس واقعہ کی حقیقت دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ حق تعالیٰ نے تجھے یہ کشف عطا فرمایا اب میں تجھے بتاتا ہوں کہ عشق میں ایک مقام ہے کہ جسے دارالاسرار کہتے ہیں۔ اور ہزاروں سالکین میں بہت تھوڑے اس مقام سے واصل ہوتے ہیں۔ جو شخص اس مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جو چیز اسکے جسم سے مساس کرتی ہے وہ عالم معنیٰ [باطن] میں ایک مثالی صورت میں متشکل ہو جاتی ہے نہ کہ اس جہان کی جسمانی صورت میں۔ اور وہ صورت صاحبِ بصیرت حضرات کی نظر میں صورتِ صبیح [سفید رنگ کا محبوب] یا صورتِ ملیح [سانولے رنگ کا محبوب] میں نظر آتی ہے۔ اب چونکہ میں اسوقت انوارِ بے کیف کے شہود میں تھا جو پانی میرے جسم کو لگ کر گرتا تھا روح کی طرح نور بے کیف میں آکر خوبصورت شکل اختیار کر لیتا اور اپنی اصل [عالم قدس] کی طرف رجوع کرتا تھا

marfat.com

پس یہ صورت مثالیہ جو تم نے دیکھی انوار سرخ ذاتیہ کے تعینات تھے جو حق تعالیٰ کے فضل سے تم پر ظاہر ہوئے یہ اقلیم لاہوت میں رسائی کی ابتدا ہے جو تمہیں مبارک ہو۔ حضرت شیخ ابو سعیدؒ کے کمالات اور کرامات اظہر من الشمس ہیں۔ آپکی عمر دراز تھی۔ جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے مشائخ کی امانت مع اسم اعظم و خرقہ خلافت و سجادگی حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی حنفی قدس سرہٗ کے سپرد فرمائی اور جان نازنین شہود جاناں میں نثار کر دی۔ آپکا مزار قصبہ گنگوہ شریف میں اپنے آباو اجداد کے آستانہ میں زیارت گاہ و مشکل کشائے خلائق ہے۔ آپکا سن وفات نظروں سے نہیں گذرا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

خلفاء

حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ کے خلفائے صاحب کمال و تکمیل بہت تھے۔ جن میں سے بعض حضرات کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ محمد صادق گنگوہیؒ

آپکے خلیفہ اول و اعظم حضرت شیخ محمد صادق گنگوہیؒ ہیں۔ جن کے حالات اپنی جگہ پر آرہے ہیں

حضرت شیخ ابراہیم رامپوریؒ

آپکے دوسرے خلیفہ حضرت شیخ ابراہیم رامپوری ہیں۔ جو غایت فقر و فنا سے متصف تھے۔ اور بڑے عبادت گذار اور مجاہد تھے۔ آپکا ذات بے کیف کا شغل ہوا[1] کے ذریعے حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ آپ ہمیشہ فنائے احدیت میں مستغرق رہتے تھے۔ اس فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ حضرت شیخ ابراہیم لاہوری اہل بیت کی محبت میں بے اختیار تھے۔ چنانچہ جن ایام میں آپ سید پورہ میں رہتے تھے۔ جو کرنال کے نواح میں ہے تو آپ ہمیشہ زمین پر سوتے تھے۔ آپ کہتے تھے کہ کتنے سادات ہیں کہ جنکو چارپائی میسر نہیں ہے

---

[1] شغل ہوا اسطرح کیا جاتا ہے کہ اندھیرے میں نظر سامنے کسی مقام پر جما کر کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئًا کا تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن آنکھ جھپکنے نہیں پاتی۔ یہ شغل تکمیلی شغل ہے اور دیگر اذکار و مشاغل کے بعد آخر میں کیا جاتا ہے۔ خود بخود نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جسوقت مرشد کامل حکم دیں اسوقت کرے۔

marfat.com

یہ آداب کے خلاف ہے کہ میں چارپائی پر سو جاؤں اور سادات زمین پر سوئیں اس سے ظاہر ہے کہ آپکو فنافی الرسول بدرجۂ کمال حاصل تھا۔ سید پورہ میں آپ دن کے وقت ایک باغ میں جامن کے درخت کے نیچے شغل باطن میں مشغول رہتے تھے۔ اور رات کے وقت اپنے گھر میں مشغول بحق رہتے تھے۔ جب درختوں کو پھل لگتا تھا تو سادات کے بچے وہاں جاکر ڈھیلوں سے پھل توڑتے تھے اور کچھ ڈھیلے حضرت اقدس کے جسم کو بھی لگتے تھے۔ ایک دن آپ عالم محویت میں بیٹھے تھے کہ ایک پتھر آپکے سر پر آکر گرا جس سے آپ زخمی ہو گئے اور خون جاری ہو گیا۔ اس حالت میں آپ نے کہا کہ اے درختو تمہاری وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے لیکن سادات کے بچوں کو بھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا آئندہ تم پھل مت لاؤ۔ صرف پھول ہونے چاہئیں جنکو دیکھ کر مجھے فرحت ہو اور تم بھی بالکلیہ عقیم [بے بار] نہ ہو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ ان درختوں کو اسوقت سے لیکر آج تک پھل نہیں لگا۔ لیکن شگوفے بدستور نکلتے ہیں۔

حضرت شیخ ابراہیمؒ کو حضرت شاہ بو علی قلندر پانی پتیؒ سے قوی نسبت اور مکمل حضوری حاصل تھی۔ جسوقت انکی طرف متوجہ ہوتے تھے حاضر پاتے تھے اور اُن سے جو کچھ پوچھتے تھے جواب باصواب پاتے تھے۔ شاہ بو علی قلندرؒ کی روحانیت ہر وقت آپ کی طرف متوجہ رہتی تھی اور فیض رسانی کرتی تھی۔ کہتے ہیں کہ شیخ پیر محمد جلیدیؒ جو اپنے وقت کے مشہور ولی اللہ تھے شیخ ابراہیمؒ کے خلفا میں سے تھے آپکا مزار رام پور میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ محب اللہ صدیقی صدر پوریؒ

حضرت شیخ ابو سعیدؒ کے تیسرے خلیفہ حضرت شیخ محب اللہ صدیقی صدر پوری تھے۔ جنکا شمار اکابر خلفا میں ہوتا ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ جب حضرت شیخ محب اللہ قدس سرہٗ علوم عقلی و نقلی سے فارغ ہوئے تو آپکے دل میں طلب حق کا درد پیدا ہوا چنانچہ آپ نے وقت کے اکثر بزرگوں سے ملاقات

marfat.com

کی لیکن تشفی نہ ہوئی۔ اسکے بعد آپ نے دہلی جاکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے آستانہ پر استخارہ کیا۔ وہاں سے فرمان ہوا کہ اسوقت شیخ علی صابر قدس سرہٗ کا سلسلہ خوب رونق میں ہے اور شیخ ابو سعید گنگوہی کے پاس جاؤ چنانچہ آپ نے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ کیخدمت میں حاضر ہوکر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ اسکے بعد حضرت اقدس نے اپنے خادم خاص مجاہد نام کو حکم دیا کہ وضو کرکے دوگانہ ادا کرو اور دیکھو کہ شیخ محب اللہ کی استعداد کس نبی کی ولایت سے مناسبت رکھتی ہے تاکہ اُسی مناسبت کے مطابق انکی تربیت کی جائے۔ جب اس محرمِ راز خادم نے خلوت میں جاکر توجہ کی تو معلوم ہوا کہ انکی استعداد ولایت موسوی سے مناسبت رکھتی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ ابو سعیدؒ نے انکو شغل نفی و اثبات[1] اور اسم ذات[2] برزخ شیخ[3] میں کام کرنے کا امر فرمایا۔ اور اربعین (چلہ) میں بٹھا دیا۔ اُس خلوت میں آپکو اسقدر تصفیہ حاصل ہوا کہ علوم باطنی آپ پر اچھی طرح واضح ہونے لگے۔ اور تجلیات ملکوتیہ و جبروتیہ سے بہرہ ور ہوئے۔ لیکن تجلی ذاتِ بے کیف اس خلوت میں میسّر نہ ہوئی حالانکہ آپ اس تجلی کے بے حد خواہاں تھے۔ جب چلہ سے نکل کر آپ نے تمام واقعات حضرت شیخ کیخدمت میں عرض کیئے تو آپ نے انکو خرقۂ خلافت دینے کا ارادہ کیا لیکن شیخ محب اللہؒ کے دل میں خیال آیا کہ ابھی تک مجھے شہودِ ذات بے کیف حاصل نہیں ہوا میرے شیخ مجھے کس طرح خلافت کے لائق سمجھ رہے ہیں۔ کیونکہ وہ سالکین جو عالم ملکوت اور عالم جبروت کی تجلیات میں ہیں خلافت کے قابل نہیں ہوتے اور وہ چیز جو سالک کو خلافت کے قابل بناتی ہے ابتک مجھے حاصل نہیں ہوئی میں اسی کا طالب ہوں جسے شہود لاکیف کہتے ہیں۔

---

[1] شغل نفی و اثبات سے مراد ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے [2] اسم ذات سے مُراد ذکر اسم مبارک اللہ اللہ ہے [3] برزخ شیخ کا مطلب ہے کہ یہ ذکر تصور شیخ کے ساتھ کیا جائے یعنی سالک اپنے آپ کو شیخ کی صورت میں دیکھے اور ذکر کرنیوالا سالک خود نہ ہو بلکہ حضرت شیخ ہو۔

marfat.com

اقسامِ خلافت

مخفی نہ رہے کہ خلافتِ مشائخ جو اس وقت مروّج ہے سات اقسام پر ہے۔ پہلی خلافت اصالتہً، دوسری خلافت اجازت، تیسری خلافتِ اجماعاً، چوتھی خلافتِ وراثتہً، پانچویں حکماً، چھٹی تکلیفاً، ساتویں اویسیہ

خلافتِ اصالت

خلافتِ اصالتہً یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے حکم سے کوئی بزرگ کسی شخص کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کرے۔ چنانچہ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں جب حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سرہٗ نے اپنے کسی مرید کو خلافت دیکر ہندوستان کا صاحبِ ولایت مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کو غیب سے آواز آئی کہ نظام الدین بدایونی آرہے ہیں خلافت کے قابل وہی ہیں۔ جب حضرت شیخ نظام الدین تشریف لائے تو حکم ربی سے آپ نے انکو خلافت عطا فرمائی۔ اور ولایت ہندوستان کا صاحبِ ولایت مقرر فرمایا چنانچہ حضرت خواجہ گنجشکر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بظاہر بابا نظام الدین کو میں نے خلیفہ بنایا ہے لیکن درحقیقت وہ حق تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ اس قسم کی خلافت کو صوفیائے کرام خلافتِ الٰہی بھی کہتے ہیں

خلافتِ اجازت

خلافت اجازت یہ ہے کہ حضرت شیخ اپنے کسی مرید کو خواہ وہ وارث ہو یا بیگانہ خلافت کے قابل سمجھ کر اپنی رضا و رغبت سے خلیفہ مقرر کریں۔ جیسا کہ تمام مشائخ عظام کا دستور ہے اس قسم کی خلافت کو خلافتِ رضائی بھی کہتے ہیں۔

خلافتِ اجماعی

خلافتِ اجماعی یہ ہے کہ حضرت شیخ کسی کو خلیفہ مقرر کئے بغیر رحلت کر جائیں اور قوم یا قبیلہ کے لوگ اتفاق رائے سے کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ جیسا کہ عام رسم ہے۔ لیکن مشائخ کے نزدیک اس قسم کی خلافت جائز نہیں ہے۔ اس قسم کی خلافت کو خلافت افزائی بھی کہتے ہیں

خلافتِ وراثت

خلافت وراثت یہ ہے کہ مرشد کسی شخص کو خلیفہ مقرر کئے بغیر اس جہان سے جائیں اور انکا کوئی وارث اپنے آپ

marfat.com

کو خلیفہ کہلانا شروع کر دے۔ مشائخ عظام نے اس قسم کی خلافت کو قبول نہیں فرمایا۔ ہاں اگر کوئی بزرگ اپنی زندگی میں کسی کو باطنی طور پر اشارہ کر دے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ صوفیا کرام کے نزدیک باطنی حکم صحیح ہے۔

خلافتِ حکمی خلافت حکمی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بزرگ خلیفہ مقرر کئے بغیر رحلت کر جائیں اور انکے ورثا کے درمیان اختلاف شروع ہو جائے اور حکومت کسی شخص کو موزوں سمجھ کر مسندِ خلافت پر بٹھا دے اس قسم کی خلافت کو اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ [اللہ کی اطاعت کرو رسول اللہ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے حاکم وقت کی اطاعت کرو] کے مطابق جائز معلوم ہوتی ہے۔

خلافتِ تکلیف خلافت تکلیف یہ ہے کہ کوئی مرید زبردستی یا کسی کی سفارش سے کوشش کر کے خلافت حاصل کر لے یہ خلافت جائز نہیں ہے اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

خلافت اویسی خلافت اویسی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی بزرگ سے جو اس جہان سے رحلت کر گئے ہوں باطنی تربیت حاصل کر کے۔ اس خلافت کو حاصل مشائخ متقدمین نے روا رکھا ہے اور انہیں سے اکثر اویسی تھے۔ جنکا ذکر اس کتاب میں نہیں آسکتا۔ لیکن مشائخ متاخرین کے نزدیک اس قسم کی خلافت جائز نہیں ہے کیونکہ جبتک کسی زندہ اور صاحبِ کمال بزرگ سے خلافت نہ ملے سلسلۂ مشائخ اس سے جاری نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ سرِ حلقۂ محبوبان حضرت سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے احوال میں بیان ہو چکا ہے۔

خلافت کونسا مقام طے کرنے کے بعد مل سکتی ہے محققین کا کہنا ہے کہ جب سالک مقام فنا فی الرسول اور عالم جبروت تک پہنچ جاتا ہے شیخ کیلئے جائز ہے کہ اُسے خلافت عطا فرمائے۔ لیکن اس مقام پر خلافت کا عطا کرنا واجب نہیں ہے ہاں جب

marfat.com

سالک کی رسائی شہودِ ذات تک ہو جائے تو شیخ پر واجب نہیں ہے بلکہ فرض عین ہے کہ اُسے خلافت دیدے۔ بعض حضرات تو اس شخص کو بھی خلافت دینا جائز سمجھتے ہیں جو عالم ملکوت تک پہنچ جائے لیکن ہمارے مشائخ عظام کا یہ دستور نہیں ہے۔ جیسا کہ منقول ہے کہ جب ایک درویش نے جو داخلِ ملکوت تھے حضرت شیخ داؤد گنگوہیؒ سے خرقۂ خلافت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ تم ابھی مشائخ عظام کی خلافت کے قابل نہیں ہو۔ اس سے وہ حضرت اقدس سے رنجیدہ خاطر ہو کر چلا گیا آپ نے فرمایا رنجیدہ ہو یا خوش ہو میں تجھے خلافتِ مشائخ نہیں دوں گا۔

بعض کہتے ہیں کہ جب مرید خطرۂ شیطانی اور رحمانی کے درمیان تمیز کر سکے تو پیر کیلئے لازم ہے کہ اُسے خلافت دیدے۔ بعض کہتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ کی جناب سے یا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی مرید کو خلافت دینے کا حکم ملے تو شیخ پر واجب ہے کہ اُسے خلافت دیدے بعض کہتے ہیں کہ جب پیر مرید کے اندر معاملہ نیکو دیکھے تو اُسے خلافت دینا جائز ہے

خلافت کی دو اور قسمیں

مشائخ فرماتے ہیں کہ خلافت کی دو مزید اقسام ہیں اوّل خلافت مستقل، دوم خلافت نیابت

خلافتِ مستقل

خلافت مستقل یہ ہے کہ شیخ اپنے مرید کو مستقل طور پر خلافت عطا کریں اور وہ خلیفہ اپنے نام پر لوگوں کو مرید بنائے اپنی طرف سے شجرہ عطا کرے اور شجرہ میں اپنا نام لکھدے۔ اس قسم کی خلافت کو خلافتِ مطلقہ بھی کہتے ہیں۔

خلافت نیابت

نیابتی خلافت یہ ہے کہ شیخ اپنے کسی مرید کو حکم دے کہ لوگوں کو میری طرف سے اور میرے نام پر مرید بناؤ اور شجرہ شریف بھی لوگوں کو میری طرف سے دو اور اپنا نام شجرہ میں نہ لکھو۔ اسی حالت میں اس شخص کے مرید دراصل حضرت شیخ کے مرید ہوتے ہیں اور وہ

marfat.com

سوائے سفیر کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ بخلاف مستقل خلافت کے کہ جب وہ اپنی طرف سے لوگوں کو بیعت کرتا ہے اور اپنا مرید بناتا ہے۔

خلافت کی مزید دو اقسام

بعض مشائخ کے نزدیک خلافت دو اقسام پر ہے اول خلافت صغریٰ، دوم خلافت کبریٰ

خلافت صُغریٰ

خلافت صغریٰ یہ ہے کہ حضرت شیخ کسی مرید کی ریاضت و مجاہدہ دیکھ کر بطریق حسن ظن اسے خلافت عطا کر دیں۔

خلافت کُبریٰ

خلافت کبریٰ یہ ہے کہ شیخ کے دل پر کئی بار حضرت حق کیطرف سے الہام ہو کہ فلاں مرید کو خلافت عطا کر دو۔ حتیٰ کہ اگر یہ خیال بھول بھی جائے لیکن پوری طرح دل سے نہیں نکلتا یہ خلافت کبریٰ ہے کہ جس کے لئے شیخ کو براہ راست حق تعالیٰ سے حکم ملتا ہے۔ اہل تحقیق کے نزدیک خلافت صغریٰ یہ ہے کہ شیخ کسی مرید کو جامۂ خلافت عطا کرے اور کسی علاقے میں ہدایت و ارشاد خلق کیلئے تعینات کر دے۔ اور خلافت کبریٰ جسے خلافت نیابت و خلافت مطلقہ اور سجادگی بھی کہتے ہیں یہ ہے کہ شیخ کسی مرید کو وہ نسبت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ بہ سینہ چلی آرہی ہے بالکلیہ عطا فرمائے اور خلافت نامہ بمع تمام تبرکات کے جو مشائخ عظام سے تواتر کے ساتھ آرہے ہیں عطا کرے اور اپنا قائم مقام اور وارث احوال مقرر کرے۔ جیسا کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کو اور آپ نے حضرت خواجہ گنجشکر کو اور آپ نے حضرت سلطان المشائخ بدایونی اور آپ نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو قدس اسرارہم اپنا قائم مقام، وارث احوال مقرر فرمایا۔ جب شیخ کامل و مکمل چاہتے ہیں کہ کسی مرید کو خرقۂ خلافت عطا فرما دیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مشائخ کی روحانیت کیطرف متوجہ ہوتے ہیں اگر اشارہ ملتا ہے تو خرقہ عطا کرتے ہیں۔

طریق عطائے خلافت

خلافت عطا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے غسل اور وضو

marfat.com

کرایا جاتا ہے اسکے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھا کر یہ پانچ کلمات بمع معنی ، تلقین کئے جاتے ہیں اول کلمہ توحید ، دوم کلمہ شریعت ، سوم کلمہ طریقت چہارم کلمہ حقیقت اور پنجم کلمہ معرفت ۔ کلمہ توحید لا اِلٰہ اِلا اللہ ہے کلمہ شریعت لا معبود اِلا اللہ ہے ، کلمہ طریقت لا مقصود اِلا اللہ ، کلمہ حقیقت لا محبوب اِلا اللہ اور کلمہ معرفت لا موجود اِلا اللہ ہے ۔ اسکے بعد سر کے بال منڈائے جاتے ہیں یا چھوٹے کئے جاتے ہیں ۔ اسکے بعد خرقہ خلافت پہنا کر مثال یعنی خلافت نامہ لکھکر دیا جاتا ہے ۔ لیکن خلافت نامہ اسوقت دیا جاتا ہے جب خرقہ خلافت برائے بیعت دینا مطلوب ہو اگر خرقہ تبرک دلشبہ دیا جائے تو مثال کی ضرورت نہیں ہے

چہار حروف خرقہ کا مطلب

رخصت کرتے وقت مرید کو لفظ خرقہ کے چار حروف کے معنی واضح کر دیئے جاتے ہیں ۔ خ کا مطلب ہے کہ خیانت نہ کرے ، ر سے مراد یہ ہے کہ ریاضت سے کام لے ، قاف کا مطلب یہ ہے کہ قیام اور قناعت پر کاربند رہے ۔ ہ کا مطلب یہ ہے کہ ہوا نفس پر قابو پائے ۔ یہ ہے خلافت اور اس کے اقسام کا بیان جو قدرے طویل ہو گیا ہے ۔

اس سے ظاہر ہے کہ شیخ کامل و مکمل مرید صادق کو مرتبہ جبروت میں اجازت ارشاد و تربیت مریدین عطا فرمائیں تو جائز ہے ۔ چنانچہ حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ نے حضرت شیخ محب اللہ رح کو اسی مرتبہ یعنی جبروت میں اجازت فرمائی ۔ لیکن حضرت شیخ محب اللہ رح کے دل میں خطرہ [وسواس] پیدا ہوا کہ مرید تو مقام لاہوت کے حصول کے بعد خلافت کے قابل ہوتا ہے اور میری ابتک وہاں رسائی نہیں ہوئی معلوم نہیں میرے شیخ نے میرے اندر کیا دیکھا ہے کہ مجھے خلافت عطا فرما رہے ہیں ۔ حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ روشن ضمیری سے اس خطرہ سے آگاہ ہوئے اور انکو خرقہ خلافت پہنا کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور باطنی

marfat.com

توجہ سے انکو نوازا۔ آپکے ہاتھ اٹھاتے ہی حضرت شیخ محب اللہ پر تجلی بے کیف جلوہ گر ہوئی اور فوراً چلا اٹھے کہ یا حضرت بس کیجئے کہ میرے اندر اس مشاہدہ سے زیادہ استعداد اور حوصلہ نہیں ہے۔ اسکے بعد حضرت شیخ نے آپکی صحت اور تمکین کیلئے توجہ فرمائی جس سے آپ مغلوب الحال نہ ہوئے۔ حضرت شاہ ابوسعید سے خرقۂ خلافت حاصل کرکے حضرت شیخ محب اللہ اپنے شہر صدرپور تشریف لے گئے۔ صدرپور اگرچہ آپکا آبائی وطن تھا لیکن آپ نے وہاں رہنا پسند نہ فرمایا اور کچھ عرصہ توکل و تجرید کی خاطر ردولی شریف گئے۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ جب حضرت شیخ محب اللہ ردولی پہنچے تو یہ فقیر بھی وہاں موجود تھا۔ چنانچہ ہم دونوں کے درمیان فقر اور دوستی کا سلسلہ قائم ہوگیا۔ اور گرم اور مصفا ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ نیز میں آپ کے اوصاف پسندیدہ سے بہت متاثر اور محظوظ ہوا۔ چند ایام کے بعد آپ کو حضرت مخدوم احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ کی طرف سے نوازشات ہوئیں اور رخصت کی بشارت مل گئی۔ چنانچہ ہم دونوں ردولی شریف سے رخصت ہوکر آپ نے چند روز میرے غریب خانہ پر قیام فرمایا۔ اسوقت حضرت شیخ محبؒ اللہ الہ آباد تشریف لے گئے اور اسی جگہ
انکے ہمراہ میر سید عبدالحکیم ساکن شہر نہٹہ بھی تھے جو ان سے کسب فیض کرتے تھے
جب شیخ محب اللہ الہ آباد تشریف لے گئے اور اسی جگہ سکونت اختیار کرلی تو
وہاں آپکی بہت شہرت ہوئی۔ شروع میں اگرچہ فقر و فاقہ کا سامنا رہا لیکن آپ نے ہمت استقلال سے کام لیا اور آخر کار کشائش رونما ہوئی۔ نیز حقائق و معارف میں آپکو پوری دسترس حاصل ہوگئی جس سے آپکا کلام بے حد موثر ثابت ہوا اور اکثر علمائے ظاہر جو اہل توحید کے منکر تھے آپکے فیض صحبت سے راہ راست پر آگئے اور مشرب طریقت اختیار کرلیا۔ آپکے کمالات کا صحیح اندازہ آپکی تصانیف مثل اسولہ واجوبہ سے ہوسکتا ہے۔ یہ ان سوالات اور جوابات کا مجموعہ ہے جو ایک درویش کامل اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت داراشکوہ ابن محمد شاہجہان بادشاہ نے

marfat.com

آپ سے پوچھے تھے اور جن کے جوابات آپ نے دیئے۔ وہ سوالات و جوابات یہ ہیں۔

کتاب اسولہ واجوبہ یعنی سوالات و جوابات

پہلا سوال بدایتِ کار کیا ہے [یعنی کام کی ابتدا کیا ہے] اور انتہا کیا ہے

جواب اگرچہ من حیث السلوک کام کی ابتدا سیر الی اللہ[1] اور انتہا سیر فی اللہ[2] کی شرح محتاج بیان نہیں۔ تاہم صوفیا کرام کے نزدیک حضرت حق تعالیٰ کے وجود کے ظہور کے مراتب ایک دائرہ کی صورت میں واقع ہوئے ہیں اور نقطہ احدیت جو دائرہ کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے بدایتِ کار [آغاز] سے نہایت کار [انتہا] میں مبدل ہو جاتا ہے۔ اور نقطہ احدیت سے نقطہ جامع النسانیہ جو اسکے بالمقابل ہے دائرہ کی ایک قوس بنتی ہے جسکا نام قوس نزدلی ہے اور دوسری نصف قوس نقطہ جامع النسانیہ سے احدیت تک ہے جسے قوس عروجی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دونوں قوسوں کے ملنے سے دائرہ وجود میں آتا ہے

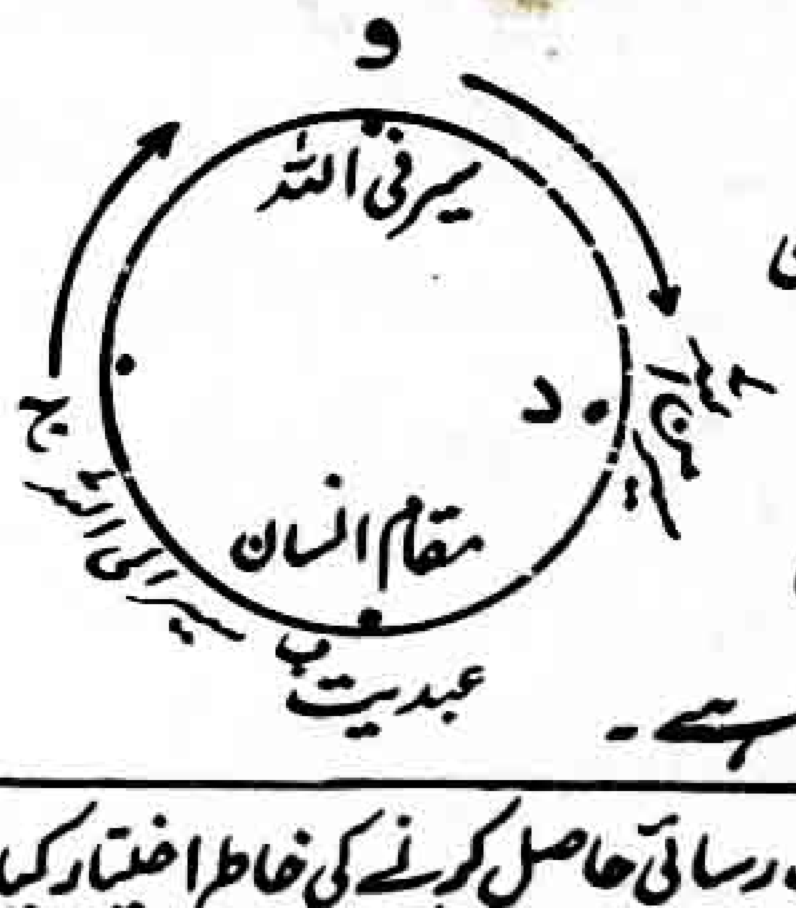

ھو الاول والآخر والظاھر والباطن سے یہی مراد ہے۔ کے

[از مترجم: مندرجہ بالا بیان کے مطابق سلوک الی اللہ کا سامنے والا خاکہ بن جاتا ہے۔

---

[1] سیر الی اللہ سے مراد عروجی سفر ہے جو ذات حق تک رسائی حاصل کرنے کی خاطر اختیار کیا جاتا ہے اس سفر میں عالم مثال، عالم ملکوت یا عالم ارواح اور عالم جبروت سے گذر کر ذات بحت میں روحانی طریق سے داخل ہونا پڑتا ہے۔ یعنی سالک کی روح تزکیہ نفس کے بعد پرواز کر کے عالم مثال، عالم ملکوت عالم جبروت سے گذرتی ہوئی ذات باری تعالیٰ میں داصل ہو جاتی ہے۔

[2] سیر فی اللہ سے مراد وہ پرواز ہے جو سالک ذات حق سے واصل ہو کر ذات حق میں مزید قرب و وصال کی خاطر اختیار کرتا ہے۔ اسکے بعد سیر من اللہ ہے جو نزدلی سفر ہے جسکے ذریعہ سالک پھر مقام دوئی میں واپس آتا ہے اور فرائض منصبی ادا کرتا ہے۔

marfat.com

نقطۂ الف سے مراد ذاتِ احدیّت ہے۔ نقطۂ ب سے مراد مقامِ انسان ہے جب عبادات و ریاضات و مجاہدات اور اذکار و مشاغل کے ذریعے سالک کا تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور رُوح میں قوتِ پرواز پیدا ہوتی ہے تو مقامِ ب سے نقطۂ ج کے ذریعے مقام الف یعنی ذاتِ احدیّت کی طرف پرواز کرتا ہے اس سفر کا نام سیرِ عروجی یا سیر الی اللہ ہے۔ جب مقام الف پر پہنچ جاتا ہے اور ذاتِ حق میں رسائی ہو جاتی ہے تو اس مرتبہ کا نام فنا فی اللہ یا سیر فی اللہ ہے۔ جو سراسر استغراق و محویت ہے۔ اسکے بعد جب سالک اپنی اصلیت یعنی مقام ب پر واپس آنا چاہتا ہے تو نقطۂ د سے ہوتا ہوا آتا ہے اور ب پر پہنچکر استغراق سے نکل جاتا ہے۔ اور ہوشیاری میں واپس آکر مناصب زندگی انجام دیتا ہے اور ہدایتِ خلق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی کا نام تکمیل ہے۔ جس کے بعد نیابت و خلافتِ الٰہیہ کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ ختم ہوا مترجم کا وضاحتی بیان]

دوسرا سوال حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہٗ کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ **ما النهاية** [نہایت یا آخری مقام کیا ہے] تو آپ نے جواب دیا ھی رجوع الی البدایۃ [یہ رجوع ہے ابتدا کی طرف] اس سوال کا جواب پہلے سوال کے جواب میں آچکا ہے [یعنی مقام الف سے ب پر واپس آنا کمالاتِ بشریت ہے]

تیسرا سوال وہ کونسا علم ہے جسے حجاب اکبر کہا گیا ہے [صوفیا کرام کا مقولہ ہے کہ **العلم حجاب الاکبر** [علم حجاب اکبر ہے]

جواب چونکہ علم، عالم اور معلوم تینوں کی حقیقت ایک ہے اسلئے ہر وہ علم جو اس حقیقت کے خلاف ہے حجاب اکبر ہے۔ بلکہ تفرقۂ ابدی ہے۔ اور حصولِ مقصد کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

چوتھا سوال انبیاء سابق کو معرفتِ توحید حاصل تھی یا نہیں؟

جواب صوفیا کرام کے نزدیک یہ امر مُسلّم ہے کہ ذات و صفات،

marfat.com

اسمائے احکام الٰہی کے علم کا نام نبوت ہے۔ نیز شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے فصوص الحکم میں فرمایا ہے کہ نبی حق تعالیٰ کی طرف سے اسلئے مبعوث کیا جاتا ہے کہ خلق خدا کی ان کمالات کیطرف راہنمائی کرے جو انکے اعیان ثابتہ کے مطابق علم حق تعالیٰ میں انکے لئے مقرر ہو چکی ہے۔ لہٰذا عقل کا تقاضا یہ ہے کہ معرفت توحید کے بغیر یہ کام انبیائے علیہم السلام سے نہیں ہو سکتا۔ [یعنی معرفتِ توحید بالضرور انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے] دوسری بات یہ ہے کہ اولیا متقدمین اور متاخرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام اولیاء کرام کو مشکوٰۃ نبوت سے نور معرفت حاصل ہوتا ہے۔ پس اگر انبیاء علیہم السلام کو معرفتِ توحید نہ ہو تو اولیاء کو کسطرح حاصل ہو گی۔ اب چونکہ یہ چیز اولیاء کرام کو حاصل ہے اسلئے انبیاء علیہم السلام جو اُن کے محتاج الیہ ہیں بدرجہ اولیٰ یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔

پانچواں سوال تصور کا اعتبار ہے یا نہیں؟

جواب وہ تصور جو اغراض نفسانی سے منسوب نہیں اور حق تعالیٰ کیطرف لے جانیوالا ہے معتبر ہے اور جو اسکے خلاف ہے درجۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو جو چیز ذات بحت پر زائد نظر آئے غیر معتبر ہے۔

چھٹا سوال جب موجود کا معدوم ہونا محال ہے تو اشیاء کو کس طرح معدوم کہا جا سکتا ہے۔

جواب اشیاء کی صورتیں جو اعتباری اور اضافی ہیں تبدیل ہو سکتی ہیں لیکن حقیقت اشیائجو واحد ہے ہر حال (ہر صورت) میں موجود رہتی ہے معدوم نہیں ہوتی مثلاً لکڑی جل جانے کے بعد راکھ بن جاتی ہے اور راکھ دوسرے عناصر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ نور ذاتِ واجب پر منتہی ہوتی ہے جو تمام صورتوں اور شکلوں کی حامل ہے۔

marfat.com

ساتواں سوال ترقی کی کوئی انتہا بھی ہے یا نہیں [یعنی ترقی مدارجِ قرب]

جواب سالک کی ترقی اسکے موہوم (وہمی۔غیر حقیقی) وجود کے وجودِ حق میں گم ہو جانے سے ممکن ہے۔ اور اس چیز کو فنا فی اللہ کہتے ہیں اور چونکہ سالک کو اس مقام پر ذاتِ الٰہی میں وصول (وصال) حاصل ہے اور چونکہ ذاتِ الٰہی کی کوئی حد نہیں اسلئے ترقی کی بھی کوئی حد نہیں۔ کل یوم ھو فی شان [اسکی ہر تجلی کی نئی شان ہے] سے یہی مراد ہے۔ بیت

اے تجلی تو تکرار نہ دے کہ زحسن تو پدیدار نہ

[اے دوست تیری تجلیات کو تکرار نہیں ہے یعنی ہر بار نئی تجلی نمودار ہوتی ایک تجلی دوبارہ نہیں آتی۔ اور تو اپنے حسن دتجلیات اور شدت ظہور کیوجہ سے نظر نہیں آتا یعنی آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔]

آٹھواں سوال قرآن مجید کے الفاظ ظلوماً جھولاً انسان کی تعریف میں آئے ہیں یا مذمت میں۔

جواب اگر انسان کو انا عرضنا الامانتہ وحملھا الانسان انہ کان ظلوماً جھولاً میں مذکور امانت قبول کرنے کا اختیار تھا تو ظلوماً جھولاً مذمت ہے۔ کہ اس نے آرام گاہ اطلاق سے تقید کی آشوب گاہ میں اپنے آپکو گرفتار کر کے غایت جہل سے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ لیکن یہ عوام کا عقیدہ ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو پیغمبر علیہ السلام یہ نہ فرماتے کہ یالیت رب محمد لم یخلق محمداً [کاش کہ محمدؐ کا رب محمدؐ کو پیدا نہ کرتا] اگر انسان کو اختیار نہ تھا اور حق تعالیٰ نے اُسے فعل مختار بنایا اور امانت قبول کرنے کی قابلیت عطا فرمائی تو ظلوماً جھولاً اسکی مدح (تعریف) ہے۔ اور چونکہ انسان کے افعال حق تعالیٰ سے منسوب ہوتے ہیں اِن افعال [یعنی امانت قبول کرنے] کی نسبت بھی حق تعالیٰ سے ہوگی۔ اور حق تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے عدل ہے نہ کہ ظلم۔ یہ خواص کا عقیدہ ہے۔

ناںواں سوال کیا ارواح [یعنی کسی بزرگ کی روحانیت] سے تربیت حاصل کر کے معرفت حاصل کی جاسکتی ہے۔

marfat.com

جواب کسی سالک کو ذاتی استعداد اور فطری قابلیت کے بغیر ارواح کی تربیت سے معرفت حاصل نہیں ہوتی اور جب یہ دونوں جمع ہوجائیں [یعنی ذاتی قابلیت بھی ہو اور ارواح کی تربیت بھی مل جائے] تو شاید آیہ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ [اے پیغمبر تو جسے چاہے ہدایت نہیں دے سکتا] کیمطابق کمال ونقصان حضرت علمیہ الہیہ سے منسوب ہوتا ہے اور اسکا ظاہری فاعل سے کوئی تعلق نہیں [فاعل حقیقی یعنی حق تعالیٰ سے تعلق ہے]

دسواں سوال طالب کو موت کے بعد وصل ممکن ہے یا نہیں

جواب عارفین کے نزدیک طالب اور غیر طالب بلکہ ہر شی معدوم ہے [یعنی کسی چیز کا حقیقی وجود نہیں ہے] اور ذات بحت کے سوا کوئی چیز موجود نہیں اور آیہ كُلٌّ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ کے مطابق طالب بلکہ تمام موجودات اپنی ذات کیطرف [یعنی ذات حق کیطرف] رجوع کر رہے ہیں خواہ جمال کے راستے خواہ جلال کے راستے جسطرح کہ پاک اور پلید پانی بحر محیط میں ہم رنگ ہوجاتے ہیں ؎

ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شُد

جو چیز نمک کی کان میں رکھی جائے نمک بن جاتی ہے

اور صفت جمال اور جلال کی ذات حق کے ساتھ یکساں نسبت ہے اسوجہ سے کہ وحدت ساذج [ذات بحت] تعدد اور تکثر سے پاک اور منزہ ہے۔ ابیات:

گر گمرہ ور ز اہل شہودی اے دل — یک قطرہ ز دریائے وجودی اے دل
زیں پیش نبود از تو تا دریا فرق — ناگاہ چناں مشوی کہ بودی اے دل
خلق از چہ بہ رہ مختلف آسا رفتند — بر خاست تفاوت چو بحق وا رفتند
بیشی و کمی بعالم وحدت نیست — چہ رود چہ قطرہ چوں بدریا رفتند

[۱۔ اگر تو گمراہ ہے یا اہل شہود ہے تو دریائے وجود میں سے ایک قطرہ ہے۔
۲۔ اب تک تم میں اور دریا میں کوئی فرق نہیں تھا چنانچہ اب بھی کوئی فرق پیدا نہ کرو

۳: اگرچہ مخلوقات نے مختلف راستے اختیار کر رکھے ہیں تاہم جب حقیقت کو پہنچتے ہیں ایک ہو جاتے ہیں ۴: عالمِ وحدت میں کمی و بیشی نہیں ہے خواہ ندی ہے خواہ قطرہ جب دریا میں جاتے ہیں ایک ہو جاتے ہیں]

گیارھواں سوال | طالب فانی ہو جاتا ہے یا مطلوب [یعنی مقام فنائی اللہ میں]

جواب | اگر حدیث کُنْتُ کَنْزاً مخفیاً فاحببت ان اُعرف فخلقت الخلق [حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا مجھے خواہش ہوئی کہ مجھے کوئی دیکھے اسلئے مخلوق کو پیدا کیا] کے مطابق حق تعالیٰ کو طالب فرض کیا جائے تو فانی ہونا مطلوب کیلئے درست آتا ہے جس نے نقاب بشری اوڑھ رکھا تھا۔ اور اگر انسان کو طالب قرار دیا جائے تو کیونکہ مطلوب کا عشق اسکے دل میں ہے لیکن اس پنج روزہ زندگی کے دوران وہ عوارض نفسانیہ سے اور صفات بشریہ سے باہر نکل سکتا تو اس صورت میں طالب فانی ہے مطلوب نہیں۔ لہٰذا قاعدہ کلیہ یہ ہوا کہ انسان اپنی صفتِ حدوث [حادث ہونا] اور خلق [مخلوق ہونا] کیوجہ سے فانی ہے خواہ اس حیثیت سے وہ طالب کہلائے یا مطلوب۔ لیکن جب صفت حدوث و خلق سے باہر آ جاتا ہے وہ باقی بن جاتا ہے [فانی نہیں رہتا] اور صفتِ خلق سے معرا اور پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے

؎ عارف خدا ندارد ۔ او نیست آفریدہ ؏۱

[عارف خدا نہیں رکھتا نہ وہ کسی کا پیدا کیا ہوا ہے]

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کا یہ قول اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے الصوفی غیر مخلوق [صوفی غیر مخلوق ہے] ؏۲

؏۱ یعنی جب فرق من و تو مٹ جاتا ہے اور سالک اپنی ہستی کو ذاتِ حق میں گم کر دیتا ہے تو بندہ اور خدا کی نسبت باقی نہیں رہتی ۔ سب خدا ہی خدا ہوتا ہے۔ بندہ نہیں رہتا

؏۲ یعنی جب دوئی مٹ جاتی ہے تو خالق و مخلوق کا فرق مٹ جاتا ہے

marfat.com

بارھواں سوال درد اَور عشق میں تفرقہ کیوں ہے۔

جواب درد اَور عشق دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ لیکن عاشق صفات [صفات کا طالب] ہمیشہ درد و اندوہ میں مبتلا رہتا ہے۔ اسلئے کہ عالمِ صفات میں کبھی جلوہ گری ہوتی ہے کبھی پردہ پوشی جسکی وجہ سے عاشق صفات درد و الم، حیرانی و پریشانی سے فارغ نہیں رہتا۔ اسکے بعد برعکس عاشق ذات ہمیشہ سکون و اطمینان سے رہتا ہے کیونکہ عاشق ذات جسطرف دیکھتا ہے حق تعالیٰ کے جمال کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔

محقق ہماں بیند اندر ابل　　　که در خوبر دیان چین و چگل

[جو لوگ محقق ہیں محبوبانِ مجازی کے حسن و جمال میں حسنِ ازلی و جمالِ لم یزلی کا مشاہدہ کرتے ہیں] اگرچہ ذاتِ حق کے مختلف شیون [جمع شان] عین وصل میں اُسے نیم مردہ کر دیتے ہیں اسوجہ سے عاشق جبتک محو مطلق نہیں ہوتا اَور اپنے اَور معشوق کے تعین سے فارغ نہیں ہوتا جو متقاضی دوئی ہے درد اَور طلب اَور سوز و گداز اسکے اندر باقی رہتا ہے۔

خاصیت سیماب بوَد عاشق را　　　تاکشتہ نہ گردد اضطرابش نہ رَود

[عاشق پارے کیطرح ہمیشہ بے چین رہتا ہے لیکن جب پارہ کشتہ ہو جاتا ہے اضطراب ختم ہو جاتا ہے]

تیرھواں سوال وہ کونسا شغل ہے جو شاغل کے اختیار کے بغیر [بلے اختیار] شروع ہو جاتا ہے۔

جواب یہ وہی شغل ہے جو ذکر اَور ریاضت کی مداومت کیوجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جسے ذکر قلبی اَور نطق القلب کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ لیکن اس پر اکتفا نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے اوپر بے شمار مراتب ہیں اَور انسان کا کمال یہ نہیں ہے۔

چودھواں سوال نمازِ بے خطرہ [یعنی بغیر وساوس] کب میسّر آتی ہے

جواب یہ نماز اسوقت میسّر آتی ہے جب اشیاء کا وجود نمازی کی ظاہری و

marfat.com

باطنی آنکھوں سے گم اور فنا ہو جاتا ہے اور اسکے قلب میں ذاتِ حق بس جاتی ہے

پندرھواں سوال | غیر متناہی [لامحدود یعنی ذاتِ حق] متناہی [محدود یعنی انسان] میں کسطرح سما سکتا ہے۔

جواب | اس اعتبار سے کہ ذاتِ حق بحسب اطلاق اشارات، عبارات، قیود و اعتبارات سے پاک اور منزہ ہے۔ چشم سر اسکے ادراک سے قاصر ہے اِنَّ اللہ تَعَالٰی احتجب عن العقول کما احتجب عن الابصار، اِن الملا الاعلی یطلبونہ کما یطلبونہ انتم [تحقیق اللہ تعالیٰ عقول سے بھی اُسی حجاب میں ہے جسطرح عیون یعنی آنکھوں سے ہے۔ ذاتِ حق تمہاری تلاش میں اُسی طرح سرگرم ہے جسطرح تم اسکی تلاش میں سرگرم ہو] اور اس اعتبار سے کہ تقیدات ظہور اور مراتب وجود یعنی مراتب کونیہ اور مظاہر حسیہ میں ذاتِ حق کا ادراک ممکن ہے ہو سکتا ہے کہ جیسے آسمان [یا سورج] اپنی پوری وسعت کے باوجود انسان کی تپلی آنکھ کی تپلی میں سما جاتا ہے اِسی طرح انسان کامل کے قلب میں بھی بمصداق حدیث قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ [مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے] ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ سما جائے۔ نیز حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وفی انفسکم افلا تبصرون [تم اپنے اندر کیوں نہیں دیکھتے] ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کلام پاک میں بھی فرمایا ہے وَھُوَ مَعَکُمْ اینما کنتم [وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو] نیز حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولا کن یسعنی قلب عبدی المومن [میں نہ اپنی زمین میں سما سکتا ہوں نہ اپنے آسمانوں میں سما سکتا ہوں بلکہ اپنے بندۂ مومن کے قلب میں سما سکتا ہوں] شعر۔

بدیں خوردی کہ آمد حبۂ دل خداوندِ دو عالم راست منزل

[انسان کا دل اگرچہ بہت چھوٹا ہے لیکن خداوندِ عالم کی جائے رہائش ہے]

سولھواں سوال | انسان کے اندر استعدادِ شناخت [معرفت] برابر ہے یا نہیں

marfat.com

جواب استعداد ذاتی ہر شخص میں برابر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا کہ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ [تم میں سے ہر شخص حکمران ہے اور ہر شخص سے اسکی رعیت یعنی کنبہ اور متعلقین کے متعلق پرسش کی جائیگی] نیز فرمایا وَ مَا من مولود الا و قد یولد علی فطرۃ الاسلام [ہر بچہ اسلام کی فطرت پر یعنی صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے] یہ تمام نصوص انسان کی مساوات ذاتی پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن ہر شخص کی استعداد طبقاتی میں بہت فرق ہے۔ ایک صفات ربانی سے متصف ہو کر فرشتوں سے اوپر چلا جاتا ہے اور دوسرا اوصاف شیطانی سے متصف ہو کر بدترین بھیڑیا بن جاتا ہے۔

سترھواں سوال بصر افضل ہے یا سمع۔

جواب حق تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک مخصوص کام کیلئے پیدا فرمایا ہے اور اس چیز کیلئے وہی کام افضل ہے۔ لوہا ایک لحاظ سے چاندی سے افضل ہے اور چاندی ایک لحاظ سے لوہے سے افضل ہے۔ اسی طرح کان ایک لحاظ سے آنکھ سے افضل ہے اسوجہ سے کہ آدمی علم کیوجہ سے اشرف المخلوقات ہے علم کے بغیر وہ بدترین مخلوق ہے اور علم قوت سامعہ سے حاصل ہوتا ہے اور قوت ناطقہ جس سے انسان دیگر جانداروں سے ممتاز ہے قوت سامعہ کے بغیر بے کار ہے جس طرح مادر زاد گونگا کا حال ہے۔ ایک لحاظ سے آنکھ کو کان پر فضیلت حاصل ہے اسوجہ سے کہ جو علم کان کے ذریعے حاصل ہوتا ہے زوال پذیر ہے بخلاف علم بصر کے جو بالکل زوال پذیر نہیں ہوتا۔ ؎

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

روح کو صانع و بدائع الٰہی کا احساس اور اشیاء عالم کی صورتوں کا ادراک اسی قوت باصرہ سے ہوتا ہے۔

اٹھارھواں سوال موت کے بعد بھی ترقی ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب مرتبہ وحدت صرف میں ذوی الحیات [جاندار] معدوم ہیں[1]

---

[1] یعنی مرتبہ ذات بحت میں تعینات گم ہیں

marfat.com

لہذا اہل ممات بدرجہ اولیٰ معدوم ہونگے۔ اسوجہ سے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ موت کے بعد ترقی ہوتی ہے اور میں نے شبلی، جنید اور بایزید کے حال کا ملاحظہ کیا ہے انہوں نے ترقی کی ہے لیکن معرفتِ حق میں ترقی نہیں ہوتی اسوجہ سے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے مَن کَانَ فِی ھٰذِہٖ اَعمٰی فَھُوَ فِی الاٰخِرَۃِ اَعمٰی[۱] [جو اس دنیا میں اندھا ہے آخرت میں بھی اندھا ہوگا] لیکن اکثر محققین کا خیال ہے کہ موت کے بعد ترقی نہیں ہوتی چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ والکافرون ھم الظالمون[۲] [اے ایمان والو خرچ کرو (راہِ حق میں) اس رزق سے جو ہم نے تمکو دیا قبل اسکے کہ یومِ قیامت آجائے جب نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی اور شفاعت اور کافر لوگ بڑے ظالم واقع ہوئے ہیں]

اِن اٹھارہ سوالوں میں سے چودہ سوال کاتب حروف کو شیخ محب اللہ رحمۃ علیہ کی کتاب اسولہ واجوبہ کے دیکھنے سے پہلے موصول ہو چکے تھے۔ چنانچہ اس احقر نے انکے جواب وقت و حال کے مطابق تحریر کئے تھے انکو بھی یہاں لکھا جاتا ہے امید ہے اِن سوالات کے نئے جوابات مفید ثابت ہونگے۔

پہلا سوال اس راہ میں [یعنی طریقت یا سلوک الی اللہ میں] بدایت [ابتدا] اور نہایت [انتہا] کیا ہے۔

جواب راہِ سلوک میں حضرات نقشبندیہ کے نزدیک ابتداء سے مراد سالک کا حصول اِدراک بسیط ہے جسمیں حقیقت کا خلقیت پر غلبہ ہوتا ہے اور جو محل تجلی ذات

۱،۲ اِن دو آیات کی رو سے بعد ممات وہ لوگ مانع ترقی ہیں جو عصیان میں مبتلا ہوں گے۔ لیکن جن مقدس افراد کو اس دنیا میں باطنی بصیرت اور روحانی قوت پرواز حاصل ہو چکی ہے وہ ہر آن اور ہر لحظہ ذاتِ حق میں ترقی کرتے ہیں خواہ عندالحیات خواہ بعدالممات

marfat.com

اور ظہور د جہ خاص ہے یہاں ظہور کے ساتھ وصول بھی مفہوم ہے ۔ اس قسم کے ظہور کو آگاہی کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔ انکے نزدیک نہایت یعنی انتہا سے مراد ذات لاتعین یا بے کیف کا شہود ہے ۔ جہاں محویت و استغراق کا اسقدر غلبہ ہوتا ہے کہ نہ سالک کا نام باقی رہتا ہے نہ نشان ۔ یہاں تمام نسبتیں حقیقت میں گم ہو جاتی ہیں ۔ اس کشف کو کشفِ غلبہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔ جیسے تجلّی ذاتی شہودِ ذاتی اور یاد داشت بھی کہتے ہیں ۔ اس مقام پر رویت جسکا ظہور آخرت میں ہونا تھا یہاں صحیح ہو جاتی ہے ۔ اور مرتبہ احسان اور رویت میں جو فرق ہے وہ اس فرق کی طرح ہے جو صاحب جمال کے مشاہدہ بوقت صُبح اور مشاہدہ بوقت اشراق میں ہے[1] اور ان حضرات کی اس کشف اور استغراق سے تمام تر غرض یہ ہوتی ہے کہ اس نسبت کے غلبہ سے کثرت صفات بھی انکی نظر سے گم ہو جاتی ہے اور صفت و فعل میں سوائے ذات کے کچھ نہیں دیکھتے اور موجودات کے سارے میدان میں انکو ذات بحت کے سوا کچھ نہیں رہتا ۔ یہ ہے انبیا اور اولیاء کے مقام کی انتہا ۔

طریقہ قادریہ اور چشتیہ میں ابتدا و انتہا

طریقۂ قادریہ اور چشتیہ میں بدایت سے مراد آغاز سلوک اور نہایت سے مُراد جذبہ ہے ۔ بعض کے نزدیک بدایت کار انابت [یعنی رجوع الی اللہ] ہے اور نہایت کار اجابت [یعنی قبول] ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ بدایت کار سالک کے وجود کی نفی اور فنا ہے اور نہایت کار نفی و اثبات اور فنا و بقا سے گذر جانا ہے [یعنی فرد بنکر ایک کے ساتھ ایک ہو جانا] ع[2]

---

[1] شاید اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرات نقشبندیہ کے نزدیک ابتدائے کار مرتبہ فنا ہے اور انتہائے کار مرتبہ فناء الفنا ہے ۔ جہاں احساس فنا بھی شہود ذات بحت میں ختم ہو جاتا ہے ۔ مشاہدہ صبح اور مشاہدہ اشراق میں ظہور کی کمی و بیشی کا فرق ہے جیسے صبح صادق کیوقت آفتاب کی چمک مدھم ہوتی ہے اور اشراق کے وقت تیز ۔ [2] جیسا کہ کسی نے کہا ہے

ساحل دریا ہمہ کفر است و دریا و دین ست ۔ ولیک گوہر دریا ورائے کفر و دین است

marfat.com

بعض کے نزدیک بدایت کار مرتبۂ عشقیت و محبت ہے اور نہایت کا رمقام معشوقیت و محبوبیت ہے بعض کے نزدیک بدایت کار اپنے آپکو تمام ما سوی کائنات کو تقلید کے طور پر عین حق تصور کرنا ہے اور نہایت کار اپنے آپ اور تمام موجودات کو از روئے تحقیق و تصدیق [نہ صرف قالاً بلکہ حالاً] دیکھنا ہے بعض کہتے ہیں کہ بدایت کار شیخ کی صورت مثالی کا دیدۂ شہود سالک کے سامنے حاضر ہونا ہے اور نہایت کار عالم ملکوت کا کھل جانا ہے۔ اسکے بعد کام سلوک سے بالاتر ہوجاتا ہے اور سالک کی ترقی کا دارومدار جذبۂ الٰہی کا ورود ہے۔ نیز بدایت کار تصور شیخ ہے اور نہایت کا اسکے ساتھ کلام کرنا اور فیض حاصل کرنا ہے۔ نیز بدایت کار مسافر روح کے ساتھ نسبت تامہ کا حصول ہے جیسا کہ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے براق اور نہایت کار روح مقیم کے ساتھ نسبت کاملہ ہے۔

دوسرا سوال حضرت جنید بغدادی کے قول ھی الرجوع الی البدایۃ جوانہوں نے ما النہایت کے جواب میں دیا کا کیا مطلب ہے۔

جواب اسکا مطلب یہ ہے کہ خلق قبل از ظہور عین حق تھی اور حق بعد از ظہور عین خلق ہوگیا۔ پس سالک کے کمال کی انتہا یہ ہے کہ جسطرح قبل از ظہور عین حق تھا اسی طرح بعد از ظہور۔ اپنی اصل کی طرف رجوع کر کے عین حق ہوجائے۔ بالفاظ دیگر انتہا یہ ہے کہ قطرہ دریا میں پیوست ہوجائے اور فرع اصل کے ساتھ ملکر ایک ہوجائے ؎

رفت ز مسعود بیک جملہ صفات بشر چونکہ ہمہ ذات بود باز ہماں ذات شد

[مسعود بیگ سے تمام صفات بشریہ دور ہوگئیں اور جسطرح پہلے عین ذات تھی اب عین ہوگیا]

تیسرا سوال وہ کونسا علم ہے جو حجاب الاکبر کہلاتا ہے

جواب وہ علم جو حجاب اکبر ہے وہ علم غیریت اور کثرت و دوئی کو دیکھنا ہے

marfat.com

بعض کہتے ہیں کہ علم حضوری اَور حصول حاصل دونوں ایک ہیں۔ انکے درمیان سوائے الفاظ کے کوئی فرق نہیں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ علم جو حجاب اکبر ہے وہ عرفانِ ذات بے چون ہے لطف یہ ہے کہ وہ بھی درمیان میں نہ ہو۔ چنانچہ حضرت مولانا رومؒ نے اس شعر میں اُسی کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

گفت مکشوف و برہنہ کو کہ من — مے نہ خسپم با صنم با پیرہن

[عاشق نے کہا کہ مجھے تو برہنہ اَور بلا لباس محبوب چاہیئے کیونکہ میں اس محبوب کے ساتھ نہیں سوتا جو پیراہن کے ساتھ ہو] بعض کہتے ہیں کہ وہ علم حق ہے جو تعین اوّل میں ظاہر ہو کر حجابِ ذات اَور اسکے ظہور کا ذریعہ بنا۔ العلم حجاب الاکبر کے معنی حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کے احوال میں بھی بیان کیئے جا چکے ہیں۔

چوتھا سوال انبیائے سابق کو معرفتِ توحید حاصل تھی یا نہیں۔

جواب انبیائے سابق [یعنی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام) کو خالص توحیدِ تنزیہی یا خالص توحید تشبیہی حاصل تھی لیکن وہ توحید جو تشبیہ و تنزیہہ کی جامع ہے حاصل نہ تھی کیونکہ یہ چیز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔

پانچواں سوال تصور قابلِ اعتبار ہے یا نہیں ؟

جواب تصور شاغلِ کامل بالکل قابلِ اعتبار ہے لیکن غیر کامل کا تصور درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔

چھٹا سوال جب موجود کا معدوم ہونا محال ہے تو اشیا کو کیسے معدوم کیا جا سکتا ہے ؟

جواب اشیاء عالم جو اعیان ثابتہ ہیں ہمیشہ سے معدوم ہیں انکو وجود خارجی کی بو تک نہیں آئی [یعنی وجود خارجی کی انکو ہوا تک نہیں لگی] اور جو کچھ موجود ہے سب ذاتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے جسکا معدوم ہونا محال ہے لہٰذا ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اشیا پہلے موجود تھیں بعد میں معدوم ہو گئیں۔

ع شیخ کامل۔

marfat.com

ساتواں سوال ترقی کی کوئی انتہا بھی ہے یا نہیں ؟

جواب محمدی المشرب کی ترقی کی کوئی انتہا نہیں۔ دوسرں کی ترقی کی انتہا ہے

آٹھواں سوال ظلوماً جہولاً میں انسان کی تعریف آئی ہے یا مذمت ؟

جواب ان الفاظ شریف میں حضرت انسان کے عرفان کی بے حد مدحت کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے نفس سرکش پر ظالم ہے کیونکہ اسے سخت مجاہدات اور ریاضتِ شاقہ میں پکڑتا ہے اور غیر حق سے جاہل ہے۔

نانواں سوال ارواح کی تربیت سے معرفت تمام ہوتی ہے یا نہیں ؟

جواب سالک ارواح انبیاء و اولیاء کے ذریعے اجمالی معرفت حاصل کرسکتا ہے۔ لیکن جبتک ظاہری زندہ شیخ اور کامل اکمل شیخ سے تربیت حاصل نہ کی جائے اُسے حق تعالیٰ کی تفصیلی معرفت حاصل نہیں ہوتی اور دوسرں کی تکمیل کرانے کے قابل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اُن حضرات سے مخفی نہیں جنکو معرفت کا ادنیٰ ذوق ہے۔

دسواں سوال طالب کے لئے موت کے بعد وصل مطلوب ممکن ہے یا نہیں ؟

جواب اگر سالک مرتبہ دید یا شنید کے کھلنے کے پہلے اور نہایت کار کے حصول سے پہلے مر جائے تو موت کے بعد نہایت کار سے واصل ہو جاتا ہے۔ اگر مرتبہ دید شنید سے پہلے موت واقع ہو جائے تو بعض کے نزدیک مطلوب کو پہنچ جاتا ہے۔

گیارھواں سوال طالب فانی ہوتا ہے یا مطلوب ؟

جواب مرتبہ فنا میں طالب اور مطلوب دونوں ایک دوسرے کے صفات میں فانی ہو جاتے ہیں اور مقام بقا میں دونوں ایک دوسرے کے صفات سے باقی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ایک عارف نے فرمایا ہے

marfat.com

من برنگ یار گشتم یار رنگ من گرفت
[میں دوست کے رنگ میں رنگا گیا اور دوست نے میرا رنگ اختیار کر لیا]

بارھواں سوال درد اور عشق سے کیا مراد ہے؟

جواب عشق سے مراد عاشق کا مشاہدۂ دوست کی طرف رجوع ہے۔ اور درد سے مراد سوز اور فراق ہے[1] عین طلب میں تا حصول وصال۔ پس موجب ترقی درد ہے۔ اگر کسی کو عشق ہے لیکن درد نہیں ہے وہ ترقی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ملائک کو عشق ہے درد نہیں ہے لہذا وہ ترقی نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ آیت کریمہ [وَ مامنا الا ولہ مقام معلوم] سے ظاہر ہے۔ درد صرف انسان کا خاصہ ہے۔ کسی عارف نے خوب کہا ہے ؎

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست درد را جز آدمی در خورد نیست
[فرشتوں کو عشق ہے درد نہیں ہے۔ درد کے قابل انسان کے سوا کوئی نہیں ہے]

ذرۂ عشق از ہمہ آفاق بہ ذرۂ درد از دل عشاق بہ
[عشق کا ایک ذرہ ساری کائنات سے بہتر ہے اور درد کا ایک ذرہ تمام عاشقوں کے دل سے بہتر ہے]

عشق کیلئے درد لازمی نہیں لیکن درد کیلئے عشق لازمی ہے اور درد کے بغیر عشق محبوب تک نہیں پہنچا سکتا۔ ہاں درد محبوب تک پہنچا سکتا ہے

تیرھواں سوال وہ کونسا شغل ہے جو شاغل کے اختیار کے بغیر صادر ہوتا ہے

جواب وہ شغل جو شاغل کی کوشش کے بغیر انقطاع [مسلسل] جاری رہے اور وہ شغل سلطان ذکر یا صوت سرمدی یا انحد ہے جسکا ذکر مفصل حضرت عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ اور حضرت جلال الدین تھانیسریؒ کے حالات میں ہو چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھواں سوال وساوس کے بغیر نماز کب حاصل ہو سکتی ہے؟

[1] ہجر در عین وصال جو مقام جامعیت ہے

marfat.com

جواب یہ نماز اسوقت حاصل ہوتی ہے جب نمازی پر شغل باطن مسلط ہو کر غیر کے نقوش اسکی لوحِ دِل سے مٹا دیتا ہے۔ اور عشق کے سوا اسکے دِل میں کوئی خطرہ نہیں آسکتا۔

غرضیکہ حضرت شاہ محب اللہ عارف صاحب اسرار جو وساوس اغیار سے فارغ اور دقائق طریقت و آداب شریعت کے محافظ تھے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا اٹھارہ سوالات وجوابات سے ظاہر ہے۔ پس جو شخص آپکی نکتہ چینی کرتا ہے وہ الحاد اور زندقہ میں مبتلا ہے اور علم حقائق سے بے بہرہ ہے۔ چونکہ وہ شخص حضرت اقدس کا کلام سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں انکار پر کمر باندھ لیتا ہے۔ آفتاب کی ہستی کا منکر ہوتا ہے۔ لیکن اپنی جہالت سے آگاہ نہیں ہوتا۔ آپکے کمال کیلئے یہی دلیل کافی ہے کہ آپ حضرت شاہ ابوسعید قدس سرہٗ کے مرید تھے اور حضرت اقدس کی نظر خاص کے پروردہ تھے۔ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ محب اللہ بیس سال تک الٰہ آباد میں مسند ارشاد پر متمکن رہے اور ایک جہان آپ سے فیضیاب ہوا۔

وصال آپ نے بتاریخ ۹ ماہ رجب بروز پنجشنبہ بوقت غروب آفتاب ۱۰۵۸ھ عالم فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی اور الٰہ آباد میں دفن ہوئے۔ آپکا ایک خورد سال بچہ تھا جنکا نام شیخ تاج الدین تھا۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ شیخ تاج الدین کی اولاد باقی ہے۔

چوتھے خلیفہ حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہٗ کے چوتھے خلیفہ حضرت شیخ ابراہیم سہارنپوری تھے۔

پانچویں خلیفہ آپکے پانچواں خلیفہ حضرت شیخ خواجہ پانی پتی تھے۔ آپ کے دیگر خلفا بھی بہت تھے جنکا ذکر اس مختصر کتاب میں نہیں ہوسکا رحمۃ اللہ علیہم

اللھم صلی علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین:

از رہگذر خاکِ سر کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

marfat.com

حضرت شیخ محمد صادق بن شیخ فتح اللہ گنگوہی الحنفی

آں مراۃ جمال بے مثال، فارغ از مستقبل وحال، سیاح بادیہ وجود، آں بنور حق باقی وموجود، بر قلب ہمہ اولیاء متصرف ومالک، در نظر بصیرتش اسم غیر و غیریت ہالک، مجروحان تیغ فراق کیلئے حکیم حاذق، قطب وحدت شیخ المشائخ حضرت محمد صادق بن شیخ فتح اللہ گنگوہی الحنفی قدس سرہٗ کا شمار مستان جمال احدیت اور محبوبان بارگاہ صمدیت میں ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ نے آپکو وہ ولایت و تصرف عطا کیا تھا کہ اولیاء متاخرین میں سے بہت کم کو نصیب ہوا ہے بلکہ متقدمین میں سے بھی بہت کم حضرات اس قسم کی ولایت و تصرف کو پہنچے ہونگے۔ آپ کے نور ہدایت سے تمام اطراف واکناف منور تھے۔ آپ قطب الاقطاب حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی حنفی قدس سرہٗ کے برادر زادہ اور خلیفہ جانشین تھے آپ ذوق وسماع، درد اور سوز وگداز میں بے نظیر تھے۔ حالت سماع میں آپ جس شخص کیطرف توجہ فرماتے تھے اُسے بھی ذوق حاصل ہو جاتا تھا۔ بلکہ بلکہ تجلی ذاتی اس پر جلوہ گر ہو جاتی تھی۔ تربیت مریدین میں آپ بلند ہمت تھے آپکی نسبت نہایت قوی تھی اور تھوڑی سی توجہ سے ساکنان عالم سفلی کو عالم علوی میں پہنچا دیتے تھے۔ آپ نفس قاطع کے مالک تھے۔ آپکی زبان مبارک سے جو کچھ نکلتا تھا خواہ لطف ہو یا قہر فوراً وقوع پذیر ہو جاتا تھا۔ آپ بیحد خوبصورت اور خوب سیرت تھے۔ یہانتک کہ تمام اولیاء، علماء ومشائخ وقت آپکے کمال با جمال ولایت پر فریفتہ تھے اور حسن خلق کے شیفتہ تھے اور کسی شخص کو آپ کے کمال باجمال پر اعتراض کرنیکی مجال نہ تھی۔ آپکے کشف وکرامات کی نہ کوئی حد تھی نہ آپکے سیر مقامات کی کوئی انتہا۔ آپ کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کے ساتھ عجیب نسبت تھی، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں آپکو فنائے خاص حاصل تھی۔ یہانتک کہ حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ

marfat.com

حضرت خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال کے آئینہ بن چکے تھے اور اُسی طرح آپکا خوان ہدایت ہر کافر و مسلمان کیلئے عام تھا۔ جو مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا علائق دنیا سے اسکا دل سرد ہو جاتا تھا اور جو کافر آپکا رخ انور دیکھ لیتا زنگ کفر اسکے دل سے مٹ جاتا تھا۔ اور فوراً مسلمان ہو جاتا تھا۔ آپ اکثر اوقات سیر و تفریح کیلئے قصبہ سہارنپور میں تشریف لے جاتے تھے۔ ایکدفعہ آپ بازار میں جا رہے تھے کہ آپکی نظر مبارک ایک امیر کبیر ہندو تاجر پر جا پڑی جو اپنی دکان کے اندر بیٹھا تھا۔ جونہی اس کافر نے آپکے جمال کو دیکھا صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو گیا اور جا کر آپکے قدموں میں گر گیا۔ اسکے بعد آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ نے اسکا نام شیخ عبدالسلام رکھا اور ذکر تلقین فرمایا۔ تھوڑے عرصے میں وہ آپکی توجہ سے واصلان حق میں سے ہو گیا۔ شیخ عبدالسلام صاحب بڑے وجد و سماع تھے۔ اور اپنے ہندی گانوں سے لوگوں کے دل موم کر دیتے تھے۔ سماع میں آپ رقص بھی کرتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ کے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ سے بیعت ہونے کا واقعہ جو مشائخ عظام سے تواتر کے ساتھ پہنچا ہے یوں ہے کہ جب حضرت شیخ ابو سعیدؒ اپنے مرشد حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری قدس سرہٗ سے خلافت و نعمت دو جہان حاصل کر کے شہر بلخ سے قصبہ گنگوہ پہنچے اور مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تو طالبان صادق آپکی طرف آنے لگے لیکن آپ اپنے آپ کو چھپاتے بہت تھے۔ اور اپنے جمال ولایت کو نظر اغیار سے پوشیدہ رکھتے تھے اُن ایام میں حضرت شیخ محمد صادق نوجوان اور بڑے حسین و جمیل تھے اور آپکو ورزش اور شکار کا بہت شوق تھا۔ لیکن آپکے دل میں ہمیشہ حق تعالیٰ کیلئے تڑپ موجود تھی ایکدفعہ عید کے دن آپ لباس فاخرہ زیب تن کر کے اپنے چچا جان حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ کی خدمت میں سلام کیلئے حاضر ہوئے۔ جب حضرت اقدس کی نظر انکے حسن و جمال پر پڑی تو آپ نے اپنے خاص اصحاب سے فرمایا کہ مجھے اپنی دلا:ت

marfat.com

کا نور اس بچے کی پیشانی میں نظر آرہا ہے۔ چنانچہ آپنے اسی وقت انکا دل اپنی باطن توجہ کے دام میں پکڑ لیا۔ جسکی وجہ سے انکے دل میں بیعت کا شوق پیدا ہوا اور مرید ہو گئے۔ حضرت اقدس نے آپکو شغل نفی اثبات دائم ذات تلقین فرمایا اور آپ رات دن اسی کام میں منہمک ہو گئے۔ جب آپکے والدین کو اس بات کا علم ہوا تو کہنے لگے کہ شیخ ابوسعید نے ہمارے بیٹے کو خراب کر دیا ہے۔ ہم جا کر ان سے کہیں گے کہ وہ ہمارے بیٹے کو اپنے پاس نہ آنے دے اور اپنی طرح بیکار نہ بنائے۔ جب حضرت شیخ ابوسعید کو اس بات کا علم ہوا تو آپنے شیخ محمد صادق سے فرمایا کہ تمہارے والدین کیا کہتے ہیں تمہارا کیا ارادہ ہے۔ آپنے جواب دیا کہ بندہ کیلئے اختیار اور ارادہ کیا معنی رکھتا ہے۔ میرا ارادہ وہی ہے جو حضرت اقدس کا ہے اور مجھے حضرت اقدس کی ذات بابرکات کے سوا دنیا و آخرت کی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ یہانتک کہ حق تعالیٰ کا دیدار بھی اگر حضرت پیر دستگیر کی صورت میں ہوا تو زیارت کرونگا ورنہ نہیں۔ سبحان اللہ! حضرت شیخ کی ذات میں کسقدر فنا آپ کو حاصل تھی۔ اسکا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔ آپکی اپنے شیخ کی ذات میں فنا بعینہٖ حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کی فنا کی طرح تھی جو آپ کو اپنے شیخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کی ذات میں تھی۔ اور جو فنا حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ کو اپنے شیخ حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ کی ذات میں تھی حضرت خواجہ گنجشکر قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے قیامت کے دن حضرت حق تعالیٰ نے میرے شیخ حضرت قطب الاقطاب کی صورت میں دیدار کرایا تو کرونگا ورنہ اس طرف سے نگاہ پھیر لونگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مریدین صادق کو حق تعالیٰ انکے شیخ کی صورت میں دیدار کرائیں گے۔ بلکہ اب بھی مریدین صادق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال اپنے شیخ کی صورت میں نظر آتا ہے۔ وہ لوگ جنکو شیخ کامل سے نسبت نہیں ہے یا نسبت پیدا کرنے کے بعد ثابت قدم نہیں رہے تو وہ دونوں جہانوں میں محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرما دیا ہے

marfat.com

مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی [جو شخص اس دنیا میں مشاہدۂ حق سے محروم ہے آخرت میں بھی محروم ہوگا۔]

غرضیکہ جب حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہ کو یقین ہوگیا کہ حضرت شیخ محمد صادق اپنے اعتقاد میں پکے اور طلب مولا میں ماں باپ کی محبت سے زیادہ مستحکم ہیں تو آپ نے بلا کر فرمایا کہ بابا محمد صادق اپنے والدین سے آزادی طلب کرو تاکہ وہ تجھے اپنا حق بخش دیں۔ اور راہ حق پر چلنے کے لئے آزاد کردیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے والدین کے پاس جاکر معروضہ پیش کیا اور انکے حقوق سے فارغ البال ہوکر مجاہدہ و ریاضت میں پوری طرح منہمک ہوگئے۔ بعض کہتے ہیں کہ جب آپکے والدین نے آپکو حضرت شیخ ابوسعید کی محبت اور ذکر و اذکار سے منع کرنے کی کوشش کی تو آپ نے جذبۂ عشق میں گھر بار چھوڑ دیا اور سفر پر روانہ ہوگئے تاکہ آزادی سے کام کریں۔

آپ سے ایک بُت کا ہمکلام ہونا

اتفاقاً آپ دوران سفر میں ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں ایک بُت تھا جس کا نام جگناتھ تھا۔ اس پر ہمیشہ پردہ پڑا رہتا تھا۔ اور کفار اسکی پوجا کرتے تھے صبح کے وقت اسکے منہ سے پردہ ہٹایا جاتا تھا اور تمام کفار اسکے سامنے سجدہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت اسطرح تھی کہ ایک صُبح جب اس بت کے منہ سے پردہ اٹھایا گیا تو حضرت شیخ محمد صادق وہاں پہنچ گئے۔ جونہی بت کے منہ سے پردہ اُٹھا اس بت کی صورت ذاتی نے ظاہر ہوکر حضرت اقدس سے کہا انا المعبود لا تعبد سوائی [میں معبود ہوں میرے سوا کسی کی پرستش نہ کرو] یہ سنکر حضرت اقدس غلبہ حال میں آکر سجدہ میں گر پڑے لیکن بت کیطرف نہیں بلکہ قبلہ کی طرف لیکن کفار نے بُت کیطرف سجدہ کیا۔ اسکے بعد اس بت نے دوبارہ حضرت اقدس کو مخاطب کرکے کہا کہ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ [جدھر منہ کرو ادھر ذات حق ہے] کو تم بھول گئے ہو۔ یہاں تم نے کسی غیر کو دیکھا ہے

کہ سجدہ قبلہ کی جانب کر رہے ہو۔ حالانکہ شہودِ ذاتی تجھے میرے اندر حاصل ہوا ہے لہذا میری جانب سجدہ کرو۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ حق وہی ہے جو تم کہہ رہے ہو لیکن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود کمال مشاہدہ حق تعالیٰ کو یہ وقت اور ہر جگہ سمت قبلہ میں سجدہ کرتے تھے۔ میں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں قبلہ کی جانب سجدہ کیا ہے۔ یہ سنکر اُس بت نے آپ کی تعریف کی اور خاموش ہوگیا۔ یہ مشاہدہ دیکھ کر بیشمار کفار مسلمان ہو گئے اسکے بعد آپ دوسری طرف تشریف لے گئے۔

غرضیکہ جب کافی عرصہ آپنے ریاضت و مجاہدہ میں زندگی گذاری تو عالم ملکوت اور عالم جبروت کے واقعات منکشف ہونے لگے۔ لیکن آپ کی ہمت اسقدر بلند تھی کہ آپنے ان تجلیات کی جانب توجہ نہ فرمائی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح لا احب الافلین [میں گم ہو جانیوالوں سے محبت نہیں کرتا یعنی عارضی مکشوفات سے] کہتے ہوئے حضرت بے کیف اور بے مثال کے شہود کے طالب رہے۔ ایک دن آپ نے اپنے شیخ حضرت مخدوم ابو سعید قدس سرہٗ کے سامنے مطلوب حقیقی تک نارسائی اور ہجر و فراق کا شکوہ کیا اور عرض کیا کہ مجھے شغل بہونکم و سہ پایہ تلقین فرمائیں شاید کہ اس سے میری عقدہ کشائی ہو جائے۔ اور جمال محبوب کی رونمائی ہو حضرت شیخ نے فرمایا کہ بابا صادق میں نے راہ خدا میں جس قدر مجاہدات کئے ہیں میں نے انکا ثواب تجھے منتقل کر دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد مطلوب حقیقی تک رسائی ہو جائیگی لیکن چونکہ تم اشغال کو پسند کرتے ہو میں تجھے یہ دونوں شغل اور دوسرے تمام شغل کرنے کی اجازت دیتا ہوں تاکہ تمہارے مریدین و متعلقین کے کام آئیں۔ اگر تجھے راہ حق میں جد و جہد کا شوق ہے اور اپنی زندگی ان اذکار میں بسر کرنا چاہتے ہو تو شغل سہ پایہ کی پابندی کرو اسوجہ سے کہ یہ بہت سریع الاثر [جلدی اثر کرنیوالا] اور تمام کمالات انفسی و آفاقی کی طرف لے جانیوالا ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت شیخ محمد صادق کو شغل بہونکم و شغل سہ پایہ اور اس قسم کے دیگر مشاغل

marfat.com

تلقین فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ کچھ عرصہ شغل سہ پایہ ہمت اور حوصلہ سے کرو جس سے تجھے کما حقہ استعداد ذاتی حاصل ہوگی۔ حضرت لاکیف کے جمال کا جلوہ حاصل ہوگا۔ اسکے بعد جو چاہو کرو کیونکہ میں نے جو کچھ تمہارے لئے کرنا تھا کر دیا ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ محمد صادقؒ حضرت شیخ کے فرمان کے مطابق رات دن شغل سہ پایہ میں مشغول ہوگئے اور اس شغل کو نہایت تک پہنچا دیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس ہمیشہ خلوت میں اس شغل میں مشغول رہتے تھے۔ اور مطلوب حقیقی کی طلب کے بغیر ایک لمحہ آرام سے نہیں رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ناگاہ محبوب حقیقی کا شہود حاصل ہوا جس سے آپ کمال محویت و بے خودی طاری ہوگئی اور رسوم بشری اور صفات انانیت میں سے آپکے اندر کچھ باقی نہ رہا۔ اس استغراق میں آپ پر ذات بے کیف کے ایسے اسرار منکشف ہوئے کہ بیان سے باہر ہیں۔ ایک دن اسی بے خودی میں ورائی الورا کی حقیقت منکشف ہوئی اور اس کشف کے دوران میں آپ نے دیکھا کہ آپکا سینہ شق ہوا ہے اور ایک سوراخ پیدا ہو گیا ہے۔ جب آپنے اس سوراخ کے اندر دیکھا تو نور سرخ کا ایک صحرا نظر آیا جسکی سرخی بہت تیز تھی۔ اس صحرا میں آپکو بیشمار صورتیں نظر آئیں۔ اور آپکو یہ معلوم کرایا گیا کہ یہ تمام صورتیں فاینما تولوا فثم وجہ اللہ کا جمال ہے جو آپ کی نظروں میں جلوہ گر تھا۔ اسکے بعد آپکو نور سرخ کے تین شیر دکھائی دیئے جنکی آنکھیں سورج کی طرح رعب و جلال سے چمک رہی تھیں۔ اسوقت آپکو یہ معلوم ہوا کہ یہ تین شیر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ ہیں۔ اسکے بعد وہ شیر انسانی شکل میں ظاہر ہوئے اور وہاں ایک تخت نمودار ہوا جس پر انہوں نے اتفاق رائے سے آپ کو بٹھایا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تجھے مقام محبوبیت عطا فرمایا ہے اور تجلیات ذات و صفات حق تمام آپکی طالب ہیں اور آپ ان سے مطلوب ہیں۔ اب جس مشاہدہ میں آپ چاہیں رہ سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میری خواہش سوائے مشاہدہ ذاتی کے اور کوئی نہیں ہے۔ اسکے بعد حضرت رسالت

marfat.com

پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے مجھے ایک نوری چادر عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ چادر محبوبیت وکبریائی اور خلافت کبریٰ اور میری نیابت کی چادر ہے اس کا اچھی طرح حق ادا کرنا کیونکہ شہود ذاتی کے دوام اور مقام مشیخیت وارشاد جو لوازم کمالات نبوت ہیں کے حصول کا ذریعہ یہی چادر ہے۔ اسکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ کی روحانیت نے مجھے نور خالص کی ایک تلوار عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تلوار ولایت مطلقہ کے تصرفات کی صورت ہے یہ میں نے تجھے عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہٗ کی روحانیت نے مجھے ایک ایسا آئینہ عطا فرمایا جو نورِ سرخ کا تھا اور نہایت صاف وچمکدار تھا اور فرمایا کہ یہ آئینہ صورتِ علمی کلی الٰہی ہے جو میں نے تجھے عطا کیا ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ خبردار رہو کہ تجلیاتِ ذات وصفات جو تمہاری مشتاق ہیں تمہاری ملاقات کیلئے آئینگی۔ اسکے بعد بیشمار تجلیات کا جوق درجوق ظہور شروع ہوگیا اور میری دیدۂ شہود میں اسقدر تجلیات جلوہ گر ہوئیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ آخر میں نورِ ذات ایک ایسی حسینہ وجمیلہ عورت کی شکل میں ظاہر ہوا کہ جسکا بیان زبان کی طاقت سے باہر ہے۔ اس نے آتے ہی کہا کہ حدیث حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وقرة عینی فی الصلوٰة [مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں خوشبو عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے] میرا شان نزول ہے۔ یہ بات کہکر میری طرف معشوقانہ انداز میں دیکھا۔ اسوقت اسکی آنکھوں سے نور بے کیف اور بے مثال کی وہ تجلیات چمکیں کہ میرے شہود مثالیہ کی تجلیات کو تاخت وتاراج کردیا اور آیہ کریمہ اِنَّ الملوك اذا دخلوا قریة افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة [جب کسی بستی پر بادشاہوں کا گذر ہوتا ہے تو اُسے پامال کر دیتے ہیں اور لوگوں کی عزت کو ذلت میں مبدل کر دیتے ہیں] کی سی حالت مجھ پر طاری ہوگئی اور تجلیات معنوی کی بیخ وبُن کو میرے دل کی زمین سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور اسکے آثار کو نیست ونابود کر دیا کسی نے خوب کہا ہے

marfat.com

آنجا کہ سلطان خیمہ زد غوغا نماند عام را

[جس جگہ بادشاہ خیمہ لگاتا عوام کا گذر اور شور و شغف بند ہو جاتا ہے]

ایک ماہ تک یہی حالت رہی اور مجھے عالم کون و مکاں کی کچھ خبر نہ رہی۔ اس کے بعد جب افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرا سارا جسم نفحات ربانیہ سے معطر ہے اور میرا حجرہ عطریات حقانیہ سے پُر ہے۔ مجھے لوگوں نے بتایا کہ فنا احدیت میں تمہاری اتنی نمازیں قضا ہو گئی ہیں۔ جب حساب لگایا گیا تو ایک ماہ کا عرصہ ہوا۔ چنانچہ میں نے تمام نمازیں ادا کیں اور پھر حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا کام بن چکا ہے اور تمہارے واقعات سے اسبات کی بو آتی ہے کہ تم جہانگیر ہو گئے اور تمہارا ارشاد حضرت سلطان المشائخ کی طرح سارے جہان میں پھیل جائیگا۔ اسکے بعد آپنے اپنے مشائخ کی امانت معہ اسم اعظم و خرقۂ خلافت و سجادگی مجھے عطا فرمایا اور طالبان حق کی ہدایت کیلئے مامور فرمایا۔ اور تمام اصحاب اعلیٰ کی تربیت کا کام بھی میرے سپرد فرمایا۔ نیز مشائخیت کے تمام امور بھی میرے سپرد کئے اور خود بالکل فارغ ہو کر بیٹھ گئے۔ اسکے بعد جو شخص بیعت و تربیت کیلئے حاضر ہوتا تھا آپ میرے پاس بھیج دیتے تھے۔ ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ جب حضرت شیخ محمد صادق اپنے شیخ حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی قدس سرہٗ کے حکم سے مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ کی ولایت کا شہرہ اسقدر بلند ہوا کہ ہر طرف سے خلقِ خدا کا ہجوم ہونے لگا۔ ایک جہان آپ کے فیض سے بہرہ ور ہوا اور بہت سے سالکین مرتبۂ تکمیل و ارشاد کو پہنچے بیشتر لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کر کے مرتبۂ تکمیل رشد و ہدایت تک پہنچے۔

حضرت شیخ ابراہیم مراد آبادیؒ

ان میں سے ایک حضرت شیخ ابراھیم مراد آبادی ہیں جو حضرت شیخ کے اکابر خلفا میں سے ہیں اور انہوں نے شغلِ سر پایہ کو اس حد تک پہنچایا تھا کہ تین

marfat.com

مرتبہ ذکر اسم ذات یعنی اللہ اللہ کرکے ایک تسبیح کا دانہ گراتے تھے اور اس طرح آپ چار سو تسبیح کرتے تھے [یعنی ایک سانس میں چار سو تسبیح] آپ پٹھان تھے اور ولایت درہ کے رہنے والے تھے۔ آپ تلاش شیخ میں پھرتے پھراتے قصبہ بنور پہنچے۔ اسوقت حضرت شیخ آدم بنوریؒ وہاں موجود تھے اور مدینہ منورہ نہیں گئے تھے۔ شیخ ابراہیم نے ان کی خدمت میں رہ کر ایک مدت تک ریاضت و مجاہدہ کیا لیکن جو کچھ انکا دل چاہتا تھا میسر نہ ہوا۔ حضرت شیخ آدم بنوری انکی بڑی عزت کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ انہیں خلافت دیں کہ ناگاہ انکا سویا ہوا بخت بیدار ہوا ایک رات نیند اور بیداری کی کیفیت میں جمال جہاں آرائے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اکابر صحابہ اور حضرت شیخ محمد صادق بھی ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیخ محمد صادق کی طرف اشارہ کرکے شیخ ابراہیم سے فرمایا کہ تمہارے شیخ یہ ہیں۔ گنگوہ جاکر ان سے ملو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور مجھے انکا نام معلوم نہیں تاکہ لوگوں سے پوچھ کر انکے پاس جاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میری امت کے اکابر اولیا میں سے ہیں اور انکا نام نظر محمد ہے ان کے پاس جاؤ مطلوب حقیقی تک رسائی ہو جائیگی۔ جب شیخ ابراہیم کو افاقہ ہوا تو فوراً اٹھے اور حضرت شیخ آدم بنوریؒ کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ آج رات مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرا فتح باب ایک بزرگ کے ہاتھوں ہونا ہے جنکا نام نظر محمد ہے اور انکا مسکن قصبہ گنگوہ ہے۔ اگر آپ مجھے وہاں جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں تو بہتر ورنہ میں ضرور وہاں چلا جاؤنگا۔ شیخ آدم نے کہا کہ میں تجھے اپنے اکابر اصحاب میں شمار کرتا تھا اور مجھے یہ گمان تک نہ تھا کہ تم اسطرح کروگے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں از خود نہیں بلکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کر رہا ہوں۔ حیرت ہے کہ اسقدر دعوٰۂ کمال کے باوجود آپ پر یہ بات منکشف نہیں ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے آپکی خدمت میں مدت تک

marfat.com

ریاضت و مجاہدہ کیلے ہے لیکن مقصودِ حقیقی کو نہیں پایا غرضیکہ کافی رد و بدل کے بعد شیخ ابراہیم وہاں سے روانہ ہوکر قصبہ گنگوہ شریف پہنچے۔ اب جس شخص سے حضرت شیخ نظر محمد کا نام دریافت کرتے تھے وہ کہتا تھا کہ اس نام کا کوئی بزرگ یہاں نہیں ہے۔ ہاں یہاں ایک کامل بزرگ رہتے ہیں جنکا اسمِ گرامی حضرت شیخ محمد صادق ہے جو خلق خدا کو ہدایت دے رہے ہیں۔ یہ سنکر وہ حیرت زدہ ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس بزرگ کا نام نظر محمد بتایا ہے۔ جنکا یہاں نام و نشان نہیں ہے اور جو بزرگ یہاں مشہور ہیں اُنکا نام محمد صادق ہے۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صحیح ہے اسلئے ممکن ہے کہ نظر محمد کے نام کے کوئی بزرگ یہاں گمنامی میں زندگی بسر کر رہے ہوں۔ لیکن پہلے مجھے جا کر اس بزرگ کو ملنا چاہیئے جو یہاں مشہور عام ہیں۔ چنانچہ وہ حضرت شیخ محمد صادق کیخدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جنکو عالم معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دیکھا تھا۔ اب وہ حضرت شیخ پر دل و جان سے فرلفیتہ ہوگئے۔ لیکن دل میں یہ خلش باقی تھی کہ آخر نام میں کیوں فرق ہے اور اسی خلش کیوجہ سے بعیت سے بھی گریز کر رہے تھے۔ حضرت شیخ محمد صادق کو انکے دل کا خطرہ معلوم ہوگیا اور خانقاہ سے اٹھکر گھر کی طرف روانہ ہوئے آپکے اصحاب کا دستور یہ تھا کہ جب آپ گھر تشریف لے جاتے تھے تو وہ دروازے تک ساتھ جاتے تھے۔ جب اس مرتبہ آپ گھر کی طرف گئے اور تمام اصحاب کے ساتھ شیخ ابراہیم بھی دروازے تک گئے۔ حضرت اقدس نے تمام اصحاب کو رخصت کر کے شیخ ابراہیم سے فرمایا کہ اگرچہ لوگوں میں میرا نام محمد صادق ہے جو میرے والدین کا رکھا ہوا ہے۔ لیکن حضرت رسالت پناہ نہایت لطف و توجہ سے میرا نام نظر محمد رکھا ہوا ہے اور مجھے اسی نام سے یاد فرماتے ہیں۔ اس محبوب خاص و عام سے یہ الفاظ سنتے ہی شیخ ابراہیم بے اختیار ہوکر بعیت ہوگئے۔ حضرت اقدس نے انکو ذکر نفی و اثبات اور ذکر اسمِ ذات بطریق جہر تلقین فرمایا۔ شیخ

marfat.com

ابراہیم نے کام شروع کر دیا اور دو ہزار پانچ سو تک پہنچا یا تھا کہ عنایت حق تعالےٰ کا نزول ہوا اور انکو فتح باب نصیب ہوا [یعنی دروازہ کھل گیا] اور مقصود حقیقی تک رسائی ہوگئی۔

مخفی نہ رہے کہ حضرت قطب الاقطاب غوث وقت شیخ محمد صادق گنگوہی قدس سرہٗ کے اصحاب رات کے آخری پہر اٹھ کر چار رکعت تہجد ادا کرتے تھے اور اسکے بعد ذکر میں مشغول ہو جاتے تھے۔ بعض ذکر خفی کرتے تھے بعض مراقبہ کرتے تھے۔ بعض حبس دم کرتے تھے، بعض پاس انفاس میں رات گذار دیتے تھے۔ بعض اصحاب نے تو یہانتک کام پہنچا دیا تھا کہ ساری رات ایک ہی سانس میں گذار دیتے تھے۔ آپکے اصحاب میں ایک درویش تھا جسکا نام شیخ مبارک تھا جو صبح سے ظہر تک ایک سانس میں گذار دیتا تھا۔ جب مؤذن ظہر کی اذان دیتا تھا تو چونک پڑتا تھا اور کہتا تھا کہ ظہر کا وقت بھی ہوگیا ہے میں نے تو ابھی ذکر شروع کیا تھا۔ شیخ مبارک کا مختصر حال اس کتاب میں بیان کیا جائیگا

دستور ذکرِ جہر غرضیکہ حضرت اقدس کے ہاں جو دستور تھا کسی جگہ سننے میں نہیں آیا آپکے اصحاب آخر شب سے لیکر نماز فجر تک حلقۂ ذکر جہری میں مشغول رہتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد سات ہزار بار ذکر جہری مقرر تھا۔ اسی طرح نماز ظہر سے عصر تک اور عصر سے مغرب تک اور مغرب سے عشاء تک آپ کے اصحاب حلقۂ ذکر قائم کرتے تھے عشاء کے بعد بعض شوق مند حضرات ساری رات ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ ذکر جہری کا اسقدر رواج تھا کہ مسافر لوگ رات کو سو نہیں سکتے تھے۔ اکثر لوگوں نے ذکر جہری تیس ہزار تک پہنچا دیا تھا بعض بیس ہزار تک کرتے تھے اور یہ سب سے کم تھا۔ شیخ یوسف جو آپکے اصحاب میں سے تھے رات دن میں چالیس ہزار بار ذکر جہر کرتے تھے شیخ یوسف کا ذکر بھی آگے آرہا ہے۔ چالیس ہزار ذکر کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے نفی و اثبات یعنی لا الٰہ الا اللہ چار سو مرتبہ پھر صرف اثبات یعنی الا اللہ

marfat.com

چھ سو مرتبہ اَور باقی اسم ذات [یعنی اللہ اللہ] کرتے تھے۔ حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جو شخص ذکر جہری ایک ہزار دو سو مرتبہ کرتا ہے ضرور مرتبہ ولایت سے مشرف ہوتا ہے۔

ذکر نفی واثبات کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو سو مرتبہ نفی و اثبات کرے، چار سو مرتبہ صرف اثبات اَور چھ سو مرتبہ اسم ذات۔ حضرت میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ چودھویں مکتوب میں لکھتے کہ مشائخ عظام کا طریقہ یہی ہے کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق پہلے تصحیح عقائد ہوتی ہے اَور پھر ارکان پنجگانہ کے بعد ابتدائے سلوک سے انتہا تک ذکر جہری کا دور دوَرہ رہتا ہے۔ لیکن مبتدیوں کو کچھ اَور حاصل ہوتا ہے اَور منتہیوں کو اَور۔ اس راستے میں پہلے ذکر نفی واثبات ہے اور ذکر نفی و اثبات سے مراد عدم اَور وجود، ظلمت و نور، فنا و بقا، سیاہی و سفیدی، اور رات دِن ہے اَور ذکر نفی و اثبات لاالٰہ الا اللہ ہے جسمیں غیر یا غیریّت کی نفی ہے اَور ذات حق کا اثبات ہے اَور یہی حقیقت ہے۔ ذکر اثبات اِلا اللہ ہے۔ اَور ذکر اسم ذات اللہ اللہ ہے۔ چنانچہ طالب انشراح قلب کیلئے کسی وقت صحرا میں جہاں شور و غل نہ ہو اَور کسی کا گذر بھی نہ ہو نہ آواز سنائی دے مربعہ [پالتھی] بیٹھ کر باآواز بلند ذکر نفی و اثبات کرے یا اپنے حجرہ میں بیٹھ کر کرے۔ اگرچہ مربعہ بیٹھنے کو بعض لوگوں نے بدعت کہا ہے لیکن فوائد باطنی کیلئے اسمیں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز یہ بدعت ہونا ثابت نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد میں مربعہ بیٹھتے تھے۔ لیکن ذکر جہری میں مرشد کا واسطہ یاد رکھے اَور الفاظ کے معنی پر بھی غور کرتا رہے اَور لا الٰہ الا اللہ کے معنی ابتدائے سلوک میں لا معبود الا اللہ ہیں، وسط سلوک میں لا مقصود الا اللہ اور انتہائے سلوک میں لا موجود اِلا اللہ زیر غور رکھے۔ ہمارے سلسلہ کے مشائخ پہلے اسطرح ذکر تلقین فرماتے ہیں کہ پہلے کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ تین مرتبہ تکرار کرے۔ اسکے بعد سر کو ناف کی طرف جھکا کر لا الٰہ کہے اور سر کو دائیں کندھے کی طرف لے جا کر یہ خیال کرے کہ غیر اللہ کو میں نے پس پشت ڈالدیا ہے۔ اسکے بعد سر کو دائیں طرف لے جائے اور الا اللہ کی ضرب قلب پر لگائے۔ اسی طرح لا الٰہ الا اللہ دو سو مرتبہ کہے اور درمیان میں گاہے گاہے محمد رسول اللہ بھی کہتا رہے۔ اور دسویں یا بیسویں مرتبہ کلمہ طیبہ پورا پڑھے۔ اسکے بعد تھوڑی دیر تک مراقب ہو جائے اور فیضان کا انتظار کرے۔ اسکے بعد پہلے کی طرح پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ کلمہ طیبہ تین مرتبہ دہرا کر صرف اثبات یعنی الا اللہ کی ضربیں چار سو بار دل پر لگائے جو بائیں جانب ہے اور دل میں توئی توئی کا تصور جمائے رکھے [یعنی الا اللہ تو ہی ہے] اسکے بعد تھوڑی دیر مراقبہ کرے اور پھر سر اُٹھا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ تین مرتبہ کلمہ طیبہ کا تکرار کرے اور پھر چھ سو مرتبہ ذکر دو ضربی اللہ اللہ کرے پہلی ضرب دل پر لگائے جو بائیں جانب ہے اور دوسری ضرب جگر پر لگائے جو دائیں طرف ہے اس ذکر کے دوران انت الہادی، انت الحاضر، انت الناظر کا تصور کرے اور مرشد کے رابطے اور واسطے کا تصور جمائے رکھے۔ جب یہ ذکر بارہ سو مرتبہ پورا ہو جائے تو کچھ دیر مراقب ہو کر بیٹھ جائے۔ اور یہ تصور کرے کہ باطن سے کیا علم معرفت وارد ہوتا ہے۔ اسکے بعد سر اٹھا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ تین مرتبہ کلمہ طیبہ کا تکرار کرے۔ اور ذکر یک ضربی اللہ اللہ ایک سو مرتبہ قلب پر مارے۔ اگر اس سے انشراح محسوس ہو تو یہ ذکر یک ضربی کرتا رہے کیونکہ اس سے بہت فیضان حاصل ہوتا ہے۔ اور خوب جوش و خروش پیدا ہوتا ہے۔ حضرت شیخ عبد الجلیل جو حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہ کے اکابر خلفا میں سے ہیں اپنے بعض رسائل میں لکھتے ہیں کہ اسی قسم کا ذکر ہمارا معمول رہا ہے خصوصاً ابتدا میں۔ حضرت شیخ عبد الجلیل کا حال بھی اپنی جگہ پر آ رہا ہے۔

طریق ذکر چہار ضربی ذکر نفی و اثبات چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ کلمہ لا الٰہ

marfat.com

بائیں جانب سے کھینچکر دائیں طرف لے جائے اور اِلاَّ اللہ کی ضرب پھر دل پہ لگائے اسی طرح ایک سانس میں۔ دِل پر چار ضربیں لگائے۔ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ کی ضرباتِ ثلثہ میں اشارہ ہے تین خطرات کی نفی کا یعنی خطرہ شیطانی، نفسانی اور ملکی۔ اور الا اللہ کی چوتھی ضرب کا اشارہ خطرۂ رحمانی کا اثبات ہے۔ لیکن ذکر دوضربی نفی واثبات دمادم اسطرح کرے کہ ذکر میں مستغرق ہوجائے کیونکہ صرف چہار ضربی میں ایک قسم کا تفرقہ ہے۔ ذکر دوضربی لَا اِلٰہَ الا اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ بائیں طرف سے کھینچ کر تیزی سے دائیں کندھے پر لے جائے اور جلدی سے اِلاَّ اللہ کی ضرب دِل پر مارے۔ اور ہر تیسری، چوتھی، پانچویں، ساتویں یا دسویں مرتبہ کلمہ محمد رسول اللہ کہے۔ تاکہ کلمہ طیبہ مکمل ہوجائے۔ جب شغل نفی و اثبات سے دِل کا آئینہ صاف ہوجائے تو الا اللہ کی بجائے اللہ اللہ کا ذکر کرے۔ تاکہ اللہ اللہ رہ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض عشاق اللہ اللہ کے سوا کوئی ذکر نہیں کرتے۔ اور اس اسم کے سوا کسی چیز کا خیال دِل میں نہیں آنے دیتے۔

تصورِ اسم اللہ

بعض حضرات اسم مبارک اللہ کی تصویر لوحِ دِل پر اس طرح بناتے ہیں کہ دِل کو سبز رنگ تصور کر کے اس پر سنہری رنگ میں اسم اللہ کا تصور کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ کے نقش کے سِوا دِل میں اور خیال میں کوئی چیز نہ رہے۔ اور سب اللہ ہو جائے۔ اسکے بعد الف کو ہٹا کر صرف لله کا تصور کرے۔ اسکے بعد نقش اله کا تصور کرے اور آخر میں سوائے دائرہ حرف ہ کے دِل پر کچھ نہ رہے۔ غلبہ شغل میں جب دائرہ ہا [ہ] وسعت پکڑتا ہے اور جوں جوں دائرہ وسیع تر ہوتا ہے درمیانی نقطہ یعنی مرکز دائرہ جس سے مراد تعین سالک ہے چھوٹا ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ جب دائرہ لامتناہی [لامحدود] ہو جاتا ہے تو نقطہ [تعین سالک] گم ہو جاتا ہے اور لاتعین [یعنی ذاتِ احدیت یا ذاتِ بحت] کے بغیر کچھ باقی نہیں رہتا۔ سالکین کا کہنا ہے کہ صاحبِ عشق، شور اور ولولہ کیلئے یہی اسم اللہ کافی ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ قُلِ اللّٰہُ

marfat.com

ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون [کیا بندہ کیلئے اللہ کافی نہیں۔ اللہ کہو اور چھوڑ دو انکو اپنے خرافات میں مبتلا]

؎ ایکے آنچھر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئی

عزیزمن! اس اسم مبارک میں ایسے مستغرق ہو جاؤ کہ تیرا دل خود بخود ذاکر ہو جائے اور بے اختیار ہر وقت ذکر کرتا رہے حتیٰ کہ بول و براز کے وقت بھی نہ چھوٹ سکے۔ خواہ جتنی کوشش کرو۔ اس حالت میں ذاکر کو بے ادبی معاف ہے

ذاکرِ حق چو بصف دل شدہ ۔ مرکبۂ قرب منزل شدہ

[ذکر حق جب دل میں بیٹھ جاتا ہے تو منزل قرب نصیب ہوتی ہے]

طریق ذکر خفی

اور جو لوگ ذکر جہری کے قابل نہیں ہیں اسم اللہ دِل میں کہتے اور زبان تالو سے لگی رہتی ہے اور دِل میں اللہ اللہ کا ذکر جاری رہتا ہے بملاحظہ معنی اور رواسطہ مرشد کے ساتھ۔

اور جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ ذکر اللسان لقلقۃ و ذکر القلب وسوسۃ و ذکر السر شرک [زبان کا ذکر بک بک ہے۔ قلب کا ذکر وسوسہ ہے اور ذکرِ سری شرک ہے۔] وہ لوگ واصلین ہیں۔ وگرنہ جب تک ان اذکار کو مکمل نہ کیا جائے لطیفہ روح کا ذکر (ذکر روحی) حاصل نہیں ہوتا

طریق پاس انفاس

اللہ اللہ کا ذکر بطریق پاس انفاس بھی کیا جاتا ہے اسکا طریقہ یہ ہے کہ جب سانس اندر لیتے ہیں تو زبان کیساتھ نہیں بلکہ اسم مبارک اللہ دِل میں کہتے ہیں۔ اس طریقے میں کمال حاصل کرنے کیلئے بعض الف اور لام کو بھی محذوف کر دیتے ہیں اور صرف ھُوْ کا ذکر کرتے ہیں یعنی سانس اندر لیتے وقت بھی ھُوْ کہتے ہیں اور باہر نکالتے وقت بھی ھُوْ دِل سے کہتے ہیں۔ محققین کا کہنا ہے کہ یہ ذکر یعنی ھُوْ ھُوْ ہر سانس میں خود بخود جاری ہے خواہ آدمی جانے یا نہ جانے بندہ ہمیشہ ذکر میں لگا ہے۔ لیکن کامل صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے

۱؎ بلکہ تمام جاندار جو سانس لیتے ہیں ہر سانس کے ساتھ دانستہ یا نادانستہ ھُوْ ھُوْ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ ہر سانس میں ھُوْ کی آواز خود بخود موجود ہے۔

marfat.com

ذکر سے آگاہ ہو۔ اور اپنے ذکر کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے تاکہ عین ذات [ذات باری تعالیٰ] میں محو اور مستغرق ہو جائے اور صوت مستقیم [یعنی صوت انہد یا ذکر النخد] بے اختیار ہر شخص کے اندر جاری ہے اور یہ اعلیٰ قسم کا ذکر ہے۔ چنانچہ اگر کانوں میں انگلیاں دیدی جائیں تو یہ ذکر سنائی دیتا ہے۔ اور بعض لوگ اس آواز کو اُسی آواز ھویت کا نام دیتے ہیں جو باطن میں ملحق ہے۔ جو اس آواز میں مشغول رہتا ہے صدائے ھُو ھُو تک پہنچ جاتا ہے اور اسمیں گم ہو جاتا ہے اور اسکے مغز، گوشت پوست اور ہڈیوں سے یہی آواز نکلتی ہے۔

صوتِ ھُو کی اقسام

اس آواز کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل وہ جو دو جسموں کے باہم ملنے سے پیدا ہوتی ہے جیسے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارنے سے تالی بجتی ہے لیکن ایک ہاتھ سے تالی نہیں بجتی۔ اس آواز کو محدث اور مرکب کہتے۔ دوم وہ قسم ہے جو دو جسموں کی حرکت اور الفاظ کی ترکیب کے بغیر عنصر آتش کی وجہ سے انسان کے اندر سے نکلتی ہے۔ اس آواز کو بسیط اور لطیف کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ تیسری قسم کی وہ بے حد آواز ہے جو بے واسطہ ہمیشہ ظاہر ہوتی ہے۔ یہ آواز ہمیشہ ایک ہی طریق پر ہوتی اور کم و بیش نہیں ہوتی اور نہ اس میں تبدل و تغیر کو دخل ہے۔ یہ آواز بے جہت ہوتی ہے [یعنی کسی خاص سمت سے نہیں آتی] اگرچہ سارا جہان اس آواز سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن اہل اللہ کے بغیر کوئی اس سے مطلع نہیں ہوتا۔ یہ آواز تخلیق کائنات سے پہلے کی آواز ہے اور اس آواز کو بے حد اور مطلق کہا جاتا ہے۔ اس شغل سے اوپر کوئی شغل نہیں ہے۔ کیونکہ باقی جتنے شغل ہیں سب انسان کی کوشش اور اختیار سے صادر ہوتے ہیں جونہی آدمی ایک لمحہ کیلئے ان سے غافل ہوتا ہے منقطع ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ شغل شریف آدمی کے ارادہ اور اختیار کے بغیر علی الدوام بلا انقطاع اور بلا انفعال میسر رہتا ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں اسی شغل میں مشغول رہتے تھے۔ جسکی وجہ سے جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوئے

marfat.com

اَور وحی کی ابتدا ہوئی۔ اسکے بعد ہوا جو کچھ ہوا۔

سلطان الذکر

لیکن حصولِ کمال کیلئے اس طریقے سے احسن اَور بہتر طریقہ سلطان الذکر ہے جس سے مراد صوت سرمدی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ رات کے وقت یا دِن میں صحرا میں جاکر کسی ایسی جگہ پر بیٹھ جائے جہاں لوگوں کی آمد و رفت سے محفوظ ہو۔ یا ایسے حجرہ میں بیٹھ جائے جہاں کوئی نہ آسکے۔ پس خلوت میں بیٹھ کر اپنے کانوں کی طرف متوجہ ہو جائے اَور جسقدر ہو سکے جم کر متوجہ ہو۔ حتی کہ اُسے آواز لطیف سنائی دے وہ آواز رفتہ رفتہ اسقدر غالب ہو جاتی ہے کہ تمام جہان میں سنائی دیتی ہے اَور کوئی جگہ اَور کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا کہ وہ آواز اُسے سنائی نہ دے۔ اَور یہ آواز جو اسکے کانوں میں پیدا ہوتی ہے اس صوت عظیم کے سمندر میں ایک قطرہ کی مانند ہے۔ نیز باقی تمام آوازوں کی نسبت بھی اس صوت سرمدی کے ساتھ یہی ہے [یعنی قطرہ از دریا]

حضرت موسیٰ علیہ السلام اَور حکیم افلاطون کے مابین گفتگو

روایت ہے کہ حکیم افلاطون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے بیوہ کے بیٹے کیا تم جو کہتے ہو کہ میرا پروردگار مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے حالانکہ وہ جہت سے منزّہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں ہوں یہ دعویٰ کرنیوالا۔ اَور میں تمام جہات [اطراف] سے آواز سنتا ہوں جو انقطاع اور حرکت حروف سے منزہ اور پاک ہے۔ یہ سن کر افلاطون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا اقرار کیا اَور ان کے ساتھ ایمان لے آیا۔

صوت سرمدی وحی کی صورت میں

اسی طرح ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نزول وحی کی کیفیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے ایسی آوازیں سنائی دیتی ہیں جو کبھی دیگ کے جوش کی مانند ہوتی ہیں۔ کبھی شہد کی مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ کی طرح اور کسی وقت فرشتہ آدمی کی شکل میں متصور ہو کر مجھ سے بات کرتا ہے اَور بعض اوقات گھنٹی کی سی آواز

marfat.com

سنائی دیتی ہے۔ عاشقِ بے نیازی خواجہ حافظ شیرازیؒ نے اِسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کس ندانست کہ منزل دلدار کجا است
این قدر ہست کہ بانگ جرسے آید

کسی کو معلوم نہ ہوسکا کہ دوست کا مقام کہاں ہے۔ بس یہی ہے کہ گھنٹی کی آواز سنتے ہیں[1] جب شاغلِ کامل کو یہ آواز سنائی دے تو اس پر واجب ہے کہ اسکی طرف پوری کوشش سے متوجہ رہے تاکہ جسطرح حجرہ اور صحرا میں سنتا تھا اسی طرح کوچہ و بازار اور ہجوم خلائق میں سننے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔ نیز جب اس شغل شریف لطیف کا غلبہ ہو جاتا ہے تو یہ آواز ڈھول، نقارہ وغیرہ کی آواز سے زیادہ سخت ہوتی ہے اور ان پر غالب آجاتی ہے اور کیوں غالب نہ آئے کہ اُن سب آوازوں کی اصل وہی آواز ہے اور تمام آوازیں اُسی آواز سے ظہور پذیر ہوتی ہیں کہتے ہیں کہ حضرت میاں میر لاہوری قدس سرہٗ کے شاغل و کامل مریدین اپنا امتحان لینے کی خاطر بازار میں جاکر بیٹھ جاتے تھے تاکہ یہ دیکھ لیں کہ وہ آواز سب آوازوں پر غالب آتی ہے یا نہیں۔ اور جس شاغل کو سلطان الذکر حاصل ہو جاتا ہے عالم لطافت اور اطلاق کا دروازہ اس پر مکمل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ شغل لطیف اُسے لطیف بنا دیتا ہے اور دریائے لطافت اور اطلاق میں بے رنگ بنا دیتا ہے سلطان الاذکار کے اکثر فوائد حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ اور حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ کے حالات میں بیان کئے گئے ہیں تکرار کی ضرورت نہیں

شغل بھونکم | منتہیوں کیلئے بہترین شغل بھونکم ہے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اسطرح بیٹھ جائے کہ بائیں پاؤں کو پھیلا کر اسکے اوپر بیٹھے اور دائیں ٹانگ کے گھٹنے کو اندر سے نکالکر بائیں ٹانگ پر رکھے اس طریقے پر کہ دائیں پاؤں کا تلہ بائیں ران پر جالگے۔ اسکے بعد سانس کو ام الدماغ [سر کی چوٹی] میں بند کرکے وہاں غیر منقطع یعنی ایک مسلسل لمبی آواز کا تصور کرے۔

---

[1] یعنی قافلہ اور منزل مقصود کا علم تو نہیں البتہ قافلے کے اونٹوں کی گھنٹی کی آواز کانوں میں ضرور آتی ہے جس سے منزل و قافلہ کا علم ہوتا ہے۔

marfat.com

تاج [آلۂ صوت] کی آواز کی طرح۔ صوفیا کرام اس آواز کو "کن" کی آواز کہتے ہیں اور جوگی لوگ اسے "سن" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اسکے ساتھ قلب صنوبری پر چراغ کی روشنی کا تصور کرے اور قلب کے نیچے کی طرف سے اوپر کی جانب سے خیال میں اسم مبارک اللہ اللہ کی آہستگی سے ضربیں لگاتا رہے لیکن گردن کو زیادہ جنبش نہ دے اور ہر اسم ذات یعنی اللہ اللہ کے ساتھ دل میں باری باری جامعانی سمجھتا جائے یعنی اللہُ حاضری، اللہُ ناظری، اللہُ شاہدی، اللہُ معی لبطریق عروج و نزول۔ اس شغل کو پوری توجہ سے کرنیکا اثر یہ ہوتا ہے کہ سالک کو سلطان ذکر، طے الارض، اور زمین پر طیر اور سیر کی قوت حاصل ہوتی ہے محققین کا کہنا ہے کہ سالک شغل بھونکم کو ایک سانس میں پانچ سو دفعہ ذکر تک پہنچادے تو سلطان ذکر تک حاصل ہوجاتا ہے اور عرفان حاصل ہوتا ہے۔

شغل سہ پایہ اہل شغل کے اشغال میں سے کامل ترین شغل سہ پایہ ہے اس ذکر کے تین ارکان ہیں۔ اول اسم ذات [اسم اللہ] کا لطیفہ نفس میں ذکر، دوم صفات امہات [سمیعٌ بصیرٌ علیمٌ] کا دورہ۔ سوم تصور شیخ۔ اس شغل کو شغل سہ پایہ اسلئے بھی کہتے ہیں کہ ابریق کی طرح اسکے تین اجزا ہیں اور ایک جزو دوسرے جزو کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اسم ذات کا اسمائے صفات کے ساتھ ہونا جیسا کہ آگے وضاحت کے ساتھ آرہا ہے۔ مشائخ کی اصطلاح میں اسم ذات اور اسم صفات کے ملانے کا نام ملاحظہ ہے [مثلاً اللہ سمیعٌ] اسے ارادہ بھی کہتے ہیں۔ اور تصور شیخ کو برزخ کہتے ہیں اس ذکر کی سات شرائط ہیں۔ شدّ، مدّ، تحت، محاربہ، مراقبہ، محاسبہ، مواعظہ۔ پہلی تین شرائط کو داخلی کہتے ہیں اور چوتھی اور پانچویں شرط کو تداخلی کہتے ہیں۔ محاربہ کا تداخل یہ ہے کہ ذکر شدت سے کیا جائے اور مراقبہ کا تداخل یہ ہے کہ ملاحظہ برقرار رہے یعنی اسم ذات اور اسم صفات کا ملانا مستقل طور پر قائم رہے۔ چھٹی اور ساتویں شرط [محاسبہ اور مواعظہ] خارجی کہلاتی ہیں انکی پابندی بھی لازمی ہے تاکہ

marfat.com

سستی اور غفلت طاری نہ ہو۔ اس شغل کی تمام شرائط اس شعر میں بیان کیگئی ہیں
برزخ و ذات و صفات و شد و مد تحت و فوق   مے نماید طالبان را کل نفس ذوق و شوق
[برزخ سے مراد تصورِ شیخ ہے، ذات و صفات سے مراد ذات و صفاتِ باری تعالیٰ میں فنائیت ہے۔ شد و مد سے مراد یہ ہے کہ خوب کوشش اور ہمت سے کام لیا جائے۔ تحت و فوق سے مراد نزول و عروج ذکر ہے۔ جکی وضاحت آگے آرہی ہے]۔ اگر یہ شرائط پوری ہو جائیں تو طالبانِ راہِ حقیقت کے ذوق و شوق میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا ہے۔] اس ذکر کے ساتھ دو مزید چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے اول تعظیم دوم حرمت۔ تعظیم سے مراد حق تعالیٰ کا وقار اور عظمت ہے اور حرمت سے مراد آدابِ شریعت کا ملحوظ رکھنا۔ اس حساب سے اس ذکر کو بارہ رکنی بھی کہا جاتا ہے اور کمال یہی ہے کہ تمام ارکان پورے کئے جائیں۔
دوسری بات یہ ہے کہ اس شغل کے دوران سانس کو اس حد تک بند رکھنا چاہئے کہ تنگی محسوس ہو اور بےخودی طاری ہو جائے۔ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ ایک شبانہ روز میں ایک ہزار سانس بند کر سکے۔ اسکے علاوہ دیگر اوقات میں بھی ہر وقت اسی مراقبہ میں مستغرق رہے۔ حتیٰ کہ ذکر روح میں سما جائے اور ذاتِ حق میں فنا میسر آئے۔

طریق شغل سہ پایہ

مندرجہ بالا شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے شغل سہ پایہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سانس اندر بند کرکے اللہ سمیع کی ضرب زبان سے نہیں خیال سے لطیفہ نفس پر لگائے جو زیرِ ناف ہے۔ اسکے بعد اللہ بصیرٌ کی ضرب لطیفہ قلب پر لگائے۔ پھر اللہ علیمٌ کی ضرب لطیفہ خفی پر لگائے جو وسط پیشانی میں ہے۔ اسکے بعد وہ دورہ نزول شروع کرے اور لطیفہ خفی پر اللہ علیمٌ لطیفہ قلب پر اللہ بصیرٌ لطیفہ نفس پر

۱؎ لطائف ستہ کے یہ نام مشائخ چشتیہ، سہروردیہ اور قادریہ کی اصطلاح کے مطابق ہیں۔ مشائخ نقشبندیہ ان لطائف کو مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

marfat.com

اَللّٰہ سَمِیْعٌ کی ضربیں لگاتا جائے۔ اور اسمأ صفات کا معنی دِل میں رکھے۔ اسکے ساتھ برزخ شیخ یعنی تصورِ شیخ بھی قائم رکھے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ شغل کرتے وقت اپنے آپ کی نفی کر دے اور یہ خیال کرے کہ یہ میرا شیخ ہے میں نہیں ہوں اس سے سالک کو فنائیت فی الشیخ حاصل ہو گی اور اسکے ذریعے فنافی اللہ کا مقام حاصل ہوگا۔ شروع میں ایک سانس کے اندر دو دفعہ یہ ذکر کرے اسکے بعد تین مرتبہ اور پھر زیادہ کرتا جائے۔ حتیٰ کہ ایک سانس میں چالیس مرتبہ کرے اسکو محاربۂ صغیر کہتے ہیں۔ جب چالیس سے اوپر جائیگا تو اسکا نام محاربہ کبیر ہو جاتا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ ذکر کرے اور ایک سو یا دو سو تک پہنچ جائے۔ جب دو سو تک نوبت پہنچ جائے اور تمام شرائط مثل شدّ و مدّ، تحت و فوق اور تصوّرِ شیخ پوری ہوتی رہیں تو سلطان ذکر حاصل ہوتا ہے جس سے سالک پر محویّت اور استغراق طاری ہو جاتا ہے۔

شغلِ باطنی کی اقسام محققین کے نزدیک شغل باطنی کی کئی اقسام ہیں۔ ایک قِسم یہ ہے کہ آئینہ کے سامنے بیٹھ کر اپنی صورت پر نظر جمائے رکھے۔ بعض نقش پر نظر رکھتے ہیں۔ یعنی اپنی معنوی روحانی صورت کی طرف توجہ جمائے رکھتے ہیں۔ بعض مرشد کے آئینۂ دِل پر نظر جماتے ہیں۔ بعض آئینہ کے نقش پر نظر جماتے ہیں۔ بعض ذاتِ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں بلا لحاظ زمان و مکان۔ اور حدیث وَاعْبُدْ رَبَّکَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کے مطابق حق تعالیٰ کی نوری اور بے نہایت صورت پر توجہ جماتے ہیں جس سے خیال حقیقت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ حقیقتِ جامع عالم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بعض تمام عالم کو دائمًا نورِ محض تصور کرتے ہیں تا کہ مراد کو پہنچ جائیں۔

مراقبہ طالبان راہِ حق کیلئے آخری چیز مراقبہ ہے جسکی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً مراقبۂ صفا، مراقبۂ فنا، مراقبۂ توحیدِ الٰہی، مراقبہ ہوا۔

marfat.com

یہاں صرف مراقبۂ ہوا کا طریقہ بتایا جاتا ہے جو سب مراقبات سے زیادہ اہم ہے

طریق مراقبۂ ہوا

طالب کو چاہیئے کہ دونوں آنکھیں کھول کر سامنے یا ذرا اوپر کیطرف [ایک نقطہ پر] دیکھتا رہے اور کوشش کرے آنکھیں جھپکنے نہ پائیں۔ اس مشغولی میں بعض انوار ظاہر ہوتے ہیں اور پلکوں سے آگ نکلتی ہے اور تمام اعضا پر چھا جاتی ہے۔ آتش عشق بھڑک اٹھتی ہے۔ بعض اولیا اس مراقبہ میں آنکھیں کھولے کئی سال حالت تحیر میں رہ چکے ہیں

شغل ہوا کا دوسرا طریقہ

شغل ہوا کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تنگ و تاریک حجرہ میں بیٹھ کر آنکھیں کھولکر ایک نقطہ پر نظر جمائے رکھے۔ اس شغل میں عالم قدس کے انوار آتے ہیں سالک کو گھیر لیتے ہیں اور حق تک رسائی ہو جاتی ہے۔

حقیقت ہوا

جاننا چاہیئے کہ ہوا میں سر عظیم ہے جسکی وجہ سے ہوا قائم و دائم ہے آیۂ کریمہ ما تریٰ فی خلق الرحمن من تفاوت [خلق خدا میں کوئی تفاوت نہیں ہے[1]] میں اِسی راز کیطرف اشارہ ہے پس ہوا عالم خلا [فضا] عالم صفا اور عالم لطافت ہے اور اٹھارہ ہزار عالم اِسی ہوا میں نمایاں ہیں۔ جبتک ہوا ہے عالم کون و مکان ہے۔ ہوا سے اوپر عالم بسحان اور لامکان ہے۔ الرحمٰن علی العرش استویٰ کا مطلب یہی ہے۔ تم کہتے ہو کہ یہ ہوا ہے لیکن یہ نہیں جانتے کہ ہوا کیا ہے۔ عزیز من! ہوا ایں دو لطافت ہے کہ بعض اُسے بے چوں اور بے چگوں جان کر ذات حق قرار دیتے ہیں۔ بعض نے ہوا کو جسم اور ذات الٰہی کو جان یعنی روح کہا ہے۔ شیخ ابن عربیؒ نے ہوا کو نفس رحمانی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ بہر حال ہوا کو قرب عالم وحدت حاصل ہے۔ اسلیئے اس ہوا پر نظر جمانے سے عالم وحدت کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور ہوا میں ذکر ملحوظ خاطر رکھنے اور وحدانیت اور لطافت کا مشاہدہ کرنے

---

[1] یعنی خلق خدا میں جہاں دیکھو ذات ہی ذات ہے اور ہر چیز میں ساری و طاری ہے۔ ذرہ بھر فرق نہیں ہے۔ یعنی ذرہ بھر ذات سے خالی نہیں ہے۔

marfat.com

سے ھویّت ذاتیہ کا کشف حاصل ہوتا ہے۔ ان تمام اذکار و مشاغل کا تفصیلی بیان راقم الحروف نے اپنی کتاب شرح جواہر ستہ میں کیا ہے۔ وہاں دیکھنا چاہیئے۔ اب اذکار و مشاغل کو چھوڑ کر اب ہم بیان احوال [احوال و مقامات کی صراحت] کیطرف آتے ہیں جو ہمارا اصلی مقصود ہے۔

جاننا چاہیئے کہ جب حضرت شیخ محمد ابراہیم مراد آبادیؒ حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ سے تعلیم ذکر حاصل کر کے اذکار و مشاغل میں مصروف ہوئے اور بڑے بڑے مجاہدات کے بعد فتح بابؓ تو حضرت شیخ محمد صادق کیخدمت میں تمام واقعات بیان کیئے۔ انمیں سے ایک واقعہ شاندار ہے۔ اس رات شیخ یوسف ساکن سامانہ نے بھی حضرت شیخ کی خدمت میں اسی قسم کا واقعہ بیان کیا۔ لیکن حضرت اقدس نے شیخ ابراہیم کے واقعہ کو بہت پسند فرمایا اور شیخ یوسف کے واقعہ کے متعلق فرمایا کہ یہ بھی ہے لیکن شیخ ابراہیم کے واقعہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شیخ ابراہیم کا واقعہ مقام محبوبیت کی خبر دیتا ہے۔ اسکے برعکس شیخ یوسف نے جراٴت کی اور کہا کہ حضرت شیخ نے شیخ ابراہیم کی رعایت کی ہے حالانکہ میرا واقعہ شیخ ابراہیم کے واقعہ سے زیادہ اہم ہے۔ لیکن حضرت اقدس نے تحمل سے کام لیا اور انکی جراٴت کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ چنانچہ آپنے شیخ ابراہیم کو خرقہ خلافت دیکر قصبہ مراد آباد کیطرف روانہ فرمایا تاکہ وہاں جا کر خلق خدا کی ہدایت میں مصروف ہوں اب شیخ ابراہیم مراد آبادی اور شیخ یوسف سامانوی کے واقعات بیان کیئے جاتے ہیں تاکہ ان دونوں بزرگوں کی نسبت کے مابین فرق ظاہر ہو جائے اور شیخ یوسف کے مقابلہ میں شیخ ابراہیم کی لیاقت خلافت معلوم ہو لیکن پہلے ایک تمہید بیان کی جاتی ہے تاکہ دونوں واقعات کی حقیقت اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

تمہید طالب اور مطلوب کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے بعض اوقات طرفین کی طرف سے کشش کا نتیجہ ہوتا ہے اور وصال وسط میں ہوتا ہے۔ [یعنی نصف راہ طالب طے کرتا ہے اور نصف مطلوب] اس وصال کو طائفہ

marfat.com

صوفیا کی اصطلاح میں منازلہ کہتے ہیں۔ بعض اوقات وصال وسطِ راہ میں واقع نہیں ہوتا بلکہ جس طرف سے کشش زیادہ ہو وہ مُحِبّ اور دوسری طرف محبوب کہلاتی ہے اس حالت میں اگر حق سبحانہٗ کی طرف سے زیادہ کشش ہے اور وصال واقع ہوتا ہے تو اس حالت کو تدلّی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اگر بندہ کی طرف سے زیادہ کوشش ہو تو اس قرب کو تدالی کہتے ہیں۔

شیخ ابراہیم کا واقعہ اس تمہید کے بعد جاننا چاہیئے کہ شیخ ابراہیم اور شیخ یوسف دونوں کا واقعہ پہلی قسم کا یعنی منازلہ نہیں ہے بلکہ دوسری قسم کا ہے۔ شیخ ابراہیم کا واقعہ تدلّی کی قسم کا ہے۔ اسو جہ سے کہ تجلّیٔ ذاتِ حق سبحانہٗ نے بہ سبب جذب اپنے مرکز سے نزول فرما کر شیخ ابراہیم کو مرکز ناسوتی میں گھیر لیا۔ یعنی اس بحرِ لاکیف نے مقام لاتعیّن سے نزول فرما کر بمصداق اذکرکم جو فاذکرونی کا ثمرہ ہے۔ شیخ ابراہیم کی روح کی طرف رجوع کیا اور مرکز عالم ارواح میں پہنچکر انکے روح قطرۂ تعیّن میں جوش پیدا کیا۔ کسی عارف نے خوب کہا ہے ؎

جوش زد در قطرہ دریا غلغلہ در ہم فتاد چوں نہ فتد غلغلہ بحر بجوشد در حباب

[دریا نے قطرہ کے اندر جوش پیدا کیا اور طوفان برپا ہوا۔ طوفان کیوں نہ برپا ہو کہ دریا حباب کے اندر جوش مار رہا ہے۔]

بات یہ ہے کہ ابھی شیخ ابراہیم حقیقت جبروت میں بھی نہ پہنچے تھے بلکہ عالم ملکوت کی ابتدائی تجلیات میں سیر و طیر کر رہے تھے کہ سلطان بے رنگی [ذات بے کیف] نے ہلہ بول دیا اور انکے سارے رخت وجود کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ خلاصۂ کلام یہ کہ شیخ ابراہیمؒ نے حق تعالیٰ کو بحرِ لامتناہی کی صورت میں دیکھا کہ انکے قطرۂ روح میں آکر اُسے تقیید قطرگی سے نجات دلائی اور بحریت کی صفت بخشی اور بحر بے پایاں کر دیا۔ اس لحاظ سے ذاتِ حق شیخ ابراہیم کے قطرۂ وجود کی طالب بنی اور شیخ ابراہیم مطلوب ہوگئے یہ مقامِ محبوبیّت ہے۔

فہم من فہم۔

marfat.com

شیخ یوسف کا واقعہ

شیخ یوسف کا واقعہ باغ تدالی سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ ان کے وجود کے قطرے نے جد وجہد کر کے اپنے ناسوتی مرکز سے بڑھکر عالم ملکوت اور جبروت کی نہروں میں تیراکی کی اور پھر بحر بے کراں ذات حق میں پہنچے بالفاظ دیگر انکے قطرۂ وجود نے اپنے ناسوتی مسکن سے بحر ذات لاکیف میں انتقال کیا اور جستجو کرتے ہوئے اس سمندر میں غوطہ لگایا اور یک رنگ ہوئے۔ چنانچہ شیخ یوسف کے وجود کا قطرہ طالب ہوا اور بحر ذات مطلوب۔ یہ مقام محبت ہے نہ کہ محبوبیت اس سے ظاہر ہے کہ شیخ ابراہیم کا مقامِ محبوبیت ہے اور شیخ یوسف کا مقام عاشقی ہے۔ اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ نے شیخ ابراہیمؒ کے واقعہ کو شیخ یوسف کے واقعہ پر ترجیح دیکر ان کو رضا و رغبت سے خلافت عطا فرمائی اور خلق خدا کی ہدایت پر مامور فرمایا اور شیخ یوسف نے درخواست اور عرض و معروض پیش کر کے خلافت حاصل کی لیکن حضرت اقدس خلافت دینے پر خود بخود راضی نہیں تھے۔

شیخ ابراہیم کی خلافت اور وصال

الغرض شیخ ابراہیم قدس سرہٗ حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہ کے حکم سے مراد آباد جاکر تربیت مریدین میں مشغول ہو گئے اور خلق خدا نے آپ سے بہت فیض حاصل کیا اور کافی لوگ روحانی تربیت حاصل کر کے مرتبۂ تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔ جب آپکا آخری وقت آیا تو آپ نے مشائخ چشت کی امانت بمعہ خرقۂ خلافت اپنے فرزند ارجمند شیخ ابوسعید قدس سرہٗ کے سپرد فرمائی اور خود پردہ پوش ہو گئے۔ آپکا مزار مبارک مراد آباد میں زیارت گاہِ خلق ہے۔

شیخ عبدالسبحان سہارنپوریؒ

شیخ عبدالسبحان سہارنپوریؒ کی بیعت بھی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت شیخ محمد صادق سے ہوئی۔ واقعہ یوں ہے کہ حضرت شیخ عبدالسبحان بڑے

marfat.com

لطیف طبع تھے۔ آپ سہارنپور میں رہتے تھے لیکن فقرا کے ساتھ آپکو زیادہ اعتقاد نہ تھا۔ بلکہ طریقۂ درویشی کو پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے ایک رات خواب دیکھا کہ انکا بخت بیدار ہوا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سمیت تشریف لائے ہیں اور حضرت شیخ محمد صادق بھی ساتھ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ عبدالسبحان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے پیر یہ ہیں۔ اسکے ساتھ ہی شیخ محمد صادق کی طرف اشارہ بھی فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ گنگوہ جا کر اُن سے بیعت کرو اور مطلوب حقیقی تک رسائی حاصل کرو۔ اسکے بعد شیخ عبدالسبحان بیدار ہو گئے۔ ابھی دو گھڑی رات باقی تھی۔ لیکن اُن سے رہا نہ گیا اور اُسی وقت روتے ہوئے گنگوہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچکر حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا اور ریاضت و مجاہدہ کے بعد خرقۂ خلافت حاصل کیا اور سہارنپور میں ہدایت خلق کیلئے مامور ہوئے۔ آپکے فیض تربیت سے بے شمار لوگ مستفیض ہوئے۔

ایک رافضی کی ہدایت

کہتے ہیں کہ سہارنپور کا حاکم رافضی تھا۔ ایک دفعہ اس نے اہل طریقت کے حق میں نازیبا کلمات منہ سے نکالے۔ جب حضرت شیخ عبدالسبحان کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اُسے ایک اسم تلقین فرمایا اور کہا کہ اسے پڑھکر سو جانا اہل سنت وجماعت کی حقیقت اور رافضی مذہب کے باطل ہونے کا علم تجھے ہو جائیگا۔ اسکے بعد اگر تجھے نصیب یاوری کرے اور حق تعالیٰ رہبری فرمادیں تو اہل طریقت کا مذہب اختیار کر لینا۔ اس حاکم نے حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق شب جمعہ وہ وظیفہ پڑھا اور پڑھتے پڑھتے غنودگی طاری ہو گئی اب کیا دیکھتا ہے کہ دو صفیں کھڑی نماز پڑھ رہی ہیں ایک صف اہل سنت وجماعت کی ہے اور دوسری رافضیوں کی ہے۔ لیکن اہل سنت وجماعت کا منہ قبلہ کی طرف ہے اور رافضیوں

marfat.com

کا منہ الٹی جانب یعنی مشرق کی طرف ہے۔ اس نے اپنے آپکو بھی رافضیوں کی جماعت میں کھڑا پایا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا اور اس کے دِل میں خیال آیا کہ اہل سنت وجماعت حق پر ہیں کیونکہ انکا منہ قبلہ کی طرف ہے۔ اَور رافضی باطل پر ہیں کیونکہ انہوں نے قبلہ کی طرف پیٹھ کر رکھی ہے۔ اُسوقت اسکے دِل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آیہ کریمہ فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ [جس طرف منہ کرو اللہ کی ذات سامنے ہے] کے مطابق مشرق کیطرف بھی ذات حق ہے اسلیئے جو لوگ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں وہ بھی حق پر ہیں لیکن چونکہ اسکی ہدایت کا وقت آچکا تھا اس خیال سے اُسے تسکین نہ ہوئی اَور اپنے دِل میں کہنے لگا اگر مشرق کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہوتا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رو بقبلہ ہو کر نماز پڑھتے تھے معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت حق پر ہیں اَور رافضی باطل پر ہیں۔ جب خواب سے بیدار ہوا تو حضرت شیخ عبدالسبحان کی خدمت میں جا کر رفض سے تائب ہوا اَور بیعت سے مشرف ہوا۔ آپکا مزار مبارک سہارنپور میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ عبدالجلیل الہ آبادی رح

حضرت شیخ عبدالجلیل الہ آبادی بھی جو حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ کے اکابر خلفائیں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی حکم سے آپ کے مرید ہوئے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ شیخ عبدالجلیل دہلی میں ملک العلما حضرت شیخ عبدالحق قدس سرہٗ کے ہاں تحصیل علوم اسلامیہ میں مشغول تھے اَور فراغت ہونے والی تھی کہ ایک رات خواب میں اپنے آپکو ایک وسیع نورانی صحرا میں پایا وہاں یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ابلق گھوڑے پر سوار ہیں جب انہوں نے پابوسی کا شرف حاصل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم قیل وقال کسی کام نہیں آتا اسوقت حضرت شیخ محمد صادق کی صورت انکو دکھائی

marfat.com

گئی اور فرمان ہوا کہ گنگوہ میں اس شخص کے پاس جاؤ کیونکہ یہ میری امت کے اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ اِن سے بیعت کر لو اور علم قیل و قال کو چھوڑ کر حال میں مشغول ہو جاؤ۔ جب شیخ عبد الجلیل بیدار ہوئے تو فوراً دہلی سے گنگوہ پہنچے اور حضرت شیخ محمد صادق سے بیعت کر لی۔ کچھ عرصہ ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہنے کے بعد آپکو فتح باب نصیب ہوئی اور حضرت اقدس نے انکو خلافت دے کر الٰہ آباد بھیج دیا۔ وہاں ایک جہان آپ کے فیض سے مستفیض ہوا اور کئی لوگ مرتبہ رشد و تکمیل کو پہنچے۔ آپ بڑے صاحب کشف و کرامت تھے اور آپکی خوارق کا کوئی شمار نہیں ہے۔

ایک شخص کا انکار اور نابینا ہو جانا

ایکدفعہ ایک شخص نے آپکی خدمت میں آکر شکایت کی کہ میں سارے جہان میں پھرا ہوں لیکن کوئی صاحب کمال نہیں دیکھا۔ جہاں جاؤ جھوٹے پیر گدیوں پر بیٹھے دکانداری اور خلق خدا کے ساتھ ٹھگی کر رہے ہیں۔ شیخ عبد الجلیل اسوقت مرتبہ اطلاق میں غرق تھے آپکی غیرت جوش میں آئی اور آنکھیں کھول کر فرمایا کہ ابتک نہیں دیکھا اب اگر اندھے نہیں ہو تو دیکھو۔ یہ کہنا تھا کہ وہ نابینا ہو گیا۔ جب اس نے آپکی یہ کرامت دیکھی تو پاؤں پر گر پڑا اور تائب ہو کر بیعت سے مشرف ہوا۔

سیلاب میں بیٹھے سلامت رہے

روایت ہے کہ جب شیخ عبد الجلیلؒ حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ سے خلافت حاصل کر کے الٰہ آباد میں سکونت پذیر ہوتے تو مدت کے بعد وہاں ایک بہت بڑا سیلاب آیا جس سے اکثر اہلِ شہر غرق ہو گئے اور بعض وہاں سے بھاگ گئے اور جان بچائی لیکن آپ اپنے گھر میں بیٹھے رہے حالانکہ طوفان کا بہت زور تھا اور پانی آپکے گھر کے صحن میں داخل ہو چکا تھا حاکم شہر نے آپکے پاس کشتیاں بھیجیں اور کہلا بھیجا کہ آپ اپنے اہل دعیال اور

marfat.com

سامان کے ساتھ نکل آئیں لیکن آپنے یہ بات قبول نہ کی اور حاکم کو کہلا بھیجا کہ اگر خدا تعالیٰ نے ہماری محافظت فرمائی تو اسی جگہ صحیح وسلامت بیٹھے رہینگے اور اگر ہماری موت کا بہانہ یہی ہے تو ان کشتیوں سے کچھ نہ بنے گا۔ کہتے ہیں کہ پانی آپکے صحن بلکہ آپکی چارپائی تک پہنچکر اترنا شروع ہوگیا اور ایک دو دن میں ختم ہوگیا۔ نہ آپ کے گھر کو کوئی نقصان پہنچا نہ متعلقین اور سامان کو۔

چور کا نابینا ہو جانا

ایک رات ایک چور آپکے گھر میں داخل ہوا۔ اسوقت آپ ایک کونے میں بیٹھے شغل باطن میں مشغول تھے جونہی چور گھر کے اندر داخل ہوا اندھا ہوگیا۔ اس سے اس نے گھبرا کر آواز بلند کی کہ اس گھر میں کوئی عارف ہے کہ جسکی نظر قہر سے میری بینائی چلی گئی ہے اب میں عہد کرتا ہوں کہ اگر میری آنکھیں مجھے واپس مل جائیں تو چوری چھوڑ دونگا اور ساری عمر طاعت وعبادت میں گذار دونگا۔ آپنے فرمایا چونکہ تو نے صدقِ دل سے توبہ کی ہے تجھے بینائی مل جائیگی۔ یہ کہنا تھا کہ اسکی آنکھیں روشن ہو گئیں اور باہر چلا گیا۔ صبح کیوقت اپنے بال بچوں اور مال ومتاع کے ساتھ آیا اور حضرت اقدس سے شرف بیعت حاصل کیا اور شغل باطن میں مشغول ہوگیا۔ اسوقت سے شیخ عبد الجلیلؒ کی ولایت ظاہر ہوگئی۔

آپنے اذکار واشغال کے بیان میں ایک رسالہ لکھا ہے آپکا کمال اِسی رسالہ نیز آپکے ایک عربی قصیدہ سے ہوسکتا ہے جو سراسر عشق ومستی میں ڈوبا ہوا ہے جب آپکا آخری وقت آیا تو مشائخ چشت کی امانت اپنے فرزند عزیز غلام محی الدین کے سپرد کی اور عالمِ بقا کی طرف رحلت کرگئے۔ آپکا مزار الٰہ آباد میں مرجع خلائق ہے اور حاجت روائے خاص وعام ہے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

شیخ جمالؒ کا چھوہ

اسی طرح شیخ جمالؒ ساکن کا چھوہ بھی جو حضرت شیخ محمد صادقؒ کے دوست تھے۔ اشارۂ باطنی سے آپکے مرید ہوئے اور مرتبۂ کمال وتکمیل کو پہنچے۔ انکے مرید ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ وہ

marfat.com

دیہات کے رہنے والے تھے اَور موضع کا چھوہ میں جو کرنال سے چار کوس کے فاصلہ پر غربی جانب واقع ہے کھیتی باڑی کیا کرتے تھے ایکدن ہل چلا رہے تھے کہ غیب سے ہاتف نے آواز دی یعنی حق تعالیٰ نے اسے بلا واسطہ خطاب کر کے فرمایا کہ اے جمال تو اس کام کیلئے نہیں پیدا کیا گیا۔ بلکہ تم ہمارے مشاہدہ کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔ تم گنگوہ جا کر شیخ محمد صادق کیخدمت میں پہنچو اَور اصل کام میں مشغول ہو جاؤ۔ شیخ جمال غیب سے یہ آواز سن کر غفلت سے بیدار ہوئے اور گنگوہ جا کر حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ نے انکو اپنی بھینسوں کی خدمت پر مامور فرمایا اور کافی مدت تک وہ یہ خدمت سر انجام دیتے رہے۔ ایکدن حضرت شیخ محمد صادقؒ کے بیٹے شیخ داؤد نے شیخ جمال سے کہا کہ تم بھینسوں کیخدمت کیلئے یہاں نہیں آئے ہو بلکہ طلب حق میں تم نے خان دمان ترک کیا ہے اَور یہاں پہنچے ہو۔ اَب تمہیں اپنے اصلی کام میں مشغول ہونا چاہیئے۔ شیخ جمال اس کلام سے متنبہ ہوئے اَور حضرت اقدس کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ حضور مجھے شغل باطن تلقین فرما دیں تاکہ میں اس میں مشغول ہو جاؤں۔ حضرت شیخ نے انکے صدق طلب کا مشاہدہ کر کے دریافت کہ تجھ کو کس چیز سے محبت ہے۔

بھینس کے تصور کی تلقین

اس نے عرض کیا کہ میرے گھر میں ایک بھینس ہے جسے میں تمام بھینسوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں آپ نے اُسے ذکر جہری تلقین فرمایا اَور نماز معکوس کا طریقہ بتا کر حکم دیا کہ ایک چلہ کرو اَور اسکے اندر رات دِن ذکر جہر اَور نماز معکوس میں باری باری مشغول رہو اَور تصور اس بھینس کا رکھو کیونکہ تمہارے کام کی کشائش اسی میں ہے۔ جاننا چاہیئے کہ پیران کامل حکیم حاذق کی مانند ہیں اَور مریدین بیماروں کی طرح ہیں۔ چنانچہ جو دوائی جس شخص کے حق میں مفید ہوتی ہے وہی دیتے ہیں تاکہ صحت کامل ہو۔ محققین کا کہنا ہے کہ مرشد کو چاہیئے کہ سالک کی حالت تشخیص کرے

marfat.com

اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ اُسے کس چیز سے رغبت ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو اپنے بیٹے سے محبت ہے اور اسکے عشق میں والہ وشیدا ہے تو بیٹے کا جمال اسکی آنکھوں میں شیخ کے جمال سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اسلئے شیخ کو چاہیئے کہ اپنے برزخ کا حکم نہ دے بلکہ اُسے بیٹے کے برزخ کا حکم دے [یعنی اپنے تصور کی بجائے اسکے اپنے بیٹے کا تصور کرائے] اور اسی تصور میں اس سے اذکار ومشاغل کرائے۔ اُن اذکار ومشاغل کی برکت سے اسے مجاز سے کھینچ کر حقیقت پر لایا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے جو جمال گل اور چمن پر عاشق ہے شیخ اسے اپنے تصور کی جگہ اُسی گل اور چمن کا تصور کرائیگا کیونکہ جس خوبی سے کام گل وچمن کے برزخ میں ہوسکتا ہے شیخ کے برزخ میں نہیں ہوسکتا۔ لیکن اُسے رفتہ رفتہ مجازی تعلقات سے نکال کر حقیقت کے ساتھ وابستہ کیا جائیگا۔

الغرض حضرت شیخ محمد صادق کے فرمان کے مطابق شیخ جمال نے ایسی خلوت اختیار کی کہ چالیس روز تک دروازہ نہ کھولا اور ریاضت ومجاہدہ میں منہمک رہا۔ اور اسکا کام اسی ایک چلہ میں بن گیا۔ جب چلہ کی مدت پوری ہوئی تو حضرت شیخ محمد صادق ؒ نے حجرہ کے دروازہ پر آکر کہا کہ دروازہ کھولو۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو فرمایا کہ باہر آؤ۔ شیخ جمال نے کہا کہ باہر کیسے آؤں میرے سینگھ بڑے ہیں اور دروازہ تنگ ہے۔ حضرت اقدس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور باہر کھینچ لیا۔ اسکے تین دن بعد اسے خلوت میں بٹھا کر حقیقت توحید سے آگاہ فرمایا حتیٰ کہ اسکی نظر میں وجودِ واحد کے سوا کچھ نہ چھوڑا اور ایک نظر میں اسے عالم بے کیف واطلاق میں پہنچا دیا۔ کہتے ہیں کہ شیخ جمال کو مرتبہ بے رنگی نماز معکوس میں حاصل ہوا بعض کو یہ مقام [ذات بحت میں فنا] ذکر ونفی واثبات سے حاصل ہوتا ہے۔ بعض کو شغل ہو ہم سے اور بعض کو شغل سہ پایہ سے۔

الغرض جب شیخ جمال مرتبہ کمال کو پہنچ گئے تو حضرت اقدس نے انکو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور کاچھوہ بھیج دیا تاکہ وہاں لوگوں کی رشد وہدایت کا کام سنبھالیں

marfat.com

آپ وہاں خلق خدا کی ہدایت میں ایک مدت تک مشغول رہے۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے خرقہ خلافت ایک مغل کو عطا فرمایا جو آپکا خاص مرید تھا۔ آپکا مزار اسی موضع میں زیارت گاہ خلق ہے۔

روایت ہے کہ اس مغل کو خلافت عطا کرنے کے بعد شیخ جمال نے اپنے حجرہ میں بیٹھ کر دروازہ بند کر دیا اور شغل باطن میں منہمک ہو گئے۔

گھوڑی کا متکلم ہونا

اس مغل کی ایک گھوڑی تھی جو سارا دن خود بخود صحرا میں چرتی رہتی تھی اور شام کے وقت گھر آجایا کرتی تھی۔ ایک دن وہ گھوڑی ایک شخص کے کھیت میں چلی گئی اور گھاس کھاتی رہی لیکن اسکی زراعت کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ اس شخص کو شیخ جمال سے عناد تھا گھوڑی کا بہانہ بنا کر مغل کے حجرہ کے سامنے آیا اور زور زور سے گالی بکنے لگا اور یہ کہتا رہا کہ عجب فقیر ہے گھوڑی کو لوگوں کی فصل میں چھوڑ کر خود حجرہ کے اندر یادِ خدا میں مصروف ہے۔ اسوقت وہ مغل شغل باطن میں مست تھا۔ جونہی اس نے شور سنا غیرت عشق الٰہی نے جوش مارا اور استغنائے ذاتی بروئے کار ہوئی حجرہ سے باہر آکر اس آدمی کو کھیت میں لے گیا اور گھوڑی کی طرف دیکھ کر کہا کہ تو کیوں لوگوں کا فصل کھاتی ہے اور ہمیں بدنام کرتی ہے۔ گھوڑی کو اللہ تعالیٰ نے طاقت گویائی عطا فرمائی اور کہنے لگی کہ میں نے ایک تنکہ تک اس شخص کے فصل سے نہیں کھایا۔ میں تو صرف گھاس کھاتی رہی ہوں۔ لیکن چونکہ اس شخص کو شیخ جمالؒ سے عداوت ہے اور آپ چونکہ انکے خلیفہ ہیں اسلئے ناحق آپکو تنگ کر رہا ہے۔ اس گھوڑی نے یہ بھی کہا کہ چونکہ میری وجہ سے لوگ آپکو تنگ کرتے ہیں کل ایک شخص آئیگا جو مجھے خرید کرنے کا خواہشمند ہوگا اور آپکو بیس روپے دیگا اور یہ رقم میری اصل قیمت سے دو چند ہے۔ آپ مجھے اسکے ہاتھ فروخت کر دیجئے اور اس موقعہ کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ دوسرے دن ایک شخص آیا اور مغل کو بیس روپے دیکر گھوڑی لے گیا۔ چنانچہ یہ تھوڑا سا تعلق جو رہ گیا تھا وہ بھی ختم ہو گیا

marfat.com

اور اس شخص نے جو شیخ جمال سے حسد رکھتا تھا جب یہ واقعہ دیکھا تو فوراً معافی مانگ مغل کا مرید ہو گیا۔

خرگوش کا گویا ہونا

روایت ہے کہ ایکدفعہ شیخ جمالؒ حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ کو اپنے گاؤں کا چھوہ میں دعوت دیکر لے گیا۔ حضرت اقدس کا دستور تھا کہ کبھی کبھی صحرا میں جاکر شکار اور قدرت کا تماشا کیا کرتے تھے۔ ایکدن موضع کا چھوہ کے جنگل میں آپ شکار کر رہے تھے کہ اچانک شیخ جمال دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ حضور میں نے ایک خرگوش کو مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے بولنا شروع کیا اور کہنے لگا کہ مجھے مت مارو، میں ایک حقیر اور کمزور جانور ہوں میرے جسم میں ہڈیوں کے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اگر وہ خرگوش میرے سامنے بات کرے تو تمہاری بات کا یقین کرونگا۔ چنانچہ شیخ جمال حضرت اقدس کو اس مقام پر لے گئے جہاں خرگوش چھپا ہوا تھا۔ انہوں نے خرگوش کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم پھر مجھ سے وہی بات کرو جو پہلے کی تھی تو تجھے چھوڑ دونگا ورنہ مار دونگا جب اس خرگوش نے دوبارہ وہی بات دہرائی تو حضرت شیخ محمد صادق حیران ہوئے اور اُسی دن سے شکار ترک کر دیا

حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ کے اصحاب کو اپنے شیخ کے اندر اسقدر فنا حاصل تھی کہ وہ آپ کو عین ذات حق سمجھتے تھے۔ روایت ہے کہ ایکدن حضرت اقدس شکار کیلئے صحرا میں گئے ہوئے تھے کہ ایک ہرن سامنے آیا آپ نے اُسے نیزہ مارنے کا قصد کیا ہی تھا کہ آپکے اصحاب جو کم و بیش تین سو تھے ایک مقام پر بیٹھے حقائق و معارف پر گفتگو کر رہے تھے۔ ایک درویش کے منہ سے لفظ اللہ نکلا۔ دوسرے درویش نے جو دریائے وحدت میں غرق تھا کہا چپ رہو اللہ اسوقت شکار کر رہا ہے اور ہرن پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نازک وقت میں اسکی توجہ اپنی طرف مبذول نہ کر۔ یہ بات سنکر تمام درویشوں پر محویت طاری ہو گئی اور سب دوڑ کر حضرت اقدس کے پاس پہنچے اور سجدہ میں گر کر تیر عشق کا نشانہ ہو گئے

marfat.com

اسوقت حضرت چونکہ عالمِ اطلاق میں تھے اَور عنقائے ذاتِ مطلق اور بے نشان کے شکار میں مشغول تھے آپ نے ایک نظر سے اُن تین سو درویشوں کو مشاہدہ ذات بے کیف میں پہنچا دیا۔ اَور دوپہر تک وہ عالمِ محویت اَور بے خودی میں کھڑے رہ گئے۔ جب انکی حالت میں افاقہ ہوا حضرت اقدسؒ نے سب کو خرقہ خلافت دیکر مختلف مقامات پر بھیج دیا۔ سبحان اللہ! حضرت شیخ محمد صادق کو ذاتِ حق کے ساتھ کیا قرب حاصل تھا کہ جو کچھ حضرت اقدس کی مرضی میں آتا تھا حق تعالیٰ اُسی طرح کرتے تھے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ولی جب مراتب قطبیّت غوثیّت اور فردیّت طے کر کے مقام محبوبیت میں پہنچتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا مظہر بن جاتا ہے اَور اسکا ارادہ حق تعالیٰ کا ارادہ ہو جاتا ہے پس جو قول و فعل کہ اس سے وقوع پذیر ہوتا ہے حق تعالیٰ کو محبوب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خود حق تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ جو چاہتے تھے حق تعالیٰ اُسی طرح کرتے تھے۔ بلکہ آپکی خواہش اور ارادہ حق تعالیٰ کو اسی طرح محبوب تھا جسطرح آپکی ذات محبوب تھی۔

اقسامِ محبوبیّت

جاننا چاہیئے کہ محبوبیّت کی دو قسمیں ہیں۔ اصلی اَور ظلّی۔ اصلی محبوبیّت یہ ہے کہ جب ایک ولی اللہ اپنی استعداد کے مطابق حق تعالیٰ کی معرفت سے مشرف ہوتا ہے اَور اُسے ذات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال فنا میسر آتا ہے اَور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتحادِ تام اصالۃً حاصل ہوتا ہے تو اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکمل اتحاد کیوجہ سے مرتبۂ محبوبیّت بھی اصالتاً حاصل ہوتا ہے۔ اس قسم کے محبوب امت میں بہت کم ہیں۔ مثل سلطان العارفین حضرت سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ، حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین بدایونیؒ اَور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہیؒ۔ محبوبیّت ظلّی یہ ہے کہ ایک ولی اللہ کو آیہ کریمہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [اے نبی لوگوں سے

marfat.com

کہدو کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے] کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اتباع کی بدولت اللہ تعالیٰ سے نسبت محبوبیت حاصل ہوتی ہے۔ امت میں اس قسم کے محبوب بہت ہیں۔

ایک عاشقِ مجاز کا کانٹا بدلنا

اس فقیر نے مشائخ سے بنقل متواتر سنا ہے کہ ایک درویش کسی عورت پر عاشق تھا۔ اور غلبۂ محبت سے اسکا آرام اور قرار برباد ہو چکا تھا۔ ایک دن اس نے حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدس سرہٗ کی خدمت میں جاکر ماجرا بیان کیا۔ حضرت اقدس اس وقت شہودِ دوست میں غرق تشبیہ تھے۔ آپکی زبان مبارک سے یہ نکلا کہ تم ہر وقت میرا تصور کیا کرو، تمہارا کام بن جائیگا۔ چنانچہ وہ دن رات اسی شغل میں منہمک ہوگیا۔ چند دنوں کے بعد اس عورت کی محبت اسکے دل سے نکل گئی اور اسکی جگہ حضرت اقدس کی محبت دامنگیر ہوگئی۔ چنانچہ اس نے حاضرِ خدمت ہوکر آپسے بیعت کرلی تھوڑے عرصے میں واصلانِ حق میں سے ہوگیا۔

موسلادھار بارش میں کپڑے خشک رہے

یہ روایت بھی تواتر کے ساتھ سُنی گئی ہے کہ ایکدفعہ شیخ محمد صادق صحرا میں سیر کیلئے آئے ہوئے تھے کہ ابر چڑھ آیا اور بارش ہونے لگی۔ آپکے تمام اصحاب نے اپنے اوپر گلیم اور برساتیاں تان لیں اور حضرت شیخ سے بھی عرض کیا کہ ساتھ آجائیں لیکن آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ آج بارش ہماری رعایت کرے گی اور ہم پر نہیں برسے گی۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ہر طرف بارش برس رہی تھی لیکن حضرت اقدس پر ایک قطرہ بھی نہ پڑا۔ اسکے بعد آپ خشک کپڑوں اور محبتِ الٰہی سے تر دل کے ساتھ گھر تشریف لے گئے حالانکہ برساتیوں کے باوجود آپ کے تمام ساتھیوں کے کپڑے بارش سے تر ہو چکے تھے۔

ایک رئیس کی گستاخی اور سزا

ایکدفعہ حضرت اقدس اصحاب سمیت صحرا کیطرف سیر کو گئے ہوئے تھے جب شام ہوگئی

marfat.com

تو آپنے ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ مسجد کے قریب ایک رئیس کے گھوڑوں کا اصطبل تھا۔ جب آخر شب تمام حضرات ذکر و شغل میں مصروف ہوئے تو شیخ ابراہیم الہ آبادی پر حالت طاری ہوگئی اور غلبۂ بےخودی میں تڑپتے ہوئے اصطبل میں جا پڑے اور آپکے نوہائے شوق سے گھوڑوں میں بےچینی واقع ہوئی اور ایک بیش بہا گھوڑا رسی توڑ کر جنگل میں بھاگ گیا۔ جب اس بات کی خبر اس رئیس کو ہوئی تو اس نے غیض و غضب میں آکر حضرت شیخ ابراہیم کو اپنے نوکروں کے ہاتھوں عین اسی وجد کی حالت میں شدید زد و کوب کرایا لیکن آپکو عالمِ شوق و مستی میں اسکا مطلقاً احساس نہ ہوا۔ جب آپکی حالت میں افاقہ ہوا تو زخموں میں درد محسوس ہونے لگا۔ صبح کیوقت جب اصحاب نے حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر سارا ماجرا بیان کیا تو آپکی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے کہ چونکہ امیر نے فقیر کو گھوڑے کیوجہ سے ستایا ہے انشاءاللہ تعالیٰ وہ گھوڑا سلامت نہیں رہیگا۔ صبح اُس رئیس کے نوکر گھوڑا پکڑ کر واپس آئے تو وہ گھوڑا آتے ہی زمین پر گر گیا اور مر گیا رئیس کو معلوم تھا کہ گھوڑا کیوں مرا ہے۔ اسکے دل میں خیال آیا کہ اگر میں انکی خدمت میں جا کر معافی نہیں مانگتا تو نا معلوم مزید کیا نقصان ہوگا۔ چنانچہ وہ فوراً حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا اور اپنے کئے پر سخت پشیماں ہو کر از راہ عجز و نیاز سر زمین پر رکھدیا۔ حضرت اقدس نے جو آیۂ رحمت تھے اسکی تقصیر معاف کر دی۔ اسکے بعد وہ رئیس آپکی بیعت سے مشرف ہوا اور مخصوص مریدین میں سے ہوا۔

ایکدفعہ حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ سخت بیمار ہوگئے۔ بہت علاج کیا گیا لیکن صحت نہ ہوئی۔ اُس بیماری کے دوران حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کا عرس آگیا۔ آپنے فرمایا میری چارپائی اٹھا کر مجلسِ سماع میں لے چلو اور ایک کونے میں رکھدو تا کہ میں محبوبِ حقیقی کے پروانوں کے احوال دیکھ کر دل کو خوش کر لوں۔ آپکے حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب سماع شروع ہوا اور آواز

marfat.com

مطلق لباس مقید میں آپکے کانوں میں آئی تو آپ بھی تقید سے عالم اطلاق میں جا نکلے اور صورت سے نکل کر معنی میں پہنچے اور غلبہ سرور شہود دیکھو جسے وجد میں آکر رقص کرنے لگے اور کافی دیر تک رقص کرتے رہے۔ جب آپ وجد و رقص سے فارغ ہوئے تو بیماری بھی جاتی رہی اور مکمل شفا ہوگئی۔ آپکے کمالات اسقدر ہیں کہ اس مختصر کتاب میں نہیں سما سکتے۔

خلفاء حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدس سرہ کے بہت خلفاء باکمال تھے کہ جنکا نور ہدایت آج تک خلق خدا پر محیط چلا آرہا ہے۔

خلیفہ اول حضرت شیخ داؤد گنگوہیؒ

آپکے خلیفہ اول و اعظم آپکے فرزند ارجمند مست جمال و دود حضرت شیخ داؤد قدس سرہ ہیں کہ جن کا نور ہدایت تا قیامت افزوں رہیگا۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہ نماز فجر میں بیٹھے التحیات پڑھ رہے تھے جب آپ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی اٹھائی۔ انگلی کا اٹھنا تھا کہ اسمیں سے ایسا نور طلوع ہوا جو آن کی آن میں مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور دنیا کے تمام شہروں اور قصبوں سے گھوم پھر کر اسی انگلی میں گم ہوگیا۔ اسکے بعد آپکی سامنے والی دیوار شق ہوئی اور اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت معہ اصحاب کرام ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نور جو تم نے دیکھا ہے تمہارے بیٹے داؤد کی ولایت کا نور ہے جسکے رشد و ہدایت کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلے گا اور سارا جہان اسکی ولایت سے پر ہو جائیگا اور وہ خلیفہ مطلق اور سجادہ نشین برحق ہوگا۔ اسکی تربیت میں خوب کوشش کرنا کیونکہ وہ بفضلہ تعالیٰ ایک ایسا باردار درخت ہوگا کہ ایک جہان اسکے سائے میں آسائش حاصل کریگا اور اسکے ثمرۂ عنایت سے بہرہ ور ہوگا۔ اسکا فیض ایسا عالمگیر ہوگا کہ تمام اقطار و اطراف عالم اسکے مریدوں اور خلفاء سے پر ہونگے۔ یہ بشارت سن کر حضرت شیخ محمد صادقؒ

marfat.com

بہت خوش ہوئے اَور حق تعالیٰ کا شکرانہ بجا لائے۔ اسکے بعد آپ پوری طرح شیخ داؤد کی تربیت میں مشغول ہوئے۔ اَور تھوڑے عرصہ میں مرتبۂ کمال و تکمیل تک پہنچا کر مریدین کی ہدایت پر مامور فرمایا۔ اَور خود اس کام سے فارغ ہو کر ذاتِ حق میں کلی طور پر مستغرق ہو گئے اَور بقیہ عمر شہودِ دوست کی محویت میں صرف کر دی جب آپ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے مشائخ چشت کی امانت مع اسم اعظم اور خرقۂ خلافت و سجادگی حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ کے حوالہ کی اَور اپنی جان نازنین کو پروانہ وار شمع ذات لاکیف پر فدا کر دیا۔ شیخ داؤد کی زندگی حالات اپنے مقام پر آرہے ہیں۔ حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدس سرہٗ کا وصال تاریخ اٹھارہ ماہ محرم الحرام ہوا۔ لیکن سن وصال تا حال معلوم نہیں ہو سکا۔ آپکا مزار مقدس گنگوہ شریف میں زیارت گاہِ مشکل کشائے خلائق ہے۔ آپکا شمار اُن اولیاء کرام میں ہوتا ہے جنکی ولایت کا تصرف حیات اَور ممات میں برابر ہے اَور آج بھی آپ قبر میں بیٹھے طالبان راہ خدا کی تربیت و ہدایت کر رہے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

خلیفۂ دوم آپ کے دوسرے خلیفہ آپ کے فرزند فانی ذاتِ احد حضرت شیخ محمد گنگوہی ہیں جو حضرت شیخ داؤد کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ تربیت مریدین میں ید طولیٰ تھے تھے۔ اَور بڑے صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپکے خلفاء بہت تھے اَور آپکے دامان تربیت سے بڑے بلند مرتبہ اولیا اللہ کا ظہور ہوا ہے اَور ایک جہان انکے نور ہدایت سے بہرہ مند ہوا ہے۔ حضرت شیخ محمد نے ساری عمر عشق و محبت، فقر و فنا اَور شغل باطن میں بسر کر دی۔ جب آپ نے چاہا کہ جمال محبوبِ حقیقی کا بے پردہ مشاہدہ کریں آپکا مرغ روح ہستی مجازی کا پردہ چاک کر کے آشیانۂ لامکاں کی طرف پرواز کر گیا۔ اَور دوست سے یک رنگ ہو گیا۔ آپکا مزار مبارک گنگوہ شریف میں غم ربائے و مشکل کشائے خلائق ہے۔

خلیفۂ سوم آپ کے خلیفۂ سوم حضرت شیخ ابراہیم مراد آبادیؒ، خلیفہ چہارم شیخ عبد السبحان سہارنپوریؒ، خلیفہ پنجم شیخ عبد الجلیل الہ آبادیؒ،

marfat.com

اور خلیفہ ششم حضرت جمال کا چھوئی تھے جن کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔
خلیفہ ہفتم حضرت شیخ مبارک ہیں جو آپکے پیر حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ اور تربیت و خلافت حضرت اقدس سے حاصل کی تھی۔ کہتے ہیں کہ شیخ مبارکؒ نے شروع میں جتنی عبادت و ریاضت کی کوئی کشائش کار نصیب نہ ہوئی۔ اسوجہ سے انکا دل کچھ عرصہ کیلئے اذکار و مشاغل سے سرد پڑ گیا اور حج کے بہلنے حضرت شیخ محمد صادق سے رخصت حاصل کر کے ساری دنیا میں پھرے اور جہاں جہاں کسی بزرگ کا پتہ ملا انکی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن کسی جگہ تسکین نہ ہوئی۔ جس بزرگ سے ملاقات ہوتی تھی انکے اطوار و عادات دیکھکر مشائخ گنگوہ یاد آتے تھے اور دل میں کہتے تھے کہ یہ میری بد نصیبی ہے کہ ایسے بزرگوں کی صحبت سے محروم ہو گیا ہوں۔ آخر الامر سرگشتہ اور پریشان ہو کر گنگوہ واپس آئے اور حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ کی صحبت اختیار کی۔ آپنے اس سے دریافت فرمایا کہ جب تم یہاں سے بے ذوق ہو کر چلے گئے تو پھر واپس کیوں آئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے تمام درویشان عالم کو دیکھا ہے لیکن انکے اندر حضور اقدس کے جمال کا ذرہ بھر بھی نہیں پایا۔ اب میرے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے ہیں اور حضور اقدس کیخدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اب اگر آپ قبول فرمادیں تو آپکا ہوں اور رد کریں تو بھی آپ کا ہوں۔ یہ دیکھکر حضرت اقدس کو اسکے حال پر رحم آیا اور اس پر ایسی نظر شفقت فرمائی کہ تھوڑے سے عرصے میں اسکی حالت مجاہدہ سے مشاہدہ میں مبدل ہو گئی اور ایسے عجیب و غریب حالات کا آپ سے ظہور ہونے لگا کہ قلم بیان سے قاصر ہے۔ رفتہ رفتہ آپکا شمار حضرت شیخ کے اکابر اصحاب میں ہو گیا۔ حضرت اقدس نے آپکو خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور آپکی تعلیم و تربیت سے خلق خدا کو بے حد فائدہ ہے۔ آپ کا مزار مبارک اب تک معلوم نہیں ہو سکا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔
آپ کے آٹھویں خلیفہ شیخ یوسفؒ ہیں وہ بھی حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی

marfat.com

قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ لیکن تربیت و خلافت حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ سے حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری قدس سرہٗ کو بھی دیکھا تھا۔ شیخ یوسف ولایت روہ [کوہستان] کے باشندہ تھے اور طبعیت آپکی بہت سخت تھی۔ پہلے وہ آداب مریدی سے بھی واقف نہیں تھے اور اکثر اوقات ان سے ایسے حکمات سرزد ہوتے تھے جو حضرت شیخ محمد صادقؒ کے مزاج کے موافق نہ ہوتے تھے۔ شیخ یوسف نے ذکرِ جہری چالیس ہزار تک پہنچایا تھا[1]۔ ریاضت و مجاہدہ میں آپ ثابت قدم اور فقر و فنا میں مستحکم تھے حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ نے انکو انکی اپنی درخواست پر خلافت تو عطا فرمائی تھی لیکن کافی جدوجہد کے باوجود کسی کو فائدہ نہ پہنچا۔ لیکن وہ اپنی ذات سے عارف کامل، موحد، اور واصل باللہ تھے۔ آخر انہوں نے سامانہ میں سکونت اختیار کی اور اسی جگہ دفن ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ محمد صادقؒ کا یا حضرت شیخ داؤدؒ کا ایک خلیفہ لودہانہ میں بھی ہے لیکن تاحال انکے متعلق معلومات بہم نہیں پہنچیں۔ حضرت اقدس کے اور خلفا بھی کثرت سے تھے جن کے حالات اس مختصر کتاب میں بیان نہیں ہوسکے لہٰذا فی الحال ان آٹھ خلفائ پر اکتفا کیا ہے۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود
ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

---

[1] ذکر جہری اسم ذات کی آخری حد مشائخ عظام نے چوبیس ہزار یومیہ مقرر فرمائی ہے اسلئے کہ آدمی عام حالات میں ہر شبانہ روز چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ چوبیس ہزار بار ذکر اسم ذات روزانہ کا مطلب ہے کہ ہر سانس ذکر الٰہی میں صرف ہوتا ہے۔ لیکن چالیس ہزار یومیہ تو بہت بڑی بات ہے اور سوائے عالی ہمت سالکین کے دوسرا کوئی نہیں کرسکتا۔

marfat.com

شیخ المشائخ حضرت شیخ داؤد قدس سرہ

آں نشانہ خدنگ عشق مطلق، آں آلودۂ جمال الحق، آں مست الست نغمات بے ساز، آں در خلوت کنت کنز اُمحرم راز، آں قائل لا احب الافلین مانند خلیل ؑ، آں آثار ولایتش ظاہر بر خاص و عام بے دلیل، آں جمیع طالبان حق را موصل بہ مقصود، قطب مادر زاد شیخ المشائخ حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ مرید بر حق اور خلیفہ و جانشین مطلق پدر عالی قدر حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی الحنفی تھے آپ بڑے صاحب ریاضت و مجاہدہ اور کشف و کرامات تھے۔ آپکی ہمت بلند، حال قوی تھا۔ آپکے کمالات آپکی پیشانی مبارک سے ہر خاص و عام پر اظہر من الشمس تھے۔ آپ نغمات الست میں مدہوش اور شان بقا باللہ میں باہوش تھے آپکی توجہ میں وہ اثر تھا کہ ایک نظر سے آپ بادیۂ غفلت کے افسردہ دلوں سے علائق دنیا کو دھو کر جمال تجلیات ذات و صفات سے منور کر دیتے تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

دلے افسردگی یابد بہ گفت ہر کسے گرمی دل داؤدی باید کہ از آہن دہد نرمی

[ہر شخص کی بات سے دل افسردہ گرمی حاصل کرتا ہے لیکن معجزۂ داؤدی سے آہن سخت نرمی اختیار کرتا ہے]

اُسی بزرگ نے یہ بھی فرمایا ہے ؎

بہ تخت ملک بنشستم چو حاصل گشت مقصودم سلیمانی کنم کز جاں غلام شاہ داؤدم

[جب میرا مقصود حاصل ہو گیا تو میں ملک دل پر تخت نشین ہوا اور حضرت سلیمان کی طرح بادشاہی کرنے لگا کیونکہ انکی طرح میں بھی شاہ داؤد کا غلام ہوں]

ذوق سماع آپ سماع کے دلدادہ تھے۔ جب آپ محفل سماع میں آتے جس شخص پر آپکی نظر پڑتی وہ خطرۂ ماسویٰ اللہ سے فارغ ہو جاتا تھا۔ بعض اوقات آپ عین حالت وجد میں محفل سماع سے گم ہو جاتے تھے اسوجہ

marfat.com

سے کہ غلبۂ اسمِ باطن سے تعینِ اسمِ ظاہری [جسم] چھپ جاتا تھا۔ تشبیہہ تنزیہہ میں بدل جاتی تھی[1] اور معراجِ حقیقی میسّر آتا تھا[2]۔ معراج الروح فی السماع [روح کا معراج سماع میں ہے] سے مراد یہی حقیقت ہے۔ لیکن کچھ دیر کے بعد بمقتضائے اسم الظاہر آپ ظاہر ہو جاتے تھے اور ہر خاص و عام آپکا مشاہدہ کرتا تھا۔

اقسامِ وجد

یاد رہے کہ وجد کی کئی اقسام ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ سماع ہر سرود سے ہر دردمند اور صالح کے قلب میں نرمی آتی ہے خواہ اُسے سلوک الی اللہ سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اس حالت میں اس پر گریہ طاری ہوتا ہے اور آہ و نالہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اگرچہ اسے نہ ذوقِ شغل ہوتا ہے نہ شوقِ عشق۔ محض رقت اور نرمیٔ دِل کیوجہ سے یا عذابِ قبر اور عقاب دوزخ وغیرہ سے گریہ و زاری کرتا ہے لیکن اُسے حقیقت و مجاز اور غیریت اور عینیت کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ چونکہ حق تعالیٰ نے عام طور پر سرود اور سریلی آواز میں لطافت رکھی ہے جس سے ہر انسان اور حیوان کے دِل میں رِقت پیدا ہوتی ہے اور اسکی اصلی حالت کی یاد دِل میں تازہ کرتی ہے۔

دوسری قسم

حالتِ وجد کی دوسری قسم یہ ہے کہ صوفی مبتدی دردِ دل اور ہجرِ محبوب اور کثرت اندوہ میں تڑپتا ہے، جلتا ہے روتا ہے حالانکہ اسکے اندر ذوق شہود وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ شور و اضطراب کہاں سے ہے کیا ہے اور کیوں ہے۔ اسکی مثال اس مردِ مرتعش [رعشہ میں مبتلا]

---

[1] تشبیہہ سے مراد عالم ناسوت ہے اور تنزیہہ سے مراد ذات لاتعین ہے مطلب یہ ہے کہ سماع کی برکت سے جسم ناسوتی ذات لاتعین میں گم ہو جاتا تھا۔ یہ فنا کا بلند ترین درجہ ہے عام طور پر فنا روحانی ہوتی ہے اور جسم ناسوتی بحال رہتا ہے لیکن جسم کا بھی گم ہو جانا خاصان خدا کا حصہ ہے۔ [2] معراج سے مراد بھی وہ مقام ہے جہاں جسم کے ساتھ نہ کہ روحانی طریقے پر قربِ حق نصیب ہو۔ لیکن جسم بشری جسمِ نوری سے بدل جاتا ہے۔

marfat.com

کی ہوتی ہے جس کے ہاتھ پاؤں میں بلا اختیار رعشہ ہوتا ہے اَور کانپتے رہتے ہیں یا اسکی مثال اس درخت کی سی ہوتی ہے جو بادِ صرصر سے بے اختیار ہوکر ہوا کے جھونکوں سے ادھر ادھر جھکتا ہے اَور ہلتا ہے۔ حضرت شیخ فریدالدین گنجشکر قدس سرہٗ نے خوب فرمایا ہے ؎

رقص طلب است و رقص طرب است　　　جز ایں ہر دو شور و شغب است

[رقص طلب کیوجہ سے اَور طرب [ذوق] کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اگر طلب اَور ذوق و شوق نہیں تو لہو و لعب ہے]

بیت:

اگر تو یار نداری چرا طلب نکنی　　　اگر بہ یار رسیدی چرا طرب نکنی

[اگر تجھے دوست کا وصال حاصل نہیں ہے تو حاصل کیوں نہیں کرتا اور وصال ہے تو وجد کیوں نہیں کرتا۔] صوفی مبتدی کی حالت اسی قِسم سے تعلق رکھتی ہے۔ اس حالت میں اُسے سوائے دردِ عشق کے انوار واسرار میں سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔ بس اس عشق میں گریہ کرتا ہے اَور شور کرتا ہے۔

تیسری قِسم تیسری قِسم اس صوفی سالک اہلِ نظر کی ہوتی ہے۔ جیسے کسی وقت محبوبِ حقیقی کے حسن و جمال پر نظر پڑ جاتی ہے تو اسکی زیبائی اَور رعنائی دیکھ کر بے اختیار ہو جاتا ہے، جوش و خروش میں آتا ہے مست اَور بے ہوش ہو جاتا ہے اَور شدید دردِ عشق اَور ذوق و شوق اَور لذتِ حضوری کیوجہ سے گریہ وزاری کرتا ہے جیسا کہ مستِ بارگاہ بے نیازی خواجہ حافظ شیرازی نے فرمایا ہے ؎

بلبلے برگِ گلِ خوش رنگ در منقار داشت　　　و اندراں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت
گفتمش در عینِ وصل ایں نالہ و فریاد چیست　　　گفت مارا جلوۂ معشوق در ایں کار داشت

[ایک بلبل خوبصورت پھول چونچ میں لئے نالہ و فریاد میں مشغول تھا۔ میں نے اس سے کہا عینِ وصل میں یہ نالہ و فریاد کیوں ہے اس نے جواب دیا کہ محبوب کے جلوے نے

marfat.com

مجھے اس کام میں مشغول کر دیا ہے] چنانچہ عشق کے اسرار و رموز دونوں طرف یعنی عاشق و معشوق کی طرف سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور عاشق پر کبھی خندہ کبھی گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ حالت اچھی ہے اسوجہ سے کہ اسکا درجہ اعلیٰ اور رتبہ بلند ہے۔ یہ حالت محض فراق کی نہیں ہے بلکہ فراق و وصال کی ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ فراق و وصال کیا ہے اور فراق و وصال کے معنی کیا ہیں جبتک ہستی موہوم درمیان میں ہے عاشق شدتِ عشق اور حُبّ محبوب کی غلبہ کی وجہ سے ایسی معیت کا طلبگار ہوتا ہے جو محبوب کی صفت ہے [یعنی جسمیں وجودِ مجازی نہ ہو]۔ تاکہ مجاز کے تعین کے بغیر محبوبِ حقیقی کے وصل کی لذت حاصل ہو اور ظاہری نمود [یعنی تعین انسانی] بحکم آیۂ کریمہ یَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَیۡرَ الۡاَرۡضِ [اس دِن اس زمین کو دوسرے قسم کی زمین سے تبدیل کیا جائیگا] رفع ہو جاتی ہے اور پھر یہ حالت ہوتی ہے کہ عاشق جو کچھ کرتا ہے دوست کی طاقت سے کرتا ہے۔ جو کچھ دیکھتا ہے دوست کی بصیرت سے دیکھتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اُسی سے چاہتا ہے جو کچھ سنتا ہے اور جو کچھ بولتا ہے اسی سے بولتا وہ اسکا عین ہو جاتا ہے اور یہ اسکا عین بن جاتا ہے۔ دونوں ایک ہو جاتے ہیں اور دوئی مِٹ جاتی ہے۔ جب اس حال سے افاقہ ہوتا ہے تو یہ شعر گاتا ہے

بیا اے شیخ در میخانۂ ما — شرابے خور کہ در کوثر نباشد

[اے زاہد ہمارے میخانہ [وحدت] میں آؤ اور شراب پیو کیونکہ یہ شراب حوض کوثر میں بھی نہیں ہے]۔ لیکن جبتک سالکِ باطن کا ذکر اللہ کے ذریعے تزکیہ نفس نہیں کیا جاتا یہ دولت اُسے ہرگز نہیں مِل سکتی۔ اس قِسم کے صوفی کا عقل معاد باقی رہتا ہے اور محو مطلق نہیں ہوتا۔

چوتھی قِسم

چوتھی حالت اس صوفی سالک کی ہوتی ہے جسکو حق تعالیٰ ایسا وقت نصیب کرتا ہے کہ اسوقت محبوبِ حقیقی کے جمال و جلال کے انوار کے نزول کیوجہ سے اسکا وجود گم ہونے لگتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ میرا وجود

marfat.com

مٹ کر ناچیز ہو جائیگا۔ اپنی ہستی مٹتی دیکھ کر وہ آہ و نالہ کرتا ہے اور خواجہ حافظ کا یہ شعر اسکے حال کے موافق آتا ہے ؎

چہ شور است ایں کہ در سر دارم امشب   ہمے ترسم کہ حافظ محو گردد

[آج میرے اندر یہ کیسی کیفیت پیدا ہو رہی ہے] مجھے ڈر ہے کہ حافظ گم ہو جائیگا [ذاتِ حق میں] عاشق صادق یہ چاہتا ہے کہ کاش میں اپنے وجود اور ہستی میں رہ کر محبوب حقیقی کے حسن و جمال کا مشاہدہ کرتا اور حظ اٹھاتا۔ لیکن اسکی یہ خواہش ہرگز پوری نہیں ہوتی جسطرح کہ موم بتی کی حالت ہوتی ہے۔ موم بتی چاہتی ہے کہ اپنی حالت پر قائم رہوں اور جمال حسن شمع سے ہمکنار رہوں۔ لیکن جسقدر شمع کی آگ کا قرب میسر آتا ہے اسکا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اسکی ہستی مٹ جاتی ہے۔ پس اسکا رونا اور گریہ کرنا اسی حسرت کیوجہ سے ہوتا ہے کہ محبوب کے ساتھ رہ جاؤں اور اسکے جمال کا مشاہدہ کروں۔ لیکن محبوب کے قرب کی آگ اُسے جلا کر ختم کر دیتی ہے۔ اور اپنا عین بنا دیتی ہے۔ اسوقت عاشق کا حال آیۂ اذا جا کے مطابق ہو جاتی ہے اور اسکی مجازی ہستی

آیۂ اِنَّ الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدُھا وجعلو العزۃ اھلھا اذلہ [جب بادشاہوں کا گذر کسی بستی سے ہوتا ہے تو اُسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کی عزت کو ذلت میں تبدیل کر دیتے ہیں] کے مطابق خاک میں مِل جاتی ہے۔ چنانچہ اسکے وجود اور ہستی کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔

یاد رہے کہ عاشق کے دل میں یہ آرزو اسوقت تک ہوتی ہے جبتک وہ لذتِ محویت کا ذائقہ نہیں لیتا۔ لیکن جب اس لذت سے آشنا ہوتا ہے تو پھر ہرگز اپنی ہستی اور وجود کی خواہش نہیں کرتا۔ اسوجہ سے کہ یہ لذت یقیناً تمام لذات سے بلند و بالاتر ہے یعنی صفت آتش لینا اور آتش بن جانا۔ چنانچہ ہر شخص اپنے حوصلہ، ہمت اور استعداد کے مطابق مراتب اعلیٰ کی آرزو کرتا ہے۔ عاشق صادق پیاسا ہوتا ہے " ہر چند کہ مے نوشد مے جوشد   دمے خروشد سیرابے ندارد "[1]

---

[1] کسی نے خوب کہا ہے ؎ " قلندر آنکہ فوق الوصل جوید " [قلندر وہ ہے جو وصل سے بھی اوپر کے مقام کا متلاشی ہے یعنی وصل میں بھی اسکی پیاس نہیں بجھتی اور قریب سے قریب تر ہونا چاہتا ہے]

marfat.com

[جسقدر پیتا ہے جوش وخروش بڑھتا ہے اَور تشنگی رفع نہیں ہوتی]۔ بلکہ از نہایت محبت دریا را بہ قطرہ نمے شمارد و در عین وصل فراق مے پندارد [بلکہ عشق ومحبت کے جوش میں دریا بھی نوش کر جاتا ہے تو اُسے قطرہ سمجھتا ہے اَور عین وصل میں فراق محسوس کرتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

آرزو ئے داشتم تشنگی آبے بوَد تشنہ تر گشتیم چوں گردیدیم بہ دریا آشنا

[میرے دِل میں آرزو تھی کہ پیاس بجھانے کیلئے پانی مِل جائے لیکن جب دریا سے آشنائی ہوئی تو پیاس اَور بھی بڑھ گئی۔ یعنی محبوب کے حسن وجمال کے مشاہدہ سے آتشِ عشق زیادہ بھڑک اٹھی] [1] اللہ تعالیٰ ہر عاشق صادق کو یہ حالت نصیب کرے۔

پانچویں قسم

پانچویں حالت اس صوفیؔ اہلِ معنی کی ہے کہ جسکی لذت کا نہ کوئی بیان ہے نہ نشان۔ بس دِل جانتا ہے یا جَان جانتی ہے۔ اِس حالت میں نہ شور ہے نہ اضطراب۔ یہ مقام لذت در لذت اَور محویّت در محویّت کا ہے اسوقت سالک کے دِل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ احدیّت میں محو ہوکر اپنی ہستی گم کر دے اَور تمام نسبتوں کو ختم کرکے یگانگی ویکتائی پیدا کرے۔ چنانچہ اس کی ہستی کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا اَور محوِ مطلق ہوجاتا ہے۔ اَور الان کما کان [جیسے تھا ویسے اَب بھی ہے] بن جاتا ہے [یعنی ذات کے ساتھ ایک ہوجاتا ہے اَور سب تعین مٹ جاتے ہیں] اگرچہ عاشق جانباز ایسی محویّت چاہتا ہے کہ اس کا وجود مضمحل ہوجائے اَور لاشے محض بن کر عین معشوق ہوجائے۔ لیکن اسکی یہ آرزو پوری نہیں ہوتی۔ اسوجہ سے بھی وہ آہ و فریاد کرتا ہے۔ اگرچہ وہ ذاتِ حق میں فنا ہوجاتا ہے لیکن کمال درجہ کی نیستی حاصل نہیں ہوتی [اسکا تعین نہیں مٹنے پایا]

---

[1] کسی نے خوب کہا ہے ؎ ہمہ عمر باتو قدح زدیم و نرفت رنج خمار ما چہ قیامتے کہ نمے رسی زکنار ما بکنار ما

[ہم اے دوست ساری عمر تیری شربت دیدار کے پیالے در پیالے نوش کئے لیکن پیاس ہے کہ بجھنے میں نہیں آتی یہ کیا قیامت ہے اَور غضب ہے کہ تو میری بغل سے میری بغل میں نہیں آتا] یعنی محبوب حقیقی کا جسقدر قرب حاصل ہوتا ہے قریب تر ہونے کی خواہش بڑھتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں قرب بھی بعد بن جاتا ہے اَور وصال ہجر و فراق ہوجاتا ہے کیونکہ محبوب حقیقی کے حسن وجمال کی کوئی حد ہے نہ قرب و وصال کی کوئی حد ہے۔ جوں جوں قرب بڑھتا آتش عشق تیز تر ہوتی ہے اَور یہ کھیل موت کے بعد قبر میں اَور قبر کے بعد قیامت تک اور قیامت کے بعد ابد تک جاری رہے گا۔ واہ واہ عشق کیا ہی اچھا کھیل ہے۔

marfat.com

اسوقت لِی مَعَ اللهِ وَقْتٌ [پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ قرب ہوتا ہے کہ نہ کوئی مقرّب فرشتہ وہاں پہنچ سکتا ہے نہ کوئی نبی مرسل] کا مقام اُسے حاصل ہوتا ہے جہاں فراق میں وصال ہے اَور وصال میں فراق۔ بلکہ نہ فراق ہے نہ وصال۔ جمال در جلال اَور جلال در جمال ہے۔ اگرچہ ہر وقت یہی حال ہوتا ہے لیکن محبوب ازلی کی محبت بحکم آیۂ یُحِبُّھُمْ ہمیشہ اسکے دِل میں موجزن رہتی ہے۔ اَور بہ تقاضائے کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَان [ہر وقت اسکی تجلیات کی نئی شان ہے] وہ ہر وقت نئی شان اَور نئے ظہور میں ہوتا ہے اس لئے عاشق صادق کو وہ ہرگز قرار نہیں دیتا۔ کبھی ظہور سے بطون کی جانب اور کبھی بطون سے ظہور کی جانب پھینک دیتا ہے غرضیکہ عاشق کے شوق کے مطابق اُسے عین نہیں ہونے دیتا اَور کما کان کی نوبت نہیں پہنچنے دیتا۔ چنانچہ ایک محقق کا کہنا ہے کہ

" وحدانیت کہ بعد اتحاد و یگانگی حاصل آید فرد انیتش نگذارد کہ
احدیّت مطلق گردد تا عاشق را بہ ظہور در آورد و بہ ہستی سپارد "

[وہ وحدانیت جو بعد وصال حاصل ہوتی ہے سالک کی فردانیّت کو احدیّت مطلق میں گم نہیں ہونے دیتی حتیٰ کہ عاشق اپنے مقام اَور اپنے تعین میں برقرار رہتا ہے] اسوجہ سے بھی اسکے دِل میں حسرت رہ جاتی ہے کہ معیت میں کمال حاصل نہیں ہوسکا اسلئے وہ نالہ و فریاد کرتا ہے اَور زبان حال سے کہتا ہے ؎

آہ ز استغنائے دلبر آہ آہ — کز تعظم بستہ بر کونین راہ

[محبوب حقیقی کے استغنی الغنی بے پرواہی پر افسوس آتا ہے کہ کسطرح اس نے اپنی عظمت کی وجہ سے اپنی طرف خلقت کا راستہ بند کر دیا ہے]۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ تک پہنچے عالم احدیّت سے فرمان ہوا کہ قِفْ مُحَمَّدٌ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ [اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر جاؤ تمہارا پروردگار نماز میں ہے] یعنی مرتبہ تنزیہہ میں ہے کہ جہاں کسی نسبت کی گنجائش نہیں اور جہاں تمام نسبتوں اَور اضافتوں کو محو اور لاشے کر دیتا ہے۔

marfat.com

اِسی وجہ سے آپنے فریاد برپا کی کہ یَا لَیْتَ رَبَّ مُحَمَّد لم یخلق محمداً [کاش محمد کا رب محمدؐ کو پیدا نہ کرتا]

قف محمد کے حکم میں نکتہ اور حکم قِف میں دوسرا مفہوم یہ ہے کہ یُحِبُّھُمْ کے بمصداق ذاتِ حق کا ارادہ تھا کہ تعینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نازِ محبوبیت اور الوانِ تجلیاتِ معشوقی دکھانا مقصود تھا کیونکہ ناز بغیر نیاز قائم نہیں ہوتا اگر یہ نہ ہوتا تو عاشقی و معشوقی، ناظری و منظوری، طالبی مطلوبی کے راہ و رسم ابدالآباد تک معطل رہتے۔ اسی وجہ سے یہ حکم صادر ہوا۔

دوسرا مفہوم یا یہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری تعین جمالِ حق تھا جیسا کہ کہا گیا ہے

چو آدم را فرستادیم بیرون۔ جمال خویش در صحرا نہادیم

[جب ہم نے آدم کو پیدا کر کے دنیا میں بھیجا تو ہم نے اپنا حسن و جمال صحرا میں بکھیر دیا] چنانچہ اس جمال کو تقاضا ہوا کہ عین جلال میں ظاہر ہو اسلئے حکم ہوا کہ قِفْ مُحَمَّد فَاِنَّ رَبَّكَ یُصَلِّی [اے محمدؐ ٹھیر جا تمہارا پروردگار اپنے جمال کی طرف متوجہ ہے] اللہ جمیل وَیحب الجمال [اللہ جمیل ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے] یہ نہیں چاہتا کہ توجہ نہ کرے۔

تیسرا مفہوم تیسرا مفہوم یہ ہے کہ مقصود یہ تھا کہ تعینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسرارِ عالم کا مشاہدہ جلال ھویتِ احدیت میں بھی کرتے اسلئے حکم ہوا کہ قف محمدؐ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فریاد کی کہ یَا لَیْتَ رَبَّ مُحَمَّد لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّد یعنی اے کاش محمدیت درمیان میں نہ ہوتی تا کہ محمدؐ کیلئے محمد حجاب نہ بنتا۔ اور جسطرح احدیت تھی اُسی حال میں رہتے اور الآن کما کان کا مقام حاصل رہتا۔ لیکن اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تمنا تھی تاہم یہ بات اللہ کو منظور نہ تھی کہ بندہ خدا ہو جائے۔ اگرچہ بندہ عارضی طور پر اللہ کی صفات سے متصف ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی بی یَسْمَعُ بِی یُبْصِرُ

marfat.com

سے ظاہر ہے] لیکن پھر بھی بندہ بندہ ہے اور خدا خدا۔ صفت عبدہٗ ورسولہٗ آپکا دامن نہیں چھوڑتی ۱؎ چنانچہ ہندی زبان کا یہ دوھرہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے ؎

ہوں ساجن سنگ جر بوجھی کنتھ ادوائی باد ۔۔۔ سمن اجھوں نجھونتی آنچر کا ارجھاڈ

ناچار محل عبودیت پر آنا پڑتا ہے اور بندگی کرنی پڑتی ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

جب ہم سوتے سبت سروپ تب ہم رانے ہتہ رکے روپ

اب ہم لین گیایں باس ۔۔۔ تہتہ بھیٹی ٹھاکر ہم بھئے داس

چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت سے افاقہ ہوا تو فرمایا وَمَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ [کوئی نبی اتنا نہیں ستایا گیا جتنا کہ میں ستایا گیا ہوں] یہ ایک رازِ سربستہ ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ فہم من فہم [سمجھا جس نے سمجھا]

چھٹی قسم چھٹی قسم کی حالت یہ ہے کہ صوفی کو عین وجد وسماع میں ایسی لذت آتی ہے کہ اسکے اعضاء کو کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ عالم مجاز سے نکلکر عالم باطن میں سیر کرتا ہے اور لذت حاصل کرتا ہے۔ لیکن اسکے دل کو اسبات کی خبر ہوتی ہے یہ دل صنوبری نہیں جو گل ہے۔ لیکن کیونکہ از گل تا دل ہزار فرسنگ است [گل یعنی مٹی سے دل تک ہزار کوس کا فاصلہ ہے] چنانچہ اس دل کو اس ظاہری زبان سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس گوشت کی زبان کی کیا مجال ہے کہ عالم بطون کی باتوں کو بیان کرے۔ وجہ یہ ہے کہ اس دنیا کی کوئی چیز عالم قدس کے مانند نہیں ہے اسلئے بات کی جائے تو کیا کی جائے اور بیان کیا جائے تو کیا کیا جائے۔ اور نشان دیا جائے تو کیا دیا جائے۔ چنانچہ حضرت

۱؎ ابن عربیؒ جو وحدت الوجود کے بڑے حامی ہیں ان کا بھی یہی موقف ہے آپ فرماتے ہیں اَلْعَبْدُ عَبْدٌ وَاِنْ تَعَرَّجَ ۔۔۔ وَالرَّبُّ رَبٌّ وَاِنْ تَنَزَّلَ

[بندہ بندہ ہے خواہ جتنا عروج کرے یعنی فنا ئے ذات میں اور رب رب ہے خواہ وہ جس قدر نزول فرمائے ظہور میں]

marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ **العجز عن الادراکِ ادراک**
[فہم حقیقت سے عجز کا اقرار کرنا فہم ہے]

ساتویں قسم ساتویں قسم کی حالت یہ ہے کہ بعض اوقات صوفی صاحب ذوق و وجد کے ہوش وحواس وجد و سماع میں برقرار رہتے ہیں چنانچہ ذراتِ عالم میں سے کسی ذرہ سے بے خبر نہیں ہوتا اور ہر زید وعمر کی شناخت رکھتا ہے اُسے یہ عجز پیش آتا ہے کہ اسوقت اپنے آپ سے اور اپنی ہستی سے ذرہ بھر خبر نہیں رکھتا۔ وَھٰذَا مِنْ عَجَائِبَاتِ الرَّبِّ [اور یہ عجائبات ربی میں سے ایک عجوبہ ہے]۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں میرؒ لاہوری[۱] اپنی ایک مجلس میں ارباب ذوق و سماع کے حالات اور اصحاب سُکر و فنا کے کمالات بیان فرما رہے تھے اس اثنا میں آپ نے فرمایا کہ شیخ کامل اور منتہی کا وجد یہ ہے کہ عین حالت سماع و رقص میں اسکے ہوش وحواس برقرار رہتے ہیں اسوقت اگر انکی مٹھی میں باجرہ کے دانے ہوں اور ایک دانہ گر جائے تو اسکو اسکے گرنے کا علم ہوتا ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور حالت رقص و مستی میں تو محویت بیخودی ہوتی ہے اسوقت ہوش کیسے بحال رہ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس حالت میں دانوں کی محافظت کا کام صوفی کا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی صفات سے فانی اور اپنی ہستی اور سارے جہان سے بے خبر ہوتا ہے بلکہ اس پر اسقدر محویت و بےخودی طاری ہوتی ہے کہ اس شعور کا بھی شعور نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسوقت علم حق اسکے اندر قائم ہو کر محافظت کرتا ہے۔ اسی طرح ہر فعل و عمل جو اسوقت صوفی سے ظاہر ہوتا ہے۔ درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ اور صوفی درمیان سے غیب ہوتا ہے۔ اسی طرح دیگر صوفیائے کرام کے

---

[۱] آپکا مزار مبارک لاہور چھاؤنی میں ریلوے لائن کے متصل ہے۔ آپ اگرچہ قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے کہ سماع خوب سنتے تھے۔ آپکے دونوں مرید اور خلفا حضرت ملاشاہ بدخشیؒ اور حضرت شاہ ابوالمعالیؒ بھی خوب سماع سنتے تھے اور رقص و وجد میں مشغول ہوتے۔ یہ بات انکے مرید حضرت دارا شکوہ نے اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں لکھی ہے۔

marfat.com

حالات بے شمار ہیں جن کا احاطہ مشکل ہے۔

صاحب مراۃ الاسرار نے حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کے سلسلہ کے مشائخ کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہ کتاب عہدِ شاہ جہاں میں لکھی گئی تھی اور عہدِ عالمگیری [اورنگ زیب عالمگیر] کے عہد تک مراۃ الاسرار کے مصنف زندہ تھے اور انہوں نے حضرت شیخ داؤد قدس کا ذکر بھی کیا ہے جو اسوقت اپنے والدِ ماجد حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ کی مسند پر متمکن تھے۔ لیکن تفصیل سے نہیں لکھے۔ بلکہ اجمال سے کام لیا ہے۔ شاید انکو حضرت اقدس کے زیادہ حالات معلوم نہیں تھے۔ چنانچہ اس احقر نے حضرت اقدس کے مفصل حالات کا کھوج لگا کر اپنی اس کتاب یعنی اقتباس الانوار میں درج کئے ہیں۔ اب حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ کے حالات کان لگا کر سُنیئے۔

یاد رہے کہ حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ پر شروع سے جذبۂ طلب حق غالب تھا۔ اور ہمیشہ حق تعالیٰ کے عشق و محبت میں بے قرار رہتے تھے اور جسطرح آپ کے والد ماجد حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہ کو غیبی اشارات ملے تھے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہوئی تھی عین اُسی کے مطابق واقع ہوا اسلئے حضرت شیخ ہر لحظہ اور ہر لمحہ انکی تعلیم و تربیت میں مصروف رہتے تھے۔ اور اس شعر کو مدِ نظر رکھتے تھے ؎

بیزارم از آں کہنہ خدائے کہ تو داری　　ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دیگر است

اور حضرت شیخ داؤد سرہٗ پر جو تجلی وارد ہوتی تھی آپ عالی ہمتی اور بلند حوصلگی سے اُس پر قناعت نہیں کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کیطرح ہمیشہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ہمیشہ نئے انوار اور نئے مشاہدات سے مشرف ہوتے رہتے تھے اور اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِی .... کو لازم پکڑ کر ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کے نعرے لگاتے تھے اور فریاد وما انا من المشرکین کرتے تھے۔ آپ اپنے اوقات کو حضرت والدِ ماجد کی تلقین کے مطابق ذکر و مجاہدہ میں صرف کرتے تھے

marfat.com

صبح سے لیکر ایک پہر تک آپ ذکر جہری نفی و اثبات اور اسم ذات میں مشغول رہتے تھے۔ اسکے بعد نصف النہار [دوپہر] تک آپ حبس دم سے نفی و اثبات کرتے تھے اور دوسرے اذکار و مشاغل میں مشغول رہتے تھے۔ اسکے بعد آپ تر و تازہ ہونے اور شب بیداری کیلئے اپنے آپکو تیار کرنے کیلئے آپ دو تین گھڑی قیلولہ فرماتے تھے۔ اور مشاہدۂ باطن یعنی نوم فی اللہ میں مشغول رہتے تھے۔ نیند سے فارغ ہو کر آپ نمازِ ظہر ادا کرتے تھے اور حجرہ میں بیٹھ کر عصر تک شغل سہ پایہ اور سیر وجود میں مشغول رہتے تھے۔ عصر سے مغرب تک شغل صلوٰۃ الوسطیٰ میں مشغول رہتے تھے۔ نمازِ مغرب سے عشاء تک اپنے پیر روشن ضمیر یعنی والد ماجد کی خدمت میں بیٹھ کر اخذ علوم لدنّیہ و معارف عینیہ کرتے تھے۔ نماز عشاء کے بعد آپ طہارت کے ساتھ قبلہ رو اور سر بجانب شمال ہو کر چار پانچ گھڑی انتظار شہود میں پہلو بدلتے رہتے تھے۔ اسکے بعد اٹھکر وضو کرتے تھے اور چودہ رکعت نمازِ تہجد ادا کرتے تھے اور صبح تک شغل سہ پایہ میں منہمک رہتے تھے۔ اکثر اوقات آپ نصف شب سے صبح صادق تک حبس دم کرتے تھے اور ہر سانس میں آپ تین تسبیح شغل سہ پایہ کی کرتے تھے اور ہر نو بار ذکر کے بعد ایک دانہ پھیرتے تھے۔ جس سے آپکی ہستی گم ہو کر عین ذات بے کنار ہو گئی تھی۔ اور تقیّد اطلاق سے پیوستہ ہو گیا تھا کبھی آپ جب دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے تو نیند کے دوران آپ شغل غوثیہ کرتے تھے۔ سبحان اللہ! آپ کے اوقات کسقدر باقاعدگی کے ساتھ صرف ہوتے تھے۔ اسکے ساتھ رات دن آپ پر تجلیاتِ صفات و افعال و آثار کی اس قدر بارش رہتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ لیکن انکی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتے تھے[1] اور ہمیشہ حضرت لاکیف کے جویان رہتے تھے۔ آپ ہر وقت دردِ نایافت[2] مطلوب

ع[1] کشف و کرامات کی طرف توجہ کرنا اکابر اولیاء کا شیوہ نہیں ہے۔

ع[2] یافت اور نایافت سالک راہ حقیقت کی راہ میں دو مختلف احوال ہیں۔ یافت سے مراد خالق کو بندہ کے نقطۂ نگاہ سے دیکھنا ہے اور نایافت میں خالق کو خالق کے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو سالک کیلئے ناممکن ہے اسلئے اسے نایافت کہتے ہیں لیکن اسکی کوشش ضرور کی جاتی ہے اور اسکی کچھ تجلیات ضرور میسر آتی ہیں لیکن احاطہ ناممکن ہے۔

marfat.com

حقیقی میں بے قرار رہتے تھے۔

ایک رات آپ شغل سہ پایہ سے فراغت کے بعد مراقب تھے کہ بے خودی طاری ہوگئی۔ آپ نے دیکھا کہ آپکا سینہ مبارک کھل گیا ہے اور اسمیں سے عرش عظیم باہر آیا ہے اور اس عرش پر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اور حضرت شیخ محمد صادق تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بھی ہاتھ پکڑ کر عرش پر بٹھا دیا۔ اسکے بعد وہ عرش ہوا میں اڑ گیا اور نورِ ذات کے سات دریاؤں کو پار کر کے قبۂ اسرار تک پہنچے اور قبہ کے اندر داخل ہو کر آرام پذیر ہوتے۔ جب آپنے اس قبہ کے صحن کی طرف نگاہ کی تو نورِ ذات سے ایک درخت نظر آیا جسکی چار شاخیں تھیں۔ وہ درخت نہ شرقی تھا نہ غربی اور اسکے ثمرات سوائے انوارِ ذاتیہ کے اور کچھ نہ تھے جو لطیف تعینات کی شکل میں عارفوں کی نگاہ میں جلوہ گر تھے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درخت کی حقیقت کے متعلق دریافت کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درخت احدیت ذات ہے۔ اور اسکی یہ چار شاخیں، شاخِ عشق، شاخِ حسن، شاخ نبوت اور شاخ ولایت ہیں۔ اس درخت کے حسن وجمال کا یہ عالم تھا کہ جہان کی کوئی چیز اسکا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

کچھ دیر کے بعد اس درخت کے تنے سے نورانی صورت کے دو آدمی نکلے جو بادِ مجسم کے گھوڑوں پر سوار تھے وہ آتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب سے کھڑے ہوگئے۔ اور شیخ داؤد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ نوجوان خلافت کبریٰ کے قابل ہوگیا ہے۔ اسکے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دو جوانوں کو نور کی دو انگوٹھیاں مرحمت فرمائیں اور فرمایا کہ ایک انگوٹھی کو جو مرتبہ کمالات نبوت ہے اسکی دائیں انگلی میں پہنا دو اور دوسری جو صورت ولایت مطلقہ ہے اسکی بائیں انگلی میں دیدو۔ اور میں نے اسکو اپنے

marfat.com

دین کا مجدّد بنایا ہے اور ختم ولایت کا منشور اُسے عطا کیا ہے۔ چنانچہ اُن دو شخصوں نے جن میں ایک حضرت سیّد محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ اور دوسرے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ تھے وہ دو انگوٹھیاں انکے ہاتھوں میں پہنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت مطلقہ سے سرفراز فرمایا۔ نیز فرمایا کہ اب خبردار ہوجاؤ صفت جمال اور صفت جلال تجھ پر جلوہ گر ہونگے۔ اسکے بعد اس درخت کی شاخ جس سے سات ایسی عروس [دلہن] برآمد ہوئیں کہ جنکی حسن و جمال اللہ جمیل ویحب الجمال کی خبر دے رہا تھا اور حضرت شیخ داؤد کے سامنے جلوہ گر ہوئیں۔ اس صفت جمال کے مشاہدہ سے صفت علوم ذاتیہ کہ جنکا تعلق سیر وجود سے ہے آپ پر منکشف ہوئے۔ اسکے بعد شاخ عشق سے صفت جلال رونما ہوئے جن کے مشاہدہ سے درجۂ فنائے ذاتی جسکا تعلق صلوات وسطیٰ سے ہے حاصل ہوا۔ اسکے بعد دو نور بے کیف ایک شاخ نبوت سے اور دوسرا شاخ ولایت سے ظاہر ہوئے اور پھر مجتمع ہوکر آپ پر حقیقت مجمع البحرین کو واضح کیا۔ اس کے بعد اس مجموعے سے دو نور برآمد ہوئے ایک نور حضرت لاکیف اور دوسرا لاامثال تھا۔ اور دونوں آپ پر جلوہ گر ہوئے۔ جس سے آپ پر محویت طاری ہوگئی اور مقام اَلْآنَ کَمَا کَانَ نصیب ہوا اور حضرت اقدس کافی دیر تک اس حالت میں مغلوب الحال رہے۔ جب آپکو اس مشاہدہ سے افاقہ ہوا تو ساری روئیداد حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ کیخدمت میں عرض کی۔ یہ سنکر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں ولایت محمدی عطا فرمائی ہے اور مشرب احمدی پلا ہے تم مجدد کمالات معرفت ہوگے۔ اور وہ عرش جو تم نے دیکھا تمہاری روح کی حقیقت تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور میرا اس عرش پر بیٹھنا ولایت محمدی اور احمدی کا حصول ہے۔ اور اس پر تمہارے بیٹھنے کا مقصد یہ ہے کہ تم غالب الحال رہوگے یعنی ابوالوقت اور ابوالحال ہوگے۔ اسکے بعد حضرت اقدس

ؔ ابوالوقت اور ابوالحال اسکو کہتے ہیں جو اپنے حال پر غالب رہے۔ مغلوب نہ ہونے پائے جو مغلوب ہوجائے اسے ابن الحال اور ابن الوقت کہتے ہیں اور یہ ثمرہ ہے مقام باقی باللہ کا۔

marfat.com

نے بھی حضرت شیخ داوٗدؒ کو مشائخ چشت کی امانت مع اسم اعظم و خرقۂ خلافت سجادگی عطا فرمایا اور اپنا جانشین مطلق بنایا جسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو اپنا نائب مطلق بنایا تھا۔ اسکے بعد حضرت شیخ داوٗد قدس سرہٗ ان ظاہری و باطنی احکام کے مطابق مریدین کی تربیت میں مشغول ہو گئے۔ اور آپ کی ولایت کا شہرہ آفاق میں بلند ہوا اور ہر طرف سے لوگ گروہ در گروہ آکر حلقہ بگوش ہوئے اور روحانی تربیت حاصل کرنے لگے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے وجود مسعود سے ایک جہان مستفیض ہوا اور لوگ بکثرت مرتبۂ تکمیل وارشاد کو پہنچے انمیں جن وانس دونوں شامل تھے۔ نیز اقطاب، ابدال، اوتاد، اخیار بھی حضرت اقدس کیخدمت میں حاضر ہونے لگے اور فیوض و برکات حاصل کرنے لگے حضرت اقدس کے خلفاء کا ذکر اپنی جگہ پر آرہا ہے۔

یاد رہے کہ حضرت شیخ داوٗد صاحبِ وَلایت [واوٗ کی زبر کے ساتھ] اور حاجبِ وِلایت [واوٗ کی زیر کے ساتھ تھے۔

وَلایت اور وِلایت میں فرق

اور وَلایت [واوٗ کی زبر کے ساتھ] سے مراد وہ نسبت تصرف ہے جو بندہ کو حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور وِلایت [بکسر واوٗ] کا مطلب ہے قبول خلق جس سے اہلِ عالم فیضیاب ہوتے ہیں۔ اسکا تعلق تکوینیات سے ہے یعنی عالم کون و مکاں اور اس کے معاملات سے ہے۔ کشف و کرامات کا تعلق اسی دوسری قسم سے ہے۔ اور وہ برکات جو مستعد لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں وہ ولایت [بالفتح] کا نتیجہ ہیں۔ بعض بزرگان کو اس دو قسم کی ولایت میں سے ایک حاصل ہوتی ہے بعض کو دونوں میں سے وافر نصیب ملتا ہے۔ بعض کو ایک قسم میں سے زیادہ حصہ ملتا ہے اور دوسری سے کم تر۔ اور اکثر مشائخ چشتیہ اور قادریہ کو دونوں قسم کی ولایت سے وافر حصہ ملا ہے۔ انمیں سے بعض کو وَلایت میں غلبہ تھا اور بعض وِلایت میں۔ مشائخ سہروردیہ اور شطاریہ کا بھی یہی حال رہا ہے۔ جہانتک

marfat.com

مشائخ نقشبندیہ کا تعلق ہے انکی وَلایت (بالفتح) وِلایت (بالکسر) پر غالب رہی ہے۔ جب ایک مقتدا۔ [یعنی اکابر مشائخ میں سے ایک] اس جہان سے رحلت کرتے ہیں تو وِلایت [بالکسر] کسی دوسرے ولی اللہ کے حوالہ کرتے ہیں اور وَلایت [بالفتح] کو ساتھ لے جاتے ہیں اور بعض اوقات وِلایت بالکسر کو وَلایت بالفتح میں تبدیل کر دیتے ہیں جیسا کہ مولانا جامیؒ نے نفحات الانس میں بیان فرمایا ہے۔

غرضیکہ حضرت شیخ داؤد وَلایت [بالفتح] اور وِلایت [بالکسر] کے مساوی طور پر جامع تھے۔ اور میرے مرشد پاک قطب افراد مخدوم سونا ہا قدس سرہ میں جو حضرت شیخ داؤد قدس سرہ کے خلیفہ برحق اور جانشین مطلق تھے وَلایت [بالفتح] وِلایت [بالکسر] غالب تھی۔ اور حضرت شیخ ابوالمعالی ساکن انبیٹھ میں جو حضرت شیخ داؤد کے مشہور و معروف خلیفہ ہیں وَلایت [بکسر] ولایت [بفتح] پر غالب تھی۔ حاصل آنکہ حضرت شیخ داؤدؒ کے کمالات اسقدر ہیں کہ اس مختصر کتاب میں انکی گنجائش نہیں۔ البتہ انمیں سے چند تبرکاً یہاں بیان کئے جاتے ہیں

کمالات متواتر روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ ایک دفعہ قطب العالم شیخ داؤدؒ آدھی رات کیوقت گھر سے باہر آئے اور خادم سے فرمایا کہ دریا پر جاؤ وہاں تمہیں ایک سفید ریش دھوبی ملیگا اس سے میرے کپڑے دھلوا کر لے آؤ۔ خادم نے عرض کیا کہ حضور یہ آدھی رات کا وقت ہے دھوبی دریا پر کہاں مل سکتے ہیں۔ نیز یہ بھی ڈر ہے کہ رات کے وقت کوئی چور مجھ سے کپڑے چھین لے۔ آپ نے فرمایا تجھے ان باتوں سے کیا تعلق۔ اگر تجھے میری محبت کا سچا دعویٰ ہے تو میرے حکم کی تعمیل کرو۔ اس درویش نے حکم کی تعمیل کی اور فوراً دریا کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب گنگوہ کے شہر سے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ آفتاب روشن ہے اور ساری دنیا اپنے کام کاج میں مشغول ہے۔ نیز دھوبی لوگ بھی دریا پر کھڑے کپڑے دھو رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہوا اور حواس باختہ

marfat.com

ساہو گیا۔ جب قریب پہنچا تو ایک سفید ریش دھوبی سامنے آیا اور اسکے ہاتھ سے پارچات لیکر فوراً صاف کرنے میں مشغول ہو گیا اور تھوڑی دیر میں کپڑے اسکے حوالہ کر دیئے۔ نیز یہ بھی کہا کہ حضرت شیخ داؤد کیخدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ جو خدمت ہو بندہ حاضر ہے۔ جب وہ درویش دریا سے واپس آیا اور گنگوہ کے قصبہ میں داخل ہوا تو وہی آدھی رات تھی۔ اس نے حضرت اقدس کیخدمت میں جاکر دھوبی کا سلام عرض کیا اور آدھی رات اور روزِ روشن کا واقعہ بیان کیا۔ نیز اس نے اس راز کی حقیقت بھی معلوم کرنی چاہی حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں تجھے اس شرط پر بتاتا ہوں کہ میری زندگی میں کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا جب اس درویش نے یہ شرط قبول کی تو فرمایا کہ میں اس مقام پر پہنچ چکا ہوں کہ شب و روز آفتاب و ماہتاب، زمان و مکان میرے حکم کے تابع ہیں اور میں ابوالوقت اور ابوالحال ہوں اور حق تعالیٰ کی قدرت سے مجھے یہ قدرت اور تصرف حاصل ہے کہ اگر چاہوں تو عین رات کیوقت سورج کو ظاہر کردوں اور ہر شخص اسکا مشاہدہ کرے۔ نیز اگر چاہوں تو دن کے وقت رات کو ظاہر کر دوں اور ہر شخص اسکا مشاہدہ کرے۔ بلکہ اگر چاہوں تو ہمیشہ دن قائم کر دوں اور رات کو نہ آنے دوں یا اگر ارادہ کروں تو ہمیشہ رات قائم ہو جائے اور دن نہ آنے پائے۔ جیسا کہ حضرت شیخ شرف الدین [بوعلی قلندرؒ] نے اپنے اس شعر میں اسکی طرف تھوڑا سا اشارہ فرمایا ہے

گر شبے دست دہد وصل تو از غایت شوق   تا قیامت نشود صبح دمیدن ندہم

[اے محبوب اگر رات کے وقت تیرا وصال نصیب ہو جائے تو غایتِ شوق میں قیامت تک دن نہ ہونے دوں۔ نیز

وَلَيْسَ عِنْدَ رَبِّكَ صَبَاحٌ وَلَا مَسَاءٌ وَلَا لَيْلٌ وَلَا نَهَارٌ]

[تیرے رب کے ہاں نہ صبح ہے نہ شام نہ رات نہ دن]

تصرف اور کرامت میں فرق

یہ بات مجھ پر صادق آتی ہے اور مرد سفید ریش خضر علیہ السلام تھا جو حق تعالیٰ کے حکم

marfat.com

کے مطابق میری بعض خدمات انجام دیتا ہے اور میرے کپڑے دھوتا ہے۔
حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کے ساتھ بھی یہی واقعہ تھا کہ ایک عرس کے موقعہ پر خضر علیہ السلام آپکے مریدین اور اصحاب کے سامان کی حفاظت کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت شیخ داؤد علیہ رحمۃ کو تصرف اور کرامت دونوں عطا فرمائے تھے۔ تصرف یہ ہے کہ واقعات کو تبدیل کر دیا جائے مثلاً مردہ کو زندہ یا زندہ کو مردہ کر دیا جائے اور پتھر کو سونا اور سونے کو پتھر میں تبدیل کر دیا جائے۔ کرامت یہ ہے کہ امورِ مخفی کا علم ہو جائے۔

حضرت غوث الاعظم سے عرس کا خرچ عطا ہوا

یہ بات بھی تواتر کیساتھ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت شیخ داؤدؒ ۱۱ ربیع الاول کو حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کا عرس منایا کرتے تھے۔ مجالس ہوتی تھیں، قسم قسم کے کھانے تیار کرائے جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا واقعہ ہوا کہ جب گیارھویں شریف آئی تو آپکے پاس کچھ نہیں تھا۔ جس سے عرس کا خرچ ادا کرتے۔ چنانچہ آپ نے اپنے خلیفہ اعظم حضرت شیخ سوندہاؒ سے فرمایا کہ کل حضرت غوث الاعظم کا عرس ہے اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے کسی دُکاندار کے پاس جاکر قرض حسنہ لے آؤ۔ یہ کہہ کر آپ قیلولہ کی خاطر اندر تشریف لے گئے اور سو گئے۔ ایک ساعت کے بعد واپس آئے اور میرے مرشد حضرت شیخ سوندہاؒ نے فرمایا کہ قرض لینے کی فکر نہ کرو مجھے حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ نے خود عرس کیلئے رقم عنایت فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ کسی سے قرضہ مت لو جب میرے مرشد نے اس اجمال کی تفصیل دریافت کی تو فرمایا جب میں سو گیا یہاں سے جاکر سویا تو حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی رُوحانیت ایک نورانی شکل میں ظاہر ہوئی اور ایک تہ شدہ کاغذ عنایت کر کے فرمایا کہ تم عرس کیلئے رقم کی فکر میں تھے یہ ایک اشرفی اور گیارہ روپلے ہیں انکو لو اور میرے عرس کا اہتمام کرو۔ جب میں بیدار ہوا تو اس کاغذ کو اپنے سرہانے پڑا دیکھا۔ میں نے فوراً

marfat.com

اسے اٹھا کر کھولا تو اسمیں ایک اشرفی اور گیارہ روپے برآمد ہوئے۔ اسکے بعد آپنے خوب اہتمام سے عرس منایا اور قسم قسم کے کھانے تیار کرائے۔ بعض لوگ اس واقعہ کو حضرت اقدس کے والد حضرت شیخ محمد صادقؒ سے منسوب کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے آپکے گھر میں عسرت اور تنگی تھی۔ حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کی طرف سے یہ رقم مرحمت ہونے کے بعد تنگدستی جاتی رہی اور ایسی فراخ دستی میسر آئی کہ بیان سے باہر ہے۔

درخت کا گواہی دینا

روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ داؤدؒ نے اپنے ایک مرید کو چلہ کا حکم دیا۔ جب چالیس دن کے بعد وہ باہر آیا اور حضرت اقدس کیخدمت میں عرض کیا کہ ان ایام میں میں نے کچھ نہیں کھایا تو آپ نے فرمایا کہ کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ جو کچھ تم نے کھایا ہے مجھے معلوم ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اس درخت سے گواہی دلاؤں جسکے پتے تم کھایا کرتے تھے۔ یہ کہہ کر آپ اس درخت کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جو کچھ تم نے مجھے کہا ہے اسکے سامنے بیان کرو۔ یہ سنتے ہی درخت نے فصیح زبان میں کہا کہ اس درویش نے چلہ کے دوران میرے پتے کھائے ہیں اور مجھے خزاں کر دیا ہے۔ یہ بات سن کر وہ آدمی شرمندہ ہوا اور معذرت کا خواستگار ہوا۔

کیفیت فنا

اس فقیر نے اپنے شیخ حضرت مخدوم سوندھاؒ کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہے کہ ایک صاحب حال بزرگ نے حضرت شیخ داؤدؒ سے دریافت کیا کہ درویش خدا کب ہوتا آپنے جواب دیا کہ جب فقر تمام ہوتا ہے۔ اور اِذَا تَمَّ الفقر فَھُوَ اللہ کی حالت قائم ہوتی ہے۔ اسکے بعد اس بزرگ نے پوچھا کہ بندہ پر کس شغل کے ذریعے اسم خدا صادق آتا ہے۔ آپ نے فرمایا شغل اللہ سے۔ یعنی جب اللہ اللہ کثرت سے کہتا ہے تو خود کو فراموش کر کے ذکر حق میں محو ہو جاتا ہے۔ بلکہ خود نہیں رہتا اور اللہ رہ جاتا ہے۔ اسکی مثال یوں ہے کہ ایک رنگریز کپڑے رنگنے کیوجہ سے

marfat.com

رنگریز کے نام سے موسوم ہو جاتا ہے اور دھوبی کپڑے دھونے کی وجہ سے دھوبی کا نام پاتا ہے۔ اسی طرح ایک درویش کثرت سے اسم مبارک اللہ کا ذکر کرنے سے غیریت سے نکل کر عینیت سے متصف ہوتا ہے۔ جب مجنون ایک مخلوق یعنی لیلیٰ کا نام لیتے لیتے لیلیٰ بن گیا اور اپنا نام ونشان کھو بیٹھا تو کیا حق تعالیٰ کی محبت کی تاثیر اس سے بھی کم ہے کہ اللہ کا نام لے کر اپنی ہستی کو گم نہ کرے اور اپنا نام ونشان مٹا کر عین ذات حق نہ ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎

چشم بتو افتاد و وجودم ہمہ حسک شد — ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد

[جب سے آنکھ نے تیرے حسن وجمال کا مشاہدہ کیا میرا وجود گم ہو گیا۔ مثل مشہور ہے کہ جو چیز نمک کی کان میں گر جائے نمک ہو جاتی ہے] ۔ ایک بزرگ کہتے ہیں ؎

سگے کاندر نمک سار افتند گم گردد اندر وے — من این دریائے پرشور از نمک کمتر نمے دانم

[جب ایک کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جاتا ہے تو میرے لئے یہ دریائے پرشور (محبت الہٰی) کان نمک سے کم نہیں ہے۔ نیز جب کسی شخص پر جن کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ خود معطل محض بن جاتا ہے اور جن اسکے وجود میں ظاہر ہوتا ہے اور اسکے تمام افعال کا فاعل ہوتا ہے۔ اس وقت آدمی نہیں رہتا ہے جن ہوتا ہے اور یہ ہر خاص وعام کے مشاہدہ کی بات ہے۔ اب حق تعالیٰ کے غلبہ کا اثر جنات کے غلبہ سے یقیناً زیادہ ہونا چاہیئے۔

فنائے کے دو اقسام جاننا چاہیئے کہ بندہ کی حق تعالیٰ کے ساتھ عینیت اور اسکا ذات مطلق میں فنا ہو جانا دو طرح پر ہوتا ہے اول جزوی، دوم کُلی۔

فنائے جُزوی فنائے جزوی کی بھی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ بیک دفعہ محو ہو جائے، دوم یہ کہ بتدریج محو ہو یعنی پہلے کچھ اعضا محو ہوں بعد میں دیگر اعضا متاثر ہوں۔ اگر فنا دفعۃً یعنی ایک بیک ہو تو اس سے سکر یعنی مستی اور بیخودی طاری ہو جاتی ہے اگر فنا تدریجاً طاری ہوتی ہے تو اس سے

marfat.com

صحو و فنا کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

فنائے کُلّی

فنائے کُلّی یہ ہے کہ تمام تعینات ملکی، ملکوتی، جبروتی بیک وقت مٹ جائیں یا بتدریج گم ہوں یعنی پہلے موالید ثلاثہ [نباتات، جمادات، حیوانات] گم ہوتے ہیں۔ پھر عناصر [اربعہ اعناصر یعنی آب، آتش خاک، ہوا] اسکے بعد فلکیات یعنی افلاک، پھر عالم ملکوت اور عالم جبروت اگر بیک وقت گم ہوں تو اس قسم کے سالک پر تجلی جلالی کا ظہور ہوتا ہے اگر بتدریج ہو تو یہ تجلّی جمالی کا تقاضا ہوتا ہے۔ پس مجموعی طور پر فنا کی چار اقسام ہوئیں۔ اور سب سے بلند ترین قسم کی فنا، فنافی اللہ اور وجود موہوم [یعنی اپنے اعتباری، وہمی، ظلی] وجود کا وجودِ حقیقی [ہستی یا روح باری تعالیٰ] میں گم ہونا ہے۔ جسطرح ایک قطرہ سمندر میں ملکر گم ہو جاتا ہے۔ یا برف گرمیٔ آفتاب سے پگھل کر پانی بن جاتا ہے۔ اس صورت میں حق تعالیٰ اپنی تمام صفات سے سالک پر تجلّی فرماتے ہیں اور وہ وجود کل میں فانی ہو جاتا ہے۔ کسی نے خوب نالہ کیا ہے ؎

ہر روز ز تو رسد بلائے بسرم ــــ در محنت روزگار خون شد جگرم
از خویش ملول گشتم اے اشک بیا ــــ تا نقش خود از صفحۂ ہستی بہ برم

[اے دوست ہر روز تیری طرف سے نئی مصیبت مجھ پر نازل ہوتی ہے جس سے میرا جگر پگھل کر خون بن گیا ہے چنانچہ میں اپنے آپ سے اسقدر بیزار ہو گیا ہوں کہ اشک [آنسوؤں] کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیں اور میری ہستی دھو دیں۔

اقسامِ بقا

بقا باللہ جو فنافی اللہ کے مقابل میں ہے کی بھی چار قسمیں ہیں اور بقا باللہ اعلیٰ مرتبہ ہے [فنافی اللہ سے]۔ کیونکہ مرتبہ بقا باللہ میں سالک اپنے آپکو دریا کا قطرہ معلوم کر لیتا ہے اور غیریت کا باطل تصور دل سے مٹ جاتا ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ اپنے وجود کو غیر سمجھتا تھا۔ لیکن جب سالک فنافی اللہ سے باہر آتا ہے اور ذاتِ حق کے ساتھ مکمل طور پر ایک ہو جاتا ہے تو بقا باللہ اسکا نقد وقت ہو جاتا ہے [یعنی حالت بقا اس پر مسلط ہو کر مستقل

marfat.com

مقام بن جاتی ہے] اور وہ خود کو عین وجودِ حق متصف بہ جمیع پاتا ہے جیسا کہ عاشقِ صادق نے اشارہ کیا ہے ؎

از بادۂ عشق در ازل مست شدیم — وز مستیٔ آں شراب از دست شدیم
اول ز وجودِ خویش فانی گشتیم — آخر بہ لقائے ذاتِ حق ہست شدیم

[ہم ازل سے مستِ شرابِ عشق ہو چکے ہیں اور شراب کی مستی کی وجہ سے اپنی ہستی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ ہوا یوں کہ پہلے ہم اپنے وجود سے فانی ہوئے اور بعد میں دوست کی ہستی میں مدغم ہو کر باقی بن گئے۔

اقسامِ تجلیات غلبۂ فنا میں جو تجلیات سالک پر جلوہ گر ہوتی ہیں انکی بھی چار قسمیں ہیں۔ اوّل تجلی آثاری ہے جب وجود مختلف جسمانی صورتوں میں متمثّل ہو جاتا ہے اور جس صورت میں دیکھتا ہے حضرتِ حق کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ حضرت حق ہے۔ اسکا نام تجلیٔ آثاری ہے۔

تجلیٔ افعالی دوسری تجلّی افعالی کہلاتی ہے جب حق تعالیٰ اپنی صفات فعلیہ ربوبیہ میں سے کسی ایک صفت میں جلوہ گر ہوتا ہے یا اپنے آپکو عین وجود دیکھتا ہے اپنی صفات میں سے کسی صفت سے متصف ہو کر۔ اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ تجلیات افعالیہ انوارِ متلوّنہ [مختلف اقسام کے رنگوں] میں متمثل ہوتی ہیں۔ مثلاً حضرت حق کو نورِ سبز، نورِ کبود [نیلا] نور سرخ، زرد اور سفید میں دیکھتا ہے۔

تجلی صفاتی تیسری تجلّی صفاتی ہے جب حضرت حق اپنی سات صفاتِ ذاتیہ یعنی صفت حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر کلام سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ یا خود کو عین وجود متصف بہ صفات دیکھتا ہے جبکہ تجلی صفاتی نورِ سیاہ کی طرح نظر آتی ہے یعنی حق کو متمثل بہ نور سیاہ دیکھتا ہے

تجلی ذاتی چوتھی تجلی ذاتی ہے۔ جب سالک اس تجلی میں ذاتِ مطلق میں فانی ہو جاتا ہے اور علم، شعور، اور ادراک سے مطلقاً خالی ہو جاتا ہے۔

marfat.com

نیز متذکرہ تجلیات میں فرق بھی ہوتا ہے بقدر صفائے قلب و وقت تجلی۔ اگر وہ حضرت حق کا مشاہدہ کرے تو یہ تجلی کہلاتی ہے لیکن اگر خود مظہر حق ہو جائے یعنی یہ دیکھے کہ خود حضرت حق ہے۔ یہ اتم و اکمل حالت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسمیں تحقق زیادہ ہے اور مذکورہ بالا مراتب تجلیات میں حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنے سے اپنے آپکو مظہر حق دیکھنا زیادہ افضل ہے کیونکہ اس میں صفائے قلب کا عنصر زیادہ ہوتا ہے۔

بقا باللہ مرتبہ بقا باللہ جو کاملین کو حاصل ہوتا ہے یہ کہ فنا کے بعد سالک تجلی ذاتی میں حق تعالیٰ کی بقا کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے اور اپنے آپکو ذات مطلق، یعنی جسمانی اور روحانی تعینات کے بغیر محسوس کرتا ہے اور اسکا علم علم تجلی حق ہو کر کائنات کے تمام ذرات کو محیط ہو جاتا ہے، متصف بہ جمیع صفات الٰہی ہوتا ہے، قیوم [قائم کرنے والا] اور مدبر [تدبیر کرنے والا] ہو جاتا ہے۔ اور کسی چیز کو غیر خود نہیں دیکھتا۔ یہ ہے کمال توحید عیانی۔

جاننا چاہیئے کہ سالک کی کئی منازل ہوتی ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا چاند، ستاروں اور سورج کا دیکھنا اور پھر انہیں سے ہر ایک سے اعراض کرنا ان منازل کی وجہ سے تھا۔

منازل سلوک پہلی منزل توبہ، طاعت اور ذکر ہے۔ اس مقام پر نور سبز متمثل ہوتا ہے۔

دوسری منزل تزکیۂ نفس ہے۔ یعنی صفات شیطانی، درندگی اور بہیمی سے نجات کا نام ہے۔ جب سالک صفات شیطانی میں گرفتار ہوتا ہے اُسے نفس امارہ کہتے ہیں۔ جب اس سے خلاصی حاصل کر کے صفات درندگی میں گرفتار ہوتا ہے تو اسے نفس لوامہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جب اس سے پاک ہو کر صفات بہیمی یعنی حیوانی میں مبتلا ہوتا ہے اُسے نفس ملہمہ کہتے ہیں۔ جب اس سے خلاصی حاصل کرتا ہے تو نفس مطمئنہ

marfat.com

کہلاتا ہے۔ نفس امارہ، سبعیہ [درندہ] اور لوامہ میں یہ فرق ہے کہ پہلی قسم کے نفس کا شر متعدی ہوتا ہے [یعنی اسکا اثر دوسروں پر بھی ہوتا ہے جسطرح متعدی بیماری کا اثر] اور دوسری قسم کا شر لازم ہوتا ہے [یعنی اسکا اثر دوسروں پر نہیں ہوتا]۔ نفس امارہ آگ کی طرح ہے، لوامہ ہوا کی طرح، ملہمہ آب اور مطمئنہ خاک کی مانند۔ اور مقام اطمینان پر [یعنی نفس مطمئنہ کی حالت میں] نیلے رنگ کا نور ظاہر ہوتا ہے اور اسکی سیر کی آخری حد ملکوت سفلی ہے [یعنی ارواح سفلی مثل جنات وغیرہ]

سلوک کی تیسری منزل تیسری منزل تجلیہ قلب ہے یعنی اخلاق حمیدہ سے متصف ہونا۔ اس مقام پر نور سرخ متمثل ہوتا ہے اور دل ذاکر ہو جاتا ہے۔ اور نور طاعات، عبادات اور صفات پسندیدہ ظاہر ہوتا ہے۔ قلب کی سیر انتہا ملکوت علوی کی ابتدائی منازل ہیں۔

چوتھی منزل اس منزل پر غیر حق سے اعراض کی سیر ہے۔ اس مقام پر نور زرد متمثل ہوتا ہے اور اسکی آخری حد عالم ملکوت علوی کا وسطی حصہ ہے

پانچویں منزل یہ مقام روح ہے۔ یہاں نور سفید ظاہر ہوتا ہے اور اسکی سیر کی انتہا عالم ملکوت علوی کا آخری حصہ ہے۔

چھٹی منزل اس مقام کا نام مرتبۂ خفی ہے اسکے نور کا رنگ سیاہ ہے۔ اور اسکی سیر کی آخری حد عالم جبروت ہے۔

ساتویں منزل ساتویں منزل کا نام غیب الغیب ہے۔ جو مقام فنا و بقا ہے۔ جسکی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کو تنبیہہ اس فقیر نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ سوندھا قدس سرہ سے سنا ہے کہ جب سلطان اورنگ زیب عالمگیر سنہ ۱۰۶۸ھ میں شاہ جہان آباد [دہلی] میں تخت نشین ہوا تو بعض حاسدین نے اسکے پاس جا کر شکایت کی کہ حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ

marfat.com

رات دِن سماع جیسی بدعت میں مشغول رہتے ہیں۔ نیز بعض لوگوں نے تو ایسی باتیں آپ سے منسوب کیں جنکا تحریر میں لانا نامناسب ہے۔ اِسپر بادشاہ نے حضرت اقدس کیخدمت میں پروانہ لکھا کہ بعض لوگوں نے میرے پاس آکر آپکے متعلق ناشائستہ شکایات کی ہیں۔ اسلئے آیۂ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کے مطابق آپکا یہاں حاضر آنا ضروری ہے تاکہ حقیقتِ حال معلوم ہو جائے۔ آپنے جواب میں لکھا کہ میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ میں اسقدر مستغرق ہوں کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے بھی شرمندہ ہوں اطاعت اُولی الامر کی مجھ میں کہاں طاقت ہے۔ نیز اولی الامر سے مراد سلاطین اور حکام بھی نہیں ہیں بلکہ باطنی بادشاہ، حکامِ اقلیم معنی اَور مرشدان کامل اکمل مراد ہیں۔ تاہم چونکہ مدت سے اس فقیر کے دِل میں اپنے مشائخ عظام کے مزارات کی زیارت کی آرزو ہے اور انکی توجہ نے سلسلہ جنبانی کر دی ہے اَور آپکو بھی اس سلسلہ میں محرک بنایا ہے میں بسر وچشم دہلی آکر انکی زیارت سے مشرف ہونگا۔ چنانچہ آپ خط بھیجنے کے دو تین دن بعد دہلی روانہ ہو گئے۔ جس رات آپ پہلی منزل پر پہنچے آپکی صورتِ مثالی بادشاہ کے سامنے ظاہر ہوئی۔ اُسوقت وہ محل میں بیٹھا اوراد و وظائف پڑھ رہا تھا۔ آپنے اسے مخاطب کر کے فرمایا کہ شیخ داؤد میں ہوں۔ کہو کیا طلب کرتے ہو اَور درویشوں کو کیوں خواہ مخواہ پریشان کرتے ہو۔ یہ دیکھ کر اورنگ زیب ادب سے کھڑا ہو گیا اور اسکے جسم پر لرزہ طاری تھا اس نے کہا اسمیں میرا قصور نہیں ہے۔ بعض اہلِ غرض لوگوں نے مجھ سے اس کام کی جرأت کرائی ہے۔ آپ کے مکارمِ اخلاق سے بندہ امید کرتا ہے کہ تقصیر معاف فرما دینگے۔ دوسری بار یہ غلطی ہرگز نہیں کرونگا۔ آپ اپنے مقام پر تشریف فرما ہو کر مشاہدۂ حق میں مستغرق رہیں۔ میں آپکے خط سے متنبہ ہو کر خیال کر رہا تھا کہ اپنی خطا کی معافی طلب کروں اَور آپ کا وقت ضائع نہ کروں تاکہ آپ فراغِ دِل سے یادِ حق میں مشغول رہ سکیں۔ اَب مجھے تنبیہ بر تنبیہ ہو چکی ہے۔ بشریت کیوجہ سے مجھ سے جو خطا

marfat.com

سرزد ہوئی ہے اس سے درگذر فرماویں اَور اپنے گھر میں آرام سے بیٹھکر مریدین کی تربیت فرماتے رہیں۔ آپنے فرمایا کہ اَب میں گھر سے چل کر پہلی منزل پر پہنچ چکا ہوں اَب میرے لئے مشائخ عظام کی زیارت اَور مزارات کا طواف فرض ہے۔ یہ کہکر آپ بادشاہ کی نظروں سے غیب ہوگئے۔ صبح اٹھتے ہی بادشاہ نے صد عجز و نیاز سے ایک عریضہ لکھا اَور قاصدوں کو دیکر حکم دیا کہ فوراً جاکر حضرت شیخ داؤد سے راستے میں ملاقات کرو اَور باادب ہوکر یہ عریضہ انکی خدمت میں پیش کرو۔ اس خط میں یہ لکھا تھا کہ اگر حضرت اقدس کی تشریف آوری مشائخ کی زیارت کیلئے ہے تو یہ میری عین سعادت ہوگی کہ اس بہانے حضور کی زیارت سے مشرف ہوسکونگا۔ لیکن اگر حضور میری طلبی کیوجہ سے تشریف لارہے ہیں تو میں حضور کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتا۔ ہاں اگر اپنی رضا و رغبت سے بندہ کو سرفراز فرمائیں تو زہے نصیب۔ نیز جو کچھ حضرت اقدس کیخدمت بھیجا گیا ہے قبول فرمادیں تاکہ متعلقین کیلئے زادِ راہ کا سبب بن سکے۔ جب لوگوں نے بادشاہ کا یہ مکتوب آپکی خدمت میں پیش کیا تو آپنے جواب میں لکھا کہ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ حضرت شیخ نظام الدین بداؤنیؒ، اَور حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس اسرارھم کیخدمت میں آرہا ہوں۔ اسمیں آپکی طلب کا کوئی دخل نہیں ہے۔ جب آپ دہلی پہنچے تو ایک مرید کے ہاں قیام فرماکر آرام سے رہنے لگے۔ حالانکہ بادشاہ نے آپ کے لئے نہایت اعلیٰ محل میں رہنے کے انتظامات کئے اَور اپنے ہاں رہنے کی دعوت دی لیکن آپنے قبول نہ فرمائی۔ نیز بادشاہ نے یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ گنگوہ کے گرد و نواح کے گاؤں حضرت اقدس کے لنگر کیلئے مخصوص کردے لیکن آپنے اسکی طرف بھی التفات نہ فرمایا۔ دہلی میں آپ تین دن حضرت خواجہ قطب الاقطابؒ کے مزار پر اَور دو دو دن حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ، اَور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے مزار پر مقیم رہے۔

مُلّا عبد الغوی کے علم کا سلب کرنا دہلی میں ایک عالم رہتے تھے۔ جنکا نام

marfat.com

ملّا عبدالقوی تھا۔ وہ بادشاہ کے مقرّب بھی تھے۔ ایک دن اطلاع کئے بغیر وہ حضرت اقدس کیخدمت میں آکر سماع پر آپکا احتساب کرنے لگا۔ اس نے کہا کہ کتاب و سنت اور اقوال و آثار علمائے اہل حنیفہ کی رُو سے سماع حرام ہے معلوم نہیں بزرگان اہل چشت نے یہ بدعت کہاں سے نکال لی ہے۔ کیا اُن کے پاس اس بارے میں کوئی صحیح یا سقیم دلیل بھی ہے کہ یا یوں ہی شروع کر دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ آپکو قالی دلیل چاہیئے یا حالی۔ اگر قالی دلیل درکار ہے تو صحیح بخاری میں جو کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے آیا ہے کہ ایک دن عید کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں سوئے تھے اور دو کنیزیں حضرت بی بی صاحبہ کے سامنے بیٹھیں دف پر سرود گا رہی تھیں۔ اسوقت حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور اُن لڑکیوں کو گانے سے منع فرمایا۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک سے چادر ہٹا کر فرمایا کہ اے ابوبکر انکو سرود سے منع مت کر دیہ عید اور شادی کے ایام ہیں ان ایام میں سرود سننا جائز ہے۔ چنانچہ جب عید مراد کے دن سرود سننا جائز ہے تو صوفیائے مجتہدین نے ان اوقات میں بھی سماع جائز قرار دیا ہے جو اہل اللہ کے وجد و کمال کے ایام ہوتے ہیں۔ نیز محدثین حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حُرمت سماع پر کوئی قطعی نفی وارد نہیں ہوئی۔ چنانچہ ہمارے امام صاحب ہر اس فعل کو مباح [یعنی جائز] قرار دیتے ہیں جس کے خلاف کوئی نص [آیت قرآن یا حدیث] وارد نہ ہوئی ہو۔ نیز امام شافعیؒ نے بھی نشاط طبع اور تفریح قلب کی خاطر سرود کو مباح قرار دیا ہے اور تمام آلات سماع مثل دف مردنگ وغیرہ کو مباح کہا ہے لیکن اس دف کو جسے عام طور پر دورد کہتے ہیں حرام کہا ہے انکے علاوہ تمام محدثین، فقہا اور ائمہ مذاہب اربعہ نے سماع کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ معتبر کتب میں موجود ہے۔ ہاں وہ گانا جو فسق و فجور پر مشتمل ہو سب کے نزدیک حرام اور بُرا ہے اور وہ گانا جس سے حق تعالیٰ کا عشق و

marfat.com

محبت بڑھتا ہے سب کیلئے مباح اور نیک عمل ہے۔ نیز مزامیر [جمع مزمار بمعنی آلات سماع] کی حلت پر بھی کتاب امتناع کے مصنف نے بعض روایات صحیحہ نقل کی ہیں۔ چنانچہ آلات سماع بھی اُن حالات میں جائز ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے مشائخ نے آلات کے ساتھ سماع نہیں سنا بلکہ تالی بجانے کو بھی گوارا نہیں فرمایا۔

غرضیکہ حضرت شیخ داؤد نے تمام دلائل دیکر ملاّ عبدالقوی سے فرمایا کہ جب تمام ائمہ دین کے اقوال کے مطابق سماع حلال ہے تو آپ کیسے حرام کہتے ہیں۔ چونکہ اسپر تعصب کی شقاوت غالب تھی اُس نے حضرت اقدس کے دلائل کو قبول نہ کیا۔ یہ دیکھکر حضرت اقدس کو غصہ لگا اور فرمایا اگر تم قالی دلائل قبول نہیں کرتے تو آؤ حالی دلائل سنو۔ اسوقت قوال موجود تھے آپ نے انکو اشارہ فرمایا کہ کوئی چیز شروع کرو۔ انہوں نے ہندی کا یہ دوہرہ گانا شروع کیا ؎

پیت دُرائیے نہ دُرے رہے کلیجے لاگ آپلے جا ہر [ظاہرا] ہوویگی گھاس گھسیرے آگ

اسکے سنتے ہی ملاّ عبدالقوی کی حالت دگرگوں ہو گئی اور ان پر حال طاری ہوگیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا اے جاہل میں خود صاحب شرع اور بانیٔ احکام شریعت ہوں تم مجھ سے دلیل طلب کر رہے ہو۔ یہ کہنا تھا کہ ملاّ کا علم سلب ہوگیا اور جاہل مطلق بن گیا۔ یہ دیکھکر وہ حضرت اقدس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوگیا اور رونے لگا۔ جب حضرت اقدس نے عالم ربوبیّت سے عالم عبودیّت کی طرف نزول فرمایا تو دیکھا کہ ملا عبدالقوی سر برہنہ کھڑا معافی مانگ رہا ہے۔ آپکو اسکی حالت زار پر رحم آیا اور آپکی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے "تم اسوقت ملک العلماؔ [علماؔ کے بادشاہ] ہو۔ یہ کہنا تھا کہ اُنکا پورا علم واپس آگیا اور صدق وصفا سے حضرت اقدس سے رخصت طلب کرکے بادشاہ کے پاس گیا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ اس سے بادشاہ کے دِل میں آپ کے متعلق اعتقاد اور بھی مضبوط ہوا۔

شہنشاہ شاہجہان کا سوال اور آپکا جواب باصواب

حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ

marfat.com

ایک دفعہ پہلے بھی بادشاہ صاحب قرآن شاہجہان کے عہد حکومت میں دہلی تشریف لے گئے تھے اور مشائخ عظام کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت شیخ سوندھا قدس سرہٗ دونوں دفعہ آپکے ہمراہ تھے۔ جب آپکی شاہجہان سے کسی تقریب کے دوران ملاقات ہوئی تو اس نے دریافت کیا کہ تمام مشائخ کے سلاسل میں سے کونسا سلسلہ بہتر ہے۔ اس مجلس میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ ابوسعید بھی موجود تھے حضرت اقدس نے بادشاہ کے سوال کا جواب اس خوبی سے دیا کہ جس سے تمام سلاسل کی خوبی بھی ظاہر ہوگئی اور انکے اپنے سلسلہ چشتیہ کی برتری بھی مسلم ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ تمام پروانے اسی ایک شمع کے ہیں۔ لیکن بعض جلنے کی تاب نہیں لا سکتے اور بعض وہ ہیں جو شمع کو دیکھتے ہی اس پر کود پڑتے ہیں اور جان قربان کر دیتے ہیں اور شمع کے ساتھ ایک ہو جاتے ہیں۔ پہلی قسم کے سالکین حفظ جان کی قید میں گرفتار ہوتے ہیں اور صرف تجلیات صوری اور معنی پر قناعت کرتے ہیں۔ لیکن نہ اپنے تعین کو مٹا سکتے ہیں نہ ذات لاکیف اور لاتعین ایک ہو سکتے ہیں۔ یہ تمام سلاسل اور طرائق کے سالکین کا حال ہے لیکن وہ حضرات جو نسبت چشتیہ اور قادریہ رکھتے ہیں وہ پروانہ وار اپنے تعین کو شمع ذات کے شعلوں میں جلا کر اپنے تعین کو ختم کر دیتے ہیں اور عین نور بن جاتے ہیں بلکہ وہ نہیں رہتے حق باقی رہ جاتا ہے۔ چنانچہ واصل مرتبۂ گمنامی مولانائے جامیؒ اسی مقام کے متعلق فرماتے ہیں ؎

رفت او زمیان ہمیں خدا ماند خدا　　اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰه

[سالک کا وجود ختم ہو جاتا ہے اور خدا ہی خدا رہ جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے اللہ ہی اللہ ہوتا ہے] یہ جواب سنتے ہی شاہجہان پر گریہ طاری ہو گیا اور کہنے لگا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے حق فرمایا ہے۔

یاد رہے کہ ہر طالب راہ مستقیم کیلئے لازم ہے کہ اپنے نبی کو تمام انبیاء سے

marfat.com

اور اپنے مذہب کو تمام مذاہب سے افضل سمجھے۔ اور جس سلسلے میں مرید ہے اس سلسلے کو باقی سلسلوں سے اور اپنے شیخ کو باقی مشائخ سے بہتر تصور کرے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم سمجھے اور یہ یقین رکھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میرے شیخ کی صورت میں متمثل ہو کر میری ہدایت کر رہی ہے۔ جبتک مرید کو اپنے پیر پر یہ اعتقاد نہیں ہوگا راہ حق کا پانا محال ہے۔

شاہجہان کے وزیر سعد اللہ خان کے سوالات اور حضرت شیخ کے جوابات

ایکدفعہ شاہجہان کے وزیر سعد اللہ خان نے جو علوم ظاہری میں یگانہ روزگار تھا بادشاہ سے کہا کہ شیخ داؤد گنگوہی ظاہری علم تو زیادہ نہیں رکھتے معلوم نہیں انکے باطنی علم کی حد کہاں تک ہے اسلیے بادشاہ سلامت انکے اسقدر معتقد کیوں ہیں۔ ہاں اگر ان کے علم ظاہری و باطنی کا کمال ثابت ہو جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ اس نے ایک دن بادشاہ سے کہا اگر اجازت ہو تو میں شیخ داؤد کو آزماؤں۔ بادشاہ نے جو تمام علماء و مشائخ سے محبت رکھتا تھا کہا کہ مجھے تو انکے علم میں کوئی شک نہیں ہے اگر تم آزمانا چاہتے ہو تو آزماؤ تمہارا شک و شبہ رفع ہو جائیگا۔ چنانچہ سعد اللہ خان نے ارادہ کر لیا کہ جب حضرت شیخ داؤد حضرت خواجہ قطب الدین اوشی قدس سرہٗ کی زیارت کیلئے جائینگے تو میں بھی زیارت کے بہانے سوار ہو کر راستے میں اُن سے ملاقات کرونگا۔ اور علمیہ مسائل پر گفتگو کرونگا تاکہ انکو یہ شک نہ ہو کہ میرا امتحان ہو رہا ہے۔ اس کام کیلئے اس نے دو آدمی مقرر کر لئے کہ جب شیخ حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی زیارت کیلئے روانہ ہوں تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ جس روز حضرت شیخ زیارت کو جانے لگے سعد اللہ خان بھی خبر پاکر پہنچ گیا اور راستے میں ملاقات کر کے علمی مسائل پر گفتگو شروع کر دی۔ جونہی اس نے سوالات کا سلسلہ جاری کیا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کی روحانیت نے فوراً وہاں پہنچکر ایک لمحے میں تمام علوم شیخ داؤد کو تعلیم کر دیئے اور فرمایا کہ بابا

marfat.com

شیخ داؤد میں نے تجھے بحر مواج بنا دیا ہے اب یہ عالم بے مغز جو کچھ پوچھے اسکو جواب دینا۔ چنانچہ شیخ داؤد کے قلب میں اسقدر علوم موجزن ہوئے کہ آپ ہر سوال کے سولہ سولہ جواب دیتے رہے۔ جب سعداللہ خان نے یہ اس بحر علوم کا مشاہدہ کیا تو کہنے لگا یہ علم الہٰی کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کمال عجز و نیاز کے ساتھ حضرت شیخ سے رخصت لیکر بادشاہ کے پاس پہنچا اور کہا کہ شیخ بحر مواج ہیں اور انکے علم کی کوئی حد نہیں ہے کیونکہ انہوں نے استادِ غیب سے مدرسۂ ام الکتاب میں تعلیم حاصل کی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں نے انکے کمالات کا خود اپنی استطاعت کے مطابق مشاہدہ کیا ہے لیکن شکر ہے کہ تم بھی حضرت شیخ کے بے مثال کمالات کے معترف ہو گئے ہو۔

داراشکوہ کی ملاقات

روایت ہے کہ حضرت داراشکوہؒ کو حضرت شیخ داؤد قدس سرہ سے بے حد اعتقاد تھا۔ اور اکثر اُنکی صحبت سے فیض یاب ہوتے تھے۔ اور علومِ لدنیہ معارف غیبیہ حاصل کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں چند تلواریں لیکر آئے اور کہنے لگے کہ انمیں سے جو تلوار سب سے زیادہ تیز ہو آپ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھے عنایت فرما دیں تاکہ میں تبرکاً اسے اپنی کمر سے باندھ کر اعدائے ظاہری و باطنی پر فتح حاصل کر دں۔ یہ سنکر حضرت اقدس نے کچھ دیر تامل فرمایا۔ اسوقت حضرت شیخ سوندھا رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے انہوں نے ایک تلوار کیطرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تلوار سب سے زیادہ بہتر ہے۔ حق تعالیٰ نے مجھے ابھی اسکی تیزی پر مطلع فرمایا ہے۔ اگر میرے کہنے کا اعتبار نہ ہو تو ان تلواروں کو گرز پر مار کر آزمالیں۔ جو تلوار گرز کو کاٹ ڈالے وہی شاہزادہ کو عنایت فرما دیں۔ جب تلواروں کو آزمایا گیا تو تمام تلواریں ٹوٹ گئیں صرف اُسی تلوار نے گرز کو کاٹ دیا جو حضرت شیخ سوندھاؒ نے اٹھائی تھی۔ چنانچہ حضرت شیخ داؤد نے وہی تلوار داراشکوہ کے حوالہ کر دی۔ لیکن چونکہ قدرت کو کچھ اور منظور تھا وہ تلوار داراشکوہ کے ہاتھ میں نہ رہی بلکہ کسی نے

marfat.com

چرالی۔ غرضیکہ جب دارا شکوہ کو حضرت شیخ داؤد کے کشف کا علم ہوا تو انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو اس تلوار کی تیزی کا علم نہیں تھا کہ حضرت شیخ سوندہا کو اسکی نشان دہی کرنی پڑی۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مقامِ فردانیت میں پہنچ چکا ہوں اور فرد کو عالمِ کون و مکان کی کوئی خبر نہیں ہوتی کیونکہ وہ ذاتِ بحت میں غرق ہوتا ہے اور برادرم شیخ سوندہا اسوقت عالمِ جبروت میں ہیں جو کشف و کرامات کا جہان ہے اور جو کچھ کون و مکان میں ہوتا ہے انکو معلوم ہو جاتا ہے اسوجہ سے تلوار کا علم مجھے نہ ہو سکا اور انکو ہو گیا۔ یاد رہے کہ یہ حضرت شیخ سوندہا کا ابتدا کا زمانہ تھا۔ اسکے بعد آپ پر عالمِ بے کیف و بے مثال کی اس قدر تجلی ہوئی کہ اولیائے متاخرین میں سے کسی کو نہ ہوئی ہوگی۔ بلکہ اولیائے متقدمین میں سے بھی کم کو ہوئی ہوگی۔

کہتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ دہلی میں مقیم تھے۔ جس روز آپ کے ہاں فاقہ ہوتا تو اپنے خلیفہ شیخ بلاقی کیتھلیؒ سے فرماتے کہ بلاقی تسبیح پر فلاں اسم پڑھو۔ جب وہ تسبیح پڑھتے تو جا بجا سے فتوحات آنا شروع ہو جاتی تھیں۔ چنانچہ بعض جگہوں سے پانچ اشرفی اور بعض جگہ سے سات سو آجاتی تھیں یاد رہے کہ ہمارے مشائخ کے نزدیک اگرچہ اسمائے الٰہی کا ورد ہوتا ہے اور فتوحات کیلئے ان اسمائے حسنہ کے ورد کا طریقہ جانتے ہیں لیکن غیر اللہ کی طلب کیلئے ان اسما کا پڑھنا کفر سمجھتے ہیں۔ ہمارے سلسلہ میں دس اسمائے الٰہیہ مع بسم اللہ و حرز یمانی جسے سیفی کہتے ہیں ورد کیا جاتا ہے یہ اسما یہ ہیں یا بدوح یا بدیع العجائب بالخیر نیز چالیس اسمائے اعظم اور ننانوے اسمائے حسنہ بھی۔ نیز ہمارے مشائخ عظام سے تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ جب حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ کی رحلت کا وقت قریب آیا وصال سے تین روز پہلے اپنے بھائی حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ سے فرمایا کہ میرے لئے تابوت تیار کرو۔ تین رات باقی ہیں مجھے پے در پے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو رہی ہے اور آپ فرما

marfat.com

رہے ہیں کہ شیخ داؤد ہم تمہارے مشتاق ہیں جلدی آؤ۔ اور آج رات میں نے عالم معاملہ میں دیکھا ہے کہ میرا سینہ شق ہو گیا ہے اور وہاں ایسا نور نکلا ہے کہ کسی نور کو اس سے نسبت نہیں دی جا سکتی۔ اسکے بعد اس نور نے آسمان کا تعین اختیار کر لیا اور سارے جہان پر محیط ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ پہلے عرش عظیم نے اسکو سجدہ کیا۔ اسکے بعد کائنات کے تمام ذرات اسکے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ مجھے حیرت تھی کہ یہ کیا نور ہے۔ اس اثنا میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ یہ تمہارے خلیفہ مطلق شیخ سوندھا سفید دنی کی ولایت کا نور ہے جنکا فیض ہدایت ساری دنیا کو محیط ہو گا۔ اور وہ قطب وقت اور فرد دوران ہونگے لیکن انکی بہت کم لوگ شناخت کر سکیں گے اور صاحب استعداد تم اُن سے بہرہ ور ہوں گے۔ پس اپنی باطنی امانت انکے سپرد کر کے فوراً ہمارے پاس آجاؤ کیونکہ اشتیاق ملاقات حد سے زیادہ ہے۔ اسوقت میرے شیخ حضرت شیخ سوندھا موجود نہ تھے۔ بلکہ شیخ بلاقی کیتھلی کے ساتھ کسی تقریب پر کیتھل گئے ہوئے تھے۔ اسواقعہ کی تفصیل حضرت شیخ سوندھاؒ کے حالات میں آرہی ہے

حضرت شیخ داؤدؒ نے اپنے وصال سے تین سال پہلے میرے پیر و مرشد حضرت شیخ سوندھا قدس سرہٗ کو ساری نعمت اور مشائخ عظام کی امانت مسند خرقۂ خلافت عطا فرما کر تربیت مریدین کا حکم فرمایا۔ بلکہ حضرت اقدس نے انکو اپنا خلیفہ جانشین اور قائم مقام بھی مقرر فرمایا۔ بلکہ اپنے چھوٹے بھائی شیخ محمد قدس سرہٗ کو وصیت فرمائی کہ میں نے اپنا وارث اور جانشین شیخ سوندھا کو مقرر کیا ہے۔ اسوقت وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ میری وفات کے دس روز بعد وہ آئیں گے۔ یہ خرقۂ خلافت، دستار اور تبرکات جو مجھے اپنے مشائخ سے ملے ہیں ان کے حوالہ کر دینا۔ اسکے بعد حضرت شیخ محمد نے اپنے بھائی کے فرمان کے مطابق آپکے لئے تابوت تیار کرایا۔ ماہ رمضان کی پانچویں تاریخ کو حضرت اقدس پر عالم اطلاق کا غلبہ ہو گیا مرض وغیرہ کوئی نہ تھا۔ ساری رات قوال آپ کی خدمت میں

marfat.com

قوالی پیش کرتے رہے۔ آپ پر کبھی اطلاق طاری ہوجاتا تھا اور کبھی عالم صحو یعنی ہوشیاری میں آجاتے تھے۔ جب چھ رمضان المبارک کی صبح نکلی تو آپ نے خرقۂ خلافت و دیگر تبرکات شیخ محمد کے سپرد کرکے ارشاد فرمایا کہ یہ شیخ سوندہا کے سپرد کر دینا اور خود عالمِ لقا کیطرف رحلت فرما کر دوست کیساتھ یک رنگ ہوگئے۔ آپ کا مزار مبارک گنگوہ شریف میں حاجت روائے خلق ہے آپکا سن وفات ابتک معلوم نہیں ہوسکا۔ تاریخ وصال بہرحال چھ رمضان المبارک ہے لیکن آپکا عرس آپ کی ہمشیرہ کی اولاد ۱۹ ماہ شعبان کو گنگوہ میں کرتی ہے آپکے وصال کے بعد حضرت شیخ سوندہا قدس سرہ گنگوہ پہنچے اور سرِ نیاز حضرت شیخ کے مزار پر رکھا تو حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ نے اپنے بھائی کے حکم کیمطابق خرقۂ دستار اور تبرکات آپکے حوالے کر دیئے اور فرمایا کہ میرے بھائی شیخ داؤد نے آپکو اپنا جانشین مقرر فرمایا ہے۔ اب آپ جس جگہ قیام فرمائیں انکے مقام کا خیال رکھنا۔ حضرت شیخ سوندہا ساری امانت لے کر قصبہ بہو میں تشریف لے گئے اور تربیت مریدین میں مشغول ہوگئے۔ اسکا مفصل ذکر اپنے مقام پر آرہا ہے کہتے ہیں حضرت شیخ داؤد کے گھر میں ایک مور تھا جس سے آپ کو بہت پیار تھا اور آب و دانہ آپ اُسے اپنے ہاتھ سے کھلاتے تھے۔ جب حضرت اقدس کا جنازہ باہر لایا گیا تو مور درخت سے اُڑ کر فریاد کرتا ہوا حضرت اقدس پر جا پڑا اور جان قربان کر دی۔ سبحان اللہ! جانوروں کو اولیاء کرام کے ساتھ اس قدر محبت ہے کہ جان قربان کر دیتے ہیں لیکن اِنسان اسقدر سنگدل ہے انکی ایذا رسانی کے درپے ہوتا ہے۔

حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے کامل اکمل خلفا جنہوں نے خلق خدا کی ہدایت کرکے بیشمار خوش نصیب بزرگوں کو مرتبہ کمال تک پہنچایا بہت تھے۔ یہاں تمام خلفا کا ذکر محال ہے صرف چند کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

خلیفۂ اوّل حضرت شیخ سوندہا قدس سرہٗ | آپکے خلیفۂ اوّل حضرت شیخ سوندہا

marfat.com

قدس سرہٗ ہیں۔ جنکا ذکرِ خیر آگے آرہا ہے

حضرت شیخ بلاقی کیتھلیؒ

آپکے دوسرے خلیفہ حضرت شیخ بلاقی کیتھلی ہیں آپ حضرت شیخ کے اکابر خلفا میں سے تھے۔ اور ریاضت و مجاہدہ، فقر و فنا اور کشف و کرامات میں بے نظیر تھے۔ آپکو حضرت شیخ سوندھا سے کمال محبت تھی۔ اور اکثر اوقات اکٹھے سفر کرتے تھے۔ حضرت داؤدؒ کو بھی اُن سے محبت تھی۔ اور انکو اپنے احباب میں شمار کرتے تھے۔ آپکو ذکرِ جہری اور حبسِ دم میں کمال حاصل تھا۔ اور عالمِ لاکیف اور لامثال کا آپ پر اسقدر غلبہ تھا کہ اس سے زیادہ تصور میں نہیں آسکتا۔ غرضیکہ حضرت شیخ داؤدؒ کی تمام کیفیت کے آپ حامل تھے۔ حضرت شیخ داؤدؒ اِس جہان سے جب رخصت ہوگئے تو شیخ بلاقی کیلئے اپنے پیر کے جمال کے بغیر دنیا تاریک ہوگئی۔ چنانچہ آپ سفرِ حج پر روانہ ہوئے اور مکہ معظمہ کی زیارت کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوکر وہیں مقیم ہوگئے حتیٰ کہ آپکا وہیں وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت سید غریب اللہ ابن سید عبدالرسول کیرانویؒ

آپکے تیسرے خلیفہ حضرت سید غریب اللہ بن سید عبدالرسول تھے۔ صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ سید غریب اللہ ولد سید عبدالرسول میرے رضائی بھائی اور رشتہ دار ہیں۔ یعنی میری دادی اور انکی دادی سگی بہنیں تھیں۔ ایک دن انہوں نے یعنی سیر الاقطاب کے مصنف نے مجھ سے کہا کہ ایامِ صغر سنی میں میں حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ کے جانشین حضرت شاہ محمد کا مرید ہوگیا۔ جب سن بلوغ کو پہنچا میرے اعتقاد و اخلاص میں خلل واقع ہوا لیکن اسکا کسی سے ذکر نہ کیا۔ جب عشقِ الٰہی نے دِل میں جوش مارا تو میں گنگوہ جاکر حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ جو حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری کے خلیفہ تھے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے ذکر و اشغال تعلیم فرمائے اور ریاضت و مجاہدہ پر لگا دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے دِل میں ازسرِ نو مرید ہونے کا

marfat.com

شوق پیدا ہوا اور حضرت شاہ ابو سعید کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی
آپ نے پوچھا کہ پہلے مرید ہو چکے ہو یا پہلی دفعہ مرید ہونا چاہتے ہو۔ حضرت
اقدس کی ہیبت سے بندہ اسقدر متاثر ہوا کہ سچ بولنے کے سوا چارہ نہ رہا۔
میں نے عرض کیا کہ شیخ جلال پانی پتی کے پوتے حضرت شاہ محمد سے خوردسالی
میں بیعت کر چکا ہوں اب تجدید بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جلدی
توبہ کرو۔ جب مجھے اور میرے مشائخ کو حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ سے
شرف مریدی وغلامی حاصل ہے تو میری کیا مجال ہے کہ انکے مریدین کو مرید
بناؤں۔ بہتر یہ ہے کہ تم فوراً وہاں جاؤ اور ہمارے پیران پیر حضرت شیخ جلال
الدین پانی پتی قدس سرہ کے روضۂ اقدس پر عجز و نیاز سے حاضری دو اور حضرت
مخدوم زادہ صاحب سجادہ سے معافی مانگو تاکہ تمہارا قصور اور میرا قصور معاف
ہو۔ اور پھر میرے پاس آکر ذکر اللہ میں مشغول ہو جاؤ۔ چنانچہ میں پانی پت جاکر
حضرت سجادہ نشین صاحب سے معافی حاصل کر کے حضرت شاہ ابو سعید کی خدمت
میں واپس حاضر ہوا۔ اور مدت تک آپکی خدمت میں رہا۔ آپکے وصال کے بعد
آپکے خلیفہ اعظم واکرام حضرت شیخ محمد صادق ابن شیخ فتح اللہ الحنفی گنگوہی قدس سرہ
کی صحبت اختیار کی۔ اور آپکے حکم کے مطابق آپکے فرزند ارجمند حضرت شیخ
داؤد قدس سرہ نے بندہ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور اس راست گوئی کی بدولت
اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوا۔ اسکے بعد اس خطرہ کو دل میں نہ آنے دیا۔

کہ مُلّا بر سرِ بازار شُد مَست

ایک روایت کے مطابق حضرت سید غریب اللہ
بن سید عبدالرسول رحؒ نے ایک خرقۂ خلافت حضرت
شیخ حسین بہوریؒ سے بھی حاصل کیا تھا۔ حضرت سید غریب اللہ اکثر حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ کے عرس میں شرکت کرتے تھے ایکدفعہ عرس
کے موقع پر ایک نقشبندی بزرگ جنکو بادشاہ عالمگیر کے ہاں قرب حاصل تھا
سرکاری محتسب کو ساتھ لیکر احتساب کی خاطر مجلس سماع میں پہنچ گئے اور قوالوں کو

marfat.com

سرود سے منع کیا۔ اس سے تمام فقرا اہلِ درد بے ذوق ہو گئے۔ سید غریب اللہ نے حضرت خواجہ قطب الاقطاب قدس سرہٗ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ انکی مرضی کے مطابق احتساب ہو رہا ہے یا یہ لوگ از خود اگر احتساب کر رہے ہیں۔ عین توجہ کے وقت حضرت سید غریب اللہ نے دیکھا کہ حضرت قطب الاقطاب رح کی قبر پھٹ گئی ہے اور آپ سرخ لباس پہنے رعب و جلال کے ساتھ باہر آ کر قبر پر سوار ہو کر بیٹھ گئے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں ؎

گلگون لباس کرد و سوار سمند شد — یاران حذر کنید کہ آتش بلند شد

[محبوب رنگین لباس زیب تن کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر آیا ہے۔ دوستو خیال کرو شعلۂ آتش بلند ہو گیا ہے] جب سید غریب اللہ نے یہ منظر دیکھا اور یہ شعر سنا تو آپکی حالت دگرگوں ہو گئی اور رقص کرنے لگے۔ اس سے ساری مجلس پر حال طاری ہو گیا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

از اثر یک جہتی گشت مست — ہم بت و ہم بتگر و ہم بت پرست

[عشقِ بے پناہ کا ایسا اثر ہوا کہ بت پرست کے ساتھ بت اور بت گر بھی مست ہو گیا]۔ اس سے وہ نقشبندی بزرگ اور محتسب بھی متاثر ہوئے اور قوالوں نے بڑے ذوق و شوق سے قوالی شروع کر دی اور مجلس میں ایسا ذوق و شوق پیدا ہوا کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ نقشبندی بزرگ بھی حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی غیرت کیوجہ سے بری حالت میں مر گیا اور بادشاہ عالمگیر بھی ملک دکن جا کر واپس نہ آیا۔ سید غریب اللہ کا مزار کیرانہ میں مرجع خلائق ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوالمعالی اینبٹھی رح

حضرت شیخ داؤد رح کے چوتھے خلیفہ حضرت شیخ ابوالمعالی ساکن اینٹھ ہیں جو سہارنپور کے نواح میں واقع ہے کہتے ہیں کہ آپکی بیعت حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی رح سے تھی اور تربیت و خلافت حضرت شیخ داؤد رح سے حاصل کی۔ آپکو وجد و سماع میں غلو تھا اور ریاضت و مجاہدہ میں بلند ہمت، فقر و فنا میں یگانۂ روزگار،

marfat.com

خُلق و تواضع میں عدیم المثال اَور عشق مجازی اَور حقیقی میں بے نظیر تھے۔ آپ حسن مجازی کے شیدائی تھے۔ آپکی عمر طویل تھی اور ساری عمر آپ نے ذکرِ جہر اَور استغراق باطن میں گذار دی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ گنے کی فصل کے دوران آپ رات کیوقت تہجد پڑھکر گڑ کے کڑاہا کے قریب بیٹھے تھے لوگ کڑاہا میں شیرہ ڈالکر گڑ بنا رہے تھے اُور شیرہ آگ کی تیزی سے جوش مار رہا تھا کہ آپ نے کسی سے ہندی زبان میں یہ گیت سُنا۔

تو چلیا جا اکتارا — تیری کھری نہ لاگی کارا
آدھی رات اندھیری — تیری جوگی کی سی پھیری

یہ نغمہ سُنتے ہی حضرت شیخ ابوالمعالی قدس سرہٗ پر حال طاری ہو گیا اَور نعرہ ھُو لگا کر کڑاہا میں جا پڑے۔ اگرچہ گڑ کا شیرہ سخت گرم تھا لیکن لوگوں نے آپکو باہر نکالا تو آپ کا ایک بال بھی نہیں جلا تھا۔ یہ دیکھکر سب حیران رہ گئے اور صدقِ دِل سے آپکے مرید ہو گئے۔ اس سے آپکی بہت شہرت ہوئی اَور مریدین کی تربیت میں بہت مشہور ہو گئے۔ آپکا مزار انبیٹھہ میں زیارت گاہ خلق ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالقادرؒ حضرت اقدس کے پانچویں خلیفہ حضرت شیخ عبدالقادر ساکن قصبہ سنور تھے۔ جہاں آپکا مزار ہے۔ آپکے حالات راقم الحروف کو معلوم نہیں ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

انکے علاوہ حضرت شیخ داودؒ کے بہت سے خلفا ہیں۔ جن سے خلق خدا کو فیض تربیت حاصل ہوا۔ لیکن اِن سب کے حالات کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوئے شما بود — ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

marfat.com

حضرت شیخ سوندھا قدس سرہ

آں کلید مخزن ذوالجلال، متصرف ہمہ اسمار وافعال، مبدار عرش منتہائے عرش عظیم، مرجع نزدلش انا احمد بلا میم، ہادی سالکان صراط مستقیم، قتیل خنجر رضا وتسلیم، ازمستی شراب عشق ہوشیار، دربزم یک رنگی ہمکنار دلدار، در بطن ام بہ وحدانیت حق موقن [یقین کرنیوالا] قطب افراد حضرت شیخ سوندھا ابن عبدالمومن قدس سرہٗ، آپکا شمار محتشمان بارگاہ کبریا اور محبوبین درگاہ مولا میں ہوتا ہے۔ تربیت مریدین میں آپ ایسے صفت اکسیر اعظم کے مالک تھے تھوڑی سی توجہ سے تانبے کو سونا بنا دیتے تھے۔ اور یک رنگی کے بوتے میں ڈال دیتے تھے۔ آپ بوستان ہدایت کے ایسے خوشبودار پھول تھے کہ جبکی ولایت کی مہک سے طالبان راہ خدا کے دماغ معطر ہو جاتے تھے۔ واصل بمرتبہ جاں گدازی خواجہ حافظ شیرازی کا یہ شعر آپ پر صادق آتا ہے ؎

یارب ایں نو گل خنداں کہ نمودی بہ منش

[یا الٰہی تو نے یہ کیا گل خنداں مجھے دکھایا ہے]

مریدین کی عقیدہ کشائی میں آپ ست قوی، اور کشف وکرامات کے اظہار میں قوت جلی رکھتے تھے۔ آپ اپنے پیرومرشد حضرت شیخ داؤد کے خلیفہ جانشین تھے۔ اور اپنے تمام احباب سے سبقت لے گئے تھے۔ آپ وجد وسماع کے شیفتہ تھے اور حالت شوق میں جس شخص پر نظر ڈالتے تھے۔ شہود ذات لاکیف سے مشرف کر دیتے تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا آپ نگاہ کے اثر سے عالم محویت اور بیخودی میں چلا جاتا تھا۔ روایت ہے کہ ایکدفعہ حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری کے عرس کے موقعہ پر روضہ اقدس کے قریب بیٹھے تھے کہ یکایک آپ پر محویت طاری ہو گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی رح اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح کی روحانیت سامنے

marfat.com

ہے
اور آپ فرما رہے ہیں کہ ہم اس مجلس سے جارہے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی یہاں موجود تھی لیکن بعض شرعی ممنوعات کیوجہ سے آنحضرت کی طبیعت منقبض ہوگئی ہے جسکی وجہ سے آپ تشریف لے جارہے ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کونسی ممنوع چیز تھی، فرمایا مجلس میں امارد [بے ریش لڑکے] موجود تھے۔ جن کے متعلق آپ کی یہ حدیث ہے اِتَّقُوْا مِنْ ابناء الملوک فانَّ لھم شھوۃ کشھوۃ النسا]

[نیز فرمایا کہ ہماری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کے یہاں آنے کی وجہ یہ تھی کہ شیخ جلال الدین تھانیسری نے استدعا کی تھی تاکہ اہل مجلس ذوق وشوق اور احوال باطن سے مستفیض ہوں۔ چونکہ یہ لوگ آداب شریعت کا پاس نہیں کرتے ہم یہاں سے جارہے ہیں۔ جب حضرت اقدس نے یہ بات سنی تو اپنے مشائخ کے عتاب کی ہیبت سے آپکی محویت میں اضافہ ہوا اور آپ نے فوراً تمام بے ریش لڑکوں کو مجلس سے نکال دیا۔ اسکے بعد تمام اہل مجلس پر ایسی پرکیف حالت طاری ہوئی کہ سب محویت واستغراق میں آکر غیر وغیریت سے آزاد ہوگئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشائخ چشت کے نزدیک جسطرح سماع میں اخوان وزمان، مکان شرط ہے اسی طرح بے ریش لڑکوں اور عورتوں کی عدم موجودگی بھی شرط ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار حضرت شیخ روزبہان بقلی سے جو سلسلہ جنیدیہ کے اکابر مشائخ میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ قوال خوبصورت ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عارفین محفل سماع میں راحلت قلبی کیلئے تین چیزوں کے محتاج ہوتے ہیں، ارواح طیبہ، وجہ صبیح [خوبصورت چہرہ] اور صوتِ ملیح [خوش آواز]

سلسلۂ نسب

متواتر روایات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قطب افراد حضرت شیخ سوندھا قدس سرہ کا سلسلہ نسب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپکے والد ماجد کا اسمِ گرامی شیخ عبد المومن تھا۔ جو بڑے صاحب جاہ و حشمت تھے۔ آپ قصبہ سفیدون کے باشندہ تھے جو پانی پت سے عرب کی جانب چودہ کوس اور براس سے اٹھارہ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ قصبہ براس راقم الحروف کا وطن ہے۔ قصبہ سفیدون براس سے جنوب کی جانب جنگل میں واقع ہے۔ حضرت شیخ سوہندا قدس سرہٗ کے والد بادشاہ کے ملازم تھے۔ آپکے ایک بھائی جنکا صغیر سنی میں انتقال ہوگیا تھا انکا مدفن بھی اسی قصبہ میں ہے۔ غرضیکہ جب حضرت اقدس اپنے والد بزرگوار کے زیر تربیت سن تمیز کو پہنچے تو آپ کے دِل میں محبوب حقیقی کی محبت میں خلوت گزینی کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن کچھ عرصہ تک آپ نے اس صورتِ حال کو فنِ سپاہ گری میں پوشیدہ رکھا۔ اس زمانے میں آپکا عقدِ نکاح پانی پت کے ایک شریف گھرانے میں ہوگیا۔ اسوجہ سے بھی آپ نے اپنی باطنی کیفیت کو ظاہری صورت میں پوشیدہ رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپکی منکوحہ کا انتقال ہوگیا اور حضرت اقدس کو تعلقات ظاہری سے خلاصی حاصل ہوئی۔ اَب کیا تھا وَیَھْدِیْ اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ [حق تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اپنے نور سے جسکو چاہے] کے بمصداق ہدایتِ حق کے فوارے جاری ہوتے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ [اللہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں] کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ اور آپ اپنے خان و مان کو چھوڑ کر نکل پڑے کسی نے خوب کہا ہے ؎

مارا نہ مرید وردِ خوان مے باید — نے زاہد و نے حافظِ قرآں باید
صاحب دردے سوختہ جانے باید — آتش زدہ بہ خان و مان مے باید

[اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں نہ درد و وظائف پڑھنے والے مرید کی ضرورت ہے نہ زاہد اور حافظ قرآن کی ضرورت ہے۔ ہمیں تو ایسے صاحبِ درد اور سوختہ جان کی ضرورت ہے جو اپنے خان و مان کو آگ لگا دے]

marfat.com

تلاش مرشد پس آپ گھر سے روانہ ہو کر تلاش شیخ میں پانی پت پہنچے اور حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی قدس سرہٗ کے روضۂ اقدس کے قریب قیام فرمایا جب نماز عشاء سے فارغ ہو کر آپ نے آرام فرمایا تو حضرۃ شیخ جلال الدین کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت شیخ داؤد کی صورت کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ تمہارے پیر ہیں انکا نام شیخ داؤد ہے اور قصبہ گنگوہ میں رہتے ہیں۔ اُنکے پاس جاؤ مطلوب حقیقی حاصل ہو جائیگا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو حضرت شیخ داؤد کی صورت کو اپنی لوح قلب پر منقش پایا۔ صبح ہوتے ہی آپ گنگوہ کی طرف روانہ ہوئے۔ انکی خانقاہ میں پہنچتے ہی حضرت شیخ کے حسن و جمال کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اور دل و جان سے انکی محبت میں گرفتار ہو گئے اور فوراً آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت شیخ سوندھا کی بیعت حضرت شیخ محمد صادق ابن شیخ فتح اللہ گنگوہی سے تھی اور تربیت و خلافت شیخ داؤدؒ سے حاصل کی۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے۔ روایت ہے کہ جب آپ حضرت شیخ داؤد کیخدمت میں پہنچے تو حضرت شیخ معشوقانہ انداز میں استغناء سے پیش آئے اور چھ ماہ تک بیعت میں قبول نہ فرمایا۔ اور اُن سے کشیدہ رہے۔ بلکہ وقت کے دوسرے مشائخ سے بیعت ہونے کا اشارہ فرماتے رہے۔ لیکن چونکہ حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ کے باطنی اشارہ کیوجہ سے آپ حقیقت حال سے آگاہ ہو چکے تھے آپ آستانہ عالیہ میں مقیم رہے اور زبان حال سے یہ کہتے رہے ؎

ہمہ شہر پر ز خوباں منم و خیال ماہے ... چکنم کہ چشم بدخو نکند بکس نگاہے

[سارا شہر حسینوں سے پُر ہے لیکن میں اپنے محبوب کی محبت میں مست ہوں اور میری نگاہ میں کوئی نہیں جچتا] ایک دن آپ نے موقعہ پا کر حضرت شیخ کیخدمت میں عرض کیا کہ میں حضرت شیخ جلال الدین کا بھیجا ہوا ہوں جیسا کہ حضور اقدس کو معلوم ہے لیکن حیرت ہے کہ اس فقیر کو قبول کرنے میں کیا امر مانع ہے۔ یہ سنکر آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ تم روز الست کے مقبول ہو۔ لیکن میں

marfat.com

تمہارے صدق کے کمال کی آزمائش کر رہا تھا کہ کہاں تک ہے۔ الحمد للہ کہ تم صدیق ثابت ہوئے ہو اور تمہاری استعداد نہایت اعلیٰ اور وسیع ہے اسکے بعد آپ نے انکو بیعت کا شرف بخشا۔ اور ارشاد فرمایا کہ تین دن روزہ رکھو اور اس اثنا میں ایک لاکھ ختم کلمہ طیبہ کر لو۔ چوتھے روز غسل طریقت کر کے عشا کی نماز کے بعد میرے پاس آنا۔ چنانچہ آپ نے اس پر عمل کیا اور جب چوتھے دن حاضر خدمت ہوئے تو حضرت اقدس نے آپکو ذکر نفی و اثبات اور ذکر اسم ذات بطریق جہر تعلیم فرمایا اور حکم دیا کہ ایک تنگ و تاریک حجرہ میں بیٹھ کر دن رات اسکی مداومت کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلدی فتح باب نصیب ہو گی۔ اسکے بعد کلاہ چار ترکی اپنے سر سے اتار کر اُن کے سر پر رکھی اور شجرہ مشائخ بھی عطا فرمایا

ضرورت بیعت

یاد رہے کہ بیعت حق تعالیٰ کا حکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور جبتک حق تعالیٰ کی عنایت شامل حال نہیں ہوتی بیعت جیسی عظیم سعادت نصیب نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہر شخص کو چاہئیے کہ اپنے وقت کے کسی شیخ کامل سے بیعت کر لے ورنہ کفر اور جاہلیت کی موت مریگا۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ [جس نے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا اور مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا] ائمہ دین اور صوفیائے اہل الیقین کے مابین اس بات پر اختلاف ہے کہ آیا بیعت فرض ہے، واجب ہے، سُنت ہے یا مستحب، جو حضرات بیعت کو فرض قرار دیتے ہیں یہ آیت پیش کرتے ہیں یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ [اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور اللہ تک رسائی حاصل کرنے کیلئے وسیلہ تلاش کرو]۔ نیز اس آیت کو بھی پیش کرتے ہیں جو حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے اِتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ [اس بندہ خدا کا اتباع کرو جسکو میں اپنا بنا لیتا ہوں] چنانچہ بیعت کو فرض

marfat.com

ماننے والے حضرات ان دو آیات سے بیعت کی فرضیت ثابت کرتے ہیں اور اکثر مفسرین حضرات نے ان آیات کی یہی تفسیر کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابتغا وسیلہ اور بندہ مومن کے اتباع سے مراد بیعت ہے۔ مومنین کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ اگرچہ اسکے متعلق انہوں نے دیگر رموز بھی بیان کئے ہیں۔ بہر حال یہ صیغۂ امر ہے جس سے بیعت کا فرض ہونا ثابت ہے اور جبتک بیعت کے فرض ہونے کی نفی کی کوئی اور دلیل پیش نہیں کی جاسکتی اس سے انکار کرنا حقیقت سے رُوگردانی کے مترادف ہے۔ اور چونکہ اسکی نفی کی کوئی دلیل نہیں ملتی بیعت کا فرض ہونا صحیح ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ بیعت واجب ہے اور ان دونوں آیات میں صیغۂ امر سے بیعت کا واجب ہونا ثابت کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر بیعت فرض ہوتی تو اسکا منکر کافر ہوتا۔ حالانکہ مقتدایان دین اس بات پر متفق ہیں کہ بیعت کا منکر کافر نہیں ہوجاتا۔ بعض ان آیات سے بیعت کا مستحب ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بیعت سنت ہے۔ انکا کہنا ہے کہ اگر بیعت فرض یا واجب ہوتی تو اسکے ترک کرنیوالے کیلئے کوئی وعید نازل ہوتی۔ اور بیعت کا تارک فاسق و فاجر قرار دیا جاتا۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ کاتب حروف کا عقیدہ یہ ہے کہ بیعت ہر مرد و زن کیلئے لوازمات اور ضروریات دین میں شامل ہے خواہ اسکا نام فرض رکھا جائے یا واجب اور سنت کہا جائے۔ نیز تارک بیعت کیلئے وعید بھی وارد ہوئی ہے اور یہ وعید اس حدیث پاک میں جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے یعنی جس نے بیعت نہ کی اور مر گیا تو جاہلیت کی موت مرا۔ اور بیعت کا مقصد مرید کا ہاتھ پکڑنا، اُسے پند و نصیحت کرنا اور مرید کیلئے پیر کے حکم کی تابعداری کرنا، گوش دل سے سننا اور قبول کرنا اور ہمیشہ یاد حق میں رہنا ہے اور جبتک مرید پیر کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیتا اور پیر اسکے سر پر مقراض نہیں چلاتا اور اُسے خرقہ عطا نہیں کرتا بیعت درست نہیں ہوتی۔ اور خرقہ سے مراد کپڑا یا کپڑے کا کوئی ٹکڑا یا کلاہ ہے۔ اور بعض حضرات

marfat.com

خرقہ و مقراض کو ضروری نہیں سمجھتے لیکن اسکا اثر اسقدر رہتا ہے کہ کوئی اس کام کو ترک نہیں کرتا۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ اَلْمُرِیْدُ لَا یَکُوْنُ مُرِیْدًا حَتّٰی لَا یَاخُذُ الشَّیْخُ شَعْرَ رَاسِهٖ وَلَا یُعْطِیْ لَهٗ خِرْقَةً [مرید اسوقت تک مرید نہیں کہلاتا جبتک شیخ اسکے سر کا بال نہ لے لے اور اسے خرقہ نہ عطا کرے] سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ کے زمانے میں یہ فتویٰ دیا جا چکا تھا کہ بیعت ہوئے بغیر مرید نہیں ہو سکتا۔ حضرت شاہ شرف الدین یحییٰ امنیری قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ مشائخ عظام میں اسبات پر اختلاف ہے کہ مرید کسے کہتے ہیں۔ اور مراد اور شیخ کی تعریف کیا ہے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ جب کوئی شخص کسی بزرگ صاحب ولایت کی خدمت میں آکر انکی حرکات و سکنات کی متابعت کرتا ہے تو اُسے مرید کہتے ہیں۔ اور بیعت لینے والے بزرگ کو مراد یا شیخ کہتے ہیں۔ لیکن اصلی رکن بیعت ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

طریق بیعت غرضیکہ جب کوئی شخص مرید ہونا چاہتا ہے تو پیر پہلے اُسے غسل دلاتے ہیں یا وضو کراتے ہیں اور پھر دو رکعت نفل پڑھاتے ہیں اور سلام کے بعد اپنے سامنے بٹھا کر اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر کہتے ہیں کہ یہ ہاتھ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ ہے اور انبیاء علیہم السلام گواہ ہیں۔ اسکے بعد تین بار تینوں کلمے پڑھاتے ہیں یعنی پہلا کلمہ طیبہ، دوسرا شہادت تیسرا کلمہ تمجید، اسکے بعد اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ آخر تک معنوں کیساتھ پڑھاتے ہیں۔ اور تمام لوازمات مشائخ ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں۔ لیکن اصل رکن پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہے جبتک ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیتا مرید نہیں ہوتا پیر کو چاہیئے کہ بیعت کے بعد مرید کی پیشانی سے تین بال کاٹ لیں اور بال کاٹتے وقت تین بار تکبیر یا لفظ حق باآواز بلند کرے۔

تین بالوں سے کیا مراد ہے تین بالوں سے مراد تین حجاب ہیں۔ پہلا حجاب

marfat.com

نفس ہے، دوسرا حجاب دنیا اور تیسرا حجاب عقبیٰ ہے۔ اور بالوں کے دائیں طرف یا بائیں طرف کاٹنے کے بارے میں بھی مشائخ کے مختلف اقوال ہیں تحقیق یہ ہے کہ تین بال دائیں طرف سے، دو بال بائیں طرف سے اور ایک بال پیشانی سے لئے جائیں۔ اسکے بعد ان بالوں کو زمین میں دفن کیا جائے۔

قینچی چلانے کی رسم کب شروع ہوئی

قینچی کا چلانا حضرت شیث علیہ السلام سے شروع ہوا ہے۔

اورادِ چشتیہ کے مصنف نے معدن المعانی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے ہر بیٹے کو کسی نہ کسی کام اور کسب میں لگا دیتے تھے۔ لیکن جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو ابتدا سے وہ خلوت پسند واقع ہوئے اسوجہ سے حضرت آدم علیہ السلام تامل کر رہے تھے کہ انکو کس کام میں لگایا جائے اس اثنا میں جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے آدم شیث صوفی ہے اسکے بعد حضرت شیث علیہ السلام رات دن خلوت میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ خلقِ خدا اُن سے تعلق پیدا کرنے اور مرید ہونے لگی۔ جب لوگوں کی آمد و رفت بڑھ گئی تو جبرئیل علیہ السلام نے آکر شیث علیہ السلام کو قینچی دی اور فرمایا کہ جو شخص آپ سے تعلق پیدا کرتا ہے اس قینچی سے اسکے سر کے بال لے لیا کریں تاکہ آپکے اور اس کے درمیان تعلق مضبوط ہو۔ یہ ہے قینچی چلانے کا اصل مطلب۔

لفظ صوفی کب سے مروج ہوا

حضرت شیخ فریدالدین گنجشکر قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی یہی روایت کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صاحب نسبت باطن پر لفظ صوفی کا اطلاق حضرت شیث علیہ السلام سے شروع ہوا یعنی حضرات صوفیائے کرام عالی مقام نے یہ اسم مبارک حضرت شیث علیہ السلام سے اور حضرت شیث علیہ السلام نے حق تعالیٰ عزوجل سے لیا ہے۔

رسالہ قشیریہ میں لفظ صوفی کی وجہ تسمیہ

مولانا جامیؒ نے اپنی کتاب

marfat.com

نفحات الانس میں امام قشیریؒ سے روایت کی ہے کہ جن حضرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی انکو صحابہ کرام کے نام سے موسوم کرتے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے زیادہ افضل کوئی چیز نہ تھی ۔ جن حضرات کو صحابہ کرام کی صحبت کا اثر حاصل ہوا انکو تابعین کے نام سے موسوم کیا گیا ۔ اسی طرح جن حضرات کو تابعین کی صحبت ملی انکو تبع تابعین کہا گیا ۔ لیکن بعد میں جب مراتب و مشارب کے نظریئے میں تبدیلی واقع ہوئی اور لوگوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو صحبت کے تعلق کی زیادہ اہمیت نہ رہی اور خواص کو جو دین کے کاموں میں پیش پیش تھے زہاد [جمع زاہد] اور عباد [جمع عابد] کے ناموں سے موسوم کیا جانے لگا ۔ اسکے بعد لوگوں کے درمیان جب بدعت بڑھ گئی تو ہر طائفہ ہر شخص کو اپنے طریق کے نام پر موسوم کرنے لگا ۔ اور ہر فرقے کا یہ دعویٰ تھا کہ زہاد کا وجود ہمارے ہاں پایا جاتا ہے ۔ اسوجہ سے زہاد کے لفظ نے شہرت پکڑی ۔ چنانچہ خواص اہل سنت جو اپنے ہر سانس کا حساب کرتے تھے صفت تصوف سے منفرد ہو گئے اور یہ حضرات صوفیاء کے نام سے مشہور ہو گئے ۔ اور اس اسم کا عام اطلاق ہجرت کے دو سو سال بعد شروع ہوا ۔ اور نفحات میں یہ بھی آیا ہے کہ پہلے بزرگ جو صوفی کے نام سے مشہور ہوئے مفردین کے سردار حضرت شیخ سوندھا ہیں ۔ جب آپ مرتبہ ملکوت و جبروت سے گذر کر مقام بے کیفی پر پہنچے اور آپکا دل نقوش تجلیات صوریہ و معنویہ سے پاک ہوا تو حق تعالیٰ کی جانب سے آپکو صوفی سوندھا کا خطاب ملا ۔ اسکے بعد آپ خلقت میں بھی اسی نام سے مشہور ہو گئے ۔ اور طالب حق اسم صوفی کا مستحق اسوقت ہوتا ہے جب بحر لاکیف اور لامثال اسکے قلب میں موجزن ہوتی ہے اور فنائے حقیقی کے بعد تجلیات مثالیہ کی بیخ کنی ہو جاتی ہے ۔ اسی سبب سے قطب وقت حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ نے صوفی کی تعریف میں فرمایا ہے کہ صوفی نہ رسومات و عادات سے صوفی بنتا

marfat.com

نہیں ہے نہ نماز، روزہ، تسبیح اور مصلّٰے سے صُوفی بنتا ہے بلکہ صوفی وہ ہے جو نہیں رہتا[1]۔ اور وہ سالک جو اس مقام تک نہیں پہنچا اُسے صوفی نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ متصوّف کہلاتا ہے [یعنی تصوّف کی کوشش کرنے والا] اگر وہ طالب حق ہے تو متصوف کہلاتا ہے ورنہ عابد یا زاہد کہلاتا ہے۔

دُوسرا ماخذ بعض کہتے ہیں کہ اسم صوفی اصحاب صفہ سے ماخوذ ہے اور اہل سنت اسی وجہ سے اسم مُبارک کے ساتھ مخصوص ہوئے ہیں۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ مورخین کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ مدینہ منورہ میں کچھ لوگ رہتے تھے جو فقر اور توکل کا شیوہ رکھتے تھے اور شغل مع اللہ [یعنی یادِ حق] کے سوا کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ وہ ایک مکان میں رہتے تھے اسوجہ سے مدینہ کے لوگ انکو اہل صفہ کے نام سے پُکارتے تھے۔ وہ لوگ اہل صفا بھی تھے اور اسی صفائے باطن کیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدرجہ اکمل و اتم عقیدت اور اخلاص رکھتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو وہ تمام لوگ کمال نیازمندی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مشغول ہو گئے اور فیض صحبت سے بہرہ ور ہوئے۔ چنانچہ کلام الٰہی میں اسکا ذکر آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کسب و جہاد وغیرہ میں شامل نہیں کرتے تھے۔ بلکہ انکو اُسی توکل و تجرید پر چھوڑ رکھا تھا۔ اکثر مفسرین نے لکھا ہے وہ اصحاب صفہ مہاجرین میں سے تھے۔ صاحب کشف المحجوب نے انیس سے چونتیس صحابہ کے اسمائے گرامی لکھے ہیں۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسی حذیفہ یمانی، بلال حبشی اور مقداد رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اصحاب صفہ میں سے تھے۔

اصحاب صفہ امت کے وہ فقرا تھے جو مسجد نبوی میں رہتے تھے اور دنیا اور کسب رزق وغیرہ سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اور احادیث نبوی میں ان حضرات کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت

[1] یعنی جس نے اپنی ہستی ذات حق میں گم کر دی ہے اور خود نہیں رہا۔

marfat.com

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام انکو دیکھتے تھے تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ نیز انکے دلوں میں فقر و مجاہدہ کی محبت دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگوں کیلئے بشارت ہے اور اُن لوگوں کیلئے بھی بشارت ہے جو تمہارے بعد تمہارے مسلک پر ہونگے۔ پس جب اہل صفہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نسبت قرب ثابت ہو گئی تو صوفیانِ اہلِ صفا کیوں نسبت کو اختیار نہ کریں۔ آمدیم بر سر مطلب۔

پیر طریقت کو چاہیئے کہ مرید کے سَر پر قینچی چلائے اور اسے کلاہ عنایت کرے اورادِ چشتیہ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ اور حضرت شیخ نظام الدین بدایونی لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہشت سے چار کلاہ [ٹوپی] یعنی یک ترکی، دو ترکی اور چار ترکی لائے اور عرض کیا کہ یہ ٹوپیاں اپنے سر پر رکھ کر تبرک بنائیں اور پھر جسے چاہیں عطا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن ٹوپیوں کو اپنے سَر پر رکھ کر کلاہ یک ترکی حضرت ابو بکرؓ کے سر پر رکھی، کلاہِ دو ترکی حضرت عمرؓ کے سَر پر کلاہِ سہ ترکی حضرت عثمانؓ کے سر پر اور کلاہ چار ترکی حضرت علیؓ کے سر پر اپنے ہاتھ مبارک سے رکھی اور فرمایا کہ تم چاروں اصحاب کو خلافت الٰہی مبارک ہو۔ چنانچہ مشائخ عظام کا اپنے مریدین کو کلاہ عطا کرنا اسی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

کلاہ یک ترکی، دو ترکی، سہ ترکی چہار ترکی سے کیا مراد ہے؟

یاد رہے کہ کلاہ یک ترکی سے یہ مراد ہے کہ جو شخص اسے سر پر رکھتا ہے یاد خدا اور محبت حق تعالیٰ کے سوا اسکے دل میں کوئی اور چیز نہیں آتی۔ کلاہِ دو ترکی کا مطلب یہ ہے کہ ایک ترکِ دنیا کرے دوسرے یہ کہ اگر کوئی چیز اُسے ملے تو شام تک نہ رکھے۔ کلاہ سہ ترکی یہ ہے کہ اوّل ترک دنیا کرے، دوم اہلِ دنیا سے پرہیز کرے، سوم حسد کو دِل

marfat.com

سے نکال دے۔ کلاہ چہار ترکی کا مقصد یہ ہے کہ اوّل ترک دنیا کرے، دوم ترک لسان یعنی لذت طعام اور کلام فحش سے پرہیز، سوم یہ کہ جو چیز حرام ہے اسکا دیکھنا ترک کرے۔ چہارم طہارت قلب یعنی دل کو ظاہری و باطنی کدورت سے پاک کرے۔ جو شخص ان تمام خصائل میں سے ایک بھی نہیں رکھتا اسکے لئے سر پر کلاہ رکھنا حرام ہے۔ غرضیکہ پیر مرید کو داخل سلسلہ کرنے اور ٹوپی پہنانے کے بعد اسے مشائخ عظام کا شجرہ عطا کرتے ہیں اور اورادِ چشتیہ میں بھی یہی لکھا ہے

شجرۂ مشائخ

حضرت قطب العالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ عظام کا شجرہ اور اوراد کا طریقہ یہ ہے کہ پیر پہلے شجرہ کی ابتدا اپنے نام سے کرتے ہیں اور پھر دوسرے مشائخ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی کے ذریعے مناجات کئے جاتے ہیں۔ جب یہ فقیر حقیر خود شجرہ لکھتا ہے تو ادب کی خاطر اپنے نام کے ساتھ فقیر وحقیر لکھتا ہے اگر کوئی دوسرا لکھتا ہے وہ عام دستور کے مطابق لکھتا ہے نیز ترکِ ادب کے خوف سے بعض مشائخ شجرہ شریف کی ابتدا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی سے کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے سلسلے میں ابتدا پیر کے نام سے کی جاتی ہے اور بعد میں دوسرے مشائخ کیخدمت میں توجہ اور التماس کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ شجرہ عطا کرنا مشائخ متاخرین کی سنت ہے اسمیں راز یہ ہے کہ مشائخ کے اسمائے گرامی یاد ہو جائیں تاکہ انکے لئے فاتحہ دیا جائے۔ مشائخ متقدمین اسلئے شجرہ شریف نہیں دیتے تھے کہ وسائل کی کمی تھی اور لکھنے کی بجائے مریدین شجرہ شریف یاد کر لیتے تھے۔ لیکن اب چونکہ وسائل کی کوئی کمی نہیں ہے شجرہ دینا ضروری ہے۔ اورادِ چشتیہ میں لکھا ہے کہ مرید کو چاہئے کہ اپنے مشائخ کا شجرہ یاد کرکے ہر فرض نماز کے بعد ایک دفعہ پڑھا کرے اس سے بیشتر از بیشتر برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اگر ہر نماز کے بعد نہیں پڑھ سکتا تو دن رات میں ایک بار پڑھنا چاہیئے اسوجہ سے کہ مرید اپنے پیر کو بجائے قبلہ دیکھتا

marfat.com

ہے۔ جسطرح ظاہری قبلہ کی طرف منہ کرنا شریعت میں فرض ہے پیر کا یاد کرنا بھی طریقت میں فرض ہے کیونکہ پیر باطنی قبلہ ہے۔ جب سالک ظاہری و باطنی قبلہ کی شناخت کر لیتا ہے اسوقت وہ مسلمان موحّد ہوتا ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیریؒ فرماتے ہیں کہ اگر مرید کو کوئی دینی یا دنیوی مہم [مشکل] پیش آئے تو وضو کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔ اسکے بعد اپنے مشائخ کا شجرہ مع ایک ایک بار سورت فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ ضرورت پوری ہو جائیگی۔ اور جب مرید فوت ہو جائے تو شجرہ کو اسکی قبر کے[1] اندر سرہانے کیطرف طاق بنا کر رکھدیا جائے۔ اور طاق ایسی جگہ بنایا جائے جو میّت کے سَر سے اوپر ہو تاکہ شجرہ شریف گندگی سے محفوظ رہے۔ نیز کلاہِ شیخ یا کوئی کپڑا جو تبرکاً ملا ہو اسکو بھی اس طاق میں رکھ دے۔ بعض کے نزدیک شجرہ شریف میت کے سینے پر رکھنا چاہیئے۔ دوسرے تبرکات جو مشائخ سے ملے ہوں انکے متعلق بھی یہی حکم ہے شجرہ کے متعلق مزید ہدایات اپنی جگہ پر آرہی ہیں۔

پردہ دار عورت کا مُرید ہونا

اورادِ چشتیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی پردے دار عورت مرید ہونا چاہے تو پیر کو چاہیئے کہ پہلے درمیان میں پردہ کھڑا کرے اسکے بعد اپنے ہاتھ کو صندل، زعفران یا گلی مٹی سے آلودہ کر کے سفید کپڑے پر اس طرح ہاتھ رکھے کہ اسکا نقش تیار ہو جائے۔ اسکے بعد اس نقش کو عورت کو دیکر اس سے کہے کہ اپنا دایاں ہاتھ اس نقش پر رکھے اور پھر رسومات بیعت پورا کرے۔ بعد میں وہ کپڑا اس عورت کو بخش دے۔ عورت کا ہاتھ پکڑنا اہل معرفت نے جائز نہیں رکھا۔ نیز اس کے سَر کے بال کاٹنا بھی جائز نہیں ہے۔ بعض مشائخ یوں کرتے ہیں کہ عورت کا ایک وکیل مقرر کر دیتے ہیں جو عورت کا محرم ہوتا ہے اور اس وکیل کے ذریعے رسومات بیعت ادا کیئے جاتے ہیں۔ بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ جب پردہ دار عورت مُرید

[1] بہتر یہ ہے کہ شجرہ شریف دفن نہ کیا جائے کیونکہ ضائع ہو جاتا ہے بلکہ لکھ کردہ کاغذ قبر میں رکھا جائے۔

marfat.com

ہونا چاہتا ہے تو پیر کو چاہیئے کہ پردہ لگا کر درمیان میں ایک پانی کا برتن رکھدے اور پیر و مرید دونوں اپنی شہادت کی انگلی پانی میں ڈالکر رسومات بیعت ادا کریں

غیر حاضر شخص کا مرید ہونا

اگر کوئی شخص پیر کیخدمت میں نہیں جا سکتا اور کسی دور دراز مقام پر بیٹھے مرید ہونا چاہتا ہے تو پیر کو چاہیئے کہ یا اپنے ہاتھ کا نقش اسکے پاس بھیج کر اسپر مرید کا ہاتھ رکھوائے یا کسی شخص کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کرے اس وکیل کے ذریعے اسکو بیعت کرے اگر یہ طریقے اختیار نہیں کیے جائے تو پھر مرید غیب کی بیعت شک میں پڑ جائیگی نیز مرید غیب کے پاس شجرہ اور کلاہ ارسال کرنا اور مرید کا قبول کرنا بھی اسکی بیعت قبول کرنے کی دلیل ہے۔ مشائخ عظام نے بیعت کی صحت کیلئے سات شرائط مقرر فرمائی ہیں

بیعت کی پہلی شرط

پہلی شرط یہ ہے کہ پیر زندہ ہو۔ پیر کی وفات کے بعد اسکے ساتھ بیعت کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز قبر سے بیعت کرنا اور لوگوں کو مرید بنانا بھی ناجائز ہے۔

دوسری شرط

دوسری شرط یہ ہے مرید بالغ ہو اور اپنا نفع و نقصان سمجھ سکے۔ بعض حضرات بلوغت کی شرط ضروری نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ نابالغ کا مرید کرنا بلکہ اسکی پیدائش سے بھی پہلے نیز ماں کے پیٹ میں آنے سے بھی پہلے اگر پیر کو بذریعہ کشف معلوم ہو جائے تو جائز سمجھتے ہیں اور اور بعض حضرات مردہ شخص کو دفن سے پہلے بیعت کرنا بھی روا رکھتے ہیں اسکی تفصیل کتاب سبع سنابل میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اگر کسی نابالغ لڑکے کو اسکا باپ کسی بزرگ سے بیعت کرانا چاہے تو جائز ہے کیوں کہ باپ کے حکم میں کوئی لغزش یا گردش نہیں ہے۔ اگر باپ مر گیا ہے اور نابالغ بچے کا ولی اسکو مرید کراتا ہے تو پھر بچے کو اختیار ہے کہ بلوغت کے بعد بیعت پر قائم رہے یا منحرف ہو جائے۔ جیسا کہ نکاح میں ہوتا ہے۔

marfat.com

تیسری شرط تیسری شرط بیعت ہے پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دینا۔

چوتھی شرط قینچی چلانا [یعنی سر کے چند بال لینا]

پانچویں شرط کلاہ یا خرقہ پہنوانا۔

چھٹی شرط بیعت سے پہلے دوگانہ نماز ادا کرنا۔

ساتویں شرط پیر کا نصیحت اور وعظ کرنا لیکن لازمی شرط وہی ہاتھ میں ہاتھ دینا ہے۔ اور دوسری شرائط زائد ہیں۔ اگر پوری کی جائیں تو درست ہے ورنہ کوئی مضائقہ نہیں۔

تجدید بیعت حضرت سلطان المشائخ فوائد الفواد میں فرماتے ہیں کہ اپنے پیر کے ساتھ تجدید بیعت کرنا بھی سنت ہے کیونکہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے پہلے تجدید بیعت کا حکم فرمایا اور صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ اسوقت آپ ایک درخت کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ یہ بیعت بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت سلطان المشائخ اسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ مرید کے تجدید بیعت کرنے سے یہ مراد ہے کہ اگر اسکے اعتقاد میں کوئی لغزش واقع ہوئی ہے تو تجدید بیعت کے ذریعے بیعت محکم ہو جاتی ہے۔ اور مرتے وقت مرید حقیقی مرید مرتا ہے۔

آداب تبرکات بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر مرید کو اپنے پیر سے کوئی خرقہ، دستار یا ٹوپی یا کوئی اور کپڑا ملا ہے تو اُسے دھونا نہیں چاہیئے اور نہ ہی اُسے خود پہنے نہ دوسروں کو پہننے دے۔ اگر میلا ہو جائے تب بھی نہ دھوئے یا اگر بہت میلا ہو گیا تو دھو سکتا ہے۔ نیز جتنی بار مرید کو پیر کی طرف سے خرقہ یا پیرہن ملتا ہے تو اُسے پہنے اور دوگانہ نفل ادا کرے اور پیر کی خدمت میں کوئی چیز شکرانہ کے طور پر پیش کرے اور قبول کی التجا کرے جب

marfat.com

قبول ہو جائے تو پابوسی کرے اور آداب بجالائے۔

بیعت اور توبہ کے بعد تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

معتبر راویوں نے روایت کی ہے کہ جب مُرید بیعت ہوتے وقت توبہ کرتا ہے تو اسکے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نیز لوگوں کو بھی چاہیئے کہ اُسے سابقہ گناہوں کی تہمت نہ لگائیں نہ عیب جوئی کریں کیوں کہ وہ اُن گناہوں سے پاک ہو گیا ہے۔

پیر بیعت اور پیر صحبت

اخبار الاخیار کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیر بیعت ایک ہونا چاہیئے۔ ایک سے زائد مشائخ سے بیعت کرنا کفر و ضلالت ہے لیکن پیر ارشاد اور صحبت زیادہ ہو سکتے ہیں۔ جب طالب حق کو معلوم ہو جائے کہ پیر بیعت میں کمالیت ارشاد و ہدایت نہیں ہے[1] تو اسے چاہیئے کہ اُن سے اجازت لیکر دوسرے[2] مرشد سے تعلق پیدا کرے اگر اجازت نہ ملے تو بغیر اجازت پیر کامل کے پاس جائے لیکن پیر بیعت اُسی پیر کو سمجھے البتہ اگر پیر بیعت کامل اور مکمل ہیں تو انکو چھوڑ کر دوسرے کے پاس جانا کفر ہے [یعنی کفر طریقت]۔ کتاب اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ کسی نے سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص اپنے پیر بیعت پر اکتفا نہ کرے اور دوسرے پیر کے پاس جائے تو اسکے حق میں کیا فرمان ہے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا میرے نزدیک یہ جائز نہیں ہے میں اس کام کو روا نہیں رکھتا۔ بیعت وہی ہے جو پہلے پیر سے ہو چکی ہے خواہ دوسرا بزرگ کتنا برگزیدہ ہو۔ مرید کو چاہیئے کہ ہر جائی نہ بنے۔ یک گیر و محکم گیر [ایک کو پیر پکڑ اور مضبوط پکڑ]

حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری اورادِ غوثیہ میں فرماتے ہیں کہ بیعت کرنا مُرید کا کام ہے اسکے بعد اختیار پیر کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اگر مرید بیعت سے منحرف

---

[1] یعنی اگر پیر کامل نہیں ہے۔ [2] مطلب یہ ہے پہلا پیر کامل ضرور ہونا چاہیئے اگر کامل نہیں ہے تو صاحب بیعت ہی نہیں ہے۔ صاحب بیعت وہ ہے جسکو سلوک تمام کرنے کے بعد خلافت و اجازت ملی ہو۔

marfat.com

ہونا چاہتا ہے تو نہیں ہو سکتا خواہ سو جگہ بیعت کر لے مرید نہیں ہو سکتا۔ بیعت وہی قائم رہیگی جو پہلے کر چکا ہے اسکا رد کرنا اور قبول کرنا پیر کے ہاتھ میں ہوتا ہے عقدِ نکاح کی طرح۔ نکاح مجازی تعلق ہے اور یہ حقیقی ہے۔ اگر اس سے منحرف ہوتا ہے تو مرتد طریقت ہے۔ شریعت میں دو معبود سمجھنا کفر ہے اور طریقت میں دو موجود سمجھنا۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مرد بالغ علم نہیں رکھتا تھا اور رسمی طریقے سے کسی سے بیعت کر لی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جس سے بیعت کی ہے وہ بالکل صاحبِ معرفت نہیں ہے [یعنی کامل نہیں ہے]۔ اور ایک دوسرا بزرگ آیا ہے جو کامل ہے اور اس سے معرفت حق حاصل ہو سکتی ہے تو ایسی حالت میں وہ رسمی بیعت تیمم کا حکم رکھتی ہے اور درویش کامل پانی کی طرح ہے چنانچہ مسئلہ یہ ہے کہ چوں آب آمد تیمم برخواست [جب پانی مل جائے تو تیمم ختم ہو جاتا ہے] بعض کہتے ہیں کہ رسمی بیعت کو چھوڑنا نہیں چاہیئے اور دوسرے ولی کامل کو پیر صحبت سمجھ کر اس سے تربیت حاصل کرنی چاہیئے۔ تمام بزرگانِ دین اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی شخص کو جبراً بیعت کرایا جائے تو وہ بیعت نہیں ہے جبتک کہ اسکی اپنی طبیعت نہ چاہے۔ نیز اگر کوئی صاحبِ تصرف درویش کسی کا ہاتھ پکڑ کر اُسے بیعت کر لے وہ بالکل انکار نہ کرے بلکہ بیعت قبول کر لے تو بیعت درست ہوگی۔ ہاں اگر کوئی شخص مست ہے یا دیوانہ ہے یا جنات کے اثر میں ہے اور بیعت کر لے تو اسکی بیعت صحیح نہیں ہوتی۔ اُسے چاہیئے کہ صحت یابی کے بعد پھر بیعت کرے۔ اسی طرح اگر کوئی زرخرید غلام اپنے آقا کی مرضی کے خلاف بیعت کرے تو بیعت صحیح نہیں ہے۔

بعض محققین کہتے ہیں کہ ایسے پیر سے بیعت کرنا جو صاحب معرفت نہیں ہے خالی مصافحہ کا حکم رکھتا ہے جو ہر مومن کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ہزار غیر عارف اور محجوب [جو حجاب میں ہو یعنی کامل نہ ہو] پیروں سے بیعت کر لے وہ مرید نہیں ہوتا اور اسکی بیعت صحیح نہیں ہوتی۔ اسکی یہ

marfat.com

بیعت مصافحہ کا حکم رکھیگی۔ بیعت وہ ہے جو عارف کامل و مکمل کے ساتھ ہو جو شخص اس قسم کے بزرگ کے ساتھ بیعت کرتا ہے تو گویا وہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کے ساتھ بیعت کرتا ہے۔ اسوجہ سے کہ وہ بزرگ آنحضرت صلی اللہ کے طفیل مرتبہ فرق سے نکل کر بحر جمع [وصال] میں غوطہ لگاتا ہے اور مقام جمع الجمع میں پہنچکر ہدایت خلق کا منصب انجام دیتا ہے۔

پیر بیعت کی وفات یا مکمل جدائی کیصورت میں

اگر کسی شخص نے پیر بیعت یا پیر طریقت کے ہاتھ پر بیعت کی اور سفر یا موت کیوجہ سے اُس سے مفارقت ہوگئی ہے اور مرید کے اندر طلب خدا دانی باقی ہے[۱] تو اُسے ایسا پیر خرقہ یا پیر صحبت اختیار کرنا چاہیئے جو علمِ شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت سے واقف ہو یعنی علماً اور شہوداً[۲] اور اسکے فیض کو پیر بیعت کے طفیل سمجھنا چاہیے جسنے شروع میں اسکے دل میں طریقت کا پودا لگایا تھا۔ لیکن پودے کی نگہبانی اور اُسے پانی دینے اور پرورش کا کام پیر صحبت کیوجہ سے تمام ہوا۔

حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ اپنے ایک خط میں جو آپ نے شیخ راجو سروانی رہ کو لکھا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کامل بزرگ کے ساتھ منسلک ہوا ہے اور اس بزرگ کا انتقال ہوگیا ہے تو اس شخص کیلئے فرض ہے کہ وقت کے کسی اور بزرگ کامل کے ساتھ منسلک ہو تاکہ اسکے کام میں خلل یا فتور واقع ہونے سے پہلے وہ انکی خدمت میں جاکر اپنا کام پورا کرلے خواہ بیس سال ہوں، چالیس سال ہوں، یا ستر سال۔ مُرید کا کام اُس مرغی کے انڈے کی طرح ہے جو مرغی کے نیچے رکھا گیا ہو۔ لیکن مرغی کو بلی مار

---

[۱] کتاب سردلبراں مصنفہ حضرت مولانا سید محمد ذوقی شاہ قدس سرہ میں لکھا ہے کہ اگر پیر کی وفات ہو گئی اور مرید پیر کی قبر سے فیضان حاصل کرنے کی استعداد رکھتا ہے تو دوسری بیعت کی ضرورت نہیں اگر یہ استعداد نہیں تو پیر صحبت اختیار کرے۔

[۲] علماً و شہوداً یعنی نہ صرف حقیقت کا علم رکھتے ہوں بلکہ مشاہدہ بھی حاصل ہو۔ شہود بڑی چیز ہے۔

marfat.com

ڈالے۔ اَب انڈے سے بچہ حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اسمیں خلل یا فساد واقع ہونے سے پہلے اُسے کسی دوسری مرغی کے نیچے رکھا جاتا ہے اس کوچہ میں اصل چیز صدق ہے۔ پیر کے ساتھ مرید کا صدق جسقدر زیادہ ہوگا مطلوب حقیقی تک رسائی اتنی زیادہ جلدی ہوگی۔ اگر کسی مرید کے دِل میں یہ خیال آتا ہے کہ میرے شیخ جنکا وصال ہوگیا ہے کے برابر کوئی شیخ نہیں جو میری تکمیل کراسکے تو یہ خیال شیطان ملعون کیطرف سے وسوسہ سمجھے۔ پیر کی محبت کا بہانہ دیکر شیطان اُسے کافر بنانا چاہتا ہے۔ پس مرید کو چاہیئے کہ پیر کی محبت کے جذبہ میں آکر اپنے آپکو تباہ نہ کرے۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ مومن گناہ کیوجہ سے کافر نہیں ہوتا لیکن مرید لغزش کیوجہ سے مرتد ہوتا ہے کسی نے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ سے سوال کیا کہ ایک شخص بہت عابد و زاہد ہے لیکن اپنے پیر کے ساتھ اُسے محبت زیادہ نہیں ہے اور دوسرا شخص ہے جو زیادہ عابد و زاہد نہیں ہے لیکن پیر کے ساتھ اُسے شدت سے محبت و اعتقاد ہے انمیں سے کونسا شخص بہتر ہے۔ آپ نے جوابدیا کہ وہ شخص بہتر ہے جسے پیر کے ساتھ اعتقاد راسخ ہے کیونکہ یہی ایک صفت باقی تمام صفات پر بھاری ہے۔ آمدیم برسرِ مطلب

حضرت شیخ سوندھا کا اتمام سلوک

جب ہمارے شیخ قطب افراد حضرت شیخ سوندھا قدس سرہٗ اپنے پیر حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق شب و روز ذکر جہری کرنے لگے تو آفتاب کے نور کی طرح ایک نور اُن پر رونما ہوا۔ نیز جب رات کے وقت آپ اٹھکر نماز تہجد پڑھکر ذکر میں مشغول ہوتے تھے تو آپکے لطیفہ قلب سے ماہتاب اور لطیفہ روح سے آفتاب نکل کر سامنے آجاتے تھے۔ لیکن جب آپ ذکر سے فارغ ہوتے تھے تو آفتاب و ماہتاب دونوں آپکے جسم کے اندر جاکر گم ہوجاتے تھے جب آپنے یہ ماجرا اپنے شیخ علیہ رحمتہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ

marfat.com

یہ تجلی خلیلی اور فتح باطن کی ابتدا ہے۔ تجھے چاہیئے کہ لَا اُحِبُّ الآفِلِین
[میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں کرتا] کی تلوار سے عالمِ مجاز کی جو
کہ مرتبہ صُور اور مثال ہے بیخ کنی کرے اور عالمِ حقیقت میں قدم بڑھائے
اسکے بعد آپ نے ریاضت و مجاہدہ میں قدم تیز کیا اور چند دنوں کے بعد رات
کے وقت ذکر کے دوران آپ پر عالمِ محویت طاری ہوا۔ اور یہ دیکھا کہ آفتاب و
ماہتاب، آسمان و زمین، عرش و کرسی غرضیکہ تمام موجودات آپ کو سجدہ کر
رہے ہیں۔ جب آپ نے حضرت شیخ کیخدمت میں یہ ماجرا بیان کیا تو آپ نے
فرمایا کہ یہ تجلی یوسف علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کی ہے اور مقامِ جبروت
سے تعلق رکھتی ہے۔ تجھے چاہیئے کہ حکومت کا خیال ترک کر دے اور بندہ
بن جائے۔ تجھے چاہیئے کہ ہر چیونٹی کو سلیمان سمجھے اور خود ساجد بن جائے اور شہودِ محمدی
میں پہنچکر اعبدہ ورسولہ کو اپنا امام بنائے [یعنی مقام عبدیت حاصل کرے جسکا
دوسرا نام بقا باللہ ہے]

ایک رات آپ گنگوہ شریف میں اپنے حجرہ کے اندر مشغول تھے کہ فنا
کی حالت قائم ہو گئی اور اپنے آپ کو قصبہ پانی پت میں پایا اور یہ دیکھا کہ ایک
ایسے بت کے آگے سجدہ کر رہے ہیں جس کے سامنے آفتاب و ماہتاب شرمندہ
ہیں صبح کیوقت آپ نے یہ واقعہ حضرت شیخ کیخدمت میں بیان کیا تو آپ نے
فرمایا کہ تجھے پانی پت جانا چاہیئے کیونکہ تمہارے بعض امور کا سرانجام ہونا
اسی مقام پر موقوف ہے۔ چنانچہ آپ پانی پت چلے گئے اور کبھی حضرت شیخ

یاد رہے کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مقولہ ہے جب آپ نے چاند کو دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے جب چاند غروب ہو گیا تو اس سے پرہیز کیا۔ جب سورج دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے جب سورج غروب ہوا تو آپ نے اس سے بیزار ہو کر فرمایا کہ مجھے غروب ہونے والوں سے کوئی محبت نہیں ہے۔ دراصل یہ واقعہ باطنی ترقی سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک پیغمبر علیہ السلام ہرگز چاند اور سورج کو خدا نہیں کہہ سکتا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے مناظر کائنات کو دیکھ کر ذات باری کی ہستی کا استدلال فرمایا۔ لیکن بعد میں ترقی ہوئی تو منطقی استدلال سے بڑھ کر آپ کو ایک مقام نصیب ہوا جو عین الیقین اور حق الیقین کہلاتا ہے۔ اسوقت آپ نے منطقی استدلال سے پرہیز کیا اور شہود حق میں جا پہنچے۔ یعنی ایمان تصدیقی سے مالا مال ہوئے۔

marfat.com

جلال پانی پتیؒ اور کبھی حضرت شاہ شمس الدینؒ کے روضۂ اقدس پر مشغول رہتے تھے۔ ایک دن آپکا بازار میں گذر ہوا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل نوجوان بزازی کی دکان پر مال و متاع لئے بیٹھا ہے۔ چونکہ اسکی صورت اس محبوب کیساتھ ملتی جلتی تھی جسے آپ نے گنگوہ میں سجدہ کیا تھا۔ آپ دل و جان سے اس پر فریفتہ ہو گئے۔ مولانا رومؒ نے خوب فرمایا ہے ؎

زر گر پسرے برسر بازار برآمد۔ صرّاف جہاں شد
ہر دم بہ لباس دگر آں یار برآمد۔ گہ پیر و جوان شد

[اس مشہور کا مطلع یہ ہے ؎
ہر لحظہ بہ شکل آں بت عیار برآمد۔ دل برد و رواں شد]

اس واقعہ کے بعد آپ سارا دن اس دکان کے سامنے کھڑے رہتے تھے اور رات میں مقامِ شہداء میں شغلِ باطن کرتے تھے جو پانی پت میں واقعہ ہے اور صاحب اسرار شہدا کا مدفن ہے۔ وہاں دیوار بنا کر اسکے اندر ایک محراب بنایا گیا ہے۔ حضرت اقدس ساری رات اس محراب میں مشغول رہتے تھے اور شہدا اپنی قبروں سے ایک نیزہ بھر نکل کر بعض برنگ ستارہ اور بعض ماہتاب اور بعض آفتاب کی صورت میں آپ پر ظاہر ہوتے تھے اور ہمکلام بھی ہوتے تھے نیز فیوض اسرار باطن سے بھی مشرف کرتے تھے۔ حضرت اقدس اُن شہدا کو بعض اوقات اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھتے تھے اور کبھی جسد عنصری سے باہر آکر جسم مثالی سے انکے ساتھ میل جول کرتے تھے اور فیض حاصل کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں محراب کے اندر بیٹھا ذکر میں مشغول تھا کہ ناگاہ میرے دل کے اندر سے ایک فریاد برآمد ہوئی کہ یا الٰہی مجھے کب تک اس ظاہری و باطنی جہان میں مقید رکھو گے۔ میری تمنا یہ ہے کہ ان دونوں جہانوں سے نکال کر کسی اور جہان سے آشنا کرایا جائے۔ اس خیال کے آتے ہی اس محراب سے آواز آئی کہ اگر تجلی بے کیفی چاہتے ہو تو اس محراب کیطرف

marfat.com

دیکھو۔ میں نے فوراً اس محراب کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ محراب پھٹ گیا ہے اور وہاں سے ماہتاب اور آفتاب کی شکل جدا جدا دکھائی دی۔ اسکے بعد دونوں شکلیں ملکر ایک ہوگئیں اور انمیں سے نورِ سرخ نکلا جو بہت ہی تیز سرخ تھا اور ساری کائنات پر محیط ہوگیا۔ اسکے بعد وہ نور ایک چودہ سالہ نہایت ہی خوبصورت حسین وجمیل نوجوان کی شکل میں تبدیل ہوگیا اور کہنے لگا اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَراہ [مقام احسان یہ ہے کہ تو خدا تعالیٰ کی اسطرح عبادت کرے کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے ... حدیث] کا مطلب میرا دیدار ہے۔ اسوقت میری زبان حال سے حافظؒ کا یہ شعر نکلا

مے دو سالہ و معشوق چہاردہ سالہ ہمیں بست است مرا صحبت صغیر وکبیر

[دو سالہ شراب اور چودہ سالہ معشوق ساری خلقت کی صحبت سے مجھے یہی بہتر ہے] اسکے بعد وہ نور ایک حسینہ وجمیلہ عورت کی شکل میں ظاہر ہوا اور کہا رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ صُوْرَۃِ عَائِشَۃ [میں نے اپنے رب کو عائشہ کیصورت میں دیکھا] کا مطلب میرا دیدار ہے۔ اسکے بعد عالم بے کیف وبے مثال سے ایک صورت ظاہر ہوئی جسے نہ عورت کہا جاسکتا تھا نہ مرد نہ کچھ اور۔ اس نے میری طرف متوجہ ہوکر کہا مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَق [جس نے مجھے دیکھا حق کو دیکھا] کا مطلب میں ہوں۔ اسکے بعد اس صورت میں سے ایک ایسا نور چمکا کہ جس نے میرے ظاہری وجود کو محو اور لاشے کر دیا اور میری ہستی کا نام ونشان تک نہ رہا۔ حتیٰ کہ تیرہ دن تک میرا جسم اسی محراب میں بے حس وحرکت پڑا رہا اور مجھے کوئی خبر نہ رہی۔ نہ ہی کسی دوسرے شخص کو اس بات کا علم ہوا اور حق تعالےٰ براہ راست میرا محافظ تھا۔ جب تیرہ دن کے بعد مجھے افاقہ ہوا تو میں فوراً گنگوہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت شیخؒ کیخدمت میں حاضر ہوکر حقیقت حال عرض کی۔ یہ سنکر آپ بے حد خوش ہوئے اور کھڑے ہوکر مجھے بغلگیر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگرچہ تمہاری محبوب حقیقی تک یعنی حضرت لاکیف ولامثال تک رسائی

marfat.com

ہوگئی ہے تاہم تمہاری باطنی نسبت میں ابتک پوری استقامت نہیں آئی بلکہ حضور حاصل نہیں ہوا اور نہ ہی تم ابوالوقت اور ابوالحال ہوئے ہو تاکہ عروج اور نزول تمہارے اختیار میں آجائے اور جسوقت چاہو نسبت حضوری میں چلے جاؤ نیز فرمایا کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے مشاہدات آفاقیہ میں سے تھا۔ لیکن تم نے مشاہدات انفسیہ میں سے بہت تھوڑا دیکھا ہے۔ پس تم چند روز مجاہدہ طے کرلو تاکہ ہمیشہ کیلئے آرام سے رہو۔ اسکے بعد آپ نے شغل بہو نکم اور شغل سہ پایہ تلقین فرمایا۔ چنانچہ میں نے کمر بستہ ہو کر سارا دن شغل بہو نکم میں اور ساری رات شغل سہ پایہ میں بسر کرنی شروع کر دی۔ ایک دفعہ میں اپنے حجرہ میں مشغول بیٹھا تھا کہ غلبۂ حال ہوا چنانچہ میں وہاں سے اٹھکر باہر گیا۔ اور حضرت شیخ محمد صادق قدس سرہٗ کے روضۂ اقدس کے نزدیک جاکر دیکھا کہ نہ روضہ کا نام و نشان ہے نہ قبر کا۔ اسکی بجائے وہاں ایک نورانی تخت پڑا ہوا ہے اور اس تخت پر حضرت اقدس بیٹھے ہیں۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ میں نے کہا بَلٰی۔ اسکے بعد میں نے دیکھا کہ الست کے قابل میں ہوں۔ جب مجھ پر یہ حالت طاری ہوئی تو بے اختیار میری زبان پر الست بربکم جاری ہوا اور عالم ارواح میں سے روحیں صف در صف ظاہر ہوئیں۔ اسوقت میں نے خود کو خالق اور تمام موجودات کو مخلوق پایا۔ جب میری زبان سے یہ الفاظ نکلے تو لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور میرے شیخ علیہ رحمہ کی خدمت میں جاکر ماجرا بیان کیا۔ آپ فوراً تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حجرہ میں لے گئے اور باہر سے قفل لگا دیا۔ چار دن کے بعد جب مجھے افاقہ ہوا تو اندر سے آواز دی اور لوگوں نے دروازہ کھولا۔ یہ خبر سنکر حضرت اقدس بھی تشریف لے آئے اور مجھ سے بغلگیر ہو کر بہت مہربانی فرمائی اور فرمایا کہ مشرب جنیدی اور شبلی تجھے مبارک ہو

حضرت اقدس یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس بزرگ کی زبان سے کلمات شطحیات برآمد ہوئے حق تعالیٰ کیطرف سے انپر اسی جہان میں عتاب ہوا چنانچہ

marfat.com

منصورؒ نے انا الحق کہا تو تختۂ دار پر اُسے لٹکایا گیا۔ عین القضات ہمدانی نے قم باذنی کہا تو علمائے ظاہر نے اسکی کھال اتار دی۔ اور مجھ سے کلمۂ الست بربکم سرزد ہوا تو مجھ پر مرض درجع مفاصل مسلط کر دی جس سے آپکے اعضائیں اِسقدر درد ہوتا تھا کہ ہر وقت ٹانگوں پر ٹکے مارتے رہتے تھے۔

اس فقیر نے حضرت اقدس کی زبان سے سنا کہ ایکدفعہ میں خلوت میں بیٹھا تھا کہ ایک ایسا نور نمودار ہوا کہ جس سے سارا جہان منور ہو گیا۔ اور وہ نور ذرات عالم میں سے ہر ذرہ میں ساری ہو گیا۔ جسطرح کہ آفتاب سے منور ہوتا ہے۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ نور حضرت سلطان علی احمد صابر قدس سرہٗ کی روحانیت سے ظاہر ہوا ہے جب اس حالت سے مجھے افاقہ ہوا تو حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت لیکر کلیر شریف پہنچا۔ جب روضۂ اقدس پر حاضر ہوا تو حضرت مخدوم صابر قدس سرہٗ کی روحانیت مجسم ہو کر قبر سے باہر آئی اور مجھ پر بے حد عنایت و نوازش فرمائی۔ اور مجھے حقیقت نور الانوار سے کما حقہٗ آشنا فرمایا۔ نیز فرمایا کہ اس نور کا فیضان تجھے بلا واسطہ میری روحانیت سے ہوا ہے۔ اب تجھے چاہیئے کہ گنگوہ چلے جاؤ کیونکہ کمالات تامہ کے حصول کا دارو مدار تمہارے پیر شیخ داؤد کی توجہ پر ہے۔ ہم نے اپنی تمام نعمت انکے دادا شیخ عبد القدوس حنفی کو دی ہے۔ جو شخص چاہے وہاں سے لے سکتا ہے۔ اسکے بعد احاطۂ مزار سے باہر آکر میں نے رات مسجد میں بسر کی اور ساری رات حضرت مخدوم صابرؒ کو جسمانی صورت میں اپنے ساتھ پایا آپ ہر وقت مجھے یہی تاکید فرماتے رہے کہ جلدی گنگوہ جاؤ کیونکہ شیخ داؤد تمہارے لئے بے چین ہیں۔ جب صبح ہوئی تو میں گنگوہ کی طرف روانہ ہوا راستے میں تھک کر ایک درخت کے نیچے آرام پذیر ہوا کیونکہ چار پانچ روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ کچھ دیر کے بعد لیٹ گیا اور لیٹتے ہی عالم فنا مجھ پر طاری ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ عرش عظیم پر متجلی ہیں اور مجھے دو نورانی بزرگ سامنے لے گئے ہیں۔ حق تعالیٰ نے مجھ سے دریافت فرمایا مَنْ رَبُّكَ اسوقت میں نے دیکھا

marfat.com

کہ میں عین حق تعالیٰ ہو کر عرش پر بیٹھا ہوں اور بے اختیار میری زبان سے نکلا انا ربی اور غیب سے آواز آئی کہ نم کنومة العروس [سو جاؤ دولہا کی نیند] ایک پہر تک میں اس حالت میں رہا۔ جب مجھے ہوش آیا تو اٹھکر گنگوہ کی طرف روانہ ہوا اور حضرت شیخ کیخدمت میں جا پہنچا۔ آپ نے مجھ سے بغلگیر ہو کر فرمایا کہ چار پانچ دن ہوئے میں بھی تیری طرح بھوکا ہوں۔ اسکے بعد طعام طلب فرمایا اور مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلایا اور خود بھی کھایا۔ نیز فرمایا کہ دوسری بار یہ کام نہ کرنا۔ تم نے دیکھا میں کسطرح تمہیں وہاں سے نکال لایا۔ یہ کہکر آپنے وہ تمام واقعات دہرائے جو مجھے پیش آئے تھے۔ حالانکہ میں نے کسی سے انکا ذکر نہیں کیا تھا۔ آپنے فرمایا کہ وہ نور جو تم نے دیکھا کہ کائنات کے تمام ذرات میں ساری ہے یہ اثبات کی علامت ہے کہ تجھے مشاہدات انفسی حاصل ہوئے ہیں۔ اب چند ایام میں تم مقام قطبیت کبرای تک پہنچ جاؤ گے۔ اور مقام فردیت تم پر محقق ہو جائیگا۔ اور وہ سوال من ربک اور جواب انا ربی جو تم کو کلیر شریف سے واپسی پر پیش آیا اثبات کی علامت ہے کہ تجھے تجلی بے کیفی نصیب ہوئی ہے۔ اسکے بعد فرمایا کچھ عرصہ مزید مجاہدہ کرو تاکہ یہ جو نسبت بے کیفی تجھ پر جلوہ گر ہوئی ہے مستحکم اور مکمل ہو جائے اور تیرا مقام بن جائے۔ اور تم ذات کی طرح منفرد ہو جاؤ۔ اسکے بعد میں نے اسقدر مجاہدہ کیا کہ طاقت بشری سے باہر ہے۔ اور شغل ہو بلکم کو ایک سانس میں چار سو تک اور شغل سہ پایہ کو دو سو بار اور تین سو بار تک پہنچا دیا۔ اس سے عالم اطلاق پیش آیا اور موجودات کا وجود نظر سے اٹھ گیا لیکن پھر بھی مرتبہ اطلاق میں کما حقہ تحقیق نہ ہوئی۔ ایکدن نماز معکوس میں حبس دم کر کے ایک آدھ پہر تک مشغول رہا جس سے عالم محویت رونما ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کا شور برپا ہوا۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء کے شوق میں اپنے مقام سے اٹھ کر باہر دوڑا جب حضرت شاہ عبدالقدوسؒ کے روضہ کے قریب پہنچا تو شہدا کی جماعت کو

marfat.com

دیکھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کہاں ہے۔ انہوں نے کہا آگے جاؤ نزدیک آرہی ہے۔ جب میں آگے بڑھا تو دیکھا کہ اولیاء کبار کی جماعت آرہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ حضرت محی الدین عبد القادر جیلانیؒ اور حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتیؒ اُس جماعت کی پیشوائی کر رہے تھے۔ اور ان دونوں حضرات کے سر پر آفتاب ہدایت کے تاج روشن ہیں۔ میں بھاگ کر انکے پاؤں میں جا پڑا اور پابوسی سے مشرف ہوا انہوں نے مجھ پر مہربانی فرمائی اور فرمایا کہ آگے جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہیں۔ جب تھوڑی دور آگے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نورانی تخت پر سوار ہو کر تشریف لا رہے ہیں اور اصحاب کرام ہمرکاب ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیطرف متوجہ ہیں اور حقائق و معارف بیان فرما رہے ہیں۔ جب حضرت صدیق اکبرؓ کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو فرمایا مرحبا بلکہ یا نبی اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پابوسی سے مشرف کرایا۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار میری پشت پر ہاتھ مار کر مجھے تین مقامات یعنی فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ سے مشرف فرمایا۔ اور مقام خلافت کبریٰ عنایت فرمایا۔ اسکے بعد مجھے ہندی زبان میں فرمایا تم اس مقام پر یعنی مقام ارشاد و تکمیل اور مشیخیت پر متمکن ہو جاؤ اور میرے نائب بن جاؤ۔ اس اثنا میں حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کی روحانیت ظاہر ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پابوسی سے مشرف ہوئی۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو اپنے مزار کے احاطہ میں لے جا کر تخت کو وہاں اتارا اور میری جانب اشارہ کر کے عرض کیا کہ میرا روحانی فرزند شیخ سوندھا اُس بار امانت و خلافت اٹھانے کے قابل ہو گیا جو فرشتوں اور آسمانوں اور زمین سے نہ اٹھ سکا۔ اسکے بارے میں اب کیا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سجادہ سورہ عم یتساءلون

marfat.com

سے منقش، ایک خرقہ سورہ یٰسین سے منقش، ایک دستار سورۂ ولنازعات سے منقش، ایک عصائے نورِ سرخ جسکی چار شاخیں تھیں، ایک شاخ کا سرا مشرق تک دوسری کا سرا مغرب تک، تیسری کا جنوب تک اور چوتھی کا شمال تک پہنچ رہا تھا۔ قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ میں نے تمہارے روحانی بیٹے شیخ سوندھا کو اپنا نائب مطلق اور جانشین برحق مقرر کیا ہے۔ یہ دستار اسکے سر پر، یہ خرقہ اسکے جسم پر سجادہ اس کے کاندھے پر اور عصا اسکے ہاتھ میں دیدو۔ حضرت قطب العالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کیا اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اولیائے کرام نے میرے حق میں دعا کی اور مجھے مبارکباد دی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف منہ کر کے فرمایا یہ عصا اس شخص کی ولایت کی ظاہری صورت ہے۔ جو تمہارا سجادہ نشین اور جانشین ہوگا اور علوم اولین و آخرین تمہارے نام پر جاری کریگا۔ وہ ولایت صغریٰ اور کبریٰ کے کمالات کا جامع ہوگا اور کمالات نبوت ونسبت ولایت محبوبی اور ولایت عاشقی کا جامع ہوگا۔ اور عصا کی چار شاخیں جو ہیں انکا اشارہ اسی طرف ہے۔ نیز اسکا مطلب یہ بھی ہے کہ اس شخص کی ولایت میں سے چار شخص مرتبہ جہانگیری اور خلافت کبریٰ تک پہنچیں گے۔ اور انکی ولایت کا تصرف باطنی طور پر سب پر محیط ہوگا خواہ ظاہری طور پر انکو کوئی نہیں جانے گا۔ اس شخص کے نام سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آگاہ فرمایا۔ ان تمام واقعات میں حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ کو ابتدا سے انتہا تک میں نے اپنے ساتھ شریک پایا اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی مجھے دکھائی اور فرمایا کہ اسکے اندر دیکھو۔ میں نے غور سے دیکھا تو تمام تجلیات عالم ملکوت، جبروت اور لاہوت کو اسکے اندر پایا۔ اسکے بعد اس انگلی مبارک سے نور لاہوت محمدی اور لاکیف احمدی ظاہر ہوا اور میرے تمام مشاہدات کو تاخت و تاراج

marfat.com

کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد میں نے عالم ارواح اور عالم مثال کی طرف نزول کیا اور دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تخت وہاں سے روانہ ہو گیا ہے جب قصبہ گنگوہ سے باہر ہوا تو مجھے وہاں روک دیا گیا۔ اور فرمان ہوا کہ جاؤ ہم نے تجھے لنگر دار عالم بنایا۔ اور مرتبہ ہدایت و ارشاد و تصرفات میں ہم نے تجھے اپنا نائب مطلق مقرر کیا۔ جب اس حالت سے مجھے افاقہ ہوا تو میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اب تمہارا کام پورا ہو گیا ہے اور تم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت و ولایت کے مرتبہ پر پہنچ گئے ہو۔ اسکے بعد آپ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ظاہری طور اس فقیر کو اپنی خلافت و نیابت کا خرقہ عطا فرمایا اور اسم اعظم جو سینہ بہ سینہ مشائخ سے آرہا تھا وہ بھی تلقین فرمایا اور اپنا جانشین خلیفہ مقرر فرمایا۔ لیکن یہ بھی فرمایا کہ جب تک میں زندہ ہوں یہ کام میرے پاس رہیگا میرے انتقال کے دس روز بعد میرا بھائی شیخ محمد سجادہ اور دستار، عصا و مصلی تسبیح، اور مشائخ عظام کی پوری امانت جو مجھے ملی ہے تجھے دیدیگا۔ اور میرا مقام و احوال تمہاری ذات میں منتقل ہو جائیگا۔ چنانچہ یہی ہوا حضرت شیخ داؤد کے وصال کے دس روز بعد مشائخ کی امانت اور سجادگی میرے پیر حضرت شیخ سوندھا قدس سرہ کو مل گئی۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ وصال سے دس بارہ دن پہلے حضرت شیخ سوندھا اپنے دوست شیخ بولاقیؒ کے ساتھ جنکا مجمل ذکر پہلے آچکا ہے سیر و سیاحت کی خاطر قصبہ کیتھلی کی طرف جانے لگے تو اپنے شیخ سے اجازت طلب کی۔ آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ جاؤ تقدیر میں یہی لکھا ہے کہ میری وفات کے وقت تم نہیں ہو گے اور یہی ہمارے شیخ کی سنت ہے کہ صاحب سجادہ اپنے پیر کی وفات کے وقت اکثر موجود نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت خواجہ گنجشکر قدس اپنے شیخ حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ کی وفات کے وقت اور حضرت قطب صاحبؒ اپنے شیخ حضرت خواجہ

marfat.com

معین الدین اجمیری قدس سرہٗ کی وفات کے وقت حاضر نہیں تھے لیکن میں تمہاری امانت اپنے چھوٹے بھائی شیخ محمد کے حوالہ کر دونگا جو وفات کے دسویں دن تجھے مل جائیگی۔ تجھے چاہیئے کہ قصبۂ بھوہر میں اس مقام کے صاحب ولایت سید معز الدین کی اجازت سے جو حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ ہیں سکونت اختیار کرو اور تمہارا مدفن تمہارا آبائی وطن سفیدون ہوگا تم اپنی آخری عمر وہاں بسر کرنا۔ یہ سنکر میرے شیخ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں یہاں رہ جاؤں کیونکہ میرا یہ سفر ضروری نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں تم چلے جاؤ تقدیر یہی ہے۔ چنانچہ آپ حضرت شیخ بولاقی کے ہمراہ گریہ کرتے ہوئے وہاں سے بھوہر کیطرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو آب و ہوا آپکو پسند آئی اور چند روز وہاں قیام فرمایا۔ وہاں آپکو وہاں کے صاحب ولایت حضرت شیخ معز الدین سے قوی نسبت پیدا ہوگئی اور مکمل حضوری نصیب ہوئی۔ انہوں نے حضرت شیخ سوندھا سے کہا کہ آپ یہاں ہمارے ساتھ رہیں۔ آپ نے رہنے کا وعدہ کیا لیکن کچھ عرصہ کیلئے شیخ بولاقی کے ساتھ کیتھل چلے گئے۔ وہاں ایک رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے ایک بڑا تخت اٹھائے زمین سے آسمان کیطرف جا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ اس مظہر فیض رحمانیت کو تم لوگ جبراً آسمان کیطرف کیوں لے جا رہے ہو۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ جسطرح عالم سفلی (یعنی دُنیا) کے لوگ ان سے مستفیض ہوتے ہیں عالم علوی کے لوگ [فرشتے] بھی اُن سے مستفیض ہونگے۔ جب بیدار ہوئے تو سمجھ گئے کہ میرے پیر حضرت شیخ داؤد کا وصال ہو چکا ہے۔ چنانچہ آپ فوراً گنگوہ کی طرف روانہ ہوئے اور وفات کے نویں روز وہاں پہنچے اور مزارِ مقدس کے سامنے سر نیاز رکھدیا۔ دسویں دن حضرت شیخ محمدؒ نے وصیت کے مطابق مشائخ کی امانت آپکے سپرد کی اور فرمایا کہ میرے بھائی شیخ داؤدؒ نے آپکو اپنا جانشین مقرر فرمایا ہے۔ اور اپنا مقام آپکو عطا فرمایا ہے۔ آپ انکے طریق پر

marfat.com

مستقیم رہیں اور خلق خدا کو نفع پہنچائیں۔ یہ امانت لیکر چوتھے دن میرے شیخ قصبہ بھوہر کی طرف روانہ ہوتے اور وہاں جاکر قیام پذیر ہوئے۔ اسوجہ سے آپ شیخ سوندہا بھوہری کے نام سے مشہور ہوئے ورنہ آپکا اصلی وطن قصبہ سفیدون ہے اور قصبہ بھوہر تھانیسر سے پانچ چھ کوس مغرب کی جانب اور اس فقیر کے وطن قصبہ براس سے بارہ تیرہ کوس شمال کی جانب واقع ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ حضرت شیخ داؤد نے کسی کو خلافت نہیں دی تھی۔ بلکہ آپ کے وصال کے بعد آپکے اصحاب نے متفقہ طور پر شیخ سوندہا اور شیخ بولاقی رح کو خلیفہ مقرر کیا۔ یہ بات بھی سنت نبوی کے مطابق ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی زندگی میں کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا بلکہ آپکے وصال کے بعد صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ رسول مقرر کیا۔ لیکن صحیح روایت وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے۔

ریاضت شاقہ

غرضیکہ جب میرے شیخ قدس سرہ نے قصبہ بھوہر میں سکونت اختیار کر لی تو ریاضت و مجاہدات میں مشغول ہو گئے اور شب و روز شغل باطن میں رہنے لگے۔ اپنے نفس کو ایک ساعت آرام نہیں دیتے تھے۔ ابتدائے حال میں بھی آپ بڑا سخت مجاہدہ کرتے تھے۔ روایت ہے کہ بارہ سال متواتر آپ نے زمین سے پہلو نہ لگایا اور نیند و آرام ترک کر دیا۔

چالیس صوم طے

روایت ہے کہ ایکدفعہ حضرت شیخ داؤد حضرت شیخ علی احمد صابر قدس سرہ کی زیارت کیلئے کلیر تشریف لے گئے۔ آپکے اصحاب مثل حضرات شیخ سوندہا اور شیخ بولاقی ہمراہ تھے۔ جب زیارت سے مشرف ہوئے تو حضرت شیخ داؤد نے فرمایا کہ سب لوگ چالیس دن طے کا روزہ رکھیں تاکہ حضرت شیخ علی احمد صابر کا فیض حاصل ہو۔ آپنے بھی چالیس روز صوم وصال کی نیت باندھ لی۔ چنانچہ تمام اصحاب نے روزہ رکھ لیا۔ لیکن

ا صوم وصال یا طے کے روزہ سے یہ مراد ہے کہ مقررہ دنوں کا روزہ رکھا جائے جسمیں نہ صبح کو سحری نہ شام کو افطار۔

marfat.com

بعض دس دن روزہ رکھ سکے، بعض پندرہ دن، بعض بیس دن اور کوئی شخص چالیس دن تک روزہ نہ رکھ سکا۔ سوائے حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ، حضرت شیخ سوندہاؒ اور حضرت شیخ بولاقیؒ کے۔ ان تینوں حضرات نے چالیس دن متواتر روزہ رکھا۔ چالیس دن کے بعد میرے شیخ اور حضرت شیخ بولاقی نے روزہ افطار کیا لیکن حضرت شیخ داؤدؒ نے پچاس دن روزہ رکھا۔ پچاسویں دن غیب سے ایک ولیہ آئی اور اس نے مریدین سے کہا کہ آج اپنے شیخ کو کچھ کھلاؤ ورنہ وہ اس دنیا سے رحلت کر جائیں گے۔ اسکے بعد شیخ سوندہاؒ اور شیخ بولاقیؒ نے حضرت شیخ کو منت سماجت کر کے کھانا کھلایا۔

یاد رہے کہ صوم وصال صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے دوسرا کوئی اس قسم کا روزہ نہیں رکھ سکتا۔ وہ صوفیائے کرام جو طے کا روزہ رکھتے ہیں شام کے وقت پانی کے چند قطروں سے افطار کر لیتے ہیں تاکہ صوم وصال نہ ہونے پائے اور انبیاء علیہم السلام کے خاص عمل میں قدم نہ رکھا جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ سوندہا قدس سرہٗ کی ریاضت کیسی تھی۔ جب آپ خلوت میں بیٹھتے تو چالیس دن سے پہلے قدم باہر نہیں رکھتے تھے۔ اور نہ خلوت خانہ کا دروازہ کھولتے تھے۔ غرضیکہ آپکی ریاضت و مجاہدہ کا حال تحریر میں نہیں آسکتا حضرت اقدس کے کمالات اس سے زیادہ کیا ہو سکتے ہیں کہ حضرت شیخ داؤد قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ "سوندہا داؤد ہے اور داؤد سوندہا" اور بعض اوقات حضرت شیخ داؤد حضرت شیخ سوندہا سے یہ بھی فرمایا کرتے کہ "میں نے سب کچھ تجھ پر نثار کر دیا ہے اور کچھ باقی نہیں چھوڑا اور میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ تمہارے فرزندانِ معنوی [مریدین] ہر زمانے میں مقبول اور مسعود [سعادتمند] رہیں۔ اور تمہارے مریدین اور مریدین کے مریدین میں سے ہر زمانے میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا کریگا کہ میرے حال پر ہوگا۔

مُردہ زندہ کرنا نیز یہ روایت بھی صحیح ہے کہ ایک دفعہ میرے شیخ حضرت

marfat.com

یہ شیخ سوندھا قدس سرہٗ ابتدائے حال میں گھر سے دور موضع بھوہر میں وہاں کے صاحبِ ولایت بزرگ کے عرس پر حاضر ہوتے۔ اتفاق سے حاکم کا محبوب بیٹا مر گیا۔ چونکہ وہ حاکمِ وقت حضرت اقدس کی ولایت کی شہرت سُن چکا تھا اپنے مردہ بیٹے کی چارپائی پر اٹھا کر حضرت اقدس کی خدمت میں لے آیا اور عرض کیا کہ اے شیخ "یحیٰ مُحیٖ" کا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ پیر کامل مرید کے مردہ دِل کو نورِ معرفت سے زندہ کردے۔ اسکے بعد اس حاکم نے التماس کیا کہ یہ تاویل ہے اسکا ظاہری مطلب یہ ہے شیخ کامل مردہ جسم کو از سرِ نو زندہ کر سکتا ہے۔ ظاہر معنی چھوڑ کر تاویل [مرادی معنوی] کرنا صحیح نہیں ہے۔ نیز حدیث عُلماءِ اُمّتی کانبیاءِ بنی اسرائیل [میری امت کے علماء [اولیاء] بنی اسرائیل کے انبیا کی مانند ہیں] اسوقت صحیح ہوسکتی ہے کہ جب وہ مُردوں کو زندہ کرکے دکھائیں۔ اسکے علاوہ وہ حاکم بیٹے کے غم میں اسقدر رویا کہ اسکی حالت زار پر رحم آیا، آپ پر حالت طاری ہوئی اور مرتبہ اطلاق [فنافی اللہ] میں جاکر اُس بچے کو مخاطب کرکے ہندی زبان میں فرمایا "اُٹھ وے مینگر" [اے جوان اُٹھ کھڑا ہو] یہ کہتے ہی وہ بچہ زندہ ہوگیا۔ حاضرین مجلس نے شور وغل برپا کیا اور اسقدر خلقت جمع ہوگئی کہ شمار سے باہر ہے۔ لیکن آپ فوراً لوگوں کی نظروں سے گم ہوگئے اور راتوں رات بھوہر پہنچ گئے۔ یہ حضرت اقدس کا ادنیٰ کمال ہے۔

فنائے تامہ

ایک دفعہ حضرت اقدس نے اس فقیر سے فرمایا کہ ایک دفعہ جب میں چلہ کر رہا تھا تو مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ اگر میں چاہتا تو دنیا کے تمام مُردوں کو زندہ کر دیتا۔ بندہ نے عرض کیا کہ وہ کونسی حالت تھی۔ فرمایا اسوقت میں باقی نہیں تھا۔ بلکہ حق باقی تھا۔ اسوقت میری زبان مثلِ شجرِ طور تھی اور حق میرے مظہر میں تصرف کر رہا تھا اور میری زبان سے ناطق تھا

طعام میں برکت

نیز حضرت شیخ کے مریدین خاص میں سے ایک بزرگ تھے

marfat.com

جن کے ساتھ میری بے حد محبت تھی۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ ایکدفعہ میں حضرت شیخ کے ہمراہ قصبہ بھری میں تھا جو براس سے پانچ کوس دور ہے۔ حضرت اقدس کے ساتھ بیس اور شخص بھی تھے جن میں سے بعض مرید اور بعض مرید نہیں تھے۔ ایک شخص نے آکر حضرت اقدس کو ان تمام لوگوں سمیت کھانے کی دعوت دی۔ اور سامان خورد و نوش فراہم کرنے کیلئے گھر چلا گیا۔ اسکے بعد بیس اور آدمی حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب وہ شخص حضرت اقدس کو لینے کیلئے آیا تو آپ نے فرمایا کہ کھانا یہاں لے آؤ تاکہ ہمارے پاس جو بیس آدمی اور آ گئے ہیں ہم اُن سے ملکر کھائیں لیکن اس نے کہا کہ حضور آپ تمام درویشوں کے ہمراہ غریب خانہ پر تشریف لے چلیں جو کچھ موجود ہے پیش کردونگا آپنے وہاں پہنچکر صاحب دعوت سے کہا کہ کھانے کی دیگ یہاں لے آؤ۔ اس نے فوراً وہ دیگ لاکر پیش کر دی۔ اور عرض کیا کہ میرے پاس صرف یہی گوشت اور چاول موجود تھے۔ میں نے انکو باہم ملا کر پکا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر جسقدر چاول چاہو دیگ سے نکالتے رہو اور جسے چاہو دیتے رہو لیکن دیگ کو الٹا نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے دیگ میں سے کھانا نکالنا اور درویشوں کو دینا شروع کیا حتیٰ کہ حضرت اقدس کے ہمراہ تمام درویش، صاحب دعوت کے تمام اہل خانہ اور دیگر احباب اور اقربا نے جو تین سو کے قریب تھے سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور دیگ اسی طرح کھانے سے پُر تھی۔ حالانکہ اس شخص نے دیگ میں بیس آدمیوں سے زیادہ کھانا نہیں پکایا تھا۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین حیرت زدہ ہوتے اور حضرت شیخ کے دل و جان سے شیدائی بن گئے۔

جسم چھو لنے کیوجہ حضرت اقدس کے اسی مُرید نے ایکدن مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں حضرت اقدس کے ساتھ خلوت میں بیٹھا تھا اور کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اقدس کا وجود مبارک

marfat.com

بڑھنے لگا ہے یہانتک کہ سارا حجرہ آپکے جسم سے بھر گیا اور میں ایک گوشہ میں رہ گیا۔ اس سے مجھ پر خوف طاری ہوا اور حیران تھا کہ اب کیا ہوگا اس کے بعد حضرت اپنے اصلی جسم میں واپس آگئے اور میری طرف نگاہ لطف بڑھا کر فرمایا کہ جب عارف پر تجلی جمال ہوتی ہے تو خوشی کے عالم میں اسکا جسم پھول جاتا ہے حتیٰ کہ آسمان سے زمین تک اور شرق سے غرب تک پر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے جسم کا پھول جانا اس تجلی جمالی کی شہادت دیتا ہے۔ اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ اب بھی حضرت بایزید بسطامی جیسے بزرگ موجود ہیں۔ الحمد للہ کہ مجھے ایسے کامل اور مکمل اولیا کرام کی صحبت نصیب ہوئی ہے

پانی میں غرق نہ ہونے دینا

روایت ہے کہ ایک دن حضرت اقدس سکر و مستی میں ایک گھر سے تالاب میں گر گئے اور اسکی تہ میں جاکر بیٹھ گئے۔ اسوقت دو خوبصورت شکلیں آپکے سینہ مبارک سے نکل کر ظاہر ہوئیں۔ ایک خوبصورت بے ریش نوجوان کی صورت میں دوسری ایک حسینہ وجمیلہ عورت کی صورت میں جلوہ گر ہوئی۔ اور حضرت اقدس کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آئیں اور کہنے لگیں کہ نوشہ اور دولہا تو آپ خود ہیں۔ آپ نے کیوں اپنے آپکو تکلیف میں ڈال رکھا ہے۔

آگ بھی آپکو نہ جلا سکی

اسکے بعد اُسی سکر و مستی کی حالت میں ایک بھٹے میں جاگرے اور گردن تک آگ میں غرق ہوگئے۔ اسوقت بھٹے میں آگ تیزی سے دہک رہی تھی اور شعلے مار رہی تھی لیکن گرمی کی شدت کیوجہ سے کسی شخص میں اتنی ہمت نہ تھی کہ آپکے پاس جا سکے۔ آپ ایک پہر تک آگ میں کھڑے رہے حتیٰ کہ تمام لوگ آپکی زندگی سے مایوس ہوگئے۔ جب یہ خبر حضرت شیخ داؤد تک پہنچی فوراً قوالوں کو ساتھ لاکر موقعہ پر پہنچے اور اس جگہ سے دور کھڑے ہو کر قوالوں کو حکم دیا کہ یہ ڈوہرہ گائیں

بجی جھجھاوسن کی سینں سوگدھ مندھ ہوئی   بہتے سرتا پچھ رہے بہر نہ نکسا کوئی

marfat.com

یہ سنکر حضرت اقدس فوراً آگ سے باہر آ گئے اور قوالوں تک پہنچ گئے لیکن جسم کا ایک بال بھی نہیں جلا تھا۔ آپکے نہ جلنے کا راز یہ تھا کہ نار حامیۃ باذات باری تعالیٰ نے آپ کے وجود میں ایسا جوش مارا کہ سارا وجود مجسم آگ بن گیا۔ اب آگ کو آگ کس طرح جلا سکتی ہے۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک بلند بالاخانہ سے زمین پر گر پڑے جس سے آپکا سر پھوٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ لیکن آپکو اسکی کچھ خبر نہ ہوئی اور تین دن اسی حال میں مغلوب رہے۔ آخر جب افاقہ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ آپ کے سر پر سخت چوٹ آئی ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ خیریت ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ میرے دل میں جو زخم ہے اس سر کے زخم سے زیادہ سخت ہے اسلئے سر کے درد کی مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ قصبہ کیتھل میں شیخ بدھنی کے عرس کے موقع پر آپ موجود تھے اسوقت میں آپکے ایک رفیق شیخ عبدالقادر بھی موجود تھے جن پر سماع میں وجد طاری ہوا اور پکار کر کہنے لگے کہ دوستو! دیکھو حضرت خواجہ معین الدین نبی ہند موجود ہیں۔ اس مجلس میں شہر کا قاضی بھی موجود تھا آپکی زبان سے یہ کلمات سن کر اس نے کہا کہ یہ درویش کافر ہو گیا ہے کہ غیر نبی کو نبی کہہ رہا ہے۔ پس اُسکا قتل کرنا واجب ہے۔ میرے مرشد نے قاضی سے کہا لا یواخذ العشاق بما یصدر منھم [عاشقوں کی زبان سے جو کچھ نکل جائے اسکا مواخذہ نہیں ہو سکتا] نیز بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ۔

دیوانہ بدست خویشتن نیست [دیوانہ اپنے قبضے میں نہیں ہوتا]

جب دیوانہ کو شریعت نے معاف کیا ہے اور حق تعالیٰ اسکو کوئی تکلیف نہیں دیتا تم کس لئے بندگان خدا کی گرفت کر رہے ہو۔ حالانکہ اس درویش کی حالت کا علم نہیں ہے کہ کس حال میں یہ کلمات کہے ہیں۔ ممکن ہے وہ اس وقت مقام فنافی الرسول میں ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خواجہ معین

marfat.com

الدین کی صورت میں دیکھا ہو۔ یہ کلمات غلبہ شوق میں انکی زبان سے سرزد ہوئے ہیں۔
نیز لفظ نبی کا اطلاق ہر ولی پر بھی ہو سکتا ہے۔ جسکا مطلب ہے کہ ذات وصفات حق کی خبر دینے والا نہ کہ منصب نبوت و رسالت رکھنے والا۔ غرضیکہ حضرت اقدس نے اس جاہل قاضی کو جسقدر دلائل پیش کئے اسپر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ محضر قائم کرلنے پر آمادہ ہوگیا۔ جب حضرت اقدس نے دیکھا کہ قاضی اپنی موت پر راضی ہے تو ایک دم جلال ولایت صابری نے جوش مارا اور آپکی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ "اے قاضی تو ناحق درویشوں کے قتل پر آمادہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ تو کتے کی طرح بھونک کر مر جائیگا"۔ ان الفاظ کا آپ کی زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ قاضی تپ دق میں مبتلا ہوگیا اور روز بروز اسکی حالت زبوں تر ہوتی گئی اور قریب المرگ ہوگیا۔ لوگ اسکو اٹھا کر حضرت اقدس کے پاس قصبہ بوہریں میں لے آئے۔ اس نے جسقدر آہ وزاری کی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا تیر نشانہ پر بیٹھ چکا ہے۔ اب اسکا واپس لانا محال ہے۔ چنانچہ لوگ اُسے اٹھا کر کیتھلی کی طرف لے گئے۔ لیکن وہ راستے میں مر گیا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎

جراحات السنان لها التیام   ولا یلتام ما جرح اللسان

[نیزوں کے مجروح شفایاب ہو سکتے ہیں لیکن اولیا کی زبان کے مجروح کا کوئی علاج نہیں ہے]

روایت ہے کہ جب قصبہ بوہریں میں حضرت اقدس سخت بیمار ہو گئے اور لوگ آپکی زندگی سے مایوس ہو گئے تو ایک رات شدت مرض میں آپ پر ایسی محویت کی حالت طاری ہوئی کہ آپکی روح جسم سے باہر آکر مثالی صورت اختیار کرلی اور ہوا میں پرواز کرنے لگی۔ اور آسمانوں اور عرش اور کرسی سے نکل کر قبۂ شوق میں پہنچے اور وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چار یاروں کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر شرف پابوسی حاصل کیا۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ

marfat.com

کلاہ شفا اپنے اس فرزند کے سر پر رکھو۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور کلاہ شفا آپکے سر پر رکھا۔ اسکے بعد کلاہ ہدایت آپکے سر پر رکھا اور پھر شغل لطائف ستہ جو مقام صدیقیت سے منسوب ہے تلقین فرمایا۔ صدیق اکبرؓ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اسی میں ہے کہ آپ کے یوم وصال پر شیر و برنج یک جا پکا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مبارک کو پیش کیا جائے اور اس فاتحہ کے دوران مجھے بھی یاد رکھنا۔ جب وہ حالت رفع ہوئی تو آپ کو مکمل تندرستی نصیب ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بیمار ہی نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ نے ایک عظیم الشان دعوت کا انتظام فرمایا۔ سارا دن مجلس وجد و سماع گرم رہی، شام کو طعام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دیگر اصحابؓ کا فاتحہ دیکر لوگوں کو کھلایا۔ اسکے بعد جبتک قید حیات میں رہے بارہ ماہ ربیع الاول کو ہمیشہ اس قسم کی مجلس منعقد کرتے رہے۔ اگرچہ آپ اکثر فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرتے تھے لیکن بارہ ربیع الاول کو جو کچھ آپ کے گھر میں ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرس پر خرچ کر دیتے تھے۔ نیز آپ اپنے پیر دستگیر حضرت شیخ داؤد کا عرس بھی بڑی شان و شوکت سے مناتے تھے اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا خرچ کر ڈالتے تھے۔

ایک دفعہ آپ براس میں حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ کے عرس کی تقریب میں شریک تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ اس شہر کی مسجد سادات میں قبلہ رو ہو کر بیٹھے تھے۔ یہ فقیر اور اسکے والد بزرگوار بھی حاضر تھے۔ اس مسجد کے قریب ایک ڈیرہ تھا جہاں لوگ بعد نماز بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ وہاں ایک درویش بھی تھا جسکا نام خیراتی یا محمدی تھا اور موضع نینگ کا رہنے والا تھا جو براس سے دو کوس جنوب کی طرف واقع ہے۔ اس نے بھنگ رگڑنا شروع کیا جب اسکی آواز حضرت اقدس کے کانوں تک پہنچی تو آپ نے حاضرین مجلس سے پوچھا کہ یہ کیا آواز ہے۔ اس فقیر کے والد ماجد نے جواب دیا کہ شاید کوئی بھنگ رگڑ رہا ہے

marfat.com

چونکہ آپ پر اسوقت فنافی الرسول کا غلبہ تھا آپنے فرمایا کہ اسکو روک دو۔ چند آدمیوں نے اس کے پاس جاکر منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا اور اپنے کام میں مصروف رہا۔ جب حضرت اقدس کو اسکی اطلاع تو آپ شریعت کی غیرت میں آکر اٹھے اور ڈنڈا لے کر اسکی طرف روانہ ہوئے حالانکہ اسوقت آپ کی عمر نوے سال سے اوپر اور ایک سو سال کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اور آپکے اندر کھڑا ہونے کی طاقت بھی نہ تھی بلکہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھکر کھڑے ہوتے تھے۔ اور بول و براز کو جاتے تھے۔ لیکن آپکے دل میں شریعت کی اسقدر عزت تھی کہ بغیر کسی شخص کا سہارا لے اٹھ کھڑے ہوئے اور ڈنڈا لیکر اسکی طرف بڑھے۔ آپکا جلال دیکھ کر وہ آدمی بھاگ گیا اور موضع نیسنگ میں جاکر پناہ لی۔ اور آپکے قہر جلال سے چند یوم کے اندر مرگیا۔ اسکے پیچھے آپ اس تیزی سے جا رہے تھے کہ آپکو کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا تھا۔ آخر اس فقیر کے غریب خانہ کے پیچھے تالاب کے کنارے ایک املی کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور ہم لوگ آپکو پالکی میں اٹھاکر مسجد میں واپس لے گئے۔ اس فقیر کے والد فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس کا اتقا اسقدر تھا کہ جب قصبہ سفیدون سے براس یا ماہڑی کی طرف تشریف لاتے تو راستے میں کسی گاؤں میں کھانا نہیں کھاتے تھے کیونکہ وہاں کے لوگ مفسد اور حرام خور تھے۔ آپکے احباب کا بھی یہی دستور تھا۔ آپ گھر سے کھانا ساتھ لاتے تھے اور خود بھی کھاتے تھے اور احباب کو بھی کھلاتے تھے

روایت ہے کہ آخر عمر میں جب آپ کسی کے سہارے بغیر کھڑے بھی نہیں ہوسکے۔ مجلس سماع میں آپ خود بخود کھڑے ہو جاتے تھے اور رقص و تواجد کیا کرتے تھے۔ اسوقت آپکے اندر ایسی قوت آجاتی تھی کہ دس آدمی بھی آپکا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ سید چاند جو حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے خاندان میں سے تھے اور حضرت اقدس کی ہمشیرہ کے داماد بھی تھے فرمایا کرتے تھے کہ جب بادشاہ محمد عالمگیر اورنگ زیب نے وفات پائی اور اسکے دونوں بیٹوں محمد اعظم اور محمد معظم کے درمیان جنگ شروع ہوئی تو میں نے حضرت شیخ سوندھا کی خدمت میں

marfat.com

عرض کیا کہ ان دونوں شہزادوں میں سے سلطنت کس کو ملیگی تو آپ نے جواب دیا کہ اورنگ زیب کے بعد محمد معظم بادشاہ بنے گا۔ آخری وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ بیٹھے اپنے اصحاب کے سامنے اسرار و رموز بیان فرما رہے تھے کہ اچانک ایک نقشبندی آیا اور کہنے لگا کہ ہمارے سلسلے میں مقصود جلدی حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً جہاں دوسرے سلسلوں میں دور دراز کا سفر کر کے آدمی کسی مکان کے اندر داخل ہوتا ہے ہمارے ہاں ایک جست لگا کر مکان میں پہنچ جاتا ہے۔ حضرت اقدس نے مسکرا کر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے خود کلام پاک میں مکان میں دروازے کے ذریعے داخل ہونے کا حکم فرمایا اور پیچھے کی طرف سے کود کر داخل ہونے سے منع فرمایا ہے چنانچہ فرمایا واتوا البیوت من ابوابھا ولا تاتوھا من ظھورھا [گھروں میں انکے دروازوں سے داخل ہوا کرو اور پیچھے مت داخل ہوا کرو] یہ نقشبندی درویش حضرت اقدس سے یہ جواب سنکر آپکی محبت میں فریفتہ اور شیفتہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ اس جیسا کوئی قطب اور صاحب اسرار لدنی میں نے آجتک نہیں دیکھا۔ الحمد للہ کہ اب انکی صحبت نصیب ہوئی ہے۔

اس فقیر نے ثقہ راویوں سے سُنا ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت مرشدی و مخدومی حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ کے عرس سے فارغ ہو کر قصبہ بوہر کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں چند ڈاکو پہنچ گئے۔ اگرچہ حضرت اقدس کے رعب و جلال سے نزدیک نہیں آسکتے تھے تاہم اس فقیر سے جو پیچھے رہ چکا تھا حضرت اقدس کے کپڑے چھین کر لے گئے۔ چنانچہ یہ فقیر فریاد کرتا ہوا آپکے پاس پہنچا آپ نے جوش میں آکر ان کے گاؤں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ عجب ہے کہ اس گاؤں کو آگ نہیں لگ رہی۔ یہ کہنا تھا کہ ڈاکوؤں کے گاؤں کو آگ لگ گئی اور انکا سارا سامان اور کچھ آدمی بھی جل گئے اور بعض نے بھاگ کر جان بچائی۔ جب گاؤں والوں کو معلوم ہوا کہ یہ آگ حضرت اقدس کی لگائی ہوئی ہے تو انکو یقین ہو گیا کہ آپکی توجہ کے بغیر نہیں بجھے گی۔ ناچار وہ بہت نذر و نیاز اور دہی حضرت اقدس کی خدمت میں

marfat.com

میں حاضر ہوئے اور معافی کے طلبگار ہوئے۔ آپ نے انکا قصور معاف کر دیا اور گاؤں پھر سے آباد اور شاداب ہو گیا۔ اسکے بعد اس علاقے میں خواہ جنگل ہو یا آبادی جو شخص حضرت اقدس کا نام لیتا تھا ڈاکو لوگ اسکو نہیں چھیڑتے تھے۔

اس فقیر کے ایک دوست کہتے ہیں کہ ایکدفعہ ایام چلہ میں مجھے احتلام ہو گیا لیکن نہانے کی ہمت نہیں ہوتی تھی کیونکہ پانی برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا تھا۔ اسکے بعد پھر نیند آگئی۔ نیم خوابی کی حالت میں مجھے نہایت ہیبت ناک شکل میں جنات نظر آنے لگے اور قریب تھا کہ مجھ پر حملہ کرتے کہ حضرت اقدس کی صورت ظاہر ہوئی اور جنوں سے کہا کہ یہ میرا مرید ہے اس سے دور ہو جاؤ۔ یہ دیکھ کر جن فوراً بھاگ گئے اسکے بعد حضرت اقدس نے مجھے بیدار کر کے فرمایا کہ غسل کر لو اور یادِ حق میں مشغول ہو جاؤ۔ اور کسی سے مت ڈرو۔ جنات تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ جب میں وضو کیلئے اُٹھا تو حضرت اقدس غائب ہو گئے۔ اور میں نے بقیہ شب ذکر و شغل میں بسر کر دی۔ میں حیران تھا کہ حضرت اقدس تو اپنے گھر میں تھے آدھی رات کیوقت کس طرح یہاں آئے اور پھر نظروں سے پوشیدہ ہو گئے۔ بات یہ ہے کہ آپ صورتِ مثالی میں آکر میری جنوں سے حفاظت کا انتظام کر گئے تھے۔ لیکن پھر بھی مجھے یہ فکر لاحق ہو رہی تھی کہ آیا حضور اقدس کو اس واقعہ کی اطلاع بھی ہوئی تھی یا نہیں۔ جب صبح کیوقت میں حاضرِ خدمت ہوا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ اے فلاں دیکھا میں نے رات کسطرح تجھے جنوں سے بچایا۔ یہ سنتے ہی میں حضرت اقدس کے پاؤں میں گر گیا اور کہنے لگا کہ حضور کے کمالات میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اب بھی خدا کے ایسے بندے موجود ہیں کہ اسرارِ غیب کو جان لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے ایسے مردانِ کامل اکمل کی غلامی کا شرف حاصل ہوا ہے

اقسام کشف

مخفی نہ رہے کہ کشف کے دو اقسام ہیں۔ اول کشف صُوری، دوم کشف معنوی۔ کشف صُوری کا تعلق ظاہری صورتوں سے اور کشف معنوی کا تعلق حقائق سے ہوتا ہے۔ کشف صُوری کی بھی تین قسمیں ہیں یا

marfat.com

وہ مشاہدہ ہوتا ہے یا کانوں کے ذریعے آواز سنائی دیتی ہے یا لمس یعنی قوت لامسہ کے ذریعے۔ جب کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے پروردگار کو بہترین صورت میں دیکھا اسکے بعد حضرت حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ اے محمدؐ فرشتے کس بات پر جھگڑا کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور بہتر جانتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے میرے دونوں کاندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا جسکی ٹھنڈک میرے دونوں پستانوں تک محسوس ہونے لگی اور مجھے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا علم ہو گیا یعنی یہ علم مجھے مشاہدہ، مساس اور آواز تینوں ذرائع سے حاصل ہوا۔ کشف کی ایک اور قسم ہے یعنی قوت شامہ (یعنی ناک سے سونگھنا) سے ہوتا ہے۔ جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِن اللہ فی ایام دھرکم نفحات الا فتعر صوتھا [نیز فرمایا اِنّی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن [مجھے یمن سے نفس الرحمان [کی خوشبو] آتی ہے]۔ کشف کی ایک اور قسم بھی ہے جو ذوق یعنی قوت ذائقہ سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَأَیتُ انی اشرب اللبن حتی تخرج الری من اظافیری فاعطیت فضلی عمر مادلت ذالک بالعلم

رہبانیت جب کشف صوری کا تعلق واقعات و حوادث سے ہوتا ہے تو اُسے رہبانیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ راہب[1] کو بھی یہ چیز مجاہدہ کیوجہ سے حاصل ہو جاتی ہے۔

استدراج بعض اس قسم کے کشف کو استدراج اور مکرِ الٰہی کے نام سے موسوم کرتے ہیں لیکن بعض حضرات ایسے ہیں جو امور اخروی اور قیامت اور دوزخ و

---

[1] راہب عام طور پر غیر مسلم ارباب روحانیت کو کہتے ہیں جو غاروں اور جنگلوں وغیرہ میں خلوت گزیں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں اور قدرے روحانی قوت کو بڑھا لیتے ہیں جس سے معمولی قسم کی کرامات کا امکان ہو جاتا ہے۔

marfat.com

بہشت کے متعلق کشف سے بھی اجتناب کرتے ہیں اور فنا فی الذات کو اپنا مقصودِ اصلی سمجھتے ہیں۔ اور عارف محقق جو تمام مظاہر دنیوی و اخروی میں مشاہدہ حق کرتا ہے کسی ذرے سے بھی اجتناب نہیں کرتا ہے اور استدراج کا تو وہ تصور تک نہیں کرسکتا۔ اور تمام مکاشفات حق کا منبع قلب ہے۔ جس کے چند روحانی حواس ہیں جن سے خواب میں آدمی دیکھتا اور سنتا ہے اور ان جسمانی حواس کی اصل یہی روحانی حواس ہیں۔ جب حجاب اٹھ جاتے ہیں تو اصل و فرع ایک ہو جاتے ہیں۔ اور حواس روحانی کے ذریعے جو کچھ آدمی حواسِ جسمانی سے ادراک کرتا ہے اسکا نام کشف ہے۔ چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ محراب کے اندر ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کھینچ لیا تو صحابہ کرام نے اسکی وجہ دریافت کی آپنے فرمایا کہ مجھ پر جنت کے انگوروں میں سے ایک خوشہ پیش کیا گیا۔ جب صحابہ نے پوچھا تو کہ آپنے کیوں نہ لیا تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **هيمات حبة منه لا تع الدنيا** [

رویا، مکاشفہ اور مشاہدہ میں فرق جاننا چاہیئے کہ کشف دو طرح سے ہوتا ہے ایک خواب میں ہوتا ہے جب ظاہری حواس خمسہ[1] کا عمل نیند کیوجہ سے رک جاتا ہے۔ جو کچھ اس حالت میں دیکھتا ہے اُسے رویا [سچا خواب] کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دوسری قسم کا کشف عالمِ غیب سے بیداری کی حالت میں ہوتا ہے جب عالمِ بالا کے فیضان کی لذت سے حواس معطل ہو جاتے ہیں اور صاحبِ حال کو عالمِ شہادت [ظاہری دنیا] سے عالمِ غیب کی طرف کشش ہوتی ہے۔ جو کچھ اس حالت میں دیکھتا ہے اُسے مکاشفہ یا مشاہدہ کہتے ہیں۔

صحو و معائنہ صحو وہ ہے کہ ظاہری حواس کے ہوتے ہوئے عالمِ بالا سے فیض پہنچتا ہے جسکی وجہ سے صاحبِ حال پر عالمِ معنی [عالم قدس یا بطون] تک رسائی ہوتی ہے۔ اس حال میں جو کچھ دیکھا جاتا ہے اُسے معائنہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور یہ چیز اکابر انبیاء اور اولیاء کا خاصہ ہے فافہم و اغتنم

[1] جس طرح جسم کے پانچ حواس ہیں جنکو حواس خمسہ کہا جاتا ہے۔

marfat.com

[ان رموز کو سمجھو اور حاصل کرو]

ثقہ راویوں سے منقول ہے کہ ایکدفعہ حضرت مرشدی و مولائی غلبۂ حال میں صحرا کی طرف چلے گئے۔ ایک جگہ دہقان ہل چلا رہے تھے۔ ایک دہقان نے بیل کی پیٹھ پر زور سے ڈنڈا مارا تو آپکی فریاد نکل گئی اور پیٹھ پکڑ بیٹھ گئے۔ دہقان نے کہا میں نے تو بیل کی پیٹھ پر ڈنڈا مارا ہے آپکو کیا تکلیف ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ضرب تم نے میری پیٹھ پر ماری ہے اگر اعتبار نہ آئے تو آکر دیکھ سکتے ہو۔ دہقان نے فوراً جا کر دیکھا تو ضرب کا نشان آپکی پشت پر موجود تھا۔ یہ دیکھ کر دہقان آپ کے پاؤں پر گر گیا۔ معافی طلب کی۔ اور مرید ہو گیا۔ اسکے بعد اس علاقے کے تمام زمیندار داخل سلسلہ ہوئے۔

یاد رہے کہ جب سالک منازل سیر الی اللہ[1]، سیر فی اللہ[2] اور سیر عن اللہ الی الخلق[3] طے کر کے چوتھی قسم کی سیر یعنی سیر مع اللہ فی الخلق[4] میں قدم رکھتا ہے تو نورِ حق اسکے ہمراہ ہو جاتا ہے اور وہ تمام موجودات کے اثرات خصوصاً نیز قدرت باری تعالیٰ کے خصوصیات و حکمت اور عالمِ بطون کے عجائب و غرائب اور حقائق کی سیر کرتا ہے۔ اس سیر میں کاملین پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ کائنات میں جو نفع نقصان اور رنج و راحت پایا جاتا ہے اسکا اثر وہ اپنی ذات میں محسوس کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کا بہت غم تھا۔ حضرت بایزید بسطامی رحؒ کے متعلق بھی حکایت مشہور ہے کہ ایکدفعہ آپ بازار جا رہے تھے کسی شخص نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا تو آپکی چیخ نکل گئی۔ جب لوگوں نے پیراہن اٹھا کر دیکھا کہ آپکی پشت پر ضرب کا نشان تھا۔ چنانچہ

---

[1] سیر الی اللہ سے مراد وہ سفر ہے جو سالک شروع میں اللہ تعالیٰ کیطرف پرواز کے دوران کرتا ہے [2] سیر فی اللہ سے مراد فنا فی اللہ ہے جب انسان کی روح باری تعالیٰ کے روح میں واصل اور فانی ہو جاتی ہے۔

[3] سیر عن اللہ سے مراد وہ سفر ہے جو فنا کو ترک کر کے سالک اپنی ہستی یا مقام دوئی و کثرت میں آنے کیلئے اختیار کرتا ہے [4] سیر مع اللہ فی الخلق سے مراد سالک کا آخری مقام یعنی بقا باللہ ہے جب وہ بمصداق حدیث بی یسمع اور بی یبصر اللہ تعالیٰ کے نور سے خلق میں نظر کرتا ہے اور حقیقت الاشیا اس پر واضح ہوتی ہے ۔ ح

حضرت مرشدی و مولائی کی پشت پر دہقان کی ضرب کا نشان بھی اسی وجہ سے تھا کیونکہ آپکو بھی اس چوتھے مرتبہ کی سیر میسّر تھی۔ اس مضمون پر ایک مثال بیان کی جاتی ہے جس سے حقیقت آشکارا ہو جائیگی

مثال

ایک شخص رات کو خواب میں دیکھتا ہے کہ اسکو کسی نے ضرب لگائی ہے یا تکلیف پہنچائی ہے۔ اَب یہ امر مسلمہ ہے کہ جب خواب میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ جسم[1] مثالی کو پہنچتی ہے۔ جسکا اثر ظاہری بدن پر بھی لبا اوقات ہو جاتا ہے اس قسم کے اثر میں سب کاملین برابر نہیں ہیں۔ بلکہ جسقدر کمال زیادہ ہوتا ہے تاثیر بھی زیادہ ہوتی ہے۔

محفل سماع میں گم ہو جانیکی وجہ

ثقہ راویوں سے منقول ہے کہ ایک دِن مرشدی و مخدومی شیخ سوندہا قدس سرہٗ خلوت میں بیٹھے سرود سن رہے تھے اَور بعض خاص احباب بھی شریک محفل تھے۔ عین ذوق و شوق کی حالت میں یہ ہوا کہ پہلے آپکا سر مبارک لوگوں کی نظروں سے غیب ہو گیا اور پھر رفتہ رفتہ سارا جسم مبارک گم ہو گیا اَور ایک پہر تک یہی حالت رہی۔ اسکے بعد جب آپ اس حالت سے باہر آئے تو یاران محرم راز نے وجہ دریافت کی۔ آپنے فرمایا کہ نورِ معشوق غالب آگیا اَور نور عاشق مغلوب ہو گیا اور گم ہو گیا تھا۔ ظہور بطون میں مبدل ہو گیا اَور اسم مبارک **یا باطن** کے غلبہ نے اسم **یا ظاھرُ** کے تعین کو مغلوب کر دیا۔ آپؒ چونکہ حضرت اقدس ولی کامل اَور عارف مکمل تھے۔ اسماو صفات کے تصرفات میں بھی آپکو کمال حاصل تھا۔

اسمائے الٰہی کا اثر

روایت ہے کہ ایک بیوہ عورت حضرت شیخ محمد صادق کے فرزند حضرت شیخ داؤد قدس اسرارہم پر فریفتہ ہو گئی اَور آپکی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرے ساتھ نکاح کر لیں تو درست ورنہ میں آپ پر

---

[1] اجسم مثالی وہ جسم ہے جو اس ظاہری جسم اور روح کے درمیان ہوتا ہے۔ یہ ظاہری جسم سے زیادہ لطیف اور روح سے کثیف ہوتا ہے اَور روح و تن کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ خواب اَور کشف و کرامات کا تعلق اسی عالمِ مثال سے ہوتا ہے۔

marfat.com

تہمت لگائیگی۔ حضرت شیخ داودؒ نے میرے مرشد حضرت شیخ سوند ہاؒ سے حال بیان فرمایا اور حکم دیا کہ اس موذی عورت جو واجب القتل ہے کے شر سے بچنے کیلئے اسم حق کا شغل کرو۔ چنانچہ آپنے اپنے حجرہ میں بیٹھ کر تین دن اسمائے الہٰی کے ایک اسم کا شغل اختیار کیا تیسرے دن اس اسم مبارک کے موکلین نے اس عورت کا ئسر کاٹ کر حضرت اقدس کے سامنے حجرہ میں پھینک دیا۔ یہ دیکھکر آپ فوراً حجرہ سے باہر آئے اور اپنے شیخ کیخدمت میں حقیقت حال عرض کی۔ یہ سنکر آپ بہت خوش ہوئے چنانچہ چند ایام کے بعد خبر ملی کہ اس عورت کا نیند میں کسی نے سر تن سے جدا کر ڈالا ہے۔

ایکدفعہ ایک امیر نے حضرت شیخ داودؒ کیخدمت میں عرض کیا کہ بادشاہ نے میرے بیٹے کو ایک سخت اور دشوار قلعہ کی نگہداشت کیلئے تعینات کیا ہے اور وہاں کے لوگ بڑے بہادر اور جنگجو ہیں جب سے وہ وہاں گیا ہے اسکی کوئی خبر نہیں آئی کہ کیا حال ہے آپ مہربانی فرما کر اسکے حال کی خبر گیری فرماویں۔ حضرت اقدس نے میرے شیخ علیہ رحمہ حضرت شیخ سوندہا کو حکم دیا کہ خلوت میں بیٹھ کر توجہ کرو اور اسکا حال معلوم کرو۔ آپنے خلوت میں بیٹھ کر ذکر نفی و اثبات شروع کر دیا۔ چالیس بار نہ کہا تھا کہ غیب سے دو شخص نمودار ہوئے اور کہنے لگے کہ اپنے شیخ کو بتادو کہ اس شخص کا لڑکا پندرہ دن کے بعد بہت مال غنیمت لیکر صحیح و سلامت گھر آجائیگا۔ چنانچہ پندرھویں دن اسکا لڑکا بیشمار مال غنیمت لیکر باپ کے پاس پہنچ گیا۔ اور لڑکے کو لیکر نذر و نیاز سمیت وہ شخص حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ایک راوی کہتا ہے کہ ایکدن میں کسی خاص طعام کی تمنا لئے حضرت شیخ سوندہاؒ کیخدمت میں حاضر ہوا۔ ابھی جا کر بیٹھا ہی تھا کہ کسی نے وہی کھانا لاکر حضرت اقدس کے سامنے رکھدیا اور آپ نے میری طرف مسکرا کر فرمایا کہ تمہارا مطلوب حاضر ہے کھاؤ۔ یہ دیکھ کر میں حیران ہوا کہ سبحان اللہ اولیاء اللہ کو عجیب قدرت ہے اور دل میں یہ شعر پڑھنے لگا ؎

مردان خدا خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

[مردان خدا خدا نہیں ہوتے لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے]

marfat.com

روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس کیف و مستی کی حالت میں حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہ کے گرداگرد طواف کی نیت سے گھوم رہے تھے کہ یکایک روضہ اقدس کو جنبش ہوئی اور حضرت اقدس نے اسکی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اپنی جگہ پر برقرار رہو کیونکہ جنبش میں آنا دل کا کام ہے نہ کہ آب و گل کا۔ آپکے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ روضہ اقدس کی جنبش بند ہو گئی۔

روایت ہے کہ جب حضرت شیخ سوندھاؒ اپنے پیر و مرشد شیخ داؤد سے رخصت ہو کر گنگوہ سے سفیدون کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں دل میں خیال آیا کہ ایک کافر تھا جو بیک وقت سو جگہوں پر موجود ہو سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے جو مرتبہ ولایت عطا فرمایا ہے کبھی میں نے یہ بات اپنے اندر نہیں دیکھی۔ جونہی آپکے دل میں یہ خیال آیا غیب سے آواز آئی کہ ان درختوں کے پتوں کو دیکھو تاکہ میری قدرت نظر آئے۔ اس جگہ بے شمار بلند درخت کھڑے تھے۔ جب آپنے انکی طرف نظر کی تو ہر برگ کے اندر اپنی صورت کا مشاہدہ کیا حالانکہ وہاں پتوں کا شمار ہی نہ تھا۔ جب آپنے اپنی صورت کا لاکھوں جگہ مشاہدہ کیا تو وہاں سے لوٹ کر گنگوہ آئے اور حضرت شیخ داؤد سے ماجرا بیان کیا۔ آپنے فرمایا کہ یہ کونسا حیرت کا مقام ہے۔ جس مقام پر تم پہنچ چکے ہو اس قسم کے خوارق و کرامات جب چاہو ظاہر ہو سکتے ہیں۔ تم مرتبہ عینیت حق پر ہو اور کشف و کرامات تمہاری صفت بن چکے ہیں۔

روایت ہے کہ ایکدفعہ آپ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ کے عرس کے موقع پر محفل سماع میں شریک تھے۔ اس مجلس میں وہاں کا ایک رئیس بھی شریک تھا جو سماع کا سخت منکر تھا۔ قوال حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کا یہ پسندیدہ کلام گا رہے تھے دوہرہ ؎

وہ دیکھ رہے چنبل کی گھاٹ　　　پات ڈوبین پتھر تیرین

آپنے اس رئیس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس ہندی کلام کا مطلب کیا ہے۔ آپکے خطاب سے اس بیچارے پر ایسا رعب طاری ہوا کہ گویا سارا علم بھول گیا اور جاہل محض بن گیا نہ شعر کا مطلب بیان کر سکا نہ ہی بات کر سکا۔ بلکہ عقل و ہوش سے عاری ہو گیا۔ بلکہ

marfat.com

سماع کی لذت میں محو ہوگیا اور وجد و حال طاری ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو انکارِ سماع سے توبہ کی اور اہلِ سماع ہوگیا۔ اسکے بعد آپنے اس سے فرمایا کہ اے ملّا تم نے مرتبۂ تنزیہہ و تشبیہہ[1] کی جامعیت کی لذت دیکھی کسطرح ہے۔ تم نے تو حق تعالیٰ کو صرف مرتبۂ تنزیہہ میں مقید اور محدود کر رکھا تھا۔ چنانچہ اس نے ان دو مراتب کی جامعیت کی بلندی کا اعتراف کیا۔ اسکے بعد آپنے اسکو اس ہندی شعر کے معنی سمجھائے۔ آپنے فرمایا کہ جب سالکین تزکیۂ نفس کے بعد اپنے تعین سے خلاصی پاتے ہیں اور تجلی لاہوت کی بدولت بحرِ ذات لاکیف میں غرق ہو جاتے ہیں تو انکو درختوں کے ہلکے پھلکے پتوں سے تشبیہہ دی جاتی ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ وہ پتے پانی پر تیرنے کی بجائے غرق ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اپنی ہستی میں گرفتار ہیں گہرائی تک نہیں جا سکتے بلکہ سطح آب پر رہ جاتے ہیں اس شعر کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جب حق تعالیٰ نے بمصداق آیۂ کریمہ انا عرضنا الامنۃ ..... اپنی خلافت کا بوجھ فرشتوں آسمانوں اور پہاڑوں کو پیش کیا تو باوجودیکہ علائق بشری کے وزن سے پاک اور سبکسار تھے امانت کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بحرِ ذات میں غوطہ زن نہ ہو سکے لیکن انسان جو علائق بشری میں محبوس اور گراں بار تھا اس نے فوراً یہ امانت قبول کر لی اور اُسے لیکر بحرِ ذات میں شناوری کر رہا ہے اور ہر لحظہ ترقی کی نئی منزل پر گامزن ہوتا ہے۔ شعر کے ان دو مطالب کے علاوہ ایک اور مطلب بھی ہے جو اِن دونوں سے زیادہ واضح ہے۔ وہ یہ کہ جب شیخ کامل بمصداق آیۂ فالمدبرات امراً..... طالبِ صادق کو دمِ مقیم کے عروج کی تدبیر سکھاتا بلکہ دکھاتا ہے تو فرماتا ہے کہ دیکھ اے عاشقِ حقیقی چنبل کے گھاٹ پر جو مقام نیلو فنہ ہے کیا عجوبہ کہ دمِ مسافر[2] [پات یا پتے] اپنے اختیار کے سبب وہاں غرق ہو رہا ہے اور دمِ مقیم[3] [پتھر] بحرِ سلطان العروق

1۔ تنزیہہ سے مراد ذات لاکیف اور تشبیہہ عالمِ اجسام اُسکے ظہور کو کہتے ہیں۔

2-3۔ شاید دمِ مسافر اور دمِ مقیم سے مراد شغل حبسِ دم میں سانس کا چھوڑنا اور بند کرنا ہے یہ شغل زیرِ آب ہو کر کیا جاتا ہے۔ اس میں عجیب بات یہ ہے کہ سانس اندر لیا جاتا ہے تو غوطہ ٹوٹنے لگتا ہے اور سالک سطح آب پر آجاتا ہے۔ اور جب سانس باہر نکالا جاتا ہے تو وہ ڈوب جاتا ہے۔ دمِ مسافر سے مراد باہر جانیوالا اور دمِ مقیم سے مراد اندر جانیوالا سانس ہے جب سانس اندر جاتا ہے تو سالک پر استغراق ذات طاری ہو جاتا ہے اور سانس چھوڑتے ہی وہ عالمِ دوئی میں آجاتا ہے۔

marfat.com

میں شناوری کرتا ہے اور سجین سے علیین تک عروج کرتا ہے۔ جب اس عالم نے شعر کے مختلف معانی حضرت اقدس کی زبان سے سُنے تو بے ساختہ اقرار کیا کہ یہ علومِ الٰہیہ ہیں لیکن ہم لوگوں نے چھلکے پر قناعت کر رکھی ہے۔ یہ معانی ہماری سمجھ میں کب آسکتے ہیں۔

مؤلّف کتاب کی بیعت کا واقعہ

اس راقم الحروف کی حضرت شیخ سوندھا قدس سرہ سے بیعت اور حصولِ خلافت کا واقعہ یوں ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس احقر کے دِل میں بچپن ہی سے عشقِ حق اور شوقِ ذاتِ مطلق دامنگیر تھا۔ اور خود بخود مشائخ عظام کی تصانیف پڑھنے اور ریاضت و مجاہدہ کی عادت تھی۔ سولہ سال کی عمر میں ایک رات عالمِ واقعہ [حالت کشف] میں دیکھا کہ ایک آفتاب ہمارے گھر میں آکر میری آغوش میں بیٹھ گیا ہے اور اس آفتاب کے نور سے نہ صرف پورا گھر منور ہے بلکہ شہر براس کا ہر گھر اور سارا جہان روشن ہے۔ وہ آفتاب اس فقیر سے یہ کہہ رہا ہے کہ تم کیوں اتنی تکلیف اٹھا رہے ہو میرے پاس آجاؤ میں تم کو ایسا راستہ بتاؤنگا جس سے مقصود جلدی حاصل ہو جائیگا۔ صبح اٹھتے ہی والدِ بزرگوار کیخدمت میں یہ ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہاں ایک درویش اور قطبِ وقت آئیگا اور تم انکے سجادہ نشین اور خلیفہ برحق ہوگے۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد حضرت شیخ سوندھا قصبہ براس میں تشریف لائے اور اس آفتاب کی کرنیں ہر خاص و عام پر پڑیں آپنے مسجد سادات میں قیام فرمایا۔ انکو دیکھ کر میرے والد ماجد نے فرمایا کہ تمہارے خواب کی تعبیر یہی بزرگ ہیں۔ فوراً اُن سے بیعت ہو جاؤ۔ چنانچہ یہ فقیر اپنے والد صاحب کیساتھ مسجد سادات میں جاکر حاضرِ خدمت ہوا اور بیعت کی درخواست کی۔ آپنے فرمایا کہ

"خوب آمدی از دیر مشتاق تو بودم مرا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم درمعاملہ بنام و نشان تو خبر دار کردہ بود و گفتہ کہ بعد از تو سجادہ و صاحب مقام پیران وئے خواہد بود۔ الحمد للہ کہ طالب امانت خویش شدی و این مضر خواند بیا کہ باسرِ زلف تو کارہا داریم"۔

[تم اچھے آئے ہو میں دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

marfat.com

نے خواب میں تمہارا پتہ بتایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ شخص تمہارا خلیفہ اور مشائخ کا جانشین ہوگا۔ الحمد للہ کہ تم اپنی امانت کی طلب میں پہنچ گئے ہو۔ مصرعہ [آگے بڑھو ہم نے تجھ سے بڑے کام لینے ہیں]۔ اسکے بعد آپ ہمیں بر اس اور گرد و نواح کے علاقے کے صاحبِ ولایت حضرت شاہ ابو العلیٰؒ کے روضہ پر لے گئے جو قصبہ کی شرقی جانب واقع ہے اور ازراہِ عنایت فرمایا کہ تجھ جیسے آدمی کی بیعت عام لوگوں کی طرح نہیں ہے کہ اکیلا بیٹھ کر بیعت لے لیتا۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اس کام میں حضرت شاہ ابو العلیٰ بھی شریک و متفق ہو جائیں۔ اسکے بعد آپنے مجھے بیعت سے مشرف فرمایا اور کلاہ چار ترکی اپنے سر سے اتار کر میرے سر پر رکھی اور شجرہ مشائخ بھی عطا فرمایا۔ اس روز میرے والد بزرگوار بھی حضرت اقدس کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اسکے بعد اس فقیر سے فرمایا کہ تین دن طے کا روزہ رکھ لو۔ اور ان تین ایام میں ایک لاکھ کلمہ طیبہ کا بھی وِرد کرلو چوتھی رات غسلِ حقیقی کر کے مغرب و عشا کے درمیان میرے پاس آنا۔ اس فقیر نے حکم کی تعمیل کی۔ چوتھی رات جب حاضرِ خدمت ہوا تو آپنے مجھے سامنے بٹھا کر ذکر نفی و اثبات و ذکرِ اسمِ ذات بالجہر تلقین فرمایا نیز ذکر قلبی بھی اسی وقت تعلیم فرمایا۔ اسکے بعد اپنے پیر روشن ضمیر کے حکم کے مطابق فقیر نے گھر جا کر ایک جھونپڑے میں قیام کیا اور اپنے کام مشغول ہوگیا۔ اور سات سال تک سخت ریاضت و مجاہدہ کرتا رہا۔ اس اثنا میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ خواب اور آرام کیا ہوتا ہے۔ کھانا ترک کر دیا تین چار دِن کے بعد دو چھٹانک آٹے کی روٹی سے افطار کرتا تھا۔ آخر مدت کے بعد قسمت نے یاوری کی اور فتح باب نصیب ہوا۔ یعنی ایک رات بیٹھا بحرِ وجود ذات میں سیر کر رہا تھا کہ اچانک ایسا باغ نظر آیا کہ جنت الفردوس بلکہ عرشِ عظیم اسکے پھولوں میں ایک پھول تھا کہ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن [اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنی زمین میں سما سکتا ہوں نہ اپنے آسمان میں بلکہ اپنے بندہ مومن کے قلب میں سما سکتا ہوں] جسکا وصف ہے۔ اسوجہ سے اسکی وسعت سب کی وسعت سے زیادہ تھی۔ جب میں نے اس اس باغ کا نظارہ دیکھا تو سب رنج و غم شادی و خوشی میں تبدیل ہوگیا اور مطمئن ہو کر بیٹھا

marfat.com

تھا کہ یکایک میرے سامنے ایک کمرہ نظر آیا اور مجھ پر فنا اور محویت طاری ہوگئی۔ اس کمرے کے اندر ایک دلہن بیٹھی تھی جسکے اعضا نورانی تھے بلکہ وہ سراپا نور تھی اور وہ نور آہستہ آہستہ پھیلتا گیا حتیٰ کہ مجھے سات دلہنیں نظر آنے لگیں جنمیں ایک دوسرے سے بڑی تھی اور ساتویں دلہن سب سے بڑی تھی۔ اسوقت خلق کے متعلق میرا شعور بحال تھا۔ وہ آخری دلہن اسقدر حسین تھی کہ اگر اسکے نور کا ایک ذرہ اس جہان میں ظاہر ہو جائے تو ساری خلق مر جائے۔ اور حکم کل من علیہا فان جاری ہو جائے اور سب کچھ فنا ہو جائے اسوقت یہ فقیر اپنے شیخ حضرت مخدوم سونڈھاؒ کی برکت سے ھل من مزید لگا رہا تھا کہ میرا وجود وسیع ہونے لگا اور ہر جگہ پھیل گیا۔ اور میرا ہر بال آفتاب جہانتاب بن گیا اسکے بعد میرا وجود محو ہو گیا اور کوئی نشان باقی نہ رہا۔ بمصداق آیہ کریمہ لان الملوك اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ [جب بادشاہ کسی بستی پر نازل ہوتا ہے تو انکی عزت کو ذلت میں تبدیل کر دیتا ہے]۔ اسوقت اس فقیر کی نظر میں اس آفتاب جہان تاب کے سوا کچھ نہ تھا۔ الان کما کان [جسطرح پہلے تھا اَب بھی اسی طرح ہے] الحمد للہ علی ذالك ؎

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت　　لاجرم عین جملہ اشیاء شد

[اسکی غیرت نے دنیا میں کسی چیز کو نہ چھوڑا اور ہر چیز کا عین ہو گیا]۔ جب میں اس مقام پر پہنچا تو اپنے وجود کی کلفت سے آزاد ہو گیا۔ آثارِ بشریت سے نجات مِل گئی۔ اور آرام و آسائش اور عیش دوام نصیب ہوا۔ دوست کے ساتھ محوِ خواب ہو گیا اور زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

من مست مے عشقم ہوشیار نخواہم شد　　خفتہ بر معشوقم بیدار نخواہم شد

[میں شراب وحدت میں مست ہو چکا اَب ہوشیار نہیں ہونگا۔ دوست کے ساتھ ہم خواب ہو بیدار نہیں ہونگا]۔ جب اس مقام پر مجھے سکون نصیب ہوا تو دل میں خواہش ہوئی کہ اَب یہاں سے علیحدہ نہ ہونگا۔ اس خیال کا آنا تھا کہ غیب سے بے حرف اور بے صوت آواز آئی ہے اے میرے بندے ہمت بلند کرو۔ اس مقام پر قیام نہ کرو بلکہ

marfat.com

قدم آگے بڑھاؤ تاکہ اسرار و رموز سے آگاہی ہو۔

جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو حضرت شیخ کی خدمت میں جاکر ماجرا بیان کیا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم نے مقام ملکوت و جبروت [عالم ارواح اور صفات] طے کر لیا ہے۔ اب کوشش کرو تاکہ جمال حضرت لاکیف جلوہ گر ہو۔ اسکے بعد اس فقیر کو آپ نے شغل ہو نکم اور شغل سہ پایہ تلقین فرمایا اور شغل سہ پایہ کا چلہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس فقیر نے حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہ کی متابعت میں چھ ماہ کی خلوت اختیار کی اور شب و روز شغل سہ پایہ میں مشغول ہو گیا اور گاہے گاہے دو پہر رات گئے صلواۃ معکوس[1] بھی ادا کرتا تھا۔ شغل سہ پایہ میں یہ فقیر ایک سانس کے اندر تین یا چار تسبیح یعنی تین چار سو مرتبہ کرتا تھا اور تین بار اسم مبارک اللہ کہہ کر ایک دانہ تسبیح کا گراتا تھا۔ اور اس سے عالم اطلاق لاکیف طاری ہو جاتا تھا اور شعور جاتا رہتا تھا۔

ایک شاندار مشاہدہ

ایک رات یہ فقیر مراقبہ ھویت ذاتی میں مشغول تھا کہ محویت طاری ہو گئی۔ اس بیخودی کے عالم میں اپنے آپکو بحر بیکراں کے ساحل پر پایا ایک ساعت کے بعد مغرب کی طرف سے ماہتاب کی شکل اور مشرق کی طرف سے آفتاب کی شکل نمودار ہوئی اور دونوں فقیر کی طرف آئیں۔ جب قریب آئیں تو ماہتاب کی شکل سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نوری براق پر سوار ہو کر ظاہر ہوئے اور آفتاب کی شکل میں میرے مرشد حضرت شیخ سوندھا پالکی پر سوار ہو کر سامنے آتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نماز کا وقت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے شیخ کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر امامت کرائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس فقیر نے اقتدا کی۔ جب ہم رکوع و سجود کرتے تھے تو تمام موجودات یعنی اشجار وغیرہ بھی موافقت کرتے تھے اور رکوع و

---

[1] صلواۃ معکوس سے مراد وہ شغل ہے جو سالکین راہ حقیقت میں کسی کنوئیں میں الٹا لٹک کر کرتے ہیں۔ یہ شغل عام طور پر نماز عشا اور نماز فجر کے درمیان کیا جاتا ہے حضرت خواجہ فریدالدین گنجشکر قدس سرہ نے یہ شغل چالیس رات تک اوچ شریف کی مسجد حاجات کے کوئیں میں کیا تھا۔ دیگر اولیائے کرام کی سوانح حیات سے بھی اس شغل کے کئے جانے کی اطلاع ملتی ہے۔ بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ کے قول کے مطابق سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ شغل کیا تھا۔

marfat.com

سجود بجا لاتے تھے۔ جب ہم کھڑے ہوتے تو وہ بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم نے تین مرتبہ ذکر نفی اثبات کیا۔ جب ہم لا الہ کہتے تھے تو تمام اشیاء معدوم ہو جاتی تھیں اور جب الا اللہ کہتے تھے تو پھر وجود میں آجاتی تھیں۔ اسکے بعد میں نے اپنے آپکو ایک درخت کے نیچے پایا جو نور سرخ کا تھا۔ اپنے شیخ علیہ رحمہ کو بھی اپنے ساتھ پایا۔ اس درخت سے نورِ سرخ کے قطرے مجھ پر ٹپک رہے تھے حضرت شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ نور جو ٹپک رہا ہے نورِ ذات ہے۔ اسکے بعد نور سرخ کا ایک دریا نمودار ہوا اور میرے وجود کا قطرہ اس دریا میں غرق ہو کر یک رنگ ہو گیا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

حصول مقام فنا فی الرسول و فنا فی اللہ

ایک اور رات یہ فقیر مراقبہ غیب میں مشغول تھا ایسا معلوم ہوا کہ آسمان و زمین بلکہ ہر چیز سب نور سرخ سے بنی ہے اور ساری کائنات اس نور سے مالا مال ہے۔ اسکے بعد یہ نور سرخ میرے مرشد پاک کی صورت میں تبدیل ہو گیا اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ "خدائے تو منم بہ پرستش من مشغول باش" اس تعین کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعین ظہور پذیر ہوا اور اس سیلاب میں فنا کے بعد میرے ہوش گم ہو گئے اور عالم محویت میں گم ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد میں عالم شہود میں آگیا اور حضرت شیخ کو اپنے سامنے کھڑا ہوا دیکھا۔ آپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا شکر کرو کہ کمالات فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ سے مشرف ہوئے ہو۔ جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر سارا ماجرا بیان کیا۔ آپنے فرمایا کہ ابھی مقامِ بے کیفی [لاتعین یا احدیت] تک رسائی باقی ہے۔ کچھ عرصہ کوشش کرو تاکہ بے نشان حاصل ہو۔ نیز آپنے شغل لطائف ستہ اور شغل سہ پایہ پر پابندی کا حکم فرمایا چنانچہ یہ فقیر شب و روز ان اشغال میں مشغول ہو گیا اور اس انتظار میں تھا کہ کب کام بنتا ہے اور کب فتح باب نصیب ہوتا ہے کہ یکایک ایک نہایت ہی حسین و جمیل نوجوان رونما ہوا جسکا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا ؎

marfat.com

مردانہ در آئی کاندریں راہ　　نے بوئے ہمے خرند و نے رنگ
گلے سر دِ وجودی برخیز　　افتادہ مباش در رہِ تنگ

[اس کوچے میں مردانہ دار آؤ۔ یہاں نہ رنگ کا کوئی خریدار ہے نہ بوئے کا۔ اے سر دِ وجود کے پھول اٹھو اور اپنے وجود کے تنگ و تاریک گوشے میں مت پڑے رہو] یہ کلام سنتے ہی میرے دل میں شورش برپا ہوئی اور اضطراب حد سے زیادہ بڑھ گیا قریب تھا کہ جان نکل جائے کہ اچانک غیب سے آواز آئی کہ بے قرار مت ہو اور سکون سے رہو تمہارا مقصود نزدیک ہے۔ اس سے مجھ پر ذات کی تجلیوں میں سے ایک ایسی تجلی گری کہ جسکا بیان مشکل ہے اور مجھے تسکین و اطمینان حاصل ہوا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب چھوٹے ندی نالے پہاڑوں سے گذرتے ہیں تو شور و غل مچاتے ہوئے جاتے ہیں جب سمندر میں جا کر گرتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ اس مقام پر مجھ پر حقائق اشیاء کما ہی منکشف ہوئے۔ خلق کے ساتھ محبت عق ظاہر ہوئی، شہودِ خلق در حق اور شہودِ حق در خلق حاصل ہوا اور نسبت حضرت لاکیف نے اس فقیر پر ایسی جلوہ گری کی کہ محویت طاری ہوگئی اور موت یا قیامت کا سماں پیدا ہوگیا۔ اسکی تفصیل بہت طویل ہے۔ غرضیکہ کہ اس حالت میں احقر مغلوب الحال ہوگیا۔ اسکی تفصیل بہت طویل ہے۔

مجذوب ہونے سے بچنے کی تدبیر

جب یہ حالت رفع ہوگئی اور ماجرا حضرت اقدس کے سامنے بیان کیا تو آپنے فرمایا کہ اس غلبۂ حال سے تم مجذوب ہو جاؤ گے۔ اب علم ظاہری کی طرف توجہ کرو۔ فقیر نے حکم کی تعلیم کی اور چار پانچ سال تک شہر سرہند میں اساتذہ کاملین کے ہاں تمام رسمی علوم حاصل کیے اور علوم کا اختتام حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے پوتے حضرت مولوی فرخ کے ہاں کیا جو علم ظاہری میں ملا عبدالحکیم ثانی تھے۔ ایام تحصیل علم میں رات کے وقت یہ فقیر شغل باطن کرتا تھا اور دن کے وقت ظاہری علم کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ اور کبھی کبھی حالت باطن کا اسقدر غلبہ ہوتا تھا کہ علم اور کتاب کا ہوش نہیں رہتا تھا۔ جب افاقہ ہوتا پھر علوم ظاہری میں مشغول ہو جاتا حتیٰ کہ حضرت شیخ کی برکت سے مراتب فنا جنہیں

marfat.com

سیر الی اللہ کہا جاتا ہے طے ہو گئے اور مدارج بقا باللہ جن سے سیر فی اللہ مراد ہے کی ابتدا ہو گئی

عطائے خلافت

اس حالت میں میرے سامنے ایک بے پایاں راستہ نمودار ہوا اور میں نے اس پر چلنا شروع کیا حتیٰ کہ ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں حقیقی تجلی نمودار ہوئی اور ذاتِ حق کی تمام ذاتی وصفاتی تجلیات کا تفصیل کے ساتھ مشاہدہ کیا۔ اور اپنی استعداد اور ہمت کے مطابق ان سب کا ادراک حاصل کیا۔ اس کائنات کے ہر ذرہ میں یہانتک میرے اپنے نفس کے اندر ایک ایسا نور طاری ہو گیا جو تمام اشیائے عالم پر محیط اور سارے جہان کا مربی و موجد ہے۔ وہ نور حقیقت کے اعتبار سے تمام تعینات سے منزّہ اور پاک ہے۔ اور تمام موجودات کا وجود اسکے وجود سے ہے نیز یہ بھی دیکھا کہ وہ نور نہ متصل عالم ہے نہ منفصل [یعنی نہ جہان کے ساتھ متصل ہے نہ علیحدہ] نہ جہان کے اندر ہے نہ باہر۔ جب اس مقام سے نزول کیا تو حق تعالیٰ سے بلا واسطہ فرمان ہوا کہ "اے بندۂ خاص من ترا قبول کردم" [اے میرے خاص بندے تجھے میں نے قبول کیا] "ہر کہ در طریقہ و متابعت تو در آید او را نیز مقبول درگاہِ خویش گردانیدم و از آتش دوزخ نجات دادم و بہشتی ساختم" [اور جو شخص تیرے سلسلہ میں داخل ہوتا ہے اور تیری متابعت کرتا ہے اُسے بھی قبول کیا اور آتش دوزخ سے نجات بخشی اور بہشتی بنایا] یہ کلمات سنکر احقر بے حد خوش ہوا اور سجدۂ شکر بجا لایا۔ چنانچہ تمام فرشتے اور عالم ارواح کی روحوں نے احقر کی موافقت میں سجدہ کیا اور اس فقیر کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور مبارکباد دی۔ جب حضرت شیخ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تمہارا کام مکمل ہو چکا ہے چنانچہ آپنے مشائخ عظام کی امانت، خرقہ خلافت اور سجادگی اس فقیر کو عطا فرمائی اور اپنا خلیفہ مطلق اور جانشین برحق مقرر فرمایا۔ کچھ عرصے کے بعد ۲۴ ماہ جمادی الاخر کو شب چہار شنبہ چھ گھڑی رات باقی تھی کہ آپنے خوش وخرم ہو کر اپنی نازنین جان کو نثار جاناں کر دیا۔ وصال سے کچھ دیر پہلے آپنے قوالوں کو طلب فرمایا کہ حافظ کا یہ شعر پڑھتے رہو ؎

صحبتِ حور نخواہم کہ بود عین قصور　　با خیال تو چرا با دگران پردازم

marfat.com

[مجھے حور و قصور کی خواہش نہیں ہے دِل میں تیرے عشق کے ہوتے ہوئے اور کس چیز کی طرف متوجہ ہو سکتا ہوں] جب قوالوں نے یہ شعر پڑھا تو آپ کے دہانِ مبارک سے ایک ایسا نور نکلا کہ تمام حاضرین اور قوال بے خود ہو گئے ۔ جب دیر کے بعد ہوش میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عالم بقا کی طرف چلے جا چکے ہیں ۔ واللہ اعلم ۔

حضرت اقدس کی عمر چھیانوے سال تھی اسمیں سے آپ نے کافی عرصہ اپنے پیر د مرشد حضرت شیخ داؤدؒ کی خدمت میں بسر کیا ۔ لیکن آپنے زیادہ عرصہ قصبۂ بہوبر میں یادِ حق میں گذارا ۔ آخر آپنے اپنے آبائی وطن قصبہ سفیدون میں آکر بقیہ عمر بسر فرمائی آپنے وہاں ایک مسجد اور خانقاہ تیار کرائی اور اپنے مزار مبارک کی جگہ کی نشاندہی بھی کر دی چنانچہ وفات کے بعد آپ اُسی مقام پر دفن ہوئے ۔ آپکا مزار مبارک قصبہ سفیدون میں خلق خدا کا قبلۂ حاجات ہے ۔ حضرت اقدس کے ایک دوست فرماتے ہیں کہ جب آپکا وصال ہوا تو آپکے غم نے مجھے حلقے ستایا میں ایک رات آپکی قبر کے نزدیک غمگین بیٹھا تھا کہ بے ہوش ہو گیا ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اقدس قبر سے نکل کر تخت پر بیٹھ گئے ہیں ۔ آپکے سر پر نور اولیا کا ایک تاج ہے ۔ اور لوگ بھی وہاں جمع ہیں ۔ لیکن میں انکو نہیں پہچانتا تھا ۔ آپنے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اولیا اللہ کو موت نہیں آتی بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ میں زندہ اور پائندہ ہوں اور ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں ۔ اسقدر غم کیوں کرتے ہو ۔ اپنے کام میں مشغول رہو اور کوئی غم نہ کرو ۔ جب میں بیدار ہوا تو دِل میں غم کا نشان تک نہ تھا اور اسکی جگہ عشقِ الٰہی موجزن تھا ۔

روایت ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی قبر کے مقام پر ایک چبوترہ بنوایا ہوا تھا اور وہاں بیٹھکر شغل باطن کیا کرتے تھے ۔ ایک دفعہ وہاں بیٹھے آپ انار کھا رہے تھے کہ اچانک انار کا ایک دانہ نیچے گر گیا ۔ آپنے فرمایا کہ اس انار کا سایہ میری قبر پر ہوگا چنانچہ آجتک انار کا درخت آپکے مزار مبارک پر سایہ فگن ہے ۔ نیز ایک املی کا درخت جو آپنے لگایا تھا چبوترہ کے متصل کھڑا ہے اور جس حجرہ میں آپ بیٹھ کر شغلِ باطن

marfat.com

کرتے تھے اسمیں جنات بھی سکونت پذیر تھے اور وہ جن آپکے مرید تھے۔ چنانچہ وہ جن ابتک اس حجرہ میں مقیم ہیں۔ لیکن کسی شخص کو ایذا نہیں پہنچاتے۔

حضرت اقدس کی زبان مبارک سے اس فقیر نے سنا کہ میرے مرشد حضرت شیخ داؤدؒ کے وصال کے بعد حق تعالیٰ نے مجھے مرتبہ قطب مدار عطا فرمایا۔ اور آخر عمر میں مقامِ فردانیت عطا فرمایا۔ آمدم برسرِ مطلب۔

جب حضرت اقدس نے اس فقیر کو اپنی خلافت کبریٰ سے مشرف فرمایا تو تمام سلاسل کے شجرہ ہائے شریف عطا فرمائے اور انہیں بیعت کرنے کی اجازت بخشی۔

اسکے علاوہ اس احقر کو اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ سوندھاؒ سے دوسرے سلاسل میں بھی خلافت عطا ہوئی۔ لیکن اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے اس فقیر کو اپنے شیخ کے علاوہ دیگر مشائخ سے بھی خرقہ ہائے خلافت اور باطنی نعمت اور اذکار و مشاغل حاصل ہوئے خاص طور پر سلسلۂ قادریہ میریہ میں قطب وقت حضرت مخدوم عبدالرشید ساکن ہرہانہ بھون سے جو حضرت شاہ میاں میر لاہوری کے خلیفہ اعظم تھے۔ حضرت مخدوم عبدالرشید کی عمر ایک سو پچاس سال تھی آپکو ترک و تجرید میں کمال حاصل تھا۔ ایک دن حضرت مخدوم عبدالرشید کا گذر آموں کے باغ سے ہوا جہاں چند

marfat.com

لوگ بیٹھے نگہبانی کر رہے تھے ۔ ایک سائل نے اُن نگہبانوں سے کچھ آم طلب کیے۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ یہ دیکھکر مخدوم عبدالرشید کو جوش آگیا۔ آپ نے ایک آم کے درخت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے درخت تم عجیب بے حیا ہو کہ سائل کو آم نہیں ملے اور تم آم سے لدے کھڑے ہو جونہی آپ کی زبان سے الفاظ نکلے درخت نیچے گر پڑا۔ آپ بڑے سخی تھے ۔ ایکدفعہ کسی نے آپکی خدمت میں ایک ہزار روپے بطور نذر پیش کیے آپ نے وہ رقم فوراً ایک غریب مزدور کے حوالہ کر دی اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ میاں میر لاہوریؒ

جب حضرت شیخ میانمیر کا ذکر خیر آیا ہے تو آپکے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔ آپکا شمار اکابر عارفین و واصلین میں ہوتا ہے۔ آپ ریاضت ، مجاہدہ ، ترک اور تفرید میں بڑے ثابت قدم تھے اور کشف وکرامات اور فقر و فنا میں یگانہ روزگار تھے آپ کو خرقہ خلافت حضرت خضر بیابانی سے ملا تھا۔ کہتے ہیں کہ آپنے ملکوت تک سیر و سلوک اپنی ہمشیرہ سے حاصل کیا۔ آپکو حضرت غوث الاعظم سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی کی روحانیت سے قوی نسبت تھی ۔جس سے آپکو روحانی تربیت اور فیضان حاصل ہوا۔ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ سے آپکو اسقدر محبت تھی کہ آپ حضرت اقدس کا اسم گرامی کبھی بغیر وضو زبان پر نہ لاتے تھے ۔ تربیت مریدین اور تصرف یعنی کشف وکرامات میں آپکا مقام بہت بلند تھا۔ چنانچہ آپکے فیض تربیت سے ایک جہان فیضیاب ہوا اور مرتبہ رشد وارشاد کو پہنچا۔ انمیں سے بہت سے لوگ مرتبہ تکمیل کو پہنچے ۔ آپکے نامور خلفا کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۔ حضرت ملا شاہ بدخشیؒ حضرت ملا خواجہؒ ، حضرت شیخ احمد سامیؒ ، مخدوم شیخ عبدالرشید ، حضرت شیخ میانمیر لاہوریؒ نے ساری عمر شہر لاہور میں خلوت میں بسر فرمائی اور فقر و استغنا کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ سلاطین وقت ہمیشہ آپ سے نیازمندی کا دم بھرتے تھے اور آپکی خدمت میں حاضر ہونے میں فخر محسوس کرتے تھے اور آپکی زیارت کو برکت سمجھتے تھے

شہنشاہ شاہجہان حضرت میانمیرؒ کے حضور میں

نقل ہے کہ ایکدفعہ

marfat.com

شہنشاہ شاہجہان حضرت شیخ میاںمیر لاہوری کیخدمت میں حاضر ہوا۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی بھی انکے ہمراہ تھے۔ بادشاہ نے حضرت اقدس کیخدمت میں زر کثیر بطور نذر پیش کی۔ لیکن آپنے حسبِ دستور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اسپر ملا عبدالحکیم نے کہا کہ آپکا یہ فعل خلافِ سنتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدم زادہ بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اسکے دو اوصاف بوڑھے نہیں ہوتے ایک حرص دوسرے طول امل [یعنی لمبی امید باندھنا] اور چونکہ آپ پیرانہ سالی کو پہنچ چکے ہیں آپکا یہ نذرانہ قبول نہ کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپکے اندر حرص نہیں ہے لہذا آپکا عمل خلاف حدیث ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ تم نے اسقدر مولویت کے باوجود اس حدیث کے معنی نہیں سمجھے۔ بڑھاپے میں حرص کے بڑھ جانے سے مراد مطلوبِ دل کے حصول کا حرص ہے۔ پس جس شخص کے دِل میں حق تعالیٰ کی محبت ہے بڑھاپے میں اسکی محبت میں اضافہ ہوگا جیساکہ اس احقر کا حال ہے اور جس شخص کے دِل میں دنیا کی محبت ہے بڑھاپے میں دنیا کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جیساکہ تمہارا حال ہے۔ ملا عبدالحکیم حضرت اقدس کے اس جواب سے ناخوش ہوا اور دِل میں کہنے لگا کہ شیخ نے ہمارے علم کی قدر نہیں کی۔ چنانچہ اس نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ [امر الٰہی کی عزت اور خلق خدا پر شفقت ضروری ہے] کا کیا مطلب ہے آپنے فرمایا کلامِ پاک میں امر الٰہی سے مراد روح ہے جیساکہ آیۂ مبارک قل الروح من امر ربی سے ظاہر ہے اور اسکی تعظیم کا مقصد یہ ہے کہ ذکر الٰہی میں کوشش کی جائے تاکہ شہود حق تک رسائی ہو اور غیریت کے تفرقے سے نجات ملے اور روح عالم امر کی چیز ہے اور جسم عالم خلق سے رکھتا ہے خلق یعنی جسم پر شفقت کا مطلب ہے مجاہدہ و ریاضت سے اُسے صفات ذمیمہ پاک اور صفات حمیدہ سے آراستہ کیا جائے۔ حضرت شیخ کا یہ جواب سن کر وہ خاموش ہوگیا اور آخر مجلس تک بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت شیخ میاں میرؒ کے کمالات بیان سے باہر ہیں آپ کا

marfat.com

مزار مبارک لاہور میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اس فقیر کو ایک خرقہ خلافت قطب وقت حضرت شیخ لقمانؒ سے حاصل ہوا جو حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے اور ایک سو ستر سال کی عمر رکھتے تھے۔ احقر کو ایک خرقہ خلافت مع نعمت باطنی و اذکار و مشاغل مردان غیب میں سے ایک بزرگ سے ملا جنکا اسم گرامی عبدالرب تھا۔ اسی طرح اس احقر کو دوسرے سلاسل سے اتنے خرقہ ہائے خلافت ملے کہ اگر ان تمام کا ذکر کیا جائے تو مضمون طویل ہو جائیگا اور مقصد فوت ہو جائیگا

حضرت شیخ کے اسم اعظم پڑھنے کا طریقہ

میرے مرشد و آقا حضرت شیخ سوندہاؒ کے اسم اعظم پڑھنے کا طریقہ جو حق تعالیٰ سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام مشائخ عظام کی طرف سے اس فقیر کو عطا ہوا ہے یہ ہے کہ ہر روز اکتالیس بار یا ایک سو ایک بار یا ایک ہزار ایک بار پڑھے۔ نیز ہر نماز کے بعد تیرہ مرتبہ پڑھکر ایک لاکھ پورا کرے۔ اس سے ہر حاجت جلالی ہو یا جمالی مثل تسخیر خلق اور دفعیہ اعدا وغیرہ پوری ہو گی حضرت اقدس کا اسم گرامی کبریت احمر ہے اسوجہ سے کہ آپ کی ذات پاک وجود اکبر ہے۔ وہ اسم یہ ہے۔

"شیئاً للہ یا شیخ سوندہا مخدومی ملجائی ماوائی"

اولاد حضرت شیخ سوندہاؒ کی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ قصبہ بہوہر کے صاحب ولایت حضرت سید معز الدین کے باطنی اشارے کیمطابق حضرت اقدس نے دوسرا عقد نکاح کیا جس سے ایک فرزند اور ایک دختر پیدا ہوئے۔ فرزند کا اسم گرامی شیخ محمد تھا۔ شیخ محمد کا بھی ایک بیٹا تھا جن کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے۔ اور وہ ابتک بمع اپنی والدہ کے قید حیات میں ہیں۔ بڑے

marfat.com

کا نام شیخ راجو، دوسرے کا نام شیخ پیر محمد اور تیسرے کا نام شیخ حامد ہے۔ یہ حضرات قصبۂ سفید دن میں حضرت اقدس کے مزار کے قریب سکونت پذیر ہیں۔ اور روضۂ اقدس کی خدمتگاری میں اوقات بسر کرتے ہیں۔ اس خاکسار کے علاوہ حضرت اقدس کے خلفاء از قسم جن وانس بیشمار ہیں جنکا اس مختصر کتاب میں ذکر نہیں ہو سکا البتہ حضرت اقدس کے اکابر اصحاب میں سے بعض اصحاب کا ذکر کیا جاتا ہے حضرت شیخ کے اکابر اصحاب میں سے ایک اس احقر کے والد ماجد شیخ محمد علی ابن شیخ المشائخ شیخ اللہ بخش براسوی ہیں جنکے حالات آئندہ سطور میں آرہے ہیں

شیخ پیر محمدؒ

آپ کے دوسرے اصحاب شیخ پیر محمد ساکن تھانہ تھے جو بڑے مجاہد اور عبادت گذار تھے۔ آپ فقر وفنا میں بے نظیر تھے اور آپ کے مجاہدہ کا حال یہ ہے کہ آپ تجلی صمدیت سے مشرف ہو چکے تھے۔ اور چار سال تک آپ نے آرام نہ کیا اور نہ کچھ کھایا پیا۔ اور نہ ہی آپ کو بول براز کی حاجت ہوئی۔ یاد رہے کہ تجلی صمدیت وہ مقام ہے جہاں کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ آپ نے اس تجلی میں انتقال فرمایا اور قصبۂ بہوہر میں دفن ہوئے۔ آپکی وفات کے بعد حضرت شیخ سوندھاؒ بے حد مغموم تھے۔ ایک رات نمازِ تہجد کے بعد آپ شغل باطن میں مشغول تھے کہ شیخ پیر محمد کی روحانیت ظاہر ہوئی اور کہا کہ اگر آپ میری مفارقت میں بے چین ہیں تو میں دنیا میں واپس آتا ہوں آپنے پوچھا کہ کس طرح واپس آؤگے۔ انہوں نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے مجھے دنیا اور عقبیٰ میں رہنے کا اختیار دیدیا ہے۔ اور مجھے قدرت عطا فرمائی ہے کہ جب چاہوں دنیا میں آجاؤں۔ حضرت اقدس نے فرمایا اب جبکہ تم دنیا سے جاچکے سو بہتر یہ ہے کہ وہیں رہ جاؤ اور دنیا میں مت آؤ۔ کیونکہ آجتک مرنے کے بعد کوئی واپس نہیں آیا۔ اور یہی سنت اللہ ہے۔ کہتے ہیں کہ شیخ پیر محمد کو حضرت شیخ سوندھاؒ میں کمال فنائیت حاصل تھی۔ اور آپکی محبت میں بے اختیار تھے۔ ایک دفعہ حضرت شیخ سوندھاؒ غلبۂ سکر واستغراق میں صحرا کی طرف نکل گئے اور ایک کنوئیں تک پہنچ

marfat.com

گئے۔ شیخ پیر محمد نے بہت کوشش کی کہ آپ کنوئیں کی طرف نہ جائیں کیونکہ ممکن ہے اسمیں گر جائیں لیکن آپ باز نہ آئے اور سیدھے کوئیں کے کنارے پر جاکر کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ خود کوئیں میں کود پڑے اس خیال سے کہ مبادا حضرت شیخ کنوئیں میں گر جائیں تو آپ مجھ پر گریں اور چوٹ نہ آئے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت شیخ سوندھا کنوئیں میں گر پڑے۔ جب لوگوں کو اس بات کا علم ہوا تو فوراً پہنچ گئے اور دونوں کو باہر نکال لیا۔ شیخ پیر محمدؒ کو کافی ضربیں آئیں اور اسی وجہ سے آپکی موت واقع ہوئی۔ رح

شیخ عثمانی کرنالیؒ

حضرت شیخ سوندھا کے اصحاب میں ایک شیخ عثمان کرنالیؒ تھے۔ جو مادر زاد ولی تھے۔ اگرچہ وہ پہلے ہی سے کسی اور جگہ بیعت کر چکے تھے لیکن روحانی تربیت حضرت اقدس سے حاصل کی تھی۔ آپ کشف وکرامات میں بے نظیر اور ترک وتجرید میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپنے ساری عمر تقویٰ اور خلوت میں گذار دی اور اذکار ومشاغل کیوجہ سے مستغنی عن الناس ہو چکے تھے اور کسی شخص سے کوئی توقع نہیں رکھتے تھے۔ نقل ہے کہ ایکدفعہ کسی عالم نے آپسے کوئی مسئلہ دریافت کیا لیکن آپنے کوئی جواب نہ دیا۔ رات کو جب آپ نماز تہجد کے بعد شغل باطن میں مشغول ہوئے تو آپکے سینہ مبارک سے دو صورتیں برآمد ہوئیں اور ایک صورت نے دوسری صورت سے وہی مسئلہ دریافت کیا دوسری صورت نے اس سوال کے سات جواب دیدیئے۔ اسکے بعد وہ دونوں صورتیں آپکے جسم میں گم ہو گئیں۔ دوسرے دن جب وہ عالم دوبارہ آپکی خدمت میں حاضر ہوا تو آپنے وہی سات جواب سنا دیئے یہ دیکھکر وہ عالم آپ پر شیفتہ ہو گیا۔ اور حلقہ مریدین میں داخل ہو گیا۔

ایک دن شیخ عثمان نے اِس فقیر سے کہا کہ ایک دفعہ رمضان المبارک میں تراویح سے فارغ ہو کر اپنے حجرہ میں شغل سیر وجود میں مشغول تھا۔ میری روح مثالی صورت اختیار کر کے میرے جسم سے نکلی اور میرا جسم کپڑے کی طرح نیچے گر گیا۔ میری روح عروج کی طرف پرواز کر کے ہفت افلاک، عرش وکرسی سے نکل کر ایسے

marfat.com

مقام پر جا پہنچی کہ حدِ فہم سے باہر ہے۔ صبح تک میں اس حالت میں مغلوب رہا جب افاقہ ہوا تو حضرت شیخ سوندہاؒ کی خدمت میں ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس چیز کو خلع بدن[1] کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اس حالت میں طالب کی عالم جبروت میں رسائی ہوتی ہے۔ شیخ عثمان کا مزار قصبۂ کرنال میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ محمد صدیق کیتھلیؒ

حضرت شیخ سوندہاؒ کے اصحاب میں سے ایک حضرت شیخ محمد صدیق کیتھلیؒ تھے۔ جن پر استغراق غالب تھا۔ آپ کو ذوق سماع حد درجہ کا تھا۔ بعض اوقات سماع میں آپکی یہ حالت ہوتی تھی کہ روح جسم سے پرواز کر جاتی تھی۔ اور جسم ایک پہر تک مردوں کی طرح پڑا رہتا رحمۃ اللہ علیہ۔

اللھم صل علی محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

از رہگذر خاک سرِ کوئے شما بود | ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر افتاد

نورِ سوم در احوال جدّ کاتب الحروف قطب المشائخ حضرت شیخ اللہ بخش براسوی و پدر عالیقدر شیخ محمد علیؒ

حضرت شیخ اللہ بخش براسویؒ

آں متخلّی از رسوم و عادات، متجلّی بانوارِ وحدت، تارکِ جمیع مرادات، مستغرق در مشاہدۂ ذات، در صفتِ ملکی گذشتہ از جبرائیل حضرت شیخ اللہ بخش بن شیخ اسمٰعیل قدس سرہٗ تمام کمالاتِ ظاہری و باطنی سے مزیّن اور ریاضت و مجاہدات سے آراستہ تھے۔ آپ بڑے صاحبِ کشف و کرامات عالی ہمت اور سخی تھے۔ سید ایزد بخش جو حضرت خواجہ مودود چشتی کی اولاد میں سے اور قصبۂ براس میں مقیم تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے

---

[1] جسم کا ترک کرنا۔

marfat.com

بہت سے مشائخ دیکھے ہیں لیکن وہ کمالات ولایت جو میں نے آپکے دادا میں دیکھے ہیں کسی جگہ نہیں دیکھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ آپکے دادا مادر زاد ولی اور قطب وقت تھے۔ روایت ہے کہ آپ ہر وقت خواہ دن ہو یا رات شغل باطن اور اوراد اور تلاوت میں بسر کرتے تھے۔ اور روزانہ ایک ختم قرآن کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے آپکو بہت چھپاتے تھے۔ آپ بڑے دردمند اور صاحب ذوق وعرفان تھے۔ آپنے اپنی ولایت کو ظاہری شان وشوکت میں چھپا رکھا تھا۔ اس لحاظ سے آپکا شمار اولیائے مستورین[1] میں ہوتا ہے۔

اقسام اولیاء

اولیا کرام کی دو قسمیں ہیں، اولیائے مستورین اور اولیائے ظاہرین۔ قطب مدار، اقطاب، چالیس ابدال، چار اوتاد چالیس نجباء تین سو نقباء اور سات ولائیتوں کے ابدال سب اولیائے مستورین میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ اپنی کتاب عروۃ وثقیٰ میں فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو ہوا میں اڑنے اور پانی پر چلنے کی قدرت ہوتی ہے۔ یہ حضرات لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں لیکن بلند آواز سے تلاوت قرآن کرتے ہیں، گریہ، رقص و وجد کرتے ہیں لیکن انکی آواز کوئی شخص نہیں سن سکتا۔ اور نہ ہی کوئی انکو پہچان سکتا ہے سوائے ایک شخص کے۔ حضرت خضر اور الیاس علیہم السلام انکے ساتھ رہتے ہیں۔ آگ میں چلا جانا، پتھر کو سونے چاندی میں تبدیل کرنا اور غیب کے واقعات معلوم کر لینا انکے لئے آسان ہوتا ہے۔

اولیائے ظاہرین کی بھی چند قسمیں ہیں۔ مثلاً قطب الارشاد مطلق، قطب الارشاد ناجیہ، اولیاء، ابرار، عارفین، عاشقین، موحدین، محققین، اولیسیہ، ملامتیہ، طالبین، مریدین، سالکین، سائرین، طاہرین، واصلین۔ ان میں سے بعض اپنی تکمیل میں اور بعض دوسروں کی تکمیل میں مشغول ہوتے ہیں۔ اولیائے ظاہرین سے کشف و

[1] چھپے ہوئے اولیا اللہ

marfat.com

کرامات بہت کم صادر ہوتے ہیں۔ بعض صوفیائے کرام نے تو یہاں تک کہا ہے کہ اگر ابدال، اوتاد، اقطاب مستورین کے علاوہ کوئی شخص ہوا میں اڑنے، پانی پر چلنے آگ میں داخل ہونے، پتھر کو سونا چاندی بنانے، مردہ زندہ اور زندہ مردہ کرنے اور ہر وقت کشفِ غیب کا دعویٰ کرے تو یہ کرامت نہیں بلکہ اسکا تعلق جادو، سحر طلسم اور شعبدہ بازی، نجوم، خبیث روحوں کی مدد سے ہوتا ہے۔ نیز جسم پر مینڈک کی چربی لگانے سے آگ اثر نہیں کرتی۔ اگر کافور کے ساتھ روغنِ نرگس ملا کر جسم پر لگایا جائے تو بھی آگ اثر نہیں کرتی۔ نیز ناخن اور بالوں پر بھی جادو کا اثر جلدی ہوتا ہے۔ بعض لوگ نظر بندی میں مہارت حاصل کر کے شعبدہ بازی کرتے ہیں۔ نیز علم رمل، نجوم جفر وغیرہ کے ذریعے بھی غیب کی چیزوں کا علم حاصل ہو سکتا ہے۔

غرضیکہ قطب المشائخ حضرت شیخ اللہ بخش کاتب الحروف کے حقیقی دادا ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام ابوحنیفہؒ سے یوں جا کر ملتا ہے۔ یعنی قطب المشائخ شیخ اللہ بخش بن شیخ اسماعیل ثانی بن شیخ بہاآلدین بن شیخ فتح اللہ بن شیخ صدر الدین بن شیخ علیم الدین بن شیخ نجم الدین بن قطبِ وقت شیخ زین الدین شہید عشق بن شیخ محمد عاشق حق بن شیخ محمد معشوق الہی المعروف بہ سالار اولیا بن شیخ قدوۃ الدین بن شیخ حمید الدین ثانی بن شیخ جمال الدین بن شیخ کمال الدین بن شیخ ہدایت اللہ المعروف بہ سرمست اللہ بن شیخ نورالدین سلمان بن شیخ تاج الدین بران، بن شیخ مسعود بن شیخ محمود بن شیخ احمد بن شیخ حمید الدین اول المعروف بہ موج عشق بن مولانا ضیاآلدین بن مولانا ناصر الدین یگانِ علم بن بحرِ علم شیخ اسماعیل اول بن سراج امت در ظاہر و باطن صوفی امام اعظم ابوحنیفہ کوفی نعمان بن ثابت رحمتہ اللہ علیہم۔ اس فقیر نے اپنے والد ماجد سے سُنا ہے کہ حضرت شیخ اللہ بخش کی والدہ صحیح النسب سادات حسینی ہیں لہذا حضرت شیخ اللہ بخش والد کی طرف سے امام ابوحنیفہؒ کی اولاد ہیں اور والدہ کیطرف سے صحیح النسب سید حسینی ہیں۔ نیز اس فقیر نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ میرے دادا حضرت شیخ اللہ بخش نے روحانی تربیت، خلافت اور تعلیم اسمِ اعظم اپنے والد

marfat.com

..شیخ اسماعیل سے حاصل کی۔ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے والد سے
حتیٰ کہ یہ سلسلۂ روحانیت حضرت امام ابوحنیفہ پر جا کر ملتا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ نے روحانی
تربیت، تعلیم اسم اعظم اور خلافت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
حاصل کی۔ آپ نے اپنے والدِ ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور آپ
نے اپنے والد حضرت امام زین العابدینؒ سے آپ نے اپنے والد حضرت امام حسین شہید
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور آپ نے اپنے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
اور آپنے سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ حضرت
امام جعفر صادق کو ایک خرقہ خلافت اپنے نانا حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ سے
بھی حاصل ہوا۔ حضرت قاسم بن محمدؓ کی باطنی تربیت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہوئی
اس احقر نے اپنے والد ماجد سے یہ بھی سنا ہے کہ حضرت شیخ اللہ بخش کو ایک خرقہ
خلافت حضرت میاں میر لاہوری قدس سرہٗ سے بھی حاصل ہوا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ
ہے کہ جب میرے دادا کے والد کا انتقال ہوا تو ابھی آپکی تکمیل نہیں ہوئی تھی اسلئے
غلبۂ عشق میں آکر آپنے اپنے گھر بار کو خیرباد کہا اور طلبِ شیخ میں لاہور پہنچے۔ وہاں
حضرت میاں میرؒ کی خدمت میں حاضری کا موقعہ مِلا تو دِل کو بے حد تسکین ہوئی اور
آپکی خدمت میں رہ کر سلوک تمام کیا۔ چنانچہ حضرت میاں میرؒ نے آپکو خرقہ خلافت عطا
کیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا حکم یوں ہے کہ تم اپنے علاقے سے ترک سکونت کر کے
قصبہ کرنال کے گرد و نواح میں جو مقام پسند آئے وہاں سکونت اختیار کرنا اور شادی
کر لینا۔ میرے دادا نے عرض کیا کہ حضور آپکا طریقہ تو یہ ہے کہ جب کوئی شخص
آپکی خدمت میں طلب حق کیلئے آتا ہے تو آپ پہلے اُسے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا
حکم دیتے ہیں لیکن مجھے شادی کرنے کا حکم آپ کیسے دے رہے ہیں حالانکہ میری
طبیعت اس کام سے متنفر ہے۔ حضرت میاں میر لاہوریؒ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تجھے
دو بیٹے عنایت فرمائیگا جنکی عمر دراز ہوگی۔ تمہارے چھوٹے بیٹے کے گھر ایک ایسا
بچہ پیدا ہوگا جو تمہارے خاندان کو روشن کریگا اور اسکا شمار اکابر اولیاء اور افرادِ زمانہ

marfat.com

میں ہوگا۔ نیز میرے والد بھی مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی والدہ سے سُنا تھا کہ اور انہوں نے اپنی والدہ سے سنا تھا کہ وہ بچہ جنکا نام و نشان حضرت میاں میر لاہوریؒ نے بتایا تھا کہ وہ میرے لڑکے شیخ محمد علی کے منجھلے بیٹے ہونگے نیز میرے والد یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے دادا کی مراد اُس منجھلے سے تم ہو۔ غرضیکہ میرے دادا حضرت میاں میر لاہوریؒ سے رخصت ہوکر سیر و سیاحت کرتے ہوئے کرنال کے نواحی علاقے میں قصبہ براس میں پہنچے تو وہاں کے صاحب ولایت حضرت شاہ ابوالمعالی چشتیؒ کے روضہ پر حاضری دی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شاہ ابوالمعالی کی روحانیت نے قبر سے باہر آکر فرمایا کہ وہ مقام جہاں حضرت میاں میر لاہوریؒ نے آپکو رہنے کا حکم دیا ہے یہی قصبۂ براس ہے اور میری خواہش یہی ہے کہ آپ اسی مقام پر سکونت اختیار کریں۔ چنانچہ میرے دادا نے اسی جگہ سکونت اختیار کرلی۔ یہ جو مشہور ہے کہ میرے دادا نے اپنے قبیلے کے لوگوں کی ناراضگی کیوجہ سے اپنا وطن چھوڑ کر قصبہ براس میں سکونت پذیر ہوئے غلط ہے۔ غرضیکہ آپ نے براس میں سکونت اختیار کرنے کے بعد کرنال کے ایک راجپوت خاندان میں ایک خاتون جنکا نام بی بی رابعہ تھا اور درحقیقت وہ رابعہ ثانی تھیں کے ساتھ عقد نکاح کرلیا۔ میری دادی اپنے تمام پوتوں میں سے میرے ساتھ زیادہ محبت کرتی تھیں۔ ایک دفعہ براس میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی جس سے یہ احقر بیمار ہوگیا۔ میری دادی نے سات بار میرے پلنگ کے گرد گھوم کر کہا کہ میں نے تمہاری بیماری لے لی ہے حق تعالیٰ تجھے صحت عطا فرمائیگا۔ اسکے بعد وہ خود بعارضہ طاعون بیمار ہوگئیں اور اسی مرض میں رحلت فرمائی۔ آپکا مدفن قصبہ براس میں حضرت شاہ ابوالمعالی کے روضہ اقدس کے قریب ہے۔ رحمۃ اللہ علیہا۔ الغرض رابعہ بی بی کے بطن سے میرے دادا کے گھر دو فرزند وجود میں آئے۔ بڑے فرزند کا نام شیخ شرف الدین تھا۔ انکی بیعت اس احقر کے ساتھ تھی۔ وہ چھ ماہ بیمار رہ کر اس جہان فانی سے رحلت کرگئے اور حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے روضہ اقدس کے قریب دفن ہوئے۔ انکے دو بیٹے تھے ایک کا نام شیخ عبدالماجد اور دوسرے کا نام شیخ عبدالکریم

marfat.com

تھا۔ انکے علاوہ انکی دو بیٹیاں تھیں۔ حضرت شیخ اللہ بخش براسوی رحؒ کے دوسرے بیٹے اس احقر کے والد ماجد شیخ محمد علیؒ تھے۔ جنکے حالات عنقریب آرہے ہیں۔ حضرت شیخ اللہ بخش کے کمالات بیشمار ہیں جنکی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے روایت ہے کہ جنات بھی آپکے مرید تھے اور خادم اور کنیز بن کر آپکی خدمت کرتے تھے۔ آپ اپنے حال کو چھپانے میں اسقدر اہتمام کرتے تھے کہ ساری عمر آپنے ایک شخص کو بھی مرید نہ بنایا۔ اگرچہ حقیقت میں سارا جہان آپ کا حلقہ بگوش تھا۔ وفات سے بیس دن پہلے آپنے اپنے یوم وفات اور وقت وفات کا پتہ بتا دیا تھا۔ آخر وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔ آپکے مزار حضرت شاہ ابوالمعالی قدس سرہٗ کے روضہ کے قریب ہے جہاں آپ عاشقانہ اور غریبانہ آسودہ ہیں۔ جسطرح آپنے زندگی بھر گمنامی میں بسر کی وصال کے بعد بھی کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتے۔ البتہ جنکی باطنی آنکھیں روشن ہیں وہ آپکو پہچان لیتے ہیں۔ آپ کی تاریخ وصال ابتک معلوم نہیں ہو سکی۔ رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

از رہگذرِ خاک سرِ کوئے شما بود   ہر نافہ کہ در دستِ نسیم سحر اُفتاد

حضرت شیخ محمد علیؒ

آں روندہ قدم بہ قدم رسول، بہ نظر عنایت حق منظور و مقبول، در شیوۂ فقر و فنا، یگانۂ روزگار در زہد و ریاضت ہمتائے مشائخ کبار، واقف اسرار خفی و جلی مخفی از چشم اغیار حضرت شیخ محمد علی قدس سرہٗ اس کاتب حروف کے والد اور حضرت قطب المشائخ شیخ اللہ بخش رحؒ کے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپکو خلافت حضرت شیخ سوندھا قدس سرہٗ سے حاصل ہوئی تھی۔ زہد و ریاضت اور تجرید و توکل میں آپکا قدم بہت مضبوط تھا اور حضرت شیخ آپکو اپنے تمام اصحاب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ جب انکو دیکھتے تو

marfat.com

تعظیماً کھڑے ہونے کا ارادہ کرتے تھے۔ اور جب تک آپ کے اندر کھڑا ہونے کی طاقت رہی۔ انکی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ میرے والد بھی اپنے والد ماجد کی طرح اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کیا کرتے تھے اور آپکے باطنی کمالات سے ظاہر بیں لوگ واقف نہیں تھے۔ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِیْ [میرے اولیا میری قبا کے نیچے پوشیدہ ہیں اور انکو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا] سے یہی سرِّ حال مراد ہے۔ آپکا شمار بھی اولیائے مستورین میں ہوتا ہے۔ جب آپکے والد شیخ اللہ بخش کا وصال ہوا تو انکے بڑے بیٹے شیخ شرف کی عمر کم تھی اسلئے انکو اپنے والد کے حالات کا زیادہ علم نہ تھا۔ جو کچھ جانتے تھے انہوں نے اپنی والدہ رابعہ بی بی سے سنا تھا۔ جب آپ کے دونوں بیٹے اپنی والدہ ماجدہ کی آغوش میں تربیت پا کر سنِ بلوغ کو پہنچے تو اس فقیر کے والد ماجد نے مقامی علماء سے تعلیم حاصل کی۔ اسکے بعد والدہ ماجدہ کے حکم سے آپ کی شادی کرنال کے ایک صاحب محمد اسحاق انصاری کی دختر سے کرادی۔ جنکا نام جان بی بی تھا۔ اس فقیر کے نانا شیخ محمد اسحٰق حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے جن کے صحن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سانڈنی اللہ کے حکم سے مکہ معظمہ سے ہجرت کے بعد جا کر بیٹھی تھی۔ کیونکہ آپکو یہی حکم مِلا تھا کہ جس جگہ آپکی سانڈنی بیٹھ جائے وہی آپکا مسکن ہوگا لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر پر سکونت اختیار فرمائی۔

تصوّرِ شیخ

غرضیکہ بیعت سے پہلے میرے والد ماجد کتابوں میں جو اذکار و مشاغل دیکھتے تھے اپنے والد کا تصور جما کر اسمیں مشغول ہو جاتے تھے۔ یاد رہے کہ جسطرح تصوّرِ شیخ سے کمالات حاصل ہوتے ہیں اپنے آبا و اجداد کے تصوّر سے بھی آدمی کمالات حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ اگر سالک کو کسی محبوب مجازی کے ساتھ عشقِ مجازی کا قوی تعلق پیدا ہو گیا ہے تب بھی وہ کمال کو پہنچ سکتا ہے۔ بعض صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کی محبت سالک کے دِل پر غالب ہو تو وہ جلدی منزلِ مقصود کو پہنچ سکتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہر شخص کو

marfat.com

اپنے آبا و اجداد سے قوی تعلق ہوتا ہے اسلئے انکے تصور سے وہ جلدی مقصود تک
رسائی حاصل کر سکتا ہے نیز اپنے آبا و اجداد کو خواب میں دیکھنا بھی سالک کی ترقی کی
علامت ہے۔ اس وجہ سے سلسلۂ نبی کو سلسلۃ الذہب کے نام سے موسوم کیا جاتا
ہے۔ محققین کا قول ہے کہ عارف کامل و مکمل کا تصور خواہ وہ سالک کے آبا و اجداد
ہیں خواہ غیر ہوں بھی اسے منزل مقصود تک پہنچانے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے
لیکن ناقص کا تصور خواہ وہ اسکے آبا و اجداد ہیں اسے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اسی طرح
زندہ شیخ کا تصور اگر وہ کامل و مکمل ہے بھی فائدہ مند ہے۔ لیکن مردہ شیخ کا تصور خواہ
خواہ وہ غوث و قطب ہے سالک کو کوئی نفع نہیں پہنچاتا۔ دراصل عالم باطن کا دروازہ
کھولنے والی چیز تصور اور محبت ہے اور مرید کو اپنے شیخ کے ساتھ اس کے ادب
اعتقاد کے مطابق فتح باطن نصیب ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ آجکل کے زمانے میں لوگوں
کو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اپنے شیخ، یا رسولؐ یا اللہ سے زیادہ محبت ہوتی ہے
اسلئے انکے لئے فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنا اللہ کا حصول مشکل ہو جاتا ہے۔
کہتے ہیں کہ جب مجنوں لیلےٰ کی محبت میں آہ نکالتا تھا تو اسکی رگوں سے خون ٹپکتا
تھا۔ اور وہ انا لیلےٰ[۲] کا نعرہ لگاتا تھا۔ روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام کو بھی شدت
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت تھی اور اس محبت میں ایسے ایسے کام
کر جاتے تھے کہ جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یاد رہے کہ جس شخص کو فنافی الشیخ
حاصل ہے وہ خواب یا بیداری میں دیکھتا ہے کہ میرا شیخ میرے اندر آگیا ہے اور
حکم دے رہا ہے اور جسکو فنافی الرسول کا مقام حاصل ہے وہ دیکھتا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میرے اندر ہیں اور حکم دے رہے ہیں۔ اسی طرح جس شخص کو فنافی اللہ
حاصل ہے وہ سمجھتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے تعین میں ظہور فرمایا ہے اور کار فرما ہے
یعنی قطرے کے اندر سمندر موجزن ہے۔ لیکن آجکل شیخ کی محبت ہی غنیمت ہے۔ فنافی
الشیخ تو بڑی چیز ہے کیسے حاصل ہو۔

---

[۱] یعنی سنہری سلسلہ۔ سنہری اسلئے کہ اس لئے کہ اس سے مقصود حاصل ہوتا ہے [۲] انا لیلیٰ
یعنی میں لیلیٰ ہوں لیلیٰ و مجنوں کا فرق اٹھ چکا تھا۔

marfat.com

بہر حال مبتدی کو چاہیئے کہ مرتبہ فنافی الشیخ کو یوں خیال کرے کہ حق تعالیٰ بے صورت ہے اور ہر صورت میں جلوہ گر ہے اور مرشد کی صورت میں اپنے اسم ہادی سے جلوہ گر ہو کر نیابت رسول میں مریدین کی تربیت کر رہا ہے اور مرید کو جو کچھ حاصل ہو یہی سمجھے کہ حق تعالیٰ سے حاصل ہو رہا ہے اور خدمتِ شیخ سے مقصود رضائے حق تعالیٰ ہے۔

غرضیکہ جب میرے والد ماجد نے حضرت شیخ سوندھاؒ سے بیعت کر لی تو حضرت شیخ نے چند ایام میں انکو تمام اذکار و مشاغل مثل ذکر نفی و اثبات، ذکر اسم ذات، شغل ہو نکم اور شغل سہ پایہ تلقین فرمائے۔ اور والد محترم نے رات دن کام کر کے جوش و خروش اور ذوق و شوق سے ان اذکار و مشاغل پر عمل کیا اور یہ نہ جانا کہ دن کب ہوا ہے اور رات کب۔ اس عرصہ میں آپ نے بعض چلے بھی کئے اور طے کے روزے رکھے۔ آخر حضرت شیخ کی توجہ سے آپ مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچ گئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا لیکن حضرت والد ماجد نے وہ خرقہ کمال مہربانی سے اس فقیر کو مرحمت فرمایا۔ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے مرشد حضرت شیخ سوندھاؒ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ فرمایا مجھے حق تعالیٰ نے اسقدر طاقت عطا فرمائی ہے کہ طالب صادق کو چھ ماہ بلکہ چھ دن حتی کہ ایک نظر سے حق تک پہنچا دیتا ہوں۔ لیکن تربیت بتدریج، دیرپا اور زیادہ مفید ہے۔

ایک نگاہ سے واصل بحق کرنا اچھا نہیں

نقل ہے کہ ایک شہر میں دو بزرگ کامل و مکمل رہتے تھے۔ ایک دن اتفاقاً دونوں بزرگوں کی ملاقات ہوگئی۔ ایک نے دوسرے سے دریافت کیا کہ آپ کتنے عرصہ میں طالب حق کو منزل مقصود تک پہنچاتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تین چار سال میں ملکوت تک پہنچا دیتا ہوں۔ سوال کرنے والے بزرگ نے کہا کہ میں تو ایک دہقان کو بازار سے لیکر ایک نظر سے عالم ملکوت میں پہنچا دیتا ہوں۔ چنانچہ پہلے بزرگ ایک طالب حق کو دو تین سال میں عالم ملکوت تک پہنچا کر دوسرے بزرگ کے پاس لیگئے اور کہا کہ میں نے اس شخص کو دو تین سال میں ملکوت تک پہنچایا ہے اب آپ مجھے دکھائیں کہ آپ کسطرح طالب کو ایک نظر سے

marfat.com

ملکوت تک پہنچاتے ہیں۔ انہوں نے ایک عام آدمی کو بازار سے بلایا اور ایک نظر سے ملکوت تک پہنچا دیا۔ پہلے بزرگ نے جنہوں نے دو تین سال میں سالک کو ملکوت تک پہنچایا تھا دوسرے بزرگ کے مرید پر ایک نظر ڈالی جس سے اسکی حالت سلب ہوگئی۔ اب انہوں نے دوسرے بزرگ سے کہا کہ آپ میرے مرید پر نظر ڈالکر دیکھیں۔ جب انہوں نے اس مرید پر نظر ڈالی تو کچھ بھی نہ ہوا اور اپنی حالت پر قائم رہا۔ اسکے بعد پہلے بزرگ نے کہا کہ سالک کو بتدریج داصل بحق کرنے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اسکی نعمت ہرگز زوال پذیر نہیں ہوتی لیکن فی الفور واصل حق کرنے سے یہ دولت ایک نگاہ سے زائل ہو جاتی ہے۔

نیز والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ سونڈھا کی توجہ اسقدر تیز تھی کہ آپ کی ادنےٰ توجہ سے لوگوں کے ظاہری و باطنی امور طے پا جاتے تھے۔

شہنشاہ اورنگ زیب کا عتاب اور حضرت شیخ کی توجہ

ایک دفعہ شہنشاہ اورنگ زیب نے حضرت شیخ فریدالدین گنجشکرؒ کے سجادہ نشین شیخ اچھا کو اپنے دربار میں قتل کے قصاص کیخاطر طلب کیا کیونکہ انہوں نے اپنے بھائی کو قتل کر کے سجادگی پر خود قبضہ کرلیا تھا۔ شیخ اچھا نے حضرت شیخ سونڈھاؒ کیخدمت میں خادم بھیجکر توجہ باطن کی درخواست کی۔ حضرت شیخ سونڈھا غلبۂ حال میں بیٹھے تھے آپ نے خادم سے فرمایا کہ صاحب زادہ سے کہو کہ کوئی فکر نہ کرو۔ بادشاہ کے دربار سے صحیح وسلامت اور خوش وخرم واپس آؤ گے۔ چنانچہ یہی ہوا شیخ اچھا بادشاہ کے پاس چلے گئے اور خوش وخرم واپس آ گئے۔ انہوں نے واپسی پر ایک اونٹ اور کچھ نقدی حضرت شیخ کی خدمت میں بطریق نیاز ارسال کی۔

میرے والد ماجد نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ سونڈھا موضع براس سے قصبہ ہاڑی کیطرف جارہے تھے۔ ہم کھانا تیار کر کے راستے میں پہنچ گئے اور عرض کیا کہ کھانا موجود ہے۔ راستے میں ہماری کھیتی تھی جسمیں کاشت ہوچکی تھی لیکن پودے ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ آپ نے وہاں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا اور دعا کی کہ حق تعالیٰ اس کھیتی میں برکت دیں۔ آپکی دعا کی برکت سے کھیتی میں دگنا غلہ آیا۔

marfat.com

جاننا چاہیئے کہ میرے والد بزرگوار کو براس اور گرد ونواح کے لوگ مادر زاد ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے۔ اور آپکی دعا اور دیدار کو باعث برکت جانتے تھے۔ چنانچہ جب کوئی فتنہ پرداز اس علاقے میں کسی کی کھیتی کو نقصان پہنچاتا یا مال مویشی چوری کرتا تو اُسے دگنی سزا بھگتنی پڑتی۔ ایک دفعہ ایک ہندو حاکم نے معمول سے زیادہ لگان وصول کیا تو قہر الٰہی میں مبتلا ہوگیا۔ اسکا منہ سوج گیا اور زبان بند ہوگئی جب بیماری سے سخت مایوس ہوا تو حضرت شیخ سوندھا کی خدمت میں عجز و نیاز کیساتھ پیش ہوا آپنے اسکے حال زار پر رحم کھایا اور اسکی تقصیر معاف کر دی۔ چنانچہ وہ فوری طور پر شفایاب ہوگیا۔

کمال تقویٰ

میرے والد ماجد اسقدر متقی و پرہیزگار تھے کہ اگر آپکی بھینس کسی دوسرے شخص کے کھیت سے گھاس کھالیتی تو آپ ہمیشہ کیلئے اسکا دودھ پینا ترک کر دیتے تھے۔ آپ اکثر دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو جاگتے رہتے تھے۔ اکل حلال [حلال کھانا] اور صدق مقال [سچ کہنا] میں آپ بے نظیر تھے شریعت اور طریقت کی پابندی میں آپ بہت مضبوط تھے۔ درد عشق میں بے مثال تھے۔ جو شخص آپکی صورت دیکھتا تھا بے ساختہ آپکی ولایت کی شہادت دیتا تھا۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت بہت کرتے تھے۔ اہل دنیا سے آپ مستغنی تھے۔ جود وسخا میں کمال حاصل تھا۔ براس کے یتیموں اور بیواؤں کو آپکے گھر سے کھانا ملتا تھا۔ آپ ہر وقت شغل باطن میں مستغرق رہتے تھے۔ حتیٰ کہ مرض موت میں بھی آپ سے چھ ماہ تک کوئی ذکر اور وظیفہ ترک نہ ہوا۔ وفات سے تین دن پہلے آپنے اپنا کفن تیار کرالیا تھا۔ چونکہ آپکو معلوم ہوچکا تھا کہ موت سے پہلے غشی کیوجہ سے پانچ نمازیں فوت ہوجائینگی آپ نے اُن نمازوں کا فدیہ پہلے ہی سے ادا کر دیا تھا۔ اور وصال سے چھ ماہ پہلے آپنے اس فقیر سے فرمایا تھا کہ میں چھ ماہ بعد اسی مرض میں دارالبقا کی جانب رحلت کرونگا۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے تین مرتبہ اللہ اللہ بلند آواز سے پکارا۔ شب جمعہ میں آخر شب آپ نے اپنی جان عزیز مشاہدہ دوست میں دیدی اور جانان حقیقی سے

marfat.com

ہمرنگ ہو گئے۔ آپکا مزار موضع براس میں اپنے والد ماجد کے متصل ہے ۔ جہاں آپ مجردانہ اور عاشقانہ آسودہ ہیں ۔ آپ نے بھی اپنے والد ماجد کی طرح حیات اور ممات میں اپنے جمالِ ولایت کو نظر اغیار سے مستور رکھا۔ آپنے ساری عمر کسی کو مرید نہ بنایا آپنے اپنی مرضی کے مطابق موت قبول فرمائی ۔ جب اس فقیر نے آپکی مرضِ موت میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپکو صحت عطا فرمائے تو آپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تجھے دیر تک زندہ وسلامت رکھے تم ہمارے خاندان کے چراغ ہو اور ہمیں تمہاری بدولت عزت نصیب ہوئی ہے ۔ میں نے اپنی باقی عمر تجھے بخشی ہے اور اب میں جا رہا ہوں ۔ اسکے چند روز بعد آپ نے رحلت فرمائی ۔ رحمۃ اللہ علیہ ۔

اولاد

آپ نے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیچھے چھوڑی ۔ لڑکوں میں سے ایک یہ فقیر محمد اکرم ہے، دوسرا شیخ محمد عبداللہ ہیں ۔ اس فقیر کی والدہ اور ہمشیرہ دونوں عارفہ اور رابعۂ وقت ہیں اور رات دن شغل باطن اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتی ہیں ۔ اللھم صلی علی محمد و علی آلہٖ واصحابہ اجمعین ۔

از رہگذر خاک سرِ کوئے شما بود ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد

الٰہی ہمیں، ہمارے مریدین، ہمارے احباب اور ساری امت محمدیہ کو ان مقربان بارگاہ اور پاک ہستیوں یعنی اقطاب، ابدال، اولیاء اللہ کے صدقے ہیں جنکے احوال و مقامات سے یہ اوراق کتاب مزین و آراستہ ہیں ۔ ظاہر شریعت اور باطن حقیقت کی دولت و نعمت سے مالامال فرمائے ۔ یا کریم، یا رحیم، یا غفار، یا ستار ہمیں ہماری نفسانی خواہشات سے محفوظ رکھئے اور فنائے ہستی اور بقائے ذاتِ خود سے مشرف فرمائیے ۔ اور خالص اخلص رحمت سے نوازش فرمائیے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں زندہ رکھیئے اور روز محشر آپکی ہی محبت میں اٹھائیے ۔

وصلی علی محمدٍ وآلہٖ واصحابہ اجمعین ۔ بیت

یارب بکمالات شہِ جیلانی کاندر کرم و فضل ندارد ثانی
کن باطن من پاک بیک جلوہ آلودہ مکن باعراضِ نفسانی

marfat.com

ہماری دیگر تصانیف

کتاب	پتہ
۱- سرِّ دلبراں (مصنف) قطب زماں حضرت مولانا سیّد محمد ذوقی شاہؒ	محفل ذوقیہ، ۶سی سیکٹر اے ۱۴ نارتھ کراچی ۳۶ نزد سخی حسن قبرستان
۲- تربیۃ العشاق ملفوظات	〃
۳- برزخ (مصنف)	〃
۴- مضامین ذوقی (اردو)	〃
۵- مضامین ذوقی (انگلش)	〃
۶- بادہ و ساغر (روحانی ناول)	〃
۷- اسلامک سپریچوالزم (انگلش)	〃
۸- نیو سرچلائٹ آن ویدک ایرینز	〃
۹- حقیقتِ تصوّف (اردو)	بزم اتحاد المسلمین ۸۰-بی طارق روڈ لاہور چھاؤنی
۱۰- اِنر ایسپیکٹس آف فیتھ (مصنف) حضرت شاہ شہید اللہ فریدیؒ	محفل ذوقیہ، ۶سی سیکٹر اے ۱۴ نارتھ کراچی ۳۶ نزد سخی حسن قبرستان
۱۱- ایوری ڈے پریکٹس اِن اسلام	〃
۱۲- مارل میسج آف گاڈ اینڈ ہز پرافٹ (مجموعہ احادیث)	〃
۱۳- مقام گنجشکرؒ (مصنف) مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال ربانی	بزم اتحاد المسلمین لاہور ۸۰-بی طارق روڈ لاہور چھاؤنی
۱۴- اسلامک صوفی ازم (انگلش)	〃
۱۵- روحانیتِ اسلام (اردو)	〃
۱۶- مشاہدۂ حق	〃
۱۷- عظمتِ اہل بیت رسولؐ	〃
۱۸- شرحِ لوائح جامیؒ	〃
۱۹- مسئلہ وحدت الوجود و وحدت الشہود	〃
۲۰- مرآۃ الاسرار (تصوف کی ایک ہزار سالہ تاریخ) (مصنف) شیخ عبدالرحمٰن چشتیؒ	〃
۲۱- جوامع الکلم (اردو ترجمہ) مصنف: حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ	〃
۲۲- مکتوبات قدوسیہ (اردو ترجمہ)	〃
۲۳- مقابیس المجالس (ملفوظات حضرت خواجہ غلام فریدؒ)	〃
۲۴- تذکرہ حضرت خواجہ خدا بخش خیرپوریؒ	〃
۲۵- تلقین لدنی (اردو ترجمہ) مصنف: حضرت شیخ محکم الدین سیرانیؒ	اردو اکیڈمی معرفت شہاب دہلوی صاحب ماڈل ٹاؤن اے - بہاولپور

marfat.com

marfat.com